ندائے حرم کا مقصد

۱۔ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے اغراض و مقاصد کی اشاعت اور ان کی تکمیل کے لئے کوشش۔

۲۔ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے سرپرستوں اور معاونین کو اس کے اہم اور ضروری حالات سے روشناس کرنا۔

۳۔ مسلمانانِ ہند کو اسلامی دنیا کی اہم تحریکات عملی و معاشرتی جدوجہد اور علمی و دینی خدمات سے باخبر کرنا۔

ندائے حرم کا مسلک

۱۔ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے زیر سایہ ایک باہمہ مرکزی تحریک ہے اس لئے مجلہ ندائے حرم مرکز اسلامی کی آواز ہے۔

۲۔ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ غیور و باہمت مسلمانانِ ہند کی خدا کے گھر میں بہتر سالہ مشترکہ یادگار ہے اس لئے ندائے حرم کو عام اختلافی امور سے احتراز ہوگا۔

۳۔ سیاسی معاملات اور ملکی سیاست سے تعلق نہ ہوگا۔

ندائے حرم پابندیٔ وقت کے ساتھ ہر انگریزی ماہ کی ۱۵ تاریخ کو کم از کم ۴۰ صفحات پر شائع ہوتا ہے عدم وصول کی صورت میں ۲۵ تاریخ تک اطلاع دے کر دوسرا رسالہ طلب فرمائیں اس کے بعد دفتر معذور ہوگا۔ ماہنامہ ندائے حرم مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے مستقل سرپرستوں اور خاص معاونین کی خدمت میں ہدیۃً پیش کیا جاتا ہے۔

جواب طلب امور کے لئے محصول ڈاک بھیجئے۔

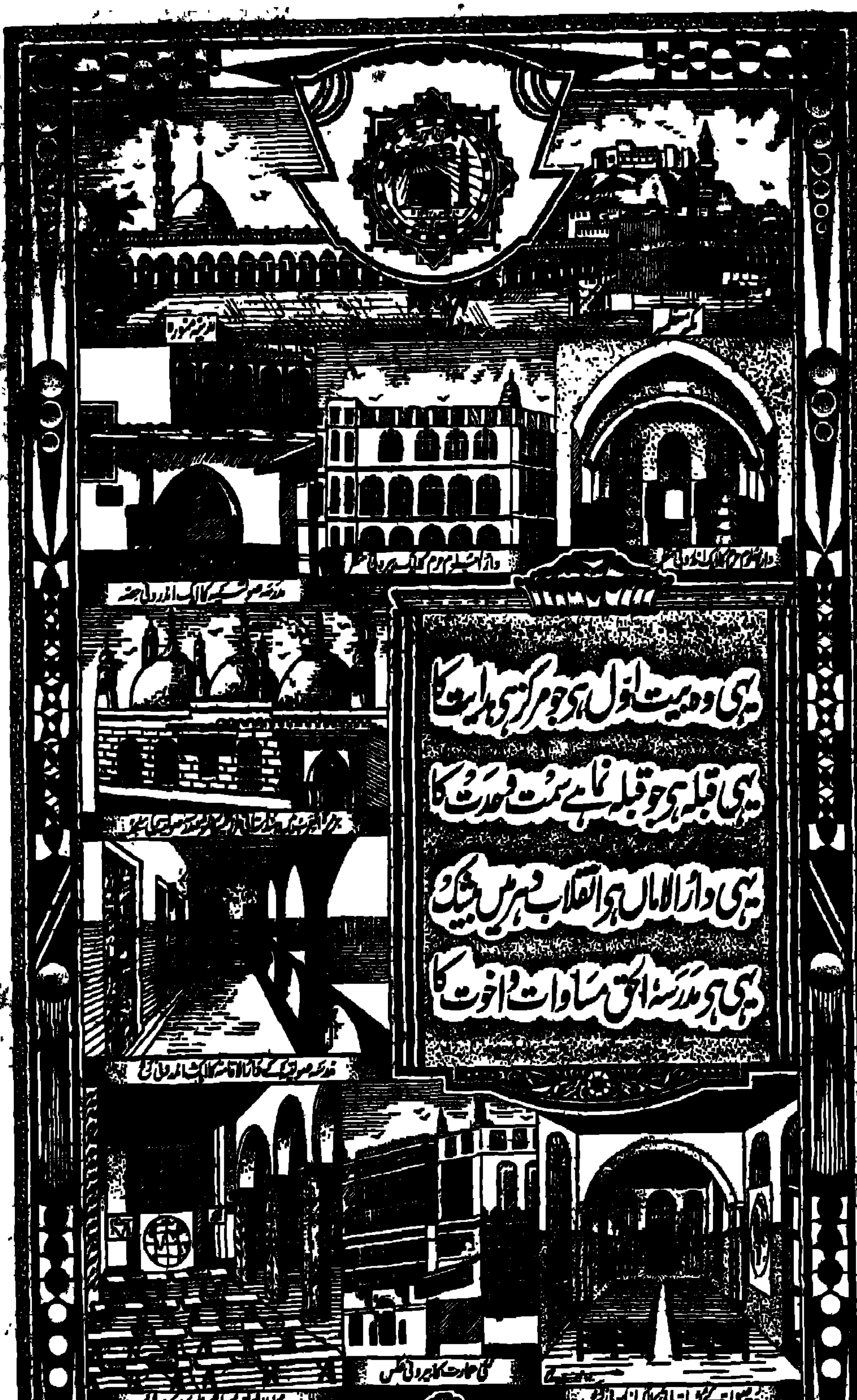
سالانہ اشتراک تین روپے (ٹکے)، فی پرچہ ۴؍ بیرون ہند سے ۶ شلنگ۔

رسالہ کے متعلق تمام ضروری خط و کتابت منتظم رسالہ ندائے حرم دہلی قرول باغ سے ہونی چاہئے۔

نمونہ کے لئے ۴؍ کے ٹکٹ آنا ضروری ہیں۔

ترسیل زر کا پتہ

معتمد صدر دفتر مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ دہلی قرول باغ



مرکز اسلام میں مسلمانانِ ہند کی مشترکہ یادگار مدرسہ صولتیہ ہندیہ مکہ معظمہ کی عمارات کے چند مناظر

تار کا پتہ:۔ صولتیہ دہلی
SAULATIYA DELHI

ندائے حرم

عدد　　　　مسئول ضیاء الدین احمد　　　　جلد ۵

بابت ماہ محرم الحرام ۱۳۶۴ھ مطابق ماہ جنوری ۱۹۴۵ء

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲	نظم		مذہب اور عقل، تجارت، دعوت و تبلیغ،
۳	الحمد للہ		نفسیات مذہب کا ایک گوشہ ،
	دورِ انقلاب کے کرشمے، دو نظریاتی آثار رحمۃ اللہ	۲۴	سلسبیل کوثر
	دار العلوم حرم کی تاسیس، امت کا اہم ترین فریضہ	۲۶	اسلام اور تعزیرات
	ندائے حرم کا ماضی و حال، اعترافات و تشکر ،		سزا کے مقاصد اور نظریہ انتقام کے مظاہر سفیہ اسلام اور سزائے قتل - دانت کے بدلے دانت شرعی حدود اور غلط تصورات ، یورپ در مقصد اصلاح
۱۰	اثرات		
	تصویر کا دوسرا رخ، عہد جاہلیت کا ایک نظارہ	۳۲	موج کوثر
۱۸	بصائر	۳۴	سفرنامہ ابن بطوطہ
	جنسی تعلقات کے حدود، اخلاقی ضابطہ کی تکمیل	۴۰	صحیفۂ سعادت

صدیق اکبرؓ

حکیم مشرق علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال مرحوم

اک دن رسولِ پاکؐ نے اصحابؓ سے کہا
دیں مال راہِ حق میں جو ہوں تم میں مالدار

ارشاد سن کے فرطِ طرب سے عمرؓ اٹھے
اس روز ان کے پاس تھے درہم کئی ہزار

دل میں یہ کہہ رہے تھے کہ صدیقؓ سے ضرور
بڑھ کر رکھے گا آج قدم میرا راہوار

لائے غرض کہ مال رسولِ امیںؐ کے پاس
ایثار کی ہے دستِ نگر ابتدائے کار

پوچھا حضورِ سرورِ عالمؐ نے اے عمرؓ!
اے وہ کہ جوشِ حق سے ترے دل کو ہے قرار

رکھا ہے کچھ عیال کی خاطر بھی تو نے کیا؟
مسلم ہے اپنے خویش و اقارب کا حق گذار

کی عرض نصف مال ہے فرزند و زن کا حق
باقی جو ہے وہ ملتِ بیضا پہ ہے نثار

اتنے میں وہ رفیقِ نبوت بھی آگیا
جس سے بنائے عشق و محبت ہے استوار

لے آیا اپنے ساتھ وہ مردِ وفا سرشت
ہر چیز جس سے چشمِ جہاں میں ہو اعتبار

ملکِ یمین و درہم و دینار و رخت و جنس
اسپِ قمر سم و شتر و قاطر و حمار

بولے حضورؐ چاہیے فکرِ عیال بھی
کہنے لگا وہ عشق و محبت کا رازدار

”اے تجھ سے دیدۂ مہ و انجم فروغ گیر
اے تیری ذات باعثِ تکوینِ روزگار

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیقؓ کے لئے ہے خدا کا رسول بس

الحمد للہ

سالِ نو اور آفتابِ تازہ

دار العلوم حرم کی تہترویں سالگرہ

"ندائے حرم" کی خدمت کا پانچواں سال

اَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۔ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝

ہم پر خدائے قادر و توانا کے دو احسان ہیں۔ اول یہ کہ دار العلوم حرم مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ نے اپنی زندگی کے بہتر ۷۲ سال پورے کئے اور اسے تہترویں سال میں قدم رکھنے کی توفیق بخشی گئی۔ دوم یہ کہ مرکزِ اسلام کی اس مرکزی گاہ کے ترجمان "ندائے حرم" کو بھی چار سال گذارنے اور پانچویں سال کو لبیک کہنے کی سعادت سے بہرہ ور فرمایا گیا۔

ماضی کی حکایت یہ ہے کہ حرم مقدس کی تربیت گاہ پر پورے بہتر ۷۲ سال گذر گئے اور حرم کے پاسبان "ندائے حرم" نے چار سال کے لیل و نہار میں اپنا فرض ادا کرنے کی کوشش کی۔ مستقبل کا نہ ہمکو علم ہے اور نہ اس کے لئے ہم ذمہ دار ہیں۔ تاہم جہاں تک ہمارے اپنے وجدان کا تعلق ہے اور جس حد تک ماحول سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے ہم اپنے اس یقین کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ جس وجودِ مطلق کے نام پر ارضِ حرم میں علم و معرفت کا یہ باغ لگایا گیا ہے۔ اس کی آبیاری کیلئے وہ خود غیب سے سامان کریگا اور خدام و معاونین کو بے یار و مددگار نہ چھوڑے گا۔

بلاشبہ ہمیں اپنی درماندگیوں اور کمزوریوں کا اقرار ہے۔ ہم وقت کی آزمائشوں اور راہ کی مشکلات سے فکر مند ہیں۔ ہمیں رکاوٹوں اور سختیوں کی طرف سے پورا اندیشہ ہے

لیکن ہم نتیجہ کی طرف سے ہراساں نہیں ہیں "ہمیں یقین رکھنا چاہیئے کہ خدا کی جس رحمت نے ابتدا کی بے سروسامانیوں میں ہمارا ساتھ دیا تھا وہ درمیان کی اس آزمائش میں بھی ہماری دستگیری کرے گی اور بالآخر انجام کی فتح مندی بھی ہمارے ہی لئے ہے"۔

۱۸۵۷ء کی تباہی میں جب مذہب و معاشرت کا کالبد خاکستر ہو رہا تھا۔ ایک اللہ کا بندہ اٹھا اور اس نے خارزار ہند کو خیرباد کہکر حرم مقدس کے سائے میں پناہ لی۔ اس بے یار و مددگار نے چاروں طرف دیکھا، کچھ سوچا۔ کسی حد تک ماحول کا اندازہ لگایا اور احوال و ظروف سے آگاہ ہو کر ایک خیال کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی وہ خیال یہ تھا کہ ارض حرم کائنات روحانی کا مرکز ثقل ہے۔ عالم اسلامی کا قلب و جگر ہے۔ ہیئت اجتماعیہ اسلامیہ کی روح رواں ہے۔ نصف دنیا کا کعبۂ مقصود ہے۔ لیکن اس مرکز اسلام میں کوئی مرکزی تربیت گاہ نہیں۔ علوم و معارف کا کوئی گلشن نہیں۔ حیرت ہے کہ جو مقام مقدس تمام امت کی پناہ گاہ ہو وہ علم و عرفان کے آب زلال سے محروم رہے۔ اس خیال کا آنا تھا فانظر الی آثار رحمۃ اللہ کا نعرہ زبان سے نکلا اور مولانا محمد رحمت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس مقصد کو لے کر کھڑے ہو گئے اور خدا کے بھروسہ پر دارالعلوم مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کی داغ بیل ڈالدی

دورِ انقلاب کے کرشمے

انقلاب ۱۸۵۷ء کی یاد کو فراموش نہ ہونا چاہیئے۔ یہ دور مسلمانان ہند کے لئے قیامت سے کم نہ تھا۔ اسی دور کی یہ خصوصیت ہے کہ مسلمانوں کی قبائے سیاست پارہ پارہ ہوئی۔ ان کی عظمت کے تمام نقوش مٹ گئے۔ ان کے باقیات پر اغیار کا تسلط ہوا۔ ان کی تمدنی اور اخلاقی دنیا یکسر بدل گئی۔ ان کے جوان بوڑھے ہو گئے اور بوڑھوں نے پیغام اجل کو لبیک کہا ان کی تہذیب و تمدن بے گور و کفن رہ گئی۔ ان کی شوکت و سطوت کو دیس نکالا ملا۔ رہا مذہب اور مذہبی لوازم سو ان کی حالت سیاست سے مختلف نہ تھی جو حال سیاست کا ہوا اس سے مذہب کو بھی دوچار ہونا پڑا۔ سیاست کی آزمائشی گھڑیاں ۱۸۵۷ء سے شروع ہوتی ہیں مگر مذہب کو اس سے بہت پہلے قتل گاہ میں پہنچا دیا گیا تھا۔ تجویز یہ تھی کہ پہلے اسلام پر حملہ ہو اور اہل اسلام کی گردنوں میں صلیب آویزاں کی جائے اور جب اسلامی روح دم توڑنے لگے تو اسلامی سیاست کی شہ رگ بھی کاٹ ڈالی جائے۔ ایک طرف ایسٹ انڈیا کمپنی کا قاہرانہ نفوذ تھا۔ دوسری طرف انگلستان کے پادری اور ان کی پروردہ پارلیمنٹ تھی۔ پادری چاہتے تھے

کہ جس طرح اسلامی سیاست پر فتح پانے کا شرف کمپنی کو حاصل ہوا اسی طرح مذہب اسلام پر فاتحہ پڑھنے کی سعادت خود انہیں حاصل ہو۔

فانظر الی آثار رحمۃ اللہ

چنانچہ اس خیال کی تکمیل کے لئے عیسائی دنیا کے بڑے بڑے افضل العلماء کا انتخاب عمل میں آیا، اور رجال مذہب کا خوفناک بیڑا اسلام کے ناقابل تسخیر قلوب پر حملہ کرنے کے لئے تیار کر لیا گیا، چونکہ پادری فنڈر نے اسلام کے منہ آنے کی مشق خاص طور پر بہم پہنچائی تھی اس لئے اسی کو اس بیڑے کا سر عسکر قرار دیا گیا۔ یہ پادری فنڈر بظاہر ایک شخص تھا مگر اس کے وجود میں کل کلیسائیت سموئی ہوئی تھی فنڈر کی پشت پر پاپائے روم سے لے کر گارڈ نیال اور لشپیوں) کا بے شمار لاؤ لشکر تھا۔ وہ یورپ کی متحدہ یورش کا لائسنس لیکر آیا تھا اور اسے یقین تھا کہ اسکے ایک ہی حملہ سے اسلامی قلعہ کی بنیادیں ہل جائیں گی۔ لیکن جب وہ ہندوستان آیا اور اس کی نظر اس اللہ کے بندہ پر پڑی جو اسلامی سرحد کی حفاظت کے لئے مامور کیا گیا تھا تو اسکا تمام نشہ کافور ہوگیا اور مقابلہ کی پہلی ہی منزل میں (مناظرہ آگرہ) ایسا گرا کہ یورپ کی کوئی طاقت اسے نہ سنبھال سکی۔

حجۃ الملت والدین حضرت مولانا مولوی محمد رحمت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نہ صرف یورپ کی اس متحدہ یورش کا زور توڑا اور اسلام کی حفاظت میں جان کی بازی لگائی بلکہ عیسوی مذہب پر اس زور اور قوت سے حملہ کیا کہ صلیبیوں کی فوجوں باختگی میں اپنی راہ بھی بھول گئی اور کلیسا کو لینے کے دینے پڑ گئے، حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے نہ صرف یورپ کے متحدہ بیڑے کو شکست فاش دی بلکہ عیسوی تابوت میں آخری کیل ٹھونکنے کیلئے ایسا عظیم الشان اور قیمتی ذخیرہ بھی فراہم کر دیا جو تیر کی طرح قلب کلیسا کے ہمیشہ پار ہوتا رہے گا۔

حضرت مولانا کا یہ کارنامہ ایسا ہے جسے یورپ کے مستشرقین نظر انداز نہیں کر سکتے حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے اس مناظرے کے پورے حالات اپنی تصانیف اظہار الحق (عربی) ازالۃ الاوہام (فارسی) اور ازالۃ الشکوک (اردو) میں قلمبند فرما کر صحیح طور پر کلیسائی دنیا کیلئے صف ماتم بچھا دی۔ آپ کے اس اسلامی اور علمی جہاد نے نہ صرف ہندوستان کی اسلامیت کو اپنے حصار میں لے لیا بلکہ عرب اور ترکی کی اسلامی دنیا بھی اس قابل ہوگئی کہ نصرانیت کا کامیابی کیساتھ قلع قمع کر سکے!

دار العلوم حرم کی تاسیس

حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب قدس سرہ العزیز

جب داخلی فتنوں کا سد باب کر چکے تو اس مقدس کام کیلئے حرم مقدس کا رُخ فرمایا جس کی طرف اسلامی دنیا کے دماغوں کو متوجہ ہونے کا موقع نہ ملا تھا۔ آپ نے خدا کے برگزیدہ مقام پر کعبہ کے زیر سایہ انوار و تجلیات سے معمور خطہ میں خیر و برکت کی ساعتوں میں ایک مرکزی دار العلوم کا سنگ بنیاد رکھا اور ایک ایثار پیشہ اور مخیر خاتون صولت النساء بیگم صاحبہ مرحومہ کی مالی امداد سے ان کے نام پر مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کی تاسیس عمل میں آئی۔

مقدس سرزمین کی یہ مقدس درسگاہ اس عالمگیر تخیل کا ایک خاکہ ہے جو بانی مدرسہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں تیار ہوا تھا یعنی یہ دینی تربیت گاہ ایک ایسی مرکزی حیثیت اختیار کرلے کہ مسلمانوں کا جملہ تعلیمی نظام اس کے ساتھ وابستہ ہو جائے اور اسے دنیائے اسلام کی واحد یونیورسٹی بننے کا فخر حاصل ہو۔ اس دار العلوم کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کی آمدنی محدود ہے لیکن نتائج غیر محدود۔ اسکا نظام و انتظام عصری رجحانات کا آئینہ دار ہے۔ امت کی نئی ضرورتوں کو پورا کرنا اسکا اولین نصب العین ہے۔ اگر مسلمانوں کی نظر التفات ذرا بھی اس کی طرف منعطف ہو جائے تو یقین ہے کہ امت کی کوئی مشکل باقی نہ رہے اور تعلیم و تربیت کا ایسا معیار قائم ہو جائے جس کی نئی نسل کو ضرورت ہے۔ حضرت بانی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ یہ تھا کہ اس دار العلوم کی ابتدا اور انتہا ہندوستانی مسلمانوں کے ہاتھ میں رہے، اسکی ترقی و بقا کا بار بھی انہی کے کندھوں پر ڈالا جائے اور مقامی امراء و سلاطین کی مالی امداد سے اسے ہمیشہ سبکدوشی حاصل رہے۔ آپ کی خدمت میں بارہا مدرسہ کی امداد کیلئے خطیر رقمیں پیش کی گئیں مستقل امداد کیلئے اصرار کیا گیا مگر حضرت بانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فیصلہ پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہے اور ناظم اول حضرت مولانا محمد سعید صاحب مرحوم و مغفور نے بھی آخر تک اس فیصلہ کو حرز جان بنائے رکھا۔ الحمد للہ آج بھی مدرسہ اپنے بانی کے اس قدیم مسلک اور وصیت پر قائم ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ درسگاہ حضرت مولانا رحمت اللہ قدس سرہ العزیز کے علمی جہاد و خلوص خدمت اور پیہم مساعی کی زندہ یادگار ہے جس کی ترقی و بقا صرف ہندوستان کے مسلمانوں کی امداد و اعانت پر منحصر ہے۔

امت کا اہم ترین فریضہ

چونکہ دار العلوم حرم صولتیہ اور ندائے حرم ملت کی امانت ہیں اس لئے اپنے حالات سے ملت کو مطلع کرتے رہنا ہمارا فرض ہے۔ خدا کا فضل ہے کہ صدر دفتر کو جو مشکلات درپیش تھیں اور جنکا اس نے ہمت و استقلا

کیساتھ مقابلہ کیا وہ اب بہت بڑی حد تک دور ہو چکی ہیں۔ تاہم ابھی وقت نہیں آیا کہ مرکز حرم کی مرکزی ضروریات خاطر خواہ پایۂ تکمیل کو پہنچ سکیں۔ ہماری راہ میں مالی مشکلات بدستور حائل ہیں۔ پہلے مشکلات کے ساتھ ابتلا اور آزمائش بھی تھی۔ اب آزمائش کی ساعتیں ختم ہوئیں مگر مالی مشکلات کی رکاوٹیں موجود ہیں۔ دنیا اس دور الحاد میں خدا سے دور ہوتی جا رہی ہے۔ مگر مسلمانوں کے لئے قرب الٰہی کا یہی وقت ہے۔ یورپ کو دیکھئے جو اپنے الحاد اور بے دینی کیلئے مشہور رہے مگر یہی یورپ اور امریکہ دیر و کلیسا کے بار کو اپنی پشت پر اٹھائے ہوئے ہیں۔ مشنریوں کا سالانہ بجٹ کروڑوں تک پہنچتا ہے جسے نہ آپ پورا کرتے ہیں نہ ہم بلکہ وہی یورپ کی الحادی دنیا پورا کرتی ہے جو خدا سے دور اور مذہب سے بے تعلق ہے۔ دوسری طرف ام القریٰ بیت خلیل ارض حرم پائےگاہ نبوی اور تخت گاہ انبیاء و رسل ہے جو ستر کروڑ مسلمانوں کی آخری تکیہ گاہ ہے۔ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کو بھی اس مقدس سرزمین سے انتساب کا فخر حاصل ہے اور یہی وہ مرکزی درسگاہ ہے جو حرم مقدس کی علمی دولت کی پاسبان ہے۔ تاہم مسلمانوں کو اس کا خیال تک نہیں۔ انھیں اپنی پہلی فرصت میں اس کا خیال کرنا چاہیئے اور اسکی سرپرستی کے لئے دست امانت بڑھانا چاہیئے تاکہ ربانی تقدیس کے گہوارہ میں یہ گلشن نوبہار اپنی پوری بہار دکھا سکے اور ساری دنیا میں اس درسگاہ کو مرکزیت اور مرجعیت کا مرتبہ حاصل ہو جائے۔

ندائے حرم کا ماضی و حال

"ندائے حرم کا اولین مقصد یہ ہے کہ وہ درسگاہ حرم کا پیغام وابستگان حرم تک پہنچائے۔ اس کی توسیع و ترقی کے وسائل پر بحث کرے اور اس کے اغراض و مقاصد کی اشاعت میں نمایاں حصہ لے۔ اگرچہ جنگ کے زمانہ کی مشکلات اور حد سے گذرے ہوئے مصارف کے باعث ہم اس فرض کو کما حقہ ادا نہ کر سکے تاہم اس سلسلہ میں جو قدم اٹھایا گیا وہ خدا کے فضل سے حوصلہ افزا ہے۔ ندائے حرم نے جو سب سے بڑا کام انجام دیا ہے وہ یہ ہے کہ اس نے مسلمانان ہند کو مرکزیت کی دعوت دی اور مرکز حرم سے روشناس کرنے کے لئے انھیں ماہ بماہ بیدار کیا۔ اس نے عصری رجحانات کا اندازہ لگا کر یہ بھی بتایا کہ اسلام کی صحیح اشاعت کا طریقہ کیا ہے۔ مغربی اقوام کو کن اصول پر دعوت دینی چاہیئے اور ان کی فسوں کاریوں کے رد عمل کیلئے کن دماغوں کی ضرورت ہے اور افکار عصری اور جدید ترقیوں میں اسلام اور مسلمانوں کی مساعی کو کتنا دخل ہے۔ ندائے حرم کا دائرہ عمل گو محدود ہے۔ وہ دار العلوم حرم کے اغراض و

مقاصد کا پاسبان ہے تاہم اس نے مغربی رجحانات کا مقابلہ کرنے، اسلامی روایات کو زندہ کرنے اور تجدد پسندوں کو مخاطب کرنے میں جو نمایاں حصہ لیا ہے وہ ناظرین کرام سے پوشیدہ نہیں ہے۔

ہندوستان اور بیرون ہند کے جن علم دوستوں نے ندائے حرم کی خدمات کو سراہا ہے اور اسکی آواز کو لبیک کہنے میں کوتاہی نہیں کی۔ ہم ان کے اس ملی احساس پر ہدیۂ امتنان وتشکر پیش کرتے ہیں اور ساتھ ہی عرض گذار ہیں کہ ندائے حرم مسلمانان ہند کی امانت ہے اسکی کامیابی ہم سب کی کامیابی اور اسکی بقا ہم سب کی بقا ہے؛ ہمیں توقع رکھنی چاہیے کہ ندائے حرم کے محسنین ومعاونین اور قارئین کرام اسکے اطراف وجوانب پر نظر ڈال کر اس کی اشاعت وترقی میں حسب معمول حصہ لیں گے۔ دوسرے مسلمانوں تک اسکی آواز پہنچائینگے اور صدر دفتر کو اپنے نیک اور مفید مشوروں سے سرفراز فرماتے رہیں گے ہمیں فخر ہے کہ ہندوستان کے ذی ہوش اور بالغ نظر طبقہ نے اسکی سرپرستی قبول کر کے ہماری دستگیری فرمائی ہے اور انہیں اسکی زندگی اور بقا کا خاص خیال ہے۔ بایں ہمہ ضرورت ہے کہ اس کا دائرۂ اشاعت وسیع ہو اور اس معاملہ میں ہمیں تمام معاونین ومحسنین کا تعاون حاصل رہے۔

"ندائے حرم" کے سلسلہ میں ہم ایک اہم بات کی طرف ضروری توجہ دلانا چاہتے ہیں۔ اسکی اشاعت کا مقصد جلب منفعت نہیں ہے۔ اگر یہ مقصد ہوتا تو محض خریداری اس کے لئے کافی تھی لیکن محض خریداری اس کا اصل مقصد نہیں ہے۔ حقیقی مقصد یہ ہے کہ مسلمان اسے پڑھیں اور اپنے نور بصیرت کے مطابق اس سے مستفید ہوں، اس کے مقالات ومضامین۔ اشرات اور بصائر کی تسوید میں بڑی تحقیق اور کاوش سے کام لیا جاتا ہے"۔ ندائے حرم جن ہاتھوں میں پہنچتا ہے اگر وہ اسکو طاق نسیان پر رکھ کر بے فکر ہو جائیں تو یہ صرف ہمارے مقصد کا خون ہوگا بلکہ ہماری مساعی اور تحقیق وکاوش کی بھی توہین ہو۔ ہم چاہتے ہیں کہ مسلمان اسے پڑھیں اور دوسروں کو پڑھکر سنائیں تو ہمارا مقصد حاصل اور دیدہ ریزی اور کاوش کی قیمت وصول۔ امید ہے کہ ہمارے محسنین کرام ہماری اس گذارش کا خاص خیال رکھیں گے تاکہ ہمارے دل میں مزید مساعی کیلئے حرکت پیدا ہو اور ہم بہتر سے بہتر خدمات انجام دینے کے لئے اپنے آپ کو آمادہ کر سکیں۔

اعتراف وتشکر | اللہ کا فضل واحسان ہے کہ ہمارے معاونین کو ہم سے زیادہ ہمارے کاموں کا احساس ہے اور وہ پوری دلچسپی کے ساتھ ہمارا ہاتھ بٹانے میں

مصروف ہیں اگر ان کی امداد شامل حال نہ ہوتی تو ہم اپنے سفر کی ایک منزل بھی طے نہ کر سکتے۔ آن بلد امین اور حرم مقدس کی جو آواز ہندوستان میں بلند ہو رہی ہے یہ ان ہی کی توجہات خصوصی و نظر التفات کا کرشمہ ہے۔ خداوند قدوس ان محسنین اور معاونین کو دین و دنیا کی دولت سے مالا مال کرے۔

یہ امر بھی باعث اطمینان ہے کہ امداد اہل حرمین شریفین کی مد میں بھی معاونین نے کافی حصہ لیا اور اہل حرمین کو اپنی امداد سے نوازا۔ صدر دفتر آئندہ بھی اس خدمت کو سپاس گزاری کے ساتھ انجام دیتا رہیگا۔ مخیر حضرات کیلئے امداد اہل حرمین کا دروازہ ہر وقت کھلا ہوا ہے۔

اسی طرح نفلی حج بدل کی جو تحریک ملک کے سامنے پیش کی گئی تھی اسے بھی بنظر استحسان دیکھا گیا۔ اس تحریک کو صدر دفتر نے خدا کا نام لے کر قبول کیا ہے۔ امید ہے کہ اہل ملک بھی اس میں حصہ لے کر دوہرے اجر و ثواب کے مستحق بنیں گے۔

سطور بالا میں جو کچھ عرض کیا گیا ہم اس سے زیادہ کچھ کہنا نہیں چاہتے کہ مرکز اسلام کی مرکزی درگاہ اور اسکی اہمیت آپ کے سامنے ہے۔ اب یہ کام عالی ہمت اور قدردان مسلمانوں کا ہے کہ وہ مرکز اسلام کے اس روحانی اور علمی سرچشمہ کو تروتازہ رکھیں، اسے عام اور وسیع کرنے کی تجاویز کو عملی جامہ پہنائیں۔ اور اس کا اجر اس بارگاہ سے حاصل کریں جس پر دین اور دنیا کی سعادتوں کی دولت کا مدار ہے۔

اثرات

ترقی اور تمدن کے دو گوشے

عہد جاہلیت کی چند یادگاریں

ہمارا اور آپ کا تعلق ایک ایسے عہد سے ہے جو ترقی اور تمدن میں اپنی نظیر آپ ہے۔ بٹن دبا یا اور روشنی کے قمقمے جگمگا اٹھے۔ پنکھوں سے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں آنی شروع ہوگئیں۔ جی چاہا کہ دور و دراز ممالک کی سیاحت کریں، ریل میں بیٹھے کہ برسوں کا سفر دنوں میں طے ہوگیا۔ ہوائی جہاز میں اڑے اور چند گھنٹوں میں ہی چند ہزار میل کی مسافت ختم کرلی، دل میں تفریح کی خواہش پیدا ہوئی سوئی کو ٹھکانے لگایا اور دلنواز نغمے کانوں میں آنے شروع ہوگئے۔ دیکھئے یہ آواز کہاں سے آئی ہے! کوئی بہت بڑا مدبر تقریر کر رہا ہے ریڈیو نے ملکی اور غیر ملکی کا سوال حل کرکے رکھ دیا ہے۔ گھر بیٹھے دنیا بھر کی خبریں سن لیجئے۔ بیٹھے بیٹھے اکناف عالم کے کوائف معلوم کرلیجئے۔ کیسی زوردار تقریر ہے! اور کل تو اسٹالن نے ایسی تقریر کی کہ بس آزادی کی سوتیں بہ نکلیں! غلہ تو موجود ہے بس ذرا قدم اٹھا کر بجلی کی چکی پر چلے جائیے اور دو چار من آٹا کھڑے کھڑے پسوا لیجئے۔

موجودہ دنیا میں ہر قسم کی سہولتیں مہیا ہیں۔ تہذیبی اور ذہنی اعتبار سے تو گویا یہ دنیا جنت عدن کا مقابلہ کر رہی ہے۔ کیسی زبردست یونیورسٹی ہے؟ کیا کہنا ہے ہائی کورٹ کی عمارت کا؟ اور گورنر صاحب کی کوٹھی بھی کبھی ملاحظہ فرمائی ہے؟ بس سارے شہر میں ایک ہی عمارت ہے؟ یہ دیکھئے فلاں بینک ہے۔ کروڑوں روپیہ ادھر سے ادھر ہوتا ہے اور کانوں کان خبر نہیں ہوتی۔ یہ دیکھئے ہسپتال ہے۔ دنیا کی ہر دوا موجود۔ نازک سے نازک آلات سے کام کیا جا رہا ہے۔ ایکس رے نے تو کمال ہی کر دیا کہ جسم کے اندرونی اعضا ایک ایک کرکے سامنے آگئے! اوہو! یہ کونسل ہال یا اسمبلی ہے۔ بس قلعہ ہے جس میں دس ہزار آدمی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے کام کر رہے ہیں، دروازوں پر

[illegible] ہے ۔ [illegible] پاس کے بغیر کیا مجال کہ کوئی شخص وہاں قدم بھی رکھ سکے! اور وہ سامنے [illegible] عمارتیں ہیں جہاں بارعب انسان بیٹھے ہیں اور چند لوگوں کے [illegible] ہیں ۔ اور یہاں ڈاک خانہ؟ دنیا کے خطوط اس کے ذریعہ آتے جاتے ہیں [illegible] خطوط اور روپیے کا ڈھیر لگا پڑا ہے ۔ اگر یہ محکمہ نہ ہوتا تو بازاروں اور [illegible]

[illegible] ایک نظر کارخانوں پر بھی ڈال لیجئے ہزاروں گز کپڑا روزانہ تیار ہوتا ہے ۔ رنگ برنگ کے کپڑے [illegible] اور قیمت کے اعتبار سے دیکھئے آسمان سے باتیں کر رہی ہے ۔ دس ہزار مزدور کام پر لگے ہوئے ہیں [illegible] اسلئے بڑی ہما ہمی اور چہل پہل ہے ۔

تصویر کا دوسرا رخ

یہ تو شہروں اور آبادیوں کا حال ہے جہاں تہذیب جدید کے جملہ لوازمات کی فراوانی ہے ۔ اب ذرا دل کی مملکت اور سینوں کی آبادیوں میں بھی دو قدم چل کر دیکھئے کہ حضرت انسان کا کیا حال ہے ۔

اور یہ ساری آبادی ویران ہے ۔ ہر شخص حزین و ملول ہے ۔ آبادی کا تین چوتھائی حصہ نان جویں تک سے محتاج ہے ۔ قرض کے بار گراں سے ہر شخص کی کمر دُہری ہے ۔ یتیموں بیواؤں اور عمر رسیدہ بزرگوں کا کوئی پرسان حال نہیں ۔ شاید ان غریبوں کے پاس بادشاہ ضرور آتا ہوگا اس کا نائب آکر یہ ضرور پوچھتا ہوگا کہ پیٹ کا کیا حال ہے ۔ آج روٹی ملی یا نہیں؟ افسوس ان کے پاس بادشاہ تو کیا آئیگا ۔ ایک معمولی سپاہی تک نہیں آتا ، بھوکوں کا کوئی پرسان حال نہیں ۔ روٹی کو ترسنے والے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر جان دے رہے ہیں اور ہمارے پاسبانوں کے کانوں کان خبر نہیں ہوتی ۔ ایک بھوکا شخص اپنے بھوکے بال بچوں کی معصومیت کا واسطہ دے کر روٹی مانگتا ہے جواب ملتا ہے کہ پاسبانوں کے پاس روٹی نہیں ۔ جیل اور ہتھکڑیاں ہیں ۔ اگر روٹی چاہتے ہو تو کسی جگہ نقب لگاؤ ۔ کسی کا سر پھوڑ دو ۔ آئین و قانون کی کسی دفعہ کو توڑ دو ۔ اس کے بعد تمہیں جیل بھیجا جائیگا ۔ وہاں تمہیں پیٹ کے لئے کچھ نہ کچھ مل ہی جائیگا ۔ دل ویران ، دماغ پریشان ، طبیعتیں پراگندہ جمعیت خاطر منتشر ۔ فراغ خاطر عنقا ۔ اطمینان قلب کافور ۔ سکون دماغ از دست رفتہ ۔ مادی ترقیوں کی یہ ہما ہمی اور دماغی ذہنی زوال کا یہ حال ! [illegible]

عہد جاہلیت کا ایک نظارہ

اب ذرا ڈیڑھ ہزار برس پہلے کے حالات پر غور کیجئے ۔ نہ وہاں موٹریں اور ریلیں نہ پختہ سڑکیں ، نہ عالی شان ہوٹل ۔

اور نہ اخبارات نہ ریڈیو۔ نہ ٹیلیفون نہ گراموفون ۔ نہ مل اور کارخانے ۔ نہ اسمبلی ہال، نہ ہائی کورٹ کی عمارتیں، نہ لائبریریاں۔ نہ لیبوریٹریاں ۔ نہ سائنس ۔ وا کتشافات ۔ نہ زراعت وآبپاشی کے محکمے ۔ اونٹ چرانے والے اور اونٹ کے دودھ پر بسر اوقات کرنے والے خانہ بدوش ۔تہذیب جدید کے لوازم سے محروم نہ پروپیگنڈہ کے فن سے واقف ۔ نہ بین الاقوامی تعلقات کے ماہر۔ بظاہر وحشی اور تاریک ماحول کی مخلوق۔

مگر اُن کے دلوں میں روشنی ۔ ان کے قلب میں درد و تڑپ ۔ان کے دماغوں میں انصاف و محبت ،ان کے ہاتھوں میں اکسیر۔ ان کے قدموں میں برکت ۔ ان کا بادشاہ بھی معمولی افراد میں سے ایک فرد ۔ ان کا گورنر بھی ،پبلک کا ایک ادنیٰ خادم وچاکر۔ ان کے محل وہی پھونس کے جھونپڑے۔ ان کی اسپیشل ٹرینیں وہی اونٹ اور اونٹنیاں ۔ وہ کراہنے والوں سے پوچھتے ہیں کہ بھائی کیوں کراہتے ہو؟ وہ بھوکوں سے دریافت کرتے ہیں کہ روٹی کب سے نہیں ملی ؟ وہ بیواؤں اور یتیموں سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا حال ہے؟ وہ اپاہجوں کو دیکھ کر زار و قطار رونے لگتے ہیں ۔ وہ کمزور عورتوں سے کہتے ہیں کہ ہم تمہاری ضروریات بازار سے لا کر دیں گے ۔ وہ مساکین سے کہتے ہیں کہ لو یہ گز تک اس کے سوا میرے پاس کچھ نہیں ہے!

"ان کا معمول تھا کہ مجاہدین کے گھروں پر جاتے اور عورتوں سے کہتے کہ تم کو بازار سے کچھ منگوانا ہو تو لا دیا جائے ۔ وہ اپنی لونڈیاں ان کے ساتھ کر دیتیں ۔ اور وہ چیزیں خرید کر ان کے حوالے کر دیتے ۔"

یہ کون ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

"مقام جنگ سے قاصد آتا ہے اور اہل فوج کے خطوط لاتا ہے۔ آپ خود ان کے گھر پہ پہنچا آتے اور کہتے کہ تم خطوط کا جواب لکھوا رکھو۔ کاغذ. قلم دوات خود مہیا فرماتے اور جس گھر میں کوئی حرف شناس نہ ہو تو خود چوکھٹ کے پاس بیٹھ جاتے اور گھر والے جو لکھواتے لکھتے جاتے ۔"

یہ عہد جاہلیت کے کون بزرگ ہیں؟ فاتح عرب و عجم ۔امیرالمومنین حضرت فاروق اعظم!

"ایک دفعہ آپ دارالخلافہ کو واپس آرہے تھے۔ راستہ میں ایک خیمہ کے اندر ایک بوڑھی عورت کو دیکھا۔ اس سے پوچھا، عمر کا کچھ حال معلوم ہے؟ اس نے کہا ہاں! شام سے روانہ ہو چکا ہے لیکن خدا اسے غارت کرے آج تک اس کے ہاں سے مجھے ایک حبہ تک نہیں ملا! حضرت نے فرمایا ۔ اتنی دور کا حال عمر کو کس طرح معلوم

ہو سکتا ہے؟ بولی اگر اسے رعایا کا حال معلوم نہیں تو خلافت کیوں کرتا ہے؟ یہ سنتے ہی آپ بے اختیار رو پڑے۔"

یہ کون صاحب ہیں؟ سوچ کر جواب دیجئے۔

"ایک دفعہ آپ لوگوں کو کھانا کھلا رہے تھے۔ ایک شخص کو دیکھا کہ بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے۔ پاس جاکر کہا داہنے ہاتھ سے کھاؤ۔ اس نے کہا غزوۂ موتہ میں میرا داہنا ہاتھ جاتا رہا۔ آپ پر رقت طاری ہوئی۔ آنسو بہنے لگے۔ پاس بیٹھ کر فرمانے لگے میاں! تم کو وضو کون کراتا ہوگا! سر کون دھلاتا ہوگا؟ کپڑے کون پہناتا ہوگا؟ پھر آپ نے اس شخص کے لئے نوکر مقرر کردیا کہ تا عمر خدمت کرتا رہے۔"

یہ کن صاحب کا ذکر خیر ہے؟ اسلام کے خلیفۂ دوم کا!

"جس سال عرب میں قحط پڑا ان کی عجیب حالت ہوئی۔ جب تک قحط رہا گوشت مچھلی، گھی کا استعمال ترک کردیا۔ نہایت خضوع سے دعا مانگتے تھے کہ اے خدا! اپنے بندوں کو میری شامت اعمال سے تباہ نہ کیجو! آپ کے خادم کا بیان ہے کہ قحط کے زمانہ میں آپ کی جو حالت تھی اس سے اندازہ کیا جاتا تھا کہ اگر قحط رفع نہ ہوگا تو وہ اس غم میں گھل گھل کر جان دیدیں گے۔"

سینہ پر ہاتھ رکھکر قسم کھاکر بتائیے آپ کو کونسا زمانہ پسند ہے؟ کس قسم کا فرمانروا محبوب ہے؟ یہ تو عہدِ جاہلیت کی باتیں ہیں۔ مشینی عہد پر اسے کس طرح ترجیح دیجا سکتی ہے؟ مگر سچ بتایئے آپکی فطرت کیا کہتی ہے۔ دل میں کس کی جستجو ہے؟ ایا موجودہ فراعنہ کی چاکری۔ ذلت فقر و فاقہ؟ یا عہدِ جاہلیت کا امن۔ اطمینانِ قلب، فراغ خاطر، سکون و راحت۔ انصاف و مساوات اور اسکی انسانی ہمدردیاں؟

ان فی ذالك لعبرة لاولی الابصار

بڑی رانی صاحبہ

رب کعبہ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ دارالعلوم حرم مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے معاونین میں اللہ کی نیک بندیاں بھی شامل ہوتی جارہی ہیں اور یہ امر ہمارے لئے باعث اطمینان ہے کہ حرم مقدس کی اس دینی درسگاہ کو محترم خواتین کا زیادہ سے زیادہ تعاون حاصل ہوتا جارہا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ جس ذات نے ہماری دستگیری فرمائی وہی ذات آئندہ بھی ہماری نصرت فرمائے گا اور ہمیں بے یار و مددگار

نہیں چھوڑے گا۔

مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ مرحومہ صولت النساء بیگم کی زندہ یادگار ہے۔ اس خاتون کی مالی امداد کا یہ صدقہ ہے کہ آج سے بہتر سال پیشتر حرم محترم کے علم و دین صدق و تقویٰ اور تجلیات الٰہیہ کے ماحول میں اس اسلامی دار العلوم کی خشت اول رکھی گئی اور اس مقصد کیلئے خدائے پاک نے ایک ایسی خاتون کو توفیق بخشی جس کا اسوۂ حسنہ اسلامی خواتین کے لئے تا قیامت نمونۂ عمل بنا رہیگا۔ یقین رکھئے کہ جو خواتین حرم مقدس کی اس یادگار کو اپنے مقدس ہاتھوں سے تھامنے اور اسے ترقی دینے کی کوشش فرمائیں گی۔ وہ نہ صرف بیکراں اجر و ثواب کی مستحق ہوں گی بلکہ رہتی دنیا تک ان کا یہ حسن عمل وابستگان حرم کے لئے شمع ہدایت بنا رہیگا۔

خواتین کی مالی اعانت کے سلسلہ میں جناب بڑی رانی صاحبہ جہانگیر آباد کی توجہ فرمائی کارکنان مدرسہ صولتیہ کے لئے انتہائی تسکین اور اطمینان کا باعث ہے۔ محترمہ موصوفہ نے مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کی امداد کے لئے ایک سو روپیے کی رقم صدر دفتر کو ارسال فرمائی ہے۔ ہماری دعا ہے کہ جن ہاتھوں سے مدرسہ کی یہ اعانت ہوئی ہے رب کعبہ ان ہاتھوں کو دین و دنیا کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے۔ اور دار العلوم حرم کے تمام علماء اساتذہ اور معصوم طلبا کی دعائیں آپ کے شامل حال رہیں۔

محترمہ بیگم صاحبہ حافظ حبیب الحق صاحب مرحوم

اللہ کے مقدس گھر کا یہ کتنا بڑا فیض ہے کہ جانے والے اس گھر کے تعلیمی مرکز کو بے یار و مددگار چھوڑ کر نہیں جاتے اور ان کی زندگی کے بعد بھی ان کا مالی فیض ساکنان حرم کے لئے برابر جاری رہتا ہے! حافظ حبیب الحق صاحب مرحوم مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے پرانے معاونین میں سے تھے۔ مرحوم نے اپنی زندگی کے لمحوں میں ہمیشہ اس یادگار کو یاد رکھا اور اسے اپنی مالی اور اخلاقی امداد سے نوازتے رہے۔ کس قدر مسرت اور اطمینان کی بات ہے کہ مرحوم کی محترمہ بیگم صاحبہ نے اس تعلق کو باقی رکھا ہے۔ اور وہ خود جانے والے مرحوم کی زندہ یادگار بن گئی ہیں۔ آپ نے صدر دفتر کو مکہ معظمہ کی بیوگان و یتامیٰ اور غربا کے لئے ایک سو روپے کی رقم ارسال فرمائی ہے۔ اللہ تعالےٰ اس خدمت کو قبول فرمائے اور معطیہ کو اجر عظیم کے ساتھ خدمت اسلام و مسلمین کی زیادہ سے زیادہ توفیق دے۔ بلاشبہ اس مرکز اسلام کو محسنین کے تعاون کی ضرورت ہے۔ لیکن

اس کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ وابستگان حرم اسے پہچانیں۔ اس کی ضرورت کا احساس کریں اور اس کی اہمیت سے کسی وقت غافل نہ ہوں۔ سو خدائے تعالیٰ کا شکر ہے کہ ندائے حرم اپنے اس مقصد میں بھی کامیاب ہو رہا ہے۔ محترم خواتین میں یہ احساس پیدا ہو چلا ہے اور مرکز اسلام کی اہمیت ان کے دلنشیں ہوتی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ حافظ صاحب مرحوم کو باقیات الصالحات کا اجر عظیم عطا فرمائے اور بیگم صاحبہ کو دارین کی کامیابی اور ترقی بخشے۔ آمین۔

جناب محمد ادریس صاحب سلہٹ آپ نے صدر دفتر کو امداد اہل حرمین شریفین کے لئے پانچ سو روپے کی خطیر رقم ارسال فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے نیک ارادوں اور دلی مقاصد کو پورا فرمائے اور معصومین حرم کی دعائیں ہمیشہ آپ کے شامل حال رہیں۔

جناب محمد صدیق عبد اللطیف صاحبان منصوری آپ دار العلوم صولتیہ کی امداد میں ہمیشہ نمایاں حصہ لیتے رہے ہیں اور ہر موقعہ پر آپ نے مرکز اسلام کو یاد رکھا ہے۔ آپ نہ صرف خود امداد فرماتے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی ترغیب دے کر اجر و ثواب حاصل کرتے رہتے ہیں آپ کی مساعی سے اکثر رقمیں دفتر کو موصول ہوتی رہتی ہیں

آپ نے حال ہی میں ایک سو باون روپے کی رقم بعض اہل خیر حضرات سے جمع کر کے ارسال فرمائی ہے۔ آپ کی ذات گرامی صدر دفتر کی ہمت افزائی کا باعث ہے اللہ تعالیٰ آپ کو حسن نیت کا بہتر اجر عطا فرمائے اور دارین کی سعادتوں سے نوازے۔ جن حضرات نے مالی امداد میں آپ کا ہاتھ بٹایا ہے ان کا جذبہ ایمانی ہمارے شکریہ سے بالاتر ہے۔ خدائے تعالیٰ انھیں بھی اپنے الطاف بے کراں سے سرفراز فرمائے۔

مولانا محمد حمید الدین صاحب صدیقی جالندھر دار العلوم صولتیہ کے معاونین میں آپ کی مساعی کو خاص مرتبہ حاصل ہے۔ آپ نہ صرف کار خیر کے لئے وقف ہیں بلکہ انہیں ہمیشہ پیش پیش رہتے ہیں اور اکثر رقوم آپ کے توسط سے ہمیں موصول ہوتی رہتی ہیں۔ بلاشبہ آپ خیر مجسم ہیں اور آپ کو در کعبہ کی جاروب کشی کا فخر حاصل ہے۔

آپ نے صدر دفتر کو دو سو چار روپے سات آنے کی رقم ارسال فرماکر نہ صرف اپنا فرض ادا کیا ہے بلکہ دارالعلوم حرم کی بقا کے لئے آپ ایک نیک مثال قائم کررہے ہیں۔ حق تعالیٰ آپ کو ہمیشہ شادکام وبامراد رکھے اور دوسرے مسلمانوں کے لئے آپ کا نمونہ مشعل راہ ثابت ہو۔

ایک اخفاپسند مخلص

اسے اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھنا چاہیے کہ وہ اپنے مقبول بندوں کو توفیق خیر دے کر ان سے اپنی رضا وخوشنودی کا کوئی کام لے۔ اس سے قبل ہم کلکتہ کے ایک ایثار مجسم نمونۂ خیر ہستی کا تذکرہ بارہا ان صفحات میں کرچکے ہیں۔ آپ نے دارالعلوم حرم صولتیہ کو ہمیشہ یاد رکھا ہے اور اسی کے ساتھ اہل حرمین شریفین کی امداد ودستگیری میں بھی کبھی کوتاہی نہیں فرمائی۔ خصوصاً اس دور ابتلا میں اپنی قومی ومشترکہ یادگار دارالعلوم صولتیہ کو آپ اکثر یاد رکھتے ہیں اور اس کی طرف دست اعانت بڑھاتے رہتے ہیں۔

"ندائے حرم" بابتہ ماہ ربیع الثانی ۱۳۹۳ھ میں بمد امداد اہل حرمین سبیل کوثر کے عنوان کے تحت صفحہ ۲۲ پر آپ کی جانب سے ۱۰۱/- روپیہ کی گرانقدر رقم اخفائے نام کے ساتھ شائع ہوئی ہے جس کی بابتہ ندائے حرم بابتہ ماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۳ھ ص ۹ پر چند سطور بطور اظہار تشکر ہم نے شائع کرنیکی مسرت حاصل کی تھی۔

اس رقم کے علاوہ آپ نے متعدد بار اپنی فیاضی اور فرض شناسی کا ثبوت دیا جسکے لئے ہم صدق دل سے ہدیہ تشکر پیش کرتے ہیں۔

حال میں آپ نے ہمیں ایک ہزار روپیہ کا بنک ڈرافٹ اپنے گرامی نامہ کے ساتھ ارسال فرمایا ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں "ایک ڈرافٹ مبلغ ایک ہزار روپیہ کا ارسال خدمت ہے۔ یہ مدرسہ صولتیہ کے لئے ہے، اصلی مقصد اور سچی کامیابی [illegible] اپنے فضل وکرم سے اس کو قبول فرمائے۔ [illegible]

صرف ہم گناہگاروں کے لئے زیادہ سے زیادہ اجروثواب کا باعث ہونے کی امید ہو اسی مد میں اس کو صرف فرمائیں گا اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس کو قبول فرمائے اور نیک عمل کی توفیق ہم کو زیادہ سے زیادہ عطا فرمائے اخفائے نام کے متعلق میری سابقہ گذارش یقین ہے کہ آپ کے خیال میں ہوگی "کیسا نیک اور پاک جذبہ ہے۔ خدا کی ذات پاک سے امید ہے کہ عالی ہمت اور حوصلہ مند معطی کا خلوص وایثار ضرور مقبول بارگاہ ہوگا۔ ہمیں یقین ہے کہ موصوف کی ذات رسمی شکریہ سے بالاتر ہے اور آپ کو رسمی الفاظ کی ضرورت نہیں۔ اخفائے نام کی تاکید ہی اس امر کی دلیل ہے کہ آپ اپنا معاملہ صرف خدا کے ساتھ رکھنا چاہتے ہیں اور اسی سے اجروثواب کے متمنی ہیں۔ تاہم ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے ایسے محسنین کے سپاس گذار ہوں اللہ تعالیٰ آپ کو اجرعظیم اور خلوص وایثار کی مزید دولت سے مالامال فرمائے۔ دارالعلوم حرم مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے علما اور طلبا بھی آپ کو درکعبہ پر اپنی مخلصانہ اور عاجزانہ دعاؤں میں نہیں بھول سکتے۔

نوٹ: مذکورہ رقم کی اشاعت آئندہ ماہ کے ندائے حرم میں انشاء اللہ ہوگی۔

ضروری تصحیح صحیفہ سعادت کی میزان ندائے حرم کے حسب ذیل نمبران میں غلط شائع ہوگئی ہے قارئین کرام مندرجہ ذیل تصحیح فرمالیں

صحیح میزان	میزان غلطی سے شائع ہوئی	ص۹ جلد ۲
[illegible]	[illegible] ۱۵	
[illegible] ۲	[illegible] ۱۴	ص۱۰ س۲
[illegible] ۴	[illegible] ۱۳	ص۱۱ س۲

(معتمد)

بصائر

اسلام کا معاشرتی ضابطہ

انسانی فطرت کی تکمیل کا عینی مشاہدہ

مادّی اور روحانی کاوشوں کا فرق

دنیا ترقی کی خواہ کتنی ہی منزلیں طے کر جائے اور تہذیب و شائستگی کے ساتوں سمندر عبور کر لے مگر وہ اخلاق و معاشرت اور نظام تمدن میں آگے بڑھنا تو کجا۔ اسلام کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتی۔ دنیا کے اعلیٰ دماغوں نے تہذیب و قوانین کی بلند عمارتیں بارہا تعمیر کیں اور مصلحین نے ہر زمانے میں اصلاح کے نقشے بنائے لیکن انسانی ضرورتیں اور فطرتیں ان کا ساتھ نہ دے سکیں اور ہمیشہ ہر کہ آمد عمارتِ نو ساخت کا سلسلہ جاری رہا۔ پارلیمنٹوں نے انسانی زندگی کے ضابطوں میں متعدد بار رنگ بھرا لیکن جب نظام حیات میں کوئی چمک دمک پیدا نہ ہوئی تو رنگ بھرنے والوں ہی کو وہ رنگ کھرچنا پڑا اور اس کی جگہ دوسرے رنگ تیار کئے گئے۔ لیکن اسلام نے نظم انسانی کے گوشوں میں جو رنگ بھر دیا ہے وہ آج تک قائم ہے اور نہ صرف قائم ہے بلکہ اسکی آب و تاب نے دنیا کے تمام رنگوں کو مات کر رکھا ہے۔ عیسویت کے انجیلی قوانین ایک ایک کر کے ٹوٹ گئے۔ منو کا دھرم شاستر عہد جاہلیت کی یادگار رہ گیا۔ سلطنت کے آئین و دساتیر میں ردو بدل روز کا مشاہدہ ہے لیکن اسلام نے زندگی کے جن خطوط پر نشان لگا دیا ہے وہ ڈیڑھ ہزار سال کے بعد بھی باقی ہے بلکہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ نشاندہی ہمارے ہی زمانے کیلئے کی گئی ہے زمانہ جوں جوں ترقی کرتا جائیگا۔ آنیوالی نسلوں کو بھی محسوس ہوگا کہ قرآن کا نظام حق ہمارے

... مطابقت رکھتا ہے۔ لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ

جنسی تعلقات کے حدود

دور نہ جائیے۔ اسلام کے مسئلہ تعدد ازدواج اور طلاق پر ہی ایک غیر جانبدارانہ نظر ڈالئے۔ اسلام نے اول تو تعدد ازدواج کو محدود کیا اور پھر اسے سخت اور اہم شرائط کے ساتھ مشروط کر دیا اور اس کے بھی اس نے صرف اجازت دی ہے حکم نہیں، اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر ایک شخص مجوزہ شرائط کو اچھی طرح پورا کر سکتا ہے تب بھی یہ امر اس کی مرضی پر موقوف ہے کہ اجازت سے فائدہ نہ اٹھائے اور اپنی زندگی ایک بیوی کے ساتھ گذار دے۔ پھر اس نے عیاشی و حرامکاری کے دروازوں کو بند کیا۔ چھپی اور کھلی ہر قسم کی دیدہ بازی تک کو حرام ٹھہرایا اور ان اسباب کا سد باب کیا جن سے اصل فساد کی طرف انسان کی رہنمائی ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ اس نے عفت پر زور دیا اور پاکیزہ زندگی اختیار کرنے کے گر اور طریقے بتائے۔

یہ نظام معاشرت کے وہ خطوط ہیں جن سے انسانی فطرت انحراف نہیں کر سکتی اگر کریگی تو بیشمار مفاسد کا شکار ہوگی۔ اب ہم ایک تازہ واقعہ کو شہادت میں پیش کر کے اسلامی معاشرت کے جلی خطوط کو واضح کرنا چاہتے ہیں۔ لاہور میں ہندو خواتین کا ایک جلسہ ہندو کوڈ کمیٹی کی رپورٹ پر غور کرنے کے لئے منعقد ہوا اور اس میں متعدد قراردادیں منظور کی گئیں۔ ان میں ایک قرارداد کے ذریعہ مطالبہ کیا گیا کہ "مرد کو تعدد ازدواج کی اجازت ہرگز نہ ہونی چاہیئے۔ مرد کو ہمیشہ ایک عورت پر قناعت کرنی ہوگی اور قانون کو اجازت نہ دینی چاہیئے کہ مرد ایک عورت کی موجودگی میں دوسری عورت سے شادی کر سکے۔"

اخلاقی ضابطہ کی تکمیل

اس مطالبہ کی بنیادی غلطی یہ ہے کہ تعدد ازدواج کو وحدۃ ازدواج کے مقابلہ پر رکھا گیا ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ایک مرد کو اس امر کی تو اجازت نہیں کہ وہ دو عورتوں سے شادی کر سکے البتہ اسے یہ اجازت ہے کہ ایک عورت کی موجودگی میں متعدد عورتوں سے منہ کالا کرتا پھرے اس کے لئے دوسری شادی کرنا تو جرم ہے لیکن اسے اس بات کا لائسنس مل گیا ہے کہ عفت بدست غیر عورتوں کے جھرمٹ میں رہے اور اپنی قبائے عصمت کو پارہ پارہ کرے!

یہ ہے ابتدائی اور بنیادی غلطی اور یہ ہے اس کا نتیجہ۔ لیکن مذہب فطرت یعنی اسلام نے تعدد ازدواج کو وحدۃ ازدواج کے مقابلہ پر نہیں رکھا۔ یعنی اس نے

وحدۃ ازدواجی کی پرسکون زندگی کو تعدد ازدواجی کی مضطرب زندگی میں بدلنا نہیں چاہا بلکہ اس نے محدود تعدد ازدواجی کو لامحدود حرامکاری کے مقابلہ پر رکھا ہے لہٰذا سوال یہ نہیں رہا کہ وحدۃ ازدواجی اور تعدد ازدواجی میں ترجیح کس کو حاصل ہے۔ بلکہ سوال یہ پیدا ہو گیا ہے کہ لامحدود حرامکاری کے مقابلہ میں محدود ازدواجی زندگی کس حد تک اختیار کرنے کے قابل ہے۔

ایک شخص ایک عورت پر قناعت کرکے اپنی پوری زندگی حرامکاری کی نذر کرسکتا ہے کیونکہ جو لوگ وحدۃ ازدواجی پر زور دیتے ہیں وہ حرامکاری کے انسداد کو ضروری نہیں سمجھتے چنانچہ ہندو خواتین نے بھی جہاں وحدۃ ازدواجی پر زور دیا ہے وہاں مردوں کی عصمت شکن حرکتوں کی مذمت میں ایک لفظ منہ سے نہیں نکالا۔ لیکن اسلام نے محدود تعدد ازدواجی کی اجازت دیکر محدود اور لامحدود حرامکاری کے تمام دروازے بند کردیئے ہیں۔ اس نے کہا کہ معین شرائط کے ماتحت ایک شخص اگر چاہے تو دوسری عورت سے شادی کرے لیکن عصمت فروشی اور عصمت ریزی کا دروازہ نہ کھولے۔ اس کے مقابلہ پر وحدۃ ازدواجی کے حامی یہ کہتے ہیں کہ مرد کو بہرصورت ایک ہی عورت پر قناعت کرنی چاہیے۔ لیکن مزید "اطمینان" کی خاطر اسے نظام اخلاق کو برباد کرنے کا پورا حق حاصل ہے اور اس پر اس قسم کی کوئی پابندی عائد نہیں ہے کہ وہ ناجائز تفریحات سے باز رہے اور غیر عورتوں سے جنسی تعلقات نہ پیدا کرے۔ اس سے ثابت ہوا کہ تعدد ازدواجی کا مقابلہ وحدۃ ازدواجی سے نہیں ہے بلکہ محدود تعدد ازدواجی کا مقابلہ لامحدود حرامکاری سے ہے۔ اب فیصلہ آسان ہے کہ جنسی معاشرت کا کونسا قانون نظام حیات سے مطابق عائلی زندگی کے لئے انسب اور اخلاقی ضابطے سے مربوط ہے۔

مذہب اور عقل

یہ بات حیرت انگیز ہے کہ مادہ پرستوں میں مذہب کو عقل سے قطعی طور پر خارج سمجھا جاتا ہے۔ ریشنلسٹوں و عقلیت پسندوں کا دعویٰ ہے کہ مذہب عقل کی کسوٹی پر پورا نہیں اتر سکتا اور مذہب سرتاسر ایک غیر عقلی حقیقت ہے۔ نیز مذہب کو مان کر کوئی شخص ریشنلسٹ نہیں بن سکتا سچا ریشنلسٹ وہ ہے جو مذہب کا انکار کرے۔ مذاہب پر بےباکانہ تنقید کرے اور تجربہ سے ماورا کسی حقیقت پر ایمان نہ لائے۔

جہاں تک اسلام کا تعلق ہے ہم یقین اور دلائل کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اسلام

سرتاسر ایک عقلی مذہب ہے اور اسکی کوئی بات عقل اور وجدان کے خلاف نہیں ہے۔ اسلام ایسی چیزوں کی تلقین ضرور کرتا ہے جو ماورائے عقل ہیں یعنی جن کا اس مادی ماحول میں سمجھنا دشوار ہے اور سب جانتے ہیں جو بات عقل سے بالا ہو اس کا مخالف عقل ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ عقل ہی کا یہ فیصلہ ہے کہ عقل کی ایک حد ہے اور عقل ظاہر کا ادراک تو کر سکتی ہے حقائق کی تہ تک نہیں پہنچ سکتی۔ زندگی کی حقیقت اور روح و دماغ کی ماہیت عقل کی گرفت سے خارج ہے لیکن خلاف عقل نہیں ہے

بہرحال عقل پرستوں کا دعویٰ ہے کہ مذہب کے ماننے والوں کو ریشنلسٹ نہیں کہا جا سکتا ریشنلسٹ وہ ہوگا جو مذاہب اور مذہبی عقائد کا انکار کرے۔

معلوم ہوتا ہے کہ اب دعوی میں ترمیم ہوگئی ہے اور ریشنلسٹوں کو اپنی اس غلطی کا احساس ہوگیا ہے جو انھیں اس لفظ کے استعمال میں لاحق ہوتی رہی ہے۔ انگلستان کے مشہور ریشنلسٹ Charles T. Gorham اپنی ایک کتاب میں جو حال ہی شائع ہوئی ہے لکھتے ہیں :۔

> "ایک شخص کیلئے ممکن ہے کہ وہ خدا کے وجود اور روح کی لافانیت پر دلائل اور براہین کے ذریعہ ایمان لائے اور اس عقیدہ کو اسلئے مانے کہ اسکی عقل اسطرف رہنمائی کرتی ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اسکے اس طرز عمل اور طریقہ کو غیر عقلی یا خلاف عقل قرار دیا جائے۔ ایسا شخص بلاشک وشبہ اپنے آپ کو ریشنلسٹ (عقلیت پسند) کہہ سکتا ہے۔"
>
> (The gospel of Rationalism ص۱۱)

لیجئے یہ کلیہ غلط ہوگیا کہ ریشنلزم لامذہبوں کی ملکیت ہے اور مذہبی عقائد سرتاسر غیر عقلی ہیں!

تجارت اور تبلیغ

اسلام ایک عالمگیر اور تبلیغی مذہب ہے جو لوگ اسلام سے واقف ہیں ان پر اسکی اشاعت فرض ہے، اگر ہمارا ایمان ہے کہ اسلام ہی دنیا کا عملی مذہب ہے۔ انسانی نجات اس کے دامن سے وابستہ ہے اور سعادت و فلاح کی تمام راہیں اسکی متابعت سے کھلتی ہیں تو پھر ہمارا یہ بھی فرض ہے کہ نوع انسان کو اسلام کا پیغام پہنچائیں اور انہیں حق و سداد کی دعوت دیں۔

آج اشاعت اسلام کو صرف علماء کا فرض سمجھا جاتا ہے اور کاروباری لوگ اپنے آپکو

اس سے بے تعلق سمجھتے ہیں حالانکہ تاریخ سے یہ حقیقت ثابت ہے کہ دنیا کے دور دراز گوشوں میں اسلام کی اشاعت یا تو صوفیا کے ذریعہ ہوئی یا مسلمان تاجروں اور سوداگروں کے ذریعہ، بحرالکاہل کے جزائر ہوں یا چین کی قریب و بعید آبادیاں، افریقہ کا تپتا ہوا ریگستان ہو یا عرب اور ہندوستان کی خارزاریں۔ ہر جگہ آپ کو مسلمان تاجروں کی اسلامی خدمت کے نقوش ابھرے ہوئے نظر آئیں گے — یا یوں سمجھئے کہ مسلمان علماء ہی تاجر بھی ہوتے تھے یا یہ کہ مسلمان تاجر ہی اسلامی علوم کی تحصیل کرکے ہر جگہ اپنا کاروبار پھیلاتے تھے اور جہاں جاتے اسلام کی شمع روشن کرنا ان کا فرض ہوتا تھا۔ لیکن اب حال یہ ہے کہ عالم تجارت سے محروم ہے اور جبہ و دستار پر اس کی فضیلت کا انحصار رہ گیا ہے اور تاجر علم شریعت سے بیگانہ ہے اور اس کے نزدیک اشاعت اسلام صرف ملّا کے لئے مخصوص ہے۔ ایک طرف خالص دینی گروہ پیدا ہوگیا ہے جس کا زندگی کے کاروبار سے کوئی تعلق نہیں۔ دوسری طرف خاص تجارتی اور صنعتی گروہ ہے جس کیلیے علم شریعت کا حصول اگر ناجائز نہیں تو بے سود ضرور ہے!

سر تھامس آرنلڈ نے اپنی کتاب میں جہاں اشاعت اسلام کی تاریخ سے بحث کی ہے وہاں وہ انتہائی حیرت کے ساتھ لکھتا ہے کہ بغیر کسی خاص نظام کے مسلمان تاجر اپنی تجارت کے ساتھ ساتھ اسلام کو لے کر دنیا کے گوشہ گوشہ میں پہنچے اور کروڑوں انسانوں کو اسلام کا حلقہ بگوش بنا دیا۔ وہ لکھتا ہے:-

"مسلمان تاجر ہمیشہ اسلام کے علمبردار رہے ہیں۔ انھوں نے تجارت کی غرض سے زمین کی طنابیں کھینچیں اور اپنے ہمراہ اسلام کو ان قبائل کے پاس لے گئے جو تہذیب و تمدن اور معاشرت میں ان سے فروتر تھے، تاجروں کے ان قافلوں نے وہ کام کیا جو ایک مستقل نظام کے ماتحت بھی انجام نہیں پا سکتا تھا۔ تاریخ شاہد ہے کہ اسلام کی اشاعت کبھی کسی منظم نظام کے ماتحت نہیں ہوئی۔ یہ صرف انفرادی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ مشرق و مغرب کے ہر گوشہ میں اسکی آواز پہنچ گئی۔ اس لئے جن لوگوں نے ہندوستان اور افریقہ میں اسلام کا علم بلند کیا ان کے کارنامے ریکارڈ میں نہ آسکے!"

(دی اسلامک فیتھ The Islamic Faith)

امید ہے کہ تاجر اور کاروباری مسلمان اپنی اسلام سے بیگانگی پر نظر ثانی کی زحمت گوارا فرمائیںگے۔

نفسیات مذہب کا ایک گوشہ

اس بات سے ہر مسلمان واقف ہے کہ جب کسی مسلمان گھر میں بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے کان میں اذان کہی جاتی ہے اور دنیا میں قدم رکھتے ہی بچہ کے کان جس آواز سے مانوس ہوتے ہیں وہ خدائے واحد کی توحید ہے۔ دنیا میں آتے ہی اسے بتا یا جاتا ہے کہ عبد اور معبود کا تعلق اور اسکی آمد کی غرض و غایت کیا ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ شاید یہ ایک رسم ہے۔ شائد یہ ایک ایسی مذہبی ہدایت ہے جس کا کوئی نتیجہ نہیں اور بعض تجدد پسند اور ریشنلسٹ لوگ تو اس فعل کو اگر وہم پرستی اور لغویت پر مبنی قرار دیدیں تو تعجب نہ کرنا چاہیے۔

لیکن غور کیجئے کہ علم اور سائنس کی ترقیوں نے کس طرح اسلام کی راہ صاف کی ہے؟ کوئی ڈرتا ہے کہ کہیں سائنس مذہب کو ہضم نہ کرجائے۔ مگر اسلام کو اس کا کوئی خطرہ نہیں۔ جوں جوں تجربات اور مشاہدات کی دنیا وسیع ہوگی اسلام کی صداقت پر مہر لگتی چلی جائے گی۔

مسٹر جی۔ ایم اسٹریٹن (Mr.G.M. Stratton) اپنی کتاب میں نفسیات مذہب پر بحث کرتے ہوئے ایک جگہ لکھتے ہیں :۔

> "بچہ کا بالکل ابتدائی دور اس مقناطیس کی مانند ہوتا ہے جو لوہے کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ ہر بری بھلی بات اسکی سادہ لوح پر مرتسم ہوجاتی ہے۔ بلکہ بچہ کی غیر شعوری حالت میں تو انتہائی تاثر اور انفعال ہوتا ہے اور یہ حقیقت جدید نفسیات سے اچھی طرح ثابت ہوجاتی ہے کہ بچہ کے بالکل ابتدائی ایام خارجی اثرات کو قبول کرنیکی سب سے زیادہ صلاحیت رکھتے ہیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ مسلمان بچے کے پیدا ہوتے ہی اسکے کان کو اللہ سب سے بڑا (اللہ اکبر یعنی اذان) سے مانوس کراتے ہیں اور فی الحقیقت مذہبی نقطۂ نظر سے تو یہ مذہبی رسم اہم ہے ہی مگر نفسیات کے اثر پذیر اجزاء سے بھی اسکا گہرا تعلق ہے۔" (سائیکالوجی آف دی ریلیجس لائف)
>
> (Psychology of the Religious life)

کیا معمولی سی بات ہے کہ بچہ کے کان میں پیدا ہوتے ہی اذان کہی جاتی ہے مگر جدید نفسیات کا فیصلہ یہ ہے کہ یہ ایک بنیادی صداقت ہے! اگر یہ نفسیاتی صداقت ہے تو کیوں نہ اس کے معلم کو سچا ہادی اور بے خطا رہبر تسلیم کیا جائے؟ صلی اللہ علیہ وسلم

سبیلِ کوثر

اہل حرمین شریفین کی امداد و دستگیری

مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کیلئے امدادی رقوم

بابت ماہ ذی الحجہ ۱۳۶۳ھ

خداوند کریم کا شکر و احسان ہے کہ وہ خادمان دارالعلوم حرم سے متعدد کام لے رہا ہے۔ صدر دفتر مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ دہلی کو ملک کے مختلف مقامات سے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے بعض خاص اور عام غربا و مساکین یا بیوگان و یتامیٰ اور دوسرے امور خیر کیلئے حسب ذیل رقوم بہ ماہ ذی الحجہ ۱۳۶۳ھ وصول ہوئی ہیں۔ یہ ایک نیک کام کی توفیق ہے جو دارالعلوم حرم کی خدمت کے ساتھ ہمارے حصہ میں آئی ہے۔ یہ رقوم مدرسہ کے مرکزی دفتر مکہ معظمہ کو معطیان کی ہدایت کے مطابق مستحقین تک پہنچانے کے لئے بھیجدی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ الکو جزائے خیر عطا فرمائے۔

ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھے　　　آتے ہیں جو کام دوسروں کے

نمبر شمار	نام نامی	رقم	نمبر شمار	نام نامی	رقم
۱	جناب محمد عیسیٰ محمد یوسف صاحبان بڑگاؤں	[illegible]	۱۰	جناب اسلام خاں صاحب شمس آباد	صہ
۲	" حاجی سپاہی عرف بسم اللہ صاحب "	[illegible]	۱۱	" ایس۔ ڈبلیو۔ شمس الحق صاحب سلہٹ	عہ
۳	" الحاج شیخ ناظر حسن صاحب جوالاپور	[illegible]	۱۲	" عظیم احمد صاحب زبیدی الہ آباد	عہ
۴	" حاجی محمد یونس عرف فرحت بخش صاحب قصبہ محمدی	[illegible]	۱۳	" ایم۔ کے بتوسط جناب عزیز عالم صاحب مراد آباد	صہ
۵	" محمد ادریس صاحب سلہٹ	[illegible]	۱۴	" سردار محمد جمال الدین صاحب نیو دہلی	[illegible]
۶	مسلمانان سلہٹ جزاہم اللہ بتوسط مولوی سعید علی صاحب	[illegible]	۱۵	" حاجی محمد طٰہٰ صاحب دہلی قرولباغ	[illegible]
۷	جناب مسعود علی خاں صاحب کھیری	[illegible]	۱۶	" مولوی حفظ الرحمٰن صاحب وفا علی گڑھ	عہ
۸	" محمد ایوب صاحب لار	[illegible]	۱۷	" منشی عبدالرحیم صاحب مظفر نگر	[illegible]
۹	" محمد احمد صاحب جعفری جہگاؤں	[illegible]	۱۸	" مولوی شفیع اللہ صاحب آرہ	[illegible]

نمبر شمار	نام نامی	رقم
	[illegible]	[illegible]
	[illegible]	
	[illegible]	۱۲
	جناب صاحب مولانا محمد عبدالجبار ... صاحب ...	
	... دراس	
	... محمد صاحب ...	[illegible]
۴۲	بعض اہل خیر حضرات ... بوساطت جناب عبدالغفور صاحب ...	لـه
۴۳	جناب نصیر عالم شاہ صاحب، حاجی رمضانی صاحب، جگنو شاہ صاحب، جوری شاہ صاحب، رمضانی صاحب	
	ونائی صاحب، ودیر صاحب، لنگر صاحب، حاجی جنید صاحب، قاضی امام علی صاحب، بادل خان صاحب، نبو خان صاحب، چھوٹے خان صاحب، مولا بخش صاحب، امرپور	۱۰ ر
۲۴	جناب خان صاحب قمر علی خان صاحب سہسرام	عه
۲۵	... محترمی سیدت ... صاحب بتوسط حاجی ... صاحب جلال پور	۵عه
۲۶	... عبدالرحمن صاحب ...	۷
۲۷	محترمہ امینہ خاتون صاحبہ " " "	[illegible]
۲۸	محترمہ ناظرہ صاحبہ اہلیہ " " "	[illegible]
۲۹	جناب ... محمد صاحب ... پور	[illegible]
	میزان ماہ ذی الحجہ ۱۳۶۳ھ	۱۴۰۲

(بقیہ صفحہ ۳۰)

نے آنحضرت صلعم کو کفار پر پہلی فتح عطا فرمائی تھی۔ یہاں خرما کے درخت اور پانی کی بڑی نہر ہے۔ اس کے بعد وادی بزوا کے دشت سے گزرتے ہوئے وادی رابغ گئے یہاں صرف بارش کا جمع شدہ پانی میسر آتا تھا۔ پھر جحفہ کے قریب پہنچے۔ اس مقام پر مصر اور شمالی افریقہ کے حاجی احرام باندھتے ہیں۔ پھر خلیص کے نخلستان اور اس کے بدویوں کے بازار سے ہوتے ہوئے عسفان اور وادی مر کی نہر پہنچے۔ یہ ایک شاداب مقام ہے جہاں سے مکہ معظمہ کو میوہ اور ترکاریاں بھی جاتی ہیں۔ رات ہی کو مکہ معظمہ میں داخل ہو کر حج کے مناسک ادا کرنے شروع کر دئے گئے۔

مکہ معظمہ کے باشندے بڑے نیک اور فیاض ہیں۔ غربا اور محتاجوں کی پرورش کرتے ہیں۔ مرد عورت بہت پاک صاف سفید لباس پہنتے ہیں عطر اور کحل بکثرت استعمال کیا جاتا ہے۔ اہل مکہ میں سے ایک تارک الدنیا بزرگ ابن بطوطہ کے باپ کے قدیم ملاقاتی تھے جو طنجہ میں ان کے مہمان رہے تھے۔ دن میں وہ مدرسہ مظفریہ میں درس دیا کرتے تھے اور رات کو اپنے قیام گاہ خانقاہ ربیع میں چلے جاتے تھے۔ حجاز کے متمول لوگ اس خانقاہ کی مدد کرتے تھے۔ طائف (جو مکہ سے دو دن کی راہ ہے) کے باشندے اس کے لئے میوہ بھیجا کرتے تھے۔

اسلام اور تعزیرات

انتقام یا اصلاح؟

از پروفیسر حامد محمود صاحب اسکندریہ (مصر)

کہا جاتا ہے کہ اسلام کا قانون تعزیر۔ انتقام پر مبنی ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت، اور یہی معنی ہیں انتقام کے کہ مجرم کو اس کے جرم کی ایسی سزا ملے کہ مظلوم مطمئن ہو جائے اور ظالم کو بھی اس تکلیف کا احساس ہو جائے جو اس کے ہاتھ سے ایک مظلوم کو پہنچی ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس معاملہ میں صرف اسلام ہی کو کیوں الزام دیا جاتا ہے! کیا توریت کا یہ حکم نہیں کہ آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت؟ کیا حضرت مسیح نے یہ نہیں فرمایا کہ میں توریت کو منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں؟ جب یہ حکم یہود و نصاریٰ اور اسلام میں مشترک ہے تو صرف اسلام کو مورد الزام ٹھہرانے کے کیا معنیٰ؟ یہ بات دوسری ہے کہ یہود و نصاریٰ نے رومن لا اور سوسائٹی کے جدید قوانین کے سامنے اپنے قوانین کی کمزوری محسوس کرلی ہو۔ اور انھوں نے کتب مقدسہ اور انبیاء کی تعلیم کو پس پشت ڈال دیا ہو۔ بلاشبہ اہل کتاب نے صحف انبیا کو معطل کر دیا ہے لیکن مسلمان اب تک کتاب الٰہی سے چمٹے ہوئے ہیں اور شاید یہی وجہ ہے کہ اس باب میں صرف اسلام کو ہدف مطاعن بنایا گیا ہے!

لیکن اسلام کے لئے کوئی خطرہ نہیں۔ مسلمانوں کو کوئی ضرورت نہیں کہ ہر آندھی کے ساتھ اڑیں اور ہر سیلاب کے ساتھ بہنے کو اپنی سعادت سمجھیں۔ اسلامی تعزیرات کی اساس زندگی ہے۔ چند جرائم پیشہ لوگوں کی قربانی سے پوری نسل انسانی کی زندگی اور بقا "ولکم فی القصاص حیاۃ" (قصاص و تعزیر ہی میں تمہاری زندگی کا راز پوشیدہ ہے) یعنی چند اعضا کے تعطل سے مجتمع انسانی کے جملہ ارکان و اعضا کی سلامتی۔

سزا کے مقاصد اربعہ انسان جب سے مدنیت کے دائرہ میں آیا ہے۔ اس پر تعزیرات کے باب میں چار دور گزرے ہیں:-

(۱) سزا کا مقصد انتقام ہے (۲) سزا کا مقصد مجرم کا استیصال ہے (۳) سزا کا مطلب مجرم کی اصلاح ہے (۴) سزا کا مقصد یہ ہے کہ مجرم آئندہ کسی جرم کا ارتکاب نہ کرے۔

یہ آخری مقصد افکار بشری کا آخری نچوڑ ہے اور سزا کا دو ذہانت ترین مفہوم ہے جس پر مہذب دنیا تقریباً متفق ہو چکی ہے۔ اسی کے قریب نظریہ اصلاح بھی ہے اور وہ بھی موجودہ زمانہ میں مقبول ہے۔ رہے پہلی قسم کے دو نظریئے سو وہ زمانہ جاہلیت کی یادگار ہیں اور افسوس ہے کہ پوری بددیانتی کے ساتھ انھیں اسلام کی طرف منسوب کیا جا رہا ہے۔

یہ حقیقت باور کر لینی چاہیے کہ جس طرح چودھویں صدی سے قبل یورپ لفظ برادرہڈ (اخوۃ) اور ٹالرینشن (رواداری) سے ناواقف تھا۔ اسی طرح پندرھویں صدی سے پہلے وہ سزا کے بارے میں نظریہ اصلاح سے بھی واقف نہ تھا لیکن کیا اس امر سے انکار کیا جا سکتا ہے کہ اسلام کی بنیاد ہی اخوۃ اور بھائی چارہ پر ہے۔ پھر اس بات سے کیوں انکار ہے کہ اسلام کے نزدیک سزا کا مقصد مجرم کی اصلاح ہے؟ جدید نظریات سے دھوکہ نہ کھانا چاہیئے۔ آخر یورپ کے مورخین اور فلاسفہ کو اقرار کرنا ہی پڑا کہ بیکن کے فلسفہ میں ایک خیال بھی ایسا نہیں جو اس نے اسپین کے عرب فلاسفہ سے نہ سیکھا ہو۔ تحقیق اور غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ ایک نظریہ اصلاح ہی کیا بیشمار نظریات اسلام کی بدولت یورپ پہنچے ہیں۔ لیکی اور ڈریپر جیسے مورخوں کو تسلیم کرنا پڑا کہ جو ممالک اسپین کی عربی سلطنت سے قریب تھے ان ہی کو زیادہ عقلی اور علمی ترقی کا موقع ملا۔ تعجب نہیں کہ نظریہ اصلاح بھی اسپین سے فرانس جرمنی اور انگلستان میں پہنچا ہو اور یورپین مصلحین نے اسکے ماخذ کا پتہ نہ بتایا ہو۔

نظریہ انتقام اور نظریہ استیصال کے عملی مظاہر

نظریہ انتقام کے مظاہر سیئہ

کیا ہیں؟ مجرم کو تیل میں ڈال کر تل دینا۔ کسی جگہ بند کر دینا تاکہ بھوک اور پیاس سے خود ہی مر جائے۔ آگ میں زندہ جلا دینا۔ ہاتھ پاؤں، ناک۔ کان کاٹ ڈالنا۔ زندہ کی کھال کھینچ لینا۔ دو جانوروں کے پاؤں میں ٹانگیں باندھ دینا اور انکو مخالف سمتوں میں بھگا دینا تاکہ مجرم کے دو ٹکڑے ہو جائیں۔ قرون وسطیٰ میں تعذیب سزا کے یہ سارے نمونے ظاہر ہو چکے ہیں۔ آگ میں بلا دریغ نہیں لاکھوں انسانوں کو زندہ جلایا گیا۔ اسپین کا گنج شہدا اور انگلستان کا اسمتھ فیلڈ ان واقعات و حوادث کے زندہ گواہ ہیں۔ تیل میں بھی بکثرت انسانوں کو تلا گیا ہے۔ زندوں کی کھال کھینچی گئی ہے۔ اعضا بھی

کاٹے گئے ہیں اور یہ تو مہذب قوم کا بالکل تازہ واقعہ ہے کہ مہدی سوڈانی کی لاش کو قبر سے نکال اس کی ہڈیوں کو جلایا گیا!

لیکن کیا ان انواع تعذیب میں سے کسی ایک نوع کا ثبوت بھی اسلام میں ملتا ہے؟ اسلام کا یہ حکم نہیں (لا تعذبوا بعذاب اللہ (اللہ کے عذاب آگ سے کسی کو سزا نہ دو) کیا اسلام میں مثلہ یعنی اعضا کاٹنے کی ممانعت موجود نہیں؟ کیا ایک واقعہ بھی بتایا جاسکتا ہے کہ اسلام کے پیغمبر یا آپ کے خلفائے کرام نے کسی ایک شخص کو بھی تیل میں تلا ہو یا کسی مجرم کو بھوک اور پیاس سے ہلاک کیا ہو؟

بلاشبہ اسلام نے قتل عمد کی سزا قتل رکھی ہے۔ ہر جرم کی سزا قتل نہیں ہے۔ صرف قتل عمد کی۔ اب سنئے اس قتل عمد کی حقیقت کیا ہے؟

اسلام اور سزائے قتل

ایک قاتل کسی شخص کو قتل کر دیتا ہے۔ جوش وحشت میں مقتول کے اعضا تک کاٹ ڈالتا ہے اور ہر طریقہ سے اسکی بے حرمتی کرتا ہے۔ مگر اسلام قاتل کے حق میں اس قسم کی بے حرمتی روا نہیں رکھتا بلکہ حکم دیتا ہے کہ

ان اللہ کتب الاحسان	اللہ تعالیٰ نے ہر چیز سے احسان کرنیکا حکم
علی کل شیء فاذا قتلتم	دیا ہے حتی کہ جب تم قتل کرو تو اس میں حسن
فاحسنوا القتلة	ورافت کی رعایت کرو۔

دوم: اسلام نے مقتول کے ورثا کو قاتل پر کوئی اختیار نہیں دیا۔ مقتول کے ورثا قاتل کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کرسکتے۔ یہ کام عدالت کا ہے کہ وہ جرم ثابت ہونے کے بعد قاتل کو سزا دے۔ یہ اسلئے کہ کہیں ورثا جوش انتقام میں حد سے نہ گذر جائیں۔

ایک طرف تو قتل کے معاملہ کو مقتول کے ورثا کے حدود واختیارات سے باہر رکھا دوسری طرف ورثا کو یہ اختیار بھی دیا کہ وہ قاتل سے خون بہا لیکر اسے معاف بھی کرسکتے ہیں اگر ورثا خون بہا پر راضی ہوجائیں تو پھر عدالت بے اختیار ہوجاتی ہے اور وہ مجرم کو کسی قسم کی سزا نہیں دے سکتی۔

اگر اسلام میں سزا مقصد انتقام ہوتا تو قاتل کو اس قسم کی سہولتیں ہرگز نہ دیجاتیں، نہ صرف یہ کہ قاتل نے مقتول کی جو بے حرمتی کی ہے اسکی سزا نہیں دیجاتی بلکہ ورثا کے راضی ہونے پر اسکی جان بخشی بھی کردی جاتی ہے۔ دنیا کے قوانین قدیم وجدید آپ کے سامنے ہیں۔ دنیا کے

[illegible] اور ان کے قوانین، تعزیر بھی موجود ہیں۔ لیکن بتائیے قتل کے معاملہ میں قاتل کے ساتھ حسن سلوک کو کس نے جائز رکھا ہے؟ اس پر بھی ظالم اور جاہل لوگ یہ کہنے سے باز نہیں آتے کہ اسلام میں سزا کا مقصد انتقام ہے اصلاح نہیں۔ اگر یورپ کی کسی سلطنت کا [illegible] یہ ہوتا کہ قاتل کو گرفتار کر کے اعلیٰ خاندان میں اسکی شادی کر دی جاتی اور ایک دو لاکھ روپے کی جائداد سے بھی اسے نوازا جاتا تو خدا معلوم اسلام پر اعتراضات کی نوعیت کیا ہوتی؟

دانت کے بدلے دانت

آیئے اب قتل سے گذر کر دانت کے بدلہ دانت، کان کے بدلہ کان، ناک کے بدلہ ناک کے فلسفہ پر غور کریں۔

کہا جاتا ہے کہ اسلام کا یہ حکم انتقام پر مبنی ہے، انتقام پر تو اس وقت مبنی ہوتا کہ جب مجروح کو قصاص لینے کا اختیار دیدیا جاتا مگر اسے اسکا کوئی اختیار نہیں۔ اسکا فیصلہ اور انصاف عدالت مجاز سے ہوگا۔

علاوہ ازیں آیہ کریمہ کے آخری ٹکڑے پر نظر ڈالنے سے صاف طور پر واضح ہو جاتا ہے کہ اس معاملہ میں بھی اسلام کو انتقام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ آیت کا آخری ٹکڑہ یہ ہے۔

فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ جو شخص معاف کرے تو یہ معاف کرنا اس کے لئے کفارہ ہوگا۔

کس بلیغ انداز میں معافی کو صدقہ قرار دیا ہے۔ گویا انسانی وجدان کے تاروں کو چھیڑا گیا ہے کہ معاف کرنا صرف اخلاقی پہلو ہی نہیں رکھتا بلکہ اس سے کچھ زیادہ حقیقت رکھتا ہے۔ اور وجدان ہی اس اشارہ کو سمجھتا ہے کہ معافی کو تصدق کے معنی میں لینا کس قدر پرکیف ہے۔

در اصل ناواقفوں کو اسلام پر اعتراض کرنے کی جرأت اسلئے ہوتی ہے کہ وہ عملی اور خیالی مذہب میں فرق نہیں کرتے۔ اسلام عملی دنیا کا عملی مذہب ہے اور وہ اس بات کو نہیں دیکھتا کہ خالی وعظ و ارشاد کا کیا اثر ہوتا ہے وہ اس بات پر نظر رکھتا ہے کہ اسکے قوانین انسانی زندگی کا دستور العمل بنیں اور وہ صرف دماغی عیاشی بنکر نہ رہ جائیں۔ دیکھئے انجیل کی تعلیم کس قدر مرغوب اور پرکیف ہے کہ دشمن کا مقابلہ مت کرو، جو شخص ایک گال پر طمانچہ مارے دوسرا گال بھی اسکی طرف پھیر دو۔ کیسی صوفیانہ اور متقیانہ تعلیم ہے کہ سرے سے دشمن کا مقابلہ ہی نہ کرو لیکن سوال یہ ہے کہ کیا یہ قانون انسانی زندگی کا دستور العمل بھی بن سکتا ہے؟

کیا عملی دنیا میں اس پر ایک روز کیلئے بھی عمل ہو سکتا ہے۔ کیا اس پر عمل کر کے نظام حیات کا شیرازہ چند گھنٹے بھی مجتمع رہ سکتا ہے؟ سوال عمل سے ہے اور اسلام اس سوال کو حل کرتا ہے اب یہ کہنا کس قدر آسان ہے کہ سزا کا مقصد اصلاح ہونا چاہیے۔ لہٰذا مجرم کو تکلیف ہی نہ دیجائے۔ اچھا اپنے اس نظریے پر ایک ماہ تو عمل کر کے دیکھئے خود معلوم ہو جائیگا کہ نظری اور حقیقی دنیا میں کس قدر بعد المشرقین ہے!

واقعات شاہد ہیں کہ اسلام میں سزا کا مقصد اصلاح ہے۔ انتقام نہیں ہے۔ اور یہ نظریہ اس وقت دنیا کے سامنے آیا جبکہ یورپ مجرموں کو زندہ جلانے، تیل میں تلنے اور مثلہ کرتے بھوک سے ہلاک کرنے، زندوں کی کھال کھنچوانے کی پوری قوت سے مشق کر رہا تھا اور نظریہ اصلاح کی اسے ہوا بھی نہیں لگی تھی!

شرعی حدود اور غلط تصورات

بعض لوگ جب یہ تصور کرتے ہیں کہ اگر ہندوستان میں شرعی حدود کا اجرا و نفاذ ہونے لگے تو لوگوں کی کیا گت بنے گی؟ یہ نظر آئے گا کہ چوروں کے ہاتھ کٹ رہے ہیں۔ زانیوں پر حد شرعی جاری ہو رہی ہے۔ آنکھ کے بدلے آنکھ نکلوائی جا رہی ہے۔ غرض سارے ہندوستان میں ایک طوفان مچ جائے گا اور ہر جگہ دست بریدہ مجرموں کے غول کے غول دکھائی دینگے!

لیکن یہ اندیشہ اسلامی روح سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ اسلام ہندوستان کی موجودہ بگڑی ہوئی حالت میں اپنے نفوذ کا آغاز قطع ید سے ہرگز نہیں کریگا۔ ہندوستان میں جو فاسد نظام قائم ہے اسکے لازمی نتائج (۱) بھوک ہے (۲) بیکاری ہے (۳) شراب و مسکرات کا عام استعمال ہے (۴) رذائل اور بداخلاقی کی عام وبا ہے

جس نظام فاسد نے جرائم کے محرکات خود پیدا کر رکھے ہوں اسے بدلتے ہی اسلام حدود شرعی کی تلوار نہیں چلا سکتا۔

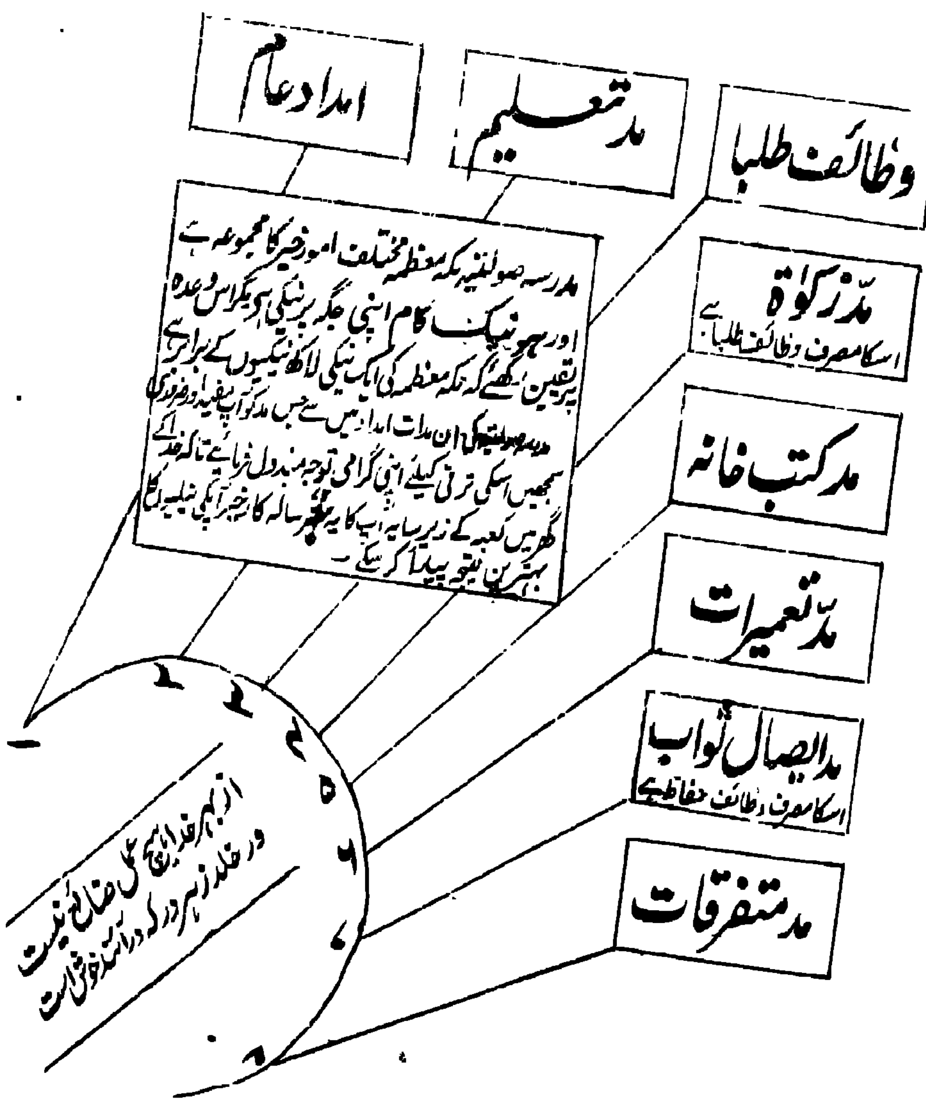
اسلام سب سے پہلے بھوک کا انسداد کریگا، لوگوں کے لئے کام مہیا کرے گا، کام نہ ہوگا تو بیت المال یا سرکاری خزانہ سے بھوکوں کی قوت (لایموت) کا انتظام کیا جائیگا۔ اسکے بعد اسلام شراب اور مسکرات کے استعمال کو جرم قرار دیگا تاکہ اُم الخبائث والجرائم کے انسداد سے گناہوں کی بیخ کنی کردی جائے اور آخر میں اسلام کا کام یہ ہوگا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ذریعہ لوگوں میں مکارم اخلاق اور اعمال حسنہ کی روح

پھونکے گا، انھیں بتائے گا کہ چوری، زنا، جنگ و فساد انسانی شرف کیلئے کس قدر بدنما داغ ہیں، جب یہ سارے مراحل ختم ہو جائیں گے یعنی کوئی بھوکا نہ رہیگا، کوئی بیکار نظر نہ آئیگا، ہر اوباش اور بادہ خوار نیک بن جائیگا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ذریعہ خیرات و صالحات کی عام روح پیدا ہو جائے گی اس وقت اگر کوئی چوری کریگا تو اسلام کی حد اس پر جاری ہوگی اور یہ کہا جائیگا کہ چوری کیوں کی گئی؟ بھوک کا انتظام اسلامی اسٹیٹ کی طرف سے ہے۔ پھر چوری کرنے کی کیا ضرورت پیش آئی؟ اور جب اس حالت میں چوری کی گئی تو ضروری ہے کہ مجرم کا قطع ید کیا جائے کیونکہ اس نے نہ صرف حکومت کو بدنام کیا ہے بلکہ سوسائٹی میں بھی روسیاہ ٹھہرا۔

یہی وجہ ہے کہ اسلام نے پڑوس کے ساتھ حسن سلوک کی ہدایت کی ہے۔ تجسس اور کشف عورت سے منع فرمایا ہے۔ غیبت سے سختی کے ساتھ روکا ہے۔ دلآزاری اور تنابز و بالالقاب کو ممنوع قرار دیا ہے۔ تاکہ جنگ و فساد، نباغض و تحاسد کے لئے کوئی گنجائش باقی نہ رہے اور لوگ حدود اللہ کی زد سے آخر تک بچے رہیں۔

یورپ اور مقصد اصلاح حیرت ہے ایک طرف تو یہ کہا جاتا ہے کہ سزا کا مقصد اصلاح ہونا چاہیے اور اسلام نے سنگین سزائیں مقرر کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اسکا مقصد انتقام ہے۔ لیکن دوسری طرف بیکاری عام کر دی گئی ہے۔ بھوکوں اور فاقہ زدوں کی مصیبت کا کوئی علاج نہیں کیا گیا۔ الّا یہ کہ اگر کوئی بھوکا چوری کرے تو پھر اسے جیل میں روٹی مل سکتی ہے۔ اگر کوئی بھوکا ہے تو حکومت کے پاس اس کے لئے نان جویں کا ٹکڑا تک نہیں ہے۔ لیکن اگر وہ چوری کر کے مجرم بن جائے تو جیل میں روٹی کا فوراً انتظام کر دیا جاتا ہے۔ غرض بھوکوں کا کوئی علاج نہیں۔ شراب و مسکرات کی عام اجازت ہے کہ نشے میں مست ہو کر خون کرو۔ دوسروں کی آبرو پر دست درازی کرو، اپنی بد اخلاقیوں کا بڑھ چڑھ کر ثبوت دو یعنی جرائم کے جملہ محرکات حکومت مہیا کرتی ہے اور متنورین دنی روشنی کے دلدادگان اشور مچاتے ہیں کہ یہی نظام برحق ہے کیونکہ اسمیں سزا کا مقصد انتقام نہیں ہے۔ امریکہ کی شہری اور عائلی زندگی پر نظر ڈالئے دس لڑکیوں میں سے نو لڑکیاں مجالس عشق سے تعلق رکھتی ہیں۔ پچاس میں تیس کنواری لڑکیاں قبل از وقت ہی ناجائز طریقوں سے حاملہ ہو جاتی ہیں۔ موٹروں کے پہیوں پر بیت الزنا قائم

ہیں۔ چوری اور ڈاکے سائنٹفک طریقوں سے ڈالے جاتے ہیں۔ قتل کے وارداتِ حیرت انگیز طریقہ پر ترقی پذیر ہیں۔ بادہ خواری کی بدولت اور سینماؤں کے صدقہ میں جرائم حد سے زیادہ بڑھ گئے ہیں اور پھر یہ فخر کہ عصرِ جدید میں سزا کا مقصد اصلاح ہے۔ ہاں راستے میں کانٹے بچھا کر یہ کہنا کہ بچ کر چلو اور پھر یہ دعویٰ کہ سفر کا مقصد منزلِ مقصود پر پہنچنا ہے۔ ایک ایسی اصلاح ہے جس کی ایجاد کا فخر اس زمانہ میں صرف یورپ ہی کو حاصل ہوا ہے!



موج کوثر

بابت ماہ ذی الحجہ ۱۳۶۳ھ ہجری

مکہ معظمہ میں ہندوستانی مرحومین کے لئے ایصال ثواب

اپنے جانے والے عزیزوں، دوستوں اور بزرگوں کو یاد رکھئے تاکہ آنے والے آپ کو یاد رکھیں

اپنے خاندان کے مرحومین کے لئے مکہ معظمہ میں کعبہ کے زیر سایہ ایصال ثواب کیجئے

یاد رکھئے کہ مکہ معظمہ میں ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ نیکی کے برابر ہے آپ جو روپیہ ہندوستان میں خرچ کرتے ہیں اس کو مکہ معظمہ میں خرچ کرکے ایک لاکھ گناہ ثواب حاصل کرسکتے ہیں

نمبر شمار	ایصال ثواب	مرسلہ	رقم
۱	بروح محترمہ والدہ صاحبہ مرحومہ خود	جناب الحاج شیخ ناظر حسین صاحب جوالاپور	۹ر
۲	بروح پاک سرکار دو عالم صلعم ــ براوراح پردادا صاحب پردادی صاحبہ مرحومین ــ براوراح دادا صاحب، دادی صاحبہ مرحومین للعہ ــ براوراح والدین مرحومین للعہ ــ براوراح ازواج مصطفٰی للعہ براوراح دختران مصطفٰی للعہ ــ بروح شیخ عبد القدوس صاحب مرحوم	جناب نظام الدین احمد صاحب بریلی	۲۹ لعہ
۳	براوراح والدین مرحومین خود	جناب ڈاکٹر ایس عبد الماجد صاحب متوسط	ہر
		جناب ایس۔ اے۔ باری صاحب کلکتہ	۴ر
۴	بروح شاہجہاں صاحبہ مرحومہ بنت اصغر حسین صاحب	جناب الحاج خواجہ محمد مصطفٰے احسن صاحب لکھنؤ	عا ۴ار
۵	بروح محترمہ زہرہ خاتون صاحبہ مرحومہ	جناب حکیم مسیح الرحمٰن صاحب کلکتہ	عاہر
۶	بروح امۃ الفاطمہ صاحبہ مرحومہ ــ بروح آسمہ خاتون صاحبہ مرحومہ	جناب الحاج شاہ محمد خلیل الرحمٰن صاحب مونگیر	صہ ۵ ــ
۷	بروح آمنہ خاتون صاحبہ مرحومہ	جناب الحاج شیخ ناظر حسین صاحب جوالاپور	للعہ
۸	بروح والدہ صاحبہ مرحومہ خود		
۹	بروح نور احمد صاحب مرحوم	جناب مسیح الرحمٰن صاحب کلکتہ	عہ
		میزان ماہ ذی الحجہ ۱۳۶۳ ہجری	۵ ۱۱ر

کے بیچ میں ایک بھاری زنجیر باندھ کر کی جاتی تھی۔ زنجیر کے کھولے بغیر باہر کے کسی جہاز کی گودی کے اندر رسائی نہیں ہو سکتی تھی اور نہ گودی سے اندر کا کوئی جہاز باہر جا سکتا تھا۔ یہاں سے وہ المرقب کے قلعہ کی طرف گیا جس کو الملک المنصور سیف الدین قلاوون (الناصر کے باپ) نے بزور شمشیر صلیبیوں سے چھینا تھا اس میں کسی اجنبی کو جانے کی اجازت نہ تھی۔ الناصر اس قلعہ کے قریب پیدا ہوا تھا۔ ابن بطوطہ پھر کوہ الاقوع پر سے گزرا جو ملک شام کا سب سے اونچا پہاڑ اور ساحل کا سب سے پہلا حصہ ہے جو سمندر سے نظر آتا ہے۔ یہاں ترکمان آباد ہیں۔ پھر وہ جبل لبنان پر پہنچا جو دنیا میں سب سے زیادہ شاداب پہاڑ ہے اس میں میوہ کے درخت اور پانی کی نہروں سے معمور ہیں۔ بہت سے تارک الدنیا (صلحائے لبنان) اس میں رہتے ہیں۔

پھر بعلبک کا مشہور شہر دیکھا جو دمشق کے بعد شام میں سب سے بڑا اور مرفہ الحال شہر ہے۔ اس میں جتنے آڑو پیدا ہوتے ہیں۔ اتنے کہیں اور نہ دیکھنے میں آئے اور نہ سننے میں۔ بعلبک کی مٹھائیاں کپڑا اور لکڑی کا سامان بہت مشہور ہے۔

پنجشنبہ ۹ رمضان ۷۲۶ھ (مطابق ۵ اگست ۱۳۲۶ء) کو وہ دمشق میں داخل ہوا اور ایک مالکی ادارہ موسوم بہ الشرابشیہ میں اترا۔ دمشق کو وہ تمام شہروں سے زیادہ خوبصورت بتاتا ہے اور اپنے بیان کی تائید میں ابن جبیر کی مقفیٰ نثر پیش کرتا ہے۔ مسجد اموی اس زمانہ میں تمام دنیا کی مساجد سے زیادہ شاندار سمجھی جاتی تھی۔ ولید اول بن عبدالملک (۸۶ھ۔۹۶ھ / ۷۰۵۔۷۱۵ء) نے اس کو تیار کروایا تھا۔ اسلامی مورخین کے بیان کے بموجب شہر دمشق ایک طرف سے آدھا بزور شمشیر اور دوسری طرف سے آدھا بذریعہ مصالحت فتح ہوا۔ سینٹ جان کی کلیسا پر صلح و جنگ کی جماعتوں کے دونوں عرب سپہ سالار ایک دوسرے سے ملے اس لئے کلیسا کا آدھا حصہ ضروری ترمیم کے بعد مسجد بنا لیا گیا اور بقیہ آدھا حسب سابق عیسائیوں کے قبضہ میں چھوڑ دیا گیا۔ ولید نے فتح کے ستر سال بعد عیسائیوں کو معاوضہ دیکر کلیسا کا باقی نصف حصہ بھی مسجد میں شامل کرنا چاہا۔ پہلے اس تجویز کی بڑی مخالفت کی گئی آخر میں عیسائیوں کو ماننا پڑا (جب تیمور لنگ نے دمشق پر ۱۴۰۱ء میں قبضہ کیا تو شہر کی تباہی و بربادی میں مسجد کا بیشتر حصہ منہدم ہو گیا۔ موجودہ عمارت کئی مرتبہ کی جدید تعمیر و ترمیم کا نتیجہ ہے) ابن بطوطہ بڑی تفصیل سے جامع دمشق اور اس کے مضافات کا ذکر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ جس مقام پر امیر معاویہ کا قصر الخضراء تھا وہاں دور بنی عباس میں اس کو توڑ کر بازار بنا دیا گیا۔ پھر وہ باب جیرون اور اس کی مشہور پانی کے عمل سے چلنے والی گھڑیال کا ذکر آتا ہے جو ایک زمانہ میں قدر و تعجب کی نظر سے دیکھی جاتی تھی۔ ابن جبیر نے بھی اپنے سفر ۱۱۸۴ء میں اس کا ذکر کیا ہے۔

دمشق کے سربرآوردہ حنبلی علماء میں تقی الدین ابن تیمیہ بڑے عالم تھے لیکن کسی قدر خود رائے۔ مالکی علماء نے بعض

عقاید سے متعلق ان کا اتہام تھا۔ تنگ نظری کی وجہ سے بادشاہِ وقت نے ان کو قید کردیا۔ چنانچہ ۷۲۸ھ میں انہوں نے قید ہی میں انتقال کیا۔ بعد کو وہابیوں نے ان کی بڑی قدر و عظمت کی۔

دمشق کے مشہور متبرک مقامات میں مسجد الاقدام بھی ہے جو شاہراہِ حجاز پر شام و مصر پر شہر سے دو میل جنوب میں واقع ہے۔ عوام کا عقیدہ ہے کہ اس کے قریب ایک پتھر پر حضرت موسیٰ کے قدم کے نشان ہیں۔ اس میں ایک چھوٹا سا حجرہ ہے جس میں ایک پتھر پر کندہ کیا گیا ہے کہ ایک عارف سے آنحضرت صلعم نے خواب میں ارشاد فرمایا تھا کہ یہاں میرے بھائی حضرت موسیٰ کا مزار ہے۔ ابن بطوطہ اپنے واپسی کے سفر میں (جمادی الاولیٰ ۷۴۹ھ) اس مسجد کی برکت سے دمشق کی روزانہ طاعونی اموات کی اچانک کمی کا ذکر کرتا ہے۔ وہاں کے رفاہِ عام سے متعلق اوقاف وغیرہ کی ایک بڑی فہرست دیتا ہے۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ احکامِ اسلام کی تعمیل کے بموجب زکوٰۃ کی رقوم کے دیانتدارانہ طریقہ استعمال سے عوام الناس کو کس قدر فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ پھر مالکی فرقہ کے عالم نورالدین سخاوی کی مہمان نوازی اور ضیافت کا ذکر کرتا ہے جو اس کی علالت میں اس کے ساتھ بڑی محبت و ہمدردی سے پیش آئے۔

غرہ شوال (یکم ستمبر ۱۳۲۶ء) کو وہ حجاز کے کارواں کے ساتھ حج کو نکلا۔ راستے میں بصریٰ اور زرقا میں ٹھہرتے اور بلقون بڑھتے ہوئے قلعہ کرک پہنچا جہاں سلطان الناصر نے اپنے مملوک سالار کی بغاوت کے زمانہ میں پناہ لی تھی۔ پھر شام کے آخری شہر معان اور عقبۃ الصوان ہوتے ہوئے صحرائے لق و دق میں داخل ہوا جس کے متعلق مشہور ہے کہ جو شخص اس میں آتا ہے وہ کھو جاتا ہے اور بچ کر نکلتا ہے تیا جسم لیتا ہے۔ پھر ذات حج کے زیر زمین چشموں سے ہوتے ہوئے وادی بلدہ کے آب مقام سے تبوک پہنچا جہاں آنحضرت صلعم نے اپنے زمانہ میں فوج کشی فرمائی تھی۔ یہاں چار دن ٹھہر کر اونٹوں پر پانی بھر لیا گیا تھا تاکہ ابلی سے خوفناک صحرا کو عبور کرلیا جائے۔ الاخیضر کی وادی بڑی خطرناک بیان کی جاتی تھی۔ باد سموم کی سختی سے مسافروں کی جانیں خطرہ میں رہتی تھیں۔ تبوک سے نکل کر پانچ دن کے بعد بئر حجر پہنچے جہاں پانی کی افراط تھی لیکن باثباتِ ارشادِ آنحضرت کسی شخص نے وہاں پانی نہیں پیا۔ یہاں قوم ثمود کے گھروں کے آثار موجود ہیں۔

العلی کا نخلستان اور شاداب گاؤں الحجر سے نصف یوم راہ پر واقع ہے۔ زائرین حج اس مقام پر چار دن ٹھہر کر نہاتے اور کپڑے دھو لیتے ہیں۔ صرف ضروری سامانِ سفر ساتھ لیکر باقی سب گاؤں کے باشندوں کی حفاظت میں چھوڑ دیتے ہیں تاکہ واپسی میں حاصل کرلیں۔ گاؤں کے لوگ بڑے متدین اور بھروسہ کے قابل بیان کئے جاتے تھے۔

تین دن بعد کارواں مدینہ منورہ پہنچا۔ اسطن حنانہ کے باقی ماندہ ٹکڑے کو باادب چھوکر آنحضرتؐ کے مزار مبارک اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی قبروں پر فاتحہ دیتے ہوئے اور راتوں کو مسجد نبوی میں عبادت کرتے ہوئے مدینۃ النبیؐ میں چار دن قیام کیا۔ پھر راہی مکہ معظمہ ہوئے۔ پانچ میل راہ پر مسجد ذوالحلیفہ پر ٹھہر کر سنتِ رسول اللہؐ کے اتباع میں حج کی نیت کرتے ہوئے کپڑے اتار کر حاجیوں کا لباس (احرام) پہن لیا۔ چوتھا مقام قصبہ بدر میں ہوا۔ جناب اللہ تعالیٰ

(بقیہ بر صفحہ ۲۵)

صحیفۂ سعادت

معاونین کرام اور محسنوں کے اسمار گرامی

فہرست رقوم عطیات و امداد مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ بذریعہ صدر دفتر مدرسہ دہلی

بابت ماہ ذی الحجہ ۱۳۶۳ھ

اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ ہر مہینہ کی فہرست اسمار معاونین کرام کی اشاعت دوسرے ماہ کے نمبر میں ہوا کرے گی۔ مندرجہ ذیل تفصیلات میں اگر کوئی غلطی ہو تو براہِ کرم دفتر کو مطلع فرمایئے باعث شکر گزاری ہوگا۔

نمبر	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
۱	رسید جلد ۱۵ / ۸۷	محترمہ خوشدامن صاحبہ سید محمد نسیم اللہ صاحب مراد نگر (دستی)	صہ	امداد عام
۲	۸۸ //	محترمہ والدہ صاحبہ حافظ محمد نظام الدین صاحب مرحوم بتوسط شیخ محمد احمد صاحب بالکو (دستی)	مہ عہ	زکوٰۃ
۳	۸۹ //	جناب سید محمد یونس صاحب بتوسط الحاج شیخ ناظر حسن صاحب جوالاپور (منی آرڈر)	۲ ؎	امداد عام
۴	۹۰ //	جناب الحاج شیخ ناظر حسن صاحب (از جانب والدہ صاحبہ مرحومہ) جوالاپور (منی آرڈر)	۹ ر	ثواب ایصال
۵	۹۱ //	جناب شیخ رشید احمد صاحب بتوسط (از جانب والدہ صاحبہ مرحومہ) (منی آرڈر)	۸ ر	امداد عام
۶	۹۲ //	محترمہ اہلیہ صاحبہ منشی محمد صدیق صاحب (از جانب والدہ صاحبہ مرحومہ متوسط) (منی آرڈر)	۸ ر	//
۷	۹۳ //	جناب منشی شیر محمد خان صاحب یک مرسلہ قاری محمد ضیاء اللہ صاحب عثمانی الجلالی شملہ (منی آرڈر)	سہ	//
۸	رسید جلد ۱۵ [illegible]	مسلمانان پرسی رجمنٹل انسٹیٹیوٹ لاہور چھاؤنی خراہم اللہ (منی آرڈر)	سہ	امداد عام
۹	۹۵ //	جناب نظام الدین احمد صاحب ہرہانس //	لعہ	ثواب ایصال
۱۰	۹۶ //	// محمد ابوالحسن صاحب کرسی //	للہ	وظائف طلبہ
۱۱	۹۷ //	محترمہ اہلیہ صاحبہ بابر علی صاحب بتوسط کرسی (منی آرڈر)	ے	
۱۲	۹۸ //	جناب عبدالکریم صاحب نابہوی دیوبند (منی آرڈر)	للعہ	وظائف طلبا
۱۳	۹۹ //	جناب عیدو میاں صاحب بتوسط منظور احمد صاحب جودھپور (منی آرڈر)	عہ	زکوٰۃ
۱۴	۱۰۰ //	جناب قاضی محمد صدیق صاحب بتوسط منظور احمد صاحب جودھپور (منی آرڈر)	عہ	//
۱۵	رسید جلد ۱۶	جناب ڈاکٹر ایس عبدالماجد صاحب بتوسط ایس اے باری صاحب کلکتہ (شکرانہ ملازمت) (ذریعہ منی آرڈر)	عہ	امداد عام ایصال ثواب

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد	نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
۱۶	جلد ۲ ۲	جناب منشی محمد حمید اللہ صاحب تاجر ٹوپی دہلی آرڈر	سہ	امداد عام	۳۸	جلد ۲ ۲۳	جناب منشی محمد الدین صاحب بتوسط حاجی امام الدین صاحب		
۱۷	،، ۳	محترمہ فردوسی بیگم صاحبہ سنگھری ،،	سہ	کتب خانہ			سلانوالی منی آرڈر	؏	نفقات وظائف ایتام
۱۸	،، ۴	جناب حکیم حفیظ اللہ صاحب بنارس ،،	لعہ	امداد عام	۳۵	،، ۲۵	جناب محمد اکرم صاحب ولد عطا محمد صاحب گوندل بتوسط		
۱۹	،، ۵	محترمہ خانم صاحبہ بتوسط سردار محمد جمال الدین یار صاحب تاجر دہلی دستی	؏	،،			حاجی امام الدین صاحب سلانوالی منی آرڈر	؏	،،
۲۰	،، ۶	جناب حافظ محمد ابراہیم صاحب موضع ... الی (ضلع ...)	...	نفقات وظائف طلبا	۴۰	،، ۲۶	جناب حاجی سید ریاض الدین صاحب بتوسط مولوی		
۲۱	،، ۷	،، حسین صاحب بتوسط ،، دستی	عہ	،، ،،			سید حمید الدین صاحب گلاوٹھی (دستی)	۶	زکوٰۃ
۲۲	،، ۸	محترمہ اہلیہ صاحبہ حکیم عبد الرحمن صاحب مرحوم دہلی ... ،،	۶	امداد عام	۴۱	،، ۲۷	جناب منشی محمد یوسف صاحب، حافظ انعام الحق، ضمیر احمد		
۲۳	،، ۹	مولانا صاحب ... عباسی دہلی ...	۶	،،			شفیق احمد، حافظ حبیب احمد، محمد عبد الستار	۵؏	نفقات وظائف یوم قربانی
۲۴	،، ۱۰	جناب سید ... صاحب بتوسط جناب محمد ادریس صاحب آگرہ منی آرڈر	۶	،،			صدیقی صاحبان - ...		
۲۵	،، ۱۱	،، شمس الدین صاحب جمالی ،، ،، ،،	۶	،،	۴۲	،، ۲۸	،، جناب ... فاروقی صاحب سندیلہ منی آرڈر	۶	امداد عام
۲۶	،، ۱۲	،، محمد اسمعیل خان صاحب ،، ،،	۶	،،	۴۳	،، ۲۹	،، ڈاکٹر امیر الدین صاحب امرتسر ،،	۱۱ ماشہ	،،
۲۷	،، ۱۳	،، اسرار احمد صاحب ،، ،،	۶	،،	۴۴	،، ۳۰	،، غلام دستگیر صاحب بتوسط صوبیدار عبد القادر ...	لعہ	نفقات وظائف یوم قربانی
۲۸	،، ۱۴	،، منشی نور الحق صاحب ،، ،،	۶	،،	۴۵	،، ۳۱	،، عبد الغفور صاحب ،، ،،	...	،،
۲۹	،، ۱۵	،، محمد نبی صاحب لکھنؤ ،، ،،	ملعہ	زکوٰۃ	۴۶	،، ۳۲	،، رحمانی صاحب ،، ،،	۶	،،
۳۰	،، ۱۶	،، مولوی ابو صالح ... صاحب مخدومی دریا پور ،،	مسہ	امداد عام	۴۷	،، ۳۳	ایک اہل خیر جزاہ اللہ بتوسط منشی محمد حسن صاحب ... ،،	...	،،
۳۱	،، ۱۷	،، مسعود علی خان صاحب ... ،،	...	،،	۴۸	،، ۳۴	جناب غلام جیلانی صاحب ... ،،	...	،،
۳۲	،، ۱۸	،، حاجی محمد علی عنایت اللہ صاحبان مبارکپور ،،	...	زکوٰۃ	۴۹	،، ۳۵	،، محمد افضل صاحب ،، ،،	...	،،
۳۳	،، ۱۹	،، الحاج خواجہ محمد مصطفیٰ حسین صاحب لکھنؤ ،،	...	...	۵۰	،، ۳۶	،، صوبیدار عبد القادر صاحب ،، ،،	...	،،
۳۴	،، ۲۰	محترمہ بیگم صاحبہ وصی بخش صاحب قادری بتوسط			۵۱	،، ۳۷ الف	،، محمد یعقوب صاحب ،، ،،	...	،،
		مولوی کرم احمد صاحب بدایوں منی آرڈر	۵؏	زکوٰۃ	۵۲	،، ۳۷ ب	،، سردار محمد جمال الدین یار صاحب تاجر دہلی ...	عسہ	امداد عام
۳۵	،، ۲۱	جناب محمد ابراہیم خان صاحب خورجہ ،،	عسہ	نفقات وظائف ...	۵۳	،، ۳۸	،، حاجی منصب علی صاحب ... مبارکپور ...		
۳۶	،، ۲۲	،، شیخ رمضانی صاحب ہاپوڑ ،،	لعہ	امداد عام			عبد الباری صاحب قاسمی مبارکپور منی آرڈر	...	،،
۳۷	،، ۲۳	،، ملک محمد صاحب ... بتوسط حاجی امام الدین صاحب			۵۴	،، ۳۹	،، مولوی محمد حفظ الرحمن صاحب ... علیگڑھ ،،	سہ	وظائف طلبا
		سلانوالی منی آرڈر	سہ	نفقات وظائف ایتام	۵۵	،، ۴۰	،، حاجی محمد نسیم صاحب سلہٹ ،،	عہ	امداد عام

نمبر مسلسل	نمبر رسید/جلد	نام مالی	رقم	مد
۵۶	جلد ۱۴ ۴۱	جناب منشی عبدالرحیم صاحب مظفرنگر بیمہ رجسٹری	ما ؍	زکوٰۃ
۵۷	" ۴۲	" قیم خالہ صاحبہ حافظ محمد ابراہیم صاحب محلہ سوتی والان	مہ	وظائف چرم قربانی
۵۸	" ۴۳	" محمد ابراہیم صاحب " " "	عہ	زکوٰۃ
۵۹	" ۴۴	" حکیم مسیح الرحمن صاحب کلکتہ (منی آرڈر)	مہ	امداد عام
۶۰	" ۴۵	" محترمہ موصوفہ خاتون صاحبہ اہلیہ حکیم مسیح الرحمن صاحب کلکتہ "	[illegible]	زکوٰۃ
۶۱	" ۴۶	" جناب ابوالقاسم صاحب ابن " " "	سے	امداد عام
۶۲	" ۴۷	" محترمہ محفوظہ خاتون صاحبہ بنت " " "	عـ	"
۶۳	" ۴۸	از جانب محترمہ زاہرہ خاتون صاحبہ مرحومہ مرسلہ " "	عـ	ایصال ثواب
۶۴	" ۴۹	" جناب سیٹھ احمد حاجی موسیٰ سالوجی صاحب تھامپا افریقہ (ڈرافٹ)	[illegible] ۱۲	زکوٰۃ
۶۵	" ۵۰	" مسلمانان عیدگاہ انگلش لائن بنارس / مولوی احمد مکرم صاحب اعظمی (منی آرڈر)	للعہ ۱۲	
۶۶	" ۵۱	" جناب صاحبزادہ محسن علی خاں صاحب شملہ "	لـہ	زکوٰۃ
۶۷	" ۵۲	" حاجی محمد احمد صاحب باڑی دہلی (دستی)	عـ	امداد عام
۶۸	" ۵۳	" الحاج خان بہادر محمد عبدالعزیز بادشاہ صاحب مدراس (منی آرڈر)	للعہ	"
۶۹	" ۵۴	" از جانب محترمہ محمدۃ النساء بیگم صاحبہ مرحومہ مرسلہ " " "	[illegible]	"
۷۰	" ۵۵	" از جانب [illegible] صاحب مرحوم " " "	[illegible]	"
۷۱	" ۵۶	" جناب مولوی ابوالفضل [illegible] صاحب بتوسط مولوی نبی بخش [illegible]	للعہ	وظائف چرم قربانی
۷۲	" ۵۷	" از جانب مولوی اللہ بخش صاحب مرحوم " "	۱۲	" "
۷۳	و ۵۸	جناب مولوی عبدالکریم صاحب نابینا دیوبند "	للعہ	وظائف طلبا
۷۴	و ۵۹	" انجمن سپلائی [illegible] محمد ابراہیم صاحبان کانپور "	[illegible]	امداد عام
۷۵	" ۶۰	" الحاج شاہ محمد خلیل الرحمن صاحب مونگیر "	عـہ	ایصال ثواب
۷۶	" ۶۱	" نہال احمد صاحب فاروقی نیو دہلی	لـہ	کتب خانہ
۷۷	" ۶۲	" خان صاحب محمد قمر علی خاں صاحب سہسرام	لـہ	وظائف یتیم
۷۸	" ۶۳	" قاسم علی بیگ صاحب سانڈی	سے ۲	زکوٰۃ / وظائف چرم قربانی

نمبر	نمبر رسید/جلد	نام مالی	رقم	مد
۷۹	جلد ۱۴ ۶۴	جناب سید سبط علی صاحب بتوسط قاسم علی بیگ صاحب (منی آرڈر)	[illegible]	زکوٰۃ
۸۰	" ۶۵	" حفیظ احمد صاحب " " "	[illegible]	امداد عام
۸۱	" ۶۶	" مقبول احمد صاحب " " "	[illegible]	وظائف یتیم
۸۲	" ۶۷	" ابرار حسن خاں صاحب قائم گنج "	للعہ	وظائف چرم قربانی
۸۳	" ۶۸	" اسمٰعیل صاحب ملازم شاہ عزیز عالم صاحب مرادآباد "	عـ	امداد عام
۸۴	" ۶۹	" شیخ عبدالحی صاحب کرسیانگ "	[illegible]	"
۸۵	" ۷۰	" محمد خاں صاحب حسن پور "	[illegible]	وظائف چرم قربانی
۸۶	" ۷۱	" محمد ادریس صاحب دہلی "	[illegible]	" "
۸۷	" ۷۲	" صوبیدار قادر نواز خاں صاحب نرائن گڑھ "	[illegible]	زکوٰۃ
۸۸	" ۷۳	" عزیز الرحمن صاحب دیولی "	[illegible]	وظائف چرم قربانی
۸۹	" ۷۴	" جناب الحاج شیخ ناظر حسن صاحب جوالاپور "	للعہ	ایصال ثواب
۹۰	" ۷۵	والحاج شیخ ناظر حسن صاحب، شیخ اللہ رکھا صاحب، شیخ علی حسن صاحب، شیخ منشی لائق علی صاحب، نورا خاں صاحب، حافظ رشید احمد صاحب، فرزند علی صاحب جوالاپور	سے	وظائف چرم قربانی
۹۱	" ۷۶	صابر، بندو، عبداللہ، عبدہ، غلام حسین، امیر بخش، کریم بخش صاحبان [illegible] بتوسط الحاج شیخ ناظر حسن صاحب جوالاپور (منی آرڈر)	صہ	" "
۹۲	" ۷۷	محترمہ بی بی [illegible] علی بخش، شمشیر، بندو، رحم الٰہی، عبداللہ صاحبان [illegible]	[illegible]	" "
۹۳	" ۷۸	جناب پیرجی محمد یونس صاحب بتوسط	عـ	امداد عام
۹۴	جلد ۱۴	ایک اہل خیر خاتون [illegible] بتوسط مولانا [illegible] فریدی مرادآباد (منی آرڈر)	مہ	"
۹۵	" [illegible]	جناب محمد یونس صاحب [illegible] عبدالوحید صاحب [illegible]	مہ	وظائف [illegible]

نمبر	نمبر رسید	نام نامی	رقم	مد
۹۶	۷۷	جناب سید عبدالخالق صاحب عوض سید یوسف برادر صاحب …	صہ	امداد
۹۷	۷۸	محمد یامین صاحب بتوسط سید محمد ادریس صاحب آگرہ منی آرڈر	صہ	״
۹۸	۷۹	عبدالحفیظ صاحب عباسی ״	صہ	״
۹۹	۸۰	ابوبکر صاحب ״ ״	صہ	״
۱۰۰	۸۱	ارشد حنیف صاحب ״ ״	صہ	״
۱۰۱	۸۲	محترمہ والدہ صاحبہ عبدالغفور صاحب ״	[illegible]	״
۱۰۲	۸۳	جناب عبدالرحیم صاحب محمدی ״	صہ	״
۱۰۳	۸۴	محترمہ بیگم صاحبہ جناب شاہ عزیز عالم صاحب مرادآباد ״	صہ	״
۱۰۴	۸۵	جناب محمد اصطفیٰ علی صاحب علوی سندیلہ ״	صہ	״
۱۰۵	۸۶	منشی عبدالمجید صاحب سلیم پور ڈاکخانہ … بتوسط حکیم … کلکتہ	صہ	״
۱۰۶	۸۷	عبدالرحیم صاحب سب لدہ ״	[illegible]	״
۱۰۷	۸۸	سید علی محمد صاحب فاضل برخوردار ״	[illegible]	״
۱۰۸	۸۹	محترمہ بیگم صاحبہ جناب کیپٹن … محمد حسین صاحب کرنال بتوسط …	[illegible]	״
۱۰۹	ملک جلد	جناب عاشق بیگ صاحب سانڈھی (منی آرڈر)	صہ	״
۱۱۰	۹۱	الحاج کپتان مولوی غلام محمد صاحب …	صہ	״
۱۱۱	۹۲	سید محمد ولایت احمد صاحب رضوی ہمشیرہ صاحبہ … ״		
		برادران گان فرد لاہرپور	صہ	
۱۱۲	جلد ۳۵	محترمہ ہمشیرہ صاحبہ رضا مرزا صاحب …	عہ	
۱۱۳		جناب شیخ … ناظر حسن صاحب والد … منی آرڈر	[illegible]	״
۱۱۴		شیخ منشی محمد صدیق صاحب ״	[illegible]	
۱۱۵		محمد الیاس خاں صاحب ״	عہ	״
۱۱۶		محترمہ بیگم صاحبہ …	عہ	״
۱۱۷		بیگم صاحبہ فاروق … (دستی)	[illegible]	״
۱۱۸		جناب … دہلی	عہ	״
۱۱۹	جلد	حاجی احمد … صاحب بتوسط حاجی نام الدین …	عہ	״

نمبر	نمبر رسید و جلد	نام نامی	رقم	مد
۱۲۰	ملک جلد	جناب مولوی سید حمید الدین صاحب گلاوٹھی (دستی)	عہ	امداد عام
۱۲۱	۶	محترمہ بیگم صاحبہ … مرزا صاحب دہلی …	عہ	״
۱۲۲	۸	جناب ابوالبرکات احمد الرحمن صاحب کلکتہ منی آرڈر	[illegible]	״
		بتوسط حکیم … کلکتہ		״
۱۲۳	۹	… صاحب سلیم پور ڈاکخانہ … (منی آرڈر)	[illegible]	״
۱۲۴	۱۰	محترمہ … صاحب مرحوم …	[illegible]	״
۱۲۵	ملک جلد ۲۶۹	جناب … علی صاحب بتوسط محمد ادریس صاحب دہلی (دستی)	عہ	״
۱۲۶	۲	رمضانی صاحب … بتوسط جناب الحاج		״
		شیخ ناظر حسن صاحب … منی آرڈر	[illegible]	״
۱۲۷	۳	محترمہ ہمشیرہ صاحبہ رضا مرزا صاحب …	عہ	״
		بذریعہ مولوی ناظم حسین صاحب صدیقی:-		
۱۲۸	رسید جلد ۳۱/۹۵	جناب … حسین صاحب الہ آباد	صہ	״
۱۲۹	۳۲	خان بہادر محمد غضنفر اللہ صاحب الہ آباد	[illegible]	״
۱۳۰	۳۳	حاجی … حمید صاحب ״	[illegible]	״
۱۳۱	۳۴	حاجی محمد رمضان صاحب ״	[illegible]	״
۱۳۲	۳۵	مرزا احمد صاحب ״	صہ	زکوٰۃ
۱۳۳	۳۶	سید … احمد صاحب گورکھپور	[illegible]	״
۱۳۴	۳۷	حاجی محمد … صاحب	[illegible]	امداد عام
		بذریعہ … فضل الرحمن صاحب …		
۱۳۵	ملک جلد ۲۵۹	جناب عبدالغنی محمد لطیف صاحب …	[illegible]	״
۱۳۶	۳۴۲	محترمہ ہاجرہ صاحبہ اہلیہ عبدالغنی صاحب ״	[illegible]	״
۱۳۷	۳۴۳/۳۴۴	ہاجرہ صاحبہ اہلیہ عبدالرحمن صاحب	[illegible]	״
۱۳۸	۳۴۵	جناب محمد رمضان صاحب والد …	عہ	״
۱۳۹		آمدنی بعد اشتراک رسالہ ندائے حرم		

میزان آمدنی ماہ ذی الحجہ ۱۳۶۳ھ

المشتہر: ضیاء الدین احمد عفی عنہ - معتمد صدر دفتر مدرسہ مکہ معظمہ دہلی قرول باغ

مسئلہ ابن نبوت کا

ترجمان القرآن

از

مولانا ابو الکلام آزاد

جلد دوم

یہ جلد اپنی نوعیت کے لحاظ سے پہلی جلد سے بھی زیادہ مہتم بالشان ہے یعنی حواشی زیادہ مفصّل، دلکش اور اہم مسائل پر مشتمل ہیں، کتابت و طباعت بھی بہتر ہے چونکہ سورۂ انفال، کہف، مریم، انبیاء وغیرہ اسی میں آگئی ہیں اور مولانا کو کتابت کے جدید انتظام کے باعث جی کھولکر بحث کرنیکا موقع ملگیا ہے، کتاب اپنے رنگ میں اور علمی خصوصیت کے اعتبار سے بےنظیر ہوگئی ہے سورۂ اعراف سے سورۂ مومنون تک

پہلا جلد ... روپے، مجلد ... روپیہ

[illegible]

ملنے کا پتہ شیخ مبارک علی [illegible]

ندائے حرم

صدر دفتر مدرسہ صولتیہ (مکہ معظمہ) دہلی کا ماہوار رسالہ

مُرتّبہ

ادارہ صدر دفتر

جلد ۵ ۲

ندائے حرم کا مسلک	ندائے حرم کا مقصد
۱ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کعبہ کے زیر سایہ ایک با ہمہ مرکزی تحریک ہے اس لئے مجلہ ندائے حرم مرکز اسلام کی آواز ہے۔	۱ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے اغراض و مقاصد کی اشاعت اور ان کی تکمیل کے لئے کوشش۔
۲ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ غیور و با ہمت مسلمانان ہند کی خدا کے گھر میں بہترین مشترکہ یادگار ہے اس لئے ندائے حرم کو عام اختلافی امور سے احتراز ہوگا	۲ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے سرپرستوں اور معاونین کو اس کے اہم اور ضروری حالات سے روشناس کرنا
۳ سیاسی معاملات اور ملکی سیاست سے تعلق نہ ہوگا۔	۳ مسلمانان ہند کو اسلامی دنیا کی اہم تحریکات علمی و معاشرتی جدوجہد اور علمی و فنی خدمات سے باخبر کرنا۔

ندائے حرم پابندیٔ وقت کے ساتھ ہر انگریزی ماہ کی ۱۵ تاریخ کو کم از کم ۴۸ صفحات پر شائع ہوتا ہے۔
عدم وصولی کی صورت میں ۲۵ تاریخ تک اطلاع دے کر دوسرا رسالہ طلب فرمائیں اسکے بعد دفتر معذور ہوگا
ماہنامہ ندائے حرم مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے مستقل سرپرستوں اور خاص معاونین کی خدمت میں ہدیۃً پیش کیا جاتا ہے
جواب طلب امور کے لئے محصول ڈاک بھیجئے۔
سالانہ اشتراک تین روپے (سے) فی پرچہ ۴ر، بیرون ہند سے ۶ شلنگ۔
رسالہ کے متعلق تمام ضروری خط و کتابت منتظم رسالہ ندائے حرم دہلی قرولباغ سے ہونی چاہیئے۔
نمونہ کے لئے ۴ر کے ٹکٹ آنا ضروری ہیں۔

ترسیل زر کا پتہ
معتمد صدر دفتر مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ۔ دہلی۔ قرول باغ

تار کا پتہ: صولتیہ دہلی
SAULATIYA-DELHI

ندائے حرم

عدد ۳و۴ مسئول ضیاء الدین احمد جلد ۵

بابت ماہ ربیع الاول و ربیع الثانی سنہ ۱۳۶۴ھ مطابق ماہ مارچ سنہ ۱۹۴۵ء

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲	ز سر تا قدم آپ خود ہیں پیامی (نظم)		عبادت یا رقص وسرود
۳	اشرات		اسلام کے حق میں سائنس کی شہادت
	اسلام کا نظام نو۔ نیو ورلڈ آرڈر		بین الاقوامیت کی تخت گاہ
	غریب کی سیاست	۱۷	سبیل کوثر
	اسلام کی عدالت	۱۹	بحر روم میں ترکی کا اقتدار
۹	بصائر	۲۵	سفرنامہ ابن بطوطہ
	علم وعمل	۳۰	موج کوثر
	اسلام ایک محرک طاقت ہے	۳۲	دنیا کا سب سے بڑا انقلابی مذہب
	مسلمان کی عملی زندگی	۳۷	صحیفہ سعادت

ز سر تا قدم آپ خود ہیں پیامی

(از جناب حمید صدیقی لکھنوی)

(یہ نظم مدرسہ صولتیہ کے جلسہ سالانہ ۱۳۶۳ھ میں ۵ ذی الحجہ ۱۳۶۳ھ کو خود موصوف نے اپنے لحن داؤدی میں سنائی)

مجھے دیتی ہے مژدۂ شادکامی — نسیمِ سحر کی یہ نازک خرامی
حمید اور حبیبِ خدا کے وطن میں — فدایم ہزاراں بجانِ گرامی
بڑا خوش نصیب اللہ اللہ وہ ہے — میسر ہے اس در کی جس کو غلامی
کوئی ہے نہ جو صولتیہ کو جانے — کہ مشہورِ عالم ہے اسمِ گرامی
دعا ہے یہ صولت نسا تیرے حق میں — رہے تا قیامت ترا نامِ نامی
سلیم اب ہیں ناظم مگر پہلے وہ تھے — کہ تھا رحمۃ اللہ اسمِ گرامی
جنابِ سلیم آپ ہی کا یہ حق تھا — جو کی جدِ امجد کی قائم مقامی
حقیقت میں اس مدرسہ کی طرف سے — ز سر تا قدم آپ خود ہیں پیامی
جو سچ پوچھیے ناظمِ مدرسہ کی — ستائش کے قابل ہے خوش انتظامی
یہ سب ان کے اخلاص اور کوششوں سے — ادارہ کو حاصل ہوئی نیکنامی
یہ ذوقِ سلیم اصل میں آپ کا ہے — کہ جاری یہاں بھی ہے درسِ نظامی
یہاں طالبِ علم پڑھتے ہیں آکر! — عراقی و حجازی و ہندی و شامی
بڑھاتا ہے پڑھ کر یہاں سے گیا جو — احادیث کوئی، کوئی شرحِ جامی
ترقی کرے کیوں نہ پھر مدرسہ وہ — ہے اللہ جس کا مددگار و حامی
توجہ اگر آپ کرتے رہیں گے — تو باقی رہے گی نہ پھر کوئی خامی

حمید اور نظم آپ خود جانتے ہیں
یہ ہے صرف تعمیلِ ارشادِ سامی

ارشادات
تشریحات

اسلام کا نظامِ نو، نیو ورلڈ آرڈر

معیار اور اہلیت:- پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے، کہ اگر مسلمانوں پر ایسا حاکم مقرر کر دیا گیا ہو، جس سے بہتر اور اصلح شخص موجود ہو تو یہ خدا کے نزدیک بہت بڑی خیانت ہے۔ بہتر شخص کی موجودگی میں کوئی نا اہل شخص، خواہ وہ کیسا ہی عالی مرتبہ ہو، حاکم مقرر نہیں ہو سکتا۔

بعض لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر درخواست کی کہ انہیں والی (حاکم) بنا دیا جائے، آپ نے فرمایا، جو شخص اس منصب کو خود طلب کرتا ہے ہم اسے کوئی منصب نہیں دے سکتے۔

تشریح:- اسلام میں تقرر اور انتخاب کا معیار تقویٰ، نیکی، خدا ترسی۔ اور اہلیت ہے امارت نسلی شرف، اور حکومت پرستی نہیں ہے، اسلام میں انتخاب کے لئے کوئی شخص اپنے آپ کو بطور امیدوار پیش نہیں کر سکتا۔ اور امیدوار کو کوئی منصب نہیں دیا جا سکتا۔ یہ کام عوام کا ہے، کہ وہ کسی صالح، عادل اور خدا ترس انسان کو کثرت رائے سے منتخب کریں، اسلام میں امیدوار کی حیثیت سے کھڑا ہونا اس کے لئے پروپیگنڈا کرنا۔

انتخاب پر بے دریغ روپیہ صرف کرنا، دوسروں کو گرانے کی کوشش کرنا، اپنی خدمات جتا کر ووٹ لینا ناجائز اور غیر مستحسن ہے۔

پروگرام:- ہم جنہیں زمین کا وارث بناتے ہیں ان کا کام یہ ہے کہ وہ نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں، اچھی باتوں کا حکم کرتے ہیں، بری باتوں سے روکتے ہیں۔ (قرآن)

حضرت ابا بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے انتخاب کے بعد اپنے پروگرام کی اس طرح تشریح فرماتے ہیں۔

لوگو! میں تمہارا خادم مقرر کیا گیا ہوں۔ اور یاد رکھو تم سے بہتر نہیں ہوں۔ اچھے کاموں میں میری مدد کرو، اگر ٹیڑھا چلوں تو سیدھا کر دو، تم میں سے ہر کمزور میرے نزدیک قوی ہے۔ میں اس کا حق دلا کر چھوڑوں گا۔ اور تم میں سے ہر قوی میرے نزدیک کمزور ہے۔ اس سے حق لے کر چھوڑوں گا۔

تشریح:- کمزوروں اور مظلوموں کی حمایت اسلامی سیاست کا اصل اصول ہے۔ اسلامی حاکم کو دیگر اشخاص پر کوئی برتری اور امتیاز حاصل نہیں ہے، وہ عوام میں سے ایک فرد ہے۔ اسلامی حاکم اپنی غلطیوں کو تسلیم کرنے اور اپنی کوتاہیوں کی سزا پانے کے لئے ہر وقت آمادہ ہو اور کمزور سے کمزور انسان بھی اس سے باز پرس کر سکتا ہے۔ کمزور اور طاقتور کا متحدہ پلیٹ فارم مساوات ہے۔ اسلام کی نظر میں مراعات، امتیاز، فضیلت، القاب سب بے معنی ہیں۔ عدل۔ اور مساوات پر ہی اسلامی سیاست کی بنیادیں استوار ہو سکتی ہیں۔

موجودہ زمانہ کی جمہوریت محض دھوکہ اور فریب ہے۔ اس میں نہ مساوات ہے: نہ آزادی، نہ انصاف ہے نہ دادرسی، اس کا اصول ہے۔ جس کی لاٹھی اس کی بھینس۔

امتیاز اور حقوق:- اسلام کے خلیفہ دوم حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اعلان فرمایا۔

لوگو! مجھے تمہارے مال میں سے لینے کا صرف اس قدر حق ہے جتنا کہ یتیم کے مربی کو۔ اگر مجھے حاجت نہ ہوگی تو کچھ نہ لوں گا، ضرورت پڑے گی تو دستور کے مطابق صرف کھانے کے لئے، لوں گا۔ مجھ پر تم لوگوں کے حقوق ہیں۔ جن کے لئے تم کو مطالبہ کرنا چاہیئے ملک کا خراج اور محصول بیجا خرچ نہ کیا جائے گا۔ میں خود بھی تمہارے مال کو بے جا خرچ نہ ہونے دوں گا۔ میں چاہتا ہوں کہ تمہارے روزینے بڑھاؤں۔ سرحدوں کو مضبوط کروں اور تمہیں خطرات سے بچاؤں۔

تشریح:- اسلام کا والی عوام میں کوئی خاص امتیاز نہیں رکھتا۔ اس کی زندگی عوام کی زندگی کی مانند ہوتی ہے۔ غریب عوام کا روپیہ حکام کو بیش قرار تنخواہوں کی صورت میں دینا غریبوں پر ظلم ہے۔ حکام پر لاکھوں پونڈ کے سالانہ مصارف سے اسلام نا آشنا ہے۔ اسلامی حاکم عوام کے مال کا محافظ ہے۔ عوام کو خطرات سے بچانا اس کا فرض ہے اس پر حرام ہے کہ عوام پر رعب اور اقتدار قائم کرے۔ اور اپنے آپ کو ان سے علیحدہ سمجھے۔

حکام کے فرائض:- خلیفۂ اسلام اپنے گورنروں کو تقرری کا پروانہ دے کر فرماتے ہیں:-

"یاد رکھو تم پر بڑی ذمہ داری آپڑی ہے، تم اس لئے مقرر نہیں کئے گئے کہ لوگوں پر سختی کرو، بلکہ اس لئے کہ عوام کا بار ہلکا کرو، تم لوگوں کے حقوق ادا کرتے رہنا انہیں زدوکوب نہ کرنا، انہیں ذلیل نہ کرنا، ان کی بے جا تعریف نہ کرنا۔ ان پر اپنے دروازے بند نہ کرنا، ان پر اپنے آپ کو ترجیح نہ دینا۔"

تشریح:- اشتراکی، اشتمالی، جمہوری، فسطائی، نازی، ہر نظام سے اسلام کے نظامِ حکومت کا مقابلہ کرو، نیو ورلڈ آرڈر کا شور بلند کرنا آسان ہے، آزادی، آزادی کی صدا بلند کرنا کوئی مشکل نہیں، مگر مشکل ہے مظلوموں اور کمزوروں کی حمایت کرنا،

حکام کے مظالم سے عوام کی حفاظت کرنا، انسانی حقوق کا احترام کرنا، انصاف اور عدل گستری کو شعار بنانا، اور رعایا کے دکھ درد کو اپنا دکھ درد سمجھنا، جو نظام عدل و انصاف پر مبنی ہو وہی دنیا کا بہترین نظام ہے، اس کے بعد جو کچھ ہے شر اور فساد ہے، ظلم اور عدوان ہے۔ چنگیزیت اور فرعونیت ہے۔

قانون اور سزا: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

لوگو! ہماری طرف سے حکومت کے کارندے اس لئے مقرر نہیں کئے جاتے کہ تمہارے مال کو غصب کریں اور تمہارے منہ پر طمانچے ماریں، وہ اس لئے مقرر کئے جاتے ہیں کہ مظلوموں کی دادرسی کریں۔ اگر میرے کسی گورنر نے اس کے خلاف کیا ہو تو بیان کرو کہ اسے سزا دی جائے۔

تشریح:۔ اسلام میں رشوت اور سفارش کا کوئی تصور نہیں ہے۔ اسلامی حاکم قانون کو اپنے ہاتھ میں نہیں لے سکتا، قانون کی نظر میں حاکم اور محکوم برابر ہیں، اور حکام کو ان کی غلطیوں کی سزا دی جا سکتی ہے، سب سے بڑی بات یہ کہ خلیفۂ اسلام حکام کا اقتدار قائم نہیں کرتا، ان کی حمایت کے لئے تحقیقاتی کمیشنوں کا ڈھونگ نہیں رچاتا، بلکہ برملا عوام سے کہتا ہے کہ وہ آئیں اور ان کی زیادتیوں کا ثبوت دے کر انہیں سزا دلائیں۔

نیو آرڈر:۔ خلیفہ عمر رضی اللہ عنہ گلی کوچوں میں پھر کر بھوکوں کا پتہ لگاتے، ان کے لئے خود خوراک مہیا کرتے۔ اگر کوئی مزدور نہ ہوتا تو خود اپنے کندھوں پر غلہ لاد کر پہنچاتے، اگر معلوم ہو جاتا کہ فلاں گھر میں فاقہ ہے تو بے اختیار روتے اور دعا کرتے کہ خدایا اس معاملہ میں میری گرفت نہ کیجیو کہ مجھے علم نہ تھا۔

تشریح:۔ اسلام کا نیو آرڈر بھوک اور فاقہ کا انسداد ہے، بھوکوں پر ترس کھانا، ان کی بھوک دور کرنا، ان کی مصیبتوں پر آنسو بہانا، خدا ترسوں اور خدا کے نیک بندوں کا کام ہے۔ اسلام کا خلیفہ عوام کے افلاس اور بیکاری میں عیش اور [illegible] نہیں کر سکتا

بھوکوں کا پیٹ بھرتا ہے، اس کے بعد اپنے پیٹ کی خبر لیتا ہے۔

اسلام میں سرکاری بی پارٹیاں نہیں ہیں۔ اسلام جام صحت نوش کرنے کی تاریخ سے کوئی سروکار نہیں رکھتا، اسلام کا ہر خلیفہ ڈنر اور لنچ سے ناواقف رہا، کیونکہ انہیں عوام کے ڈنر کا خیال تھا، یہ ہے اسلام کا نظام۔

غریب کی سیاست: حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ جب رومیوں کے لشکر میں پہنچے تو دیکھا کہ خیمہ میں دیبا و اطلس کا فرش بچھا ہوا ہے، آپ باہر ہی ٹھہر گئے، ایک عیسائی نے آکر کہا۔ اندر چلیئے، اس پر آپ نے کڑک کر کہا جو فرش غریبوں کا حق چھین کر اور رعایا کو لوٹ کر بنایا گیا ہے میں اس پر نہیں بیٹھ سکتا۔

تشریح: جو حکام سربفلک عمارتوں اور کوٹھیوں میں رہیں، اعلیٰ قسم کی سواریوں اور ریزرو ڈبوں میں سفر کریں، عیش و عشرت میں زندگی گذاریں، سو روپے کی تنخواہ پر دو سو روپے کا سوٹ استعمال کریں، اسلام کی نظر میں وہ حکام نہیں ہیں۔ خائن ہیں اور غریبوں کا خون ان کی گردن پر ہے۔

اسلام کی عدالت: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو خلیفۂ اسلام سے شکایت ہوئی، آپ نے خلیفہ کے خلاف عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا عدالت کے جج زید بن ثابت رضی اللہ عنہ تھے، جب خلیفۂ اسلام عدالت میں داخل ہوئے تو آپ ان کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے، اور بیٹھنے کے لئے اپنے پاس جگہ دی۔ خلیفۂ اسلام نے جج کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ تمہارا پہلا ظلم ہے کہ تم نے میرے ساتھ امتیازی سلوک کیا، مدعی نے قاعدہ کے مطابق خلیفۂ اسلام سے قسم لینی چاہی، جج نے آپ کے رتبہ کا خیال کر کے مدعی سے درخواست کی کہ امیر المومنین کو قسم سے معاف رکھو، خلیفۂ اسلام نے جج کو مخاطب کر کے فرمایا۔ جب تک تمہارے نزدیک عمرؓ اور عام آدمی برابر نہ ہوں تم عدالت کی کرسی پر نہیں بیٹھ سکتے۔

تشریح:۔ اسلام میں حق (رائٹ) اور قانون (لا) کی کوئی تقسیم نہیں ہے، اس کی عدالت کمزوروں اور مظلوموں کی پناہ گاہ ہے۔

منشی عبدالرحیم صاحب مظفر نگر:۔ آپ کی ذات ہمارے رسمی شکریہ سے بلند و ارفع ہے، آپ دارالعلوم صولتیہ کو ہمیشہ ہر موقع پر یاد رکھتے ہیں، اس ماہ آپ کی جانب سے صدر دفتر کو مبلغ دوسو روپیہ بذریعہ بیمہ رجسٹری وصول ہوئے، اس سے قبل بھی آپ کی فیاضی اور علم نوازی کا تذکرہ قارئین ندائے حرم ان صفحات میں بارہا ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اس کا صلہ تو خدائے پاک کی درگاہ سے ہی موصوف کو ملے گا۔ آپ کو یقیناً شکریہ کے رسمی الفاظ کی ضرورت نہیں، مگر ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ اپنے ایسے معاونین کے سپاس گذار رہوں۔ اور ان کے مقاصد دلی کے پورا ہونے اور کاروبار میں ترقی کے لئے دعائے خیر کریں، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، دارالعلوم صولتیہ کے طلباء، علماء اور اساتذۂ کرام بھی در کعبہ پر آپ کے لئے یقیناً دعائے خیر کرینگے۔

ندائے حرم کی اشاعت حاضرہ

ندائے حرم کے زیرنظر پرچے پر عدد ۳ و ۴ درج ہیں، ایک اصطلاحی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ایسا کرنا پڑا ہے ندائے حرم قمری مہینوں کے مطابق شائع ہوتا ہے اور مرکزی دفتر مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ اور صدر دفتر دہلی کا حساب بھی قمری و اسلامی مہینوں اور سنہ ہجری کا ہے ہی رکھا جاتا ہے مگر ڈاکخانہ ندائے حرم

رسید طلب فرما لیجئے

مبلغ پانچ روپیہ کی رقم ہمیں جناب محمد عبداللہ صاحب ہیڈ ماسٹر لوئر مڈل اسکول ڈاکخانہ پوانہ ضلع جھنگ کی طرف سے موصول ہوئی ہے مگر موضع کا نام نہیں پڑھا گیا، منی آرڈر کی اکنالجمنٹ پر لکھ دیا گیا تھا کہ اگر یہ موصوف کو مل جائے تو اپنے مقام سے ہمیں مطلع فرمائیں تاکہ ہم دفتر سے رسید روانہ کر سکیں مگر ابھی تک جواب نہیں ملا اگر ندائے حرم کا یہ نمبر ہیڈ ماسٹر صاحب کی نظر سے گذرے تو براہ کرم اپنے موضع کے نام سے مطلع فرمائیں تاکہ ہم رسید بھیجکر سبکدوش ہو سکیں اور دفتری ضابطہ پورا ہو جائے، اپنے عام معاونین اور محسنین سے بھی ہماری گذارش ہے کہ وہ منی آرڈر کے کوپن پر اپنا نام اور پتہ صاف اور خوشخط تحریر فرمایا کریں تاکہ رسیدات کے بھیجنے میں دشواری نہ ہو اور رسیدات واپس نہ آئیں۔ بعض
[illegible]

کو انگریزی تاریخوں کے اعتبار سے قبول کرتا ہے. یعنی اس کی اشاعت کے لئے ہر انگریزی ماہ کی ۱۵ تاریخ پوسٹ ماسٹر جنرل کی طرف سے مقرر ہے. قمری و اسلامی مہینوں کی مطابقت کے لئے [illegible] و [illegible] ڈال دیئے گئے ہیں، لیکن دراصل انگریزی مہینوں کے حساب سے بارہ پرچے ہی ہدیۂ ناظرین کئے جائیں گے۔

دعائے صحت۔ محترم جناب شاہ غیاث عالم صاحب قنوج، دارالعلوم صولتیہ مکہ معظمہ کے مستقل معاونین میں سے ہیں آپ کا دست کرم اپنی اس قومی درسگاہ کیلئے ہمیشہ کھلا رہتا ہے اور آپ کے خاندان کے دیگر حضرات بھی اس کار خیر اور صدقۂ جاریہ میں برابر حصہ لیتے رہتے ہیں موصوف آج کل علیل ہیں اور دعائے صحت کے طالب، اپنی عاجزانہ دعاؤں کی حقیقت ہمیں معلوم ہے. تاہم شاہ صاحب موصوف کیلئے ہماری دعائیں وقف ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو شفائے کامل عنایت فرمائے، دارالعلوم صولتیہ کے تمام طلبا و اساتذہ اپنی دعاؤں میں آپ کو یاد رکھیں گے، مکہ معظمہ لکھا جا رہا ہے کہ خاص طور پر دعائے صحت کرائی جائے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

زنانہ مدرسہ حمیدیہ تجوید القرآن: ہندوستان میں آج سے پچاس سال قبل علم تجوید اور قرأت پر بہت کم توجہ کی جاتی تھی۔ اور عربوں کو ہندوستانیوں پر یہ اعتراض تھا کہ وہ قرآن کو تجوید اور صحت کی ساتھ نہیں پڑھ سکتے، لیکن الحمدللہ بڑی حد تک یہ عیب ہندوستان سے دور ہو چکا ہے۔

یہ امر مسلمہ ہے کہ ملک کے طول و عرض میں آج تجوید و قرأت کا جو سلسلہ جاری ہے وہ دارالعلوم صولتیہ ہندیہ مکہ معظمہ کا ہی فیض ہے، امام القراء جناب قاری عبدالرحمٰن صاحب الہ آبادی کے نام سے کون واقف نہیں، مرحوم مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ کے قابل فخر شاگردوں میں تھے، ہندوستان میں تجوید القرآن اور قرأت کا جس قدر چرچا ہے وہ مرحوم کے توسط سے مدرسہ صولتیہ کا ہندوستان میں بالواسطہ یا بلاواسطہ فیض ہے۔

جناب مولانا قاری حمید الدین صاحب نے مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ سے تجوید، قرأتِ سبعہ

(بقیہ ۱۴ پر)

بصائر

علم و عمل

اسلام ایک محرک طاقت ہے

اسلام نے عمل پر بہت زور دیا ہے، اس نے انسانی کردار کے ہر تار کو چھیڑ کر بتایا ہے کہ ترقی اور کامیابی کی بنیاد عمل ہے۔ اس نے زمانہ کو شہادت میں پیش کرکے یہ حقیقت واضح کی ہے کہ ایمان (الیقین کامل) اور عمل کے ذریعہ ہی انسان بام عروج پر پہنچ سکتا ہے۔ اسلام کی نظر میں فلسفیانہ موشگافیاں اور نظری مباحث کوئی حقیقت نہیں رکھتے کیونکہ ان کا عمل سے کوئی تعلق نہیں، جس قدر بتا دیا گیا اسی قدر مانو۔ اور اپنی طرف سے ذہنی کاوشوں میں مبتلا ہو کر نئی نئی باتیں پیدا نہ کرو، تقدیر پر بحث کرنے سے اسی لئے روکا گیا کہ یہ عقیدہ تو حل ہونے سے رہا، بلکہ گروہ بندی اور اختلاف پیدا ہو جائے گا اور مسلمان بے عمل بن جائیں گے، صحابہ کرام رض کی زندگی یہ تھی کہ قرآن کریم کی ایک آیت سنی اور عمل کے لئے تیار ہو گئے، پیغمبرؐ کا فرمان سنا اور کمر کس کر میدان میں نکل آئے، اگر وہ چاہتے تو علمی مسائل کی گہرائیوں میں اتر کر بہت کچھ کمال پیدا کر سکتے تھے، مگر انہوں نے تک بندیوں اور خام خیالیوں کی بجائے اسلام کے احکام پر عمل کرنا ضروری سمجھا اور عمل کی برکت سے وہ شاندار کارنامے انجام دیے جس پر زمین و آسمان آج تک گواہ ہیں۔

یونان کے نظری فلسفہ نے دنیا کو کیا سکھایا؟ دماغی اور ذہنی عیاشی، [illegible] اور

بیکن، مل اور اسپنسر کے فلسفہ نے علمی دنیا کو عمل کی کوئی راہ نہیں دکھائی، کیونکہ یہ سب فلسفے نظری تھے، عملی نہ تھے، لیکن جوں ہی فلسفہ نے سائنس کا رنگ اختیار کیا، عملی حقائق کی دنیا سامنے آئی چند ہی صدیوں میں دنیا کہیں سے کہیں پہنچ گئی، آج سائنس کا دور دورہ ہے یعنی عمل اور جدوجہد کی دنیا کی نئی تعمیر کا۔ اس لئے ساری کائنات اسٹیم، بجلی، ریڈیو اور سینما، مشینری اور کارخانوں سے جگمگا رہی ہے، اگر آج بھی وہی پرانے فلسفہ کا رونا ہوتا جو ارسطو، افلاطون ڈیکارٹ اور بیکن کا ذہنی شغلہ تھا تو آج کی دنیا تین سو سال پیچھے کی دنیا ہوتی، اور صنعتی انقلاب سے روشناس نہ ہوتی۔

اسلام ایک عملی مذہب ہے، مسلمانوں سے عمل کا طالب ہے، اور اس کا انتباہ ہے کہ بے عمل قومیں سٹ کر رہیں گی، اور انہیں باعمل قوموں کے لئے جگہ خالی کرنی پڑے گی۔

مسلمان کی عملی زندگی:- مسلمانوں کی عملی زندگی بارہ سو سال تک دنیا کی رہنمائی کرتی رہی، اور جب سے وہ عمل سے محروم ہوئے ان کی اصلی طاقت فنا ہوگئی، مسلمانوں نے اسلام کی اشاعت کی مگر زیادہ تر اپنے عمل سے، لوگوں نے دیکھا کہ مسلمان کیسا پاکیزہ، سچا، صادق العمل، وعدہ کا پکا، کمزوروں کا حامی اور راست باز ہے، اس کے پاس بیٹھے، اس کی عملی سیرت سے متاثر ہوئے، اور مسلمان ہوگئے آج واعظ بے بدل بھی عمل سے محروم ہے، اور اس نسبت سے وعظ کی تاثیر بھی معدوم اور واعظ کی لفاظی بھی صدا بصحرا۔

سر تھامس آرنلڈ اسلام کی تبلیغ کے وسائل و ذرائع پر بحث کرتا ہوا لکھتا ہے:-

"مسلمانوں نے کبھی منظم تبلیغ نہیں کی، کبھی غیر ممالک میں ان کے تبلیغی وفود نہیں گئے، سلاطین اسلام نے بھی تبلیغ میں انفرادی حصہ لیا، اور کروڑوں پونڈ تو کجا ہزاروں پونڈ بھی اس مقصد کے لئے مخصوص نہیں کئے گئے، مگر اس پر بھی اسلام کی اشاعت حیرت انگیز ہے، ہم کو یہ سوچنا ہے تو اسلام کے مقابلہ میں مسیحیت صرف اس لئے

زندہ رہی کہ اس کے بچانے کے لئے اربوں پونڈ صرف کیا گیا۔ اسلام کی بسرعت اشاعت کا ایک بڑا سبب یہ ہے کہ مبلغین اسلام کا عمل دوسروں کے لئے ایک مستقل کشش رکھتا تھا۔ ان کی مدلل گفتگو، ان کی راستبازی اور راست روی، ان کی رحم دلی اور رواداری، ان کی عبادت اور بدن کی پاکیزگی، ان کی دیانت اور خلوص اور مذہب کے لئے ان کا جوش وہ چیزیں تھیں کہ اچھوں اچھوں کو مسلمان بنا گئیں، اسلام نے اپنے پیروؤں میں عمل کی جو روح پھونکی تھی، اس کا یہ اثر تھا کہ بے عمل مشنریوں کی ان کے سامنے پیش نہ گئی۔ (The Islamic faith P. 56)

یہ غیر کی شہادت ہے مسلمانوں کی عملی زندگی پر! اور ہماری اپنی شہادت ہے، اپنی بے عملی اور جمود پر!

عبادت یا رقص و سرود: اسلام نے مسلمانوں کو جس طرز کی عبادت سکھائی ہے، مقابلہ کرنے سے معلوم ہوگا کہ وہ دنیا کے مذاہب میں بالکل نرالی ہے، بدن اور کپڑوں کی طہارت، قلب اور دماغ کی صفائی، خاموشی سے خدا کی یاد، نہ اس پر ایک پیسہ کا صرفہ اور نہ کوئی خاص اہتمام، وضو کیا، قلب کو گرمایا، اور ایک امام کے پیچھے، کھڑے ہوگئے، اپنے اللہ سے راز و نیاز کی باتیں کیں، اور سلام پھیر کر مسجد سے نکل گئے۔

اسلامی عبادت کی سادگی پر ایک شخص (Win wood reade) نے کیا خوب ریمارک کیا ہے۔

"مسلمانوں کی عبادت اس قدر سادہ ہے کہ اس سے زیادہ سادگی کا تصور ہی نہیں ہو سکتا نماز کو دیکھیے، اس میں گانے اور ناچنے کی کوئی گنجائش نہیں اور شراب کباب کا تو کہنا ہی کیا، غیر لوگوں کو ایسی عبادت بے مزہ معلوم ہوگی۔ لیکن جو لوگ اپنی عبادتوں میں موسیقی اور رقص بلکہ شراب و کباب کا بھی استعمال کرتے ہیں۔ وہ گواہی دیں گے، کہ اسلامی عبادت کی سادگی میں کس قدر دلکشی اور جاذبیت ہے۔ بادہ خوار ہی سمجھ

سکتا ہے کہ یہ پیشگاری کیا چیز ہے۔ اور جن لوگوں نے رقص و سرود کی عبادت میں
شرکت کی ہے وہی بتا سکتے ہیں کہ اسلام کی ظاہر بے کیف نماز حقیقی اعتبار سے کس قدر پرکیف
ہے۔ اور محویت کا طاری کرنا تو اس کا معمولی کرشمہ ہے۔

ایک نماز ہی کیا اسلام کے جملہ فرائض کا یہی حال ہے۔ یعنی کم خرچ بالانشیں! جو کیف
اور محویت سادگی میں ہے وہ تصنع اور عیش میں کہاں؟ (MORTYRDOM OF MAN)

اسلام کے حق میں سائنس کی شہادت:- مدت سے یہ بحث چلی آئی ہے کہ مادہ (MATTER)
کی حقیقت کیا ہے؟ اور خدا نے اسے کس طرح
پیدا کیا؟ ایک گروہ نے اس الجھن سے بچنے کے لئے کہہ دیا کہ مادہ بھی خدا کی طرح قدیم ہے۔
اور اس کی قدامت اس قدر پختہ ہے کہ اگر خدا نہ بھی ہوتا تب بھی مادہ موجود رہتا۔ اسلام نے
اس بارے میں صاف صاف اعلان کیا کہ خدا کے سوا ہر چیز مخلوق ہے۔ اور مخلوق خدا کی قوت
ارادی کا ظہور ہے، یعنی ہر مخلوق کی اصل خدا کا ارادہ ہے۔ اس نے چاہا اور ساری کائنات
ظہور میں آگئی۔

سائنس کی جدید تحقیقات نے غیر جانبداری کے ساتھ جو فیصلہ کیا ہے، وہ اسلام کے بہت
قریب ہے اور اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ اسلام کو اکتشافات جدیدہ سے کوئی خطرہ نہیں، علم سائنس
جس قدر ترقی کرے گا اسلام اسے آگے ہی آگے نظر آئے گا۔ اور ان لوگوں کا یہ خیال محض خیال
ہی خیال ہے کہ سائنس نے مذہب کے لئے کوئی گنجائش نہیں چھوڑی، اسی مادہ کو لیجئے کہ سائنس کی
آخری تحقیق کس طرح اسلام کی تائید کرتی ہے جو یہ ہے کہ شعور مادہ سے پیدا نہیں ہوا، بلکہ مادہ شعور سے پیدا ہوا ہے
سائنس دانوں کے نزدیک شعور سے مراد انسانی شعور ہے مگر ہم اس میں صرف اتنی
ترمیم چاہتے ہیں کہ انسانی شعور سے نہیں بلکہ خدا کے شعور (علم) سے مادہ کا ظہور ہوا، خدا
کی ذات علم و شعور، ادراک و فہم کی اصل ہے، اگر انسانی شعور، مادہ کا سرچشمہ بن سکتا ہے
تو وہ عیب الغیب ہستی جو تمام شعوروں اور علموں کا سرچشمہ ہے، کیوں نہ کائنات کی اصل

اور علت العلل قرار پائے، پس ثابت ہوا کہ مادہ کی قدامت کا نظریہ باطل ہے اور صحیح چیز یہی ہے کہ ہر مخلوق کا سرچشمہ خدا کا علم اور ہر مادہ کی اصل خدا کا ارادہ ہے۔ اس سلسلہ میں مزید معلومات کے لئے سر جیمس جینز کی تحقیقات اور ماکس پلانک کے نظریات کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔

بین الاقوامیت کی تخت گاہ

مفکر مشرق علامہ جمال الدین افغانی نے ایک دفعہ قسطنطنیہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا:-

"اسلام کی روح قرآن ہے اور اس کا جسم مکہ ہے۔ مذہبی اعتبار سے حرم مقدس کی تقدیس مسلم ہے، لیکن اسلام کا مقصد یہ ہے کہ مکہ دنیائے اسلام کا مرکز ثقل اور مصدر کشش بنے اور اسے علمی اور مادی اعتبار سے وہ عروج حاصل ہو کہ اسے دیکھتے ہی اسلامی عروج کی تصویر آنکھوں میں پھر جائے، مکہ اور حرم مقدس اسلام کی بین الاقوامیت کی تخت گاہ ہے۔ اس بین الاقوامیت کو جس قدر بھی مضبوط کیا جائے گا اسی قدر اسلام کی اجتماعیت مستحکم ہوگی، مکہ حرم ہے مہبط وحی ہے۔ قلب اسلام ہے، اب اسے علوم و حکم، تجارت و حرفت اسیاست اور ریاست کا مرکز بھی بننا چاہیئے" (بحوالہ "الصراط المستقیم" بغداد)

اگر مفکر اسلام مرحوم زندہ ہوتے تو یہ دیکھ کر کس قدر خوش ہوتے کہ دنیا میں سب سے پہلے ان کی صدا پر بانیٔ مدرسہ صولتیہ حضرت علامہ مولانا رحمۃ اللہ صاحب کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لبیک کہا۔ اور عین مکہ میں ایک ایسے دار العلوم کی بنیاد ڈالی جسے معمولی توجہ کے بعد دنیائے اسلام کی سب سے بڑی یونیورسٹی بنایا جا سکتا ہے۔ اس علمی درس گاہ کو قائم ہوئے ایک صدی کے قریب زمانہ گذر گیا، اور الحمد للہ کہ وہ آج تک قائم ہے۔ اور اس پر خصوصیت یہ کہ وہ نہ سلاطین اسلام کی مرہون احسان ہے اور نہ کسی طاقت کا اسے سہارا، صرف مسلمانان ہند کی دینی حمیت اور مالی ایثار ہے جو

اس فانوس کو مرکز اسلام میں روشن کئے ہوئے ہے۔ کس قدر خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنہیں مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کی اعانت کا فخر حاصل ہے۔ اب ضرورت ہے کہ مسلمانان ہند اپنی اعانت کی مقدار کو بڑھائیں۔ اور دارالعلوم حرم کو اس کے شایان شان مرتبہ عطا کرکے وہ سعادت حاصل کریں جو اب تک کسی کے حصہ میں نہیں آئی۔

ایک اہم سوال:- سوال یہ ہے کہ دنیا کے ہر گوشہ میں مسلمانوں کی حالت زبوں کیوں ہے؟ اگر کسی جگہ کے مسلمان عروج پر اور کسی مقام کے مسلمان تنزل میں ہوتے تو سمجھا جاتا کہ یہ ماحول کا اثر ہے۔ مگر جب ہر ملک کے مسلمانوں کی حالت یکساں ہے اور زبوں حالی میں سب کا درجہ برابر تو کیوں نہ اس کی ذمہ داری اسلام پر ڈالی جائے؛ یعنی مسلمانوں کی موجودہ پستی کا سبب اسلام ہے۔ اور جب تک مسلمان اسلام سے وابستہ رہیں گے اُن کی حالت کا بدلنا سخت دشوار ہے۔

یہ سوال اب تک بہت سوں کو گمراہ کرتا رہا ہے۔ اور یورپ کے اہل قلم نے اسے خاص طور پر شہرت دی ہے۔ مگر اس کا جواب تو بہت آسان ہے۔ اور وہ یہ کہ جس طویل عرصہ تک مسلمانوں نے عروج و ترقی حاصل کی، علوم و فنون کو پھیلایا، کتبخانے اور اسکول قائم کئے، طب، ہیئت، فلسفہ، کیمیا، طبیعیات اور سائنس کو فروغ دیا اور یورپ کے اندر گھستے چلے گئے اس وقت اس ترقی کا ذمہ دار کون تھا؟ یورپ میں عام جہالت تھی، جرمن، انگلستان، فرانس، اٹلی وغیرہ ممالک تہذیب و شائستگی کے نام تک سے بھی واقف نہ تھے، ہر جگہ ظلم و ستم کا دور دورہ تھا، ہر ملک ابتری اور افلاس کا شکار تھا۔ لیکن مسلمانوں کو وہ عروج حاصل تھا جس کی نظیر آج بھی نہیں مل سکتی، معاملہ صاف ہے کہ اس وقت مسلمانوں کے ہاتھ میں علم تھا، اور کائنات کی مخفی طاقتوں سے وہ کام لینا جانتے تھے، اس لئے وہ عروج پر تھے

یورپ سائنس و حکمت سے نابلد تھا ۔ اس لئے اس کی حالت زبوں تھی ، آج معاملہ برعکس ہے یعنی مسلمان طبیعیات اور سائنس سے محروم ہو گئے ، اور یورپ نے ان سے کام لیا ، نتیجہ یہ کہ مسلمان پست ہو گئے ، اور یورپ آگے بڑھ گیا ، پس مسلمانوں کی پستی کا ذمہ دار اسلام نہیں ہے بلکہ مسلمانوں کی جہالت اور کاہلی ہے ۔

کوئی دکھائے کہ کسی مقام کے مسلمان ایجادات و اختراعات ، علوم و فنون میں دستگاہ رکھتے ہوں ، اور پھر بھی زبوں حالی میں مبتلا ہوں ۔ علم و حکمت سے محرومی ہر جگہ عام ہے ، اس لئے زبوں حالی بھی عام ہے اور آج مسلمانوں کے لئے سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ وہ سچے مسلمان بنیں اور ایجادات و اختراعات کے ذریعہ اپنی طاقت مضبوط کریں اور صنعت و حرفت کے ذریعہ دنیا پر چھا جائیں ، پھر بھی اگر حالت نہ بدلے تو کہا جا سکتا ہے کہ ان کی پستی کا ذمہ دار اسلام ہے ۔

بقیہ صفحہ ۹ زنانہ مدرسہ حمیدیہ تجوید القرآن

کی تکمیل کر کے سند حاصل کی ۔ کئی سال ہوئے آپ نے سنبھل ضلع مراد آباد میں مدرسہ حمیدیہ تجوید القرآن جاری فرمایا تھا ، ہمیں اس خبر سے مسرت ہوئی کہ اس مدرسہ میں ایک زنانہ شعبہ بھی کھول دیا گیا ہے جس میں قاری صاحب موصوف کی والدہ صاحبہ ، اہلیہ صاحبہ اور صاحبزادی تعلیم دیتی ہیں ۔ اس وقت کافی بچیاں زیر تعلیم ہیں ۔ اس شعبہ کے اجراء سے مسلمان بچیاں اور ہماری مستورات مستفیض ہو سکتی ہیں ، ہماری دعا ہے کہ مدرسہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو اور ہماری عورتیں بھی اس نعمت سے محروم نہ رہیں ، اہل کرم حضرات سے امید ہے کہ وہ اس درس گاہ کی طرف دست اعانت بڑھا کر کارکنان و منتظمین مدرسہ کی حوصلہ افزائی فرمائیں گے ۔ پتہ حسب ذیل ہے ۔

مولانا قاری محمد حمید الدین صاحب مہتمم مدرسہ حمیدیہ تجوید القرآن سنبھل ضلع مراد آباد

سبیل کوثر

بابت ماہ صفر المظفر ۱۳۶۴ھ

اہل حرمین شریفین کی امداد و دستگیری

مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کیلئے امدادی رقوم

خداوند کریم کا شکر و احسان ہے کہ وہ خادمان دارالعلوم حرم سے متعدد کام لے رہا ہے، صدر دفتر مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ دہلی کو ملک کے مختلف مقامات سے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے بعض خاص اور عام غربا و مساکین اور بیوگان و یتامیٰ اور دوسرے امور خیر کے لئے حسب ذیل رقوم بماہ صفر المظفر ۱۳۶۴ھ وصول ہوئی ہیں۔ یہ ایک نیک کام کی توفیق ہے جو دارالعلوم حرم کی خدمت کے ساتھ ہمارے حصہ میں آئی ہے۔ یہ رقوم مدرسہ کے مرکزی دفتر مکہ معظمہ کو معطیان کی ہدایت کے مطابق مستحقین تک پہنچانے کے لئے بھیجدی گئی ہیں، اللہ تعالیٰ انکو جزائے خیر عطا فرمائے

ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھے
آتے ہیں جو کام دوسروں کے

نمبر شمار	نام نامی	رقم	نمبر شمار	نام نامی	رقم
۱	مسلمانان صونا تھ بھنجن جزاہم اللہ بتوسط جناب مولانا شیخ محمد صاحب	صہ سلہ	۲	جناب حاجی شاہ محمد خلیل الرحمٰن صاحب مونگیر	سہ

نمبر شمار	نام نامی	رقم
۳	ایک صاحب خیر جزاہ اللہ بتوسط جناب مولوی محمد امین اللہ صاحب کیمپر گنج	عہ
۴	جناب سردار محمد جمال الدین یار صاحب نئی دہلی	عہ
۵	محترمہ بیگم صاحبہ جناب کیپٹن ڈاکٹر سید محمد اجمل حسین صاحب کرنال	صہ/
۶	جناب مولانا مولوی محمد زکریا صاحب سہارن پور	۱۰/
۷	جناب برکت علی صاحب قریشی رحمٰن پورہ	صہ/
۸	״ الحاج خان بہادر محمد عبد العزیز بادشاہ صاحب، ازجانب محترمہ مہر النسا بیگم صاحبہ مرحومہ، ازجانب مولانا محمد عبد الجبار بادشاہ صاحب مرحوم	۱۲/
۹	جناب قاضی سید نثار حسین صاحب مدراس تھا موضع بہار گنج	صہ/
	میزان رقوم موصولہ ماہ صفر المظفر سنہ ۱۳۶۲ھ	[illegible]

بحرِ روم میں ٹرکی کا اقتدار

بابِ عالی پندرھویں صدی عیسوی میں

پندرھویں عیسوی میں بحرِ روم، اور یورپ کے بیشتر ملکوں پر کس شان و شوکت کے ساتھ پرچمِ ہلال لہراتا رہا ہے۔ اس کا جواب سطورِ ذیل سے ملے گا اور یہ معلوم ہو گا کہ ترکوں کی بحری طاقت کے سامنے یورپ کو باجگذاری کی سعادت ایک عرصہ تک حاصل رہی ہے۔

اس مضمون کی ترتیب میں لین پول کی کتاب "ٹرکی" اور ایڈورڈ کریسی کی "یورپ پر عذاب الیم" سے بہت کچھ مدد لی گئی ہے۔ (ندائے حرم)

وینس اور جنیوا:- ان اولوالعزم قوموں میں جنہوں نے مشرق و مغرب کو رشتۂ تجارت سے وصل کیا ہے اہلِ وینس اور جنیوا سب سے زیادہ سرگرم خیال کئے جاتے ہیں، یورپ کے قرونِ وسطیٰ میں ان کا علم جہازرانی سب سے زیادہ بلند تھا اور جنوبی یورپ کے اکثر سمندروں کی سیادت ان ہی کے ہاتھ میں تھی، قریب قریب تمام ہی قوموں نے جہازرانی اور فنِ تجارت ان ہی سے سیکھے، وینس کو فی الجملہ اور جنیوا کو بالخصوص بابِ عالی[1] کے ساتھ ہمیشہ عقیدتمندانہ تعلق رہا اور ابتدائی زمانہ میں جب کہ یورپ کی اکثر قومیں عثمانی جبروت و جلال کی روزافزوں ترقی کی وجہ سے ترکی حدود پر صلیب بلند کرکے چڑھ آتی تھیں تو سلاطینِ عثمانیہ مع حشم و خدم مقابلے کے لئے جنیوا کے جہازوں میں ایشیا سے یورپ آتے تھے، البتہ سلطان محمد ثانی کے عہد میں محاصرۂ قسطنطنیہ کے موقع پر اہلِ جنیوا نے قومی اور مذہبی پاسداری کی اور قسطنطین شاہ یونان کو مدد دینا مناسب سمجھا اس وقت سے بابِ عالی اور اس جمہوری ریاست کے تعلقات خراب ہوئے، چنانچہ فتحِ قسطنطنیہ (۱۹ مئی ۱۴۵۳ء) کے بعد سلطان محمد ثانی

[1] حکومت ترکیہ عثمانیہ۔

کو جنیوا کی سرکوبی کا خیال پیدا ہوا، آخر سنہ ۱۴۷۵ء میں اس کو ایک عمدہ موقع ہاتھ آیا، یعنی کریمیا کے سرداروں میں عرصہ سے خانہ جنگیاں چلی آتی تھیں، حکومت جنیوا نے جو کریمیا کے سب سے زیادہ مستحکم اور مشہور شہر یافا پر قابض تھی فریق ثانی کی مدد کی، فریق ثانی نے باب عالی سے استمداد کی، سلطان نے ایک جری فوج بسرکردگی کپتان احمد کو بھیج کر تمام صوبے کو مع یافا فتح کر لیا، اور جنیوا کے پانچسو جوان گرفتار کر کے ینگ چری فوج میں داخل کر لے، اس طرح مجمع الجزائر میں نیز سواحل یونان پر جو مقبوضات تھے سنہ ۱۴۸۲ء میں یکے بعد دیگرے فتح کر لئے، مثلاً لزبس، المنس، سقلونیہ، جزیرہ ابو بیہ، نیگرو پانٹ وغیرہ۔

ترکوں کی بحری قوت: اہل وینس ابتدا ہی سے ترکوں کے مخالف تھے، چنانچہ آرخاں کے زمانہ میں ہمیشہ عثمانی علاقوں کو تاخت و تاراج کرتے رہے، آخر کار سلطان مراد خاں اول کے زمانہ میں خود انہوں نے صلح کی درخواست کی اور فریقین میں ایک عہد نامہ لکھا گیا، جس کی تجدید سلطان محمد اول کے عہد میں ہوئی۔ لیکن عہد شکنی اور دروغ حلفی اس زمانہ میں یورپ کا عام شعار تھا، معاہدہ کے باوجود ان جزیروں کے حاکموں نے جو زیر حکومت وینس بحیرۂ ایجین میں واقع تھے اور اب مجمع الجزائر یونان میں شامل ہیں رعایائے باب عالی پر متواتر حملے کئے، ان کی گوشمالی کے لئے سلطان محمد ثانی نے ایک مختصر سا بیڑا تیار کیا۔ مگر فریقین میں صلح ہو گئی، سلطان مراد ثانی کے عہد میں اہل وینس نے پھر عہد شکنی کی اور چند ترکی جہاز لوٹ لئے، سلطان نے بطور انتقام سنہ ۱۴۳۰ء میں شہر تھسلونیا چھین لیا، وینس کا تنزل اس وقت سے شروع ہوا۔

فتح قسطنطنیہ سے فارغ ہو کر سلطان محمد ثانی نے طرابزون، سینوپ، کافا، اناف وغیرہ مشہور مقامات بحری لڑائیوں میں حاصل کئے، اور اس وقت سے بحیرۂ اسود اور مارمورا ترکی مضافات میں شمار ہونے لگے، اور دردانیال کے ان مستحکم قلعوں پر جو

زرکز یزدشاہ فارس کی یادگار تاریخی بندرگاہ بلیک لاوا کی حفاظت کرتے تھے نشان ہلال نصب ہوا۔

جزیرہ روڈس:- جنیوا اور وینس کے علاوہ ایک اور بحری قوت بھی تھی جس سے کچھ عرصہ باب عالی کو زور آزمائی کرنی پڑی، سبیت المقدس کے پرجوش صلیبی مجاہدین، جو سینٹ جان کے پیرے اور نائٹ ہاسپٹلز (مہمان نواز غازی) مشہور تھے، آوارہ گردی میں یروشلم سے اجڑ کر جزیرہ روڈس میں آباد ہو گئے تھے، اس کو جنگی مقام بنا کر یہ لوگ رفتہ رفتہ بحیرہ لیوانٹ میں غارتگری کرنے لگے مملوک سلاطین مصر نے اگرچہ ان کی گوشمالی کے لیے فوجیں بھیجیں لیکن ان کی قوت کو کوئی صدمہ نہیں پہنچا، بلکہ بدستور سابق اسکندریہ کے درمیان قطعۂ آب میں لوٹ مار کرتے رہے۔ ساحل ایشیائے کوچک کے شہروں کو اس مردم آزار گروہ سے بہت نقصان پہنچا، یہاں سے ہزاروں مسلمان گرفتار کرکے اقوام یورپ کے ہاتھوں بطور غلام فروخت کئے جاتے یا ان سے خلاصی کا کام لیا جاتا تھا، آخر ۱۴۸۰ء میں ایک سو ساٹھ جنگی جہازوں کا ایک بیڑا بسرداری مسیحی پاشا روڈس کی فتح کے لئے روانہ کیا گیا۔ ترکی جرنیل نے معمولی مقامات فتح کرنے کے بعد مرکز کا محاصرہ کیا، گرینڈ ماسٹر ڈی ابوسن نے دلیرانہ مقابلہ کیا۔ اور بڑی مردانگی کے ساتھ قلعے کی حفاظت کی، ۲۸ جولائی ۱۴۸۰ء کو ترک عام ہلہ کرکے شہر میں گھس گئے، مگر جرنیل مذکور کی ناتجربہ کاری سے فتح مکمل نہ ہوئی، جب ترکوں کے ناکام حملے کی خبر وینس پہنچی تو سینٹ کو ترکوں کے مقابلہ کی جرأت ہوئی، چنانچہ محمد ثانی کے انتقال پر عہدنامہ پیان کے خلاف سالانہ خراج بند کرکے اہل وینس نے عثمانی علاقوں پر ترکتاز حملے شروع کر دیئے، باب عالی نے اس حرکت بیجا کو اعلان جنگ کا مرادف سمجھ کر تیاری کا حکم دیا۔

اس مہم کے لئے دو بڑے جہاز اور تین سو دیگر جنگی جہاز روانہ کئے گئے، اور براق رئیس

اور کمال رئیس ان جہازوں کے کپتان مقرر کئے گئے، اوائل جولائی ۱۴۹۹ء میں یہ بیڑا داؤد پاشا کی کمان میں لپنٹو کی طرف روانہ ہوا، جو بحیرہ ایڈریاٹک کی مشہور بندرگاہ اور وینس کے مقبوضات میں سے تھا، راستہ میں امیر البحر گریمانی سے مڈبھیڑ ہوئی اور ایک موقع پر براق رئیس حیرت انگیز دلاوری دکھاکر اپنی قوم و ملک کی خدمت کے کام آیا، آخر کار داؤد پاشا خلیج پٹراس میں داخل ہوا، جہاں سلطان بہ نفس نفیس مع بری فوج اس کا منتظر تھا، چنانچہ ۲۸ اگست ۱۴۹۹ء کو باب عالی کی بری اور بحری فوج نے ہر طرف سے محاصرہ کرکے لپنٹو کو فتح کرلیا فرانس اور روڈس کے مددگار بیڑے ترکوں کی تیز گامی کو دیکھ کر پہلے ہی سرک گئے، اور تنہا گریمانی کو اس ناکامی کی ذلت برداشت کرنی پڑی۔

وینس کو اس نقصان عظیم کی تلافی کرنا کبھی نصیب نہ ہوا، لپنٹو کے ساتھ پٹراس اور کارنتھ کی وہ خلیجیں جن سے ابتدائے پندرھویں صدی میں وینس کے تجارتی جہازوں کی کثرت سے نکلنا دشوار تھا، عثمانی ظل حمایت میں داخل ہوگئیں، اگلے سال بندرگاہ موڈن پر بھی قبضہ ہوگیا، جو گویا آبنائے سپنزا کی کنجی تھا، بحیرۂ ایڈریاٹک کے مشرقی حصہ بحیرۂ آئی اونین پر وینس کے جہازوں کے لئے قفل چڑھ گئے، مشرقی دنیا میں جمہوری ریاست کے جو چند مقامات تھے وہ ۱۵۱۷ء میں ہاتھ سے نکل گئے، آخر کو نئی دنیا کے دریافت ہونے سے سپین میں تجارت کا جو بازار گرم ہوا اس نے وینس کی رہی سہی عظمت کو بھی خاک میں ملادیا۔

وینس فی الحقیقت یورپ کے لئے مشرقی صنائع اور مشرقی دولت کا مخزن تھا، بلکہ اس کو اگر بجائے خود ایک ایشیائی شہر کہا جائے تو نازیبا نہیں، اس کے بڑے بڑے نامور صناع مصر اور عراق کے ان کاریگروں کے شاگرد تھے جن پر مسلمانوں کو ہمیشہ ناز رہے گا، اس کے بازار سرتاسر عراقی، حجازی اور ایشیائی صناعیوں سے معمور رہتے تھے، مثلاً دمیاط کا ریشمی ڈوریا، اسکندریہ اور تونس کے زربفت اور کمخواب، قاہرہ کے ریشمی پارچے، بعلبک کی روئی، بغداد کا ریشم، مدائن کا اطلس اور ساٹن۔

بیشک مغربی دنیا پر وینس کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے مشرقی وفینوں اور ایشیائی تمدن و معاشرت کی مدد سے یورپ میں فیشن کی بنیاد ڈالی۔ اور کھال اور کمبل پہننے والوں کو زرق و برق لباس پہنائے، اس نے یورپ میں لوازم تکلف ہی داخل نہیں کئے بلکہ ان کے ناموں کی بھی تعلیم دی، مثلاً اس نے ریشم کے ایک کپڑے کا نام طبی مشہور کیا، یہ طبی بغداد کا وہی محلہ ہے جہاں ریشم کا کپڑا بننے والے بکثرت آباد تھے یا مثلاً جیوب، وہی جبہ ہے جو مصر اور شام کے مسلمانوں کی مشہور پوشاک تھی۔

وینس کو آخر سیف عثمانی کے سے مغلوب ہونا پڑا، اس نے ترکوں کا بحری اقتدار ہی تسلیم نہیں کیا۔ بلکہ جزیرہ قبرص (سائپرس) کا خراج بھی ادا کیا۔ اور آخر میں یہاں تک حقیر اور مبتذل ہوئی کہ جب صاحب قران نے ۱۵۲۱ء میں بلگریڈ پر قبضہ کیا تو وینس نے ڈر کر خود ہی خراج بڑھا دیا۔

کیا سطور بالا میں مسلمان اس اہم سوال کا جواب تلاش کرنے کی زحمت گوارا کریں گے کہ پہلے مسلمانوں نے ترقی کیوں کی اور آج ان پر تنزل کیوں مسلط ہے؟

بقیہ صفحہ ۲۹ سفرنامہ ابن بطوطہ

میں ٹھنڈا اور سرما میں گرم۔ اس کے باشندے بڑے متدین اور عبادت گذار تھے، علی الخصوص عورتیں جو ہر دوشنبہ، پنجشنبہ اور جمعہ کو شہر کی سب سے بڑی مسجد میں وعظ سننے کے لئے ہزار دو ہزار کی تعداد میں جمع ہوتی تھیں، سب کے ہاتھوں میں ایک ایک پنکھا ہوتا تھا، اس لئے کہ گرمی شدت کی تھی، عبادت کے لئے عورتوں کے اتنے بڑے اجتماع ابن بطوطہ نے کہیں اور نہیں دیکھے۔ (باقی)

وظائف طلبا

مدِ تعلیم

امداد عام

مدِ زکوٰۃ

اس کا مصرف وظائف طلبا ہے

مدِ کتب خانہ

مدِ تعمیرات

مدِ ایصال ثواب

اس کا مصرف وظائف حفظ قرآن ہے

مدِ متفرقات

مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ مختلف امور خیر کا مجموعہ ہے اور ہر نیک کام اپنی جگہ پر نیکی ہے، مگر اس وعدہ پر یقین رکھئے کہ مکہ معظمہ کی ایک نیکی لاکھ نیکیوں کے برابر ہے۔

مدرسہ صولتیہ کی ان مداتِ امداد میں سے جس مد کو آپ مفید اور ضروری سمجھیں اس کی ترقی کیلئے اپنی گرامی توجہ مبذول فرمایئے تاکہ خدا کے گھر میں کعبہ کے زیر سایہ آپ کا یہ بہتر سالہ کار خیر آپ کی نیکیوں کا بہترین نتیجہ پیدا کر سکے

از بہر خدا ہیچ عمل ضائع نیست
دہقان زمردہ کہ در آئینہ نوشت است

سفرنامہ ابن بطوطہ تاریخ کی روشنی میں

(خاص ندائے حرم کیلئے)

(از مولانا محمد عبدالرحمٰن خاں صاحب پنشنر پرنسپل عثمانیہ یونیورسٹی کالج، صدر حیدرآباد اکاڈمی)

(۴)

۱۷ نومبر ۱۳۲۶ء کو ابن بطوطہ مکہ معظمہ سے عراق کے کارواں کے ساتھ روانہ ہوا، سالار کارواں اس کے ساتھ بڑی مہربانی سے پیش آیا اور کئی طرح سے نیک سلوک کیا، اس کے ساتھ عراق، خراسان فارس، اور ممالک مشرق کے حاجیوں کی ایک کثیر جماعت تھی، غرباء کے لئے اونٹوں پر پانی بھر لیا گیا تھا۔ پکوان کا سامان اور بیماروں کے لئے دوائیاں وغیرہ بھی کافی رکھ لی گئی تھیں، سلطان عراق ابو سعید کی طرف سے یہ تمام سہولتیں مہیا کی گئی تھیں، سفر راتوں میں کیا جاتا تھا، اور اونٹوں اور محملوں کے سامنے مشعلیں روشن کی جاتی تھیں۔

خلیص اور بدر سے مدینہ منورہ پہنچے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک کی دوبارہ زیارت نصیب ہوئی، چھ دن کے قیام کے بعد تین یوم کا پانی لے کر چلے، تیسری شب وادی العروس پہنچ کر زیر زمین طبقات میں جو پانی جمع ہوتا تھا کھود کر نکالا گیا، بہت میٹھا تھا، پھر نجد کے مسطح میدانوں سے ہوتے ہوئے پانی کے مقامات عسیلہ اور النقیرہ پر سے گذرے، پھر القارورہ پہنچے جہاں صرف بارش کا پانی حوضوں میں جمع کیا جاتا تھا، کہتے ہیں کہ یہ سب ذخائر آب جعفر کی بیٹی زبیدہ (زوجہ خلیفہ ہارون الرشید) نے تیار کرائے تھے، مکہ سے بغداد تک جتنے بھی حوض، باولیاں اور مصنوعی تالاب ہیں وہ سب اسی نیکبخت بی بی کی یادگار ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کو اجر عظیم عطا فرمائے، رہ راستہ

درب زبیدہ کہلاتا ہے ملکہ زبیدہ کے اوقاف غالباً اب بھی برقرار ہیں)۔

نجد کا موسم سال بھر تمام معتدل رہتا ہے، کارواں بعدازاں الہاجر اور سمیرا میں ٹھیرا، یہاں پانی بہت ملتا ہے مگر کھاری، اس مقام پر بدوی مسافروں کو موٹے سوت کے کپڑے کے معاوضہ میں بکرے، گھی اور دودھ بیچتے ہیں، آگے چل کر ایک ٹیلہ ملتا ہے جس کی چوٹی پر ایک سوراخ ہے۔ اس میں سے ہوا نکلتی ہے تو سیٹی کی سی آواز سنائی دیتی ہے۔ کارواں پھر فید کی گڑھی پر پہنچا جو مکہ اور بغداد کی نصف راہ میں واقع ہے۔ یہاں وہ عرب کے دو امیروں فیاض اور بہار فرزندان امیر محمد بن عیسیٰ سے دوچار ہوئے جن کے ساتھ سوار اور پیادہ عرب سپاہ کی بڑی تعداد تھی، اسی جگہ حاجی مقامی عربوں سے بکرے اور اونٹ خریدتے ہیں، پھر اجفور، زرود اور ایک ویران وادی میں سے گذرے جو شیطان کا راستہ کہلاتی ہے۔ سفر کا صرف یہی حصہ تکلیف دہ تھا مگر کچھ بہت مشکل یا لمبانہ تھا، بعد ازاں واقصہ میں اترے، جہاں ایک بڑا قلعہ اور پانی کے حوض ہیں۔ اس میں عربوں کی آبادی ہے۔ اس کے بعد کوفہ تک کہیں پانی دستیاب نہیں ہو سکتا، الا دریائے فرات کی نہروں سے، واقصہ میں اکثر لوگ کوفہ سے حاجیوں کی ملاقات کو تحفے لے کر آتے ہیں۔ راستہ میں لوزۃ، المساجد، اور منارۃ القرون پر کچھ دیر تک قیام رہا۔ اس کے بعد ایک شاداب وادی العذیب اور پھر القادسیہ کی مشہور رزمگاہ میں قیام کیا (جہاں سعدؓ ابن ابی وقاص نے یکم جون ۶۳۶ء کو ایرانی فوج کو شکست فاش دی تھی) اس جگہ خرمے کے نخلستان اور دریائے فرات کی ایک شاخ ہے۔

بعد کو نجف (مشہد حضرت علیؓ) میں قیام رہا۔ یہ شہر عراق کے بہت بڑے شہروں میں سے ہے، ایک وسیع پہاڑی میدان میں واقع ہے۔ اس کے بازار خوبصورت اور صاف ستھرے ہیں، حضرت علیؓ کے مزار پر اس وقت بہت خدام اور رکھوالے ملازم تھے، لو وارد چاندی کی دہلیز کو چوم کر اندر جانے کی اجازت لیتے ہیں۔ مزار کے گرد قیمتی قالین وغیرہ بچھے ہوئے ہیں اور سونے چاندی کے قنادیل آویزاں ہیں۔ شہر میں تمام لوگ شیعی ہیں اور ان کا عقیدہ ہے

کر ۲۷ رجب کو رات کے وقت جو بیمار مـــزار پر حاضر ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں شفا بخش دیتا ہے۔ شہر کا حاکم نقیب الاشرف کہلاتا ہے، اس کے رجسٹر میں اہل بیت کے نام درج ہیں، وہ بڑا ہی بلند عزت خیال کیا جاتا ہے۔ شہر کے باشندے بڑے جری اور فیاض ہیں۔

یہاں سے کارواں بغداد کی طرف چلا گیا، مگر ابن بطوطہ اس ملک کے عربوں کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ دریائے فرات کے کنارے پر سے راہی بصرہ ہوا، راستہ میں ایک مقام العذار ملتا ہے جہاں پانی اور نیستان کی کثرت ہے، یہاں کے ڈاکو شیعی ہیں اور غریب مسافروں کو لوٹ لیتے ہیں، چنانچہ ابن بطوطہ کے پیچھے انہوں نے چند درویشوں کا سارا مال و اسباب چھین لیا حتیٰ کہ پاؤں کے جوتے اور لکڑی کا کونڈا بھی نہ چھوڑا۔ اس خطہ کے تین دن کے سفر کے بعد وہ واسط پہنچا، جس کے باشندے عراق بھر میں خوبیٔ اخلاق کے لحاظ سے بہترین مشہور ہیں، قرآن مجید کی قرأت سیکھنے کے لئے تمام عراق کے طالب علم واسطہ ہی کو آتے ہیں چونکہ کارواں یہاں تین دن ٹھیرتا تھا اس لئے ابن بطوطہ ام عبیدہ کے قریہ میں سید احمد الرفاعی رحؒ کی قبر پر فاتحہ پڑھنے گیا، جو ایک دن کے راستہ پر واقع ہے۔ یہاں ہزاروں درویشوں کے بود و باش کی غرض سے خانقاہیں بنائی گئی ہیں، نماز عصر کے بعد طبل و کوس کی آواز پر درویش رقص کرتے ہیں، نماز مغرب کے بعد کھانے کے لئے انہیں چاول کی روٹی، مچھلی، دودھ اور کھجوریں ملتی ہیں۔ بعد نماز عشاء آگ سلگائی جاتی ہے۔ اور درویش اس کے گرد گاتے ہوئے ناچتے ہیں بعض تو آگ میں لوٹتے بلکہ انگارے منہ میں ڈال لیتے ہیں۔ اس طرح تمام آگ ٹھنڈی ہو جاتی ہے سید احمد رفاعی کے چند ایک فقیر بڑے بڑے سانپوں کے سر بھی منہ میں لے کر کتر ڈالتے ہیں۔

جب ابن بطوطہ اس مقام سے واسط واپس ہوا تو کارواں نکل چکا تھا، وہ اس کے پیچھے ہو لیا اور راستہ میں جا ملا، پھر اس کے ساتھ بصرہ پہنچا، شہر سے دو میل پر اس نے حضرت علی رضؓ کی مسجد دیکھی جو بوقت تعمیر وسط شہر میں تھی، شہر اب چھوٹا ہو گیا اور آبادی گھٹ گئی ہے۔ لیکن اس کے کھجور کے باغ اتنے ہیں کہ دنیا میں کہیں اور نہ ہوں گے، ایک عراقی درہم کو جو اس زمانہ میں بصری

نقرہ کے ایک تہائی کے برابر تھا (اور ہندوستان کے حالیہ ۴ آنے کے برابر) سات سیر کھجوریں ملتی تھیں، قاضی شہر نے ابن بطوطہ کے پاس کھجوروں کا ایک ٹوکرا تحفۃً بھیجا، جس کو ایک آدمی بمشکل اٹھا سکتا تھا، بازار میں بکوایا تو ۹ درہم قیمت وصول ہوئی، لیکن مزدور کو گھر سے بازار تک لے جانے میں تین درہم دینے پڑے۔

اہل بصرہ بڑے نیک مزاج اور مہمان نواز ہیں، جمعہ کی نماز مسجد حضرت علیؓ میں پڑھی جاتی تھی، مگر باقی دنوں میں یہ مسجد بند رہتی تھی۔ افسوس ہے کہ پیش امام نے خطبہ میں قواعد زبان کی بہت غلطیاں کیں، جب ابن بطوطہ نے قاضی شہر سے اس کی شکایت کی تو قاضی نے کہا اس شہر میں اب ایک شخص بھی باقی نہیں ہے جو قواعد سے کچھ بھی واقفیت رکھتا ہو۔ حیرت کا مقام ہے کہ بصرہ ہی وہ شہر تھا جہاں سب سے پہلے عربی زبان کے قواعد منضبط ہوئے، اب اس کی یہ حالت ہو گئی۔

بصرہ سے ابن بطوطہ ایک چھوٹی کشتی میں سوار ہو کر اُبلہ پہنچا، یہ کسی زمانہ میں بڑی بندرگاہ تھی، ہندوستان اور فارس سے تجار سامان لاتے لیجاتے تھے، اب صرف ایک قریہ رہ گیا ہے، مگر دریا کے دونوں کنارے میوہ کے باغ تھے، سوداگر درختوں کی چھاؤں میں بیٹھ کر روٹی، مچھلی، دودھ کھجوریں اور دوسرا میوہ بیچتے تھے، یہاں سے وہ ایک دوسری کشتی میں سوار ہو کر عبدان (عبادان) گیا۔ اس کی ایک ویران مسجد میں اس نے ایک باخدا درویش سے ملاقات کی، جس نے اس کے حق میں دعائے خیر کی اور بطور تحفہ ایک مچھلی دی۔ جو خود اپنے ہاتھ سے پکڑی تھی، ابن بطوطہ نے اس کو بہت خوش ذائقہ پایا، یہاں سے وہ ماجول گیا جو بحیرۂ فارس پر واقع تھا اور یہاں سے اس نے عجم کو عراق عرب جانے کی غرض سے براہ خشکی کردوں کی آبادی میں سے ہوتا ہوا رام ہرمز پہنچا، پھر خانقاہوں میں ٹھیرتا ہوا (جہاں روٹی گوشت اور مٹھائی سے مسافروں کی تواضع کی جاتی تھی) تستر میں داخل ہوا، یہاں شیخ شرف الدین موسیٰ کے مدرسہ میں سولہ دن قیام کیا، اس بزرگ کا وعظ بعد نماز جمعہ سننے کا موقع ملا، کہتا ہے کہ ایسا اچھا واعظ میں نے حجاز، شام اور مصر میں بھی نہیں سنا تھا

لوگ مذہبی مسائل کاغذ کے پرچوں پر لکھ کر ان کے سامنے رکھ دیتے تھے، وہ ان کو پڑھ کر ان کے جواب لکھ دیتے تھے، جو نہایت سنجیدہ اور پُر مغز ہوتے تھے۔

تستر سے مسافر تین رات باری باری سے مسافر خانوں یا خانقاہوں ٹھیرتے ہوئے پہاڑوں میں سے گذرے، اور بالآخر ایذاج پہنچے جس کا دوسرا نام مال الامیر تھا، وہ ایک سلطان اتابک کا پایہ تخت تھا، اس کا بیٹا کچھ دنوں قبل مر گیا تھا، لوگ اس کا سوگ منا رہے تھے، جب ابن بطوطہ سلطان کے دربار میں داخل ہوا تو اس کے سامنے شراب کے دو پیالے دیکھے، ایک سونے کا، دوسرا چاندی کا، سلطان کی یہ حرکت اس کو بہت بری معلوم ہوئی، مناسب الفاظ میں نصیحت کی، دربار کے ایک عالم نے جب یہ دیکھا تو اس کی بڑی عزت کی اور دعا مانگی کہ یہ نصیحت کارگر ثابت ہو، ایذاج سے روانہ ہوتے وقت اس کو اور اس کے ساتھیوں کو سلطان کی طرف سے کچھ دینار بطور ہدیہ بھیجے گئے، دس دن تک سلطان کے ملک میں سفر جاری رہا۔ چاروں طرف بلند پہاڑ تھے، ہر رات مسافر ایک مدرسہ میں ٹھیرتے تھے، وہاں ان کے قیام و طعام کا اچھا انتظام تھا، ملک کی ایک تہائی آمدنی اس کام کے لئے وقف تھی، پھر اشترکان اور فیروزان پر سے ہوتے ہوئے اصفہان پہنچے، یہ ایک بڑا شہر تھا، اس کے اطراف میں کئی باغ تھے، جن میں نہریں بہتی تھیں، اس وقت اگرچہ شہر کا بیشتر حصہ سنی شیعہ کی جنگ کی وجہ سے غیر آباد ہو چکا تھا، پھر بھی میوہ کی افراط تھی، آلو بخارا، انگور اور خربزہ قابل تعریف تھے، لوگ بڑے مہمان نواز تھے اور ہر قسم کی تجارت امداد باہمی کے اصول پر کی جاتی تھی۔

اصفہان سے نکل کر مسافر شیراز کی طرف روانہ ہوئے تاکہ شیخ مجد الدین سے نیاز حاصل ہو، پہلے چھ دن کا راستہ طے کر کے یزد خواست گئے جس کی پنیر بہترین سمجھی جاتی ہے، دو سے چار اونس تک اس کا وزن ہوتا ہے، پھر ترکوں کے ملک میں سے ہوتے ہوئے شیراز پہنچے، اس کو نہایت خوش وضع اور آباد پایا، باشندگان شیراز خوش رو اور خوش پوشاک تھے، اس کی رائے میں دمشق کے بعد اگر مشرق بھر میں کوئی شہر خوبصورت خوش حال اور شاداب ہو سکتا تھا تو وہ شیراز تھا، رکنا باد کی ندی کا پانی بہت شیریں تھا۔ موسم گرما

(باقی بر صفحہ ۲۳)

موج کوثر

بابت ماہ صفر المظفر ۱۳۶۴ھ

مکہ معظمہ میں ہندوستانی مرحومین کیلئے ایصال ثواب

اپنے جانے والے عزیزوں، دوستوں اور بزرگوں کو یاد رکھئے، تاکہ آنے والے آپ کو یاد رکھیں

اپنے خاندان کے مرحومین کے لئے مکہ معظمہ میں کعبہ کے زیر سایہ ایصال ثواب کیجئے یاد رکھئے کہ مکہ معظمہ میں ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ نیکی کے برابر ہے، آپ جو روپیہ ہندوستان میں خرچ کرتے ہیں اس کو مکہ معظمہ میں خرچ کرکے ایک لاکھ گنا ثواب حاصل کرسکتے ہیں۔

اس مد کی آمدنی وظائف حفاظ میں صرف کی جاتی ہے۔

رقم	مرسل رقم	ایصال ثواب	نمبر شمار
عہ	جناب سید نثار احمد صاحب۔ گورکھپور	بارواح سید محمد فصیح صاحب، محترمہ احمداً بی بی صاحبہ، محمد تقی صاحب مرحومین	۱
۱۴؍ ار	خواجہ محمد مصطفیٰ حسین صاحب پنشنر۔ لکھنؤ	بروح شاہجہاں صاحبہ مرحومہ بنت جناب اصغر حسین صاحب مرحوم	۲
صہ	جناب سید عظیم بادشاہ صاحب حیدرآباد دکن	بروح والدہ صاحبہ مرحومہ سید عظیم بادشاہ صاحب	۳
عہ	” خواجہ غلام حیدر شاہ صاحب۔ گونڈہ	بروح محمد الیاس صاحب مرحوم	۴

نمبر شمار	ایصال ثواب	مرسل رقم		رقم
۵	بروح خیر النساء صاحبہ مرحومہ	محترمہ قمر جہاں بیگم صاحبہ	بریلی	صہ/
۶	بروح پاک سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم	" عائشہ بیگم صاحبہ	"	عہ/
۷	" " " "	جناب بختاور صاحب	"	عا/
۸	بروح جناب غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ	" شاہ غیاث عالم صاحب	قنوج	ہیہ/
۹	بروح الحاج سراج احمد صاحب مرحوم	" مشتاق احمد صاحب	بریلی	صہ/
۱۰	بروح پاک سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم	محترمہ محمودہ بیگم صاحبہ	"	صہ/
۱۱	" " "	جناب شیخ امام الدین صاحب	رڑکی	صہ/

میزان ماہیعہ/

دنیا کا سب سے بڑا انقلابی مذہب

ذات الٰہی کے متعلق مختلف اقوام کے تصورات

(گذشتہ سے پیوستہ)

(شیخ عبدالعزیز جاویش مرحوم مصری کا ایک اہم مقالہ)

اسلام اور مذہب عقلی

خدا کے اقرار اور انکار کے بعد اب نفس مذہب کو لیجئے۔ موجودہ زمانہ میں مذہب کی تقسیم بھی کئی طریقوں سے کی گئی ہے۔

(۱) دینیات عقلی (systematic theology) یا دینیات نظامی۔ یہ وہ مذہب ہے جس میں دینی عقائد کو منطقی اور عقلی شکل میں مرتب کیا گیا ہو۔ اور جس میں وحی کو مطلقاً دخل نہ ہو، اس مذہب سے خدا کی تو کیا کسی بات کی معرفت بھی حاصل نہیں ہو سکتی۔

خدا کو نہ کسی نے دیکھا اور نہ دیکھ سکتا ہے۔ اس کی ذات و صفات کا علم براہ راست کسی کو نہیں ہو سکتا، کیونکہ عقل ماورائے محسوسات کا از خود ادراک نہیں کر سکتی، ہم خدا کو اس طریقہ سے جانیں گے کہ وہ خود کسی انسان کو بتائے کہ وہ ایسا اور ایسا ہے اور جس انسان پر وہ اپنے آپ کو ظاہر کرے گا اسے مذہب کی زبان میں رسول، پیغمبر اور صاحب وحی کہا جائے گا۔ اور جو لوگ اسے سچا سمجھ کر اس کی باتوں پر ایمان لائیں گے انہیں امتی کہا جائے گا۔

لیکن جو لوگ وحی اور نبوت کے بغیر خدا کی معرفت عقل کے ذریعہ حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ دراصل اپنی خواہش کے مطابق ایک نیا خدا بناتے ہیں۔ اور اس کی طرف وہ باتیں منسوب کرتے ہیں جو دراصل خود ان ہی کی باتیں ہوتی ہیں۔ ایسے خدا کو جسے انسان خود بنائے انسان کے سر منڈھنا مذہب نہیں بلکہ مذہب کی شکل میں لامذہبی ہے۔

پس خدا وہ ہے جو خود اپنا حال بتائے، اور چونکہ اس کا بتانا بھی ہماری محدود عقل اور محدود قوی کے مطابق ہوگا اس لئے ضروری ہے کہ وہ تنزیہ اصول کو بھی ساتھ ہی بیان کرے،

ورنہ خدا کی صفات اور مادی صفات میں کوئی امتیاز نہ رہے گا۔ اسلام نے یہی طریقہ اختیار کیا ہے، خدا نے قرآن کے ذریعہ بتایا ہے کہ خدا علیم ہے، بصیر ہے۔ صاحب ارادہ ہے، حی و قیوم ہے ہمیشہ سے ہے، مگر چونکہ انسان کا فہم خدا کے علم و بصارت کی حقیقت نہیں سمجھ سکتا اور اس طرح انسان بھی خدا کی صفات میں شریک ہو جاتا ہے، اس لئے قرآن ہی نے تنزیہ کا اصول بھی بیان فرما دیا، کہ لیس کمثلہ شیٔ۔ خدا کی مثل کوئی چیز نہیں۔ اور خدا کو کسی مخلوق پر قیاس کرنا خدا سے انکار کرنے کے مرادف ہے۔

اسلام کی جامعیت:-

(۲) دینیات تنزیلی (POSITINE THEOLOGY) یعنی وہ مذہب جو صرف وحی و تنزیل پر مبنی ہو اور اس میں عقل، فہم کو ذرّہ برابر دخل نہ ہو۔

(۳) دینیات اذعانی۔ (DOGMATIC THEOLAGY) یعنی وہ مذہب جو رسومات اور علما کے احکام پر مبنی ہو۔

(۴) دینیات قیاسی (SPECULATIVE THEOLOGY) یعنی وہ مذہب جو وحی کا تو قائل ہو مگر اس کے احکام وحی تک محدود نہ ہوں، گویا یہ مذہب خارجی امداد کا محتاج ہے اور اس کی وحی تفصیلات سے قاصر ہے۔

اسلام اذعانی اور قیاسی مذہب نہیں ہے۔ وہ بیک وقت تنزیلی بھی ہے اور عقلی اور منطقی بھی، وہ نوع انسان کو وحی اور نبوت سے بھی سرفراز فرماتا ہے اور ساتھ ہی عقل و فہم سے بھی خطاب کرتا ہے۔ اگر ایک طرف وہ کہتا ہے کہ خدا کے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کر دو، اور انہیں بے چون و چرا مان لو تو دوسری طرف وہ یہ بھی کہتا ہے کہ حواس سے کام نہ لینے والے جانوروں سے بھی بدتر ہیں، وہ وحی و تنزیل کی غایت ہی یہ بتاتا ہے کہ:-

لیدبروا آیاتہ ولیتذکر اولوا الالباب (قرآن اس لئے اتارا گیا کہ ارباب فہم اس کی آیات میں تدبر کر کے ان سے نصیحت حاصل کریں) غرض اسلام عقل سلیم اور وحی صادق دونوں کا جامع ہے، نہ تو

وہ انسان کو اندھا بناتا ہے کہ آنکھیں بند کرکے مذہب کی باتیں مان لے اور نہ روحانی علوم کو محض عقل اور وجدان کی ہدایت پر چھوڑتا ہے، کیونکہ عقل ایک مدت تک انسان کا ساتھ دے سکتی ہے۔ مگر حدادراک کے بعد وہ جواب دے دیتی ہے۔ یا یوں سمجھئے کہ عقل ایک چراغ ہے جو وحی کے روغن ہی سے روشن ہوتا ہے۔ اگر وحی کی ہدایت نہ ہو تو محسوسات سے ماوراء اس کی رسائی قطعاً محال ہے۔ اگر عقل نہ ہو تو صرف وحی سے شمع ہدایت روشن نہیں ہو سکتی، پس اسلام عقل اور نقل کا جامع ہے اور اس نے ہمیں بتایا ہے کہ ان کے حدود کیا ہیں اور ہمیں ان کا کس طریقہ سے استعمال کرنا چاہیئے۔

مسیحیت اور عقل:- اسلام کے سوا دنیا میں جس قدر مذاہب موجود ہیں ان کی بنیاد محض نقل پر ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اسلام کو چھوڑ کر کوئی مذہب تبلیغی اور انسانی مذہب کہلائے جانے کا مستحق نہیں ہو سکتا، تبلیغ اس وقت ہو گی جب انسانی عقول سے خطاب کیا جائے گا، اور دوسروں کو اپنے مذہب کے محاسن اور فضائل ذہن نشین کرائے جائیں گے اور یہ وہ کام ہے جو عقل ہی سے انجام پا سکتا ہے۔ موجودہ مذاہب میں جس مذہب کو عقل کے ساتھ سب سے زیادہ بیر ہے وہ مسیحی مذہب ہے، اس کے پیرو نہیں سمجھا سکتے کہ تثلیث کی حقیقت کیا ہے وہ اس موروثی گناہ کی کوئی عقلی توجیہ کرکے قلوب کو مطمئن نہیں کر سکتے، وہ نہیں بتا سکتے کہ کفارہ کے لئے خدا کے بیٹے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی، اگر خدا کے بیٹے کو انسانی گناہوں کے بدلے مصلوب ہی ہونا تھا تو اس کا بہتر طریقہ یہ تھا کہ وہ گناہگار انسانوں کے لئے نیکیوں کا انبار لگا جاتا، اور پھر یہ نیکیاں انہیں بخش دیتا، نہ یہ کہ اس کی آمد کا مقصد تو لوگوں کے گناہ اٹھانا تھا، مگر نتیجہ یہ کہ گناہ پھر بھی دنیا میں موجود رہے، اور ساتھ ہی یہ دعویٰ بھی کہ جو کروڑوں انسان مسیح پر ایمان نہیں لائے انہیں جہنم کی سیر ضرور کرنی پڑے گی۔ انجیل میں مسیح کا قول جو درج ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ کہ

"خدا نے دانشمندوں سے باتیں چھپائیں اور بچوں پر ظاہر کر دیں۔"

گویا عیسوی مذہب کو دانشمندی سے کوئی علاقہ نہیں، اس کا سارا کارخانہ نادانی پر قائم ہے۔ اور صرف بچوں کی سی عقل والے انسان ہی اسے مان سکتے ہیں۔

اسلام کا سب سے بڑا انقلاب یہ ہے کہ اس نے دنیا میں خدا کی ذات وصفات کا صحیح تصور قائم کیا، اور عقل ونقل کی خلیج کو پاٹ کر ایک ایسا ہموار راستہ تیار کیا جس میں کسی مسافر کو چپ و راست کا تذبذب لاحق نہیں ہوسکتا۔

لوتھر کی اصلاح پر اسلام کا اثر: عقل اور نقل کے معاملہ میں دور انحطاط کے علمائے اسلام نے بھی ٹھوکر کھائی ہے، ان کو بھی یہ کہتے سنا گیا ہے کہ مذہب میں عقل کو دخل نہیں ہے۔

دراصل عقل ونقل کے محل استعمال سے غفلت کا یہ نتیجہ ہے کہ لوگ مذہب کو لا یعقلوں کے لئے مخصوص سمجھنے لگے ہیں، اگر اسلام بھی احمقوں کا مذہب ہوتا تو اسے کم ازکم دوسرے مذاہب کی خامیوں پر گرفت کرنے کا کوئی حق حاصل نہ ہوتا، اگر قرآن مذاہب باطلہ کا رد کرتے ہوئے عقل سے خطاب کرسکتا ہے تو خود اس کی باتیں کس طرح غیر معقول ہوسکتی ہیں۔

لوگ کہتے ہیں کہ امت پر اجتہاد کا دروازہ بند ہے۔ مگر یہ تو وہی بات ہے کہ مذہب کے بارے میں عقل وبصیرت کی راہ مسدود ہے اور مسلمانوں کو چاہیئے کہ عصری رجحانات سے آنکھیں بند کرکے لکیر کے فقیر بنے رہیں اور اسلام کے دائرہ کو تنگ کردیں۔

اسلام چونکہ عقلی اور تنزیلی مذہب ہے اس لئے اس نے کورانہ تقلید کی تمام راہوں کو مسدود کردیا ہے، اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ اسلام نے آبائی تقلید کی سخت مذمت کی ہے اور انا وجدنا اباءنا کو انسانی فطرت کے خلاف قرار دیا ہے۔ اسی تقلید کا ایک شعبہ احبار پرستی اور مشائخ وعلماء کی کورانہ پیروی ہے۔ اس نے کہا کہ یہ انتہائی ضلالت کی بات ہے کہ انسان بغیر روشن ہدایت کے دوسروں پر اعتماد کرے، اور نجات وسعادت کی باگ ڈور ان کے ہاتھ میں دیدے۔

اسلام کا یہ وہ انتباہ تھا جس نے لوتھر کے قلب پر خاص اثر کیا، اور اس نے ایک بڑی جماعت کو روم اور پوپ کی غلامی سے نجات دلائی، ایک دفعہ ایک کیتھولک عالم نے مجھ سے شکایت کے لہجہ میں کہا کہ لوتھر اسلام کا پروردہ تھا، اگر وہ قرآن کا مطالعہ نہ کرتا تو پروتستان (پروٹسٹنٹ) کلیسا کا وجود عمل میں نہ آتا، میں نے اس سے کہا افسوس "پاپائے اعظم" کو قرآن کے مطالعہ کا موقع نہ ملا ورنہ آپ کو بھی شکایت کا شاید موقع نہ ملتا۔

صحیفہ سعادت

معاونین کرام اور محسنوں کے اسمائے گرامی !

فہرست رقوم عطیات و امداد مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ بذریعہ صدر دفتر مدرسہ دہلی

بابت ماہ صفر المظفر ۱۳۶۳ھ

اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ ہر مہینہ کی فہرست اسماء معاونین کرام کی اشاعت دوسرے ماہ کے آخر میں ہوا کرے گی مندرجہ ذیل تفصیلات میں اگر کوئی غلطی ہو تو براہ کرم دفتر کو مطلع فرمایئے باعث شکرگذاری ہوگا۔

نمبر شمار	نمبر رسید و جلد	نام نامی	رقم	مد
۱	۶۰ ۱۲	جناب محمد مصاحب علی خاں صاحب منیجر ضلع لکھیم پور کھیری	عـــه	زکوٰۃ
۲	۶۱ ״	محترمہ خانم صاحبہ جناب سردار محمد جمال الدین یار خاں صاحب نیو دہلی	عـــه/	امداد عام
۳	۶۲ ״	جناب فضل الرحمٰن صاحب پنشنر پیشکار - اٹاوہ	للعہ/	وظائف طلبا
۴	۶۳ ״	جناب وجیہ الحسن صاحب گورکھپور	للعہ/	امداد عام
۵	۶۴ ״	״ ملک احمد صاحب [illegible] صاحب دھوکلہ ڈاک خانہ، مرسلہ جناب حاجی [illegible] صاحب [illegible]	مار	وظائف طلبا
۶	۶۵ ״	جناب منشی محمد اکبر صاحب چک ۱۵ ایم ایل	عـــه/	״
۷	۶۶ ״	محترمہ کنیز فاطمہ صاحبہ بلاک ۱۶ سرگودھا	عـــه/	״
۸	۶۷ ״	جناب محمد اکرم صاحب ولد چودھری [illegible] صاحب سرگودھا	عـــه/	״
۹	۶۸ ״	جناب قاضی ابن حسن صاحب ریٹائرڈ تحصیلدار بتوسط جناب محمد ادریس صاحب پنشنر تحصیلدار آگرہ	ے/	زکوٰۃ

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
۱۰	۶۹ ۱۲	جناب حاجی امین علی صاحب مالک بتوسط جناب محمد ادریس صاحب پنشنر تحصیلدار آگرہ	عـــه	امداد عام
۱۱	۷۰ ״	جناب منشی اکبر علی صاحب مالک شو فیکٹری بتوسط ״	عـار	״
۱۲	۷۱ ״	״ سید اصغر علی صاحب انچارج ریسیپشن ٹیلیگراف آفس بتوسط بالا آگرہ	عـار	״
۱۳	۷۲ ״	محترمہ اہلیہ صاحبہ احمد علی صاحب مرحوم بتوسط مذکور آگرہ	عـار	״
۱۴	۷۳ ״	جناب منشی رضی الدین صاحب سوداگر چرم بتوسط مذکور آگرہ	ے/	״
۱۵	۷۴ ״	جناب منظور الزماں صاحب فاروقی اسسٹنٹ کیمیکل اگزامنر بتوسط مذکور آگرہ	عـــه	״
۱۶	۷۵ ״	جناب یٰسین خاں صاحب منیجر سنگر سوئنگ مشین کمپنی بتوسط مذکور آگرہ	للعہ	״
۱۷	۷۶ ״	جناب منشی مسعود احمد صاحب صدر اصلاحی نویس بتوسط مذکور آگرہ	عـار	״
۱۸	۷۷ ״	محترمہ بشیرہ صاحبہ محمد اسمٰعیل صاحب بتوسط مذکور ״	عـار	״

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
۱۹	۷۸	جناب ابو خلیل الدین صاحب بتوسط جناب محمد ادریس صاحب پنشنر تحصیلدار آگرہ	۵ر	امداد عام
۲۰	۷۹	جناب محمد محسن صاحب بتوسط " "	۵ر	"
۲۱	۸۰	محترمہ طیبہ صاحبہ جناب ابو خلیل الدین صاحب " "	۳ر	"
۲۲	۸۱	جناب ضیاء الدین صاحب " "	۵ر	"
۲۳	۸۲	" منشی فدا حسین صاحب ٹھیکیدار " "	۵ر	"
۲۴	۸۳	" منشی خادم علی صاحب " "	۵ر	"
۲۵	۸۴	" حاجی حفیظ الدین صاحب جنرل مرچنٹ " "	عہ	امداد عام / زکوٰۃ
۲۶	۸۵	" شاہ بشیر عالم صاحب کانپور	عسہ	امداد عام
۲۷	۸۶	" سید نثار احمد صاحب گورکھپور	[illegible]	ایصال ثواب
۲۸	۸۷	" مولوی سید محمد مدنی صاحب مدرس مدرسہ باقیات الصالحات ویلور نورث مدراس	[illegible]	امداد عام
۲۹	۸۸	جناب حاجی محمد فاروق صاحب بتوسط جناب قاضی ظفر احسن صاحب ہاپوڑ	[illegible]	"
۳۰	۸۹	جناب محمد تسلیم صاحب حوالدار کلرک بتوسط جناب سید ظہیر علی صاحب ریاست رامپور	[illegible]	"
۳۱	۹۰	جناب حوالدار مسعود علی خاں صاحب بتوسط " "	۸ر	"
۳۲	۹۱	" حوالدار شوکت علی خاں صاحب تاتاری " "	۸ر	"
۳۳	۹۲	" مولوی محمد داؤد علی خاں صاحب رئیس کوٹھی [illegible] مارہرہ	عہ	"
۳۴	۹۳	" وحید اللہ خاں صاحب پنشنر انسپکٹر آبکاری و متولی وقف جناب نواب حمد اللہ خاں صاحب مرحوم ریاست رام پور	[illegible]	"
۳۵	۹۴	جناب محمد جان محمد سلیمان صاحبان [illegible]	[illegible]	زکوٰۃ
۳۶	۹۵	" حاجی محمد احمد صاحب باڑھی دہلی	عہ	امداد عام
۳۷	۹۶	" منشی محمد اسحٰق صاحب پٹواری نمبر موضع عزیز آباد ڈاکخانہ [illegible]	[illegible]	وظائف طلبا

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
۳۸	۹۷	محترمہ میمونہ خاتون صاحبہ معرفت جناب حلیم الدین صاحب [illegible]	[illegible]	امداد عام
۳۹	۹۸	جناب خواجہ مصطفیٰ حسین صاحب پنشنر لکھنؤ	[illegible]	ایصال ثواب
۴۰	۹۹	" ظہور محمد صاحب ولد جناب محمد اسمٰعیل صاحب مرسلہ جناب حکیم عبدالشکور صاحب [illegible]	۶	امداد عام
۴۱	۱۰۰	" جناب احمد بخش صاحب ولد جناب رحیم بخش صاحب "	[illegible]	"
۴۲	[illegible]	" سیٹھ حاجی احمد موسیٰ جی سالوجی صاحب ساوتھ افریقہ	[illegible]	زکوٰۃ
۴۳	۱۰۳	جناب حاجی ابو سعید عبدالحکیم صاحب متولی وقف جناب حاجی عبداللطیف صاحب مرحوم [illegible]	ایصال ثواب	امداد عام
۴۴	۳	" خانصاحب ڈپٹی شمس الاسلام صاحب محلہ قاضی سرائے نگینہ	[illegible]	وظائف طلبا
۴۵	۴	جناب مولوی سید محمد صاحب قادری [illegible] حیدرآباد دکن	[illegible]	امداد عام
۴۶	۵	" سید عظیم بادشاہ صاحب قادری " "	[illegible]	ایصال ثواب
۴۷	۶	" حاجی محمد عمر صاحب عثمانی پانی پت	[illegible]	وظائف طلبا
۴۸	۷	" محمد امین صاحب اہلکار سردار صاحب [illegible] تحصیل [illegible] ضلع جالندھر	[illegible]	امداد عام
۴۹	۸	جناب حاجی توکل مجید صاحب دفتر چیف انجنیئر انہار پنجاب لاہور معرفت جناب مولوی عبدالحی صاحب عثمانی لاہور	۷ر	"
۵۰	۹	" جناب [illegible] جان محمد صاحب نقشہ نویس بتوسط "	۱۳ر	"
۵۱	۱۰	" حافظ عبدالغفار صاحب نئی دہلی	[illegible]	"
۵۲	۱۱	" سردار محمد جمال الدین صاحب [illegible] خانم صاحبہ سردار صاحب موصوف نئی دہلی	[illegible]	"
۵۳	۱۲	جناب صوفی مستری بشیر احمد صاحب معرفت جناب شفقت علی صاحب [illegible]	[illegible]	"

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد	نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
۵۴	[illegible]	جناب حافظ بشیر احمد حسن صاحب سوداگر چوب صدر بازار	عـہ	امداد عام	۷۷	[illegible]	ایک صاحب خیر جزاہ اللہ بتوسط جناب مولوی		
۵۵	۱۴	،، خواجہ غلام حیدر شاہ صاحب گونڈہ	عـہ	ایصال ثواب			محمد امجد اللہ صاحب کیمپ گنج گورکھپور	عطیہ	امداد عام
۵۶	۱۵	محترمہ اہلیہ صاحبہ محمود حسین صاحب ٹوجگ بازار	لـعہ	وظائف طلبا	۷۸	[illegible]	جناب حاجی سید عبدالرشید صاحب بتوسط جناب		
۵۷	۱۶	جناب عبدالجلیل صاحب خادم خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف	عکم	امداد عام			حافظ عبدالواحد صاحب ابوالعلائی ہزاری باغ	صر	،،
۵۸	۱۷	،، مسٹر صمصام الحق صاحب عرشی جودھپور	عکم	،،	۷۹	۲۳	جناب بشیر محمد صاحب بتوسط ،، ،،	صر	،،
۵۹	۱۸	،، یوسف ایم اکیانی صاحب بیلور ہوڑہ	عـہ	؛	۸۰	۲۴	،، مولانا فضل الرحمن صاحب شیرانی ، مرسلہ جناب		
۶۰	۱۹	،، محمد اسحٰق صاحب سردار باڑی والا کانکینارہ	عـہ/۱۲	وظائف طلبا			مولوی نبی بخش صاحب مدرس عربی گورداسپور	صر	زکوٰۃ
۶۱	۲۰	،، برکت علی صاحب قریشی رحمن پورہ لاہور	عـہ	امداد عام	۸۱	۲۵	جناب محمد لقمان صاحب ابراہیم سوداگر بیڑی ورکس مرسلہ		
۶۲	۲۱	،، خان بہادر الحاج شاہ عبدالعزیز بادشاہ صاحب	عـہ/۱۲	،،			جناب حافظ امداد اللہ صاحب ملتانی ہگلی	صر	امداد عام
۶۳	۲۲	،، حاجی محمد احمد صاحب بارطی دہلی	عکم	،،	۸۲	۲۶	،، عبدالحفیظ صاحب جنرل مرچنٹ بتوسط جناب		
۶۴	۲۳	،، شاہ خلیل الرحمن صاحب مونگیر	عـہ	کتبخانہ			سید محمد ادریس صاحب پنشنر تحصیلدار آگرہ	صر	،،
۶۵	۲۴	محترمہ قمر جہاں بیگم صاحبہ اہلیہ جناب مشتاق احمد صاحب مسعود منزل بریلی	لـعہ	امداد عام صدر ایصال ثواب	۸۳	۲۷	جناب منشی رشید احمد صاحب بتوسط ،، ،،	صر	زکوٰۃ
					۸۴	۲۸	،، حاجی سید مہدی حسین صاحب ہیڈ ماسٹر ،، ،،	صر	امداد عام
۶۶	۲۵	محترمہ عائشہ بیگم صاحبہ معرفت ،، ،، ،،	لـعہ	امداد عام ایصال ثواب	۸۵	۲۹	،، سید معشوق علی صاحب ،، ،،	صر	،،
۶۷	۲۶	جناب محمد نادر صاحب ،، ،، ،،	عکم	ایصال ثواب	۸۶	۳۰	،، حاجی واحد بخش صاحب ،، ،،	صر	
۶۸	۲۷	،، حاجی ولی اللہ صاحب گلاس مرچنٹ ،، ،، ،،	عـہ	امداد عام	۸۷	۳۱	،، خواجہ فراست حسین صاحب مالک گو بنیا ،، ،،	صر	،،
۶۹	۲۸	،، مسٹر اقبال احمد صاحب ایم اے			۸۸	۳۲	،، حکیم احمد حسن صاحب ،، ،،	صر	،،
		بتوسط جناب حاجی طفیل احمد صاحب [illegible]	للعہ	زکوٰۃ	۸۹	۳۳	،، الحاج کپتان مولوی غلام محمد صاحب بہاولپور بابت ماہ [illegible]	صر	زکوٰۃ
۷۰	۲۹	محترمہ والدہ صاحبہ مظفر شجاع الدین احمد کیرانوی قرولباغ دہلی بتوسط صاحبزادی خود	عکم	امداد عام	۹۰	۳۴	،، ڈاکٹر محمد عابد صاحب فاروقی بتقریب عقیقہ [illegible]		
۷۱	۳۰	جناب شاہ محمد غیاث عالم صاحب قنوج	عـہ/۸	وظائف طلبا ایصال ثواب			برخوردار محمد امین سلمہا جودھپور	صر	امداد عام
۷۲	۳۱	،، حافظ عظیم اللہ صاحب ظفر منزل لکھنؤ	لـعہ	وظائف طلبا	۹۱	۳۵	محترمہ والدہ صاحبہ ظریف احمد صاحب بتوسط ،،	صر	زکوٰۃ
۷۳	۳۲	،، سید محمد ابراہیم صاحب منعم جونپور	عـہ	زکوٰۃ	۹۲	۳۶	جناب ابو بکر شاہ خاں صاحب بتوسط جناب		
۷۴	۳۳	،، حافظ محمد اسمٰعیل صاحب لکھنؤ	عـہ	،،			محمد بشیر علی صاحب رامپور	صر	امداد عام
۷۵	۳۴	،، شیخ محمد اللہ صاحب کنٹریکٹر [illegible]	مار	زکوٰۃ	۹۳	۳۷	جناب صوبیدار علامت حسین صاحب بتوسط ،، ،،	صر	،،
۷۶	۳۵	،، حاجی [illegible] سیٹھ [illegible] ابراہیم صاحب [illegible]	صرر	علاوہ [illegible] زکوٰۃ	۹۴	۳۸	،، عزیز الرحمن صاحب میاں گنج	صر	،،

ربیع الاول و ربیع الثانی سنہ ۱۳۶۳ھ

غرباۓ حرم

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
۹۵	۳۶ عـ	جناب حاجی عبد الغفور صاحب بکری بازار	صہر	زکوٰۃ
۹۶	۴۰ ،،	،، نثار احمد صاحب مرسلہ جناب حکیم عبد الشکور صاحب جودھپور	صہر	امداد عام
۹۷	۴۱ ،،	،، محمد حسین صاحب پٹھانکوٹ	صہر	،،
۹۸	۴۲ ،،	،، سید انعام اللہ صاحب گورکھپور	صہر	وظائف طلبہ
۹۹	۴۳ ،،	،، محمود علی صاحب امرتسر	صہر	،،
۱۰۰	۴۴ ،،	محترمہ بیگم صاحبہ جناب کیپٹن ڈاکٹر سید اجمل حسین صاحب کرنال	صہر	امداد عام
۱۰۱	۴۵ ،،	جناب الحاج مولوی غلام محمد صاحب بہاولپور بابت ماہ ذی الحجہ شعبان	صہر	زکوٰۃ
۱۰۲	۴۶ ،،	،، محمد عبد اللہ صاحب ہیڈ ماسٹر ڈسٹرکٹ بورڈ اسکول ضلع جھنگ	صہر	،،
۱۰۳	۴۷ ،،	،، مشتاق احمد صاحب بریلی	صہر	ایصال ثواب
۱۰۴	۴۸ ،،	محترمہ محمودہ بیگم صاحبہ بتوسط ،، ،،	صہر	،،
۱۰۵	[illegible]	جناب شیخ امام الدین صاحب رڑکی	صہر	،،
۱۰۶	[illegible]	،، حاجی صواب علی صاحب بتوسط جناب حافظ عبد الواحد صاحب ابو العلائی ہزاری باغ	عـہر	امداد عام
۱۰۷	۲۱ ،،	محمد حنیف صاحب معرفت ،، ،،	عـہر	زکوٰۃ
۱۰۸	۲۲ ،،	جناب سخی میاں صاحب مرسلہ جناب حافظ امداد اللہ صاحب نعمانی تبلیغی پاڑہ	عـہر	امداد عام
۱۰۹	۲۳ ،،	جناب محمد شکور صاحب انصاری بتوسط ،، ہوگلی	عـہر	،،
۱۱۰	۲۴ ،،	محترمہ اہلیہ صاحبہ جناب ڈاکٹر امیر علی صاحب مرحوم بتوسط جناب سید محمد الدین صاحب پنشنر آگرہ	عـہر	
۱۱۱	۲۵ ،،	محترمہ اہلیہ جناب محمد اسحٰق صاحب ،، ،،	عـہر	،،
۱۱۲	۲۶ ،،	،، والدہ محمد کفیل صاحب ،، ،،	عـہر	،،
۱۱۳	۲۷ ،،	جناب منشی جان خان صاحب ٹیلر ماسٹر ،، ،،	عـہر	،،

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
۱۱۴	۲۵ عـ	جناب حاجی الحاج ڈاکٹر عبد الوحید خان صاحب جناب سید ظہیر علی صاحب ریاست مالیر کوٹلہ	عـہر	
۱۱۵	۲۹ ،،	،، مولوی ڈاکٹر شوکت علی صاحب بتوسط ،، ،،	صہر	،،
۱۱۶	۳۰ ،،	،، مولانا ڈاکٹر حسین صاحب ،، ،،	صہر	،،
۱۱۷	۳۱ ،،	،، مولانا حبیب علی صاحب ،، ،،	عـہر	،،
۱۱۸	۳۲ ،،	،، مولانا دیدار خان صاحب ،، ،،	عـہر	،،
۱۱۹	۳۳ ،،	،، مولانا سید شاہ محمد حسین صاحب ،، ،،	عـہر	،،
۱۲۰	۳۴ ،،	،، محمد ہاشم ولد محمد قاسم صاحب مرسلہ جناب حکیم عبد الشکور صاحب جودھپور	عـہر	،،
۱۲۱	۳۵ ،،	جناب نور خان صاحب ولد امان خان صاحب ،، ،،	عـہر	،،
۱۲۲	۳۶ ،،	،، فقیر محمد صاحب ہوٹل والے ،، ،،	عـہر	،،
۱۲۳	۳۷ ،،	،، حسن شاہ صاحب ،، ،،	عـہر	،،
۱۲۴	۳۸ ،،	،، قدرت شاہ صاحب ،، ،،	عـہر	،،
۱۲۵	۳۹ ،،	،، حکیم عبد الشکور صاحب معرفت حکیم عبد المجید صاحب ،، ،،	عـہر	،،
۱۲۶	۴۰ ،،	محترمہ اہلیہ صاحبہ جناب حافظ محمد احمد صاحب بتوسط جناب مولانا مولوی عبد الحق صاحب لاہور	عـہر	،،
۱۲۷	۴۱ ،،	محترمہ دختر صاحبہ جناب بشیر احمد صاحب جبلپور	عـہر	،،
۱۲۸	۴۲ ،،	جناب سید حبیب اللہ صاحب نظامی بتوسط جناب شاہ [illegible]	عـہر	،،
۱۲۹	۴۳ ،،	،، سید اقبال شاہ صاحب بتوسط جناب مولانا مولوی جمیل احمد صاحب شملہ	عـہر	زکوٰۃ
۱۳۰	۴۴ ،،	محترمہ والدہ صاحبہ خالد منعم عباسی بلیاوی جبل پور بابت ماہ ذی الحجہ	عـہر	امداد عام
		آمدنی بعد اشتراک ماہنامہ ترجمان الحرم ماہ صفر	[illegible]	

میزان کل آمدنی بابت ماہ صفر المظفر سنہ ۱۳۶۳ھ [illegible]

احقر ضیاء الدین احمد عفی عنہ

معتمد صدر دفتر مدرسہ صولتیہ (مکہ معظمہ) دہلی و بمبئی

مدرسہ صولتیہ (مکہ معظمہ) کے اہم اغراض ومقاصد

۱ مکہ معظمہ میں ہندوستانی طلبہ کے لئے بالخصوص اور آفاقی طلبہ کے لئے بالعموم تجوید و علم قرأت کی صحیح تعلیم کا انتظام کرنا۔

۲ ان ہونہار شائقین علم پردیسی طلبہ کی تعلیم وقیام کا بلا معاوضہ بندوبست کرنا۔ جو دنیائے اسلام سے تحصیل علوم اسلامیہ کے شوق میں مکہ معظمہ آتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ مرکز اسلام سے کچھ حاصل کرکے جائیں۔

۳ مستحق و نادار طلبہ کو تازمانۂ تعلیم نقد وظائف امداد دینا۔

۴ قابل طلبہ کی حوصلہ افزائی کے لئے ان کو وظائف لیاقت دینا۔

۵ یتیموں اور خاص طور پر مہاجرین حرم کے بچوں کی تعلیم و تربیت۔

۶ مرکزی حیثیت سے دنیائے اسلام کے لئے مدرسہ کو جامعہ حرم یا مکہ یونیورسٹی بنانا۔

۷ دینی تعلیم کے ساتھ صنعتی تعلیم کا انتظام اور مکمل دارالصنائع کا قیام اور اس کی مستقل عمارت بنانا۔

۸ مدرسہ کے کتب خانہ کی مستقل عمارت تیار کرنا اور مرکزی شان کے لحاظ سے اسے وسعت دینا۔

ترجمان القرآن

از

مولانا ابوالکلام آزاد

جلد دوم

یہ جلد اپنی نوعیت کے لحاظ سے پہلی جلد سے بھی زیادہ مہتم بالشان ہے یعنی حواشی زیادہ مفصل، دلکش اور اہم مسائل پر مشتمل ہیں، کتابت و طباعت بھی بہتر ہے، چونکہ سورۂ انفال، کہف، مریم، انبیاء وغیرہ اسی میں آگئی ہیں اور مولانا کو کتابت کے جدید انتظام کے باعث جی کھول کر بحث کرنے کا موقع مل گیا ہے اس لیے کتاب اپنے رنگ میں اور علمی خصوصیت کے اعتبار سے بے نظیر ہو گئی ہے، سورۂ اعراف سے سورۂ مومنون تک

ہدیہ بلا جلد آٹھ روپیہ آٹھ آنہ (عہ) مجلد دس روپیہ (عـہ)

([illegible])

شیخ مبارک علی تاجر کتب۔ اندرون لوہاری دروازہ۔ لاہور

[illegible]

[illegible]ئے حرم

صدر دفتر مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ دہلی کا ماہوار رسالہ

مرتبہ

ادارہ صدر دفتر

جلد ۵

ندائے حرم کا مقصد

۱ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے اغراض و مقاصد کی اشاعت اور ان کی تکمیل کے لئے کوشش۔

۲ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے سرپرستوں اور معاونین کو اس کے اہم اور ضروری حالات سے روشناس کرنا۔

۳ مسلمانان ہند کو اسلامی دنیا کی اہم تحریکات علمی و معاشرتی جد و جہد اور علمی و فنی خدمات سے باخبر کرنا۔

ندائے حرم کا مسلک

۱ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ، کعبہ کے زیر سایہ ایک باہمہ مرکزی تحریک ہے اس لئے مجلہ ندائے حرم مرکز اسلام کی آواز ہے۔

۲ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ غیور و باہمت مسلمانان ہند کی خدا کے گھر میں بہتر سالہ مشترکہ یادگار ہے، اس لئے ندائے حرم کو عام اخلاقی امور سے احتراز ہوگا۔

۳ سیاسی معاملات اور ملکی سیاست سے تعلق نہ ہوگا۔

ندائے حرم پابندی وقت کے ساتھ ہر انگریزی ماہ کی ۱۵ تاریخ کو کم از کم ۴۸ صفحات پر شائع ہوتا ہے عدم وصولی کی صورت میں ۲۵ تاریخ تک اطلاع دے کر دوسرا رسالہ طلب فرمائیں اس کے بعد دفتر معذور ہوگا ماہنامہ ندائے حرم مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے مستقل سرپرستوں اور خاص معاونین کی خدمت میں ہدیۃً پیش کیا جاتا ہے۔ جواب طلب امور کے لئے محصول ڈاک بھیجئے۔

سالانہ اشتراک تین روپے (۳) فی پرچہ ۴ر، بیرون ہند سے، شلنگ

رسالہ کے متعلق تمام ضروری خط و کتابت منتظم رسالہ ندائے حرم دہلی قرولباغ سے ہونی چاہیئے

نمونہ کے لئے ۴ کے ٹکٹ آنا ضروری ہیں۔

ترسیل زر کا پتہ

معتمد صدر دفتر مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ۔ دہلی۔ قرولباغ

تار کا پتہ صولتیہ دہلی
SAULATIYA - DEHLI

ندائے حرم

عدد ۵ مسئول ضیاء الدین احمد جلد ۵

بابت ماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۴ھ مطابق اپریل ۱۹۴۵ء

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲	اسرار و رموز (نظم)	۱۵	سبیل کوثر
۳	اثرات	۱۷	اسلامی عبادات
	اسلام کا ہالیٰ کمان		زندگی کو عبادت میں تبدیل کرنے کا فلسفہ
	اسلام کے سپاہی		اسلام اور عبادت
	جنگ رحمت		نماز کا مفہوم
۹	بصائر		نماز یا مرکز عمل
	طاقت اور کمزوری کا موازنہ	۲۲	وادیٔ خلیل کی ایک آواز
	اسلام کی دعوت عامہ میں علم و امن کا مقام	۲۳	موج کوثر
	علماء کے لیے عبرت	۲۵	سفرنامہ ابن بطوطہ
	غلامانہ ذہنیت کا کرشمہ	۳۵	صحیفۂ سعادت

اسرار و رموز

(از مولانا ابوالاسرار صاحب رمزی - اناوی - جودھپور)

دونوں کے ارتباط سے رونق جہاں کی ہے
کچھ خاک تیرے سر کی ہے کچھ آستاں کی ہے

ٹوٹے ستارے عیش کی شمعیں بھی بجھ گئیں
مظلومیت سے پوچھ اے یہ آندھی کہاں کی ہے

کہتے ہیں سلطنت جسے دل کا سکون ہے
اس سلطنت میں روشنی دونوں جہاں کی ہے

کیا پوچھتے ہو کیا ہے مقام حریم دوست
یہ وہ جہاں ہے جس کی زمیں آسماں کی ہے

برسوں سے پڑھ رہا ہوں میں افسانۂ حیات
اب تک نہیں کھلا کہ عبارت کہاں کی ہے

رباعی

غرض بس

ملا ہے مجھ کو یہ نکتہ حقیقت سے پایی ہے
یہ دنیا دار فانی ہے اب بس نیک نامی ہے
ملے دوزخ میں آزادی تو اس کی قدر پہچان اے نادان!
وہاں کی خوار بھی بہتر ہے جنت کی غلامی سے

(رمزی اناوی)

اثرات

اسلام کا ہائی کمان

جنگ و امن میں اسلام کی رحمت عامّہ

دنیا ایک عرصہ تک امن سے متمتع رہی، اب ضروری ہے کہ وہ جنگ کا مزہ بھی چکھے، اور اس کے اثرات و نتائج کو اپنی آنکھوں سے دیکھے، ایک طرف فیلڈ مارشل کے احکام ہیں۔ دوسری طرف جنگ کا ہائی کمان میدان حرب کے نقشہ پر نظریں جمائے بیٹھا ہے۔ ایک سرے پر بہادر سپاہیوں کا لاؤ لشکر ہے۔ دوسرے سرے پر کیمیاوی آلات اور جنگی اسلحہ کی نمائش ہے۔ سمندر میں بحری جہازوں اور آبدوزوں کی تگ و دو جاری ہے۔ اور خشکی میں مشین گنوں اور ٹینکوں کا حشر خیز مظاہرہ ہے۔ ہر فریق چاہتا ہے کہ دشمن کو فنا کردے، شہروں اور بستیوں کو تودۂ خاک بنادے، لہلہاتے کھیتوں اور سربفلک عمارتوں کا نام و نشان تک مٹادے، دلوں میں بغض و عداوت اور انتقام کی آگ بھڑک رہی ہے۔ آنکھوں سے ظلم و عدوان کے شرارے نکل رہے ہیں، ہاتھوں میں بجلی سی دوڑ رہی ہے۔ کہ دشمن کی طرف بڑھکر اس کی رگ حیات کاٹ ڈالیں۔ غرض جذبات و محرکات کا ایک تلاطم برپا ہے۔ اور انسان، انسان کا خون چوسنے اور انسانیت کو گہری قبر میں دفن کرنے پر تلا ہوا ہے۔

جنگ کیسی خوفناک چیز ہے، جنگ! نہ اپنے پرائے کی تمیز، نہ محارب اور غیر محارب کا فرق، نہ خدا کا خوف اور نہ دنیا کی شرم، نہ ضمیر کی ملامت اور اخلاقی انفعال ہے۔ نہ عورتوں اور بچوں کا خیال۔ نہ بوڑھوں اور اپاہجوں پر رحم، نہ تہذیب و تمدن کا پاس و لحاظ، ایکجامت

ہے، جو کیمیاوی آلات کے ذریعہ برپا کی جارہی ہے، تقویٰ، نیکی، ایمانداری، خدا کا خوف؛ ان کا کیا ذکر، کیسی نیکی اور کیسی خدا ترسی، سپاہی سے لے کر ہائی کمان تک ایک ہی رنگ میں ڈوبے ہوئے اور ایک ہی جذبے سے معمور، گویا مہذب اور متمدن دنیا کی یہ سب سے بڑی وحشیانہ اور غیر مہذب جنگ ہے، جس کا خمیازہ ساری دنیا کو بلا امتیاز بھگتنا چاہیئے۔

اسلام کے سپاہی:- جب تک خدا کے احکام کو انسان اپنی خودی پر قربان کرتا رہے گا، جنگ و تباہی کا یہ طور کبھی نہ بدلے گا، شریعت اور خدا کا خوف ہی تلوار کا محافظ ہے اور جہاں یہ چیز نہ ہو، تلوار کے لئے کوئی حد اور کوئی شرط باقی نہیں رہتی اذرا ساڑھے تیرہ سو سال قبل کے حالات پر نظر ڈالئے، اور دیکھئے کہ اسلام کی ہائی کمان کیا کہہ رہا ہے، اس کے کیا جذبات ہیں اور اس کی اصلی خواہش کیا ہے؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعدؓ بن ابی وقاصؓ اور ان کے زیر کمان سپاہیوں کو جو تحریری حکم دیا تھا وہ آج بھی تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہے۔ آپ نے لکھا تھا کہ:-

فانی امرک ومن معک من الاجناد بتقوی اللہ علی کل حال فان تقوی اللہ افضل العدۃ علی العدو و امرک ومن معک ان تکونوا اشد احتراسا من المعاصی منکم من عدوکم فان ذنوب الجیش اخوف علیہم من عدوہم وانما ینصر المسلمون بمعصیۃ عدوہم للہ ولولا ذالک لم تکن لنا بہم قوۃ لان عددنا لیس کعددہم

میں تمہیں اور تمام سپاہیوں کو حکم دیتا ہوں کہ تم ہر حال میں اللہ سے ڈرتے رہو، کیونکہ تقویٰ دشمن کے لئے سب سے بڑا ہتھیار ہے، میں نصیحت کرتا ہوں کہ تم اور تمام سپاہی گناہوں سے بچتے رہو۔ کیونکہ گناہ دشمن سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ مسلمانوں کی کامیابی کا راز یہ ہے کہ ان کے دشمن آلودۂ معصیت ہیں، اگر ہم بھی گناہوں میں گرفتار ہو جائیں تو ہمارے پاس مقابلہ کے لئے کوئی قوۃ باقی نہیں رہتی کیونکہ ہماری تعداد ان کی تعداد سے کم ہے۔

ولا عدد تنا كعدتهم فان استوينا في المعصية كان لهم الفضل علينا في القوة والا ننصر عليهم بفضلنا لم نغلبهم بقوتنا۔ (العقد الفريد جلد اول ص)

اور ہماری تیاریاں بھی ان کی تیاریوں کے مانند نہیں ہیں، اگر ہم اور ہمارے دشمن گناہوں میں برابر کے شریک ہوں تو پھر دشمن کو طاقت کے اعتبار سے ہم پر فوقیت حاصل ہوگی ہم دشمن پر طاقت کے گھمنڈ پر نہیں بلکہ نیکی اور تقویٰ کے بھروسہ پر کامیابی حاصل کرتے ہیں۔

اسلام کے بانی گمان کے ایک ایک لفظ پر غور کیجئے، ایک ایک جملہ کا تجزیہ کیجئے اور ایک ایک نصیحت کی قدر و قیمت کا اندازہ لگائیے تو آپ کو حیرت ہوگی کہ یہ جنگی احکام ہیں یا نیکی اور بھلائی کی آسمانی بشارتیں ہیں، یہ فوجی سپاہیوں سے خطاب ہے یا فرشتوں کی معصوم جماعت سے ہے، یہ جنگ و قتال کی ترغیب ہے یا معلم اور مصلح بننے کی ہدایت؟ جس فوج کا سلطان اور جن بہادروں کا بانی گمان ایسا ہو سوچئے کہ وہ انسانوں کی فوج ہوگی یا فرشتوں کی؟ اللہ اکبر! جنگی سپاہیوں کو تعلیم دی جا رہی ہے تقویٰ کی، معصیت اور گناہوں سے محترز رہنے کی، اور بتایا جا رہا ہے کہ دشمن کی معصیتوں میں گرفتار نہ ہونا بلکہ ان کے لئے اسوۂ حسنہ اور نمونۂ عمل بننا کہ یہی ایک مسلمان کا سب سے بڑا ہتھیار ہے۔

فرشتوں سے خطاب۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا:۔

واوصيك باهل الذمة خيرا ان تقاتل من ورائهم ولا تكلفهم فوق طاقتهم واوصيك ان تخشى الله في الناس و تخشى الناس في الله واوصيك بالعدل في الرعية ولا تؤثر غنيهم على فقيرهم واجعل الناس عندك سواء ثم لا تاخذ

میں نصیحت کرتا ہوں کہ غیر مسلم رعایا سے بھلائی کرتے رہنا اور ان سے طاقت سے زیادہ کام نہ لینا، میں نصیحت کرتا ہوں کہ لوگوں کے بارے میں خدا سے ڈرنا اور اللہ کے خیال سے لوگوں کا خیال رکھنا، رعایا کے ساتھ عدل و انصاف کرتے آنا؛ دولت مندوں پر امیروں کو ترجیح نہ دینا تمہارے نزدیک تمام لوگوں کا درجہ برابر ہونا چاہیئے، اور

فی اللہ لومۃ لائم ولا تجعل المال دولۃ بین الاغنیاء منھم ولا تغلق بابک دونھم فیاکل قویھم ضعیفھم (البیان والتبیین للجاحظ جلد ۲)

اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرنا، مال و دولت کو امراء میں گشت کرنے کی اجازت نہ دینا، (کہ فقراء محروم رہ جائیں) مزید برآں اپنے دروازے بند نہ کرنا ورنہ طاقتور کمزوروں کو کھا جائیں گے۔

بظاہر یہ چند نصیحتیں ہیں مگر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ ان میں نظام سلطنت کا پورا خاکہ موجود ہے، جو لوگ جنگی احکام میں ان باتوں کا خیال رکھتے ہوں وہ امن کے احکام میں کیا کچھ نہ کرتے ہوں گے، میدان جنگ کے سپاہیوں کو یہ احکام اور یہ نصیحتیں؟ وہ سپاہی بھی کیسے تربیت یافتہ اور صالح ہوں گے جنہیں یہ ہدایتیں دی جارہی ہیں۔ فرشتوں کا مقدس گروہ، صالحین وکاملین کا پاکیزہ اجتماع اسلامی مقاصد کی چلتی پھرتی تصویریں۔

جنگ یا رحمت: رہے خالص جنگی احکام، سو وہ بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان سے سن لیجئے، آپ دشمن کے مقابلہ پر جب فوج روانہ کرتے تو اسے ان الفاظ سے مخاطب فرماتے۔

بسم اللہ وباللہ وعلی عون اللہ امضوا بتائید اللہ وما النصر الا من عند اللہ ولزوم الحق والصبر فقاتلوا فی سبیل اللہ من کفر باللہ ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین۔ ولا تجبنوا عند اللقاء ولا تمثلوا عند القدرۃ ولا تسرفوا عند الظھور ولا تقتلوا ھرما ولا امراۃ ولا ولیدا (العقد الفرید جلد اول صفحہ ۴۸)

اللہ کے نام سے اللہ کے بھروسہ پر اور اللہ کی مدد کے ساتھ جاؤ، خدا کی تائید و حمایت تمہارے شامل حال رہے گی اور ہر قسم کی مدد خدا ہی کے آستانہ سے ملتی ہے بشرطیکہ حق مدنظر ہو اور صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے، جاؤ اور ان لوگوں سے جنگ کرو جو کافر ہیں مگر زیادتی مت کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا، جنگ کے وقت بزدل مت بننا اور طاقت حاصل ہونے کے بعد کسی کے اعضا

مت کاٹنا، اور غلبہ پانے کے بعد اپنی طاقت کا
بیجا استعمال نہ کرنا، بوڑھوں کو عورتوں کو اور
بچوں کو قتل نہ کرنا۔

یہ ہیں خالص جنگی احکام جو دشمن کے لئے بھی سراپا رحمت و برکت ہیں۔ اور جس قوم کے ہائی کمان اور سپاہی ایسے ہوں، ظاہر ہے کہ ان کی جنگ بھی امن سے بہتر ہوگی، یہ حکم کہ "غلبہ حاصل ہونے کے بعد اپنی طاقت کا غلط استعمال نہ کرنا" نصف جنگ کو ختم کر دیتا ہے، کیونکہ غلبہ کا نشہ اور فتح کی خرمستیاں ایک مستقل جنگ ہے، اور اسلام نے سختی کے ساتھ اس جنگ کو روکا ہے۔

کیا جنگ کے زمانہ میں اسلام کے ہائی کمان کے یہ احکام دنیا کے لئے تسکین قلب اور فراغ خاطر کا باعث ہو سکتے ہیں؟ فتدبروا واعتبروا۔

وقف شیخ عبد الصمد صاحب مرحوم الہ آباد:- کے متولی جناب خان بہادر سید محمد عیسیٰ صاحب نے مبلغ بارہ سو روپیہ ہمیں وقف مذکور سے بابت سال مختتمہ ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۶۳ھ ارسال فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ واقف مرحوم اور خان بہادر صاحب موصوف کو اجر عظیم عطا فرمائے، یہ امر خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ بہ حیثیت متولی وقف خان بہادر صاحب ایک قابل مثال ہستی ہیں، وقف شیخ عبد الصمد صاحب الہ آباد سے مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے لئے جو رقم امداد مقرر ہے وہ مدرسہ کو بے کم و کاست بلا تاخیر سالہا سال سے بغیر یاد دہانی وصول ہو جاتی ہے، زمانہ کی اقتصادی حالت خواہ کچھ ہو وقف مذکور سے اس رقم کی ادائیگی میں کبھی تاخیر نہیں ہوتی، ہمیشہ اختتام سال کے ساتھ ساتھ وصول ہو جاتی ہے۔ جو اس وقف کے حسن انتظام اور متولی صاحب ممدوح کی حسن نیت خلوص، مرکز اسلام مکہ معظمہ اور اس کی واحد قدیم ہندوستانی درسگاہ دار العلوم صولتیہ سے دلی تعلق کی بین دلیل ہے، کاش ہندوستان کے تمام متولیان وقف اسی طرح اپنی ذمہ داری

کو محسوس کرلیں تو ہمیں یقین ہے کہ مسلمانوں کا کوئی ادارہ محتاج امداد نہ رہے۔

رانی منیر جہاں بیگم صاحبہ: نے قصبہ محمدی سے بیس ۲۰ روپیہ کی رقم ارسال فرمائی ہے اس میں شک نہیں کہ ہر قومی ادارے کی ترقی و بقا کا انحصار مالی امداد پر ہے مگر اس سے بھی زیادہ ضروری چیز احساس ہے، ہمیں مسرت ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں میں "ندائے حرم" کی مسلسل پانچ سالہ آواز اور جد وجہد بے اثر نہیں رہی، ان میں اپنے مرکز اور اس کی قدیم مرکزی قابل فخر یادگار دارالعلوم صولتیہ کی اہمیت کا احساس بڑھ رہا ہے، خصوصاً نیک دل خواتین کو اپنی اس دینی درس گاہ سے لگاؤ اور تعلق پیدا ہو رہا ہے، مدرسہ صولتیہ خدا کے گھر میں ان کی ایک بلند ہمت اور نیک دل ہندوستانی بہن صولت النساء بیگم کی یادگار اور صدقہ جاریہ ہے۔ اس لئے اس کے بقا و تحفظ کی ذمہ داری ہندوستانی مسلم خواتین پر بالخصوص عائد ہوتی ہے، ہمیں امید ہے کہ تمام بہنیں اپنی اس قومی اور دینی ذمہ داری کو محسوس کرکے رانی صاحبہ موصوفہ کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کریں گی۔ واللہ الموفق وبیدہ الخیر۔

جناب سیٹھ احمد حاجی موسیٰ جی سالوجی افریقہ۔ سیٹھ صاحب کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں، قارئین ندائے حرم بارہا ان صفحات پر آپ کے مظاہر حسنہ کا ذکر جمیل ملاحظہ فرما چکے ہیں، موصوف کو اللہ تعالیٰ نے جہاں دنیا کی تمام نعمتوں سے سرفراز فرمایا ہے وہاں ایک پر خلوص درد مند حساس دل اور دولت ایمان سے بھی آپکو وافر حصہ ملا ہے اور اسی کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنی دی ہوئی نعمتوں کے جائز استعمال کا سلیقہ بھی آپکو خاص طور پر عطا فرما دیا ہے، آپ مرکز اسلام، مولد رحمۃ للعٰلمین اور اسکی قدیم دینی درسگاہ دارالعلوم صولتیہ کو کبھی نہیں بھولتے، اور اسکی مسلسل خدمت و اعانت کا پاک جذبہ اپنے دل میں رکھتے ہیں، آپکی گرانقدر امدادی رقوم اکثر دفتر کو موصول ہوتی رہتی ہیں گذشتہ ماہ آپکی جانب سے مبلغ ۵۰۰ اور مبلغ ۲۰۰ کی مزید دو رقمیں ہمیں موصول ہوئی ہیں، رب العزت سے دعا ہے کہ موصوف کے پر خلوص جذبہ کو شرف قبولیت بخشے ہمیں یقین ہے کہ دارالعلوم صولتیہ مکہ معظمہ کے طلباء اور علمائے کرام ان سطور کو ملاحظہ فرمانے کے بعد آپ کے لئے در کعبہ پر فلاح دارین کی دعا فرمائیں گے۔

بصائر

طاقت اور کمزوری کا موازنہ

اسلام کی دعوت عام میں صلح و امن کا مقام

وحشیانہ جنگ کے استیصال کا صرف ایک ذریعہ

قرآن کریم کیا ہے، ہر دور کے لئے کامل رہنما اور ہر مرض کے لئے نسخۂ شفا، دورِ حاضر اور مستقبل کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں ہے، جس پر اللہ کی کتاب نے روشنی نہ ڈالی ہو، اور اس کا حل آسان الفاظ میں نہ بتایا ہو۔

آج کل ہر طرف صلح کے چرچے ہیں، ہر شخص چاہتا ہے کہ جنگ کرنے والوں میں صلح ہو جائے اور دنیا کو جنگ و پیکار کی تباہ کاریوں سے نجات ملے۔ لیکن وہ جنگی فریق جسے اپنی قوت کی برتری کا یقین ہو چکا ہے، دوسرے فریق کی مکمل شکست کا سامان کر رہا ہے، اسے صلح کرنے میں تامل ہے، شاید اس لئے کہ جب دوسرا فریق تباہی اور شکست کے کنارے آ لگا ہے اور اس کی قوت ٹوٹ چکی ہے تو صلح کر کے اس کی مساوی حیثیت تسلیم کر لینا بہت بڑی غلطی ہے۔ اگر یہ فریق طاقتور ہوتا اور اس میں اتنی سکت ہوتی کہ شاید وہ پھر اپنی زندگی اور عسکریت کا ثبوت دے کر جنگ کا نقشہ بدل ڈالے تو خیریت اسی میں سمجھی جاتی کہ اس سے صلح کر لی جائے، مگر جب اس کی تباہی اور خاتمہ کا یقین ہو چکا ہے اور آثار و قرائن پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ وہ چند روز کا مہمان ہے تو صلح کرنے کے کیا معنی؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ کمزور فریق صلح کی طرف ہاتھ بڑھائے، اور طاقتور فریق صلح کا نام تک نہ لے، مگر دیکھئے اس بارے میں قرآن کریم کی کیا تعلیم ہے۔ قرآن نے صلح

کے لئے کیا شرط مقرر کی ہے، ارشاد ہوتا ہے :-

وَاِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ط — اگر فریق مخالف صلح کی طرف جھکے تو تم بھی صلح کے لئے جھک جاؤ اور اس بارے میں اللہ پر بھروسہ کرکے قدم بڑھاؤ۔

یعنی دوسرے فریق کی طاقت اور کمزوری کو صلح کا معیار نہ بناؤ، اور یہ نہ دیکھو کہ اسے صلح کے لئے کس چیز نے مجبور کیا ہے، بلکہ انتظار کرو کہ وہ کب صلح کا ہاتھ بڑھاتا ہے، جوں ہی وہ مصالحت کا نام لے تم فوراً اس کا خیر مقدم کرو، اگر اس کی صلح فریب و دغا پر مبنی ہے تو پروا نہ کرو، اور اللہ پر بھروسہ کرکے اس کی درخواست کو قبول کرلو۔ جس خدا نے تمہیں جنگ میں کامیابی عطا فرمائی ہے، وہ دغا و فریب کی حالت میں بھی تمہیں مظفر و منصور فرمائے گا۔

یہ ہے اسلام کی جنگ کا مآل، یہ ہیں اسلام کی صلح کے اجزائے ترکیبی، اس پر کہا جاتا ہے کہ اسلام نے دنیا میں خوں ریزی کی اور جہاد کے ذریعہ بنی نوع انسان پر مصائب کے پہاڑ توڑے کیا دنیا کی کوئی قوم قانون جنگ کا ایسا نمونہ پیش کرسکتی ہے، جو اسلام پیش کررہا ہے۔ اسلام کی جنگ خدا کی رحمت ہے، اور اسلام کی صلح رحمت الٰہی کا آخری جلوہ۔

مسلم خواتین ہند کے نام: — سنا ہے اور اخبارات کے ذریعہ بھی معلوم ہوا ہے کہ کراچی میں مسلم خواتین کی ایک کانفرنس منعقد ہوئی، جس میں پردہ کے خلاف ہماری بہنوں نے بہت کچھ کہا۔ اور اسے مسلمانوں کی ترقی کا دشمن بتایا، یہاں تک کہا گیا کہ اب مسلم خواتین پردہ میں رہ کر اپنی زندگی اور زندگی کے مستقبل کو تباہ نہیں کرسکتیں، اب یہ پردہ عورتوں کے سروں سے اتر کر "مردوں کی عقل پر پڑے گا"!

آزادی کے زمانہ میں آزادی پسند عورتوں سے کچھ کہنا لاحاصل ہے۔ لیکن جس قوم کو بے پردگی کے نتائج کا طویل تجربہ ہوا ہے اس سے عبرت حاصل نہ کرنا اور اپنی بہنوں کو اس کی اطلاع نہ دینا بھی سچائی کا خون کرنا ہے۔ ہماری بہنیں ہمیں معاف کریں، وہ مغرب

کی آزادروی سے بالکل مرعوب ہو چکی ہیں۔ ان کا کرم ہوگا، اگر وہ ایک سفید ملک کی سفید خاتون کے خیالات بھی آزادی کے ساتھ سن لیں، ایک امریکن خاتون مسز جوسف پردہ اور بے پردگی کا مقابلہ کرتے ہوئے لکھتی ہیں کہ:-

"امریکہ اور یورپ عورتوں کو آزاد کرچکا ہے، لیکن آزاد کرنے والوں کے دماغ میں بھی یہ بات نہ ہوگی کہ آزادی اور بے پردگی کو عریانی کے معنی میں لیا جائیگا آج امریکہ کی تفریح گاہوں میں، پارکوں اور ہوٹلوں میں سینماؤں اور رقص خانوں میں عریانی عام ہوچکی ہے۔ حتیٰ کہ گذشتہ سال امریکہ کی کئی ریاستوں کی میونسپلیٹیوں کو اعلان کرنا پڑا کہ اگر عریانی اور اخلاق سوزی کو بند نہ کیا گیا تو ڈریس ریفارم کمیٹی (مجلس اصلاح لباس) کی طرح عورتوں کی بے پردگی کے خلاف ایک کمیٹی بنائی جائیگی جو جوان عورتوں کو گھروں سے نکلنا دوبھر کردے گی۔ اور حکومت سے مطالبہ کرے گی کہ وہ عورتوں کی کھلی آزادی پر پابندیاں لگائے اور دن کے چند گھنٹوں کے سوا دوسرے اوقات میں ان کا گھروں سے نکلنا ممنوع قرار دیدے"

(only yesterday) جلد ۲۔ صفحہ ۴۴۔

یہ ہیں بے پردگی کے نتائج اور یہ ہے آزاد ممالک کا تجربہ! ع

ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

علماء کے لئے عبرت:- ایک عیسائی مشنری جو امریکہ کے ایک کروڑپتی سوداگر کا لڑکا ہے اپنی تبلیغ کی روئیداد اس طرح بیان کرتا ہے کہ:-

"مجھے اسکندریہ میں معلوم ہوا کہ ایک شیخ کی لڑکی جو فرانسیسی زبان پر بھی کافی عبور رکھتی ہے اور عیسائی مذہب کا مطالعہ کر رہی ہے، خداوند یسوع مسیح کی طرف مائل ہے۔ میں اپنے بعض پادریوں کے ہمراہ اس کے مکان پر پہنچا، اور اسے مسیح کا پیغام سنایا، اور اسے بتایا کہ نجات کا صرف یہی راستہ ہے کہ خدا کے بیٹے پر اس

کی صلیب اور کفارہ پر ایمان لایا جائے، واقعی لڑکی بڑی ذہین تھی، مگر خالی ذہانت سے بھی کام نہیں چلتا، ایمان کے لئے بندگی اور نرمی کی ضرورت ہے میں اسے سمجھا کر واپس ہوا، اور تین روز تک خداوند مسیح کا دامن پکڑ کر رو رو کر دعائیں کرتا رہا کہ اے مسیح! اپنے فضل سے اس گمراہ لڑکی کو ہدایت دے، اور اسے اپنی صلیب اٹھانے کے قابل بنا دے، چوتھے روز پھر لڑکی کے پاس پہنچا اور اسے دیکھتے ہی رو پڑا، میں نے کہا، جہنم کی وارث نہ بنو، خدا کے فضل کے نیچے آؤ، مگر معلوم ہوا کہ لڑکی کا دل سخت ہے۔ اس نے گفتگو کے دوران میں مسیحی مذہب کی نسبت جو ناشائستہ الفاظ استعمال کئے انہیں سن کر میرا دل زخمی ہو گیا، مگر میں ناامید نہیں ہوں۔ سمجھانے سے زیادہ دعا پر یقین رکھتا ہوں۔ ایک ماہ تک لڑکی کے حق میں دعا کروں گا، اور اس کی نجات کے لئے آنسو بہاتا رہوں گا۔"

(بیروت کے ایک مسیحی رسالہ سے اقتباس)۔

تبلیغ کے لئے یہ جوش اور ولولہ! مسیحیت کے لئے یہ جاں نثاری! وہ باطل مذہب جو خود یورپ میں قابل رحم ہے اور جس کی بطالت پر کائنات کا ذرہ ذرہ گواہ ہے اس کا ایک مشنری آج بھی عہد حواریین کی یاد تازہ کر رہا ہے، کہاں ہیں اسلام کے مبلغین، کہاں ہے کفار کے لئے ان کے دلوں میں یہ وسعت! خدائے تعالیٰ نے پیغمبر اسلام کے حق میں یہ غلط نہیں فرمایا کہ "اے نبی کیا تو اس بات کے لئے اپنے آپ کو ہلاک کر دے گا کہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے!

غلامانہ ذہنیت کا کرشمہ:- آجکل مغرب زدہ نوجوانوں کو یورپ کی اندھی تقلید سے کسی قدر شرم آنے لگی ہے اور انہوں نے اپنی "آزاد خیالی" کے لئے ترکوں کا نام لینا شروع کر دیا ہے۔ جہاں کسی کو پردہ کی مخالفت سوجھی فوراً ترکوں کی تجدد پسندی کو آڑ بنا لیا۔ جہاں مغربی لباس کی حمایت کا جوش اٹھا

فوراً ہی ترکوں کے "اسوۂ حسنہ" کی مثالیں پیش کردیں، عورتوں کی آزادی ہو یا خیالات کی گمراہی، مذہب اور سیاست کا معاملہ ہو یا تقدم و ترقی کا کوئی سوال، ترکوں کو سامنے رکھکر سند جواز حاصل کرلی جاتی ہے۔ حال ہی میں ایک جلسہ میں ایک مسلم خاتون نے کہا "ترک بہنوں نے پردہ کو خیرباد کہہ دیا ہے، ہمیں بھی اس غلامی سے آزاد ہونا چاہیئے"۔ یہ ایک مثال ہے اس گمراہی کی جو ہندوستان میں پوری سرعت کے ساتھ پھیل رہی ہے۔

گویا ترکوں نے سب سے پہلے پردہ کو خیرباد کہا، یا ان کا سب سے پہلا قدم کوٹ پتلون، ہیٹ اور کالر کی طرف اٹھا اور اس معاملہ میں ہمیں بھی ان ہی چیزوں سے پہل کرنی چاہیئے۔ غلامی کے سینگ نہیں ہوتے ہیں، ایسی ہی باتوں سے آزاد اور غلاموں میں امتیاز پیدا ہوتا ہے۔ ترکوں نے سب سے پہلے اپنے ملک کو اجنبی اقتدار سے آزاد کرایا، اس کے لئے ترک نوجوانوں نے اپنا خون پانی کی طرح بہاکر باسفورس کے پانی کو سرخ بنایا، اسی کے ساتھ ترک نوجوانوں کو جدید طرز پر فوجی تعلیم دی گئی، قوم کی ایک ایک خامی کو دور کیا گیا، تعلیم عام کی گئی اور پھر کہیں جاکر مغربی تقلید اور تجدد کا خیال پیدا ہوا، غور کیجئے غلام ہندوستان کی غلام قومیں اب تک غلام ہیں، انہوں نے آزادی کے لئے اپنا خون نہیں بہایا، انکے نوجوانوں نے فوجی تربیت نہیں پائی، تعلیم کو عام نہیں کیا گیا، مگر ایک پردہ، ایک کوٹ اور پتلون، ایک ہیٹ اور کالر استعمال کرکے ہندوستانی نوجوان ترکوں کی ہمسری کرنا چاہتا ہے۔ ابتدائی خانے خالی چھوڑکر سب سے آخری خانہ پُری اس فخر کے ساتھ کی جارہی ہے کہ ہمارا شمار بھی تجدد پسندوں میں ہوجائے، اور ہمارے اعمال کی سند بھی آزاد ترکوں کے اعمال سے مل جائے، مغرب نے دریائے نیل کا منبع دریافت کرنے میں جانیں تک ضائع کیں، مگر مشرق گھڑی کا ایک پرزہ بنانے کی ہمت نہیں رکھتا اور چاہتا یہ ہے کہ مغرب کے ثمرات میں برابر کا شریک ہوجائے، ترکوں کی تقلید کے لئے بڑی ہمت اور جرأت کی ضرورت ہے۔ یقیناً وہ تقلید بڑی بے حیائی ہے جسے غلامی

کے سانچے میں ڈھالنے کی نارواجرأت کی جائے۔

یہ بھی سن لیجئے: فرانس کے ایک ماہر اقتصادیات نے مستقبل کے دائمی امن پر تقریر کرتے ہوئے ایک بات یہ بھی کہی کہ

جب تک قمار بازی کی ہر شکل کو ممنوع اور قابل تعزیر قرار نہ دیا جائے گا دنیا کو امن وچین نصیب نہ ہوگا، آج جنگ بھی قمار بازی کی ایک شکل ہے، تجارت اور ٹھیکے قمار بازی ہی کی مختلف شکلیں ہیں۔ اقتصادی چکر قمار بازی ہی کی پیداوار ہے۔ اور سب سے بڑے قمار باز وہ ہیں جو سب سے بڑی حکومتوں کے مالک ہیں" (اخبار کل شئی والدنیا مصر)۔

اسلام نے جوئے کی ہر شکل کو ممنوع قرار دیکر بنی نوع انسان کی کیسی خدمت کی ہے اُس وقت کیا معلوم تھا کہ قمار بازی دنیا کے باطل نظام پر کس طرح چھا جائے گی اور وہ نظام امن عالم کے لئے کیسا زبردست خطرہ ہوگا۔ اگر کوئی مسلمان شراب اور جوئے کی حرمت پر زبان کھولے تو اس کی دقیانوسیت میں کیا شبہ، لیکن فرانس کا کوئی ماہر اقتصادیات وہی بات منہ سے نکالے تو اس کی روشن خیالی مسلّم۔

ایک رسید

جناب حاجی لال محمد صاحب پیچ باغ کانپور نے گذشتہ حج کے موقع پر بذات خود مدرسہ کے مرکزی دفتر مکہ معظمہ میں پہنچکر اپنی رقم امداد بعطا فرمائی تھی۔ لیکن کسی وجہ سے موصوف رسید نہ لے سکے، یہ رسید ہمیں دارالعلوم صولتیہ کے مرکزی دفتر مکہ معظمہ سے گذشتہ ہفتہ موصول ہوئی تھی جس کو ہم نے حاجی صاحب کے نام ان کے مندرجہ بالا پتہ پر روانہ کیا لیکن پتہ ناکافی ہونے کی وجہ سے یہ رسید واپس آگئی۔ اگر یہ سطور حاجی صاحب کی نظر سے گذریں تو ہمیں امید ہے کہ موصوف اپنے صحیح پتہ سے ہمیں مطلع فرماکر رسید طلب فرمالیں گے، باعث شکر گذاری ہوگا۔

سبیل کوثر

بابت ماہ ربیع الاول ۱۳۶۴ھ

اہل حرمین شریفین کی امداد و دستگیری

مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے لئے امدادی رقوم

خداوند کریم کا شکر و احسان ہے کہ وہ خادمانِ دار العلوم حرم سے متعدد کام لے رہا ہے۔ صدر دفتر مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ دہلی کو ملک کے مختلف مقامات سے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے بعض خاص اور عام غرباء و مساکین اور بیوگان و یتامیٰ اور دوسرے امور خیر کے لئے حسب ذیل رقوم بماہ ربیع الاول ۱۳۶۴ھ وصول ہوئی ہیں، یہ ایک نیک کام کی توفیق ہے جو دار العلوم حرم کی خدمت کے ساتھ ہمارے حصہ میں آئی ہے۔ یہ رقوم مدرسہ کے مرکزی دفتر مکہ معظمہ کو معطیان کی ہدایت کے مطابق مستحقین تک پہنچانے کے لئے بھیجدی گئی ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھے
آتے ہیں جو کام دوسروں کے

نمبر شمار	نام نامی	رقم	نمبر شمار	نام نامی	رقم
۱	جناب الحاج خان بہادر مولوی محمد عبدالعزیز بادشاہ صاحب خلف جناب محمد عبدالجبار شاہ صاحب مرحوم۔ شہر مدراس			ازجانب محترمہ محمود النسا بیگم صاحبہ شہر مرحومہ۔ مدراس	۱۲ر روپے

نمبر شمار	نام نامی	رقم	نمبر شمار	نام نامی	رقم
۲	جناب خاں صاحب محمد قمر علی خاں صاحب سہسرام	ـــہ	۷	جناب مولوی عبد الحق صاحب شکارپور	ــہ
			۸	،، سردار محمد جمال الدین صاحب پایخانی دہلی	عــہ
۳	،، ایس۔ ایم شمس الحق صاحب سلہٹ	عــہ	۹	،، میاں محمد حسین صاحب، محترمہ اہلیہ صاحبہ میاں صاحب موصوف لائل پور	عــہ
۴	،، حاجی محمد عبد الجلیل صاحب سہارنپور	ــے			
۵	،، الحاج شاہ محمد خلیل الرحمن صاحب مونگیر	ــہ	۱۰	منجانب انجمن امداد اہل حرمین شریفین سلہٹ۔ مرسلہ جناب مولوی محمد الیاس صاحب صدر انجمن (بعد وضع مصارف بنک ہے)	سالعہ
۶	،، حاجی میر شفقت علی صاحب۔ موضع انگلش معتیم پور	للعہ			
				میزان رقوم موصولہ ماہ ربیع الاول سنہ ۱۳۶۴ھ	ا ۱۲

سبیل کوثر بابت ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۶۴ھ

نمبر شمار	نام نامی	رقم	نمبر شمار	نام نامی	رقم
۱	جناب خان بہادر سید محمد حسینی صاحب الہ آباد	مار	۱۰	محترمہ بیگم صاحبہ جناب کیپٹن ڈاکٹر سید محمد اجمل حسین صاحب کرنال	عــہ
۲	،، ایس۔ اے حسین صاحب سلہٹ	عـار			
۳	،، سعید احمد خاں صاحب برہرہ	صہر	۱۱	جناب مولوی محمد ارشاد صاحب چودہری موضع عنایت آباد	عــہ
۴	محترمہ بیگم صاحبہ جناب حاجی محمد مومن خاں صاحب مرسلہ جناب نواب صدر یار جنگ بہادر علیگڈھ	سا ــے	۱۲	،، الحاج خان بہادر محمد عبد العزیز بادشاہ صاحب از جانب محترمہ محمود النساء بیگم صاحبہ مرحومہ اہلیہ خان بہادر مولانا محمد عبد الجبار بادشاہ صاحب مرحوم مدراس	۱۲۰ر
۵	جناب شیخ محمود علی صاحب سیوہارہ	صہر			
۶	،، حاجی محمد عبد الجلیل صاحب سہارنپور	عــہ			
۷	،، شیخ علی حسین صاحب محمود آباد	صــہ	۱۳	جناب حاجی محمد عبد الجلیل صاحب بہادر سہارنپور	عــہ
۸	،، قاضی مسکین صاحب جودھپور	ســہ	۱۴	،، ڈاکٹر نواب علی صاحب گورکھپور	ســہ
۹	،، عبد الستار خاں صاحب کھیڑہ افغاناں	عــے		میزان ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۶۴ھ	[illegible]

اسلامی عبادات

زندگی کو عبادت میں تبدیل کرنے کا فلسفہ

اسلام کے نزدیک عبادت کا ایک خاص مفہوم ہے اور یہی مفہوم اسلامی عبادت اور غیر اسلامی عبادات میں امتیاز پیدا کرتا ہے۔ اور ایک ہی نظر میں معلوم ہوجاتا ہے کہ اسلام کا حقیقی مقصد کیا ہے، اسلام میں عبادت کا تصور محض پرستش اور پوجا نہیں ہے بلکہ عبودیت اور بندگی ہے، صرف پرستش کا مفہوم یہ ہے کہ خدا دیگر قہار و جبار ہستیوں کی طرح ایک بڑی ہستی ہے۔ جو ہر وقت تملق اور چاپلوسی کی متمنی رہتی ہے، جس طرح کسی امیر کبیر اور صاحب اختیار کی خوشامد کر کے اسے انعام واکرام دینے پر آمادہ کیا جاسکتا ہے اسی طرح خدا بھی انسان کی خوشامد اور عاجزی سے گداز ہو جاتا ہے۔ اور پرستش کرنے والے کی خواہش پوری کردیتا ہے۔ خدا ایک ایسی ذات ہے جو نذرانے چڑھانے، سر جھکانے، چاپلوسی کرنے اور چند مراسم ادا کرنے سے پسیج جاتا ہے اور اسے نرم کرنے کا یہی طریقہ ہے کہ اس کی زیادہ سے زیادہ خوشامد کی جائے، زیادہ سے زیادہ اسے خوش کیا جائے۔

اسلام میں نہ خدا کا یہ تصور ہے اور نہ اس کی عبادت کا، یہ جاہلی تصور ہے، جو خدا کو انسان پر قیاس کرکے پیدا کیا گیا ہے۔

ایک تصور یہ ہے کہ انسان، دنیاوی زندگی سے الگ ہوکر صرف خدا کا ہو رہے مراقبہ، مجاہدہ، نفس کشی کے ذریعہ خدا کا قرب اور وصل حاصل کرے، اور دنیا کو مردار سمجھ کر صرف آخرت کی زندگی کے لئے اپنے آپ کو وقف کردے جو لوگ اس دنیا کو وبال جان اور روح و جسم کے اتصال کو تمام بدیوں کی جڑ سمجھتے ہیں اور جن کے نزدیک

دنیا اور دین الگ الگ ہیں اور جو دنیا سے باہر نجات کی راہیں تلاش کرتے ہیں ان کے نزدیک ضروری ہے کہ انسان راہبانہ زندگی اختیار کرے، اور دنیاوی علائق سے کنارہ کش ہو کر خدا کا دامن پکڑے۔ مگر اسلام نے بلند آواز سے اس جاہلانہ تصور کے خلاف اعلان کیا کہ

لا رہبانیۃ فی الاسلام ۔ اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔

اسلام اور عبادت:- اسلام میں عبادت کا مفہوم بالکل الگ ہے، خدائے برتر کی مشیت یہ ہے کہ انسان دنیا میں رہ کر دنیا کے مصائب کو جھیل کر دنیا کی ذمہ داریوں کو قبول کرے، اور اپنی صلاحیت اور نیک نفسی سے دنیا کے نظام کو چلائے، اور اپنے مخفی قوی کو نشو و نما دے کر کائنات کی مخفی طاقتوں کا صحیح استعمال کرے۔ ایک مسلمان اس دنیا میں رہ کر خدا کی عبادت کرے، اور عبادت یہ ہے کہ خدا نے اسے جو قوی عطا فرمائے ہیں ان کا صحیح، جائز اور برمحل استعمال کرے، اس کی کامیابی کا عروۃ الوثقیٰ یہ ہے کہ وہ دنیا کو کامیاب بنائے، دنیاوی نظام کی تکمیل میں کامیاب سعی کرے اور اپنی ذمہ داریوں کو نبھانے کے لئے قانون شریعت کو اپنا دستور العمل بنائے

اسلامی عبادت یہ ہے کہ ہماری ساری زندگی عبودیت میں بسر ہو، ہماری رفتار و گفتار، خیالات و احساسات شریعت کے تابع ہوں۔ ہمارا جو قدم اٹھے اس میں خدا کا تصور غالب رہے، ہمارا کھانا پینا خدا کے لئے ہو۔ یعنی اس معاملہ میں حلال و حرام کے حدود کا پورا امتیاز قائم رہے، اور خدا کا کوئی قانون ٹوٹنے نہ پائے۔

پس اگر ایک انسان شریعت کے حدود میں شادی کرتا ہے تو یہ اس کی عبادت ہے اگر کوئی شخص اکل حلال کی خاطر مزدوری کر کے پیٹ پالتا ہے تو یہ اس کی عبادت ہے۔ اگر کوئی صداقت اور امانت کے ساتھ تجارت کر کے کروڑپتی بنتا ہے تو یہ اس کی عبادت ہے، حتیٰ کہ اگر کوئی سوتا ہے کہ آنکھوں کا بھی اس پر حق ہے، تو یہ بھی اس کی عبادت ہے۔ در اصل عبودیت اور بندگی کامل رضا و تسلیم کا نام ہے۔ ایک عبادت گذار کو دنیا

میں منہمک ہوکر دنیا سے صاف نکل آنا سچا عابد بناتا ہے، غرض اسلامی عبادت انسانی سیرت کی مکمل تشکیل کا نام ہے، اور جب انسان کمال کے اس درجہ کو پہنچ جاتا ہے تو اس کی حرکت و سکون بھی عبادت بن جاتی ہے۔

نماز کا مفہوم پس دنیا سے کنارہ کش ہوکر گوشہ نشینی میں عبادت کرنا، پوجا تو ہوسکتی ہے، عبادت نہیں ہوسکتی، عبادت یہ ہے کہ انسان دنیا میں پھنسے سرد و گرم حالات سے دوچار ہو، ظلم کے بازاروں سے گذرے، غدر اور ناراستی کی شاہراہوں کو عبور کرے، حظ نفس اور غرض پرستیوں کے ماحول میں قدم رکھے، دوستوں، پڑوسیوں، بیوی بچوں، رشتہ داروں اور متعلقہ انسانوں سے تعلقات رکھے اور پھر خدا کے قانون پر حرف نہ آنے دے، اور خدا کی اطاعت کو مقدم سمجھے ایک انسان خلوت میں گناہ کرسکتا ہے۔ مگر نہیں کرتا اس لئے کہ خدا نے ایسے کام سے منع کیا ہے، ایک شخص ناجائز طریقوں سے لاکھوں روپیہ کما سکتا ہے، مگر نہیں کماتا کیونکہ اسے شرعی حدود کا خیال ہے، ایک آدمی آسانی سے دوسرے کو قتل کرکے اس کے مال و اسباب پر قبضہ جما سکتا ہے، مگر وہ ایسا نہیں کرتا، کیونکہ یہ عمل اللہ کے قانون کے خلاف ہے، ایک انسان امین ہے، دیانتدار ہے، صادق القول ہے، کیونکہ جانتا ہے کہ شریعت الٰہی میں بددیانتی اور جھوٹ کی مذمت آئی ہے۔ تو ایسا شخص یا ایسے اشخاص خدا کے عبادت گذار ہیں، کیونکہ انہوں نے ہر حالت میں حدود اللہ کا خیال رکھا ہے، ان کی پوری زندگی عبادت ہے۔ اس لئے کہ وہ شریعت کے سانچہ میں ڈھل چکی ہے۔

قرآن کریم نے عبادت کی حقیقت پر کس بلیغ انداز میں روشنی ڈالی ہے۔

اقم الصلوٰۃ، ان الصلوٰۃ تنہیٰ عن الفحشاء والمنکر ط	نماز قائم کرو، کیونکہ نماز ہر گندی اور بری بات سے بچا دیتی ہے۔

فحشا اور منکر میں برائی کا وہ کونسا تصور ہے جو نہیں آجاتا، داعیٔ اسلامؐ نے اس کی تفسیر میں فرمایا کہ جس شخص کو نماز برائیوں سے نہیں بچاتی فلا صلوٰۃ لہٗ تو یاد رکھو کہ اس کی نماز ہی نہیں ہوتی، اسلام نے نماز کی مقبولیت کے لئے اخلاق اور معاملات کو کسوٹی قرار دیا ہے۔ یعنی نماز وہ مقبول ہوگی جو انسان کو مکارم اخلاق، اعمال صالحہ اور تزکیۂ نفس کے بلند مقام پر پہنچائے، اگر ایک مسلمان اخلاق اور معاملات میں ناکام ہے اور برائیوں سے نہیں بچا تو فلا صلوٰۃ لہ (اس کی نماز ہی نہیں ہوتی) وہ ہزار نمازیں پڑھے، ہزار سجدے کرے کہا یہی جائے گا کہ فلا صلوٰۃ لہٗ اس کی نماز نماز ہی نہیں ہے۔

نماز یا مرکز عمل:

اسلام میں نماز، اعمال انسان کا مرکز اور راس الطاعات ہے لیکن یہ سمجھنا کہ نماز پڑھ لی اور فرض سے سبکدوش ہوگئے، اسلامی عبادات سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ نماز اس لئے پڑھی جاتی ہے کہ اس کے بعد اصل کام کرنا ہے، نماز پڑھ کر کام ختم نہیں ہو جاتا، بلکہ کام کا آغاز ہوتا ہے۔ اور نماز اصل کام کے لئے انسان کو تیار کرتی ہے، اسلام انسان کی پوری زندگی کو عبادت میں تبدیل کر دینا چاہتا ہے، اور جب انسان یہ تصور کرنے لگے کہ اس کا کوئی فکر اور کوئی عمل خدا سے پوشیدہ نہیں ہے اور اسے اس کے عمل کی ضرور سزا و جزا ملے گی تو گویا اس نے عبادت کی بنیاد قائم کر لی، اس کے بعد اس کا جو قدم اٹھے گا وہ اس تصور کا نتیجہ ہوگا کہ خدا دیکھ رہا ہے، خدا سن رہا ہے، اور وہ کلیتہً خدا کی گرفت میں ہے، اور جب حالت یہ ہوگی تو انسان تمام شیطانی پھندوں کو کاٹتا ہوا صراط مستقیم پر گامزن ہوتا رہے گا، اور اس کی پوری زندگی عبادت میں تبدیل ہو جائے گی۔

پس نماز پر کام ختم نہیں ہو جاتا، بلکہ نماز کے بعد اصل کام کا آغاز ہوتا ہے، نماز ہی انسان کو بتاتی ہے کہ وہ ہوشیار اور بیدار ہو کر قدم بڑھائے اور کوئی ایسا کام نہ کرے جو اس کی بدحالی کا باعث ہو۔ حقیقی نمازی یہ نہیں سوچتا کہ اس نے نماز پڑھ لی

اور فرض سے سبکدوش ہوگیا بلکہ یہ سوچتا ہے کہ اس نے نماز پڑھی ہے، کہیں وہ کسی گناہ اور غلطی کا شکار نہ ہو جائے، وہ مسجد سے اس لئے نہیں نکلتا کہ نمازی کہلائے، بلکہ اس لئے نکلتا ہے کہ نماز کے اثرات و نتائج کو اپنی آنکھوں سے دیکھے، اور برائیوں سے بچنے کی اس لئے کوشش کرے کہ اس نے نماز پڑھی ہے، قرآن کریم نے نماز یا عبادت اور نیکی کو علیحدہ شمار کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔

واعبدوا ربکم وافعلوا الخیر   اپنے رب کی عبادت کرو اور بھلائی اور نیکی کے کام کرتے رہو

یعنی نماز اور عبادت کے بغیر انسان کسی نیکی کو نہیں پا سکتا۔ اور نماز کا مقصد ہی یہ ہے کہ وہ انسان کو خیرات و صالحات پر آمادہ کرے، اور اسے برائیوں سے روکے، پس عبادت یا نماز کے بعد انسان کو یہ دیکھنا چاہیے کہ بھلائی کے کاموں میں اس نے کس قدر حصہ لیا ہے اور کس حد تک برائیوں سے بچا ہے۔ اگر اس نے صرف نماز پر ہی قناعت کر لی اور اخلاق و معاملات کے میدان میں قدم نہ بڑھایا تو وہ سب کچھ ہو سکتا ہے، نمازی نہیں ہو سکتا، انسان نماز پڑھے اور برائیوں سے نہ بچے! یہ قطعی ناممکن ہے، نماز ہی سے ایک مسلمان کی مخصوص ذہنیت بنتی ہے، منظم عادات و خصائل کا پختہ سانچہ تیار ہوتا ہے۔ اس کے اجتماعی نظام کی بنیادیں استوار ہوتی ہیں۔ غرض نماز اور دیگر ارکان پر عمل پیرا ہونا اس بات کی گارنٹی ہے کہ انسان شیطان کے پھندوں سے نکل کر خالص خدا کا بندہ ہو گیا ہے۔ اور اس کی زندگی کا ہر قدم عبادت کے رنگ سے رنگین ہے۔

پس اسلامی عبادت کا تصور نہ تو جوگیانہ اور راہبانہ ہے اور نہ اس کا مقصد پرستش اور پوجا ہے۔ اسلامی عبادت ایک نظام ہے۔ جو مسلمان کی پوری زندگی پر حاوی ہے اور انسان کا ہر وہ سانس جو شرعی حدود میں ہو اسلام میں عبادت بن جاتا ہے۔ مبارک ہیں وہ جن کی زندگی خدا کی عبادت میں گذرتی ہے۔ اور جن کا کوئی قدم حدود اللہ سے باہر نہیں نکلتا۔

وادیٔ خلیل کی ایک آواز

جس کو بے اثر نہ رہنا چاہیئے

وہ کام جو دنیا کی حکومتیں اپنے اشتراکِ عمل سے انجام نہ دے سکیں اس کو ایک قوم تنہا پایۂ تکمیل کو پہنچا سکتی ہے بشرطیکہ اس قوم کا ہر فرد اپنے مرکز سے وابستہ ہو اور مرکز کیلئے اپنی جان عزیز کو بھی دریغ نہ کرے اگر جان سے دریغ ہو تو مالی امداد میں فراخدلی سے حصہ لے، مال نہ ہو تو اپنے احساس، اقوال اور قوت عمل سے مرکزی مقاصد کو تقویت پہنچائے۔

ماہنامہ "ندائے حرم" کو جو تعلق بالراست مرکز اسلام اور حرم محترم سے حاصل ہے وہ ملک کے دوسرے جرائد اور مجلات کو میسر نہیں اور یہ تعلق ہی "ندائے حرم" کا سرمایۂ افتخار و امتیاز ہے، یہ امر کس قدر ہمت شکن ہے کہ آپ کے دینی و علمی مرکز کا یہ سفیر اور وادیٔ خلیل کا نقیب اپنی تقریباً پانچ سالہ تبلیغی، اصلاحی، علمی اور تاریخی خدمات کے باوجود بہت سے معاونین اور مخلصین کی ہمدردی و سرپرستی حاصل نہ کر سکا۔

ہمارے تمام محترم معاونین اور محسنین کیلئے یہ امر قابل غور ہے کہ "ندائے حرم" کسی کی ذاتی ملک نہیں، کوئی سیاسی یا تجارتی رسالہ نہیں بلکہ ستر کروڑ مسلمانوں کے مرکز روحانی و علمی کا اس ملک میں واحد ترجمان ہے، اور خدا کے گھر کی وہ آواز ہے جو دس کروڑ مسلمانانِ ہند کے دلوں میں اتر کر انکو بیدار کرنا اور اسلاف کے کارنامے یاد دلا کر ان میں جوشِ عمل پیدا کرنا چاہتی ہے، یہ زمانہ دینی اور قومی رسالوں کی زندگی کیلئے بیحد نازک اور صبر آزما ہے اس لئے تمام مسلمانوں سے بالعموم اور دار العلوم صولتیہ مکہ معظمہ کے معاونین سے بالخصوص ہماری درخواست ہے کہ وہ آئندہ "ندائے حرم" کو قیمتاً حاصل کریں اور اسکے خریداروں میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کی کوشش فرمائیں، دار العلوم صولتیہ کی امداد کی طرح یہ بھی ایک مستقل نیکی اور بالواسطہ دار العلوم صولتیہ کی امداد ہے آج ہی اپنا سالانہ چندہ تین روپے (۳) بذریعہ منی آرڈر روانہ فرما دیجئے، اور اپنے احباب کو بھی ندائے حرم کی سرپرستی پر آمادہ فرمائیے۔

خدا کرے ہمارے معاونین وادیٔ خلیل کی اس آواز پر لبیک کہیں تاکہ خدا کے مقدس گھر کی یہ مقدس تحریک جس کا ندائے حرم علمبردار ہے زیادہ قوت حاصل کر سکے، اور ہمیں بھی دلجمعی کے ساتھ مزید خدمت کی توفیق ملے۔

سالانہ اشتراک تین روپیہ، بیرون ہند سے ۶ شلنگ منی آرڈر سے اشتراک سالانہ بھیجنے میں آپ کا اور دفتر کا فائدہ ہے۔

مہتمم۔ صدر دفتر مدرسہ صولتیہ (مکہ معظمہ) دہلی۔ قرول باغ

موجِ کوثر

بابت ماہ ربیع الاولیٰ ۱۳۶۴ھ

مکہ معظمہ میں ہندوستانی مرحومین کے لئے ایصال ثواب

اپنے جانے والے عزیزوں، دوستوں اور بزرگوں کو یاد رکھئے، تاکہ آنے والے آپ کو یاد رکھیں
اپنے خاندان کے مرحومین کے لئے مکہ معظمہ میں کعبہ کے زیر سایہ ایصال ثواب کیجئے

یاد رکھئے کہ مکہ معظمہ میں ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ نیکی کے برابر ہے، آپ جو روپیہ ہندوستان میں خرچ کرتے ہیں، اس کو مکہ معظمہ میں خرچ کر کے ایک لاکھ گنا ثواب حاصل کر سکتے ہیں

اس مد کی آمدنی وظائف حفاظ میں صرف کی جاتی ہے

نمبر شمار	ایصال ثواب	مرسل رقم	رقم
۱	بروح والدہ صاحبہ مرحومہ خود	جناب محمد نذیر ولد سلار صاحب مبارک پور	[illegible]
۲	برائے ارواح بی بی رابعہ صاحبہ مرحومہ، بی بی رئیس النساء صاحبہ مرحومہ، بی بی میمونہ صاحبہ مرحومہ، بی بی ہاجرہ صاحبہ مرحومہ، بی بی سائرہ صاحبہ مرحومہ ہمشیرگان و محترمہ بی بی قمر النساء صاحبہ مرحومہ والدہ خود	الحاج جناب شاہ محمد خلیل الرحمن صاحب مونگیر	سے
۳	بروح پاک سرکار دوعالم صلعم، برارواح حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ و شہدائے کربلا رضی اللہ عنہم	محترمہ والدہ صاحبہ جناب شاہ عزیز عالم صاحب مرادآباد	عہ
۴	بروح پاک سرکار دوعالم صلعم	ر میمونہ خاتون صاحبہ بتوسط ر ر ر	عہ
۵	بروح بسم اللہ بیگم صاحبہ مرحومہ	جناب حاجی شیخ محمد سعید صاحب ڈبائی	عہ
۶	بروح محترمہ تاج بیگم صاحبہ مرحومہ ہمشیرہ خود	ر میاں محمد حسین صاحب پنشنر لائل پور	صہر
۷	بروح پاک سرکار دوعالم صلعم	ر مسٹر رضا مرزا صاحب جودھپور	صہر
		میزان ماہ ربیع الاول ۱۳۶۴ھ	[illegible]

موج کوثر بابت ماہ ربیع الثانی ۱۳۶۴ ہجری

نمبر شمار	ایصال ثواب	مرسل رقم	رقم
۱	بروح محمد شعیب صاحب مرحوم ولد محمد حنیف صاحب مرحوم	جناب سید نثار احمد صاحب گورکھپور	عـہ
۲	بروح پاک سرکار دو عالم صلعم	" شاہ بشیر عالم صاحب کان پور	عـہ
۳	بروح والدہ صاحبہ نصیبنہ۔ بروح والد صاحب نصیبنہ بروح نصیبنہ ۸/	" الحاج حافظ عبدالمنان صاحب بڑگاؤں	عـہ
۴	بروح حضرت خواجہ اجمیری رح، بروح حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رح ۸/	" مولوی عمر محمد صاحب موضع پرکھوٹی لعل پور	معہ
۵	بروح پاک سرکار دو عالم صلعم	" شاہ غیاث عالم صاحب قنوج	۹عـہ
۶	بارواح والدین مرحومین معظمی عـہ بارواح ازواج مرحومین اول و دوم عـہ	" منشی محمد حیات صاحب کوتوال	عـہ
۷	بروح دختر صاحبہ مرحومہ پروفیسر جناب الیاس احمد صاحب	" الحاج خواجہ محمد مصطفیٰ حسین صاحب لکھنؤ	۸/
۸	بروح پاک سرکار دو عالم صلعم و بارواح اہلبیت و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین	" شیخ محمود علی صاحب سیوہارہ	صہ/
۹	بروح پاک سرکار دو عالم صلعم ۸/ بارواح والدین مرحومین شیخ صاحب بیگم صاحبہ محترمہ للعہ	" شیخ منشی مسیح الدین احمد صاحب و محترمہ بیگم صاحبہ موصوف، موضع سیلابی	ے/
۱۰	بارواح والدین مرحومین ۸/ بارواح نانی صاحبہ، نانا صاحب مرحومین عـہ	محترمہ بھاوج صاحبہ و والدہ صاحبہ جناب شیخ خلیل الدین صاحب مرحوم موضع سیلابی	للعہ ۸/
۱۱	بارواح والدین مرحومین	محترمہ اہلیہ صاحبہ نذیر احمد صاحب "	۸/
۱۲	بروح پاک سرکار دو عالم صلعم	" اکبری بیگم صاحبہ نصیر آباد	عـہ
۱۳	بروح پاک حضرت غوث الاعظم رح	جناب سید مشتاق احمد صاحب گورکھپور	عـہ
۱۴	بروح پاک سرکار دو عالم صلعم	" بابو عبدالرحمٰن خاں صاحب جبل پور	۸/
۱۵	"	" شاہ انوار عالم صاحب غازی پور	صہ/
۱۶	بروح پاک سرکار دو عالم صلعم، بروح والدہ صاحبہ مرحومہ	" محمد عبدالکریم خاں صاحب سہارن پور	ے/
۱۷	بروح ہاشم و یونس صاحب مرحوم	" سفیر احمد صاحب اعظم گڈھ	صہ/
۱۸	بروح پاک سرکار دو عالم صلعم	" شیخ محمد شفیع صاحب سہارن پور	صہ/
۱۹	بروح اہلیہ صاحبہ مرحومہ کوثر	" بابو ستار نبی صاحب پچھمدنہ	[illegible]
		میزان ماہ ربیع الثانی ۱۳۶۴ھ	[illegible]

سفرنامہ ابن بطوطہ تاریخ کی روشنی میں

خاص ندائے حرم کے لئے

(از جناب مولانا محمد عبد الرحمن خاں صاحب وظیفہ یاب پرنسپل عثمانیہ یونیورسٹی کالج و صدر حیدرآباد اکاڈمی)

(۵)

شیراز پہنچ کر سب سے پہلا کام جو ابن بطوطہ نے کیا مشہور بزرگ مجد الدین اسمعیل کی خدمت میں حاضری تھی، اس وقت کے بادشاہ عراق اور عوام الناس میں شیخ کی بڑی عزت تھی سابق بادشاہ سلطان محمد خدابندہ اولجاتیو (دور حکومت ۷۰۵ھ تا ۷۱۶ھ) جس کا بچپن میں باتباع دین مسیحی بپتسمہ ہوا تھا، اس وقت جب کہ ہنوز مشرف باسلام نہ ہوا تھا، ایک شیعی مجتہد کے زیر اثر تھا، جب اپنے تاتاری قبائل کے ساتھ مسلمان ہوا تو مجتہد کے کہنے پر اپنے ممالک میں شیعی عقائد بجبر پھیلانے لگا، بغداد، شیراز اور اصفہان نے اس کے حکم کی مخالفت کی، تو بادشاہ نے ان تینوں شہروں کے قاضیوں کو طلب کیا سب سے پہلے قاضی مجد الدین شیرازی گرمائی سکونت کے مقام قرا باغ میں بلائے گئے، جب وہ آئے تو ان کو نہتا بڑے بڑے شکاری کتوں کے سامنے ڈلوا دیا تاکہ کتے ان کو پھاڑ کر کھا جائیں، لیکن قاضی صاحب کو دیکھتے ہی کتے ان پر حملہ کرنے کے بجائے دم ہلانے لگے، اور ان کے ساتھ اپنے آقا کا سا سلوک کیا، یہ سن کر اولجاتیو (خدابندہ) نے ان کا بڑا احترام کیا اور انہیں اچھی جاگیریں عطا کیں، ساتھ ہی شیعی تعصب کو بھی ترک کر دیا

ابن بطوطہ جب شیخ صاحب سے ملنے گیا تو وہ اس سے بغلگیر ہوئے اور اپنی جانماز بعد نماز پڑھنے کو کہا۔ واپسی کے سفر میں بھی ابن بطوطہ (۱۳۴۷ء میں) شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت وہ بہت کمزور ہو چکے تھے، ایک بادشاہ وقت ابو اسحٰق کو ان کے سامنے اپنا کان آپ پکڑے ہوئے بیٹھے دیکھا، جو انتہائے ادب کی علامت سمجھی جاتی تھی سلطان ابو سعید جب ۱۳۳۵ء میں فوت ہوا تو امراء سرکش ہو گئے، جس کے ہاتھ جو صوبہ آیا اس پر قابض ہو گیا، ابو اسحٰق نے شیراز، فارس اور اصفہان پر اپنا قبضہ جمایا اس کی فوج پچاس ہزار سے زائد تھی اس میں ترکی اور ایرانی (باستثناء اہل شیراز) شامل تھے۔

شیراز میں متعدد متبرک مقامات مشہور تھے، ایک عبد اللہ ابن خفیف کا مقبرہ تھا کہتے ہیں کہ یہ ایک مرتبہ تیس درویشوں کے ساتھ جزیرہ سیلون (سراندیپ) کے پہاڑ موسوم بہ قلۂ آدمؑ کو گئے، راستہ بھول کر ایک جنگل میں چلے گئے، جہاں کھانے کو کچھ نہیں ملا، وہاں بیشمار ہاتھیوں کا منڈاتا تھا، بھوک سے بیتاب ہو کر درویشوں نے (باوجود ممانعت شیخ) ان ہاتھیوں میں سے ایک کو کاٹ کر کھالیا، رات کو جب وہ سو رہے تھے، ہاتھیوں نے درویشوں کا منہ سونگھ کر پہچان لیا کہ شیخ کے سوا باقی تمام ہاتھی کا گوشت کھائے ہوئے تھے، ان سبھوں کو مار ڈالا، اور شیخ کو ایک ہاتھی نے اپنی پیٹھ پر بٹھا کر آبادی میں پہنچا دیا، لوگوں نے جب ان سے یہ واقعہ سنا تو ان کی بڑی عزت کی، اسی وجہ سے سیلون کے بدھ مذہب کے آدمی مسلمان درویشوں کو اپنے گھروں میں اتارتے ہیں، اور ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے ہیں۔ برخلاف ہندوستان کے برہمنوں کے جو مسلمانوں سے ہمیشہ دور دور رہتے ہیں۔

پھر ابن بطوطہ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کے مزار پر پہنچا، جو رکناباد ندی کے منبع کے قریب واقع ہے، یہاں ایک خانقاہ ہے، جس میں شیخ کی زیارت کو آنے والوں کے

قیام وطعام کا انتظام ہے۔ یہاں سے نکل کر ابن بطوطہ شیخ ابو اسحٰق الگازرونی کے مقبرہ کو گیا، جو بمقام گازرون شیراز سے دو دن کے راستہ پر ہے، کہتے ہیں کہ ان بزرگ کے تمام تاجر جو کہ بہ جہاز ہندوستان اور چین کے سمندروں کا سفر کرتے تھے، بہت معتقد تھے، جب کبھی کوئی جہاز طوفان میں آجاتا یا اس پر قزاق حملہ کرنے آتے تو تاجران بزرگ کے نام سے مدد مانگتے تھے، مصیبت سے چھٹکارا ہونے پر ہزاروں دینار بایفائے منت شیخ کے مقبرہ کی نذر کرتے، اس طرح وہاں ہزاروں غریبوں کی پرورش ہو جاتی تھی۔

ابن بطوطہ گازرون سے براہ ہونزہ زیدان گیا، اور وہاں سے پانچ یوم کے بے آب صحرا کا سفر کر کے کوفہ پہنچا گو ایک زمانہ میں یہ شہر صحابۂ کرام وعلماء وادباء کی سکونت کا مقام تھا، اور کچھ مدت تک حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنا دار الخلافہ بنایا تھا، اُس وقت ڈاکوؤں اور لٹیروں کی دستبرد سے ویران ہو چلا تھا، لیکن اس کی مسجد ہنوز قائم اور شاندار تھی۔ کوفہ سے چل کر بئر الملاحہ کے خوبصورت قصبہ میں سے گذرا، جہاں شیعی بکثرت آباد تھے۔

دوسرے دن مع اپنے ساتھیوں کے دریائے فرات کے مغربی کنارے پر شہر حلّہ میں داخل ہوا، اس کے بازار وسیع اور قدرتی و صنعتی اشیاء سے معمور تھے، دریا کے آرپار آمد ورفت کے لئے کشتیوں کا ایک مضبوط پل بنا ہوا تھا، حلّہ کے تمام باشندے اثنا عشری ہیں، لیکن دو گروہوں میں منقسم، ایک کرد، دوسرے "اہل المسجدین" ان کے درمیان آئے دن لڑائی جھگڑا ہوا کرتا تھا۔ بازار کے قریب ایک مسجد، مسجد قائم الزماں کے نام سے مشہور ہے، غروب آفتاب سے پہلے شہر کے سو آدمی عادتاً مسلح ہو کر باجے بجاتے ہوئے حاکم شہر کے پاس جاتے ہیں۔ اور اس سے زین لگام سے پوری طرح آراستہ ایک گھوڑا یا خچر لے کر مقام مذکور کے دروازہ پر تلواریں کھینچ کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور پکارتے ہیں، "قائم الزماں اپنے گوشۂ تنہائی سے باہر تشریف لایئے

دنیا میں بدکاری اور ناانصافی پھیل گئی ہے، اس کو دور کیجئے" اس طرح باجوں کی آواز کے ساتھ پکارتے چلے جاتے ہیں، یہاں تک کہ نماز مغرب کا وقت آجاتا ہے، ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت حسن العسکری کے فرزند حضرت محمد بارھویں امام یکایک ایک غار میں چلے گئے، اور لوگوں کی نظروں سے چھپ گئے، قیامت کے قریب ان کا ظہور ہوگا اس لئے "امام المستتر" اور "امام المنتظر" کے نام سے مشہور ہیں۔

اس کے بعد ابن بطوطہ نے کربلا جاکر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے مزار کی زیارت کی، یہاں بھی داخلہ اور زیارت کے آداب و طریق وہی تھے جو نجف میں حضرت علیؓ کے مزار مبارک سے متعلق تھے، افسوس ہے کہ اس وقت کربلا میں شیعوں کے ایک ہی خاندان کی دو جماعتیں ہوگئی تھیں، جن کے درمیان آئے دن لڑائی جھگڑے ہوا کرتے تھے اس لئے شہر ویران ہو رہا تھا، وہاں سے ابن بطوطہ بغداد (سابق پایہ تخت اسلام بزمانۂ بنی عباس) گیا، اس کی ندی دجلہ پر بھی کشتیوں کے دو پل تیار کئے گئے تھے، جن پر سے مرد و زن شبانہ روز گذرتے تھے، شہر میں گیارہ جامع مسجدیں تھیں، ندی کے سیدھے کنارے پر آٹھ اور بائیں پر تین، اور بھی مساجد، مدرسے بڑی تعداد میں تھے مگر سب ویران و برباد پڑے تھے، بریں ہم اس شہر میں حمام بہت تھے، اور اچھے طریقہ پر بنائے گئے تھے، ان پر باہر سے قیر چڑھا ہوا تھا، جس سے سیاہ مرمر کا شبہ ہوتا تھا ایک ایک شخص کے لئے علیحدہ حمام خانے بھی تھے، جن میں ٹھنڈا اور گرم پانی غسل کے لئے مہیا ہوتا تھا۔ نہانے والے کو تین تین تولئے دیئے جاتے تھے، اس طرح ستر پوشی کے ساتھ غسل ہوتا تھا اور بعد کو جسم اچھی طرح خشک کر لیا جا سکتا تھا، ایسا معقول اور قابل تعریف انتظام اس نے کسی اور جگہ نہیں دیکھا، (زمانہ حال کے دمشق کے حمام خانوں میں ایک ایک شخص کو چھ سے دس تولئے تک دیئے جاتے ہیں۔ خود راقم الحروف نے ۱۹۱۳ء میں ایک مشہور حمام میں ایسا ہی معقول و مناسب انتظام دیکھا) بغداد کا مغربی حصہ

جو پہلے تعمیر ہوا تھا اس وقت کھنڈر پڑا تھا، اس کے باوجود بھی شہر کے تیرہ حصے تھے، ان میں سے ایک ایک حصہ بمنزلہ ایک شہر کے تھا، جو دو تین حماموں اور دیگر ضروریات زندگی سے معمور تھا، اس کا مشہور بیمارستان (ہسپتال) اس وقت ویران تھا، شہر کا مشرقی حصہ بازاروں سے بھرا تھا، سہ شنبہ کا بازار سب سے بڑا تھا، شرقی جانب میوہ کا کوئی درخت نہیں تھا، سب میوہ غربی جانب کے باغات سے فراہم کیا جاتا تھا۔

ابن بطوطہ جس وقت بغداد پہنچا اسی وقت ابوسعید بہادر خاں سلطان عراقین وخراسان (فرزند محمد خدابندہ) بھی وہاں پہنچا، (یہ مغل ایلخانان فارس کا آخری بادشاہ تھا) بڑا فیاض آدمی تھا، لڑکا ہی تھا کہ باپ کی جگہ تخت نشین ہوا، امیر اکبر چوپان نے اس کو کمسن دیکھ کر حکومت اپنے ہاتھ میں کر لی۔ ایک دن بادشاہ کی ایک ماں نے چوپان کے بیٹے دمشق خواجہ کی بے ادبی کی شکایت کی، تو ابوسعید نے اس کو گرفتار کر کے قتل کروا دیا چوپان اس وقت تاتاری فوج کے ساتھ خراسان میں تھا، فوج لے کر بادشاہ سے لڑنے آیا، لیکن فوج بادشاہ کی طرف چلی گئی، چوپان نے بھاگ کر شاہ ہرات کے ہاں پناہ لی، لیکن اس نے چوپان اور اس کے سب سے چھوٹے بیٹے کو قتل کروا دیا، ابوسعید کو بادشاہت کے پورے اختیارات حاصل ہونے کے بعد چوپان کی ایک بیٹی سے شادی کرنے کی خواہش ہوئی۔ وہ بہت حسین تھی اور بغداد خاتون کے لقب سے مشہور تھی، اس کا عقد پہلے شیخ حسین سے ہو چکا تھا، (جو بعد کو ابوسعید کے مرنے پر خود عراقین کا بادشاہ بن گیا۔ اور اس کا پھوپی زاد بھائی بھی تھا۔) ابوسعید کے حکم سے شیخ حسین نے بغداد خاتون کو طلاق دی اور وہ ابوسعید کے نکاح میں آئی۔ بادشاہ کو اس سے بہت محبت تھی۔ اور اس کا اس پر بہت اثر تھا۔ ترک عموماً اپنی عورتوں کی بڑی عزت کرتے ہیں۔ سلطان کے فرمان کے ساتھ لکھا جاتا تھا "حسب الحکم سلطان وخواتین سلطان" کچھ عرصہ بعد سلطان نے ایک دوسری عورت دلشاد (دختر دمشق خواجہ) سے شادی کی۔

بغداد خاتون نے حسد کے مارے ابو سعید کو بذریعہ مال کے ذریعہ زہر دے کر قتل کروا دیا، جب امرا کو اس کا علم ہوا تو ایک یونانی خواجہ سرا نے (جو غلامی سے ترقی کر کے بڑا امیر بن گیا تھا) بغداد خاتون کو غسلخانہ میں مار ڈالا۔

بغداد سے جب سلطان ابو سعید کا شاہی کارواں (جو عام اصطلاح میں محلہ کہلاتا تھا) روانہ ہوا تو ابن بطوطہ نے بھی اس کے ساتھ دس دن تک سفر کیا، اس کے بعد مزید دس دن کا راستہ طے کر کے ایک امیر کے ہمراہ تبریز پہنچا، لوگ شہر کے باہر ایک مقام پر جو اشام کہلاتا تھا، مسافر خانہ میں اترے، یہاں روٹی، گوشت، گھی میں بگھارے چاول اور مٹھائی سے ان کی تواضع کی گئی، دوسرے دن اس نے شہر کے غازان بازار کا گشت کیا، اس کو دنیا کے بہترین بازاروں میں تصور کرتا ہے۔ جوہریوں کی دکانوں کو قیمتی زیورات سے معمور پایا حسین غلام، قیمتی ریشمی لباس پر کمر بند باندھے سوداگروں کے سامنے ترکی خواتین کو زیور دکھا رہے تھے، مال بافراط خریدا جا رہا تھا، اس خرید و فروخت میں جھگڑا بھی ہوا، عنبر و مشک کے بازار میں بھی ایک ایسا ہی قبیح تنازعہ دیکھنے میں آیا، وہ تبریز میں صرف ایک رات رہ سکا، اس لئے کہ امیر نے اس کو اپنے ساتھ چلنے کے لئے حکم دیا تھا، یہی وجہ تھی کہ شہر کے علماء سے ملاقات نہ کر سکا، امیر اس کو سلطان کے دربار میں لے گیا۔ اور کہا کہ ابن بطوطہ حجاز واپس جانا چاہتا ہے، سلطان نے حاجیوں کے افسر کارواں کے نام بغداد کے گورنر کے توسط سے احکام نافذ کئے کہ ابن بطوطہ کی روپے وغیرہ سے مدد کی جائے، چنانچہ ایسا ہی سلوک کیا گیا، چونکہ کارواں کی روانگی کے لئے ابھی دو مہینے باقی تھے، اس لئے ابن بطوطہ چند اور لوگوں کے ساتھ اس اثناء میں موصل اور دیار بکر دیکھنے کی غرض سے روانہ ہوا۔

مسافر بغداد سے نکل کر دجلہ کی مشہور نہر دجیل پر ایک جگہ پہنچے، جس کو حربہ کہتے تھے وہاں سے ایک قلعہ کو گئے جس کا نام المعشوق تھا، اس کے مقابل دریا کے مشرقی کنارے پر سامرہ (دیا سُرَّ من رأیٰ کے کھنڈرات واقع ہیں) ایک زمانہ میں بعہد المعتصم باللہ سنہ ۲۲۳ھ [illegible]

بنی عباس کا دارالحکومت بجائے بغداد کے سامرہ میں منتقل کیا گیا۔ اس زمانہ میں وہاں بڑے تزک و احتشام کے ساتھ بڑی بڑی حویلیوں میں شاہی خاندان اور اس کے حواشی رہا کرتے تھے، تقریباً نصف صدی کے بعد (بعہد المعتضد ۲۷۹ھ، ۸۹۲ء بغداد پھر دارالخلافہ بنا) ان سے گذر کر ایک دن کے بعد تکریت (مقام ولادت سلطان صلاح الدین ایوبی) پہنچے، اس کے بازار اور مساجد بارونق پائے گئے، پھر العقر کے قصبہ اور اس کے بعد قصبات و مزارع کے سلسلہ میں سے ہوتے ہوئے موصل پہنچے۔ راستہ میں پتھر کی باولیاں ملیں، جیسا کہ کوفہ اور بصرہ کے پاس دیکھنے میں آئی تھیں۔

موصل ایک قدیم اور خوش حال شہر تھا، اس کا قلعہ الحدبار مضبوطی کے لئے مشہور تھا، اس کے بازو سلاطین کے محلات تھے، شہر کے گرد دو مضبوط دیواریں تھیں جن پر قریب قریب برج بنائے گئے تھے، دیواریں اتنی موٹی تھیں کہ ان کے ایک بازو کے اندر ایک ایک کمرہ سلسلہ وار بنایا گیا تھا۔ صرف دہلی ہی کے شہر میں ایسا دیکھا گیا۔ شہر کے باہر مضافات میں حمام مسافر خانے اور بازار تھے، دجلہ کے کنارے جامع مسجد ہے، نہایت خوبصورت اور عالیشان، اس مسجد کے سامنے ایک بیمارستان تھا۔ شہر کے اندر بھی دو جامع مسجدیں تھیں موصل کا قیصریہ لوہے کے دروازوں کی ایک اچھی عمارت تھی۔

موصل سے ابن بطوطہ جزیرہ ابن عمر کو گیا۔ یہ شہر جزیرہ اس لئے کہلاتا تھا کہ دریا اس کے گرد گھومتا ہے، اس وقت شہر کا بڑا حصہ کھنڈر بنا پڑا تھا، اس کے باشندے خوش خلق اور مہمان نواز تھے، وہاں سے کوہ جودی کا مطالعہ کیا، جہاں حضرت نوح کی کشتی آکر ٹھیری تھی جس کا ذکر کلام ربانی میں آیا ہے۔ دو دن کے سفر کے بعد قدیم شہر نصیبین میں پہنچا اس وقت وہ ویران ہو چلا تھا۔ تاہم اس کا عرق گلاب لاجواب تھا، اس کے گرد پہاڑی چشموں سے نکل کر ایک ندی بہتی ہے۔ جس کا پانی شہر کی گلیوں اور مکانوں میں سے گذرتا تھا۔ اس شہر میں ایک بیمارستان اور دو مدرسے تھے۔

یہاں سے ابن بطوطہ شہر سنجار گیا جو پہاڑوں کے دامن میں آباد تھا، (لیکن یہ کاتب تحفۃ النظار یا خود ابن بطوطہ کے حافظہ کی غلطی معلوم ہوتی ہے، اغلب گمان ہے کہ وہ یہاں سے اپنے واپسی کے سفر میں گیا) پھر دارا نامی شہر میں گیا، جو سلطنت روما کا سرحدی مقام تھا جسٹینین نے (JUSTINIAN) اس کو قدیم ایرانیوں کی مدافعت کے لئے بنایا تھا۔ وہاں سے ماردین گیا جہاں اس نام کا اونی کپڑا تیار ہوتا تھا۔ ماردین ممالک اسلام کے خوبصورت اور مضبوط شہروں میں شمار کیا جاتا تھا۔ اس کا قلعہ ایک بڑے ہی اونچے پہاڑ پر واقع ہے، اس وقت وہاں کا سلطان ملک الصالح بڑا ہی فیاض، قدردان شعراء اور غرباء نواز تھا، (سلجوق سلطان بغداد نے ۱۱۰۸ء میں ماردین کو مشہور بہادر ایل غازی کے تفویض کیا جس نے صلیبی جنگجوؤں سے بڑی دلیری کے ساتھ جنگیں کیں، اس کے جانشین تاریخ میں ارتقی کہلاتے ہیں۔ شہر اور اس کے اطراف کا ملک اسی خاندان کے تصرف میں تیمور لنگ کے مرنے تک رہا۔ الملک الصالح اس خاندان کا بارھواں بادشاہ ۱۳۱۲ء سے ۱۳۶۳ء تک حکمراں رہا)۔

ابن بطوطہ یہاں سے حجاز کے کارواں میں شریک ہونے کے لئے بغداد واپس آیا، شہر کے حاکم نے حسب فرمان سلطان اس کے آرام و آسائش کا انتظام کر دیا۔ سالار کارواں اس کے ساتھ بڑی مہربانی سے پیش آیا۔ کوفہ پہنچتے ہوئے وہ بیمار ہو گیا۔ لیکن سفر جاری رکھا۔ اسی حالت میں مکہ معظمہ پہنچا اور کعبۃ اللہ کا طواف کیا، نقاہت کی وجہ سے صفا و مروہ کے درمیان پا پیادہ نہ جا سکا۔ مجبوراً امیر کے گھوڑے پر سوار ہو لیا۔ جب منیٰ پہنچا تو رو بہ صحت ہوا، بعد ختم حج سال بھر مکہ ہی میں رہا۔ اور بیشتر وقت عبادت و تلاوت میں صرف کیا۔ بعد کے سال یعنی ۷۲۸ھ کے حج کے بعد بھی اور دو برس وہیں مقیم رہا۔

حج بدل۔ گذشتہ ماہ (صفر المظفر ۱۳۶۳ھ) میں مبلغ پچاس روپیہ کی رقم حج بدل نفلی محترمہ قمر جہاں بیگم صاحبہ اہلیہ جناب مشتاق احمد صاحب بریلی کی جانب سے دفتر کو موصول ہوئی ہے جو انشاء اللہ سال [illegible] کے حج کے موقع پر مرکزی دفتر مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کو ارسال کی جائے گی۔ معتمد

بقیہ بصائر صفحہ سے

یورپ کا نظام اخلاق :- لیکی تاریخ اخلاق یورپ میں لکھتا ہے کہ "کسی نظام اخلاق کے لئے یہی کافی نہیں کہ اس کے اندر معاصی سے باز رکھنے کی قوت موجود ہے بلکہ اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ تمدنی ترقیوں سے جو نئے راستے پیدا ہوتے رہتے ہیں ان کے مطابق وہ اپنے اصول کو بھی وسعت دیتا رہے"! اگر یہ صحیح ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ آج یورپ کا نظام اخلاق کیا ہے؟ وہ تمدن کی ترقیوں کا کہاں تک ساتھ دے رہا ہے۔ مل نے فلسفہ اخلاق میں مسلک افادیت کی بنیاد ڈالی۔ دوسرے فلاسفروں نے عقلی اور وجدانی اخلاق کا وعظ فرمایا، کسی نے نتائج کو بنیاد قرار دیکر اخلاق کے نوک پلک درست کئے، اسکے باوجود اصل سوال جوں کا توں باقی ہے کہ "یورپ کا نظام اخلاق کیا ہے؟" اس سوال کا جواب کینتھ واکر کی زبان سے سنیئے :-

> "مغربی ممالک کا نظام اخلاق اپنی موت مر چکا ہے۔ ان کا کوئی اخلاقی نظام نہیں، اخلاقی نقشہ پر جو تھوڑا بہت رنگ باقی رہ گیا تھا وہ علم تجزیہ نفس کے ماہرین نے محو کر دیا، اب یوروپین نظام اخلاق کے عناصر ترکیبی میں فحش میگزین، سینما، مجالس عشق و ہوس، چلتی موٹروں کے متحرک فحش خانوں اور فرائڈ کی نفسیاتی تعلیم کو بہت کچھ دخل ہے۔ یعنی ہمارا نظام اخلاق اُن فحش اور اخلاق کش عناصر سے مرکب ہے۔ مغرب کا وہ طبقہ جو بیشمار تجربات کے بعد ہتھیار ڈال کر اپنی ناکامی کا معترف ہے۔ ہمارے اس نظام اخلاق سے الامان الامان پکار اُٹھا ہے"۔

اس پر بھی ارشاد ہوتا ہے کہ اسلام کن ہتھیاروں سے یورپ کا مقابلہ کرے گا۔ اگر سچائی کا معیار طاقت ہے یعنی طاقت ہی کا نام سچائی ہے۔ اور اس معیار پر نظام اخلاق کو جانچا اور پرکھا جا سکتا ہے تو ان لوگوں کی

حالت قابل افسوس ہے جو بے شمار تجربات کے بعد بھی یورپ کو اخلاق وانسانیت، شرافت و تہذیب کا مرکز سمجھ رہے ہیں +

صحیفۂ سعادت

معاونین کرام اور محسنوں کے اسمائے گرامی

فہرست رقوم عطیات و امداد مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ بذریعہ صدر دفتر مدرسہ دہلی

بابت ماہ ربیع الاول ۱۳۶۹ھ

اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ ہر مہینہ کی فہرست اسمائے معاونین کرام کی اشاعت دوسرے ماہ کے نمبر میں ہوا کرے گی مندرجہ ذیل تفصیلات میں اگر کوئی غلطی ہو تو براہ کرم دفتر کو مطلع فرمائیے، باعث شکرگذاری ہوگا۔

نمبر شمار	نمبر سلسلہ	نام نامی	رقم	مد
۱	۳۶	جناب الحاج محمد سعید صاحب جھاؤنی کانپور منی آرڈر	عت	زکوٰۃ
۲	۳۷	" الحاج حافظ بہادر محمد عبد العزیز بادشاہ صاحب از جانب محترمہ منصور النساء بیگم صاحبہ مرحومہ		
		از جانب مولانا محمد عبد الجبار بادشاہ صاحب بہادر مرحوم۔ مدراس (منی آرڈر)	۱۲ روپے	امداد عام
۳	۳۸	" جناب محمد نبی صاحب۔ لکھنؤ "	ع٥	زکوٰۃ
۴	۳۹	" حافظ محمد اسمٰعیل صغیر احمد صاحبان لکھنؤ وصول جناب حاجی محمد صدیق محمد اشفاق صاحبان (ڈرافٹ)	سے	امداد عام
۵	۴۰	" جناب یوسف ایم اکبانی صاحب بلیور (منی آرڈر)	۸ روپے	امداد عام
۶	۴۱	" منشی ضیاء الدین صاحب جیب اللہ "	۸ روپے	[illegible]
۷	۴۲	" منظور النبی صاحب سستی پور "	۲ عہ	[illegible]
۸	۴۳	" حاجی محمد عبد الجمیل صاحب بہار نیچ "	للعہ	[illegible]
۹	۴۴	" محمد نذیر علی سالار صاحب مبارک پور "	[illegible]	ایصال ثواب
۱۰	۴۵	" الحاج خلیفہ عتیق الرحمٰن صاحب مونگیر "	سے	"
۱۱	۴۶	جناب حاجی صابر علی صاحب موضع چاند پور (منی آرڈر)	۶ روپے	وظائف طلبا
۱۲	۴۷	" محترمہ والدہ صاحبہ سید محمود احمد صاحب جامعی دہلی۔ قرول باغ (دستی)	۶ روپے	امداد عام
۱۳	۴۸	" جناب منشی عبد الرحیم صاحب مظفر نگر (بیمہ رجسٹری)	۱۸ روپے	زکوٰۃ
۱۴	۴۹	" محمد اسحٰق صاحب، موضع عزیز قوم منی آرڈر	ع٥	امداد عام
۱۵	۵۰	" حاجی شفقت علی صاحب، موضع انگلش سقیم پور (منی آرڈر)	للعہ	"
۱۶	۵۱	" محترمہ اہلیہ صاحبہ جناب شاہ عزیز عالم صاحب مراد آباد (منی آرڈر)	ع٥	ایصال ثواب
۱۷	۵۲	" محترمہ لالی میر جہاں بیگم صاحبہ اہلیہ جناب حاجی سید محمد عبد السعید خاں صاحب مہری (منی آرڈر)	ع٥	امداد عام
۱۸	۵۳	" محترمہ میمونہ خاتون صاحبہ بتوسط جناب شاہ عزیز عالم صاحب مراد آباد (منی آرڈر)	ع٥	ایصال ثواب
۱۹	۵۴	" جناب ڈاکٹر امیر الدین صاحب۔ امرتسر "	[illegible]	زکوٰۃ
۲۰	۵۵	" سردار محمد جمال الدین یار صاحب معرفت عالم صاحبہ موصوف سنی دہلی	۱۱ روپے	امداد عام

نمبر شمار	نمبر رسید مع جلد	نام نامی	رقم	مد
۲۱	۵۶ ۱۰۱	محترمہ بشیرہ خاتون صاحبہ دختر منشی [illegible] جسولی (منی آرڈر)	عہ	امداد عام
۲۲	۵۷	محترمہ وزیر بیگم صاحبہ اہلیہ جناب ڈاکٹر [illegible] ہوشیارپور (منی آرڈر)	۵	"
۲۳	۵۸	جناب شاہ غیاث عالم صاحب قنوج (برائے دعائے صحت خود) (منی آرڈر)	۵	"
۲۴	۵۹	جناب مولوی محمد ارشاد صاحب چوہدری [illegible] (منی آرڈر)	۵	"
۲۵	۶۰ ۱۰۱	جناب عبدالکریم خاں صاحب سہارنپور (منی آرڈر)	۱۰	امداد عام
۲۶	۶۱	حاجی خواجہ مظفر محمود صاحب ملتان شہر	۲	"
۲۷	۶۲	شیخ ابوالحسن صاحب کرنال	۵	زکوٰۃ
۲۸	۶۳	محترمہ اہلیہ صاحبہ جناب فاروق مرزا صاحب دہلی، قرول باغ (دستی)	۱۰	امداد عام
۲۹	۶۴	محترمہ خورشید بیگم صاحبہ [illegible]	۱۰	"
۳۰	۶۵	جناب محمد نبی صاحب لکھنؤ (منی آرڈر)	۲	وظائف طلبا
۳۱	۶۶	نواب حسین صاحب مرسلہ جناب حاجی ولایت حسین صاحب الہ آباد (منی آرڈر)	۲	امداد عام
۳۲	۶۷	جناب حاجی امام الدین صاحب سلانوالی	۱۰	وظائف ایتام
۳۳	۶۸	صوفی اللہ دتا صاحب [illegible] سلانوالی	۱۰	"
۳۴	۶۹	شہباز صاحب [illegible] بتوسط بابا سلانوالی (برائے دعائے صحت خود) منی آرڈر	۵	"
۳۵	۷۰	جناب حاجی شیخ محمد سعید صاحب ڈبائی	۵	[illegible]
۳۶	۷۱	حاجی محمد احمد صاحب [illegible] دہلی دستی	۱۰	امداد عام
۳۷	۷۲	محترمہ اہلیہ صاحبہ حاجی محمد احمد صاحب مرحوم مرسلہ حکیم کریم بخش صاحب شاہجہانپور (منی آرڈر)	۵	"

نمبر شمار	نمبر رسید مع جلد	نام نامی	رقم	مد
۳۸	[illegible]	جناب محمد [illegible] صاحب دہلی قرول باغ (دستی)	[illegible]	[illegible]
۳۹	۴۳	جناب محمد احمد حاجی موسیٰ جی سالوجی صاحب کروگرس ڈورپ افریقہ (ڈرافٹ)	[illegible]	زکوٰۃ
۴۰	۴۵	جناب خان بہادر سید محمد حسنی صاحب الہ آباد بابت سال گذشتہ مارچ ۱۹۴۴ء) از دفعات [illegible] جناب شیخ عبدالصمد صاحب مرحوم۔ ذریعہ [illegible]	[illegible]	امداد عام
۴۱	۴۹ جلد ۲۳	وجیہ الحسن صاحب کرمٹی بہار (منی آرڈر)	صہر	"
۴۲	۵۰	محترمہ حسنہ بانو بی بی صاحبہ دلال پور	صہر	وظائف ایتام
۴۳	۱ جلد ۲۳	بیگم صاحبہ خان بہادر [illegible] مرحوم بذریعہ محترمہ بشیرہ [illegible] جناب [illegible] احمر سہروردی (برائے دعائے صحت خود)	صہر	امداد عام
۴۴	۲	جناب منشی محمود حسن صاحب ٹیٹری (منی آرڈر)	صہر	"
۴۵	۳	میاں محمد حسین صاحب پنشنر لائل پور	صہر	[illegible]
۴۶	۴	الحاج کیپٹن مولوی غلام محمد صاحب ریاست بہاولپور (بابت مارچ ۱۹۴۵ء) منی آرڈر	صہر	زکوٰۃ
۴۷	۵	جناب مسٹر رضا مرزا صاحب جودھپور (بذات خود)	صہر	[illegible]
۴۸	[illegible]	جناب بابو ظفر الحسن صاحب نئی دہلی (بابت ماہ دسمبر ۴۴ و جنوری ۱۹۴۵ء) (دستی)	عصہ	امداد عام
۴۹	۶	جناب سید محمد ابراہیم صاحب دہلی قرول باغ بذات خود	عصہ	"
۵۰	۷	محترمہ والدہ صاحبہ خالد منعم عباسی، دہلی قرول باغ (بابت مارچ ۱۹۴۵ء) بذات خود ذریعہ جناب حکیم محمود علی صاحب [illegible]	عصہ	"
۵۱	[illegible]	جناب حکیم محمود علی صاحب [illegible]	[illegible]	[illegible]
۵۲	۳۶	حکیم عظیم الدین خاں صاحب	صہر	"

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
۵۴	[illegible]	جناب عبدالعزیز صاحب بتوسط جناب حاجی محمد اللہ صاحب بے پور	صہ	وظائف طلبا
۵۵	،، ۲	جناب سکینہ شاہ صاحب بتوسط ،، ،،	عصہ	،،
۵۰	،، ۳	محترمہ طیبہ صاحبہ علی خاں صاحب مرحوم بتوسط بے پور	صہ	
۵۶	۱۰۱ شہ	جناب مشتاق احمد صاحب بتوسط جناب ملا محمد اللہ صاحب بے پور	للعہ	وظائف طلبا
۵۷	،، ۵	جناب قاضی عقیل احمد صاحب بتوسط ،، ،،	عکہ	،،
۵۸		آمدنی بمد اشتراک فنڈ ماہ محرم	سیہ	

میزان آمدنی ماہ ربیع الاول ۱۳۶۴ھ — [illegible]

صحیفۂ سعادت بابت ماہ ربیع الثانی ۱۳۶۴ھ

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
۱	۱۰۱ ۷۵	جناب مولوی سلطان حسن صاحب بچھراؤں (ذریعہ منی آرڈر)	عہ	امداد عام
۲	،، ۷۷	،، ایس۔ اے حسین صاحب سلہٹ ،،	عکہ	،،
۳	،، ۷۸	،، سید محمد خلیل صاحب سید محمد اسمٰعیل صاحب عا امداد عام عا زکوٰۃ دہلی (دستی)	للعہ	امداد عام عا زکوٰۃ عا
۴	،، ۷۹	محترمہ بشیرہ صاحبہ رضا مرزا صاحب جود [illegible]	عکہ	امداد عام
۵	،، ۸۰	،، جناب یوسف ایم اکبانی صاحب بیلو (منی آرڈر)	۵ے	،،
۶	،، ۸۱	،، سید نثار احمد صاحب گورکھپور ،،	عہ	ایصال ثواب
۷		،، شاہ بشیر عالم صاحب مرسلہ جناب شاہ ضیاء عالم صاحب کانپور (منی آرڈر)	عہ	،،
۸	،، ۸۳	،، الحاج حافظ عبد السلام صاحب بتوسط جناب حاجی حافظ محمد علی صاحب بڑہ گاؤں (منی آرڈر)	عہ	،،
۹	،، ۸۴	جناب علاء الدین صاحب مرسلہ جناب محمد عبد الشکور محمد عبد الرحمن صاحب گوندیا (منی آرڈر)	عہ	زکوٰۃ
۱۰	،، ۸۵	جناب مولوی محمد [illegible] صاحب موضع پرکھوپٹی [illegible] ،،	صہ	ایصال ثواب
۱۱	۱۰۱ ۸۶	جناب لطف الرحمن صاحب ریاست نابھہ منی آرڈر	ے	امداد عام
۱۲	،، ۸۷	،، حافظ لال بہادر خاں صاحب [illegible] گنج ،،	عکہ	،،
۱۳	،، ۸۸	،، سیٹھ احمد حاجی موسیٰ جی سالوجی صاحب ساؤتھ افریقہ (ذریعہ ڈرافٹ)	سالعہ ۱۲	زکوٰۃ
۱۴	،، ۸۹	از جانب انجمن اصلاح المسلمین موضع [illegible] بتوسط جناب مولوی عبد الرشید صاحب دستی (ذریعہ جناب [illegible] مولوی محمد زکریا صاحب)	ما	امداد عام
۱۵	،، ۹۰	جناب حاجی کرامت اللہ صاحب موضع [illegible]	صہ	،،
۱۶	،، ۹۱	،، حاجی محمد یوسف صاحب موضع ڈیروا ،،	عہ	زکوٰۃ
۱۷	،، ۹۲	محترمہ اختر النساء صاحبہ بنت مولوی محمد یعقوب صاحب بنارس ذریعہ مذکور دستی	عہ	،،
۱۸	،، ۹۳	جناب شاہ غیاث عالم صاحب قنوج (منی آرڈر)	للعہ	ایصال ثواب
۱۹	،، ۹۴	،، شیخ منگل صاحب بتوسط جناب سید محمد تنظیم حسین صاحب جھانسی (منی آرڈر)	صہ	امداد عام
۲۰	،، ۹۵	جناب حکیم عبد الحکیم صاحب املوہ بتوسط جناب ڈاکٹر خیر الدین صاحب (منی آرڈر)	ے	امداد عام

نمبر شمار	نمبر رسید طلب	نام مالک	رقم	مد
۲۱	۹۶	جناب منشی محمد حیات صاحب کوتوال (برائے دعائے مغفرت و سلامتی ...	۵	امداد عام، ایصال ثواب
۲۲	۹۷	جناب ڈپٹی ... صاحب بتوسط جناب منشی محمد حیات صاحب کوتوال (منی آرڈر)	۱۰	امداد عام
۲۳	۹۸	جناب ٹیلر ماسٹر ... خان صاحب بتوسط ״	۵	״
۲۴	۹۹	״ بنارسی خان صاحب ... ״	۱۱	״
۲۵	۱۰۰	״ الحاج خواجہ محمد مصطفیٰ حسین صاحب ...	۱۰	ایصال ثواب
۲۶	۱	״ محمد فخر الدین صاحب جعفری الہ آباد (منی آرڈر)	۵	امداد عام
۲۷	۲	محترمہ بیگم صاحبہ جناب حاجی محمد ... خان صاحب مرسلہ جناب نواب صدیار جنگ بہادر ...	۵	״
۲۸	۳	جناب مولوی نجم السعادت صاحب، موضع فرزرہ شریف (منی آرڈر)	۱	״
۲۹	۴	جناب شیخ محمود علی صاحب ... ״	۵	زکوٰۃ ...
۳۰	.	بعض اہل خیر حضرات جزاہم اللہ بتوسط جناب مولوی ... علی صاحب گونڈہ (منی آرڈر)	۵	امداد عام
۳۱	۶	جناب شیخ منشی مسیح الدین احمد صاحب، محترمہ بیگم صاحبہ، محترمہ دختر صاحبہ، محترمہ ہمشیرہ صاحبہ ثانی، محترمہ ہمشیرہ زادی صاحبہ، موضع سیلانی (منی آرڈر)	۳۸	وظائف طلبہ، ایصال ثواب
۳۲	۷	محترمہ ہمشیرہ صاحبہ شیخ خلیل الدین احمد صاحب، محترمہ بھاوج صاحبہ، محترمہ والدہ صاحبہ شیخ صاحب موصوف بتوسط جناب شیخ منشی مسیح الدین احمد صاحب موضع سیلانی (منی آرڈر)	...	...
۳۳	۸	محترمہ اہلیہ صاحبہ نذیر احمد صاحب بتوسط ״ ״ ״	۲	ایصال ثواب

نمبر تحمیل	نمبر رسید طلب	نام ثانی	رقم	کیفیت
۳۴	۹	محترمہ اکبری بیگم صاحبہ بتوسط جناب مرزا محمد نصیر بیگ صاحب نصیر آباد (منی آرڈر)	۵	ایصال ثواب
۳۵	۱۰	جناب مخدوم زادہ حافظ ... الدین احمد صاحب عثمانی کیرانوی، دہلی ... بذات خود	۱۰	تعمیر
۳۶	۱۱	جناب ابو النصر مولانا محمد عبد الحق صاحب، موضع فرزرہ شریف (منی آرڈر)	۱	״
۳۷	۱۲	جناب جلیل احمد صاحب بنارس ״	۵	وظائف طلبہ
۳۸	۱۳	״ حاجی اللہ بخش صاحب ... ״	۵	وظائف طلبہ
۳۹	۱۴	״ مستری خلعت اللہ صاحب ... بعد وفات اللہ بخش صاحب مرحوم (منی آرڈر)	۵	امداد عام
۴۰	۱۵	جناب حکیم قمر الدین صاحب ... پور ״	۵	وظائف ...
۴۱	۱۶	״ سید رحیم بخش صاحب ... ״	۱	زکوٰۃ
۴۲	۱۷	״ جلال محمد خلیل الرحمن صاحب ...	...	...
۴۳	-	بتوسط جناب مولوی سید محمد ... صاحب ... (منی آرڈر)	۵	امداد عام
۴۳	۱۸	محترمہ ہمشیرہ صاحبہ جناب ... مرزا ... صاحب ...	۱۰	״
۴۴	۱۹	جناب سردار عبد الجبار صاحب ... مرسلہ جناب حکیم عبد الغفور صاحب ... (منی آرڈر)	۵	״
۴۵	۲۰	بعض اہل خیر حضرات جزاہم اللہ ... ״	۵	״
۴۶	۲۱	جناب عبد الستار خان صاحب ... افغانان ״	۵	״
۴۷	۲۲	محترمہ بیگم صاحبہ جناب کیپٹن ڈاکٹر ... (منی آرڈر)	۵	״
۴۸	۲۳	جناب مولوی محمد ارشاد ... صاحب ... آباد ״	۵	״
۴۹	۲۴	... محمد عبد العزیز بادشاہ ... صاحب ...	...	...
		محترمہ ... بیگم صاحبہ ... صاحب مرحوم ... (منی آرڈر)	۲	״

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
٥١	[illegible]	جناب نیاز محمد صاحب ننگری (ڈاکخانہ	ماصہ	امداد عام
٥٢	٣٣	،، سید مشتاق احمد صاحب گورکھپور (چیک)	عسہ	ایصال ثواب
٥٢	٢٧	،، ایک اہل خیر جزاہ اللہ مرسلہ جناب سعادت [illegible] صاحب، بیلور (برائے دعا بہبودی اہل و عیال) (منی آرڈر)	عہ	امداد عام
٥٣	٢٨	،، جناب حاجی عبد الرحیم صاحب، بابو عبد الرحمن صاحب عہ زکوٰۃ ٦ امداد عام جبل پور (منی آرڈر)	عہ	زکوٰۃ، امداد عام
٥٤	٢٩	،، جناب منشی محمد تقی صاحب لکھنؤ ،،	عہ	وظائف طلبا
٥٥	٣٠	،، سید محمد ابراہیم صاحب جونپور ،،	عہ	اطعام خیرات
٥٦	تمک جلد [illegible]	،، بابو انعام الحق صاحب، سہارنپور ازماہ اکتوبر ۱۹۵۲ء تا جولائی ۱۹۵۳ء منی آرڈر	صہ	امداد عام
٥٧	٧	،، محترمہ شوکت آرا بیگم صاحبہ بنت حاجی محمد نعیم صاحب انصاری - علی گڑھ (منی آرڈر)	صہ	زکوٰۃ
٥٨	٨	،، جناب سید انوار عالم صاحب غازیپور، مرسلہ شاہ غیاث عالم صاحب منی آرڈر	صہ	ایصال ثواب
٥٩	٩	،، جناب حاجی محمد بن سیٹھ صاحب موضع ڈیرہ مرسلہ جناب مولانا مولوی محمد زکریا صاحب دسنی	صہ	زکوٰۃ
٦٠	١٠	،، جناب چاند خاں صاحب نابھہ، مرسلہ جناب ڈاکٹر فخر الدین صاحب املوہ منی آرڈر	صہ	امداد عام
٦١	١١	،، جناب عزیز الرحمن صاحب میاں گنج ،،	صہ	وظائف
٦٢	١٢	،، سید احمد صاحب بنگالی بتوسط جناب منشی محمد حیات صاحب کوتوال منی آرڈر		
٦٣	١٣	،، جناب کنور عشرت علی خاں صاحب قیصر علی گڑھ	صہ	،،
٦٤	١٤	،، منشی محمد عبید اللہ صاحب تالی منگی منی آرڈر	صہ	،،
٦٥	١٥	،، محترمہ عشرت النساء صاحبہ متولیہ نگینہ ،،	صہ	،،

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
٦٦	٣٣ تمک جلد	جناب منشی محمد عبد اللہ صاحب تالی منگی منی آرڈر	صہ	امداد عام
٦٧	١٧ ،،	،، محمد عبد الکریم خاں صاحب سہارنپور ،،	صہ	ایک قسط ایصال ثواب ٦
٦٨	١٨ ،،	،، منشی واجد علی صاحب کانپور ،،	صہ	امداد عام
٦٩	١٩ ،،	،، سفیر احمد صاحب اعظم گڑھ ،،	صہ	ایصال ثواب
٧٠	٢٣/١٢٥ تمک جلد	،، حاجی محمد جعفر صاحب عثمانی پانی پت بذریعہ خود	صہ	امداد عام
٧١	٩ ،،	،، سید میاں صاحب بنگالی بتوسط جناب منشی محمد صاحب کوتوال صاحب منی آرڈر	عصہ	،،
٧٢	٥٠ ،،	جناب فوجدار خاں صاحب راولپنڈی بتوسط مذکورہ بالا (منی آرڈر)	عصہ	،،
٧٣	تمک جلد [illegible]	جناب فرحت حسین صاحب جودھپور ،،	عصہ	وظائف پرچم عقیقہ
٧٤	٢ ،،	،، صاحبزادہ حسام الدین احمد صاحب عثمانی کیرانوی، دہلی بذات خود (شکرانہ کامیابی امتحان)	عصہ	امداد عام
٧٥	٣ ،،	جناب نادر بخش صاحب چانن پوڑ بتوسط جناب حاجی امام الدین صاحب منی آرڈر	عصہ	وظائف ایتام
٧٦	٤ ،،	جناب احمد ولد سلطان صاحب ،، ،،	عصہ	،،
٧٧	٥ ،،	محترمہ اقبال بیگم صاحبہ ،،	عصہ	،،
٧٨	٦ ،،	،، مختار بیگم صاحبہ ،، ،،	عہ ٣	،،
٧٩	٧ ،،	،، محمد لطیف صاحب ،، ،،	عصہ	،،
٨٠	٢٣/٩٢ رسید جلد	،، مولوی محمد عبد اللہ صاحب کیرگنج ،،	عسہ	زکوٰۃ
		بذریعہ جناب حاجی طفیل احمد صاحب		
٨١	٩٥/٩٣ رسید جلد	جناب حاجی طفیل احمد صاحب رڑکی	عہ	وظائف طلبا، پرچم قربانی
٨٢	٨/٢٩ تمک جلد	،، شیخ محمد شفیع صاحب سہارنپور	صہ	ایصال ثواب
		بذریعہ جناب مولوی ناظم حسین صاحب صدیقی		
٨٣	٣٥/٩٥ رسید جلد	جناب سید برکت علی صاحب جودھپور	عہ	امداد عام
٨٤	٢٩ ،،	،، منشی عبد الرحمن خاں صاحب سانبھر	عصہ	،،

نمبر شمار	ٹکٹ نمبر و جلد	نام نامی	رقم	مد
۸۵	ٹکٹ ۹۵ رسید	جناب مرزا بشیر احمد بیگ صاحب سانبھر	صعہ	امداد عام
۸۶	۱۴۱ ٫٫	جناب بابو بشارت نبی صاحب ٹونک جمدا	ملے ٫٫	ایضاً زر ٫٫
۸۷	۱۴۳ ٫٫	٫٫ قاضی عکس صاحب جودھپور (برائے دعائے خیر)	صہ	امداد عام

نمبر شمار	ٹکٹ نمبر و جلد	نام نامی	رقم	مد
۸۸	ٹکٹ ۴۲۰	جناب عبداللطیف صاحب جودھپور برائے ترقی طلاء)	صعہ	امداد عام
۸۹	۹ ٫٫	جناب محمد لطیف صاحب ٫٫	صعہ ٫٫	٫٫
۹۰	۱۰ ٫٫	جناب کپتان محمد ابراہیم خاں صاحب جودھپور برائے دعا و ترقی درجات مغفور	صعہ ٫٫	٫٫
۹۱	ٹکٹ ۴۵ جلد ۲	٫٫ گلاب صاحب ... جودھپور	۱۲	عطایا مکمل خیرات
		آمدنی مجلس شوریٰ ...	سے	
		میزان آمدنی ماہ ربیع الثانی ۱۳۶۳ھ	۱۲۷۶ ۱۵	

احقر

ضیاء الدین احمد عفی عنہ

معتمد ۔ صدر دفتر مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ دہلی قرول باغ

مدرسہ صولتیہ (مکہ معظمہ) کے اہم اغراض و مقاصد

۱ مکہ معظمہ میں ہندوستانی طلبہ کے لئے بالخصوص اور آفاقی طلبہ کے لئے بالعموم تجوید وعلم قرأت کی صحیح تعلیم کا انتظام کرنا۔

۲ ان ہونہار شائقین علم پردیسی طلبہ کی تعلیم و قیام کا بلامعاوضہ بندوبست کرنا، جو دنیائے اسلام سے تحصیل علوم اسلامیہ کے شوق میں مکہ معظمہ آتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ مرکز اسلام سے کچھ حاصل کر کے جائیں۔

۳ مستحق و نادار طلبہ کو تا زمانہ تعلیم نقد وظائف امداد دینا۔

۴ قابل طلبہ کی حوصلہ افزائی کے لئے ان کو وظائف لیاقت دینا۔

۵ یتیموں اور خاص طور پر مہاجرین حرم کے بچوں کی تعلیم و تربیت۔

۶ مرکزی حیثیت سے دنیائے اسلام کے لئے مدرسہ کو جامعہ حرم یا مکہ یونیورسٹی بنانا۔

۷ دینی تعلیم کے ساتھ صنعتی تعلیم کا انتظام اور مکمل دارالصنائع کا قیام اور اس کی مستقل عمارت بنانا۔

۸ مدرسہ کے کتبخانہ کی مستقل عمارت تیار کرنا اور مرکزی شان کے لحاظ سے اسے وسعت دینا۔

ترجمان القرآن

مولانا ابوالکلام آزاد

جلد دوم

یہ جلد اپنی نوعیت کے لحاظ سے پہلی جلد سے بھی زیادہ مہتم بالشان ہے یعنی حواشی زیادہ مفصل، دلکش، اور اہم مسائل پر مشتمل ہیں، کتابت و طباعت بھی بہتر ہے، چونکہ سورۂ انفال، کہف، مریم، انبیاء، وغیرہ اسی میں آگئی ہیں اور مولانا کو کتابت کے جدید انتظام کے باعث بھی کھول کر بحث کرنے کا موقع مل گیا ہے۔ اس لئے کتاب اپنے رنگ میں اور علمی خصوصیت کے لحاظ سے بے نظیر ہو گئی ہے [illegible]

ہدیہ جلد [illegible]

جلد سوم کا انتظار ضرور کیجئے۔

شیخ مبارک علی تاجر کتب - اندرون لوہاری دروازہ لاہور

طابع و ناشر حافظ ضیاء الدین احمد نے دہلی [illegible]

ندائے حرم

صدر دفتر مدرسہ صولتیہ (مکہ معظمہ) دہلی کا ماہوار رسالہ

مرتبہ

ادارہ صدر دفتر

جلد ۵

ندائے حرم کا مقصد

۱ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے اغراض و مقاصد کی اشاعت اور ان کی تکمیل کے لئے کوشش۔

۲ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے سرپرستوں اور معاونین کو اس کے اہم اور ضروری حالات سے روشناس کرنا۔

۳ مسلمانان ہند کو اسلامی دنیا کی اہم تحریکات علمی و معاشرتی جد و جہد اور علمی و فنی خدمات سے باخبر کرنا۔

ندائے حرم کا مسلک

۱ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کعبہ کے زیر سایہ ایک با ہمہ مرکزی تحریک ہے اس لئے مجلہ ندائے حرم مرکز اسلام کی آواز ہے

۲ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ چونکہ تمام مسلمانان ہند کی خدا کے گھر میں بہترین سالہ مشترکہ یادگار ہے اس لئے ندائے حرم کو عام اختلافی امور سے احتراز ہوگا

۳ سیاسی معاملات اور ملکی سیاست سے تعلق نہ ہوگا۔

ندائے حرم پابندئ وقت کے ساتھ ہر انگریزی ماہ کی ۱۵ تاریخ کو کم از کم ۴۸ صفحات پر شائع ہوتا ہے
عدم وصولی کی صورت میں ۲۵ تاریخ تک اطلاع دے کر دوسرا رسالہ طلب فرمائیں اس کے بعد شکایت نا قابل سماعت ہوگا
ماہنامہ ندائے حرم مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے مستقل سرپرستوں اور مخلص معاونین کی خدمت میں ہدیۃً پیش کیا جاتا ہے

جواب طلب امور کے لئے محصول ڈاک بھیجئے۔

سالانہ اشتراک تین روپے، فی پرچہ ۴ آنہ، بیرون ہند سے ۸ شلنگ۔

رسالہ کے متعلق تمام ضروری خط و کتابت منتظم رسالہ ندائے حرم سے ہونی چاہیئے۔

نمونہ کے لئے ۲ آنہ کے ٹکٹ آنا ضروری ہیں۔

ترسیل زر کا پتہ

معتمد مستقل سفیر مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ - دہلی - قرولباغ

تار کا پتہ:۔ صولتیہ دہلی
SAULATIYA DELHI

ندائے حرم

عدد ۶ مسئول ضیاء الدین احمد جلد ۵

بابت ماہ جمادی الثانیہ ۱۳۶۴ھ مطابق مئی ۱۹۴۵ء

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲	خطاب بہ جوانان اسلام (نظم)		مدینہ منورہ میں ہمرزان کا داخلہ
۳	اشرات		کسروی شوکت پر آخری ضرب
	نخاس پاستاکی نماز		مجرم کو معافی
	بڑھاپے کی زندگی کا ایک عضو	۲۳	وادی خلیل کی ایک آواز
	اسلامی اور غیر اسلامی سیاست	۲۵	انا للہ و انا الیہ راجعون (مندوستہ کی ماتم)
۱۳	بصائر	۲۶	سفر نامہ ابن بطوطہ
	اسلام اور بین الاقوامی امن	۳۳	سبیل کوثر
	اسلام اور نظام	۳۴	موج کوثر
	[illegible]	۳۴	[illegible]

خطاب بہ جوانانِ اسلام

(شاعرِ اسلام علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال مرحوم)

کبھی اے نوجواں مسلم! تدبر بھی کیا تو نے ۔۔۔ وہ کیا گردوں تھا تو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارا
تجھے اس قوم نے پالا ہے آغوشِ محبت میں ۔۔۔ کچل ڈالا تھا جس نے پاؤں میں تاجِ سرِ دارا
تمدن آفریں، خلاقِ آئینِ جہانداری ۔۔۔ وہ صحرائے عرب یعنی شتربانوں کا گہوارا
سماں الفقر فخری کا رہا شانِ امارت میں ۔۔۔ "بآب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روئے زیبا را"
گدائی میں بھی وہ اللہ والے تھے غیور اتنے ۔۔۔ کہ منعم کو گدا کے ڈر سے بخشش کا نہ تھا یارا
غرض میں کیا کہوں تجھ سے کہ وہ صحرا نشیں کیا تھے ۔۔۔ جہاں گیر و جہاں دار و جہاں بان و جہاں آرا
اگر چاہوں تو نقشہ کھینچ کر الفاظ میں رکھ دوں ۔۔۔ مگر تیرے تخیل سے فزوں تر ہے وہ نظارا
تجھے آبا سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی ۔۔۔ کہ تو گفتار، وہ کردار، تو ثابت، وہ سیارا
گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی ۔۔۔ ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا
حکومت کا تو کیا رونا کہ وہ اک عارضی شے تھی ۔۔۔ نہیں دنیا کے آئینِ مسلم سے کوئی چارا
مگر وہ علم کے موتی، کتابیں اپنے آبا کی ۔۔۔ جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارا

"غنی روزِ سیاہِ پیرِ کنعاں را تماشا کن
کہ نورِ دیدہ اش روشن کند چشمِ زلیخا را"

اثرات

نحاس پاشا کی نماز

گمراہ لیڈروں اور بوالہوس رئیسوں کیلئے ایک عبرت

ہمارا اور آپ کا مشاہدہ ہے کہ قوم کے اکابر، ملک کے، قبیلہ اور بستی کے چودھری، عوام کا دماغ ہوتے ہیں، ان کی سیرتیں عوام کی سیرتیں ہوتی ہیں، ان کے خیالات عوام کے خیالات ہوتے ہیں اور عوام کی زندگی کا قوام امراء اور اکابر ہی کے خمیر سے تیار ہوتا ہے حتیٰ کہ عوام اپنے دماغ سے نہیں اپنے امراء و اعیان کے دماغ سے سوچتے ہیں، اپنی آنکھوں سے نہیں ان کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں، اپنے کانوں سے نہیں ان کے کانوں سے سنتے ہیں اگر وہ راہ راست پر ہیں تو تابعین بھی جادۂ ہدایت پر گامزن ہوں گے، اور ان کے وجود میں اپنے اکابر کا عکس روشن ہوگا۔ اگر وہ گمراہ ہیں اور راہ راست سے بھٹک گئے ہیں تو عوام پر بھی فساد و ضلالت کا دروازہ کھل جائے گا۔ اور اپنی بداعمالیوں کے لئے ایک سند اُن کے ہاتھ آجائے گی۔

انسان میں دلیری اس لئے پیدا ہوتی ہے کہ بڑے لوگ اپنی سمت بدلنے میں دلیر ہوتے ہیں اور چونکہ ان سے باز پرس نہیں ہوتی اس لئے عوام بھی اپنے آپ کو آزاد اور بے لگام تصور کرنے لگتے ہیں اور انہیں ایک گونہ اطمینان ہو جاتا ہے، کہ جو بڑے لوگ اپنے چھوٹوں کی ہر حرکت پر گرفت کر سکتے تھے، وہ خود بھی بری حرکتوں میں مبتلا ہیں اور جب ان سے کوئی باز پرس کرنے

والا نہیں تو کس کی مجال ہے کہ ہم سے باز پرس کر سکے ۔

لیکن اگر امراء و اعیان کا مزاج معتدل ہے، ان کی سیرتیں پاک ہیں، ان کے اخلاق بلند ہیں اور وہ اپنے آپ کو مسئول سمجھ کر گمراہی، فسق و فجور سے کنارہ کش رہتے ہیں، اور اللہ نے جو حدیں مقرر کر دی ہیں، ان کی رعایت قدم قدم پر کرتے ہیں اور منکرات و فواحش سے اسی طرح بچتے ہیں جس طرح خائفین اور عابدین کو بچنا چاہیے تو لازماً ان کی سیرتیں عوام کی سیرتوں پر اثر انداز ہوں گی اور ان کی نیک عملی اور خدا ترسی بہت سے لوگوں کو گمراہی اور بے راہ روی سے بچانے کا باعث ہوگی ۔

نحاس پاشا کی نماز:- اس سلسلہ میں جامعہ ازہر کے ایک معلم کا مضمون مصر کے ایک اصلاحی رسالہ میں نظر سے گذرا، مضمون طویل ہے لیکن ہم اس کے ایک حصہ سے ناظرین کرام کو آگاہ کرنا چاہتے ہیں، ازہر یونیورسٹی کے شیخ الفقہ لکھتے ہیں کہ

"مصر کے وہ نوجوان جو فرانسیسی ادبیات کے گرویدہ اور ملاحدہ مغرب کے مبتلا ہیں اکثر ایسی بہکی بہکی باتیں کرتے ہیں کہ ہمیں ان کی عقل و دانش پر بھی شبہ ہونے لگتا ہے وہ ہر اس چیز کے انکار پر آمادہ رہتے ہیں، جن کی نفی سائنس و حکمت سے بھی نہیں ہوتی، اور نہ یورپ کے حکماء ان سے انکار کی جرأت کر سکتے ہیں۔ گویا نوجوان شاگرد استاد سے بھی آگے بڑھ گئے ہیں، ہمارا تجربہ ہے کہ مغرب کے یہ اندھے پیرو ملاحدۂ مغرب سے زیادہ بدتر ہیں۔ مغرب کے ملحدین کا انکار و جحود کسی اصول کی بنا پر ہوتا ہے۔ مگر ان کے مقلدین کا کوئی اصول نہیں، ان میں انکار و الحاد اس قدر بڑھ گیا ہے کہ اگر ان کے استادوں کو حکم بنایا جائے تو وہ یقیناً ان کی جہالت پر ہنسیں گے اور کانوں پر ہاتھ دھریں گے" اس کے بعد فرماتے ہیں:-

"ہم نے ایسے متنورین (نئی روشنی کے دل دادگان) کو ان کے مزاج کے مطابق سمجھا کر الحاد کے اعتقاد کو درست کرنے کی بارہا کوشش کی، لیکن اس میں ہمیں بہت کم

کم کامیابی ہوئی، میں اور میرے احباب ایک ڈاکٹر سے واقف ہیں اور جانتے ہیں کہ وہ ارکانِ اسلام پر کیسے کیسے فقرے کستا رہتا تھا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ اس نے کئی بار وزیر اعظم نحاس پاشا کو مساجد سے نکلتے دیکھا، متعدد بار کے تجربہ سے اسے یقین ہوا کہ وزیر اعظم باقاعدہ نماز پڑھتے ہیں، اب وہ یہ تو کہہ نہیں سکتا تھا کہ پاشا موصوف رجعت پسند اور تاریک خیال ملا ہیں۔ خیال یہ ہوا کہ خود بھی مسجد میں چل کر دیکھو کہ مصری حکومت کا یہ بیدار مغز اور بالغ نظر وزیر وہاں اپنی پتلون سے کس طرح نماز پڑھتا ہے۔ مختصر یہ کہ چند ہی ماہ کے بعد ڈاکٹر مذکور ایسا پختہ نمازی بنا کہ دوسرے بے نمازیوں کو بھی نمازی بنا دیا۔ مجھے تو اب یہ یقین ہو گیا ہے کہ امراء اور ارکانِ دولت، لیڈر اور رئیس اگر اسلام کے پابند ہوں اور اپنے عمل سے کوئی اسوۂ سیئہ قائم نہ کریں تو نچلے طبقہ کی اصلاح بہت جلد اور آسانی سے ہو سکتی ہے، ایسے لوگ بڑے لوگوں کے دائرۂ اثر سے باہر نہیں ہو سکتے، ان کی ہدایت اور گمراہی، عوام کی ہدایت اور گمراہی کا باعث بنتی ہے۔

بڑوں کی زندگی کا ایک صفحہ :- قرآن کریم کا ارشاد ہے۔

وَاِذَا اَرَدْنَا اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ۔

جب ہم کسی بستی کو تباہ کرنا چاہتے ہیں تو وہاں کے خوشحال لوگ فسق و فجور میں مبتلا کر دیئے جاتے ہیں اور جب یہ کام ہو چکتا ہے تو ہم اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دیتے ہیں۔

یعنی خوشحال امراء اور اعیان قوم کی گمراہی تمام بستی کو گمراہی میں مبتلا کر دیتی ہے بس علاج یہ ہے کہ ذی اثر اور صاحب رسوخ لوگ اپنی اصلاح کریں، عوام کی اصلاح بڑی حد تک خود بخود ہو جائے گی۔

میں کسی کو شک نہیں ہو سکتا، حکومت کے پاس دودھ کا ایک قطرہ نہیں، لیکن جب بچہ کا باپ مجرم بنا اور اس نے اپنی بیوی اور بچہ کو ہمیشہ کی نیند سلا دیا تو حکومت نے فوراً اس کی روٹی کا انتظام کر دیا۔

اگر یہ دو روٹیاں پہلے سے مل جائیں تو دو جانیں ضائع نہ ہوتیں مگر افسوس! ایک شخص جیل کے دروازہ پر جاتا ہے کہ کئی روز کا فاقہ ہے، قیدیوں کی بچی کھچی روٹیاں ہی دے دو کہ پیٹ کی آگ بجھا سکوں، جواب ملتا ہے کہ یہاں بے گناہوں کے لئے روٹی نہیں ہے اگر تجھے روٹیوں کی ضرورت ہے تو پہلے گناہ کر، کسی کو قتل کر، کسی کے گھر میں نقب لگا، کسی کی جیب پر ہاتھ ڈال، اس کے بعد پولیس تجھے یہاں لائے گی اور حکومت میزبانی کے فرائض انجام دے گی۔

انصاف اسے کہتے ہیں:- ہائے یہ معصوم بچہ اور اس کی فاقہ زدہ ماں، یہ کبھی ہلاک نہ ہوتے، اگر انہیں فاروق رضؓ جیسا حکمراں مل جاتا۔

حضرت فاروق اعظم رضؓ ایک دفعہ گشت کے لئے نکلے، ایک مقام پر دیکھا کہ ایک عورت نے ہنڈیا چولھے پر چڑھا رکھی ہے، اور دو بچے رو رہے ہیں، دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ بچوں کو کئی وقت سے فاقہ ہے، اور ان کے بہلانے کے لئے خالی ہنڈیا پانی بھر کر چولھے پر چڑھا دی گئی ہے۔ یہ دیکھ کر امیر المسلمین حضرت فاروق رضؓ نے بیت المال سے آٹا، گھی، گوشت اور کھجوریں اپنی پیٹھ پر لادیں، ملازم پاس ہی کھڑا تھا، اس نے عرض کیا، میں خود لے چلوں گا آپ تکلیف نہ کیجئے، فرمایا، ہاں! اور قیامت کو میرا بوجھ کون اٹھائے گا؟

آپ نے یہ سب چیزیں لا کر عورت کے سامنے رکھ دیں۔ اس نے پکا کر بچوں کو کھلایا کھا کر بچے اچھلنے کودنے لگے، آپ انہیں دیکھ کر بے حد مسرور ہوئے، اور زبان مبارک سے یہ بھی نکلا کہ میں ہی امیر المومنین اور خلیفۃ اسلام ہوں۔

اسلامی اور غیر اسلامی ریاست:- اسلامی حکومت کا فرض یہ ہے کہ پہلے عوام کے پیٹ کا انتظام کرے، انہیں فکر معاش سے آزاد کرے تزکیۂ نفس اور مکارم اخلاق کے سبق دے اور انہیں سمجھائے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی اہمیت کیا ہے، اگر اس کے بعد بھی کوئی چوری اور اتلاف نفس کا مرتکب ہو تو اسے سزا دے۔

حضرت فاروق رضؓ کے زمانہ میں مدینہ منورہ کے اندر قحط پڑا، آپ نے اسے روکنے کے لئے پوری کوشش فرمائی، بیت المال کے دروازے کھول دیئے، جا بجا لنگر جاری کئے، خود اپنی طرف سے یہ انتظام کیا کہ پچاس پچاس اونٹ روزانہ غرباء کو تقسیم کئے کہ وہ ذبح کرکے ان کا گوشت کھائیں اور ساتھ ہی ججوں کے نام احکام جاری کردیئے کہ قحط کے زمانہ میں کسی چور کے ہاتھ نہ کاٹے جائیں، وجہ یہ کہ حکومت عوام کی روٹی کی ذمہ دار ہے، وہ یا تو انہیں روٹی مہیا کرے، اگر کسی کو غلہ نہیں ملتا اور حکومت بھی اس کی روٹی کا انتظام نہیں کرسکتی تو وہ معذور ہے، اگر وہ چوری کرتا ہے تو اس کا الزام حکومت پر ہے کہ کیوں اس کے لئے روٹی مہیا نہ کی، وہ کیوں چوری کرنے پر آمادہ ہوا، لیکن دنیا آج اس انصاف سے خالی ہے، بھوکوں کے لئے روٹی کا کوئی انتظام نہیں، اگر بھوکا پیٹ کی خاطر چوری اور قتل کا مرتکب ہوتا ہے تو پھر حکومت کہتی ہے کہ اب روٹی ملے گی، ارتکاب جرم سے پہلے تڑپ تڑپ کر مرجائے، کوئی پوچھنے والا نہیں، مرنے سے بچنے کے لئے جرم کا ارتکاب کرے تو حکومت مزاج پرسی کے لئے آتی ہے اور جیل میں روٹی کا انتظام کردیتی ہے۔

اسلام کہتا ہے کہ عوام کی روٹی کی ذمہ دار ریاست ہے، پہلے روٹی کا انتظام حکومت کرے، اس کے بعد مجرم کو یہ کہہ کر سزا دے کہ روٹی کی موجودگی میں جرم کا

ارتکاب کیوں کیا گیا؟ آج کی جمہوریت کہتی ہے کہ پہلے جرم کرو، اس کے بعد اسٹیٹ تمہیں روٹی دے گی۔

وادیٔ خلیل کی آواز پر لبیک۔ گذشتہ ماہ "ندائے حرم" میں "وادیٔ خلیل کی ایک آواز" کے عنوان سے جو اپیل دار العلوم صولتیہ کے معاونین کرام کے نام شائع ہوئی تھی اس پر سب سے پہلے ہمارے کلکتہ کے ایک مخلص قدیم اخفا پسند بزرگ نے لبیک کہی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو السابقون الاولون کا اجر عطا فرمائے۔

آپ اپنے مکتوب گرامی مورخہ ۱۹ اپریل سنہ ۱۹۴۵ء میں تحریر فرماتے ہیں:-

"ندائے حرم" ملا، "وادیٔ خلیل کی ایک آواز" کے عنوان سے جو کچھ آپ نے تحریر فرمایا ہے اس سے اپنی غفلت اور کوتاہی کو محسوس کر کے بہت ندامت ہوئی، واقعی یہ میری بڑی غلطی ہے کہ اب تک اس طرف توجہ نہیں کی، حالانکہ یہ میرا فرض تھا کہ ہر سال اس کا چندہ بلا طلب روانہ کرتا رہتا۔ بہرحال غلطی میں نے کی ہے، اور اس کی تلافی بھی میرے ذمہ ہے، تلافی کا اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ اس وقت میرے خیال میں نہیں آیا کہ جتنی مدت کا چندہ باقی ہے کم از کم اتنی ہی مدت کا چندہ پیشگی بھیجدوں۔ لہٰذا بذریعہ منی آرڈر مبلغ تیس ۳۰ روپے روانہ خدمت کر رہا ہوں، پانچ سال گذشتہ اور پانچ سال آئندہ کا چندہ درج حساب فرما لیجئے۔

ہم خدا کا شکر کرتے ہیں کہ ندائے حرم کی اپیل بے اثر نہیں رہی۔ آپ ایسے مخلص کا اس طرح متوجہ ہونا جہاں ندائے حرم کے لئے یقیناً فال نیک ہے وہاں یہ جذبۂ خیر ہمارے لئے حوصلہ افزا اور ندائے حرم کے تقریباً دس ہزار ناظرین کرام کے لئے بھی قابل تقلید ہے۔ کاش کہ دار العلوم صولتیہ کے دیگر مخلص معاونین بھی اس طرف متوجہ ہوں۔ اور اس نمونۂ عمل کو پیش نظر رکھ کر ندائے حرم کی سرپرستی قبول فرمائیں یہ ہمارا فرض

نے کہ ہم دارالعلوم صولتیہ کے مستقل معاونین کرام کی خدمت میں "ندائے حرم" ہدیۃً پیش کریں
اسی مسلک کے پیش نظر ندائے حرم اکثر معاونین کی خدمت میں روانہ کیا جاتا ہے، اس لئے اس
کے خریداروں کی تعداد محدود ہے، لیکن کاغذ کی گرانی اور کمیابی، طباعت وکتابت کی دشواری
اور روز افزوں اجرتوں کے اضافہ نے ہمیں مجبور کیا کہ ہم اپنے معاونین سے اپیل کریں۔ کہ وہ
سب "ندائے حرم" کو قیمتاً حاصل فرما کر اپنی محبوب مرکزی درسگاہ دارالعلوم صولتیہ
مکہ معظمہ کے فنڈ پر اس کا بار نہ ڈالیں۔ اور ہمیں اس قابل بنا دیں کہ ہم صدر دفتر دہلی
کے تمام مصارف بھی ندائے حرم کی آمدنی سے پورے کریں۔

فائدے دو ہیں مری نعش کے ٹھکرانے سے
دہر میں بھی ٹھوکروں کا آپ ہوں گے مسیحا مشہور

ہمارے لئے یہ چیز باعث شکر و سپاس ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کلکتہ کے ایک نیک دل
معقول بندے کو اس اپیل پر توجہ کرنے کی توفیق دی۔ لیکن یہ امر ہمت شکن بھی ہے کہ
اب تک دس ہزار ناظرین میں سے صرف ایک صاحب خیر کو توفیق عطا ہوئی، باقی نو ہزار
نوسو ننانوے نے اب تک کوئی اثر قبول نہیں کیا، تاہم ہم مایوس نہیں ہیں، اسلام میں
مایوسی گناہ ہے۔

ہمیں پوری توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے تمام معاونین ومحسنین کو اس نمونۂ عمل
کی پیروی کی توفیق عطا فرمائے گا،

زیر نظر اشاعت میں "وادیٔ خلیل کی آواز" مکرر شائع ہو رہی ہے، امید کہ ناظرین
کرام اس پر توجہ فرمائیں گے۔

یتیموں اور لاوارثوں کا وارث:- گزشتہ سال ندائے حرم بابت ماہ جمادی الثانیہ
۱۳۹۱ھ صفحہ ۱۸ پر ہم نے مولانا عبد اللہ نیاز صاحب
مرحوم کے لاوارث اور یتیم بچوں کی امداد کے لئے کلکتہ کے ایک نیک دل صاحب خیر

کی طرف سے تین سو روپیہ کی رقم کا اعلان کیا تھا، یہ رقم پچیس ۲۵ روپیہ ماہوار کے حساب سے مرحوم کی بیوہ اور یتیم بچوں کو دینے کی موصوف نے ہدایت فرمائی تھی، چنانچہ اس ہدایت کی تکمیل کے لئے مکہ معظمہ لکھ دیا گیا تھا، موصوف نے ان ہی یتامیٰ کی امداد کے لئے مزید تین سو روپیہ کی رقم بذریعہ بینک حال میں ارسال فرمائی ہے، آپ کے اس نیک اقدام سے یہ بچے اپنی بیکسی اور لاوارثی کو یقیناً بھول جائیں گے، اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ میں ان کے سر سے باپ کا سایہ اٹھا کر کلکتہ میں ان کا ایک ہمدرد اور وارث پیدا کر دیا۔

یہ صاحب خیر وہی اخفا پسند بزرگ ہیں جن کا ذکر سطور بالا میں "ندائے حرم" کی سرپرستی کے سلسلہ میں آچکا ہے۔ اپنے گرامی نامہ مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۶۵ء میں تحریر فرماتے ہیں۔

"ایک ڈرافٹ مبلغ تین سو روپیہ کا ارسال خدمت ہے، جناب مولانا عبد اللہ نیاز صاحب مرحوم کے پس ماندگان کو پچیس روپے ماہوار جو آپ دے رہے ہیں، وہ بدستور جاری رکھیں، دعائے خیر فرماویں کہ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، ندائے حرم میں آپ ان روپوں کی بابت اگر کچھ تحریر فرمائیں گے تو سوائے اس کے کہ میری کچھ تعریف ہو جائے، خواہ اخفائے نام ہی کے ساتھ ہو، کوئی مفید مقصد اس کا نہیں ہوگا۔ اور یہ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ تعریف پسندی نیکی برباد گناہ لازم کرنے والی چیز ہے، اس لئے یہ گذارش ہے کہ اس کا تذکرہ "ندائے حرم" میں جناب نہ فرمائیں البتہ طالب دعا ضرور ہوں اور یہ جتنی زیادہ میسر آجائے وہ خوش نصیبی ہوگی"۔

اس کرمنامہ کے جواب میں ہم نے آپ کو اطمینان دلا دیا تھا کہ آپکی خواہش کی تکمیل ہوگی، مگر اس کے بعد "ندائے حرم" کے سلسلہ میں آپکے مذکورہ بالا مکتوب اور تین روپیہ کے منی آرڈر نے ہمیں آمادہ کیا کہ ہم ان صفحات کے ذریعہ موصوف کا شکریہ صرف اس لئے ادا کریں کہ قارئین کرام کو ترغیب ہو ہمیں امید ہے کہ ہمارے نیکدل معطی صاحب ممدوح ہمیں معاف فرمائینگے، ممکن ہے کہ آنکی اس نیک مثال کے تذکرہ سے دوسرے اصحاب خیر کو توفیق خیر مل جائے، جو آپکے لئے بھی باعث اجر و ثواب ہو، ہمیں اپنی دعاؤں کی حقیقت معلوم ہے لیکن اپنے ایسے محسنین اور معاونین کرام کیلئے ہماری عاجزانہ دعائیں وقف ہیں، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے

بصائر

وحدت انسانی کی اصل عظیم کا اعتراف

اتحاد و امن کا بین الاقوامی تصور اسلام کی وساطت کا محتاج ہے

یورپ کو مسٹر گب اور ڈینین کا انتباہ !!

اگر آپ ذرا بھی باخبر ہیں تو یقیناً آپ نے ایک پکار اور ایک آواز سنی ہو گی —— وقت کی پکار —— اور دکھے دلوں کی آواز، یعنی انسانی مساوات کا مطالبہ، نوعِ انسانی میں برابری کا احساس اور مشرق و مغرب میں ایک ہی برادری کی موجودگی کا اعلان، حیرت ہے کہ وہ یورپ جس کی برتری کا سنگ بنیاد نسلی اور وطنی امتیاز ہے وہ بھی آج مساوات کی تشنگی کو پوری شدت کے ساتھ محسوس کر رہا ہے۔ گو وہ اس کا عملی ثبوت دینے سے قاصر ہو لیکن جہاں تک اعتراف و تسلیم کا تعلق ہے یورپ کے مدبرین مساوات اور اتحاد کی آواز بلند کرنے میں کسی سے پیچھے نہیں ہیں، ان لوگوں سے دنیا کا کوئی اخلاقی ضابطہ اور وحدت انسانی کا تصور نہ منوا سکا، انہوں نے مشرق و مغرب کی درمیانی خلیج کو پاٹنے کی کوشش کبھی نہیں کی، انہوں نے ہمیشہ یہی کہا مشرق، مشرق ہے اور مغرب، مغرب، اور دونوں کا ملنا محال ہے۔ لیکن جس رب العالمین نے انسان کو پیدا کیا، اسی نے یورپ کو مجبور کر دیا کہ وہ وحدت انسانی کی اصل عظیم کا اعتراف کرے اور قیام امن کے لئے اس کو بنیاد کا

قرار دے، اگر موجودہ جنگ کے شرارے مغربی تہذیب کو جلا کر خاکستر نہ کرتے تو سفید قوموں کا مشینی طغیان، نسل انسانی کی وحدت کا ہرگز قائل نہ ہوتا، یہ تو جنگ کی برکت ہے کہ ہر مقام سے اتحاد، مساوات، خوشحالی، انصاف اور آزادی کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔

اسلام اور بین الاقوامی امن: لیکن کیا مشینی عہد کا انسان، آسمان پر اڑنے والا انسان، تحت البحر بود و باش رکھنے والا انسان، وحدت انسانی کی بنیاد قائم کر سکے گا؟ کیا اس میں یہ صلاحیت ہے کہ نوعِ بشر پر مساوات اور خوش حالی کے دروازے کھول دے، واقعات بتائیں گے کہ ایسا نہ ہو سکے گا، اور یورپ کی خالص مادیت پرست مٹی پر روحانیت کی یہ بیل نہ چڑھ سکے گی۔

اگر یورپ اس مقصد کو پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچا سکتا تو اس مقصد کو بروئے کار لانے کا کیا ذریعہ ہو سکتا ہے۔ کیا ہندو دھرم؟ ——— مگر اس کی تو زندگی کا مدار ہی یہ ہے کہ آریوں کے علاوہ سب شودر اور غلام ہیں۔ اور انسانی مساوات ایک ایسا پاپ ہے جس کی سیاہی کو گنگا جمنا کا پانی بھی دور نہیں کر سکتا:

تو پھر کیا عیسائیت؟ اس کا جواب تو کالوں اور گوروں کے گرجاؤں کی تفریق اور امتیاز سے مل سکتا ہے یا ان بنیادی اصول سے جو اسرائیلی اور غیر اسرائیلی تخیل پر مبنی ہیں۔

پھر کیا اسلام کے ذریعہ یہ مقصد حاصل ہوگا؟

اب یہاں اگر شکست خوردہ ذہنیت کے مسلمان اپنی ہنسی کو نہ روک سکیں گے کہ بھلا اسلام کے تن نیم جاں میں یہ صلاحیت کہاں کہ اس مقصدِ عظیم کو عملی جامہ پہنا سکے، اور مشینی عہد کے مدبرین اور میکانیکی دماغوں سے دو قدم آگے بڑھ جائے، لیکن جن لوگوں نے اسلام کے اجزائے ترکیبی کا احتیاط کے ساتھ تجزیہ کیا ہے اور اسلام کے توحیدی عناصر کے باہمی ربط کو اخلاق و سیاست، معاشرت اور اجتماعیت کی روشنی میں جانچا ہے ان کا فیصلہ کچھ ایسا ہی ہے۔

آپ نے شاید آکسفورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر ایچ۔ اے۔ آر گب (H.A.R Gibb) کا نام سنا ہوگا، آپ عربی کے پروفیسر اور تاریخ اسلام کے زبردست ماہر ہیں، آپ اپنی کتاب Whither Islam میں لکھتے ہیں:۔

"ابھی اسلام کو انسانی خدمت کے لئے بہت بڑا پارٹ ادا کرنا ہے، کیونکہ دنیا میں کوئی سوسائٹی ایسی نہیں ہے جس نے اسلام کی مانند نسل انسانی کو متحد اور درجۂ مساوات میں منسلک کرنے کی کامیاب کوشش کی ہو۔ افریقہ، ہندستان انڈونیشیا، اور چین کی مسلم اکثریت نے اور شاید جاپان کی اقل قلیل مسلم آبادی نے اپنے ارتباط اور دینی اخوت سے یہ بات ثابت کردی ہے کہ اسلام میں ابھی وہ زبردست صلاحیت موجود ہے جس کے ذریعہ نسلی اور روایات کی غیر مصالحانہ فضا میں مصالحت اور موافقت پیدا کی جاسکتی ہے، اگر کسی وقت مشرق اور مغرب کی بڑی سوسائٹیوں میں تعاون کی کوئی شکل پیدا ہوئی تو ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ اس میں اسلام کی وساطت اور مداخلت کو ایک لازمی پوزیشن حاصل ہوگی۔ اور اس کے بغیر نسل انسانی کا تعاون محض سطحی اور عارضی ہوگا"

یہ کسی مسلمان کے الفاظ نہیں، ایک یوروپین کے الفاظ ہیں، وہ موجودہ عہد کے مہتم بالشان مسئلہ میں اسلام کی وساطت کو ضروری خیال کرتا ہے، اور معترف ہے کہ انسانی نسلوں کو مربوط، ہم آہنگ، اور متحد کرنے کے لئے اسلام کے سوا دنیا کی کوئی اور سوسائٹی صلاحیت نہیں رکھتی۔ یہ پارٹ بھی اسلام ہی ادا کرے گا، اور دکھی دنیا کو اسی کے آستانہ سے اتحاد اور یگانگت کی دولت مل سکے گی۔

اسلام اور نیا نظام: اسلام نے نہ صرف مختلف نسلوں کو ایک نسل میں اور مختلف قوموں کو ایک قوم میں متحد کردیا بلکہ اس نے انسان کو اسکی تہذیبی میراث بھی واپس دلائی، اور وہ شرف بھی عطا فرمایا جسے انسان نسلی بتوں، قبائلی دیوتاؤں اور وطن کے

لات ومنات کی نذر کر چکا تھا۔

شاید اس خیال کو بھی ہماری عقیدت پر محمول کیا جائے، اس لئے ہم ناظرین "ندائے حرم" کو مسٹر جے۔ ایچ۔ ڈینیسن (J. H. DENISON) کی کتاب (EMOTION AS THE BASIS OF CIVILIZATION) کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ موصوف قدیم زمانوں کی تہذیب کا اسلامی تہذیب سے مقابلہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"پانچویں اور چھٹی صدی عیسوی میں مہذب دنیا تباہی کے کنارے آ لگی تھی۔ عیسائیت نے قوموں کے اندر جو احساس پیدا کیا اس نے نظم واتحاد کے بجائے تقسیم اور تخریب کی بنا ڈال دی۔ اب ایک شخص سوال کر سکتا ہے کہ کیا کوئی جذباتی ثقافت ایسی بھی ہے جو نسلِ انسانی کو دوبارہ متحد کر سکے اور اس کے زیر سایہ تہذیب کو نشو ونما پانے کا موقع ملے، اس کے لئے عرب کی اس عظیم الشان تحریک پر نظر ڈالئے جو اسلام کے نام سے مشہور ہے۔ اس تحریک کے بانی نے ایک کتاب کو خدا کی طرف منسوب کیا اور اس تہذیب کی داغ بیل ڈال دی جسے عربی تہذیب کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس تہذیب نے قدیم تہذیب کے صالح عناصر کو اپنے اندر جذب کیا اور ایک ایسی ثقافت کو بام عروج پر پہنچایا جو وحدت اور ارتباط، اخوت و مساوات کے عناصر سے مرکب ہے، یہ عربی تہذیب دیگر تہذیبوں میں اس لئے ممتاز ہے کہ اس کی بنیاد وحدت اور مساوات پر ہے۔ دنیا کی ہر تہذیب مٹ سکتی ہے لیکن وہ تہذیب جو وحدۃ پر مبنی ہو کبھی فنا نہیں ہو سکتی۔"

ان اقوال کی روشنی میں آپ یورپ کے مدبرین کے وہ اعلانات پڑھیں جو دنیا میں نئے نظام کے قیام اور تعمیری امن کے سلسلہ میں دنیا کو سنائے جا رہے ہیں، جو لوگ سمجھتے ہیں کہ جو قوم کائنات کی مخفی طاقتوں کو مسخر کر کے دنیا کے لئے مادی تہذیب پیدا کر سکتی ہے وہ نسل انسانی کے لئے اتحاد و مساوات، خوش حالی اور انصاف، امن و

سلامتی کا گہوارہ بھی تیار کرسکتی ہے، وہ اپنی رائے پر نظرثانی فرمائیں اور غور کریں کہ جو قوم کائنات کو مسخر کرکے اپنے نفس پر قابو نہیں رکھ سکتی اور مخفی طاقتوں کو ہاتھ میں لے کر روحانی اور نفسی طاقت کو ہاتھ سے دے بیٹھی ہے، وہ دنیا میں سب کچھ کرسکتی ہے مگر امن قائم نہیں کرسکتی، یہ کام بھی صرف اسلام کے ذریعہ انجام پائے گا لیکن کیسے؟ بس یہی سوال ہے جسے ہم اور آپ دونوں حل نہیں کرسکتے۔

علامہ جمال الدین افغانی رحہ کا ارشاد:-

"معاف کیجئے! تعدد ازدواجی اور وحدت ازدواجی میں کوئی مقابلہ نہیں ہے، یہ آپ کی غلطی ہے کہ اپنی وحدت ازدواجی سے اسلام کی تعدادِ ازدواجی کو شکست دینا چاہتے ہیں!"

علامہ جمال الدین افغانی رحمۃ اللہ علیہ نے پیرس میں ایک پروفیسر کو جواب دیتے ہوئے مذکورہ بالا الفاظ ارشاد فرمائے، اور سچ یہ ہے کہ آج بھی یہ الفاظ یورپ کے تمام معترضین پر بھاری ہیں۔ اور ہر قسم کے مخالفانہ پروپیگنڈہ کا مسکت جواب۔

مرحوم و مغفور نے سلسلۂ کلام کو جاری رکھتے ہوئے ان الفاظ کی تشریح میں فرمایا

"اصل میں محدود تعدد ازدواجی کا مقابلہ لامحدود حرامکاری سے ہے، ایک طرف اسلام کی اجازت ہے — حکم نہیں ہے — کہ جو شخص اس سلسلہ کی اہم ترین شرائط کو پورا کرے وہ اگر چاہے تو چار عورتوں کو بیک وقت اپنے نکاح میں رکھ سکتا ہے، دوسری طرف مغرب کی غیر صالح معاشرت ہے کہ اس کی نظر میں کئی بیویاں رکھنا جرم اور شرمناک لیکن لامحدود عورتوں سے تعلقات قائم رکھنا اور ہر ساعت میں ایک نئی حرامکاری کو دعوت دینا عین شرافت اور تہذیب، پس مقابلہ ایک بیوی اور کئی بیویوں کے درمیان نہیں ہے، بلکہ کئی بیویوں — جن کی انتہا چار ہے — اور لامحدود عصمت فروش عورتوں کے درمیان ہے، غور تو کیجئے پروفیسر صاحب میں اگر دو بیویوں کا شوہر ہوں تو آپ کے نزدیک قابلِ مذمت، لیکن آپ ہر روز اور ہر شب ایک نئی

عورت کو عورت وصل دیں تو آپ کا یہ فعل قابل تحسین وستائش ہے" ملاحظہ ہو مسٹر جیکسن کی Religion of Islam بحوالہ بون ڈورکیہ۔

نہ معلوم پیرس یونیورسٹی کے پروفیسر پر یہ جواب سن کے کیا گذری ہوگی، لیکن ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ یہ جواب مغربی تہذیب کے ہر دور پر حاوی ہے، آخر اس امریکہ کے پاس اس کا کیا جواب ہے جس کی دوشیزاؤں کے متعلق ایک مصنف اپنی کتاب (Why women act so) میں لکھتا ہے کہ وہاں دس لڑکیوں میں نو لڑکیاں مجالس عشق سے تعلق رکھتی ہیں۔

جنگ یرموک مسلمانوں اور عیسائیوں کی مشہور جنگ ہے

چپ رہ او عیش پسند مسلمان:- حضرت سیف اللہ خالد رض کی سپہ سالاری میں مسلمانوں نے اس جنگ کو سر کیا اور ہمارے لئے بے شمار تاریخی واقعات مہیا کر دیئے، اس جنگ کا واقعہ ہے کہ عیسائی فوج بڑے جوش و خروش کے ساتھ مقابلہ پر نکلی اور تیس ہزار سپاہیوں نے پاؤں میں بیڑیاں پہن لیں کہ فرار ہونے کا خیال تک دل میں نہ آئے، جنگ کی ابتدا رومیوں کی طرف سے ہوئی، دو لاکھ کا ٹڈی دل آگے بڑھا، ہزاروں پادری اور بشپ ہاتھوں میں صلیب لئے اور حضرت عیسیٰ کی جے پکارتے ہوئے مقابلہ پر آئے، یہ سر و سامان اور یہ جوش و خروش دیکھ کر اسلامی فوج کے ایک سپاہی کی زبان سے بے اختیار نکل گیا، "اللہ اکبر کس قدر کثیر اور بے پناہ فوج ہے!"

حضرت سیف اللہ پاس ہی کھڑے تھے، اسلامی غیرت کے مارے جھلا اٹھے، اور سپاہی کو مخاطب کر کے فرمایا "چپ رہ او مرد مجاہد! خدا کی قسم اگر میرے گھوڑے سم اچھے ہوتے تو میں کہہ دیتا کہ عیسائی اتنی ہی فوج اور لے آئیں اور دوگنے جوش و خروش کا مظاہرہ کریں"

آج کل مسلمان بھی کھڑا کہہ رہا ہے کہ اللہ اکبر! کس قدر حیرت انگیز ہیں یورپ کی دانشمندیاں کس قدر تعجب خیز ہیں یورپ کی ایجادیں، کس قدر کثرت ہے طیاروں اور بموں کی، ٹینکوں اور مشین گنوں کی، آبدوزوں اور بحری جہازوں کی، اللہ اکبر! کہاں یورپ کی طاقت اور

مسلمان کی بے بسی، اسلام کی کشتی کس طرح پار لگے گی ؟
اب کوئی نہیں جو مسلمان سے کہے کہ چپ رہ او تغافل کیش اور عیش پسند! خدا کی قسم اگر ہمارے دلوں میں ایمان کی کوئی رمق ہوتی۔ اخلاص کا کوئی ذرہ ہوتا، تعلق باللہ کی روشنی ہوتی تو ہم یورپ سے کہہ دیتے کہ وہ اسی قدر تباہ کن آلات حرب اور لے آئے؛ اور سائنٹیفک ایجادوں کے انبار لگادے۔

انتم الاعلون ان کنتم مومنین - ولن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا ؏

مدینہ منورہ میں ہرمزان کا داخلہ:- ۱۷ھ میں مغیرہ بن شعبہ کی معزولی کے بعد ابو موسیٰ اشعری رضؓ بصرہ کے گورنر مقرر ہوئے، اور مسلمانوں نے قیام امن اور بسط عدل کی خاطر خوزستان پر حملہ کی تیاریاں شروع کر دیں جس وقت اسلامی لشکر اہواز سوس اور رامہرمز پر لشکر کشی کر رہے تھے اور ایک ایک شہر کو اپنے قبضہ میں کرتے جاتے تھے اس وقت یزدگرد اپنے خاندان کے ساتھ قم میں مقیم تھا۔ ابو موسیٰ اشعری رضؓ کی پیشقدمیوں کی خبریں روزانہ اس کے کانوں تک پہنچتیں اور وہ خون کے گھونٹ پی کر رہ جاتا، ہرمزان جو شاہی خاندان کا ایک فرد تھا اس نے یزدگرد سے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ اگر حکومت کے جملہ اختیارات مجھے دے دیئے جائیں تو تو میں عربوں کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دوں گا، اور ایران کی گذشتہ شوکت کو چند ہی دنوں میں واپس لے آؤں گا - یزدگرد نے جو عربوں کی ترکتازیوں سے بہت زیادہ برافروختہ تھا اس درخواست کو تائید غیبی سمجھا اور ہرمزان کو حکومت کے تمام اختیارات دے دیئے اور ایک بڑی جرار فوج بھی اس کے ساتھ کر دی۔

کسریٰ کی شوکت پر آخری ضرب:- خوزستان کا مرکز خوستر تھا، جو فوجی قوت استقرار اور مستحکم قلعوں سے مسلح تھا،

ہرمزان نے یہاں آکر قلعوں اور خندقوں کی مرمت کرائی اور ایک جرار فوج کو لڑائی کا حکم دیا، ادھر ابوموسیٰ اشعری رضؓ شوستر کی طرف بڑھے اور ادھر ہرمزان نے قلعہ سے نکل کر صف شکن حملہ کیا، معرکہ بڑے زور کا ہوا، اگرچہ اسلامی فوج قلعہ پر قبضہ نہ کرسکی، تاہم ہرمزان کی فوج کے ایک ہزار سپاہی مارے گئے، اور چھ سو گرفتار ہوئے۔ جو فاروق اعظمؓ کے حکم سے بعد میں رہا کردیئے گئے، اس کے بعد ہرمزان قلعہ بند ہوکر مصروف جنگ رہا۔ اور اپنی فوجی قابلیت کا بہت اچھا ثبوت دیتا رہا۔ تائید غیبی دیکھیے کہ ہرمزان کے ایک خاص آدمی نے ابوموسیٰ اشعری رضؓ سے کہا کہ جان کی امان دیں تو میں ایک راستہ بتاتا ہوں جس سے داخل ہوکر شہر پر فوراً آپ کا قبضہ ہوسکتا ہے، آپ نے یہ درخواست منظور کی اور اپنا ایک معتمد علیہ راستہ معلوم کرنے کے لئے ساتھ کردیا، سپاہی نے واپس آکر حضرت اشعری رضؓ سے کہا کہ واقعہ سچا ہے اور ایک سرنگ ایسی ہے جس کے ذریعہ شہر کو آسانی سے فتح کیا جاسکتا ہے۔ ابوموسیٰ رضؓ نے پانچسو آدمیوں کو شہر میں داخلہ کا حکم دیا وہ سرنگ کے راستہ سے شہر میں پہنچ گئے۔ اس عالم بے خبری میں ہرمزان کی بیشمار فوج کام آئی ہرمزان خود شہر چھوڑکر قلعہ کی فصیل پر چڑھ گیا اور مسلمانوں سے مخاطب ہوکر کہا کہ ابھی میرے ترکش میں ایک سو تیر موجود ہیں، ایک سو آدمیوں کو آسانی سے ختم کرسکتا ہوں، لیکن اس شرط پر نیچے اترتا ہوں کہ تم مجھے مدینہ پہنچا دو، کیونکہ میں تمہارا نہیں صرف عمرؓ کا فیصلہ تسلیم کروں گا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری نے یہ شرط منظور فرمالی۔

عمرؓ کہاں ہیں؟

شرط کے مطابق ہرمزان کو مدینہ روانہ کیا گیا۔ وہ بڑی شان و شوکت سے روانہ ہوا، شوستر کے بڑے بڑے سردار اپنے ہمراہ لئے، اور جب مدینہ منورہ کے قریب پہنچا تو شاہانہ جاہ و جلال کے اظہار کے لئے سر پر مرصع تاج رکھا۔ دیبا [illegible] کا لباس زیب بدن کیا، عجمی رسم کے مطابق زیورات پہنے [illegible] [illegible] ہرمزان مدینہ منورہ میں داخل ہوا تو ان نے دریافت کیا کہ [illegible]

اس کا خیال تھا کہ جس ذات گرامی کی صولت وجبروت کا یہ حال ہے کہ شاہانِ عجم اس کے نام سے لرزہ براندام رہتے ہیں، اس کی شان وشوکت کا کیا عالم ہوگا اسکے شاہی محلات وقصور، خدم وحشم نرالی شان کے ہوں گے۔ اس کے سرکاری محل پر زبردست پہرہ ہوگا، مگر اسے ان باتوں میں سے کوئی بات نظر نہ آئی، وہ حیران ہوکر پوچھتا ہے کہ "عمرؓ کہاں ہیں؟"۔

کوئی بتلائے کہ ہم بتلائیں کیا؟

اس کا جواب صرف یہی تھا کہ وہ خود حضرت فاروق رضؓ کو بچشم خود دیکھ لے اس نے دیکھا کہ دنیا کا عادل ترین انسان قیصر وکسریٰ کی فوجی طاقت کے ٹکڑے اڑانے والا ایک مسجد میں فرش خاک پر سو رہا ہے، اس شان میں امیر المومنین کو دیکھ کر ساری عظمت شوکت، سطوت وجبروت کے مدارج ختم ہوگئے۔

جنگی مجرم کو معافی:- ہرمزان حضرت فاروق رضؓ کے قریب بیٹھا اور فیصلہ کے انتظار میں غرق، چونکہ شوستر کی جنگ میں ہرمزان کے ہاتھوں بڑے بڑے صحابہ شہید ہوئے تھے اس لئے اُسے یقین تھا کہ انجام موت ہے، اسے گفتگو کرنے کی اجازت دی گئی، اس نے حسرت کے ساتھ ایک آہ سرد بھر کر کہا "اے عمرؓ! ایک زمانہ وہ تھا کہ عرب ہمارا غلام تھا، آج یہ زمانہ ہے کہ ہم ان کے غلام ہیں، پھر اس نے پانی طلب کیا، اور برتن ہاتھ میں لے کر کہا، جب تک میں پانی نہ پی لوں قتل نہ کیا جاؤں، فاروق اعظم رضؓ نے یہ درخواست منظور فرمائی، ہرمزان نے پانی کا برتن رکھ کر کہا اب آپ مجھے قتل نہیں کرسکتے، کیوں کہ میں پانی نہیں پیوں گا۔

حضرت فاروق رضؓ اس چال پر بہت حیران ہوئے، آخر ہرمزان کو خدائے تعالیٰ نے ہدایت کی توفیق دی اور وہ کلمہ پڑھ کر مشرف بہ توحید ہوگیا۔ اس نے کہا "اسلام تو پہلے ہی اپنا اثر کرچکا تھا، لیکن یہ تدبیر اس لئے کی کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ میں نے ڈر کر اسلام

قبول کیا ہے۔"

خلیفۂ اسلام ہرمزان کے اسلام پر بہت خوش ہوئے، اس کی تمام سیہ کاریوں اور سفاکیوں کو معاف کر دیا گیا، اور اسے جنگی مجرم قرار دے کر بدلہ لینے کی کوشش نہ کی گئی، یہ تھے اسلام کے خلیفہ، اسلام کے مدبر اور اسلام کے سپہ سالار اعلیٰ کا عدل، ان کی مسالمت اور ان کی رواداری!

آج کل کی دنیا میں رہنے والوں انسانوں کے لئے اس تاریخی واقعہ میں کچھ درس عبرت ہے یا نہیں؟۔

وادیٔ خلیل کی ایک آواز

جس پر ہر مسلمان کو لبیک کہنا چاہیئے

وہ کام جو دنیا کی حکومتیں اپنے اشتراک عمل سے انجام نہ دے سکیں اس کو ایک قوم تنہا پایہ تکمیل کو پہنچا سکتی ہے، بشرطیکہ اس قوم کا ہر فرد اپنے مرکز سے وابستہ ہو اور مرکز کیلئے اپنی جان عزیز سے بھی دریغ نہ کرے، اگر جان سے دریغ ہو تو مالی امداد میں فراخدلی سے حصہ لے، مال نہ ہو تو اپنے احساس، اقوال اور قوت عمل سے مرکزی مقاصد کو تقویت پہنچائے۔

ماہنامہ "ندائے حرم" کو جو تعلق بالراست مرکز اسلام اور حرم محترم سے حاصل ہے، وہ ملک کے دوسرے جرائد اور مجلات کو میسر نہیں، اور یہ تعلق ہی "ندائے حرم" کا سرمایۂ امتیاز وافتخار ہے، لیکن یہ امر کس قدر ہمت شکن ہے کہ آپ کے دینی و علمی مرکز کا یہ سفیر اور وادیٔ خلیل کا یہ نقیب اپنی تقریباً پانچ سالہ تبلیغی، اصلاحی، علمی اور تاریخی خدمات کے باوجود بہت سے معاونین اور مخلصین کی ہمدردی و سرپرستی حاصل نہ کر سکا۔

ہمارے تمام محترم معاونین اور محسنین کے لئے یہ امر قابل غور ہے کہ "ندائے حرم" کسی کی ذاتی ملک نہیں، کوئی سیاسی یا تجارتی رسالہ نہیں، بلکہ ستر کروڑ مسلمانوں کے مرکز روحانی و علمی کا اس ملک میں واحد ترجمان ہے اور خدا کے گھر کی وہ آواز ہے جو دس کروڑ مسلمانان ہند کے دلوں میں اثر کران کو بیدار کرنا اور اسلاف کے کارنامے یاد دلا کر ان میں جوش عمل پیدا کرنا چاہتا ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ دارالعلوم صولتیہ کے فنڈ پر صرف دفتر کے مصارف کا بار نہ پڑے بلکہ ندائے حرم کی آمدنی سے ہی یہ مصارف پورے ہوجائیں، آئندہ امید ہے کہ دارالعلوم صولتیہ

کے درد مند معاونین کرام اس مقصد کے حصول میں ہماری اعانت فرمائیں گے۔

یہ زمانہ دینی اور قومی رسالوں کی زندگی کے لئے بے حد نازک اور صبر آزما ہے۔ اس لئے تمام مسلمانوں سے بالعموم اور دار العلوم صولتیہ مکہ معظمہ کے معاونین سے بالخصوص ہماری درخواست ہے کہ وہ آئندہ "ندائے حرم" کو قیمتاً حاصل کریں، اور اس کے خریداروں میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کی کوشش فرمائیں۔ دار العلوم صولتیہ کی امداد کی طرح یہ بھی ایک مستقل نیکی اور بالواسطہ دار العلوم صولتیہ کی امداد ہے۔

اپنا سالانہ چندہ تین روپے (۳ عہ) بذریعہ منی آرڈر روانہ فرمائیے اور اپنے احباب کو بھی ندائے حرم کی سرپرستی پر آمادہ فرمائیے۔

خدا کرے ہمارے معاونین وادیٔ خلیل کی اس آواز پر لبیک کہیں، تاکہ خدا کے مقدس گھر کی یہ مقدس تحریک جس کا ندائے حرم علمبردار ہے زیادہ قوت حاصل کر سکے اور ہمیں بھی دلجمعی کے ساتھ مزید خدمت کی توفیق ملے۔

سالانہ اشتراک تین روپے (۳ عہ) بیرون ہند سے ۶ شلنگ منی آرڈر سے اشتراک سالانہ بھیجنے میں آپ کا اور دفتر کا فائدہ ہے۔

معتمد

صدر دفتر مدرسہ صولتیہ (مکہ معظمہ) دہلی، فرولباغ

انا للہ وانا الیہ راجعون

دار العلوم حرم کے ایک رکن رکین کی وفات

یہ خبر بد مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے دائرۂ معاونین و محسنین کرام میں رنج و ملال کے ساتھ سنی جائیگی کہ ۱۱ صفر ۱۳۶۴ھ (۲۴ فروری ۱۹۴۵ء) یکشنبہ کے دن دار العلوم حرم کے ایک سراپا اخلاص رکن شیخ محمد عبد اللہ عبد الکریم صاحب امین مدرسہ کا انتقال ہوگیا، رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً آپکی وفات دار العلوم کی جماعت عاملہ کیلئے ایک اندوہناک حادثہ ہے۔ شیخ محمد عبد اللہ عبد الکریم صاحب مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے چوتھے امین یا خزانچی تھے اور حضرت مولانا محمد سعید صاحب مرحوم و مغفور سابق ناظم دار العلوم حرم کے اُن بے لوث رفقائے کار میں تھے جو حجاز کے گذشتہ پرفتن دور میں اس کے بقا و تحفظ کیلئے تمام مشکلات و مصائب کا مردانہ وار مقابلہ کرتے رہے آپ کا اور آپ کے مرحوم بھائی شیخ محمد عبد الحکیم صاحب سابق خزانچی مدرسہ کا دار العلوم حرم سے لوجہ اللہ تعلق اور اس مرکزی تحریک سے دلی لگاؤ اور حسبۃً للہ خدمات مدرسہ صولتیہ کی بہتر سالہ تاریخ کا ایک اہم باب ہے۔

اپنے تجارتی کاروبار کیساتھ خزانچی مدرسہ کی حیثیت سے جو ذمہ دارانہ خدمت یہ حضرات انجام دیتے رہے تھے اسکے علاوہ مدرسہ کے انتظامی معاملات میں بھی تن دہی سے ہمیشہ شریک کار رہے، ناظم مدرسہ کی مکہ معظمہ میں غیر موجودگی کے زمانہ میں مرحوم مدرسہ کے ہر عملی اور تعلیمی شعبہ کی نگرانی فرمانے تھے شیخ عبد اللہ عبد الکریم صاحب عرصہ سے مختلف امراض میں مبتلا تھے، عام جسمانی کمزوری کیساتھ چند سال سے اختلاج قلب اور ضعف بصر کی بھی شکایت ہوگئی تھی، جسکی وجہ سے فکر و تحمل کی قوت اور جم کر کام کرنے کی ہمت باقی نہ رہی تھی، اس سال موسم حج کے بعد جسمانی کمزوری میں نمایاں اضافہ ہوگیا، اور تقریباً استی سال کی عمر میں موصوف نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ امین مدرسہ کی وفات اگرچہ ایک شخصی حادثہ ہے مگر اس سے دار العلوم حرم کے نظام عمل اور تقریباً ۴۵ سالہ طریق کار میں جو تبدیلی رونما ہوئی ہے اسکے لئے تمام کارکنان دار العلوم حرم کی مخلصانہ مساعی اور عزم و فکر کا محور موجودہ دور میں حالات حاضرہ کے مطابق مدرسہ کے مالی نظام کی از سر نو ترتیب و تشکیل ہے، اسمیں شک نہیں کہ ہر ادارہ کی قدر و قیمت اسکے علمی اور مالی نظام کی بلندی اور استحکام پر موقوف ہے اور یہی مضبوطی اسکے بقا و تحفظ کی بنیاد ہے، دعا ہے کہ رب العالمین دار العلوم حرم کی جماعت عاملہ کا معین و مددگار رہے اور اسکی توفیق سعید عطا فرمائے کہ وہ اس مرکزی تحریک کو ان مضبوط بنیادوں پر قائم رکھیں جو دین و دنیا میں سب کے لئے باعث خیر و سعادت ہوں۔ واللہ ولی الامور۔

[illegible] ناظم [illegible] مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ

سفر نامہ ابن بطوطہ
تاریخ کی روشنی میں

(خاص ندائے حرم کے لئے)

(از جناب مولانا محمد عبدالرحمن خاں صاحب وظیفہ یاب پرنسپل عثمانیہ یونیورسٹی کالج صدر حیدرآباد دکن)

(۶)

[illegible]ھ کے اختتام کے قریب کا حج کر کے ابن بطوطہ راہی یمن ہوا۔ یمن کے جدہ گیا، بحیرۂ قلزم کی اس بندرگاہ کی نسبت مشہور تھا کہ زمانہ قدیم میں ایرانیوں نے اس کو تعمیر کیا، جدہ کی جامع مسجد میں نماز جمعہ سے پہلے موذن گن لیا کرتا تھا کہ باشندگان شہر سے کتنے لوگ حاضر ہیں، اگر چالیس ہوتے تو نماز جمعہ پڑھائی جاتی اگر اس سے کم تو نماز ظہر، اجنبیوں اور مسافروں کو اس میں شمار نہیں کیا جاتا تھا، یہاں سے وہ ایک جلبہ (کشتی) میں سوار ہوا شریف منصور نے اس کو اپنی کشتی میں بیٹھنے کو کہا لیکن اس میں کئی اونٹ تھے، ابن بطوطہ نے گمبراکران کے ساتھ سفر کرنا مناسب نہ سمجھا، دو روز بعد مخالف ہوا چلنے لگی۔ راہبر بیمار ہوگئے، بالآخر راس دوائر (شاید حالیہ نام کے راس رویہ) پر ایذاب اور سواکن کے درمیان پناہ ملی۔ یہاں انہیں ایک جھونپڑی میں شتر مرغ کے انڈے ملے، جن میں پانی بھرا ہوا تھا۔ اس پانی کو لے کر کھانا پکایا گیا۔ بجا قوم کے چند لوگ آپہنچے، جن سے اونٹ کرایہ پر لے کر ملک کے اندرونی حصہ میں داخل ہوئے، ہرن بکثرت نظر آئے، اور چونکہ ان کا گوشت وہاں کھایا نہ جاتا تھا اس لئے وہ آدمیوں کو دیکھ کر بھاگتے نہ تھے، سیاح دو دن چل کر جزیرہ سواکن پہنچے جو ساحل سے چھ میل پر واقع ہے، یہاں نہ پانی ملتا ہے نہ اناج پیدا ہوتا ہے کسی قسم کا درخت بھی نہیں ہوتا، کشتیوں کے ذریعہ پانی پہنچایا جاتا ہے۔ شتر مرغ، ہرن اور جنگلی

کا گوشت ملتا ہے، مچھلی بہت ہیں، دودھ اور مکھن بھی دستیاب ہوتا ہے، جو کہ بیچا جاتا ہے
سواکن سے جہاز پر سوار ہو کر ابن بطوطہ اور اس کے ہمسفر یمن کی طرف چلے، سمندر کے
اس حصہ میں جا بجا چٹانیں ہیں، اس لئے رات کو جہاز رانی نہیں ہوتی، کپتان ہر وقت
جہاز کے سامنے کے حصہ پر کھڑا ہو کر ملاحوں کو ان چٹانوں سے بچ کر چلانے کے لئے ہدایا
دیتا رہتا ہے، چھ دن بعد حالی نامی شہر میں پہنچے، یہ بڑا اور آباد مقام تھا جس میں دو
عرب قبیلے رہتے تھے، اس کا سلطان نیک مزاج، تعلیم یافتہ اور شاعر بھی تھا، ابن بطوطہ
نے اس کے ساتھ مکہ سے جدہ تک سفر کیا تھا، جب اس شہر میں اترا تو کئی دن تک سلطان
نے اس کو اپنے ہاں مہمان رکھا، بعد کو اس کے جہاز میں سوار ہو کر شرجا پہنچا، جہاں بڑے
مہاجن سوداگر آباد تھے، یہاں صرف ایک رات ٹھہر کر وہ الاحواب اور پھر زبید پہنچا
جو سلطان یمن کی سرمائی قیامگاہ تھی، تعز اس کا گرمائی پایہ تخت تھا۔

زبید یمن کے پایہ تخت صنعا سے ایک سو میل دور ہے، وسعت و تمول میں یہ
ملک کا دوسرا شہر ہے، اس میں باغ اور میوہ مثلاً موز (کیلا) وغیرہ نہروں کی وجہ
سے بکثرت ہیں، لوگ خوش خلق، راست باز، اور خوش وضع ہیں، عورتیں بہت حسین
ہیں۔ کھجور کے پکنے کے موسم میں ہر شنبہ کو باغوں میں چھوٹے بڑے، مرد و زن، سب کے
سب جمع ہوتے ہیں، گاتے بجاتے اور خوشی مناتے ہیں، شہر کی عورتوں کو غیر ملک کے
مردوں سے شادی کرنے میں تامل نہیں، مگر وطن چھوڑنا نہیں چاہتیں، ابن بطوطہ یہاں
سے نکل کر تعز گیا، لیکن وہاں کے باشندوں کو مغرور و متکبر پایا، جیسا کہ عموماً ہر پایہ تخت
میں دیکھا جاتا ہے، یمن کا سلطان رسولی خاندان کا نورالدین علی تھا، پنجشنبہ کو اس کا
دربار منعقد ہوتا تھا، حاضرین کے لئے لازم تھا کہ جھک کر انگشت شہادت سے زمین کو چھو
لیں، پھر سر کو لگا کر کہیں، "اللہ تعالیٰ سلطان کو قائم و برقرار رکھے"، ابن بطوطہ کئی
دن قاضی کے ساتھ دربار میں داخل ہوا، سلام کر کے سلطان کے سامنے بیٹھا تو اس

نے سیاح کے وطن اور سفر کے حالات دریافت کئے، وزیر بھی وہاں موجود تھا، اس کو حکم دیا گیا کہ ابن بطوطہ کی اچھی مہمانداری کی جائے، کچھ دنوں بعد وہ صنعا گیا، ہندوستان اور حبش کی طرح یمن میں بھی بارش تمام سال میں صرف چند مہینے ہوتی ہے، مگر خوب شدت کی ہوتی ہے، صنعا کا ہر گھر اور گلی کوچہ پتھر کے فرش سے آراستہ تھا۔ بارش کا پانی فرش کی وجہ سے شہر کو بالکل دھو کر صاف کر دیتا تھا۔ صنعا سے وہ عدن گیا، جو یمن کی بندرگاہ ہے۔ اس کے گرد پہاڑ ہی پہاڑ ہیں، داخلہ کا صرف ایک ہی راستہ ہے، یہاں کسی قسم کی زراعت نہیں ہوتی، نہ کوئی درخت ہے، پانی وہی ملتا ہے جو بارش کے زمانہ میں حوضوں میں جمع کر لیا جاتا ہے۔ گرمی کی شدت ہے، ہندوستان کی بندرگاہوں، کھمبات قولم یعنی کوئیلون، کالی کٹ اور دیگر ملیباری مقاموں سے یہاں سامان سے لدے ہوئے جہاز آتے ہیں، شہر میں ہندوستان اور مصر کے بھی تاجر رہتے ہیں۔ ان میں بعض ایسے دولتمند تھے کہ بڑے سے بڑے جہاز کا سامان بھی بعض وقت ایک تاجر اکیلا خرید لیتا تھا۔ دولت و باہمی رقابت کے باوجود بڑے خدا ترس، منکسر المزاج اور فیاض تھے، زکوٰۃ بڑی پابندی سے ادا کرتے تھے۔

عدن سے جہاز پر سوار ہو کر ابن بطوطہ چار دن کے سفر کے بعد بربرہ کے حبشیوں کے شہر زیلا کو گیا۔ یہاں سے مقدشا تک دو مہینہ کا راستہ صحرائی صحرا ہے، زیلا اگرچہ ایک بڑا شہر اور اس کا بازار وسیع ہے، لیکن مچھلیوں کی افراط اور ذبح کئے ہوئے اونٹوں کے خون کی وجہ سے انتہا درجہ کا غلیظ اور متعفن ہے، مسافروں نے باوجود سمندر کی طغیانی کے رات کو جہاز ہی پر ٹھہرنا مناسب سمجھا، پندرہ دن کے سفر کے بعد مقدشا پہنچے، جو بہت بڑا شہر تھا، اور جہاں تجار اپنے کھانے کے لئے روزانہ سینکڑوں اونٹ ذبح کرتے تھے، جب کبھی باہر سے کوئی جہاز اس کی بندرگاہ میں داخل ہوتا تو [illegible]

کو ایک ایک اپنا مہمان بنا لیتا، ابن بطوطہ تاجر نہ ہونے کی وجہ سے قاضی شہر کا مہمان بنایا گیا، اس نواح کا سلطان شیخ کہلاتا تھا، اس وقت ابوبکر نام کا بربر قوم سے ایک شخص سلطان تھا، اس نے بوقت حضوری دربار ابن بطوطہ کی پان سپاری سے تواضع کی اور طالب علموں کے مکان میں بحیثیت مہمان شاہی اس کو ٹھیرایا، تین دن کے بعد جمعہ آیا سلطان کے پیچھے جامع مسجد میں نماز جمعہ پڑھی گئی، یہاں سے اس نے سواحل کی سرزمین کا عزم سفر کیا، تاکہ زنج (زنگیوں) کے علاقہ میں کلوا کا شہر جا کر دیکھے، دو دن کے بعد وہ ممباسہ کے جزیرہ پر پہنچا، اس جزیرہ میں میوہ وغیرہ کے درخت تھے، مگر اناج کی قسم سے کوئی کاشت نہ تھی، ایک تاجر نے اس سے کہا کہ کلوا سے سفالا کا شہر جنوب میں چودہ دن کی مسافت پر ہے۔ اور وہاں سے ایک مہینہ کے سفر کے بعد لیمی قوم کا ملک آتا ہے، جس کے یوفی نامی ایک مقام سے وہاں کے باشندے سونا لاکر بیچتے ہیں۔ کلوا بڑا شہر تھا، اس کی تمام عمارتیں لکڑی کی تھیں، اس وقت وہاں کا سلطان ابوالمظفر حسن بڑا نیک اور فیاض تھا، کافر زنگیوں سے ہمیشہ برسرپیکار رہتا تھا، جب یہ فیاض سلطان مرگیا تو اس کا بھائی داؤد جو بڑا بخیل تھا تخت نشین ہوا، سیاح کلوا سے ذفاری پہنچے جو یمن کا آخری کنارہ ہے یہاں سے اچھی نسل کے گھوڑے ہندوستان بھیجے جاتے ہیں۔ اس شہر کے باشندوں اور (مقام تعجب ہے) جانوروں، مویشیوں کی خوراک بھی سارڈین کے قسم کی مچھلی تھی، بازار میں لونڈیاں ہی سامان بیچتی تھیں، ان کا لباس بالکل سیاہ تھا، اناج کی کاشت ہوتی تھی، لیکن نہایت عمیق باولیوں کے پانی سے، اس جگہ کے باشندے اطوار و عادات میں شمال مغربی افریقہ کی اقوام کے مماثل تھے، شہر کے پاس میوے کے باغ تھے، جن میں موز (کیلہ) بکثرت تھے، پان اور ناریل کی بھی کاشت کی جاتی تھی، پان سپاری کا ہندوستان کی طرح بہت استعمال تھا۔

اس کا سلطان بڑی عزت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا، ناریل کے ... سے شہد اور ... بنانے

[illegible]

یہ تیل استعمال کرتی ہیں۔

میسر سے ایک شخص کے چھوٹے سے جہاز میں بیٹھ کر ابن بطوطہ اور دیگر مسافر راہی عمان ہوئے، دوسرے دن کوریا موریا کے جزائر میں سے ایک جزیرہ حاسک پر جا پہنچے جس کے باشندے صرف ماہی گیر تھے، یہاں لوبان کے بہت سے درخت ہیں جن کے پتے پتلے ہوتے ہیں۔ جب ان میں شگاف کیا جاتا ہے تو دودھ ٹپکتا ہے جو گوند کی طرح جم کر لوبان بن جاتا ہے، لخم نامی مچھلی ان کی غذا تھی، اس کو چیر کر گوشت ہڈی سے جدا کر لیا جاتا ہے اور دھوپ میں سکھایا جاتا ہے، مچھلی کی ہڈیوں سے مکان بنائے جاتے ہیں، اور ان پر اونٹ کا چمڑا بطور چھت کے چھپر کر دیا جاتا ہے، چند روز بعد وہ ایک جزیرہ پر پہنچے، جہاں پرند ہی پرند نظر آتے تھے، ملاحوں نے ان کے انڈے اور بچے پکا کر کھائے، ابن بطوطہ نے صرف مچھلی کھا کر پیٹ بھرا، اس لئے کہ ملاح پرندوں کو ذبح کر کے نہ پکاتے تھے، جہاز ہی پر عید الضحیٰ منائی گئی، خشکی پر جانا نہ ہو سکا، سمندر متلاطم تھا اور سامنے ہی ایک جہاز ڈوب گیا اور صرف ایک شخص بڑی مشکل سے جان بچا سکا۔

میسر سے ایک دن اور ایک رات سفر کر کے سور پہنچے جہاں سے قلہات کا شہر پہاڑ کے پیچھے نظر آتا تھا، ابن بطوطہ کو اس شہر کے دیکھنے کی خواہش ہوئی، خضر نامی ایک ہندوستانی بھی ان کے ساتھ ہو لیا، جو شخص رہنمائی کے لئے مقرر کیا گیا، بدنیت ثابت ہوا جس کی وجہ سے ابن بطوطہ کو بہت تکلیف اٹھانی پڑی، چلتے چلتے پاؤں ورم کر گئے، آخر حاکم شہر نے ان کو اپنے ہاں ٹھہرایا، قلہات کی مسجد بڑی شاندار اور مرتفع مقام پر بنائی گئی ہے۔ اس کی دیواریں قاشانی کام سے آراستہ ہیں، یہاں چاول کے ساتھ جو ہندوستان سے لایا جاتا ہے مچھلی پکا کر کھاتے ہیں، مچھلی بہت ہی لذیذ تھی، پھر وہ چھ دن کے سفر کے بعد عمان پہنچے، جو بہت شاداب اور ہر قسم کے میووں اور درختوں سے معمور تھا، اس کا پایۂ تخت نزوا ایک پہاڑ کے نیچے واقع ہے، بازار نہایت پاک صاف تھا اور

مسجدیں نہایت خوش نما تھیں۔ ملک کے باشندے مسجد کے صحن میں بیٹھ کر اپنا کھانا لا کر کھاتے تھے، اگر کوئی مسافر آ گیا تو اس کو بھی اپنے ساتھ کھانے میں شریک کر لیتے تھے، بڑے بہادر اور جنگجو تھے عمان کا سلطان ابو محمد نامی اندی قبیلہ سے تھا، ساحل کے کنارے کے اکثر شہر اس کی حکومت میں تھے، ابن بطوطہ یہاں بھی پہنچا، وہ ایک ساحلی شہر تھا جو مغستان بھی کہلاتا تھا، جدید ہرمز (۲۱۱۸۳) سمندر کا ایک جزیرہ اس کے سامنے نو میل پر واقع ہے، اس کی بندرگاہ بازاروں سے بھری تھی ہندوستان خصوصاً سندھ سے لیا ہوا سامان عراقین، فارس اور خراسان بھیجا جاتا تھا، لوگ کھجور اور مچھلی کھا کر پلتے ہیں اور کہتے ہیں "خرما و ماہی لوت پادشاہی" باولیوں اور مصنوعی تالابوں سے پانی حاصل کیا جاتا ہے، سقا مشکوں میں بھر کر لاتے ہیں، جامع مسجد کے دروازہ پر مچھلی کا سر اتنا بڑا نصب تھا کہ لوگ اس کی ایک آنکھ کے حلقہ سے اندر آتے اور دوسرے سے باہر جاتے تھے، ہرمز کا سلطان قطب الدین تہمتن بڑا ہی فیاض اور منکسر المزاج آدمی تھا، اس وقت اپنے باغی بھتیجوں سے جنگ کر رہا تھا۔ جب ابن بطوطہ اور اس کے ساتھ کے مسافر وزیر کے ساتھ سلطان کے قصر میں سلام کے لئے حاضر ہوئے تو سلطان کو ایک بوڑھا آدمی بالکل معمولی لباس پہنے اور عمامہ باندھے پایا۔

ایک بزرگ کی ملاقات کی غرض سے ابن بطوطہ ہرمز سے خنجبال نام کے ایک شہر کو گیا، یہاں ترکمانوں کی آبادی تھی، ان کی رہنمائی کے بغیر سفر نا ممکن تھا۔ راستہ میں چار دن کی مسافت کا ایک صحرا حائل تھا۔ جس میں عرب ڈاکوؤں اور باد سموم کی شدت کی وجہ سے جان ہمیشہ خطرہ میں رہتی تھی ان صحراؤں سے گذر کر وہ خورستان گیا جو بہت گرم مقام تھا، یہاں ابن بطوطہ یا اس کے کاتب کے حافظہ کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔ خورستان شیراز سے تقریباً پچاس میل جنوب مشرق کی طرف واقع ہے، اگر وہ وہاں سے گذرا تو غالباً ۱۳۴۷ء میں ہندوستان کی واپسی کے وقت ہی گذرا ہوگا، خورستان کا دوسرا نام سروستان ہے، بھینڈی اور میوہ کے باغات کی افراط ہے، اس کے بعد لار نامی شہر میں پہنچا اور درویشوں کی خانقاہ میں ٹھہرا۔ اس جگہ کا سلطان ایک ترکمان ......

تھا، جس نے عام دستور کے مطابق از راہِ کرم اس کے پاس کچھ تحفہ بھیجا۔

یہاں سے نکل کر سیدھا خنجبال پہنچا، جو مشہور بزرگ شیخ ابو دُلف کی قیامگاہ تھی، ان سے شرف ملاقات حاصل کر کے قیس کو گیا، جسے سیراف بھی کہتے ہیں، (یہاں بھی ابن بطوطہ کے حافظہ کی غلطی معلوم ہوتی ہے سیراف کی قدیم بندرگاہ جو کسی زمانہ میں خلیج فارس کی آمد و رفت کا دروازہ تھی، حالیہ طاہری (TAHIRI) کے قریب واقع ہے، قیس یا کیش اس سے کوئی سنتر میل جنوب میں ایک جزیرہ ہے جس کا ذکر شیخ سعدی نے گلستاں کی ایک حکایت میں کیا ہے) بارھویں صدی عیسوی میں کیش نے سیراف سے خلیج کی آمد و رفت راستہ چھین لیا، سنہ ۱۳۰۰ء میں کیش کی جگہ شہر ہرمز آمد و رفت کا مقام بنا، جو بندر عباس کے جنوب مشرق میں واقع ہے، سنہ ۱۵۰۸ء میں پرتگالیوں نے ہرمز پر اپنا قبضہ جمایا، لیکن سنہ ۱۶۲۲ء میں انگریزوں کی مدد سے ایرانیوں نے اسکو پرتگالیوں سے واپس چھین لیا، بالآخر سترھویں صدی میں خود بندر عباس کا شہر ہرمز کی جگہ خلیج فارس کی بندرگاہ بن گیا) سیراف کے باشندے ایرانی تھے، سیراف اور بحرین کے مابین خلیج کا ایک ساکن حصہ ہے، جہاں اپریل اور مئی کے مہینوں میں موتی کے سوداگر کشتیوں میں جمع ہوتے ہیں، عرب غوطہ زن پانی میں سانس روک کر اترتے ہیں اور خلیج کی تہ سے سیپیاں نکال لاتے ہیں، باہر لانے کے بعد ان سیپیوں کو کھول کر خشک ہونے دیتے ہیں تو ان میں سے موتی برآمد ہوتے ہیں، غوطہ زن مختلف مدت تک بیک وقت پانی کے اندر سانس روک کر رہ سکتے ہیں، جب تھک جاتے ہیں تو کمر سے بندھی ہوئی رسی کو ہلاتے ہیں، کشتی والے ان کو اوپر کھینچ لیتے ہیں، غوطہ زن اکثر و بیشتر ان سوداگروں کے مقروض ہوتے ہیں، ان کی پرورش کا یہی ذریعہ ہے، سیراف سے ابن بطوطہ بحرین کے خوشنما، وسیع اور شاداب شہر کو گیا، کہتا ہے کہ اگر وہاں کہیں بھی ساحل کے قریب ہاتھ سے ذرا سا کھود دیا جائے تو آب شیریں نکل آتا ہے، دھوپ اور ریت کی کثرت ہے، وہاں سے وہ قطیف گیا، پھر حجر یا (الحصاء) یہاں کھجوروں کی افراط ہے، [illegible]

[illegible] حج کی غرض سے سنہ ۷۳۲ھ میں مکہ معظمہ روانہ ہوا، اس سال سلطان [illegible]

[illegible]

[illegible]

ہندوستان سے مکہ معظمہ تک

جو حضرات دار العلوم حرم کی خدمت کو توشۂ آخرت سمجھتے ہیں اور اس کی اعانت کا ارادہ رکھتے ہیں ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ معاونین کی سہولت کے لئے مدرسے کے مرکزی دفتر مکہ معظمہ کی ایک شاخ ہندوستان میں بنام صدر دفتر مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ دہلی قرول باغ میں قائم ہے جو مکہ معظمہ تک ہر قسم کی امداد و اعانت کے بھیجنے کا ایک مستقل ذریعہ ہے جہاں آپ چندہ کی چھوٹی بڑی رقمیں اور مختلف امدادی سامان وغیرہ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کیلئے بذریعہ منی آرڈر یا بذات خود یا ریلوے پارسل سے ارسال فرما سکتے ہیں۔

ہندوستانی صدر دفتر کا فرض ہے کہ وہ مکہ معظمہ کے مرکزی دفتر مدرسہ سے باضابطہ رسید آنے پر آپکی خدمت میں پیش کرے۔

پتہ

مہتمم صدر دفتر مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ۔ دہلی قرول باغ

موجِ کوثر

بابت ماہ جمادی الاول سنہ ۱۳۶۴ھ

مکہ معظمہ میں ہندوستانی مرحومین کیلئے ایصال ثواب

اپنے جانے والے عزیزوں، دوستوں اور بزرگوں کو یاد رکھئے تاکہ آنیوالے آپ کو یاد رکھیں
اپنے خاندان کے مرحومین کے لئے مکہ معظمہ میں کعبہ کے زیر سایہ ایصال ثواب بھیجیے:
یاد رکھئے کہ مکہ معظمہ میں ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ نیکی کے برابر ہے، آپ جو روپیہ ہندوستان میں خرچ کرتے ہیں، اس کو مکہ معظمہ میں خرچ کرکے ایک لاکھ گنا ثواب حاصل کرسکتے ہیں۔
اس مد کی آمدنی وظائف حفاظ میں صرف کی جاتی ہے

نمبر شمار	ایصال ثواب	مرسل رقم	رقم
۱	بروح محترمہ اہلیہ صاحبہ مرحومہ خود	جناب رحمت علی خاں صاحب گونڈہ	عہ
۲	بروح دختر صاحبہ مرحومہ خود	" محمد رفیع صاحب موضع پورانیہ	عـ
۳	بروح پاک سرکار دو عالم صلعم، بارواح والدین مرحومین خود،	" غلام حیدر صاحب آگرہ	مار
۴	بروح محترمہ والدہ صاحبہ مرحومہ، بارواح دو برادران مرحومین	محترمہ دختر صاحبہ جناب شیخ محمد الدین صاحب لاہور	ے/
۵	بروح پاک سرکار دو عالم صلعم، بروح محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم، محترمہ حکیما صاحبہ مرحومہ محمد اسحٰق صاحب مرحوم، محترمہ بسم اللہ بی بی صاحبہ مرحومہ	جناب احمد یعقوب صاحب، سعید احمد خاں صاحب جمیل احمد خاں صاحب الہ آباد	عہ
۶	بروح والدہ صاحبہ مرحومہ خود	جناب جمیل احمد صاحب قریشی کانپور	۶/
۷	" زبیدہ خاتون صاحبہ مرحومہ	" ملک ولی محمد صاحب اٹی رامپور	للعہ
۸	بارواح والدین مرحومین خود	" شیخ محمد حسین صاحب پٹھان کوٹ	صہ/
		میزان ماہ جمادی الاول سنہ ۱۳۶۴ھ	ما صہ ۶/

سبیل کوثر

بابت ماہ جمادی الاول سنہ ۱۳۶۴ھ

اہل حرمین شریفین کی امداد و دستگیری

مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے لئے امدادی رقوم

خداوند کریم کا شکر و احسان ہے کہ وہ خادمانِ دارالعلوم حرم سے متعدد کام لے رہا ہے، صدر دفتر مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ دہلی کو ملک کے مختلف مقامات سے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے بعض خاص اور عام غربا، و مساکین اور بیوگان و یتامیٰ اور دوسرے امورِ خیر کے لئے حسب ذیل رقوم ماہ جمادی الاول سنہ ۱۳۶۴ھ وصول ہوئی ہیں، یہ ایک نیک کام کی توفیق ہے جو دارالعلوم حرم کی خدمت کے ساتھ ہمارے حصہ میں آئی ہے، یہ رقوم مدرسہ کے مرکزی دفتر مکہ معظمہ کو معطیان کی ہدایت کے مطابق مستحقین تک پہنچانے کے لئے بھیجدی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھے ؛ آتے ہیں جو کام دوسروں کے

نمبر شمار	نام نامی	رقم	نمبر شمار	نام نامی	رقم
۱	محترمہ قیصری بیگم صاحبہ مراد آباد	۱۲ر	۳	ایک اہل خیر جزاہ اللہ۔ از کلکتہ	عار
۲	جناب الحاج خان بہادر محمد عبد العزیز پاشا صاحب، از جانب مولانا محمد عبد الجبار شاہ صاحب مرحوم، از جانب محترمہ ممتاز کنا بیگم صاحبہ مرحومہ	۱۲۰۰ر	۴	جناب سردار محمد جمال الدین یار صاحب	عـہ
			۵	،، محمد عشرت اللہ صاحب اٹک پور بتوسط حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی	۵ر

نمبر شمار	نام نامی	رقم	نمبر شمار	نام نامی	رقم
۶	جناب مستری حسیت اللہ صاحب بتوسط جناب الحاج شیخ ناظر حسن صاحب جوالاپور	[illegible]	۱۰	جناب مولوی عبدالمالک صاحب ابن جناب منشی عبدالقیوم خاں صاحب دہلی	[illegible]
۷	” آنریبل سر شیخ عبدالقادر صاحب ریاست بہاولپور، بذریعہ جناب خان بہادر حاجی وجیہ الدین صاحب	[illegible]	۱۱	جناب محمد حسن صاحب بابوپور	[illegible]
			۱۲	” سردار محمد جمال الدین یار صاحب [illegible]	[illegible]
۸	جناب محمد سعید احمد خاں صاحب [illegible] بریرہ	[illegible]	۱۳	” شجاعت علی خاں صاحب [illegible]	
۹	جناب محمد ادریس صاحب اینڈ سنز سلہٹ	[illegible]		جناب حکیم کریم بخش صاحب شاہجہاں پور	[illegible]

میزان ماہ جمادی الاول ۱۳۶۴ھ　　[illegible]

[illegible] سہی
[illegible] از [illegible] سہی
[illegible] سہی
[illegible]

یوسف [illegible]

صحیفۂ سعادت

معاونین کرام اور محسنوں کے اسمائے گرامی

فہرست رقوم عطیات و امداد مدرسہ موصولہ کہ عطیہ بذریعہ صدر دفتر مدرسہ دہلی

بابت ماہ جمادی الاول ۱۳۶۴ھ

اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ ہر صحیفہ کی فہرست اسمائے معاونین کرام کی لفافہ عنایت دستی ماہ کے نمبر میں ہوا کرے گی مندرجہ تفصیلات میں اگر کوئی غلطی ہو تو براہ کرم دفتر کو مطلع فرمائیے باعث شکرگزاری ہوگا

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
۱	[illegible]	جناب منشی عبدالرحیم صاحب مظفرنگر (بذریعہ رجسٹری)	۱۱ر	زکوٰۃ
۲	۳۲ ”	جناب مرزا احمد صاحب فاروقی سنبھل (منی آرڈر)	۱۵ر	امداد عام، زکوٰۃ، مدرسہ، تعلیم
۳	۳۳ ”	جناب عبدالوہاب صاحب (از جانب والدہ صاحبہ) منوچہاون منی آرڈر	عہ/ر	فطرانہ، ایتام
۴	۳۴ ”	جناب الحاج خان بہادر محمد عبدالعزیز بادشاہ صاحب مدراس (منی آرڈر)	[illegible]	امداد عام
۵	۳۵ ”	” ” از جانب محترمہ محمودالنساء بیگم صاحبہ	[illegible]	”
۶	۳۶ ”	” از جانب مولانا محمد عبدالجبار بادشاہ صاحب مرحوم	[illegible]	”
۷	۳۷ ”	” حاجی محمد احمد صاحب بلڈی، دہلی (منی آرڈر)	عہ/ر	”
۸	۳۸ [illegible]	محترمہ اللہ رکھی صاحبہ والدہ منشی عباس پانی پت (بذریعہ جناب پرنسپل صاحب منی آرڈر)	۶ر	امداد عام
۹	۳۹ ”	محترمہ [illegible] صاحبہ فاروقی (منی آرڈر)	۶ر	”
۱۰	۴۰ ”	جناب منشی محمد یٰسین صاحب بتوسط جناب منشی عبدالمجید صاحب آگرہ (منی آرڈر)	عہ	”
۱۱	۴۱ ”	جناب الحاج قاضی سید نثار حسین صاحب موضع عبداللہ گنج (چرم عقیقہ، چرم قربانی) (منی آرڈر)	[illegible]	نفقات طلبا
۱۲	۴۲ ”	جناب قاضی سید عابد علی صاحب موضع بہادر گنج بتوسط جناب قاضی سید نثار حسین صاحب (منی آرڈر)	[illegible]	چرم قربانی

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
۱۳		جناب قاضی سید ظہیر الدین صاحب موضع بہادر گنج بتوسط جناب قاضی سید شاہ حسین صاحب منی آرڈر	۵/	وظائف چرم قربانی
۱۴	۴۴	جناب پیر میاں صاحب موضع بہار البحر بتوسط	۱۲/	"
۱۵	۴۵	" بخشی میاں صاحب " "	۵/	"
۱۶	۴۶	" پیر بخش صاحب " "	۱۲/	"
۱۷	۴۷	" بھولو میاں صاحب " "	۵/	"
۱۸	۴۸	" نجیب میاں صاحب " "	۱۲/	"
۱۹	۴۹	" حسینی میاں صاحب " "	۱۲/	"
۲۰	۵۱	" براتی علی صاحب موضع امرول " "	۸/	"
۲۱	۵۱	" سید ولی رضا صاحب موضع جنی " "	۸/	"
۲۲	۵۲	" چودھری محمد الطاف الرحمن صاحب منجانب وقف چودھرائن عزت النسا بیگم صاحبہ مرحومہ رودولی (از وقف مذکور) منی آرڈر	صہ	اعانت عام
۲۳	۵۳	جناب حاجی عبد اللہ میاں عثمان میاں صاحبان بتوسط جناب محمد بشیر احمد صاحب انصاری مہنداول (منی آرڈر)	۵عہ	"
۲۴	۵۴	جناب دوست محمد صاحب چنیوٹی بڑگاؤں ذریعہ ڈرافٹ	عام	زکوٰۃ
۲۵	۵۵	جناب رحمت علی خان صاحب گونڈہ مرسلہ جناب دوست محمد صاحب چنیوٹی ذریعہ ڈرافٹ	صہ	ایصال ثواب
۲۶	۵۶	جناب محمد رفیع صاحب موضع پورانیہ مرسلہ " ذریعہ ڈرافٹ	صہ	"

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
۲۸	۵۸	جناب غلام حیدر صاحب آگرہ منی آرڈر	عام	[illegible]
۲۸	۵۸	جناب محمد اسمٰعیل خاں صاحب کرہا منی آرڈر	صہ	[illegible]
۲۹	۵۹	جناب سردار محمد جمال الدین یار صاحب		
		محترمہ حاکم صاحبہ سردار محمد حسن صاحب دہلی (معرفت صدر)	[illegible]	"
۳۰	۶۰	محترمہ الہیہ صاحبہ سید محتشم حسین صاحب بلی تو رسلغ دستی	عام	"
۳۱	۶۱	محترمہ حمیدہ صاحبہ بتوسط جناب الحاج حافظ عبد الرحمن صاحب موضع بودنیہ خورد (دستی)	عام	"
۳۲	۶۲	جناب نظیر حسین صاحب " بتوسط " "	عام	"
۳۳	۶۳	" الحاج حافظ عبد الرحمن صاحب موضع بودنیہ خورد (دستی)	۱۳/	"
۳۴	۶۴	" محمد اسحٰق صاحب بتوسط " "	۱۳/	"
۳۵	۶۵	محترمہ آمنہ صاحبہ زوجہ جناب محمد یوسف صاحب موضع بودنیہ خورد بتوسط مذکور دستی	۱۳/	"
۳۶	۶۶	جناب نور احمد صاحب " بتوسط "	۱۳/	"
۳۷	۶۷	محترمہ دختر صاحبہ جناب شیخ کمال الدین صاحب لاہور منی آرڈر	مے	زکوٰۃ
۳۸	۶۸	جناب حکیم تصدق حسین صاحب گونڈہ منی آرڈر	صہ	اعانت عام

نمبر شمار	نمبر رسید	نام نامی	رقم	مد
۳۹	۶۹	محترمہ اہلیہ صاحبہ جناب الحاج شیخ ناظر حسن صاحب جوالاپور (منی آرڈر)	۱۰ر	امداد عام
۴۰	۷۰	محترمہ اہلیہ صاحبہ نیاز احمد صاحب بتوسط [illegible] جوالاپور منی آرڈر	۴ر	"
۴۱	۷۱	محترمہ ہمشیرہ صاحبہ مسٹر رضا مرزا صاحب جودھپور (منی آرڈر)	۲ر	"
۴۲	۷۲	جناب محمد یعقوب صاحب پنشنر سید احمد خان صاحب، جمیل محمد خان صاحب الہ آباد (منی آرڈر)	صہ	ابن السبیل غریب
۴۳	۷۳	جناب محمد اظہر محمد شفیع صاحبان کانپور (منی آرڈر)	عہ	امداد عام
۴۴	۷۴	جناب رؤف احمد صاحب لکھیم پور (منی آرڈر)	صہ	وظائف طلباء
۴۵	۷۵	جناب ابوالنصر مولانا محمد عبدالحی صاحب صدیقی دروزہ شریف منی آرڈر	[illegible]	امداد عام
۴۶	۷۶	جناب جمیل احمد صاحب [illegible] کانپور (منی آرڈر)	۲ر	ایصال ثواب
۴۷	۷۷	جناب ملک ولی محمد صاحب اٹی رامپور (منی آرڈر)	عہ	"
۴۸	۷۸	محترمہ والدہ صاحبہ جناب عبدالاول صاحب جودھپور (دستی)	۲ر	امداد عام
۴۹	۷۹	جناب یوسف ایم اکبانی صاحب بلورمات (منی آرڈر)	[illegible]	"

نمبر شمار	نمبر رسید	نام نامی	رقم	مد
۵۰	۸۰ ۲۹ [illegible]	جناب مسٹر محمد جمال الدین [illegible] صاحب محترمہ خانم صاحبہ جناب مراد صاحب موصوف منی دہلی (چیک)	[illegible]	امداد عام
۵۱	۸۱	جناب محمد خلیل سراج الدین صاحب بنارس (منی آرڈر)	عہ	زکوٰۃ
۵۲	۸۲	جناب سید اظہر حسن صاحب [illegible] (منی آرڈر)	عہ	زکوٰۃ [illegible]
۵۳	۸۳ [illegible]	جناب الحاج کیپٹن مولوی غلام محمد صاحب ریاست بہاولپور بابت ماہ اپریل ۱۹۳۵ء منی آرڈر	صہ	زکوٰۃ
۵۴	۸۴	ایم کے بتوسط جناب شاہ [illegible] صاحب، مراد آباد [illegible] محترمہ بیگم صاحبہ شاہ منیر عالم صاحب (منی آرڈر)	صہ	امداد عام
۵۵	۸۵	جناب حنیفی صاحب گارڈ بتوسط جناب دوست محمد صاحب [illegible] بڑگاؤں (منی آرڈر)	سہ	زکوٰۃ
۵۶	۸۶	جناب شیخ عبدالغفور صاحب جوالاپور بتوسط جناب الحاج شیخ ناظر حسن صاحب (منی آرڈر)	صہ	امداد عام
۵۷	۸۷	جناب شیخ مظہر حسن صاحب جوالاپور بتوسط مذکور (منی آرڈر)	صہ	"
۵۸	۸۸	جناب علی حسن صاحب [illegible] بتوسط مذکور (منی آرڈر)	صہ	"

نمبر شمار	نمبر رسید طلبہ	نام نامی	رقم	مد	نمبر شمار	نمبر رسید طلبہ	نام نامی	رقم	مد
۵۹	بوقت ۲۶ ... علیحدہ	جناب نظام الدین صاحب بتوسط جناب خورشید حسین ظفر حسین صاحبان شیرکوٹ (منی آرڈر)	عہ/	وظائف طلبا	۶۴	بوقت ۲۶ ... علیحدہ	محترمہ سجودی صاحبہ مرسلہ جناب الحاج حافظ عبدالرحمٰن صاحب موضع بوڑینہ ضلع ... (منی آرڈر)	[illegible]	[illegible]
۶۰	۲۰ "	جناب حاجی اللہ بخش صاحب قصبہ محمدی (منی آرڈر)	عہ/	"	۶۵	۱۱ "	جناب شیخ حبیب حسن صاحب مرسلہ جناب الحاج شیخ ناظر حسن صاحب بہاولپور (منی آرڈر)	[illegible]	[illegible]
۶۱	۲۸ "	جناب شیخ محمد حسین صاحب پٹھانکوٹ (منی آرڈر)	عہ	ایصال ثواب	۶۶	۱۲ "	جناب رفیق احمد صاحب، دہلی قرول باغ (دستی)	[illegible]	[illegible]
۶۲	... علیحدہ	جناب سید ظفر الحسن صاحب نئی دہلی (ماہ فروری و مارچ ۱۹۴۵ء) (دستی)	عہ/	امداد عام	۶۷	۹۲۴۴ رسید علیحدہ	جناب مولوی محمد امداد اللہ صاحب کیمبرگنج، (منی آرڈر)	[illegible]	[illegible]
۶۳	۹ "	محترمہ اکبری بیگم صاحبہ مرسلہ جناب الحاج حافظ عبدالرحمٰن صاحب موضع بوڑینہ ضلع ... (منی آرڈر)	عہ/	"	۶۸	۹۲۴۵ رسید ...	جناب حاجی طفیل احمد صاحب رشکی (منی آرڈر)	[illegible]	[illegible]
							آمدنی بمد اشتراک رسالہ ضمائمہ دوم	[illegible]	

میزان آمدنی ماہ جمادی الاول ۱۳۶۳ھ [illegible]

احقر
ضیاء الدین احمد عفی عنہ
معتمد
صدر دفتر مدرسہ صولتیہ۔ دہلی۔ قرولباغ

مدرسہ صولتیہ (مکہ معظمہ) کے اہم اغراض و مقاصد

۱ مکہ معظمہ میں ہندوستانی طلبہ کے لئے بالخصوص اور آفاقی طلبہ کے لئے بالعموم تجوید وعلم قرأت کی صحیح تعلیم کا انتظام کرنا۔

۲ ان ہونہار، شائقین علم پردیسی طلبہ کی تعلیم و قیام کا بلا معاوضہ بندوبست کرنا جو دنیائے اسلام سے تحصیل علوم اسلامیہ کے شوق میں مکہ معظمہ آتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ مرکز اسلام سے کچھ حاصل کرکے جائیں۔

۳ مستحق و نادار طلبہ کو تا زمانہ تعلیم نقد وظائف امداد دینا۔

۴ قابل طلبہ کی حوصلہ افزائی کے لئے ان کو وظائف لیاقت دینا۔

۵ یتیموں اور خاص طور پر مہاجرین حرم کے بچوں کی تعلیم و تربیت۔

۶ مرکزی حیثیت سے دنیائے اسلام کے لئے مدرسہ کو جامعہ حرم یا مکہ یونیورسٹی بنانا۔

۷ دینی تعلیم کے ساتھ صنعتی تعلیم کا انتظام اور مکمل دار الصنائع کا قیام اور اس کی مستقل عمارت بنانا۔

۸ مدرسہ کے کتبخانہ کی مستقل عمارت تیار کرنا، اور مرکزی شان کے لحاظ سے اسے وسعت دینا۔

ترجمان القرآن

از

مولانا ابوالکلام آزاد

جلد دوم

یہ جلد اپنی نوعیت کے لحاظ سے پہلی جلد سے بھی زیادہ مہتم بالشان ہے۔ علمی حواشی زیادہ مفصل، دلکش اور اہم مسائل پر مشتمل ہیں۔ کتابت و طباعت [illegible] سورۂ انفال، کہف، مریم، انبیاء وغیرہ اسی میں آگئی ہیں [illegible] کے مسائل [illegible] کے باعث جی کھول کر بحث کرنے کا موقع مل گیا ہے [illegible] اپنے رنگ میں اور علمی خصوصیت کے اعتبار سے بے نظیر ہو گئی ہے۔ سورۂ اعراف سے سورۂ مومنون تک۔ ہدیہ بلا جلد آٹھ روپے آٹھ آنہ ([illegible]) مجلد [illegible]

([illegible] کا حوالہ ضرور دیں)

شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری [illegible]

ناشر حافظ ضیاء الدین احمد نے [illegible]

ندائے حرم

صدر دفتر مدرسہ صولتیہ (مکہ معظمہ) دہلی کا ماہوار رسالہ

مرتبہ

ادارۂ صدر دفتر

ندائے حرم کا مقصد	ندائے حرم کا مسلک
۱ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے اغراض و مقاصد کی اشاعت اور ان کی تکمیل کے لئے کوشش۔	۱ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے زیر سایہ ایک باہمہ مرکزی تحریک ہے اس لئے مجلہ ندائے حرم مرکز اسلام کی آواز ہے۔
۲ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے سرپرستوں اور معاونین کو اس کے اہم اور ضروری حالات سے روشناس کرنا۔	۲ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ چونکہ ہر ملک کے مسلمانوں کا خدا کے گھر میں بہترین سالہ مشترکہ یادگار ہے اس لئے ندائے حرم کو عام اختلافی امور سے احتراز ہوگا۔
۳ مسلمانان ہند کو اسلامی دنیا کی اہم تحریکات علمی و معاشرتی جدوجہد اور علمی و فنی خدمات سے باخبر کرنا۔	۳ سیاسی معاملات اور ملکی سیاست سے تعلق نہ ہوگا۔

ندائے حرم بپابندی وقت کے ساتھ ہر انگریزی ماہ کی ۱۵ تاریخ کو کم از کم ۴۰ صفحات پر شائع ہوتا ہے۔

عدم وصولی کی صورت میں ۲۵ تاریخ تک اطلاع دے کر دوسرا رسالہ طلب فرمائیں اس کے بعد دفتر معذور ہوگا

ماہنامہ ندائے حرم مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے مستقل سرپرستوں اور خاص معاونین کی خدمت میں ہدیۃً پیش کیا جاتا ہے

جواب طلب امور کے لئے محصول ڈاک بھیجئے۔

سالانہ اشتراک تین روپیہ (ے۳) فی پرچہ ۴ / بیرون ہند سے ۶ شلنگ

رسالہ کے متعلق تمام ضروری خط و کتابت منتظم رسالہ ندائے حرم دہلی قرول باغ سے ہونی چاہئے۔

نمونہ کے لئے ۴ کے ٹکٹ آنا ضروری ہیں۔

ترسیل زر کا پتہ

معتمد صدر دفتر مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ دہلی۔ قرول باغ

تار کا پتہ - صولتیہ دہلی
SAULTIYA - DELHI

ندائے حرم

عدد [illegible] مسئول ضیاء الدین احمد جلد ۵

بابت ماہ رجب المرجب سنہ ۱۳۶۴ھ مطابق ماہ جون سنہ ۱۹۴۵ء

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲	قفلِ جہنم (نظم)		اصلاح امت اور ہمارے امراء
۳	اشارات	۱۹	سفرنامہ ابن بطوطہ
	قرآن، کائنات، عمل اور کامیابی	۲۸	اسلام اور یورپ
	حقیقت خواب کے رنگ میں		سنت اللہ سے بغاوت کے عبرتناک نتائج
	علم و عمل کا تریاق		معرکۂ علم و جہل
۱۰	بصائر		وحشی یورپ کی آٹھ صدیاں
	نماز اور فلسفۂ اجتماع		انقلاب ماہیت کے اسباب
	مسلم کی غفلت اور کفر کی بیداری	۳۵	صبح کوثر
	یورپ کی بے دینی	۳۶	سبیل کوثر
	اسلام کا دریائے حکمت	۳۸	صحیفۂ سعادت
	فطری مذہب کے غیر محتاط پیرو		. . . .

قفلِ جہنم

(از مولانا ابوالاسرار صاحب رمزی اٹاوی - جودھپور)

(خاص ندائے حرم کے لئے)

عبداللہ بن عمرؓ کہیں سوتے تھے ایک دن   عبداللہ بن سلامؓ[1] نے آکر جگا دیا!
فرمایا ہنس کے "قفلِ جہنم" کے بیٹھے اٹھ!   حیرت بھرے خطاب نے حیراں بنادیا
حضرت عمرؓ کے پاس وہ مغموم سے گئے   اور یہ عجیب ماجرا ان کو سنادیا

حضرت بھی سن کے عالمِ حیرت میں رہ گئے
کچھ سوچا اور سوچ کے تشریف لے چلے

عبداللہ بن سلام سے کی اس پہ گفتگو   پوچھا کہ آپ کس لئے کرتے ہیں یوں کلام
کہنے لگے کہ آپ تعجب نہ کیجئے!   عبداللہ بن سلام کا ہو آپ پر سلام
میری نظر سے گذری ہیں اکثر روایتیں   ملتا ہے آسمانی صحائف سے یہ پیام

فاروقیت کا دبدبہ ہوگا جہان میں
ڈنکا بجے گا اس کا زمین آسمان میں

جب تک رہے گا نائبِ مرسل کا دورِ پاک   یعنی عمرؓ خلیفۂ ثانی کا اقتدار
ہوگا خلافِ شرع نہ ہرگز کوئی عمل   ہوگا فروغِ ملتِ اسلام آشکار
جنت کے در کشادہ رہیں گے جہان پر   بستہ رہے گا خلق پہ بابِ جحیم و نار

یہ غیب گوئی آپ کی جانب اشارہ ہے
قفلِ جہنم ایک لطیف استعارہ ہے

---

[1] حضرت عبداللہ بن سلامؓ یہودیوں کے پیشوا اور کتب سماویہ کے بڑے عالم تھے، بعد میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔

اثرات

قرآن، کائنات، عمل اور کامیابی

ادعائے باطل: - اگرانسان خود کچھ نہ ہو، اگر زید و بکر کسی گہرے غار میں پڑے ہوں اور یہ بھی نہ جانتے ہوں کہ غار میں پڑے ہیں تو وہ یہ کہہ کر غار سے نہیں نکل سکتے کہ ان کے باپ دادا اور ان کے بزرگ کسی زمانہ میں دنیا کی بلند ترین چوٹیوں پر قیام کر چکے ہیں۔ اور انہوں نے بہت سے لوگوں کو غار سے نکال کر بلندیوں پر پہنچایا تھا، اگر وہ یہ دعویٰ کرتے رہیں اور خود غار سے نکلنے کی کوشش نہ کریں - تو ان کا یہ بیان بے معنی اور لغو ہوگا تعجب نہیں کہ لوگ انہیں جنونی بتائیں، اور دماغی علاج کا مشورہ دیں ظاہر ہے کہ اس میں قصور لوگوں کا نہ ہوگا۔ زید و بکر کا قصور ہوگا، کہ خود غار میں پڑے ہوئے ہیں اور باور یہ کرانا چاہتے ہیں کہ ان کے بزرگ ایسے نہ تھے، بلکہ تمام بلندیاں ان کے مقابلہ میں پست تھیں۔

دور جدید کے مسلمان جن امراض میں مبتلا ہیں ان میں جہالت کا مرض نہایت شدید اور مہلک ہے، ان میں بمشکل ایک فیصدی تعلیم یافتہ ہوں گے۔ درس گاہوں میں ان کی نشستیں خالی ملیں گی، اصناف علوم میں ان کا درجہ صفر ہوگا، سائنس، علم الاقتصاد، سیاست، علم الاخلاق اور میکانکی میں کسی قسم کا امتیاز، نہ اکتشافات ریسرچ کے میدان میں ان کا نقش پا، علمی ذوق سے کوسوں دور، فکری بلندیوں کے تصور تک سے ناآشنا۔

عقلی اور ذہنی ترقیوں کی افادیت سے بے بہرہ، فضائل و کمالات کے اکتساب سے بے نصیب جہل و حماقت، تن پروری اور راحت طلبی کے عاشق، علمی دنیا میں ایک عضو معطل۔

حقیقت خواب کے رنگ میں:- اس کے باوجود اگر وہ کہنے لگیں کہ ہمارے بزرگوں نے ہی دنیا کو سیاست اور جہانبانی کا اولین سبق دیا تھا، عسکری نظام کے بانی وہی لوگ تھے جنہیں اسلام کی حلقہ بگوشی کا فخر حاصل تھا، یورپ سائنس، فلسفہ، طب اور دیگر اصناف علوم میں ہمارے ہی بزرگوں کا شاگرد ہے، اسلامی یونیورسٹیاں، یورپ کے طلبا کے لئے وقف تھیں، مغربی ممالک سے لوگ جوق در جوق آتے اور علم و حکمت سے دامن مراد بھر کر لے جاتے، حتیٰ کہ پوپ اور کارڈینال بھی مسلمانوں کی شاگردی سے مستثنیٰ نہ تھے، ابن رشد کا فلسفہ سولھویں صدی تک سارے یورپ پر چھایا رہا اور یورپ کے فلاسفہ میں بیکن تک ایک فلسفی بھی ایسا نہ تھا، جس نے عرب فلاسفہ کے تجربات اور تحقیقات سے فائدہ نہ اٹھایا ہو۔ بارود کے موجد مسلمان تھے، کاغذ سازی کا فن بھی مسلمانوں نے پھیلایا۔ ٹیکہ کی ایجاد ان ہی کی رہین منت ہے، وعلیٰ ہذا القیاس، بتائیے موجودہ دور میں ان حیرت انگیز دعاوی کو کون تسلیم کرے گا۔ اور کس طرح ان کی تصدیق پر آمادہ ہوگا۔ جب کہ موجودہ دور کا مسلمان جہل و حماقت، بے علمی، آرام طلبی میں شہرۂ آفاق اور آٹے دال تک کے لئے بنیوں کا محتاج ہے۔ چہروں پر اداسی، عزائم میں مرض الموت کی طرح ارتعاش، ارادوں میں پرانی قبر کی طرح بوسیدگی، جرأت اور اقدام میں گرم خون کا قطرہ تک ندارد علوم و فنون اور صنائع میں صرف اللہ کا نام، اس پر بزرگوں کی طرف وہ باتیں منسوب کرتے ہیں جنہیں باور کرانا اس علمی دنیا میں ناممکن نہیں تو دشوار ضرور ہے۔

بارود مسلمانوں نے ایجاد کی۔ ٹیکہ کا آغاز بھی مسلمانوں سے ہوا، مگر ذرا یہ تو بتایئے کہ ہمارے پاس دلیل کا منبع کہاں ہے؟ دور خلافت کا اسلامی جغرافیہ اور اس کے بعد انحطاط کی

تاریخ اور اسباب کیا ہیں؟

اللہ کے نام پر حیلے:- افسوس اس زمانہ کا مسلمان نہ صرف خود ذلیل ہوا، بلکہ بزرگوں کی ساکھ کو بھی قائم نہ رکھ سکا اور ان کا اعتماد بھی کھو دیا، ملال اس بات کا نہیں کہ اس کے بزرگوں کے شاندار کارناموں پر پانی پھر گیا، اور خود اس کی کوئی حیثیت نہ رہی، افسوس اس کا ہے کہ اسلام بھی اس کی لپیٹ میں آکر بدنام ہوا، اور وہ دین بھی بدگمانیوں سے نہ بچ سکا جو دنیا کی بدگمانیوں کو دور کرنے آیا تھا۔

اب حال یہ ہے کہ مسلمان کو اپنے موجودہ مؤقف پر شرم نہیں آتی اور وہ اپنی ذلت کے جواز پر دلیلیں گھڑتا ہے، اگر اس سے کہا جائے کہ خدا نے تو فرمایا تھا کہ وسخر لکم ما فی السموات وما فی الارض (زمین و آسمان کی ہر چیز تمہارے لئے مسخر کردی گئی) پھر کیا وجہ ہے کہ وہ سانس لینے میں بھی دوسروں کا محتاج ہے، اور کائنات کے اسرار معلوم کرکے ان سے کام لینا تو کجا معنی اس کا وجود خود کائنات کے لئے اسرار بن گیا ہے۔ تو کہا جاتا ہے کہ اسلام کی دعوت حق کا منشا آخرت کی زندگی ہے، اور مسلمان ایک مسافر کی حیثیت سے دنیا میں آیا ہے، اگر اس سے عرض کیا جائے کہ اسلام تو آزادی کا پیغام تھا، اس نے غلامی پر کس لئے قناعت کی؟ اس کا وجود تو علو اور بلندی سرفرازی، عظمت و جلال کے مرادف تھا۔

انتم الاعلون ان کنتم مومنین ط (اگر مومن بنے رہے تو غالب بھی تم ہی رہوگے) تو تاویل پسند دماغ جواب دیتا ہے کہ اسلام کی ہر چیز میں معنویت ہے اور یہ معنوی غلبہ اور ایمانی سرفرازی ہی ہے جس کا ان جیسی آیات میں وعدہ کیا گیا ہے، کیا یہ حدیث بھی سنی ہے کہ:-

الدنیا سجن المومن وجنۃ الکافر (دنیا مومن کے لئے قیدخانہ اور کافر کیلئے جنت ہے)

اگر اس سے کہا جائے کہ اسلام تو ہر مومن کو طاقتور، جری اور پہلوان دیکھنا چاہتا ہے اور اسے واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ (جہاں تک ہو سکے طاقت پیدا کرو) الخطاب پڑھاتا ہے تو شرم و ندامت کے بغیر کہا جاتا ہے کہ اصل قوت ایمان کی ہے اور مسلمان کا کام یہ ہے کہ اسی قوت کو حاصل کرے، بات تو ٹھیک ہے، مگر خدارا ایمانی قوت ہی پیدا کر کے دکھاؤ، اس کے بعد اگر مادی اور جسمانی قوت حاصل نہ ہو تو ہمارا ذمہ، یہی تو رونا ہے کہ جب ایمانی قوت کا درس دیا جاتا ہے تو مالی اور جسمانی ضعف پر آنسو بہائے جاتے ہیں، اور جب مادی طاقت پر زور دیا جاتا ہے (جو دراصل ایمانی طاقت ہی کی ایک شاخ ہے) تو ایمانی قوت کو آڑ بنا کر نفس کو فریب دے دیا جاتا ہے۔

اگر کہا جائے کہ دنیا دار العمل ہے، ایک مسلمان آیا ہی اس لئے ہے کہ احساس عمل سے سیماب وار مضطرب رہے اور محنت و مشقت کا پھل پائے، لیس للانسان الا ماسعیٰ (سعی اور کوشش کے بغیر انسان کو کچھ نہیں ملتا)

تو ارشاد ہوتا ہے کہ جف القلم بما ھو کائن، قسمت سے کم نہ زیادہ

"پیشانی پہ جو لکھا ہے وہ پیش آنی ہے"

علم و عمل کا تریاق:- غرض اپنی غلطیوں کا احساس نہیں، اپنی زبوں حالی پر ندامت نہیں، بلکہ اپنی کوتاہیوں پر اسلام کو سند میں پیش کیا جاتا ہے، یعنی مسلمان کی ذلت و خواری کا سبب خود مسلمان کی غفلت نہیں، اس کا سبب اسلام ہے، فاعتبروا یا اولی الابصار ط

پس اگر اگلے مسلمانوں نے ایمان کی قوت سے، علم و حکمت کی اشاعت سے، سائنس اور اکتشافات کی مدد سے کائنات کو مسخر کرنے سے، خدا کی مخلوق کو فائدہ پہنچانے سے دین اور دنیا کی ترقی حاصل کی اور تمکین فی الارض کا تاج سر پہ رکھا تو آج بھی اس ایک

راہ پر چلنے سے ہم بزرگوں کا نام روشن کر سکتے ہیں، اگر ہر چیز کی ابتداء اور انتہا ہے تو مسلمان کی ابتداء علم ہے اور انتہا غلبہ اور تسلط تاکہ اللہ کی حکومت اللہ کی زمین پر بلا روک ٹوک قائم ہو سکے۔

محترمہ بیگم صاحبہ جناب ڈاکٹر سید محمد اجمل حسین صاحب محتاج تعارف

قابل مثال نمونۂ خیر نہیں، قارئین ندائے حرم آپ کی حسنات کا نمونہ تقریباً ہر ماہ ان صفحات پر ملاحظہ فرماتے رہتے ہیں، آپ نے حال میں پچاس روپیہ (۵۰) کی رقم ارسال فرمائی ہے، تحریر فرماتی ہیں، "دس روپیہ حسب سابق ارسال خدمت ہیں، چالیس روپیہ کی حقیر رقم اپنے لڑکے کی شادی خانہ آبادی کی خوشی میں بھیج رہی ہوں۔ بیس روپیہ مدرسہ کی امداد کے لئے اور بیس روپیہ مکہ معظمہ کے غربا میں تقسیم کے لئے ہیں"

آپ کی پاکیزہ تحریر آپ کے جذبۂ ایمانی کی صحیح آئینہ دار ہے، رقم اگرچہ غیر معمولی نہیں مگر آپ کا جذبۂ اسلامی غیر معمولی اور دوسری بہنوں کے لئے نمونۂ عمل ہے، دار العلوم صولتیہ ان ہی کی ایک اولوالعزم ہم وطن بلند ہمت خاتون صولت النساء بیگم مرحومہ کی یادگار اور صدقۂ جاریہ ہے، ہمیں امید ہے کہ تمام بہنیں اس یادگار کے بقاء و تحفظ میں مردوں سے پیچھے نہ رہیں گی، اور ہر خوشی کے موقع پر اہل حرم کو بھی اپنی خوشی میں شریک کر کے اپنے لئے دائمی راحت و مسرت کا سامان مہیا کریں گی۔

بیگم صاحبہ جناب سید محمد اجمل حسین صاحب کا یہ اقدام کس قدر مناسب اور یہ شادی کس قدر خوش آئند ہے، یہ احساس اور حوصلہ کتنا مبارک ہے، مسلمانوں کی اکثر شادیوں میں ناروا اور فضول اخراجات کا کافی حصہ شامل ہوتا تھا، اور مال حلال بجائے حرام صرف کیا جاتا تھا۔ مگر یہ امر باعث اطمینان ہے کہ اب خدا کے مخیر بندے اسی کی دی ہوئی توفیق سے اپنی خوشی پر اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کو مقدم رکھنے لگے ہیں۔

دار العلوم صولتیہ کے طلبا اور مکہ معظمہ کے عام غربا کو اس خوشی کے موقعہ پر یاد رکھنا

جذبۂ صادق اور ایمان کامل کی دلیل ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شادی کو مبارک و مسعود فرمائے، جانبین کے لئے ابدی راحتیں اور مسرتیں مقدر ہوں، بیگم صاحبہ کا دل بھی اپنی اولاد سے ٹھنڈا رہے، آپ کی مسرتیں پائیدار ہوں، اور یہ عطیہ مسلمان مردوں اور بہنوں کے لئے نمونۂ عمل بنے۔

ندائے حرم کی خدمات:- جناب الحاج شاہ محمد خلیل الرحمٰن صاحب بیرسٹرایٹ لاء اپنے مکتوب گرامی میں تحریر فرماتے ہیں:-

"ندائے حرم" اس میں شک نہیں خوب کام کر رہا ہے، اور مسلمانوں کے دلوں میں جوشِ عمل پیدا کر رہا ہے، مجھے خدا کی ذات سے امید ہے کہ مدرسہ صولتیہ عنقریب ایک بہت بڑا دارالعلوم بن جائے گا، جس سے مسلمان فائدہ اٹھائیں گے۔"

ہمارے لئے "ندائے حرم" کی ناچیز خدمات کا اعتراف حوصلہ افزا اور ایک زبردست سہارا ہے، ہر قومی ادارے کا بقاو تحفظ اس کی مالی حیثیت پر منحصر ہے۔ مگر اس سے بڑھ کر ضروری چیز احساس ہے، خدا کا شکر ہے کہ ملک کے باخبر مسلمانوں میں احساس پیدا ہو رہا ہے اور وہ مکہ یونیورسٹی کی ضرورت کو محسوس کرنے لگے ہیں جو یقیناً فال نیک اور کامیابی کا پیش خیمہ ہے، ایسے ہی مخلصین کی توجہ اور دعاؤں سے انشاء اللہ مدرسہ صولتیہ اپنے مقررہ معیار (مکہ یونیورسٹی) تک پہنچنے میں جلد کامیاب ہوگا۔

دارالعلوم صولتیہ کے ایک محسن:- آکسفورڈ اور کیمبرج کی یونیورسٹیوں کے نام سے جس علمی وقار اور رعب کا اظہار ہوتا ہے جامعہ حرم (مکہ یونیورسٹی) کا تصور یقیناً مسلمانوں کے لئے اس سے کہیں زیادہ اہم اور سنگین ہے۔ انگلستان کی مذکورہ بالا یونیورسٹیاں نصف صدی سے زائد عرصہ سے مسلمانانِ ہند کے دماغوں پر علمی حکومت کر رہی ہیں، جو ہمارے علمی افلاس کی

تکمیل ہے ہم ایک ایسے مرکز کی تکوین چاہتے ہیں جو جامعہ حرم (مکہ یونیورسٹی) کے نام سے دنیا میں مشہور ہو اور صرف وہی ہمارے دماغوں پر حکمرانی کرے۔

صدر دفتر دارالعلوم صولتیہ (مکہ معظمہ) دہلی قرول باغ اور اس کا ترجمان ندائے حرم تقریباً چھ سال سے ہندوستان کے دس کروڑ مسلمانوں کو اس قومی مطالبہ کی طرف متوجہ کر رہا ہے۔ اس اہم اور ضروری مقصد کی تکمیل کے لئے مزید کتنا عرصہ درکار ہے یہ تو خدا ہی کے علم میں ہے، ہمیں اس عرصہ میں مایوسیوں کے گہرے سمندر سے جو آبدار موتی ملے ہیں وہ صرف وہی مسلمان ہیں جنہوں نے اس حقیقت کو سمجھ لیا ہے (اور وہی ہمارا سرمایہ اور سہارا ہیں) کہ دارالعلوم صولتیہ دراصل جامعہ حرم (مکہ یونیورسٹی) کا نقش اول اور سنگ بنیاد ہے۔

ہم ہر ماہ ان اصحاب خیر کا تعارف ان صفحات پر کراتے ہیں جو ہمارے پیغام کی حقیقت کو سمجھ چکے ہیں۔

جناب یوسف ایم۔ اکبانی صاحب ہوڑہ سے وقتاً فوقتاً دارالعلوم صولتیہ کے مقاصد کی تکمیل کے لئے اس کی مالی امداد فرماتے رہتے ہیں، حال ہی میں آپ نے ہمیں پچپن روپیہ کی رقم در کعبہ پر دعا کی درخواست کے ساتھ روانہ فرمائی ہے، یہ رقم جس مرکزی احساس اور جذبۂ صادق کے ماتحت بھیجی گئی ہے وہ موجب تشکر و سپاس ہے۔ ہماری دلی دعائیں آپ ایسے مخلص معاونین کے لئے وقف ہیں، دارالعلوم صولتیہ کے طلبا اور علماء و اساتذہ کرام سے بھی ہماری درخواست ہے کہ وہ در کعبہ پر آپ کے لئے فلاح دارین اور حاضری حرمین شریفین کی دعا کریں۔

دارالعلوم صولتیہ کے ایک جدید معاون۔ ہمیں حال ہی میں مبلغ ایک ہزار روپیہ کی رقم جناب محمد اکرام اللہ صاحب نے بمبئی سے بذریعہ بیمہ ارسال فرمائی ہے، جس خلوص اور جذبۂ ایمانی کے ساتھ یہ رقم بھیجی گئی ہے اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے، ہمارے ایک مخلص قدیم بزرگ کی سعی و ترغیب کے نتیجہ کے طور پر

(باقی برصفحہ ۳۳)

بصائر

نماز اور فلسفۂ اجتماع

مسلم کی غفلت اور کفر کی بیداری

نماز اور اجتماعیت:- مسٹر گاندھی کی پرارتھنا ہندوستان میں خاص شہرت حاصل کر چکی ہے۔ اور لوگ حیرت اور عقیدت کے جذبات سے اس کا احترام کرتے ہیں، اسے جانے دیجئے، کہ پرارتھنا فی نفسہٖ ہے کیا چیز؟ یہ دیکھیے کہ ایک بڑے آدمی کا مقام کیا ہے، کہ اس کی ہر نقل وحرکت میں ایک کشش، اس کے ہر کردار میں ایک حسن اور اس کے ہر اشارہ میں ایک کیف پیدا ہو جاتا ہے، اور کوئی ستم ظریف یہ جرأت نہیں کر سکتا کہ کھلے الفاظ اور انداز میں اس کی کسی حرکت کو غیر معقول قرار دے۔

بمبئی میں گاندھی جی نے پرارتھنا کی اور مجمع کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں ہر محبوب سے محبوب چیز کو ترک کر سکتا ہوں، لیکن پرارتھنا کو ترک نہیں کر سکتا۔ پرارتھنا کے بغیر زندگی محال ہے، اس کے ساتھ آپ نے یہ بھی کہا کہ:-

"میری خواہش یہ ہے کہ دوسرے لوگ بھی پرارتھنا میں شریک ہوں تاکہ اس میں اجتماعیت کا رنگ پیدا ہو جائے۔"

مسٹر گاندھی کی یہ خواہش بہت سے تجربات کا نتیجہ ہے اور انہوں نے یقیناً محسوس کیا ہوگا کہ پرارتھنا میں عوام کا اشتراک کس قدر پُر کیف ہوتا ہے اور بہت سے دلوں کے اجتماع سے جذبات میں کس قدر طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔

مسلمانو! یہ برار تھنا ہے، اگر تمہیں اسلام کا وہ فریضہ بھی یاد ہے جس کا نام نماز ہے دن میں پانچ وقت کی نماز ہر مرد اور عورت کے لئے، ہر شاہ وگدا اور امیر و غریب کے لئے پانچ وقت کی روحانی اور ذہنی غذا! یہ نمازیں کسی گوشہ میں بیٹھ کر عزلت اور تنہائی کے عالم میں ادا نہیں کی جاتیں، محلہ اور شہر کی مسجد میں ادا کی جاتی ہیں، انفرادی طور پر نہیں بلکہ اجتماعی طور پر، ایک امام کے پیچھے، چند صفوں میں کندھے سے کندھا ملاکر تاکہ امام اور مقتدی کی کوئی حرکت انفرادیت کا رنگ اختیار نہ کرلے اور پھر اس پر قرآن کریم کی یہ تاکید کہ واركعوا مع الراكعين (نماز پڑھنے والوں کے ساتھ نماز پڑھو)۔

مسٹر گاندھی نے کسی بات پر تو خواہش کی ہوگی کہ ان کی برار تھنا میں دوسرے بھی شریک ہوں۔ لیکن اسلام نے تو روز اول سے ہی نماز باجماعت کو ضروری قرار دیا ہے کہ یہی اجتماعیت کی اساس، ہیئت اجتماعیہ اسلامیہ کی روح اور اتحاد کا سنگِ بنیاد ہے۔ آج ہر طرف اجتماعیت کی آوازیں بلند ہورہی ہیں۔ اور اجتماعیت کے فلسفہ پر زور دیا جارہا ہے، لیکن اسلام کے داعیؐ نے تو عبادت کی بنیاد ہی اجتماعیت پر رکھی ہے، افسوس ہے مسلمان پر کہ اس کی اجتماعی روح کو غیر تک سمجھ گئے، اور انہوں نے نماز باجماعت پر اجتماعی برار تھنا کی بنیاد رکھی، لیکن خود مسلمان اسلام کی حیات بخش تعلیم سے محروم رہا اور محروم ہی نہیں، بلکہ "روشن خیالوں" کی نظر میں تو نماز اور جماعت دقیانوسیت کے ہم معنیٰ ہوگئی ہے۔ اس پر دریافت کیا جاتا ہے کہ مسلمانوں کے تنزل کی وجہ کیا ہے۔

یورپ کی بے دینی:- آپ نے بہت سے "روشن خیال" مسلمانوں سے سنا ہوگا کہ یورپ مذہب اور خدا کو خیرباد کہہ چکا ہے، اور چرچ سے اس کے تعلقات ٹوٹ چکے ہیں۔ وہاں ۹۵ فی صدی لوگ خدا سے بیزار ہیں، اور مذہب کو ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھتے ہیں۔ اور جب سے انہوں نے

مذہب کو بالائے طاق رکھا ہے، ان پر رفاہ و ترقی کی راہیں کھل گئی ہیں۔ مذہب کی برکات نے انہیں کہیں سے کہیں پہنچا دیا ہے۔ یورپ سے اس لامذہبیت کا اظہار اس لئے کیا جارہا ہے کہ مذہبی تصورات کے زوال پر ہمارے قلوب متاسف اور ملول نہ ہوں بلکہ اس لئے کیا جارہا ہے کہ ہماری مذہبی انار کی اور لادینی کے لئے ایک سند ہاتھ آجائے اور ہم فخر کے ساتھ کہہ سکیں کہ مغربی استاد بھی ہماری روشن خیالی میں برابر کے شریک ہیں اور ہماری نجات بھی اس میں ہے کہ ہم مذہب کو زیادہ سے زیادہ ثانوی درجہ کی چیز سمجھیں اور حلال و حرام کی بندشیں لگاکر ترقی کی راہوں کو مسدود نہ کریں۔

لیکن ان مغرب زدہ نقالوں کو یہ سن کر شاید حیرت ہوگی کہ یورپ نے اپنی بے دینی اور لامذہبیت کا پروپیگنڈا کرکے مشرق کو دانستہ احمق بنانے کی کوشش کی ہے اور وہ امتحان لے رہا ہے کہ مشرق کے غلاموں میں احمق بننے کی کس حد تک صلاحیت موجود ہے۔

اس سلسلہ میں امریکہ کے ایک اہل قلم آرتھر ڈونلڈ (Arthur Donald) نے یورپ اور امریکہ کی لادینی تحریکات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

"بلاشبہ مشرق ابھی تک اوہام پرستیوں میں گرفتار ہے، لیکن کون کہہ سکتا ہے کہ یورپ اور امریکہ میں اوہام پرستوں کی تعداد کچھ کم ہے، تم نے دیکھا ہوگا کہ مہاتما بدھ کی مورتیاں حصول برکت کی غرض سے آج بھی بڑے بڑے لوگوں کی میزوں کی زینت بنی ہوئی ہیں۔ اور ارواح کی غیر معمولی قدرتوں پر تو اکثریت کا اب بھی ایمان ہے، لادینی تحریکات کا ایک مدوجزر ہے جو کم و بیش ہر جگہ پایا جاتا ہے۔ البتہ یورپ کے بعض اداروں نے مشرق کو یہ باور کرانا چاہا ہے کہ سفید قومیں مذہب سے یکسر منحرف ہوچکی ہیں۔ یہ اس لئے کہ مشرق کے مذاہب اپنے اندر بیداری کی صلاحیت رکھتے ہیں ان کی یہ قوت کمزور پڑجائے، اور مشرقی قومیں انتشار اور انارکی میں مبتلا ہوکر اس زندہ قوت سے محروم ہوجائیں جو کسی نہ کسی وقت سفید فام کے لئے خطرہ بن سکتی ہے۔ [illegible]

آپ مغرب زدہ طبقے سے پوچھئے کہ تم نے احمق بنانے کا فن بھی یورپ سے سیکھا ہے؟

ایک تازہ شہادت:- قرآن کریم نے یہود و نصاریٰ کی گمراہیوں کا پردہ فاش کرتے ہوئے انہیں الزام دیا تھا کہ وہ اپنی کتابوں میں تحریف کرتے ہیں اور اللہ کے کلام کو بگاڑتے ہیں، اس پر ایک زمانہ تک بڑی حیرت کا اظہار کیا گیا، کسی نے کہا چونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کتب مقدسہ کی اصل زبان سے واقف نہ تھے، اس لئے خواہ مخواہ ایک غلط بات منہ سے نکال دی، کسی نے کہا۔ اسلام کے بطلان کی ایک یہی دلیل کافی ہے کہ وہ اہل کتاب کو تحریف کا الزام دیتا ہے، غرض کسی کو یقین نہ آیا کہ قرآن نے جو کچھ کہا سچ کہا۔ کیونکہ وہ علام الغیوب کا کلام ہے۔

لیکن کچھ عرصہ بعد ہی کلیسا اور چرچ کو اعتراف کرنا پڑا کہ ان کی کتابوں میں نہ صرف تحریف ہی ہوئی ہے بلکہ مستقل کتابیں تصنیف کرکے انہیں الہامی بھی قرار دیا گیا ہے، اور آج تو یورپ اور امریکہ کا ایک محقق بھی ایسا نہ ہوگا جو بائبل کی تحریف کا قائل نہ ہو۔

اگر قرآن کریم کی صداقت ہر زمانہ میں ظاہر ہوتی رہی ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ موجودہ زمانہ میں بھی ظاہر نہ ہو، چنانچہ سنہ ۱۹۴۳ء کی بائبل جو برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی کی طرف سے شائع ہوئی ہے اس میں تحریف کا ایک تازہ ترین ثبوت مہیا کیا گیا ہے۔

حضرت مسیحؑ کے حواری تھوما نے آپ کو "اے میرے خداوند اے میرے خداوند کہا تھا۔ (یوحنا ۲۰/۲۸)۔

عیسائیوں نے اس عبارت سے یہ ثابت کرنا چاہا کہ مسیحؑ خدا تھے، کیونکہ تھوما نے آپ کو اے خداوند کہا ہے۔ مسلمانوں نے مقابلہ پر کہا کہ اس طرح تو حضرت داؤد علیہ السلام بھی خدا ہو گئے، کیونکہ انہیں بھی ۲ سموئیل ۱۴ میں یوناتن نبی نے "اے میرے خداوند اے میرے خداوند کہا ہے، چونکہ سموئیل کی عبارت سے مسیحؑ کا خداوند ہونا باطل ہوتا تھا اس لئے

عیسائیوں نے ایک مدت کے بعد ۱۸۴۴ء میں سموئیل کی عبارت ہی کو سرے سے بدل ڈالا تاکہ کوئی مسلمان اسے مسیح کی الوہیت کے ابطال میں پیش نہ کرسکے، چنانچہ اب بائبل میں سموئیل کی اس عبارت کو کہ "اے میرے خدا، اے میرے خداوند" کو اس طرح محرف کر ڈالا "اسرائیل کا خدا گواہ ہے"!

نبی امیؐ کی صداقت کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہوگا کہ آپ نے عیسائیوں کی تلبیس کا راز فاش کر دیا، اور انہوں نے ہر زمانہ میں تحریف کر کے یہ ثابت کر دیا کہ حضورؐ نے جو کچھ فرمایا، خدا سے خبر پاکر فرمایا جو آخر کار سچا ہو کر رہا۔

اسلام کا دریائے حکمت:- اسلام پر ایک پرانا اعتراض ہے کہ اس نے غلامی کا انسداد کیوں نہ کیا؟ جواب صاف ہے کہ اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے سب سے پہلے انسان کو انسان کی غلامی سے چھڑایا۔ اور آزادی کی دولت سے اس کا دامن بھرا، مگر یہ آزادی بتدریج عمل میں آئی۔ اور حالات کا اندازہ لگا کر اسلام نے اس کی رفتار کا انداز مقرر فرمایا، اس پر منچلوں نے کہا کہ آخر بتدریج آزادی میں کیا مصلحت ہے؟ کیوں نہ اس مذموم اور شرمناک رسم کا فوری استیصال کیا گیا؟ کیوں نہ ایک ایک غلام کو آزاد کر کے دنیا کے لئے مثال قائم کی گئی۔

اگرچہ اس اعتراض کا جواب امریکہ کی مثال پیش کر کے بھی دیا جا سکتا ہے کہ جب وہاں قانون انسداد غلامی کا نفاذ ہوا اور لاکھوں غلاموں کو اپنے آقاؤں سے چھٹکارا ملا تو وہ پریشان ہو گئے، غلامی کی حالت میں وہ مطمئن تھے، کہ بہرحال روٹی تو آقا کے در پر مل ہی جاتی تھی، مگر آزادی کے بعد انہیں فوراً تلاش معاش کے لئے نکلنا پڑا، اور طویل عرصہ کی غلامی، صبر و استقامت اور جستجو کو برداشت نہ کر سکی، آخر وہ اپنے آقاؤں کے پاس آئے کہ وہ دوبارہ ان کو اپنی غلامی میں لے لیں، غلامی بری سہی اور انسداد غلامی بہت بڑا احسان، لیکن فکر معاش اور تلاش روزگار بھی ہزار مصیبتوں کی ایک

مصیبت ہے گویا قانون انسداد غلامی کا فوری نتیجہ یہ نکلا کہ غلاموں کا معاشی نظام تہ وبالا ہو گیا، اور خود غلاموں نے خواہش کی کہ ان کی آزادی بتدریج عمل میں لائی جائے۔

اگر ہم اس کے جواب میں ایک تازہ مثال پیش کرتے ہیں، امریکہ نے اعلان کیا تھا کہ جزائر فلپائن کو واپس لیتے ہی انہیں آزاد کر دیا جائے گا، اور آزاد کرنا کیا معنے وہ خود بخود آزاد ہو جائیں گے، اب چونکہ ان کی واپسی قریب قریب عمل میں آگئی ہے اور ایک اطلاع کے بموجب

"فلپائن کی آزادی اس کے باشندوں کی مرضی کے خلاف ہے، جوں جوں آزادی کا زمانہ قریب آرہا ہے، باشندوں کا اضطراب بھی بڑھتا جا رہا ہے ان کا خیال ہے کہ یہ جزائر اس قدر تباہ ہو چکے ہیں کہ اگر انہیں آزاد کر دیا گیا تو وہ تعمیر جدید کی مشکلات پر عبور حاصل نہیں کر سکیں گے، لہذا فلپائن کے باشندے نہیں چاہتے کہ کئی سال تک انہیں آزادی ملے،

(سول اینڈ ملٹری گزٹ ۴ اپریل ۱۹۴۶ء)

آزادی کی قدر و قیمت سے کون شخص ناواقف ہے، لیکن بعض جگہ معاشی پہلو کے پیش نظر بتدریج آزادی ہی مفید ثابت ہوتی ہے، اگر سیاسی غلامی کا فوری انسداد بعض دفعہ ملکی مصالح کے خلاف ہو سکتا ہے تو پھر انسداد غلامی کے بارے میں اسلام کی حکمت پر کیا اعتراض باقی رہا؟ ۔

فطری مذہب کے غیر محتاط پیرو :- مذہب انسان کے قویٰ میں اعتدال اور عمل میں توازن پیدا کرنے کے لئے آتا ہے، اسلام کا ظہور ہی اس لئے ہوا کہ فکری اور عملی گمراہیوں کا سد باب کر کے انسانی فطرت کو اعتدال کے سانچے میں ڈھال دے، اور اسے افراط و تفریط کی لغزشوں سے بچائے۔

توریت کی رو سے یہود کو اختیار ہے کہ جب چاہے اپنی عورت کو طلاق نامہ لکھ کر

دیدے، مسیحؑ نے کہا کہ طلاق دینا ہی سرے سے حرام ہے، اسلام نے اعتدال کی راہ اختیار کی، ایک طرف طلاق کو خدا کی نظر میں مبغوض بتایا، دوسری طرف ناگزیر حالات میں اس کی اجازت بھی دے دی تاکہ عائلی اور خانگی نظام زوجین کی بے راہی اور بدمذاقی سے تباہ نہ ہو۔ اور اس کا اثر پورے خاندان پر محیط نہ ہوجائے۔

عہد عتیق میں شادی کے لئے عورتوں کی تعداد مقرر نہ تھی۔ حتیٰ کہ ایک مرد کو نوسو بیویاں تک رکھنے کی اجازت تھی، انجیل نے شاید دوسری عورت کی بھی اجازت نہ دی دونوں راہیں افراط و تفریط کی تھیں، اسلام نے انسانی معاشرت کے متضاد پہلوؤں کو مدنظر رکھ کر عورتوں کی کثرت پر پابندی لگائی، اور سخت شرائط کے تحت صرف چار عورتوں سے نکاح کرنے کی اجازت دی۔

انجیل کی غیر فطری تعلیم کا نتیجہ یہ نکلا کہ یورپ میں طلاقوں کی تعداد نکاحوں سے بڑھ گئی، اسلام کی مشروط تعلیم کے ناجائز استعمال کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں میں طلاق کے واقعات کثرت سے پیش آنے لگے، اور عیاشوں نے اسلامی شرائط کو بالائے طاق رکھ کر تعداد ازدواجی کو خوب بدنام کیا، ایک قوم نے اپنے مذہب سے بغاوت کی کہ وہ اس کی فطرت کے مطابق نہ تھا، دوسری قوم نے اسلامی شرائط اور اس کی حدود و قیود کو توڑا، اور محض اجازت سے ناجائز فائدہ اٹھایا۔ کیونکہ اس کا قدم اعتدال کی پلصراط پر نہ جم سکا۔

آخر اس بغاوت کا علاج؟ مصری حکومت نے منظوری کے لئے ایک بل پارلیمنٹ میں پیش کیا ہے، جس کی رو سے ایک مرد دوسری عورت سے اس وقت شادی کر سکے گا، جب قاضی یہ اطمینان کرلے گا کہ وہ دونوں بیویوں کے مصارف آسانی سے برداشت کرسکتا ہے۔

اسی طرح کسی مرد کو ازخود طلاق دینے کا حق نہ ہوگا جب تک کہ قاضی طلاق کے

صحیح اسباب کا سراغ نہ لگالے اور یہ تسلی نہ کرلے کہ اسلامی قانون کا ناجائز استعمال تو نہیں ہو رہا ہے۔ سمجھنے کی بات یہ ہے کہ انسانی نظام طاعت اور سیاست کے بغیر قائم نہیں ہو سکتا، اور اسلامی نظام کے لئے تو قوت نافذہ کی اس قدر ضرورت ہے کہ اس کے بغیر مسلمان آٹھ روز بھی مذہبی زندگی نہیں گذار سکتے۔

اصلاح امت اور ہمارے امرا:- یہ حقیقت تو عیاں ہے کہ عوام کی کوئی مستقل ہستی نہیں مستقل ہستی ان امرا اور اعیان قوم کی ہے جو عوام کو اپنے اشاروں پہ چلاتے ہیں اور اپنی مرضی کے مطابق ان کی زندگی کا رخ بدلتے ہیں، یہ لوگ قوم کا دماغ ہیں اور ان کے ہی کردار میں عوام کا کردار ڈھلتا ہے، عوام کا تو یہ حال ہے کہ اپنے دماغ سے نہیں، امرا کے دماغ سے سوچتے ہیں، اپنے کانوں سے نہیں بڑے لوگوں کے کانوں سے سنتے ہیں، اپنی آنکھوں سے نہیں، سرداروں اور چودھریوں کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں، ان کی باگ ڈور دوسروں کے ہاتھ میں ہوتی ہے، اور ان کے نفس ناطقہ پر دوسروں کا قبضہ ہوتا ہے، اگر امرا اور ذی وجاہت لوگ انتخابات میں عوام پر اثر ڈال کر اپنے لئے ووٹ حاصل کر سکتے ہیں، اگر چودھری اور اسی قسم کے دوسرے لوگ اپنے زیر اثر افراد سے جھوٹی گواہی دلواسکتے ہیں، اگر مالی طاقت کا یہ اثر ہے کہ عوام کا رخ سمت مخالف میں پلٹ دے تو کوئی وجہ نہیں کہ یہ حضرات جو امرا، زمیندار چودھری، سردار، مکھیا۔ لیڈر، پیر وغیرہ ناموں سے پکارے جاتے ہیں۔ مذہب و اخلاق راست روی اور نیک کرداری کے اہم معاملہ میں عوام کا کانٹا (لائن) نہ بدل سکیں اور اپنے نمونہ سے زندگی کے نظام کو بدلنے میں کامیاب نہ ہوں۔ یہ پیر اور امرا، یہ چودھری اور زمیندار انتخابات میں عوام کو احمق بناتے ہیں، لیکن اصلاح امت کے اہم ترین کام کی تکمیل کے لئے وہ کچھ کرنا نہیں چاہتے، آج امرا کی اصلاح اور ان کا نمونہ عمل عوام کی کایا پلٹ سکتا ہے، مگر جب ان ہی کا حال بے حال ہو تو عوام کو گمراہی سے کون نکال سکتا ہے۔

"مفکر اسلام علامہ شیخ محمد عبدہ مصری نے مضافات کے چند امراء سے گفتگو کے دوران میں فرمایا تھا کہ "امرائے اسلام کی گمراہی اور عیش پرستی نے پوری امت کو تباہ کر رکھا ہے اگر ان کی اصلاح ہو جائے اور ان کا نظام حیات بدل جائے تو میں کہوں گا کہ ہر وہ ادارہ توڑ دیا جائے جس کا مقصد اصلاح و ترقی ہے، اگر اسلام سے پوچھو تو وہ کہے گا کہ باطل کو شکست دینے کے لئے پہلی شرط یہ ہے کہ امراء اور ذی وجاہت طبقہ کی قطع و   کی جائے، اس کے بغیر اصلاح کی کوئی تحریک کامیاب نہیں ہو سکتی"

(مقالات شیخ عبدہ مندرجہ الصراط المستقیم بغداد)

اب ہندوستان کے مسلمان امراء اور پیروں سے پوچھے کہ انہیں اسلام کی یہ شرط کہاں تک منظور ہے۔

۱۳۶۲ھ کے حج کے لئے سہولت کا مطالبہ

مرکزی انجمن محافظ حجاج کا ایک غیر معمولی جلسہ کشمیری دروازہ دہلی میں بتاریخ ۳۰ مئی ۱۹۴۳ء ساڑھے دس بجے صبح بصدارت عالیجناب خان بہادر حاجی وجیہ الدین صاحب ایم۔بی۔ای منعقد ہوا مندرجہ ذیل رزولیشن متفقہ طور پر پاس ہوتے۔

۱ یہ جلسہ عازمین حج پر سے جملہ قیود ہٹانے کی اہم ضرورت کی طرف حکومت ہند کی توجہ مبذول کراتا ہے۔ اور اس سال گذشتہ سال سے زیادہ جہاز عازمین حج کے لئے فراہم کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔ تاکہ محدود تعداد کی قید باقی نہ رہے۔

۲ یہ جلسہ حکومت ہند سے درخواست کرتا ہے کہ ہندوستان اور حجاز کے درمیان بری راستہ کھولنے کے لئے حکومت برطانیہ سے گفت و شنید کرے اور ہر قسم کی سہولتیں فراہم کرانے کی سعی کرے تاکہ مستقبل قریب میں مسلمان آرام سے خشکی کے راستہ بھی سفر حج کر سکیں اور جس قدر جلد ممکن ہو اس سلسلہ میں نتیجہ کا اعلان کرے۔

حافظ فرید الدین احمد

آنریری جوائنٹ سکرٹری مرکزی انجمن محافظ حجاج علاقہ کشمیری گیٹ دہلی

سفرنامہ ابن بطوطہ
تاریخ کی روشنی میں

(خاص ندائے حرم کیلئے)

(از جناب مولانا محمد عبد الرحمن خانصاحب وظیفہ یاب پرنسپل عثمانیہ یونیورسٹی کالج حیدرآباد اکاڈیمی)

(۷)

حج سے فارغ ہوکر ابن بطوطہ جدہ گیا، تاکہ جہاز پر یمن اور ہندوستان کا سفر کرے لیکن کسی نے اس کا ساتھ نہ دیا، اس لئے مجبوراً جدہ ہی میں چالیس دن ٹھیرا رہا، ایک جہاز قصیر جانے والا تیار تھا، لیکن اس کی حالت مخدوش دیکھ کر اس پر سفر کرنا مناسب نہ سمجھا۔ بعد کو اطلاع ملی کہ یہ جہاز سمندر میں غرق ہوگیا، اور بہت کم مسافر ڈوبنے سے بچ رہے، بالآخر ایذاب جانے کے ارادہ سے نکلا مگر مخالف ہوا جہاز کو راس دوائی کی طرف لے گئی، وہاں سے وہ بجا قوم کے چند لوگوں کے ساتھ ایذاب کے صحراؤں سے گذرا، پھر ایدفو ہوتے ہوئے وہ اور اس کے ہمسفر دریائے نیل کے راستہ قاہرہ پہنچے، وہاں چند روز ٹھیر کر راہی شام ہوئے، اور بلادِ دیگر غازہ ہیبرون، یروشلم، رملہ، عکہ، طرابلس اور جبلہ ہوتے ہوئے لاذقیہ پہنچے، لاذقیہ سے جے نوآ (Genoa) کے ایک جہاز پر سوار ہوکر بلاد روم (اناطولیہ) کی طرف روانہ ہوئے، جس کا بیشتر حصہ ان دنوں مسلمان ترکوں کے قبضہ میں آچکا تھا، جہاز کا مالک ایک عیسائی مرتلین نامی اس کے ساتھ بڑی مہربانی سے پیش آیا، دس راتیں سمندر ہی کے سفر میں کٹیں، مسلمانوں کے ساتھ سب سے اچھا برتاؤ کیا گیا، یہاں تک کہ ان سے کرایہ نہیں لیا گیا۔

بالآخر علائیہ میں آ پہنچے، جہاں سے مسلمانوں کی یہ نئی سلطنت شروع ہوتی تھی، ملک بہت خوش منظر، لوگ خوش خوراک، وخوش پوشاک تھے، عورتیں بے نقاب پھرتی

تھیں، (علاؤ الدین کیقباد اول ۱۲۱۹ء تا ۱۲۳۴ء) نے جو روم کے سلجوق سلاطین میں بڑا نامور بادشاہ گذرا ہے علائیہ کی بندرگاہ تعمیر کرائی تھی، یہاں جنگل بہت ہیں، قاہرہ، اسکندریہ اور شام کے تاجر لکڑی خریدنے آیا کرتے تھے، شہر کے ایک مرتفع کنارے پر اس سلطان کا بنایا ہوا ایک عالی شان اور مضبوط قلعہ ہے، اس وقت شہر کا حکمراں یوسف بک ابن قرمان تھا، ابن بطوطہ قاضی شہر کے ساتھ اس کے سلام کے لئے گیا، وہ بڑی مہربانی سے پیش آیا اور واپسی کے وقت سفر خرچ کے روپے بھی عنایت فرمائے۔

علائیہ سے وہ انطاکیہ (حال ادالیہ) گیا، شہر کو بہت وسیع اور خوش منظر پایا، آبادی بھی کثیر تھی، ہر ملت کے لوگوں کے لئے شہر کا ایک حصہ مخصوص تھا، عیسائی تجار کا محلہ مینا کہلاتا تھا، اس شہر میں پہلے تو یونانی (بازنطائنی) آباد تھے، مسلمانوں کے تسلط کے بعد شہر کے ایک علیحدہ محلہ میں جا بسے، اسی طرح یہودی بھی، بادشاہ اور اس کے درباری ملوک شہر کے ایک خاص حصہ میں مقیم تھے، عام مسلمانوں کی سکونت وسط شہر میں تھی۔ باغ بکثرت تھے، قمر الدین نام ایک میوہ از قسم آلو بخارہ بہت مزیدار تھا، مصر کو بڑی مقدار میں بھیجا جاتا تھا، (اس شہر کا لیموں مصر میں اب بھی ادالیہ کے نام سے مشہور ہے) ابن بطوطہ شیخ شہاب الدین الحموی کے مدرسہ میں مہمان رہا۔ اس زمانہ میں اناطولیہ کے ہر شہر میں اخوان کے نام سے مسلمان ترکوں کی ایک جماعت بڑی منظم حالت میں قائم تھی، مسافروں کی خبر گیری ان ہی کے سپرد تھی، اس کا دوسرا نام فتیان تھا، ہر شخص اپنی کمائی اپنے سرگروہ کے حوالے کرتا تھا، وہ اس کو ضروری قومی و معاشری کاروبار پر صرف کرتے تھے، مسافروں اور حاجتمندوں کی ضروریات کی فراہمی اسی گنجائش سے کی جاتی تھی، انطاکیہ میں ابن بطوطہ کی مہمانداری ایک نوجوان ترک کے تفویض ہوئی جو پیشہ کے لحاظ سے پنبہ دوز تھا، مگر بڑا ہی فراخ دل اور بلند حوصلہ تھا۔ مہمان سرا یا خانقاہ ترکی شالوں اور عراقی شیشہ کی قندیلوں سے آراستہ تھے، ابن بطوطہ کی پرتکلف

ضیافت کی گئی، موسیقی کا بھی بطور خاص انتظام تھا۔

پھر وہ بڑ دور ہوتا ہوا افریدور پہنچا۔ یہاں کا سلطان بڑا راست باز اور پابند صوم وصلوٰۃ تھا، اسی زمانہ میں اس کا ایک لڑکا مر گیا، سلطان اور مدرسہ کے طلبا کے ساتھ ابن بطوطہ بھی اس لڑکے کے مزار پر فاتحہ پڑھنے گیا، اس کو پاپیادہ دیکھ کر سلطان نے اس کے لئے ایک گھوڑا اور ملبوسات کافی نقد رقم کے ساتھ بطور عطیہ روانہ کیا، یہاں سے وہ قل حصار (یعنی تالاب والا قلعہ) دیکھنے گیا، وہاں جانے کا ایک ہی راستہ تھا، بوقت واحد صرف ایک شخص گھوڑے پر سوار جا سکتا تھا، اس شہر کا حاکم افریدور کے سلطان کا بھائی تھا، اس نے ابن بطوطہ کے ساتھ چند سواروں کا محافظ دستہ متعین کیا، تاکہ لاذق تک اس کو بے خوف وخطر پہنچا دے، شہر لاذق میں سات جامع مسجدیں تھیں۔ اس کا روئی کا بنا ہوا سادہ اور سنہری قور کا کپڑا بہت دیرپا اور خوش وضع تھا۔ کپڑا بننے والی عورتیں اکثر یونانی تھیں جو بادائی جزیہ مسلمانوں کی محافظت میں رہتی تھیں، اس شہر میں بھی وہ ایک اخی کا مہمان تھا، لاذق میں کچھ دنوں ٹھیر کر ایک کارواں کے ساتھ قلعہ تو اس (TAWAS) کے پاس پہنچا، رات کو قلعہ کا دروازہ بند تھا، صبح بڑی احتیاط سے کھولا گیا، اور مسافر اس میں داخل ہو سکے، وہاں سے نکل کر وہ مغلا پھر ملاس پہنچے، آخر الذکر شہر کے مسافر خانہ میں وہاں کے سرگروہ اخوان یا فتیاں نے مسافروں کی اور بھی زیادہ پُر تکلف دعوت کی، اس جگہ کا سلطان بڑا ہی اچھا حاکم تھا، اور علمائے دین سے بڑی عقیدت رکھتا تھا۔ حسب معمول امداد سلطان سے انعام واکرام حاصل کر کے ابن بطوطہ قونیہ گیا۔

یہ ایک بڑا شہر ہے، اس کی عمارتیں شاندار باغوں اور نہروں سے آراستہ ہیں سڑکیں بہت ہی کشادہ اور بازار بڑی باقاعدگی سے ترتیب دیئے گئے ہیں، عام طور پر مشہور ہے کہ اسکندر اعظم نے اس کی بنا ڈالی تھی۔ اس وقت وہ سلطان بدالدین

ابن قرمان کے ممالک میں شامل تھا لیکن بعض اوقات بادشاہ عراق بھی (جس کا ملک متصل تھا) اس پر قابض ہو اتھا، ابن بطوطہ فتوۃ کے ایک رکن ابن قلم شاہ نامی قاضی کی سرا میں ٹھیرا، فتیان اپنا سلسلہ حضرت علی رضؓ سے ملاتے ہیں، ان کا امتیازی لباس ایک خاص قسم کا پاجامہ تھا، جیسا کہ صوفیوں کا عبائے صد پیوند، اس سرا میں ابن بطوطہ اور اس کے ساتھ دوسرے مسافروں کی سابقہ سراؤں سے بھی زیادہ مہمان نوازی کی گئی، قاضی نے خود اپنے لڑکے کو مہمانوں کے غسل کے لئے حمام بھجوایا، (تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ فتوۃ کی تحریک نے خاندان بنی عباس ۳۴ ویں خلیفہ الناصر باللہ (۱۱۸۰ء تا ۱۲۲۵ء) کے عہد میں زور پکڑا، خود الناصر نے ۱۱۸۲ء میں اس کی سرپرستی قبول کی اور اس کا امتیازی لباس پہنا۔ بعض عیسائی مورخین کا یہ خیال کہ فتوۃ کی تحریک عیسائی طریقہ ستیولری (Chivalry) کی تقلید ہے، اس لئے صحیح نہیں ہو سکتا کہ مغربی یورپ میں ستیولری کو اہمیت صلیبی جنگوں کے بعد ہوئی، جب کہ ان کے حکمرانوں نے بلاد اسلام سے شکست کھا کر واپس آنے کے بعد اپنے ہموطنوں کو اسلامی تمدن و معاشرت کی بے شمار مفید باتیں سکھائیں۔

شہر میں شیخ جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کا مقبرہ ہے، آپ اس وقت بھی مولٰنا کے لقب سے مشہور تھے۔ جلالیہ یا مولویہ فرقہ کا اناطولیہ میں بڑا احترام کیا جاتا ہے، مولٰنا کی نسبت ابن بطوطہ اس وقت کی مشہور روایت اس طرح بیان کرتا ہے کہ اوائل عمر میں وہ ایک بلند مرتبہ مذہبی عالم اور استاذ تھے، ایک دن مسجد کی درسگاہ میں شمس تبریز مٹھائی لئے ہوئے آپہنچے، اور تھوڑی سی مٹھائی مولٰنا کو دے کر وہاں سے چل نکلے، مولٰنا درس چھوڑ کر ان کی تلاش میں ادھر ادھر مختلف شہروں میں گھومتے پھرے، آخر کا جب قونیہ واپس آئے تو والہانہ فارسی اشعار کہتے جاتے تھے، مریدوں اور شاگردوں نے ان اشعار کو فراہم کیا، یہی ان کی مشہور و معروف مثنوی ہے ہر پنجشنبہ کی شب کو مولویوں کے تکیوں میں اس کی قرأت ہوتی ہے، لوگ سن کر وجد کرتے ہیں اور دیر تک مراقبہ میں رہتے

ہیں، مولانا روم کا ورود قونیہ میں سلجوقی سلطان علاء الدین کیقباد اوّل کے عہد میں ہوا جس کا ذکر اوپر آچکا ہے، مولانا کی وفات کی تاریخ ۱۲۷۳ء ہے۔

قونیہ سے نکل کر ابن بطوطہ لارندہ (حال کرمان) کی طرف روانہ ہوا، سلطان شکار سے واپس ہو رہا تھا اس کو دیکھ کر ابن بطوطہ گھوڑے سے اتر پڑا، اور سلام کیا، سلطان بھی اپنے کریمانہ اخلاق کے بموجب گھوڑے سے اترا اور ابن بطوطہ سے ملاقات کی، اس کو لے کر شہر میں داخل ہوا، اور اس کی بڑی خاطر تواضع کی، اس کے بعد ابن بطوطہ عراق کے بادشاہ کی سرحد میں داخل ہوا، پہلے آق سرا گیا، جہاں بکرے کے بالوں سے قالین تیار کئے جاتے تھے، ہندوستان، چین اور بلاد ترک میں ان کی بڑی مانگ تھی، وہاں سے وہ نقدہ اور پھر قیساریہ گیا، آخر الذکر شہر میں نائب بادشاہ کی ایک خاتون (جو خود بادشاہ کی رشتہ دار تھی) رہتی تھی، ابن بطوطہ اور اس کے ساتھی خاتون کی خدمت میں حاضر ہوئے، اس نے ان کی اچھی مہمانداری کی، وہاں سے یہ لوگ نائب بادشاہ علاء الدین ارتنہ کے مستقر سیواس پہنچے، علاء الدین نے ان کے ساتھ فیاضانہ سلوک کیا اور جب وہ سیواس سے روانہ ہوئے تو ذیلی حکام کو ان کی سربراہی وغیرہ سے متعلق احکام جاری کئے، اس طرح انہوں نے اماسیہ، کمیش (جس کے چاندی کے معادن کی خاطر عراق اور شام کے تجار اکثر وہاں جایا کرتے تھے) ارزنجان (جہاں ارمنی بکثرت رہتے تھے) اور ارض روم کی سیاحت کی، دو ترکمان قوموں کی باہمی جنگ کی وجہ سے ارض روم اس وقت ویران ہو گیا تھا۔ ابن بطوطہ یہاں ایک اخی تومان بک کا مہمان بنایا گیا، جس کی نسبت مشہور تھا کہ ایک سو تیس برس کی عمر کا تھا، عصا کی مدد سے اب بھی وہ پیادہ پا پھرا کرتا تھا۔ اور پنج وقتہ نماز بڑی پابندی سے پڑھتا تھا۔

سفرنامہ کے بیان کے بموجب ابن بطوطہ یہاں سے اناطولیہ کے مغربی کنارہ

کے قریب وادیٔ کیستر کے شہر برجی (قدیم فبرجیون) کو گیا (غالباً وہ ارض روم جانے سے پہلے ہی قونیہ سے اس طرف پلٹ گیا ہوگا) برجی میں محی الدین نامی ایک مشہور عالم رہتے تھے، مدرسہ میں ان کی قیامگاہ باغ اور نہروں سے آراستہ تھی، ابن بطوطہ ان سے ملنے گیا تو بڑی تواضع کی اور موقع کے لحاظ سے اس کی سکونت کے لئے ایک خرگاہ (لکڑی کے ستونوں پر نمدے کا بنا ہوا گنبد کی وضع کا خیمہ) روانہ کیا، اس نواح کا سلطان اس وقت ایک پہاڑی مقام پر ٹھیرا ہوا تھا، محی الدین اور ابن بطوطہ سلطان کی فرمائش پر کئی بار اس سے ملنے گئے، وہ بھی ایک مرتبہ ان کی ملاقات کو آیا کچھ دنوں بعد دونوں سلطان کی ہمراہی میں سلطان کے شہری ایوان کو گئے۔

شربت اور بسکٹ کی تواضع کے بعد سلطان نے ابن بطوطہ سے اچانک دریافت کیا کہ آیا اس نے کبھی کوئی "پتھر" دیکھا جو آسمان سے گرا، اس نے کہا، ایسا پتھر نہ کبھی دیکھا نہ سنا، سلطان نے فرمایا، ہمارے شہر کے باہر ایک ایسا پتھر گرا، اور میں تم کو دکھانا چاہتا ہوں، "پتھر" سامنے لایا گیا تو اندازاً کوئی ایک سو بارہ پونڈ وزنی تھا، سیاہ اور چمکدار، سلطان کے حکم سے چند پتھر پھوڑنے والے بلائے گئے، اور ان میں سے چار نے لوہے کے ہتھوڑوں سے پتھر کو توڑنے کی کوشش کی، زور زور سے کئی ضربیں لگائی گئیں مگر کچھ اثر نہ ہوا، ابن بطوطہ حیران رہ گیا، بالآخر "پتھر" واپس بھجوا دیا گیا، ابن بطوطہ اسی طرح محل شاہی میں کوئی چودہ دن رہا، ہر شب اس کے لئے کھانا، میوہ، مٹھائی اور موم بتیاں بھیجی جاتی تھیں، جاتے وقت سلطان نے اس کو ایک سو اشرفی، خلعت فاخرہ اور مائیکل نامی ایک یونانی غلام عطا کیا، اس کے ساتھیوں کو بھی اسی طرح مناسب و موزوں انعام و اکرام دے کر رخصت کیا، کہتا ہے، یہ سب مدرسہ کے استاذ محی الدین کی سفارش کا نتیجہ تھا۔ اور ان کے لئے دعا کرتا ہے۔

(نوٹ - منجانب راقم الحروف۔ آسمان سے پتھر گرنے کا جو ذکر اوپر آیا ہے وہ یقیناً شہابی

برجی سے نکل کر ابن بطوطہ اور اس کے ہمراہی تیرا ہوتے ہوئے ایا سلوق (قدیم افیس) کو گئے جو یونانیوں کا مقدس شہر تھا، اور اب برجی کے سلطان کے علاقہ میں شامل تھا۔ اس میں عیسائیوں کی ایک عبادت گاہ بڑے بڑے پتھروں کی بنی ہوئی عالی شان عمارت

لوہے کا ٹکڑا ہوگا، اس لئے کہ ہتھوڑوں سے مارنے پر بھی وہ نہیں ٹوٹا، شہابی پتھر اور لوہا کبھی کبھی آسمان سے گرتا نظر آتا ہے، خالص فلزی مادہ (لوہے اور نکل کی ساخت کا) زمین کے ابتدائی دور میں بکثرت گرا ہے، ظنِ غالب ہے کہ انسان پہلے یہی لوہا اپنے استعمال میں لایا، تزک جہانگیری میں جالندھر کے ایک قصبہ میں اس قسم کا واقعہ پیش آنا بیان کیا گیا ہے، بتاریخ ۳۰ فروردی ۱۰۳۰ھ مطابق ۱۰ اپریل ۱۶۲۱ء جہانگیر نے اس کی تاریخ "شعلۂ برقِ بادشاہی" کہی، اس کے حکم سے شہابہ کے ساتھ کچھ لوہا ملا کر دو تلواریں موسوم بہ "شمشیر قاطع" و "برق سرشت" ایک خنجر اور ایک چاقو یا چھرا بنائے گئے، بیدل نامی شاعر نے نظم کہی، (از شاہ جہانگیر جہاں یافت نظام ÷ افتاد بعہد او ز برق آہنِ خام، زاں آہن شد بحکم عالمگیرش ÷ یک خنجر و کارد با دو شمشیر تمام۔) افسوس کہ ان تلواروں کا کہیں پتہ نہ چل سکا، ترکی سلاطین مظاہر قدرت کا بڑی تفصیل کے ساتھ مطالعہ کرتے تھے، ابن بطوطہ نے چودھویں صدی عیسوی کے جس شہابی لوہے کا ذکر کیا ہے، غالباً اس سے بھی ایسی تلواریں بنائی گئی ہوں گی۔ جامعہ ہوسکو کی رصدگاہ کے ایک ماہر علم ہیئت نے راقم کو اپنے ایک خط مورخہ ۲ جولائی ۱۹۳۶ء میں لکھا تھا کہ شہابی لوہے کا بنایا ہوا ایک ترکی تیغہ توپ قاپو سرائے کے عجائب خانہ میں موجود ہے، جس کی ابتدائی تاریخ کا ابھی پتہ نہیں چلا، راقم نے لندن کے مشہور رسالہ سائنس نیچر کی اشاعت مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۴۲ء میں ابن بطوطہ کے اس بیان کی طرف اہل علم کو متوجہ کرا کر توپ قاپو سرائے کے عجائب خانہ کے تیغہ کی ابتدائی تاریخ پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے، آکسفورڈ کی مشہور لائبریری بوڈلائن میں تاریخ جرجان سے متعلق ایک مخطوطہ میں بھی ایسے ہی ایک واقعہ کا ذکر درج ہے، جس میں سفیان ابن عیینہ نے بحوالہ عبد الکریم الجرجانی بیان کیا ہے کہ تبدغا میں ایک ایسا شہابیہ گرا، لوگوں نے اس کو خلیفۂ وقت کے پاس بھیجا، انہوں نے اس کی تلوار بنانے کے لئے حکم دیا، ترکمان سرداروں کو ایسی باتوں سے بہت دلچسپی تھی،

تھی۔ شہر کی جامع مسجد بھی کسی زمانہ میں عیسائیوں کی عبادت گاہ تھی، اب دنیا کی خوبصورت عمارتوں میں شمار ہوتی ہے۔ ابن بطوطہ نے اس شہر میں چالیس دینار دے کر ایک یونانی کنیز خریدی، پھر وہ ازمیر (SMYRNA) پہنچا جو صلیبیوں کی دست برد سے ویران ہو چکا تھا، شہر کے حاکم (عمر فرزند سلطان آیدین) نے اس کی تواضع کی، انعام میں ایک نوجوان یونانی غلام نکولس نامی عطا کیا، اس وقت عمر عیسائیوں سے برسرِ پیکار تھا، اس کے جنگی جہاز قسطنطنیہ کے قریب تک لڑتے ہوئے جاتے تھے۔ پاپائے معظم کی درخواست پر جے نوآ (GENOA) اور فرانس کے عیسائیوں نے ازمیر کی بندرگاہ پر چڑھائی کی، عمر جنگ میں شہید ہو گیا، شہر عیسائیوں کے ہاتھ آیا، مگر قلعہ فتح نہ ہو سکا، (عیسائیوں نے ازمیر ۱۳۴۴ء میں ابن بطوطہ کے سفر کے کئی سال بعد فتح کیا) ابن بطوطہ پھر مغنیشیہ گیا، اور نمازِ عید الضحیٰ سلطان سروخاں کے ساتھ پڑھی، یہاں اس کے ایک ہمراہی کا غلام گھوڑا لے کر بھاگ گیا، لیکن بعد کو گرفتار کر لیا گیا، پھر برغمہ کے ویران شہر میں سے ہوتے ہوئے بل کسری پہنچے، جس کا سلطان دمورخاں ایک نامعقول آدمی تھا۔ یہاں بھی ابن بطوطہ نے ایک یونانی لونڈی مارگیوریٹ نامی خریدی۔

پھر بروسہ گیا، جس کے دو قدرتی گرم پانی کے چشمے بیماروں کے علاج کے لئے مشہور تھے، یہاں دو حمام بنا دیئے گئے تھے، ایک عورتوں کے لئے، دوسرا مردوں کے لئے، بروسہ میں ابن بطوطہ

لوسونو سوف کے عجائب خانہ کے تیغہ کی ابتدائی تاریخ کا ان دونوں واقعات کے ذریعہ ممکن ہے کہ پتہ چل جائے۔ قارئین مذلسئوم کو ان امور کی طرف اس لئے توجہ کی زحمت دی گئی کہ علم ہیئت کے اس شعبہ سے متعلق یورپ اور امریکہ کے ماہران سائنس کو انیسویں صدی کے شروع تک بھی صحیح معلومات حاصل نہ تھے۔ بڑے بڑے عالم آسمان سے شہابی مادے کے گرنے کو جہلا کی من گھڑت روایت تصور کرتے تھے۔ لیکن چودھویں صدی عیسوی کے مسلمان بادشاہ ان کی ماہیت سے بخوبی واقف تھے، اور ان سے مفید چیزیں بطور یادگار بنواتے تھے۔

نے شیخ عبداللہ نامی مصر کے ایک مشہور عابد سے ملاقات کی جس نے تمام بلاد اسلام کا (با ستثنأ چین، لنکا، اسپین اور مغربی افریقہ کے سیاہ اقوام کے ممالک) سفر کیا تھا، چونکہ ابن بطوطہ نے بعد کو ان ممالک کی بھی سیاحت کی، اس لئے کہنا ہے کہ وہ بالآخر اس مشہور مصری سیاح پر سبقت لے گیا، بروسہ کا سلطان اس وقت اورخاں (خاندان عثمانی سلاطین کا دوسرا بادشاہ) تھا جس نے اپنے باپ عثمان جوک کے ۱۳۲۶ء میں یونانیوں سے بروسہ فتح کرنے کے بعد بارہ سال محاصرہ کرکے ۱۳۲۹ء میں نیقیہ لے لیا، ایشیائے کوچک کے مسلمان ترکمان حکمرانوں میں عثمان اور اورخاں سب سے بڑے بادشاہ تھے، بازنطانی حکومت سے لڑکر یکے بعد دیگرے متعدد شہر اور قلعے فتح کرچکے تھے، ابن بطوطہ نے اورخاں کو بچشم خود دیکھا اور اس کی بہادری کی تعریف کرتا ہے، نیقیہ ایک تالاب کے بیچ میں واقع ہے، شہر مضبوط اور باغات سے آراستہ تھا، یہاں اس کا قیام چالیس روز رہا، ترکی زبان نہ جاننے اور عربی داں ترجمان نہ ملنے کی وجہ سے اس کو اور اس کے ساتھیوں کو بڑی تکلیف اٹھانی پڑی، پھر سقاریہ کا مشہور دریا عبور کرکے آگے کو بڑھے، برفباری بھی ہونے لگی جس سے ان کے مصائب اور بڑھ گئے، قینوق میں ایک یونانی عیسائی مذہب کی بڑھیا کے مکان میں ٹھیرنا پڑا، اس نے اس کو تاجر سمجھ کر زعفران کی ایک بڑی مقدار خریدنے کو کہا، (جس کی وہاں اچھی کاشت ہوتی تھی) ابن بطوطہ نے معذرت کی، بعد کو جنگل میں راستہ بھٹک کر طرح طرح کی مصیبتیں سہنے کے بعد مسلمان درویشوں کی ایک خانقاہ میں پناہ لی۔

(باقی)

اسلام اور یورپ
سنت اللہ سے بغاوت کے عبرتناک نتائج

تجدد پسند کہتے ہیں کہ اسلام نے حلال و حرام، جائز و ناجائز کا جھگڑا کھڑا کر کے مسلمانوں پر معیشت کی راہیں تنگ کر دی ہیں، انہیں ترقی کی راہ پر گامزن ہونے سے روک دیا ہے اور ان نقوش کو مٹا ڈالا ہے جنھیں قوموں کے ارتقائی دور میں چمکنا اور ابھرنا چاہیئے کہیں سود اور شراب کی حرمت اور قمار سے بیزاری، اور کہیں رشوتوں کے خلاف جہاد ہے، کہیں ارشاد ہے کہ مسلمان کے حلق میں حلال کے سوا اور کچھ جانے نہ پائے، قدم قدم پر حدود اللہ کی حد بندی، جگہ جگہ شریعت کے اوامر و نواہی کا اعلان، ہر شاہراہ زندگی پر قرآن کے سنتری کا پہرہ، ہر آیندہ و روندے اکل حلال کے متعلق بازپرس، نتیجہ یہ کہ مسلمان ہر قوم سے پیچھے، اللہ کا نام لینے والے ہر میدان میں پسپا، اور درماندہ، شریعت کے تابعدار معیشت و معاشرت کے ہر دائرہ میں خستہ حال اور تمام دنیا کی نظروں میں اہل ایمان کی پوزیشن مضحکہ خیز۔

ہم صبر و سکون کے ساتھ تجدد پسندوں کی یہ شکایت سنتے ہیں، وہ بھی ذرا صبر و تحمل سے ہماری گذارش پر غور کر کے فیصلہ کریں کہ ہم جو کچھ عرض کرتے ہیں وہ کس حد تک قرین صواب ہے۔

گذارش یہ ہے کہ آپ نے حدود اللہ کو توڑنے میں کب کسر اٹھا رکھی ہے، حرام و حلال کی

بندشوں کو توڑنے میں آپ کی کوششیں کب ناکام رہی ہیں ؟ وہ کونسا اسلامی قانون ہے جسے آپ نے روز روشن میں نہیں توڑا ؟ وہ کون سا ارشاد الٰہی ہے جس کی خلاف ورزی میں آپ نے کوئی کوتاہی کی ؟ وہ کون سی بغاوت ہے جس کا تجدد اور ترقی کے نام پر آپ نے ارتکاب نہیں کیا ؟ سودی کاروبار میں بھی ہاتھ رنگے ، حلال وحرام کے امتیازات کو بھی مٹا دیا ، نفس کی پیروی میں بھی ... بڑھ چڑھ کر جرأت کا ثبوت دیا ، مغرب زدگی کا مظاہرہ بھی دل کھول کر کیا ، مگر خدارا بتایئے کہ آپ کی شکایات کس حد تک دور ہوئیں کس حد تک آپ نے ترقی کے میدان میں سبقت کی ، آپ کی معیشت و معاشرت میں کہاں تک چار چاند لگے ، اور دیگر اقوام کے دوش بدوش کھڑے ہونے کی سعادت آپ نے کب حاصل کی ؟ آپ کو اسلام سے یہی شکایت تھی کہ اس نے زندگی کا دائرہ محدود کر دیا ہے ، مگر آپ نے تو اس دائرہ کو وسیع کرنے میں کوئی کمی نہیں کی ، اس پر بھی آپ وہیں کے وہیں رہے ، اور جس مقصد کے لئے شریعت الٰہیہ سے بغاوت کی تھی وہ بھی حاصل نہ ہوا ، بات جب تھی کہ آپ شریعت حقہ کی پابندیوں کو توڑکر اوج ترقی پر آفتاب بن کر چمکتے اور ہم سے کہتے کہ دیکھئے اسلام کی پابندی ہمیں حرکت نہ دے سکی ، مگر جوں ہی ہم نے اسلام سے بغاوت اختیار کی ، ہر طرف ترقی کی راہیں کھل گئیں ، اور ہم پر دنیاوی نعمتوں کی بارش ہونے لگی . آپ نے اسلام کی مخالف سمت پر قدم بھی بڑھایا ، مگر منزل مقصود کا نشان تک نہ پایا ، اگر آپ کی پسپائی میں اسلام کا قصور تھا تو شعائر اسلام سے روگردانی کے بعد آپ کی رجعت کا ذمہ دار کون ہے ؟ سوچئے آپ کی درماندگی ، خستہ حالی ، کمزوری اور نظام حیات کی ابتری کا سبب کیا ہے ؟

معرکۂ علم وجہل : آپ کہتے ہیں کہ عصری رجحانات اور علوم جدیدہ نے اسلام کی مخفی کمزوریوں کو واشگاف کر دیا ، مغربی تمدن کی ایک ہی ٹکر سے اسلام کا بھرم کھل گیا ، یورپ کی عمرانی ، تہذیبی اور صنعتی ترقیوں نے ایمان کی بنیادیں

بلا ڈالیں اور جدید افکار نے مسلمانوں کے انداز فکر اور رفتار زندگی کا رخ بدل ڈالا مگر یہ کہتے ہوئے آپ اس امر کو فراموش کر جاتے ہیں کہ اسلام اور چیز ہے اور مسلمان اور چیز، اسلام کی تعلیم سرتاسر ہدایت ہے مگر آج مسلمان کی زندگی سرتاسر بغاوت، ذرا غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ مغربی علوم کا تصادم اسلام سے نہیں ہے مسلمان کی جہالت اور غفلت سے ہے، یورپ کی علمی اور فنی ترقیوں نے اسلام کو شکست نہیں دی، ان مسلمانوں کو شکست دی ہے جو حقائق کو نظر انداز کر کے اوہام پرستیوں اور سریع الاعتقادیوں میں مبتلا ہیں۔ اور جن کی زندگی چند رسمیات کا مجموعہ بن کر رہ گئی ہے، قرآن کریم نے کہا کہ اہل علم اور علم سے بے بہرہ لوگ برابر نہیں ہو سکتے، ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون ط، یورپ نے علوم و حکم اور اکتشافات میں عملی حصہ لے کر قرآن کی تصدیق کر دی کہ علم اور جہالت میں کوئی ہمسری نہیں، علم خود بلندی ہے، اور قوموں کو بلندی عطا کرتا ہے، جہالت پستی، دون ہمتی اور موت ہے جو قوموں کو موت کی آغوش میں سلا دیتی ہے۔ قرآن کا ارشاد تھا کہ ہر مسلمان علم و حکمت کا طلبگار بنے رب زدنی علماً (اے رب ہمارے علم میں ترقی عطا فرما۔) مگر مسلمان ٹمٹماتا ہوا چراغ بھی نہ رہا اور یورپ نے حکمت جدیدہ کی مشعل روشن کر دی، پھر یورپ کا یہ تصادم اسلام سے ہوا یا مسلمان سے؟ اس کی ٹکر سے اسلام کا بھرم کھلا یا اس دور کے مسلمان کی جہالت آشکار ہوئی۔

قرآن نے کہا کہ کائنات الٰہی پر غور کرو، زمین و آسمان کی ہر چیز کا جائزہ لو، یہ پہاڑ اور سمندر، یہ زمین اور اس کی مخفی قوتیں، یہ نباتات اور اس کے منافع، یہ حیوانات اور ان کی افادیت، یہ بارش اور اس کے اثرات صرف تمہاری تجربہ گاہ کا معمول ہیں، وسخر لکم ما فی الارض جمیعاً (زمین کی ہر چیز کو تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے) یہ حکم مسلمانوں کو دیا گیا تھا، ان ارشادات کے مخاطب صرف مسلمان تھے، لیکن انہوں نے ان کو مدت ہوئی بھلا دیا، مگر مغربی علماء نے طبیعیات و کیمیا، سائنس اور اکتشافات کے نام سے

ان ہدایات سے فائدہ اٹھایا، وہ ہر قسم کی ترقیوں اور کامرانیوں سے ہمکنار ہو گئے، اب بتلایئے اور سینہ پر ہاتھ رکھ کر بتایئے کہ مغربی علوم کی ترقی سے اسلام پر زد پڑی یا یہ راز کھلا کہ آج کا مسلمان صرف نام کا مسلمان ہے، اور اصلاً وہ اسلام سے باغی ہو چکا ہے، سچ بتایئے یہ تصادم یہ ٹکر، یہ مقابلہ اسلام سے ہے، اسلامی ہدایات سے ہے یا مسلمان کی اس رفتار زندگی سے جو جہالت غفلت اور خود فراموشی کی پیداوار ہے۔

وحشی یورپ کی آٹھ صدیاں:- یہ بات اگرچہ شرمناک ہے لیکن حقیقت اور واقعہ پر مبنی ہے اس لئے اسے وسعت قلبی اور جرأت کے ساتھ سنئے، وہ حقیقت یہ ہے کہ زمانۂ حال کے مسلمان، مسلمان نہیں ہیں اور عیسائی عیسائی نہیں ہیں، یعنی جہاں تک کائنات کی تسخیر کا تعلق ہے، عیسائی عملاً مسلمان ہیں، اور مسلمان عملاً عیسائی۔ اور ان دونوں کی ترقی اور تنزل کا سبب اس کے سوا کچھ نہیں کہ انہوں نے اپنے اپنے مذہب کو چھوڑ کر اپنے حریف کے مذہب پر عمل کرنا شروع کر دیا ہے، عیسائیوں نے اپنے مذہب کو چھوڑ کر اسلامی اصول اختیار کر کے ترقی کی؛ اور مسلمان اپنے مذہب سے غافل ہو کر عیسائیوں کی جاہلانہ زندگی اختیار کر کے تنزل کے گڑھے میں گرے۔ تاریخ کی روشنی میں بلا تامل کہا جا سکتا ہے کہ اگر موجودہ زمانہ کے مسلمان قرآن کریم پر اور عیسائی انجیل پر عامل ہوں۔ تو دنیا میں کوئی قوم زندگی، ترقی، اور کامیابی میں مسلمانوں کی، اور افلاس، جہالت اور تنزل میں عیسائیوں کی ہمسری نہیں کر سکتی، جس زمانہ میں عیسائی سچے عیسائی تھے اور مسلمان سچے مسلمان، اس وقت عیسائیوں کے تنزل کا نقشہ قابل دید ہے، ایک انگریز مصنف نے لکھا ہے کہ پانچویں صدی سے بارھویں صدی تک کا زمانہ عیسائیوں کی عام جہالت کے باعث "تاریخ کا بے مغز زمانہ" گزرا ہے، وہ لکھتا ہے کہ

> "مغربی دنیا کا دماغ قطعی بیکار ہو چکا تھا۔ پانچویں صدی سے بارھویں صدی عیسوی تک یورپ پر جہالت کی علم تاریکی چھائی ہوئی تھی، اس زمانہ کا درمیانی عرصہ تو اس

قدر شرمناک ہے کہ وقائع نگاروں کو اسے تاریخ کا تاریک ترین دور لکھنا پڑا، یہ زمانہ جنگ وخوں ریزی کے لئے بہت ہی بدنام ہے، اس وقت نہ تجارت تھی، نہ علم و حکمت کا کوئی چرچا، سائنس کا تو نام ونشان تک نہ تھا۔ البتہ عربوں نے سائنس وحکمت کی جو شعلیں روشن کی تھیں وہ اپنی جگہ ضیا بار تھیں، کوئی قانون نہ تھا، صرف حیوانی قوتیں مصروف پیکار تھیں۔ لوگوں کو دین مسیحی میں شامل کیا جا رہا تھا مگر عیسائیوں کی فطرت پر اس کا کوئی اثر نہ تھا، ہر جگہ کلیسا کے نمائندے عام لوٹ کھسوٹ میں شریک غالب کی حیثیت رکھتے تھے۔"

(چارلس ڈف کی کتاب This Human Nature ص ۱۳۱)

انقلاب ماہیت کے اسباب: کبھی زمانہ میں اسلامی سلطنت کا ایک سرا بحر اوقیانوس پر تھا تو دوسرا سرا دیوار چین پر اس کی ایک حد بحیرہ خضر کے کنارہ سے ملتی تھی تو دوسری حد بحر ہند کے ساحل سے، یہی وہ زمانہ تھا جس میں عیسائیت اور عیسائی قومیں تنزل کے عمیق غار میں پڑی سسک رہی تھیں سوال یہ ہے کہ یہ عروج مسلمانوں کو کیونکر حاصل ہوا تھا؟ اور عیسائی دنیا کو ذلت ونکبت کا یہ ذائقہ کیوں چکھنا پڑا؟، ڈریپر لکھتا ہے:۔

"اسلام کے ان جنگی کارناموں پر دیگر واقعات کا اضافہ غیر ضروری ہے، اگر کس طرح بحر روم میں اپنے فتحمند بیڑوں کو لے جاکر انہوں نے اول کریٹ کو فتح کیا، پھر سسلی کو مسخر کیا اور اس کے بعد روما کو ذلیل ورسوا کیا، البتہ اس امر کا تذکرہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جنوبی اٹلی اور سسلی (صقلیہ) میں مسلمانوں کے موجود ہونے کی وجہ سے یورپ کی عقلی اور دماغی ترقی میں ایک زبردست حرکت پیدا ہوئی۔" (معرکہ مذہب وسائنس صفحہ ۱۰۱)۔

"عربوں کے ادب کی طرح جس نے مسیحی دنیا پر جنوبی فرانس اور سسلی کی راہ سے پیشقدمی

کی تھی۔ ان کی سائنس بھی ان ہی دو راستوں سے یورپ میں داخل ہوئی۔" (صفحہ ۲۰۴)

یعنی اس وقت کے مسلمان دنیا پر اس لئے چھا گئے کہ علم و سائنس ان کے ہم رکاب تھی۔ اور یورپین قومیں اس لئے محکوم تھیں کہ "جہالت زہد و اتقا کی ماں ہے" کا مقولہ ان کی زندگی کا طغرائے امتیاز تھا۔ آج مسلمانوں نے عملاً عیسائیوں کی جگہ لے لی اور ذلیل و محکوم ہو گئے، عیسائیوں نے عملاً مسلمانوں کی جگہ سنبھالی وہ دنیا کی قسمت کے مالک بن گئے، اگلے مسلمانوں نے اپنی سائنس کو فرانس اور سسلی کی راہ سے یورپ پہنچایا، کیونکہ وہ تسخیر کائنات کے راز سے واقف تھے، آج کا مسلمان اس قابل بھی نہیں رہا کہ مغرب کے دروازہ پر علم کی بھیک مانگے کیونکہ اس کے لئے بھی جرأت اور ہمت کی ضرورت ہے، بس وہ اس قابل رہ گیا ہے کہ مغرب سے الحاد سیکھے، عورتوں کی آزادی کا نسخہ حاصل کرے، وضع قطع میں فرنگی بننے کی کوشش کرے اور جب غصہ آئے تو اپنی جہالت و حماقت کے نتائج کا ذمہ دار اسلام کو ٹھیرائے۔ فاعتبروا وتدبروا۔

(بقیہ صفحہ ۹) ہمیں یہ رقم وصول ہوئی ہے جو اپنے نام کا اخفا چاہتے ہیں، ہم معطی رقم اور واسطۂ خیر دونوں کے لئے رب العزت کی بارگاہ میں فلاح دارین کی دعا کرتے ہیں۔ ما دار العلوم صولتیہ مکہ معظمہ کے اساتذہ، علمائے کرام اور طلبا سے بھی ہماری درخواست ہے کہ وہ در کعبہ پر دونوں حضرات کے لئے دعائے خیر و فلاح کریں۔

بمبئی ہندوستان میں دوسرے نمبر کا شہر ہے وہاں کے مسلمان خدا کے فضل سے خوش حال اور اسلامی جذبات و احساس میں دوسرے مقامات کے مسلمانوں سے پیچھے نہیں ہیں مگر یہ گراں قدر عطیہ دار العلوم صولتیہ کیلئے جب سے کہ دار العلوم کا صدر دفتر دہلی میں قائم ہے پہلی مثال ہے، ہمیں امید ہے کہ محمد اکرام اللہ صاحب کا یہ عملی نمونہ خیر، بمبئی کے دیگر اہل خیر کیلئے باعث تقلید ہوگا اور وہ بھی مرکز اسلام کی اس علمی، دینی، تاریخی اور ہندوستان کے مسلمانوں کی قابل فخر یادگار دار العلوم صولتیہ کی طرف اپنا دست اعانت و کرم بڑھائیں گے واللہ الموفق وبیدہ الخیر۔

موج کوثر

بابت ماہ جمادی الثانیہ ۱۳۶۴ھ

مکہ معظمہ میں ہندوستانی مرحومین کیلئے ایصال ثواب

اپنے جانے والے عزیزوں، دوستوں اور بزرگوں کو یاد رکھئے تاکہ آنیوالے آپ کو یاد رکھیں اپنے خاندان کے مرحومین کے لئے مکہ معظمہ میں کعبہ کے زیر سایہ ایصال ثواب کیجیے! یاد رکھئے کہ مکہ معظمہ میں ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ نیکی کے برابر ہے، آپ جو روپیہ ہندوستان میں خرچ کرتے ہیں اس کو مکہ معظمہ میں خرچ کرکے ایک لاکھ گنا ثواب حاصل کرسکتے ہیں۔

اس مد کی آمدنی وظائف حفاظ میں صرف کی جاتی ہے۔

نمبر شمار	ایصال ثواب	مرسل رقم	رقم
۱	بروح رفیق النساء صاحبہ مرحومہ، اہلیہ جناب حاجی برکت اللہ صاحب ، صغیر النساء صاحبہ مرحومہ اہلیہ جناب افتخار احمد صاحب عـہ	جناب افتخار احمد صاحب متولی مومن	عـہ
۲	بارواح شاہ غنیمت حسین صاحب، شاہ عبداللطیف صاحب محمد ابراہیم صاحب، شاہ محمد یعقوب صاحب، شاہ محمد صالح صاحب، شاہ محمد ایوب صاحب، شاہ محمد اشرف صاحب شاہ محمد اویس صاحب، شاہ محمد سعید صاحب، شیخ حامد حسن صاحب مرحومین۔ ۶ر	جناب الحاج شاہ محمد خلیل الرحمن صاحب مونگیر	عـہ
۳	بروح پاک سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم	جناب سید اقبال شاہ صاحب بتوسط جناب حاجی طفیل احمد صاحب شمر	۶ر
۴	بروح جینے خاتون صاحبہ مرحومہ اہلیہ جناب حافظ عبدالسمیع صاحب	حافظ عبدالسمیع صاحب عبداللہ صاحبان کان پور	عـہ
۵	بروح پاک سرکار دوعالم صلعم، بہ ارواح والدین ہم، دادا، دادی صاحبہ	” غلام محمد صاحب خواجہ اینڈ سنز خان گڑھ	عـہ
۶	” ” ” بہ ارواح دادا صاحب مولوی صاحب	” محمد عبدالکریم خاں صاحب سہارن پور	سے ر
۷	بروح حکیم محمد عبدالرحمن صاحب مرحوم شوہر خود	محترمہ بیگم صاحبہ حکیم محمد عبدالرحمن صاحب مرحوم دہلی قرول باغ	صعہ ر
۸	بروح عبدالغفار خاں صاحب مرحوم	جناب عبدالستار خاں صاحب سیدانہ	عـہ
۹	” عبدالوہاب صاحب مرحوم والد معطی	” عبدالرشید صاحب بنارس	۶ر
۱۰	” والد صاحب مرحوم معطی	” محمد اسمٰعیل صاحب بنارس	۶

سلسبیل کوثر

بابت ماہ جمادی الثانیہ ۱۳۶۶ھ

اہل حرمین شریفین کی امداد و دستگیری

مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کیلئے امدادی رقوم

خداوند کریم کا شکر و احسان ہے کہ وہ خادمان دارالعلوم حرم سے متعدد کام لے رہا ہے، صدر دفتر مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ وہی کو مختلف مقامات سے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے بعض خاص اور عام غرباء و مساکین اور بیوگان و یتامیٰ اور دوسرے امور خیر کے لئے حسب ذیل رقوم بماہ جمادی الثانیہ ۱۳۶۶ھ وصول ہوئی ہیں، یہ ایک نیک کام کی توفیق ہے جو دارالعلوم حرم کی خدمت کے ساتھ ہمارے حصہ میں آئی ہے، یہ رقوم مدرسہ کے مرکزی دفتر مکہ معظمہ کو معطیان کی ہدایت کے مطابق مستحقین تک پہنچانے کے لئے بھیجی جا رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھے　　　آتے ہیں جو کام دوسروں کے

نمبر شمار	نام نامی	رقم	نمبر شمار	نام نامی	رقم
۱	جناب مولوی محمد امجد اللہ صاحب کبیر گنج	صـہ	۵	جناب الحاج شاہ محمد خلیل الرحمن صاحب۔ مونگیر	عـہ
۲	؍؍ الحاج محمد حسن صاحب　بابو پور	عـہ	۶	؍؍ حاجی محمد عبد الجمیل صاحب بتوسط جناب منشی محمد مسعود حسن صاحب سہارن پور	عـہ
۳	محترمہ خورشید جہاں بیگم صاحبہ، بیگم جناب الحاج کیپٹن مولوی غلام محمد صاحب ریاست بہاولپور	۶؍	۷	جناب محمد واثق صاحب ہاشمی۔ گورکھپور	ما؍
۴	محترمہ بیگم صاحبہ جناب کیپٹن ڈاکٹر سید محمد اجمل حسین صاحب، کرنال	عـہ	۸	؍؍ سید اقبال شاہ صاحب بتوسط جناب حاجی طفیل احمد صاحب، شملہ	طعہ
			۹	جناب حاجی بابو اللہ دین صاحب کانپور	للعہ

نمبر شمار	نام نامی	رقم
۱۰	جناب میاں فضل کریم صاحب سیالکوٹ	صہ
۱۱	،، مولوی محمد ارشاد صاحب چودھری عنایت آباد	للعہ
۱۲	،، مرزا محمد اسحٰق بیگ صاحب بی۔اے، ایس اے، او، منشی فاضل، ادیب فاضل۔ چنیوٹ	عہ
۱۳	جناب حاجی مرزا مولا بخش صاحب بتوسط ،، ،،	صہ
۱۴	،، سید محمد امین صاحب نیّر بیکانیر	عہ ۸ ر
۱۵	جناب مولانا حکیم عبد اللہ رشید صاحب نواب رشار کی حیدرآباد دکن	صہ
۱۶	محترمہ اہلیہ صاحبہ سیٹھ صالح احمد صاحب ضلع سورت	ساصہ
۱۷	جناب غلام محمد صاحب خوجہ خان گڑھ	مانسلہ
۱۸	محترمہ بیگم صاحبہ جناب کیپٹن ڈاکٹر سید محمد اسمٰعیل حسین صاحب کرنال	صہ ر
۱۹	جناب کنور محمد مسعود علی خاں صاحب کھیری لکھیم پور	صہ

میزان ماہ جمادی الثانیہ سنہ ۱۳۶۲ھ — ۹۰۳

صحیفۂ سعادت

معاونین کرام اور محسنوں کے اسمائے گرامی

فہرست رقوم عطیات و امداد مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ بذریعہ دفتر مدرسہ۔ دہلی

بابت ماہ جمادی الثانیہ سنہ ۱۳۶۴ھ

اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ ہر مہینہ کی فہرست اسمائے معاونین کرام کی اشاعت دوسرے ماہ کے نمبر میں ہوا کرے گی مندرجہ ذیل تفصیلات میں اگر کوئی غلطی ہو تو براہ کرم دفتر کو مطلع فرمایئے، باعث شکرگزاری ہوگا۔

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
۱	۸۳ جلد ۱۰۹	جناب حاجی محمد احمد صاحب دہلی (بدست خود)	۶/	امداد عام
۲	۸۴ "	" حاجی شاہ محمد عمر صاحب عثمانی پانی پت	۶/	"
۳	۸۵ "	حوالدار محمد اکبر صاحب جبل پور منی آرڈر	۱۲/	"
۴	۸۶ "	جناب مولوی حکیم الدین صاحب بارہ بنکی "	۵	نفقہ وظائف طلباء
۵	۸۷ "	" سید انوار الحسن صاحب کانپور "	[illegible]	امداد عام
۶	۸۸ "	" حاجی غلام رسول محمد خلیل صاحبان مبارک پور منی آرڈر	عـ	"
۷	۸۹ "	" [illegible] احمد صاحب متولی "	[illegible]	ایصال ثواب
۸	۹۰ "	" مستری محمد نبی صاحب لکھنؤ "	عـ	نفقہ وظائف طلباء
۹	۹۱ "	محترمہ اہلیہ صاحبہ حاجی اللہ بخش صاحب صنعیہ محمدی (منی آرڈر)	[illegible]	امداد عام
۱۰	۹۲ "	محترمہ بیگم صاحبہ جناب کیپٹن ڈاکٹر سید محمد اکمل حسین صاحب کمال (بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۴۵ء عطیہ بتقریب مسرت شادی خانہ آبادی فرزند دلبند عـ) (منی آرڈر)	[illegible]	"
۱۱	۹۳ جلد ۱۰۹	جناب الحاج ڈاکٹر شاہ محمد خلیل الرحمن صاحب مونگیر (منی آرڈر)	عـ	ایصال ثواب
۱۲	۹۴ "	محترمہ بیگم صاحبہ بابو اقبال احمد صاحب مرسلہ جناب حاجی محمد نعیم صاحب علیگڑھ منی آرڈر	[illegible]	زکوٰۃ
۱۳	۹۵ "	جناب شیخ احمد اللہ صاحب مرسلہ جناب سید محمد فخر الدین صاحب جعفری الہ آباد منی آرڈر	[illegible]	امداد عام
۱۴	۹۶ "	جناب محمد یوسف صاحب بیگا بازار "	[illegible]	زکوٰۃ
۱۵	۹۷ "	" امام دین صاحب موضع کمالہ "	[illegible]	امداد علم
۱۶	۹۸ "	محترمہ بیگم صاحبہ جناب شاہ غیاث عالم صاحب قنوج (برائے شکرانہ صحت و ترقی صحت شوہر نامدار خود) (منی آرڈر)	عـ	نفقہ وظائف طلباء
۱۷	۹۹ "	جناب سید اقبال شاہ صاحب بہ توسط جناب حاجی طفیل احمد صاحب [illegible] منی آرڈر	۶/	ایصال ثواب
۱۸	۱۰۰ "	جناب ڈاکٹر محمد علی صاحب مرسلہ جناب مولوی تاج علی صاحب۔ برڈگانوں منی آرڈر	عـ	زکوٰۃ

نمبر شمار	نمبر رسید طلب	نام نامی	رقم	مد
۱۹	۱۳ ع ۱۱	محترمہ بیگم صاحبہ عالیجناب نواب صاحب باغپت (منی آرڈر)	عہ	امداد عام
۲۰	۲ "	جناب محمد مصطفیٰ علی صاحب علوی لکھنؤ منی آرڈر	عہ	"
۲۱	۳ "	" محمد اکرام اللہ صاحب بمبئی بیمہ رجسٹری	الـ	زکوٰۃ
۲۲	۴ "	" چودھری منا صاحب کانپور منی آرڈر	عـہ	امداد عام
۲۳	۵ "	" حسینی صاحب بتوسط " " "	عا	"
۲۴	۶ "	" حاجی اللہ بخش صاحب عقبہ محمدی (برائے دعائے صحت خود) بیمہ رجسٹری	ماصہ	امداد عام وظائف طلبا
۲۵	۷ "	محترمہ بیگم صاحبہ جناب حاجی اللہ بخش صاحب عقبہ محمدی (برائے دعائے خیر وصحت وسلامتی) بیمہ رجسٹری	صہ	وظائف طلبا
۲۶	۸ "	جناب مولانا ابو نصر شاہ محمد عبد الحی صاحب (فرزہ شریف) کلکتہ (منی آرڈر)	لوعہ	امداد عام
۲۷	۹ "	محترمہ بیگم صاحبہ جناب شاہ بشیر عالم صاحب کانپور (برائے دعائے صحت) بیگم صاحبہ جناب بشیر عالم صاحب مرحوم بشکرانہ صحت شاہ غیاث عالم صاحب منی آرڈر	صے	"
۲۸	۱۰ "	عالی جناب سیٹھ حاجی احمد موسیٰ جی سالوجی صاحب افریقہ (ذریعہ برٹش پوسٹل آرڈرس)	سے ۴ر	"
۲۹	۱۱ "	جناب ڈاکٹر محمد عابد صاحب فاروقی جودھپور (منی آرڈر)	سے	"
۳۰	۱۲ "	محترمہ بیگم صاحبہ جناب شاہ بشیر عالم صاحب مرحوم، (کانپور) بتوسط صاحبزادی جناب شاہ غیاث عالم صاحب منی آرڈر	عـہ	امداد عام صہ زکوٰۃ صہ

نمبر شمار	نمبر رسید طلب	نام نامی	رقم	مد
۳۱	۱۳ ع ۱۱	محترمہ بیگم صاحبہ میر سید علی صاحب بتوسط جناب شاہ بشیر عالم صاحب کانپور (بتشریح بالا بابت) (منی آرڈر)	عـہ	صہ زکوٰۃ صہ
۳۲	۱۴ "	جناب مولوی محمد ارشاد صاحب چودھری عنایت آباد (منی آرڈر)	ے ر	امداد عام
۳۳	۱۵ "	جناب سردار محمد اکرم خاں صاحب مظفر نگر (منی آرڈر)	لوعہ ۲ر	زکوٰۃ
۳۴	۱۶ "	" منشی افتخار احمد صاحب - دہلی - فرد تبلیغ (بذات خود)	عا ر	امداد عام
۳۵	۱۷ "	" مرزا محمد اسحٰق بیگ صاحب، بی-اے، ایس-اے-ای، منشی فاضل ادیب فاضل چنیوٹ - (چیک)	عـہ	زکوٰۃ
۳۶	۱۸ "	مسلم عہدہ داران دی امپیریل تمباکو کمپنی نئی دہلی بتوسط جناب حافظ عبد الغفار صاحب بدست جناب [illegible] الدین صاحب	معہ	تعمیرات
۳۷	۱۹ "	جناب سید محمد امین صاحب نیر - ریاست بیکانیر (منی آرڈر)	۸ر	امداد عام ۲ر [illegible]
۳۸	۲۰ "	جناب محمد نبی صاحب لکھنؤ "	عـہ	امداد عام
۳۹	۲۱ "	" چودھری اعظم علی خاں صاحب ڈھکولی منی آرڈر	سے	زکوٰۃ
۴۰	۲۲ "	محترمہ اہلیہ صاحبہ جناب سیٹھ صالح احمد صاحب سورتی مرسلہ جناب سیٹھ داؤد یوسف صاحب آبوت (ذریعہ ڈرافٹ)	ماصہ	امداد عام

نمبر شمار	نمبر رسید و جلد	نام نامی	رقم	مد
۴۱	۲۳ [illegible] ۱۱	جناب حافظ عبدالسمیع حاجی طیب اللہ صاحبان کان پور ذریعہ ڈرافٹ	صہ	ایصال ثواب
۴۲	۲۴ "	جناب غلام محی صاحب خواجہ اینڈ سنز خان گڈھ ضلع مظفرگڑھ (ذریعہ ڈرافٹ)	ماعہ	ایصال ثواب عہ حفاظت ایتام ماعہ
۴۳	۲۵ "	جناب ایس۔ ایم ذاکر صاحب امرتسر (منی آرڈر)	اعہ	اطعام
۴۴	۲۶ "	جناب کیپٹن مولوی غلام محمد صاحب ریاست بہاولپور (بابت ماہ جون ۱۹۴۲ء) (منی آرڈر)	معہ	زکوٰۃ
۴۵	۲۷ "	جناب کنور محمد مسعود علی خاں صاحب کھیری لکھیم پور، (شکرانہ ملازمت صاحبزادہ صاحب) (بیمہ رجسٹری)	صہ	اطعام
۴۶	۲۸ "	جناب عبدالرحمن صاحب، جینہ صاحبہ اہلیہ موصوف، خواجو صاحب، سکینہ صاحبہ اہلیہ موصوف (منی آرڈر) مرسلہ جناب سید تنظیم حسین صاحب، جھانسی	عسہ	اطعام
۴۷	۲۹ جلد [illegible]	جناب محمد عبدالکریم خاں صاحب، سہارنپور (منی آرڈر)	صہ	زکوٰۃ عہ ایصال ثواب ے
۴۸	۳۰ "	جناب الحاج مولوی غلام محمد صاحب ریاست بہاولپور (ماہ مئی ۱۹۴۲ء) (منی آرڈر)	صہ	زکوٰۃ
۴۹	۳۱ "	محترمہ شوکت آرا بیگم صاحبہ بنت جناب حاجی محمد نعیم صاحب انصاری اڈیٹر علی گڑھ (منی آرڈر)	صہ	"
۵۰	۳۲ "	جناب حاجی محمد عبدالجمیل صاحب مرسلہ جناب منشی مسعود حسن صاحب سہارنپور (منی آرڈر)	صہ	اطعام

نمبر شمار	نمبر رسید و جلد	نام نامی	رقم	مد
۵۱	۳۳ جلد [illegible]	جناب میاں غلام محمد صاحب ولد جناب قادر بخش صاحب بتوسط جناب حاجی امام اللہ صاحب سلانوالی (منی آرڈر)	صہ	حفاظت ایتام
۵۲	۳۴ "	جناب قادر بخش صاحب کولیاں بتوسط "	ہ	"
۵۳	۳۵ "	" حکیم بہاء الدین صاحب صدیقی ہردوئی "	صہ	زکوٰۃ
۵۴	۳۶ "	" منشی عبداللہ صاحب تالی گنگی "	صہ	اطعام
۵۵	۳۷ "	محترمہ بیگم صاحبہ جناب کیپٹن ڈاکٹر سید محمد اجمل حسین صاحب (بابت ماہ مئی ۱۹۴۲ء) کرنال (منی آرڈر)	صہ	اطعام
۵۶	۳۸ "	محترمہ خورشید اختر خاتون صاحبہ اہلیہ جناب حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی موضع سرسدی (منی آرڈر)	صہ	"
۵۷	۱۳ جلد	محترمہ بیگم صاحبہ فاروق مرزا صاحب دہلی۔ قرول باغ دستی	عہ	اطعام
۵۸	۱۴ "	محترمہ بیگم صاحبہ حکیم محمد عبدالرحمن صاحب مرحوم، دہلی قرول باغ دستی	عہ	ایصال ثواب
۵۹	۱۵ "	محترمہ اہلیہ صاحبہ جناب سید محتشم حسین صاحب دہلی قرول باغ، دستی	عہ	اطعام
۶۰	۱۶ "	جناب رفیق احمد صاحب دہلی قرول باغ (دستی)	عہ	"
۶۱	۱۷ "	جناب مولوی نور محمد صاحب بتوسط جناب مولانا حسین احمد صاحب مدنی، لکھیا (منی آرڈر)	عہ	اطعام
		. . . .		

نمبر شمار	نمبر رسید مع جلد	نام نامی	رقم	مد	نمبر شمار	نمبر رسید مع جلد	نام نامی	رقم	مد
		ذریعہ جناب مولانا ناظم صاحب					ذریعہ جناب مولوی محمد امجد اللہ صاحب		
۶۲	رسید ۳۶ جلد ۹۲	جناب عبدالرزاق خاں صاحب سیدانہ	[illegible]	ایضاً	۶۷	رسید ۲۵ جلد ۹۲	از جانب فارم کیمپر گنج بتوسط جناب مولانا محمد امجد اللہ صاحب کیمپر گنج	عـــہ	امداد عام
۶۳	۴۴ "	" عبدالحی صاحب بنارس	عا/	امداد عام					
۶۴	۴۵ "	" عبدالرشید صاحب "	عا/	ایضاً					
۶۵	۴۶ "	" محمد اسمعیل صاحب "	عا/	"	۶۸	۲۶ "	جناب مولوی محمد امجد اللہ صاحب "	عـــہ	"
۶۶	۴۷ "	" عبدالجبار صاحب "	صہ/	امداد عام	۶۹	۲۷ "	" " " "	عـــہ	امداد عام
		(بذریعہ آمدنی صحت برخوردار عبدالقدیر طول عمرہ)					آمدنی بمد اشتراک رسالہ "ندائے حرم"		۱ا عـــہ

میزان آمدنی ماہ جمادی الثانیہ سنہ ۱۳۶۳ھ ۱ عــہ

احقر
ضیاء الدین احمد
معتمد
صدر دفتر مدرسہ صولتیہ (مکہ معظمہ) دہلی۔ قرول باغ

مدرسہ صولتیہ (مکہ معظمہ) کے اہم اغراض و مقاصد

۱۔ مکہ معظمہ میں ہندوستانی طلبہ کے لئے بالخصوص اور آفاقی طلبہ کے لئے بالعموم تجوید و علم قرأت کی صحیح تعلیم کا انتظام کرنا۔

۲۔ ان ہونہار شائقین علم پردیسی طلبہ کی تعلیم و قیام کا بلا معاوضہ بندوبست کرنا جو دنیائے اسلام سے تحصیل علوم اسلامیہ کے شوق میں مکہ معظمہ آتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ مرکز اسلام سے کچھ حاصل کر کے جائیں۔

۳۔ مستحق نادار طلبہ کو تا زمانہ تعلیم نقد وظائف امداد دینا۔

۴۔ قابل طلبہ کی حوصلہ افزائی کے لئے ان کو وظائف یا انعامات دینا۔

۵۔ یتیموں اور خاص طور پر مہاجرین حرم کے بچوں کی تعلیم و تربیت۔

۶۔ مرکزی حیثیت سے دنیائے اسلام کے لئے مدرسہ کو جامعہ حرم یا مکہ یونیورسٹی بنانا۔

۷۔ دینی تعلیم کے ساتھ صنعتی تعلیم کا انتظام اور مکمل دار الصنائع کا قیام اور اس کی مستقل عمارت بنانا۔

۸۔ مدرسہ کے کتب خانہ کی مستقل عمارت تیار کرنا اور مرکزی شان کے لحاظ سے اسے وسعت دینا۔

ترجمان القرآن

از

مولانا ابوالکلام آزاد

جلد دوم

یہ جلد اپنی نوعیت کے لحاظ سے پہلی جلد سے بھی زیادہ مہتم بالشان ہے

یعنی حواشی زیادہ مفصل، دلکش اور اہم مسائل پر مشتمل ہیں، کتابت و طباعت بھی

بہتر ہے چونکہ سورۂ انفال، کہف، انبیاء وغیرہ اسی میں آگئی ہیں اور مولانا کو کتاب کے

جدید انتظام کے باعث جی کھول کر بحث کرنیکا موقع مل گیا ہے، اس لئے کتاب اپنے

رنگ میں اور علمی خصوصیت کے اعتبار سے بےنظیر ہوگئی ہے۔ سورۂ اعراف سے سورۂ مومنون تک۔

ہدیہ بلا جلد آٹھ روپیہ آٹھ آنہ (مجلد دس روپے)

(رسالہ حرم کا حوالہ ضرور دیجئے)

شیخ مبارک علی تاجر کتب۔ اندرون لوہاری دروازہ لاہور

طابع و ناشر [illegible] احمد [illegible] پرنٹنگ [illegible]

جولائی ۱۹۵۴

ندائے حرم

صدر دفتر مدرسہ صولتیہ (مکہ معظمہ) دہلی کا ماہوار رسالہ

مُرتّبہ

ادارہ صدر دفتر

جلد ۵ شمارہ

ندائے حرم کا مقصد

۱ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے اغراض و مقاصد کی اشاعت اور ان کی تکمیل کے لئے کوشش۔

۲ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے سرپرستوں اور معاونین کو اس کے اہم اور ضروری حالات سے روشناس کرنا۔

۳ مسلمانان ہند کو اسلامی دنیا کی اہم تحریکات علمی و معاشرتی جدوجہد اور علمی و فنی خدمات سے باخبر کرنا۔

ندائے حرم کا مسلک

۱ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کعبہ کے زیر سایہ ایک باہمہ مرکزی تحریک ہے اس لئے مجلہ ندائے حرم مرکز اسلام کی آواز ہے

۲ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ غیور و باہمت مسلمانان ہند کی خدا کے گھر میں بہتر سالہ مشترکہ یادگار ہے، اس لئے ندائے حرم کو عام اختلافی امور سے احتراز ہوگا۔

۳ سیاسی معاملات اور ملکی سیاست سے تعلق نہ ہوگا۔

ندائے حرم پابندیٔ وقت کے ساتھ ہر انگریزی ماہ کی ۵ تاریخ کو کم از کم ۴۸ صفحات پر شائع ہوتا ہے
عدم وصولی کی صورت میں ۲۵ تاریخ تک اطلاع دے کر دوسرا رسالہ طلب فرمائیں اسکے بعد دفتر معذور ہوگا
ماہنامہ ندائے حرم مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے مستقل سرپرستوں اور خاص معاونین کی خدمت میں ہدیۃً پیش کیا جاتا ہے

جواب طلب امور کیلئے محصول ڈاک بھیجئے۔

سالانہ اشتراک تین روپے، فی پرچہ ۴ر، بیرون ہند ۵ شلنگ۔

رسالہ کے متعلق تمام ضروری خط و کتابت منتظم رسالہ ندائے حرم سے ہونی چاہیئے۔

نمونہ کے لئے ۴ر کے ٹکٹ آنا ضروری ہیں۔

ترسیل زر کا پتہ

معتمد صدر دفتر مدرسہ صولتیہ (مکہ معظمہ) دہلی۔ قرولباغ

تار کا پتہ:- صولتیہ دہلی
SAULATIYA-DELHI

ندائے حرم

عدد ۸ — مسئول ضیاء الدین احمد — جلد ۵

بابت ماہ شعبان المعظم ۱۳۶۴ھ مطابق ماہ جولائی ۱۹۴۵ء

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲	جنگ بدر اور رحمت عالم (نظم)		سنہ ہجری یا عیسوی
۳	اثرات		اسلامی مزاج کا مقیاس الحرارت
	روح بلالی اور سطوت خالدی		اسلام اور امن
	اسلام کیا ہے؟ اطاعت و فرمانبرداری		عقیدہ توحید تجربہ کی کسوٹی پر
	ابتلا اور اطاعت	۱۹	وقف محمود
	اسلام کی فرزندی	۲۲	حجاج کیلئے سہولت کا مطالبہ
۱۱	بصائر	۲۴	وادئ خلیل کی ایک آواز
	قیام امن کی اسلامی دعوت	۲۶	سفرنامہ ابن بطوطہ
	مغلوبوں کے ساتھ پیغمبر امن کا سلوک	۳۴	موج کوثر
	قدیم و جدید تہذیب کا تصادم		سبیل کوثر
	اسلام کا منشور آزادی		صحیفۂ سعادت

جنگِ بدر اور رحمتِ عالم ﷺ

(چودھری عبدالحمید خاں صاحب حمید جنجوعا - گوجرانوالہ)

عباس تھے تو سیدِ ابرار کے چچا
لیکن وہ دینِ حق کے مخالف تھے برملا

کچھ جانتے نہیں تھے وہ سود و زیانِ حق
کہتے تھے حق کو چھوڑ دے اے ترجمانِ حق

نکلے تھے وہ رسول ؐ سے لڑنے کے واسطے
بیتاب تھے وہ مارنے مرنے کے واسطے

سینے میں مسلموں کے مٹانے کی آرزو
کعبہ میں بھی بتوں کے بسانے کی آرزو

دیوانہ وار آئے وہ میدانِ بدر میں
اس عزم سے کہ شمع صداقت کو گل کریں

جوشِ جنوں یہ ہوگیا ان کے لئے وبال
سچ ہے بدی کا ہوتا ہے آخر بُرا مآل

نہ تیغ کچھ تو لشکر کفار ہو گیا
جو بچ رہا تھا وہ بھی گرفتار ہو گیا

اسلامیوں کی قید میں مکہ کے تھے امیر
اوروں کے ساتھ ہو گئے عباس بھی اسیر

پاؤں میں سخت حلقۂ زنجیر دل میں درد
نالے زبان پہ اور لبوں پر بھی آہِ سرد

اُن کو کراہتے ہوئے گذری تمام رات
امداد کو پہنچ نہ سکے عُزّیٰ اور لات

لیکن چچا کی گریہ و زاری سے تھے ملول
دونوں جہاں کے واسطے رحمت ہیں جو رسول ؐ

فرمایا نرم کردو اسیروں کی بیڑیاں
عباس کے طفیل ہوئے سب پہ مہرباں

رحمت کو تھی ہمیشہ بہانے کی جستجو
عصیاں کو وجہِ عفو بنانے کی جستجو

میں بھی حمید جیتا ہوں بس اس امید پر
عصیاں کی کثرتوں سے ہے رحمت وسیع تر

اثرات

روح بلالی اور سطوت خالدی

دمشق کے میدان میں ایک نیا تجربہ!

اسلام کیا ہے؟ اطاعت و فرماں برداری

اسلام! وما ادراک ما الاسلام؟ اس کا جواب قرآن دے گا یا وہ مسلمان جو کتاب الٰہی کی آغوش میں ہے جن کی زندگی عمل کے خارزاروں میں کٹی اور جن کی جان اسلام کے نام پر نکلی، وہ بتائیں گے اسلام کیا ہے، اور فلا تموتن الا وانتم مسلمون مذکیوں کہا گیا ہے، قرآن کریم نے اسلام پر پورا زور دیا ہے اور اس کی تشریح میں اپنی ساری بلاغت ختم کردی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری جماعت نے اپنے عمل سے، اپنے کردار سے، اپنے جہاد اور اجتہاد سے اپنی زندگی اور موت سے اسلام کی تفسیر کی، مگر مسلمان — موجودہ دور کا مسلمان — اب بھی پوچھتا ہے کہ ما الاسلام اسلام کیا ہے؟ قرآن سے دریافت کرنے کی توفیق اس سے چھن گئی ہے، آسان بات یہ تھی کہ وہ لفظ اسلام پر ہی غور کرلیتا کہ اس کے معنے کیا ہیں، وہ نہیں سوچتا کہ وہ جس نام سے تمام اقوام میں ممتاز ہے اس کے وہ معنی کیا ہیں جسے عرب کا ایک بچہ مادر آغوش میں سمجھتا اور بغیر خارجی مدد کے اس کے مفہوم کو پالیتا ہے۔

اسلام یعنی اطاعت، انقیاد، فرماں برداری، گردن خمیدگی، نہ چون وچرا منقذہ

تاویل، نہ حیلہ و بہانہ، ندا آئی اور لبیک کہا، بلاوا آیا اور چل کھڑے ہوئے، نہ جان کی پرواہ نہ مال کا اندیشہ، کیسی اولاد، کس کا وطن، کیسی عزت ایک آواز پر سب کچھ قربان اور پھر بھی یہ حسرت کہ، ع

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

یا ایھا الذین امنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم

خدا اور رسول کی دعوت پر سوچ و تامل اور پھر مسلمانی کا دعویٰ! ایک مومن میں اسلام اور عصیان کی دورنگی جمع نہیں ہوسکتی، یا اطاعت ہوگی یا بغاوت، اسلام کی دعوت پر لبیک کہنے والا مسلم — مسلمان — نافرمانی کرنے والا غیر مسلم — غیر مسلمان — پوچھئے لفظ اسلام سے کہ ہم نے اس کی تشریح میں کوئی غلطی تو نہیں کی؟

ابتلا اور اطاعت:- حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا نام آپ نے ضرور سنا ہوگا اور حضرت بلال حبشی رض کا؟ ضرور ہے کہ آپ ان کے نام سے بھی واقف ہوں گے، فاروق اعظم رض کا زمانہ ہے، امیر المومنین کی نعمتوں سے مسلمان بہرہ ور ہیں، فتوحات کے باغ سرسبز و شاداب ہیں، قیصر کے باب سلطنت پر دستک دی جارہی ہے، .... شام کی مہم پر یہی حضرت خالد بن ولید — سیف اللہ — مامور ہیں، یعنی اللہ کی تلوار، عجم کی ظالمانہ طاقتوں کے لئے برق و رعد!

حضرت فاروق اعظم رض کسی وجہ سے سیف اللہ رض کی معزولی کا ارادہ فرماتے ہیں اور شامی فوج کے افسر حضرت ابوعبیدہ رض کو لکھتے ہیں کہ وہ حضرت خالد رض کو بارگاہ خلافت کا یہ حکم سنادیں کہ تمہیں امیر المومنین رض کے حکم سے معزول کیا جاتا ہے، یہ وہ وقت تھا کہ حضرت خالد سیف اللہ رض کی زیر کمان اسلامی فوج دمشق یا یرموک کا محاصرہ کئے پڑی تھی، اور یوم الفصل کی گھڑی کا بے چینی کے ساتھ انتظار ہو رہا تھا۔

حضرت ابوعبیدہ رض فرمان خلافت کو پڑھتے ہی دم بخود رہ گئے، پیروں تلے سے زمین نکل گئی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا، یعنی حضرت سیف اللہ رض اور اس نازک وقت میں ان کا عزل! سوچا بار بار سوچا مگر خیال آیا کہ فتح کی تکمیل تو ہو جائے اس کے بعد اسلامی فوج کے سپہ سالار کو بارگاہ خلافت کے فیصلہ سے مطلع کر دیا جائے گا۔

اسلام کی فرزندی:- ادھر امیرالمومنین کو معلوم ہوا کہ حکم کے نفاذ میں تاخیر ہو رہی ہے، دوبارہ ابوعبیدہ رض کو لکھا کہ حضرت سیف اللہ رض معزولی کا حکم عام مجمع میں پڑھا جائے، سب کو سنایا جائے، کہ دربار خلافت سے آپ کے خلاف کیا فیصلہ صادر ہوا ہے - اسی پر بس نہیں یہ حکم بھی تھا کہ سیف اللہ رض کی مشکیں بھی کس دی جائیں کسی رسی سے نہیں خود ان کے اپنے عمامہ سے، مگر ابوعبیدہ رض کا حال بے حال تھا کہ عرب اور اسلام کے اس بہادر جرنیل کو کس منہ سے حکم عزل سنایا جائے اور مشکیں کسنے کے لئے کن ہاتھوں سے کام لیا جائے اسلامی فوج سیف اللہ رض پر فریفتہ، اہل شام ان کے قدموں پر نثار، ایسا نہ ہو کہ حکم عزل سنتے ہی ہوا کا رخ بدل جائے، اور مسلمانوں کی طاقت مسلمانوں کے خلاف استعمال ہونے لگے

روح بلالی:- ادھر حضرت ابوعبیدہ رض کا یہ حال تھا، ادھر حضرت بلال حبشی رض نے حکم عزل سنتے ہی حضرت سیف اللہ کا عمامہ سر سے اتارا اور اپنے ہاتھ سے ان کی مشکیں کس ڈالیں اور کہا، "امیرالمومنین رض کے حکم سے تم معزول کئے جاتے ہو"

حضرت خالد رض کے پاس اطاعت و فرماں برداری کے سوا کیا تھا، وہ مسلم تھے اور اسلام کی حقیقت سے پوری طرح باخبر، دم نہ مارا اور حضرت فاروق رض کے حکم کے سامنے گردن جھکا کر بیٹھ گئے، اطاعت یعنی اسلام کی روح مقدس کی یہ تاثیر تھی کہ وجہ تک نہ پوچھی اور نہ اس بات پر رنجیدہ کہ ایک آزاد شدہ غلام — بلال حبشی رض — اسلامی فوج کے قریشی سردار کے منہ کیوں آیا، اور یہ گستاخی کیوں کی، پہلے حکم عزل سنایا، پھر اپنے ہاتھ سے ان کی مشکیں کس دیں، اطاعت کے جذبہ نے یہ سوال پیدا ہی نہ ہونے دیا، کہ غلام حبشی کون ہے، اور سیدالقوم

کا مرتبہ کیا ہے ؟

جب سیف اللہ رضؓ اطاعت کا ثبوت دے چکے تو بلال حبشی رضؓ نے ان کی ٹوپی اور ان کا عمامہ واپس کیا اور یہ کہہ کر آبدیدہ ہو گئے کہ

"ہم اپنے والیوں کی سنتے اور ان کی اطاعت کرتے ہیں اور اپنے سرداروں کو اپنے سینوں میں جگہ دیتے ہیں، ہم اور تم دونوں فرماں بردار، ہم نے بھی اطاعت کی اور تم نے بھی، اور یقین رکھو کہ گھاٹے میں نہ تم رہے نہ ہم۔ بس کا میابی ہمارے اور تمہارے ہی لئے ہے"

یہ ہے اطاعت، یہ ہے اسلام کی عملی تفسیر، یہ ہے وہ مطالبہ جس کے لئے بار بار قرآن اطیعوا، اطیعو! کی صدا بلند کر رہا ہے، اور ہم کیا ہیں ؟ کہاں تک ہم نے اس مطالبہ کا جواب دیا ہے، یعنی ہم کس حد تک مسلمان ہیں، کیا کوئی ہے جو اس کے جواب میں سبقت کرے۔

جناب سیٹھ داؤد یوسف صاحب آبوت :- الحمد للہ علیٰ احسانہ کہ ندائے حرم کی پانچ سالہ جد و جہد ناکام نہیں رہی، اس نے بڑی حد تک مسلمانوں کو اپنے مرکز کی طرف متوجہ کیا، اور مومنین و مخلصین کے دلوں کو گرمانے میں خاص حصہ لیا ہے، اس کی آواز پر لبیک کہنے والے صرف زبانی نہیں بلکہ عمل سے اس امر کا ثبوت دے رہے ہیں کہ دارالعلوم حرم مدرسہ صولتیہ بیت اللہ کی واحد مرکزی درس گاہ اور ان کے اسلاف کی قابل فخر یادگار ہے، اور ان ہی کی توجہات خصوصی اس کی ترقی و بقا کی کفیل ہیں۔ "ندائے حرم" کی دعوت یہ ہے کہ مسلمانوں میں بین الملتی مرکزیت کا احساس پیدا کرے اور ان کی کائنات اسلامی کو حرم مقدس اور مرکز اسلام سے وابستہ کر دے، اس میں شک نہیں کہ اس کے لئے مالی امداد ایک بنیادی چیز ہے، مگر اس کا مقصد اس وقت پورا ہوگا کہ امت مسلمہ بیت خلیل کی علمی اور ذہنی تعمیر کے نقشہ پر اجتماع عناصر کا سنگ بنیاد رکھے اور حرم کعبہ کے محور پر گردش کرنا سیکھ لے۔ الحمد للہ "ندائے حرم" اپنے مقصد میں ناکام نہیں رہا، مسلمانوں میں مالی اعانت کے ساتھ وہ احساس بھی پیدا ہو گیا جس کا پیدا کرنا دارالعلوم صولتیہ کا اولین مقصد تھا

ہمیں مسرت ہے کہ جناب محترم سیٹھ داؤد یوسف آلوٹ صاحب (ضلع سورت) نے "ندائے حرم" کی مسلسل آواز سے متأثر ہو کر اور بواسطہ خیرین کرانے حلقۂ اثر سے سات سو روپیہ کا گراں قدر عطیہ صدر دفتر دار العلوم صولتیہ دہلی کے نام ارسال فرمایا ہے۔ جس میں ساڑھے تین سو روپیہ دار العلوم صولتیہ کے لئے اور ساڑھے تین سو روپیہ مدینہ منورہ کے لئے ہے۔ رب العزت کی دعا ہے کہ واسطۂ خیر اور معطیہ رقم اہلیہ سیٹھ صالح احمد سیدات صاحب کے پُر خلوص جذبہ کو شرفِ مقبولیت عطا ہو اور دیگر اہلِ خیر حضرات کے لئے آپ کا عمل نمونۂ خیر ثابت ہو۔ انشاء اللہ آپ کی بلند ہمتی خدا کے گھر میں اپنا اثر لائے گی، اور آپ کا یہ احساس گلشت گاہِ حرم کے لئے باعثِ سیرابی ہوگا۔

جناب غلام محمد خواجہ صاحب خانگڑھ: آپ دار العلوم صولتیہ کے قدیم قدرشناس اور معاون خاص ہیں، تھوڑا عرصہ نہیں گذرتا ہے کہ آپ کو بیت خلیل کی یاد تڑپا دیتی ہے، اور آپ کا جذبۂ خیر و ایثار منظرِ عام پر آجاتا ہے، خدا کے گھر کی علمی درسگاہ اور ساکنان حرم کے لئے آپ کے سینہ میں قدرت نے بڑی وسعت رکھی ہے، اور آپ بہت دفعہ اس کا ثبوت بہم پہنچا چکے ہیں، چنانچہ حال میں آپ نے تین سو روپیہ بذریعہ بنک ارسال فرمایا ہے، جس میں کچھ رقم یتامیٰ و بیوگان حرمین شریفین کی اعانت کے لئے ہے اور ایک سو بیس روپیہ دار العلوم صولتیہ کے لئے، اس شرط کے ساتھ مخصوص ہے کہ دس روپیہ ماہوار ایک سال تک اس رقم سے یتیم طلباء دار العلوم صولتیہ کو بطور وظیفہ دیا جائے، اللہ تعالیٰ آپ کے اس احساس کو زندہ رکھے اور ساکنانِ حرم کی ضرورتیں آپ اور دیگر محسنین کے عمل خیر سے پایۂ تکمیل کو پہنچتی رہیں۔ اور آپ کا یہ مخلصانہ اقدام دیگر اہل کرم کے لئے نمونۂ عمل ثابت ہو۔

مذکورہ رقم کے علاوہ چھ سو روپیہ کی مزید رقم بھی بیوگان و یتامیٰ حرمین شریفین کی امداد کے لئے آپ نے بعض اہلِ خیر حضرات کی جانب سے روانہ فرمائی ہے، اللہ تعالیٰ آپ اور

معطیان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

جناب کنور مسعود علی خاں صاحب صا کھیری:- آپ نے اپنے جواں بخت و جواں سال صاحبزادہ کی ملازمت کی خوشی میں ان کی تنخواہ سے بطور شکرانہ مبلغ پچاس روپے دارالعلوم صولتیہ کے لئے اور پچاس روپیہ مدینہ منورہ کے لئے کل سو روپیہ ارسال فرمائے ہیں، کنور صاحب کا یہ پہلا عطیہ نہیں ہے، اس سے پہلے بھی اکثر آپ دارالعلوم حرم کی مالی امداد میں حصہ لیتے رہے ہیں، اور دارالعلوم صولتیہ کے قدیم محسن و معاون ہیں، آپ کا یہ احساس دینی قابلِ صد شکریہ اور لائق تقلید ہے، اللہ عزوجل جو حرم محترم کا محافظ ہے آپ کے اس جذبۂ ایثار کو شرف قبولیت بخشے، اور آپ کے عمل خیر کو دوسروں کے لئے بھی مشعل راہ بنائے۔ کارکنان صدر دفتر دہلی فرزند ارجمند کی ملازمت پر ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں اور دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ عزیز جلیل کو بھی اپنے والد محترم کے نقشِ قدم پر چلنے اور حرم کعبہ کی جاروب کشی کی توفیق ارزانی فرمائے۔

درد مندانہ اپیل کا اثر:- "ندائے حرم" میں "وادیٔ خلیل کی ایک آواز" کے عنوان سے جو اپیل گذشتہ سے پیوستہ نمبر میں شائع ہوئی تھی اس پر لبیک کہتے ہوئے کلکتہ کے ایک اور محسن نے دست اعانت بڑھایا ہے، جناب محمد اسمٰعیل عبدالعزیز صاحبان نے ایک تازہ مثال اپنے عمل سے پیش کی ہے، آپ نے بیتِ خلیل ع کے ترجمانِ خصوصی اور دارالعلوم حرم کی زبان حال "ندائے حرم" کے اشتراک کے سلسلہ میں سالہائے گذشتہ و آئندہ کے لئے مبلغ بیس روپے ارسال فرمائے ہیں، اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ندائے حرم کی آواز بے اثر نہیں رہی، محسنین نے اس کی ہمت افزائی فرمائی ہے، ناظرین "ندائے حرم" اور دارالعلوم حرم کے معاونین کا اس طرف التفات یقیناً ہمارے لئے باعثِ اطمینان و فخر ہے۔ اور دوسرے قدردان ناظرین کے لئے قابل مثال و ایثار نمونہ عمل، اللہ تعالیٰ دیگر قارئین کو بھی اس طرف متوجہ ہونے کی توفیق عطا فرمائے، اور ہمیں ان کی سرپرستی قبول

کرنے کا موقع دے۔

جدید مثالیں:- جناب مولوی محمود احمد صاحب وظیفہ یاب سشن جج نے جن کے وقف نامہ کا خلاصہ "ندائے حرم" کی اشاعت حاضرہ میں کسی دوسری جگہ شائع ہورہا ہے) مبلغ چھ روپیہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائے ہیں، آپ اپنے کرم نامہ میں ارقام فرماتے ہیں "ماہ رجب کا ندائے حرم ملا، اب تک اس کا چندہ اس وجہ سے روانہ نہیں کیا کہ یہ رسالہ آپ نے بلا طلب اجراء فرمایا تھا، اس کے علاوہ آپ نے کبھی چندہ بھی طلب نہیں فرمایا، اب عام اپیل کے پیش نظر مبلغ چھ روپیہ بذریعہ منی آرڈر مرسل ہیں، ۱۳۶۳ھ اور ۱۳۶۴ھ کے چندہ میں محسوب کیا جائے۔"

جناب چودھری عبدالحمید خاں صاحب جنجوعہ: گوجرانوالہ سے تحریر فرماتے ہیں "رسالہ ندائے حرم تقریباً ایک سال تو میرے نام باقاعدہ آرہا ہے۔ آپ نے تو مجھ سے قیمت طلب نہیں فرمائی، لیکن ناظرین ندائے حرم میں سے ایک صاحب نے (کلکتہ کے اخفا پسند محسن) ایک نیک مثال قائم کرکے مجھے ترغیب دی کہ اس کا ہدیہ ارسال خدمت کیا جاوے۔ چنانچہ مبلغ چھ روپیہ بذریعہ منی آرڈر ارسال خدمت ہورہے ہیں۔ تین روپیہ سال گذشتہ کا اور تین روپیہ آئندہ سال کا چندہ محسوب فرمائیں۔ اور آئندہ ہمیشہ سال کے خاتمہ پر مطلع فرمادیا کریں۔" ہم ان سب حضرات کے شکر گذار ہیں کہ انہوں نے بھی ہماری عاجزانہ اپیل پر توجہ فرماکر ممتاز مثالیں قائم کردیں۔ ان حضرات کے علاوہ جن صاحبان نے "وادیٔ غیل کی ایک آواز" سے متاثر ہوکر ایک ایک سال کا زر اشتراک "ندائے حرم" روانہ فرمایا ہے، ہم ان سب کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔

خدا کا شکر ہے کہ ہماری ناچیز آواز پر لبیک کی صداؤں کا آغاز ہوگیا ہے، لیکن رفتار کا اندازہ بتا رہا ہے کہ ہماری استدعا ناظرین "ندائے حرم" کے قلوب کو گرمانے میں پورے طور پر

مؤثر نہیں ہوئی۔ اب تک معدودے چند حضرات نے ہمارے مقصد کو سمجھ کر ہماری دستگیری کے لئے دست کرم بڑھایا ہے، ضرورت ہے کہ دار العلوم صولتیہ کے تمام محسنین و معاونین جن کی خدمت میں "ندائے حرم" ہدیۃً پہنچتا ہے، ہماری اپیل کا مؤثر اور عملی جواب دے کر مرکز اسلام اور حرم مقدس کے اس ترجمان کو جو تمام ہندوستان میں اپنی نوعیت کا واحد ماہنامہ ہے نہ صرف زندہ رکھنے کی سبیل نکالیں بلکہ اسے اس قابل بھی بنا دیں کہ وہ دوسروں کو بھی زندگی بخش سکے، کم از کم اس کے ذریعہ صادر دفتر دہلی اپنے مقامی مصارف کے لحاظ سے اپنے قدموں پر کھڑا ہو سکے، اور دار العلوم حرم اور اس کے امدادی شعبوں کی رقوم صرف دار العلوم حرم ہی کے مقاصد پر خرچ ہوں۔ بلکہ "ندائے حرم" بھی اپنی آمدنی سے کچھ پس انداز کر کے سالانہ دار العلوم کے فنڈ میں بھی کچھ شامل کرنے کے قابل ہو جائے۔ ہمیں بارگاہ احدیت سے پوری پوری توقع ہے کہ اللہ کے نیک بندے اللہ کے گھر کی آواز کو بلند کرنے اور اسے دنیا کے گوشہ گوشہ میں پہنچانے کے لئے "ندائے حرم" کی سرپرستی قبول فرمائیں گے اور ہماری آواز جو اللہ کے گھر کے لئے بلند کی گئی ہے، ناکام نہ رہے گی۔

"وادیٔ خلیل کی ایک آواز" زیر نظر شمارہ میں بھی شائع ہو رہی ہے، خدا کرے کہ دار العلوم حرم کے تمام معاونین کے قلوب کو گرما سکے، اور ان کو لبیک کہنے پر مجبور کر دے۔

بصائر

قیامِ امن کی اسلامی دعوت

مغلوبوں کے ساتھ پیغمبر امن کا سلوک

قدیم و جدید تہذیب کا تصادم

یورپ کی جنگ ختم ہو چکی ہے، اور دہاں امن وسلامتی اور تعمیر جدید کا دور عنقریب شروع ہونے والا ہے، قبل اس کے کہ یورپ میں مکمل امن قائم ہو، ضروری ہے کہ جنگ کے اسباب اور امن کی نوعیت پر ایک نظر ڈال لی جائے، اور اس بات کا اندازہ لگایا جائے کہ آئندہ جو امن قائم ہو گا وہ کہاں تک پائیدار ہو گا، اور جمعیت انسانی اس سے کس حد تک بہرہ مند ہو سکے گی۔

"ندائے حرم" کو براہ راست سیاسی معاملات سے کوئی تعلق نہیں ہے، مگر چونکہ ہم اسلام کا مقابلہ نظامِ باطل سے کرنا چاہتے ہیں اس لئے نامناسب نہ ہو گا اگر یورپ کے خدوخال کو نمایاں کرنے کی کوشش کریں، اور اس سے یہ نتیجہ نکالیں کہ عالمگیر امن کا قیام نظامِ باطل کے ذریعہ عمل میں نہیں آسکتا۔

جرمن کو پچھلی جنگ میں بھی کچلا گیا تھا اور اس جنگ میں بھی اسے بری طرح پیسا گیا ہے جرمن نے کئی بار صلح کی درخواست کی مگر بڑی طاقتوں نے اسے ٹھکرا دیا، پھر اعلان ہوا کہ جرمن کے جنگی مجرموں کو سزا دی جائے گی مگر یہ ظاہر نہ کیا کہ سزا دینے والے کون ہوں گے اور انہیں سزا دینے کا اختیار کس بارگاہ سے عطا ہو گا، اب جرمنی کامل طور پر مغلوب ہو چکا ہے

اس لئے اس پہ کروڑوں پونڈ تاوانِ جنگ ڈالا گیا ہے، آئندہ نہ معلوم کیا کیا ظہور میں آئے گا اور مغلوب کو فنا کرنے کے لئے تہذیب مغرب کے اتالیق کیا کیا تدابیر اختیار کریں گے۔

اسلام اور امن:- لیکن آپ کو معلوم ہے کہ آج سے چودہ سو برس پیشتر عرب کے ایک پیغمبر نے تعمیرِ امن کی بنیاد کس اصول پر قائم کی تھی، اس ذات گرامی نے جنگ و امن کے نقشوں میں کس قسم کا رنگ بھرا تھا، اسلام نے بلاشبہ ضرورت کے وقت جنگ کی اجازت دی مگر اسے ایسی شرائط سے مشروط کر دیا کہ جن کی موجودگی میں وہ تباہی اور ہلاکت کبھی کسی قوم پر نازل نہیں ہو سکتی جو موجودہ جنگ کی بدولت ساری دنیا پر خصوصاً مغلوب اقوام پر نازل ہوئی ہے۔

اول تو اسلام دعوت صلح کا خیر مقدم کرتا ہے، اور اعلان کرتا ہے کہ وان جنحوا للسلم فاجنح لها وتوکل علی اللہ اگر مقابل کے لوگ صلح کے لئے جھکنے لگیں تو تم بھی جھک جاؤ اور اللہ پر توکل کر کے نتیجہ کا انتظار کرو۔

دوم۔ اسلام نے کمزور قوم کی کمزوری سے کبھی فائدہ نہیں اٹھایا اور یہ نہیں کہا کہ اگر کمزور صلح کی دعوت دے تو اسے ٹھکرا دو۔ بلکہ یہ کہا کہ اگر تمہیں غلبہ بھی حاصل ہو تب بھی صلح کی سلسلہ جنبانی کرتے رہو۔

. . . .

سوم:- اسلام نے جنگ کے بعد اور غلبہ کی صورت میں مغلوب اقوام سے کسی انتقامی کارروائی کو جائز نہیں ٹھیرایا۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ تو نری تعلیم ہے اور تعلیم کے مطابق عمل کرنا ضروری اور آسان نہیں ہے۔ مگر یاد رکھئے کہ اسلام عملی دنیا کا عملی مذہب ہے، اسلام کی کوئی تعلیم ایسی نہیں ہے جو عمل سے ناآشنا رہی ہو، آیئے ذرا اس حقیقت کو تاریخ کی روشنی میں تلاش کریں، اور پیغمبر اسلام کی اس عملی زندگی کا جائزہ لیں جو قیامت تک کے انسانوں

کیلئے نمونۂ عمل اور اسوۂ حسنہ ہے۔

اسلام کا منشور آزادی: داعئ اسلام ابتدا میں کمزور تھے، پھر آپ کی جماعت طاقتور ہوئی اور خدائے تعالیٰ نے اس کے بعد آپ کو آپ کے دشمنوں پر ہمیشہ کیلئے غالب کیا، جب مکہ فتح ہوا تو آپ کے دشمنوں کو سامنے لایا گیا، جو بظاہر ہالمل کے سب سے بڑے علمبردار، اسلام کے کھلے دشمن اور مسلمانوں کے بدترین قاتل تھے، یہ موقع تھا کہ اسلام کے پیغمبر، عرب کے جنگی مجرموں کو سزا دینے کے لئے ایک جنگی ٹربیونل قائم فرماتے اور ایک ایک دشمن کو چوہے اور سانپ کی طرح ہلاک کر ڈالتے، مگر آپ اتحادیوں کے لیڈر نہ تھے، امن و سلامتی کے پیغمبر تھے، چنانچہ جب عرب کے جنگی مجرموں کو آپ کے حضور میں پیش کیا گیا تو آپ نے اپنی زبان مبارک سے جو کچھ فرمایا، وہ یہ تھا۔

لا تثریب علیکم الیوم انتم الطلقاء

آج تم پر کسی قسم کی گرفت نہیں کسی قسم کا انتقام نہیں کسی قسم کی عداوت نہیں، جاؤ تم سب آزاد ہو، مغلوب ہونے پر رنجیدہ نہ ہو، تمہاری آزادی میں فرق نہیں آئے گا، جاؤ تمہارے جنگی جرائم معاف، تمہارے قصوروں کی ساری فہرست داخل دفتر (صلی اللہ علیہ وسلم)

غور کیجئے چودہ سو سال پہلے کی اسلامی تہذیب اور عصر حاضر کی روشن خیالی اور تمدنی انکار میں کتنا عظیم فرق ہے۔ اسلام اپنے ابتدائی دور میں جنگی مجرموں کو عام معافی دے کر اور انہیں آزاد کر کے عالمگیر امن کی بنیاد ڈال چکا، مگر دور جدید کی تہذیب کا پروردہ انسان جنگی مجرموں سے انتقام لینے کے لئے عدالتیں قائم کرتا ہے، اسلام کی نظر اس نقطہ پر تھی کہ دشمن سے ذلت آمیز سلوک دوسری اور تیسری جنگ کی تخم ریزی کا موجب ہوگا، مگر موجودہ جنگ کا عفریت مغلوب دشمن کا خون تک چوس لینا چاہتا ہے، تا کہ بغض و عداوت کا ناسور اندر ہی اندر پکتا رہے، اور موقع ملتے ہی پھٹ جائے، اور نوع انسانی جنگ در جنگ کا ذائقہ ہمیشہ چکھتی رہے۔

سنہ ہجری یا عیسوی:- علامہ سید رشید رضا مصری نے ایک جگہ لکھا ہے کہ جب خدیو مصر اسمٰعیل پاشا نے سنہ ہجری کو سنہ عیسوی سے بدلا، اور مسیحی تاریخ کو اسلامی تاریخ کا بدل قرار دیا، تو اس پر یورپ نے بڑی خوشی منائی، اور یورپین اہل قلم نے اسے اپنی فتح قرار دیا، اور یہ لکھا کہ اسلامی ممالک میں اسلامی تہذیب دم توڑ رہی ہے اور مسلمان عام طور پر بین الاقوامیت کی طرف آرہے ہیں۔

اس واقعہ کی حقیقت پر غور کرنے کے لئے تاریخ کا یہ فیصلہ بھی سن لیجئے کہ سنہ ہجری تاریخ عالم کا ایک روشن ترین واقعہ ہے، اور ایک ایسی مسلمہ حقیقت ہے جس سے دوست اور دشمن کو انکار نہیں ہو سکتا، سب کو معلوم ہے کہ داعی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی، سب جانتے ہیں کہ واقعۂ ہجرت کب ظہور میں آیا، اور اس کی بنیاد کن ہاتھوں سے پڑی یہ بھی روشن ہے کہ سنہ ہجری کب مقرر ہوا، کوئی نہیں کہہ سکتا کہ واقعۂ ہجرت محض افسانہ ہے، یا سنہ ہجری کے تقرر میں محض تخمینہ اور اٹکل سے کام لیا گیا ہے، یعنی جس طرح پیغمبر اسلام ﷺ کی تاریخی شخصیت آفتاب کی طرح روشن ہے، اسی طرح وہ تمام واقعات بھی حقیقت پر مبنی ہیں جن کا تعلق آپ کی ذات گرامی سے ہے، لیکن سنہ عیسوی کے بارے میں تاریخ گواہ ہے کہ اس کی کوئی اصلیت اور حقیقت نہیں، خود مسیحی علماء کو اعتراف ہے کہ مسیح علیہ السلام کی شخصیت تاریکی میں ہے، نہ یہ معلوم کہ کس سنہ اور تاریخ کو آپ کی پیدائش ہوئی، اور کب آپ کو حوالۂ دار و رسن کیا گیا، مروجہ سنہ عیسوی محض اختراع ہے، اور اس کے معنی یہ ہیں کہ مذہبی نقطۂ نظر سے اسے کوئی سند اعتماد حاصل نہیں ہے۔

سنہ ہجری اور سنہ عیسوی کا مقابلہ کرنے کے بعد سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یورپ کو سنہ عیسوی پر اصرار کیوں ہے اور وہ دوسری اقوام سے یہ توقع کیوں کرتا ہے کہ وہ بھی اسے اختیار کریں، اور اس کے ذریعہ بین الاقوامی سوسائٹی میں روشناس ہوں، نہ صرف یہ کہ یورپ توقع کرتا ہے بلکہ کامیابی کے بعد خوش ہوتا ہے کہ اسے مشرق میں ایک اور بڑی فتح حاصل ہوئی۔

اسلامی مزاج کا مقیاس الحرارت:- اصل بات یہ ہے کہ یورپ مشرق میں اپنی سیاسی قوت کو برقرار رکھنا چاہتا ہے، اور اس کی کوشش یہ ہے کہ ایشیا کے دماغ پر اس کا رعب طاری رہے۔ اور چونکہ یہ رعب وہ اقتدار قائم نہیں رہ سکتا جب تک کہ مشرق کے قومی مزاج کو فاسد نہ کر دیا جائے، اس لئے اس فساد کا درجہ حرارت معلوم کرنے کے لئے چند علامتیں مقرر کر رکھی ہیں مثلاً جب اسے معلوم ہوتا ہے کہ مصر اور ہندوستان کے مسلمانوں نے سنہ ہجری کو عملاً ترک کر کے سنہ عیسوی کو لفظاً کر رکھا ہے تو اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ ان کے قومی مزاج اور مذہبی شعور میں فتور واقع ہو چکا ہے، اور جس نسبت سے یہ فتور واقع ہوگا اسی نسبت سے یورپ کے سیاسی اقتدار کو استحکام بھی حاصل ہوگا، پس سوال سنہ ہجری اور سنہ عیسوی کا نہیں ہے، بلکہ یہ ہے کہ مشرق کے مزاج میں مغربی اقتدار کو قبول کرنے کی کس درجہ گنجائش ہے، یورپ کو نہ جمعے سے غرض ہے نہ اتوار سے لیکن جمعہ کی جگہ اتوار کو یوم تعطیل قرار دینا اس کے علم میں اس حقیقت کا اضافہ کرتا ہے کہ مسلمانوں کا مذہبی شعور بیدار نہیں ہے، اور دانشمندی یہی ہے کہ ان کی غفلت سے ناجائز فائدہ اٹھایا جائے جس قوم کو اپنی تہذیب و روایات سے خود شرم آنے لگے اور وہ طاقتور تہذیب سے مرعوب ہو جائے اسے اپنے آزاد شعور کو بیدار کرنے کا موقع نہیں مل سکتا، اور یورپ صرف یہی چاہتا ہے کہ مسلمانوں کو اسلامیت پر خواب گراں طاری رہے۔ اور مغرب کے جادو سے ان کا سر کبھی آزادانہ طور پر اٹھ نہ سکے۔

پس سنہ عیسوی کا رواج ہو یا اتوار کی تعطیل، ہیٹ اور پتلون میں مغرب کی نقالی ہو یا معاشرت میں یورپی فیشن کی تقلید یہ سب مغربی اقتدار معلوم کرنے کے تھرمامیٹر ہیں۔ اس کے ذریعہ یورپ کو معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کا درجہ حرارت کیا ہے اور مسلمانوں کے قومی شعور کی سطح کس حد تک ہموار ہے۔

یہاں پہنچ کر مسلمانوں کی اسلامی غیرت سے ایک سوال کرنے کو جی چاہتا ہے وہ یہ کہ کیا

اجنبی طاقت ان کا معبود بنی رہے گی، کب تک نظامِ باطل سے تعاون جاری رہے گا، آخر اسلام سے بغاوت کی کوئی حد ہے یا نہیں، آپ سمجھتے ہیں کہ سنہ عیسوی اور ہجری کا ترک و اختیار معمولی بات ہے، مگر یہ معمولی بات نہیں بہت بڑی بات ہے، کیونکہ یورپ کے پاس مسلمانوں کی بنیادی کمزوریوں کو معلوم کرنے کا یہ سب سے بڑا ذریعہ یہی ہے۔

کہاں یہ جوش کہ اخبارات میں آیات قرآنی کا اندراج بھی ناقابل برداشت، کہاں یہ غیرت کہ غیر مسلموں کو قرآن کی طباعت اور فروخت کرنے کی قطعی ممانعت ہونی چاہیے، کہاں یہ حب اسلامی کہ قرآن کے اوراق پڑیوں کے لئے استعمال نہ کئے جائیں، اور کہاں یہ طوطا چشمی کہ سنہ ہجری اور اسلامی تاریخ پر سنۂ عیسوی کو ترجیح دی جا رہی ہے، اور جمعہ کی حرمت کو ذبح کرکے اتوار کے معبود باطل کی پوجا ہو رہی ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار، سوچئے، غور کیجئے اور اپنے ضمیر سے اس کا جواب مانگئے۔

عقیدۂ توحید تجربہ کی کسوٹی پر

بار بار یہ اہم سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسلام نے خدا کی وحدت اور یکتائی پر اس قدر زور کیوں دیا ہے کہ اس کے بغیر کوئی عمل مقبول اور نتیجہ خیز نہیں ہو سکتا، زنا اور چوری بھی عیب اور گناہ ہے، اگر شرک بھی اسی پیمانہ کا گناہ ہوتا تو کیا خرابی آجاتی، لیکن غور کرنے کے بعد معلوم ہو سکتا ہے کہ عقیدۂ توحید، انسان کے نظامِ حیات کا مرکز ثقل ہے، خدا کی توحید براہ راست انسانی وحدت پر اثر انداز ہوتی ہے، اور اسی سرچشمہ سے مساوات انسانی کی سوتیں ابلتی ہیں، خدا کی وحدت کا عقیدہ جب انسان کی عملی زندگی میں وحدت اور مساوات کے رنگ میں ظاہر ہوگا تو چوری، زنا اور قتل جیسے جرائم کا اس لئے سدباب ہو جائے گا کہ یہ اجتماعی عیوب انسانی وحدت اور مساوات کے خلاف ہیں، چور اس تصور کے ساتھ چوری کرتا ہے کہ دوسرے کے نقصان سے اس کا فائدہ ہوگا، اگر اس کی نظر مساوات پر ہوتی تو وہ دوسرے کے نقصان کو اپنا ہی نقصان تصور کرتا، اور سرقہ کے جراثیم اس میں پرورش نہ پاتے۔

جن لوگوں نے صدیوں تک موحد اور مشرک قوموں کی اجتماعی نفسیات کا مطالعہ کیا ہے وہ وحدت الٰہی کے تصور کی عظمت کا اقرار کئے بغیر نہ رہ سکے، لارڈ برائس (Lord Bryce) مختلف قوموں کے اخلاقی اور تمدنی اثرات پر بحث کرتا ہوا لکھتا ہے۔

"قوموں کی اندرونی زندگی کا مدار ہمیشہ مذہب پر ہی رہا ہے، دنیا میں انسانیت اس لئے منقسم تھی کہ الوہیت کو ناقص تصورات نے منقسم کر رکھا تھا، یہ خدا کی وحدانیت کا اقرار ہی تھا جس نے انسان کی وحدت اور مساوات پر براہ راست روشنی ڈالی، دنیا قدیم جو متعدد آلہہ کی وجہ سے نسل انسانی میں ابتری پھیلا رہی تھی وحدت الٰہی کے تصور کی ایک ہی ضرب سے سنبھل گئی اور جو قومیں وحدۃ کے رنگ میں رنگتی چلی گئیں انہوں نے مساوات کی راز جلد معلوم کر لیا۔ (صفحہ ۷۷ (Morality of Goodhood)

اب اس امر کا سوچنا آسان ہے کہ اسلام نے عقیدۂ توحید کو تمام عقائد کی بنیاد کیوں قرار دیا، اور اسے اس مسئلہ کی بدولت اقوام و ملل میں امتیاز کیوں حاصل ہوا۔

نئی روشنی: قرآن کریم نے مردوں اور عورتوں میں قدرے تفاوت تسلیم کرتے ہوئے اعلان کیا تھا کہ الرجال قوامون علی النساء، مرد عورتوں کے قیم، حاکم یا محافظ ہیں۔

مگر آزادی کی غیر معتدل رَو میں بہنے والے چلا اٹھے کہ قرآن نے عورت کو ذلیل کر دیا ہے، اور عورت کی برتری خاک میں ملا دی ہے، حالانکہ قرآن نے جو بلیغ اور جامع الفاظ استعمال کئے ہیں، عملی زندگی میں صرف ان ہی کا ظہور ہو رہا ہے، مساوات کے حامیوں نے بھی کسی وقت عورتوں کی نگرانی اور حفاظت سے دست برداری نہیں دی ہو گی اور عمل سے کبھی اس بات کا ثبوت نہ دیا ہو گا کہ عورت پر حملہ کے وقت وہ کھڑے تماشہ دیکھتے رہیں اور عورت سے کہیں کہ چونکہ مرد اپنی مدافعت کرتے ہیں، لہذا اسے بھی اپنی مدافعت کرنی چاہیئے، ورنہ مساوات کا مفہوم غلط ہو جائے گا، انگلستان کا ایک

مصنف مسٹر ایلن امریکہ کی معاشرتی زندگی پر تبصرہ کرتا ہوا لکھتا ہے۔

" ہماری مغربی دنیا غیر معتدل اعمال و تصورات کا اکھاڑہ بنی ہوئی ہے، اور اس نے نظامِ معاشرت کو بے حد پیچیدہ بنا دیا ہے، یورپ اور امریکہ میں عورتوں کی اعلیٰ تعلیم نے یہ سوال پیدا کر دیا ہے کہ آئندہ پچاس سال میں شرح ولادت کا کیا حشر ہوگا۔ یہ سوال بھی زور شور سے اٹھ رہا ہے کہ عورتوں نے کسب معاش کی جدوجہد میں جس انداز سے مردوں کا ساتھ دیا ہے، دولت کی پیداوار پر اس کا کیا اثر پڑیگا! قبل اس کے کہ مغربی دنیا ان سوالات پر غور کرے یہ نتیجہ سامنے ہے کہ عورت کی حریت نے مرد کی حریت کو دم توڑنے پر مجبور کر دیا ہے۔" (بلالام صفحہ ۲۱ (ONLY YESTERDAY)

گویا قرآن اپنی جگہ ہے مگر نئی روشنی مجبور ہوئی ہے کہ اپنی جگہ بدل دے۔

حج بدل نفلی

آپ کا کام اور دوسروں کی امداد۔ بیک کرشمہ دو کار

عالمِ اسباب میں ساکنانِ حرم کی زندگی کا سہارا حجاج بیت اللہ ہیں۔ اس عالم بیکسی میں ان کو بظاہر یاس و نا امیدی میں نہ رکھئے، مہاجرین و صلحا اور اہل علم کی خدمت کا نیک جذبہ ہو تو ایصال ثواب کیلئے ان سے حج بدل کرائیے، جو کچھ آپ دیں گے وہ "ہدیہ" ہوگا۔ میدان عرفات میں دربار خداوندی کے دن وہ آپ کو اور جس خوش نصیب بندہ کی طرف سے وہ حاضر دربار ہوئے ہیں اپنی بے لوث دعاؤں میں یاد رکھیں گے، بحالات موجودہ پچاس روپیہ سے کم میں نفلی حج بدل نہیں ہوسکتا، اس کا خاص فارم صدر دفتر مدرسہ صولتیہ (مکہ معظمہ) دہلی فرولباغ سے منگا طلب فرمایئے، اس کی خانہ پُری کرکے رقم کے ساتھ ۱۵ رمضان ۱۳۶۳ھ تک صدر دفتر دہلی کو بھیج دیجئے، حسن خلوص کی بنا پر اہل حرم کی اس خاص خدمت کی یہ ذمہ داری ہم اپنے سر لے رہے ہیں، امید ہے کہ آپ ہمیں اس خدمت کی انجام دہی کا موقع دیں گے، اور سلسلۂ خیر کی حیثیت سے ہمیں بھی ثواب سے محروم نہ رکھیں گے۔

وقف محمود

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

مولوی محمود علی صاحب وظیفہ یاب (پنشنر) سیشن جج حیدر آباد سے اپنے گرامی نامہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

یوں تو سالانہ ماہ رمضان المبارک میں ایک سو روپیہ آپ کی خدمت میں بھیجا کرتا ہوں اور کبھی کبھی اس رقم کے علاوہ بھی کچھ رقم گذرانا کرتا ہوں مگر اب میں نے مستقل سالانہ امداد کی یہ صورت نکالی ہے کہ خدام کعبۃ اللہ زادہا اللہ شرفاً وتعظیماً اور خدام حرم شریف نبوی کی امداد سالانہ کے لئے ایک جائداد وقف فی سبیل اللہ کردی ہے جس کی آمدنی کے منجملہ ایک سو بیس ما عنہ ۱۲ روپیہ سالانہ طلباء کے مدرسہ صولتیہ کے لئے مختص کر دیئے ہیں یہ رقم ہر سال ماہ جمادی الثانیہ کی ان تنخواہوں کے ساتھ مکہ معظمہ بذریعہ سررشتہ امور مذہبی سرکار عالی بھیجی جایا کرے گی، جو منجانب سرکار عالی ماہانہ مکہ معظمہ جاتی ہیں اور مدرسہ صولتیہ کی رقم (ما عنہ) ماہ شعبان کے آخر میں مہتمم صاحب مدرسہ کو ارسال کر دی جایا کرے گی چنانچہ سال حال کی رقم ماہ جمادی الثانی کی تنخواہوں کے ساتھ روانہ ہو چکی ہے، براہ کرم مہتمم صاحب مدرسہ کو مطلع فرما دیا جاوے، کہ تقسیم کنندہ تنخواہ علاقہ سرکار عالی سے ماہ شعبان کے آخر میں اس سال کی رقم حاصل فرمالیں، وقف نامہ کی ایک کاپی بھی مرسل خدمت ہے، اس کی نقل اگر مہتمم صاحب مدرسہ کی خدمت میں بھیج دی جائے تو ان کو مطالبہ رقم کے لئے یاد دہانی ہوتی رہے گی، رمضان شریف کی امداد بذریعہ منی آرڈر آپ ہی کے پاس بھیجا کروں گا۔ جو وقف نامہ کی مندرجہ رقم کے

علاوہ ہوگی، آخر میں اس امر کی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ مدرسہ صولتیہ کی امداد کیلئے جو سعی آپ کر رہے ہیں وہ بفضلہ تعالیٰ کامیاب ہوئی، خداوند کریم آپ کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے۔"

مولوی صاحب کی یہ پاکیزہ تحریر موصوف کے جذبۂ ایمانی اور خلوص کی صحیح آئینہ دار ہے، "فیاضی دل سے ہے صرف مال سے نہیں"۔ یہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق ہے کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے آپ کو جن بے شمار دینوی نعمتوں سے سرفراز فرمایا ہے، اس کا ایک حصہ آپ نے اس کی خوشنودی اور رضا جوئی کیلئے وقف فرمایا، خداوند پاک آپ کے اس خلوص نیت اور جذبہ پاک کو شرف قبولیت عطا فرمائے، اور یہ عمل خیر آپ کے دینی و دنیوی مدارج میں ترقی و فلاح کا باعث ہو، اور دوسرے مسلمانوں کے لئے قابل تقلید نمونہ بنے۔

دنیا میں اچھی مثالیں شاذ و نادر ہی سامنے آئی ہیں، تاہم دنیا نیک خیال نیک دل اور مخلص بندوں سے خالی نہیں ہے، کچھ نمونے نظر آہی جاتے ہیں، جن میں سے مذکورہ بالا نمونہ ناظرین کے پیش نظر ہے، وقف نامۂ مذکور کا خلاصہ درج ذیل ہے، اس کی پوری نقل انشاءاللہ ناظم صاحب مدرسہ صولتیہ کو واقف محترم کی ہدایت کے مطابق ارسال کردی جائے گی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منکہ محمد محمود علی ولد محمد وارث علی صاحب مرحوم عمر ۶۹ سال وظیفہ یاب سیشن جج سرکار عالی۔ ساکن نور باغ، واقعہ عنبر پیٹھ۔

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ علی رسولہ الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

امابعد یہ عاصی پُر معاصی اللہ جل شانہٗ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتا ہے کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے یہ توفیق عطا فرمائی کہ ایک مکان پختہ اور ایک دو منزلہ ملگی پختہ اپنی زندگی میں

پوری کرنے کے لئے اُنیس ۱۹ ہزار روپیہ میں خرید لی ہے، اور اس کی تکمیل کے لئے باتباع حکم حضرت احکم الحاکمین، آیہ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون ؕ ان کی آمدنی اور اس جائداد کی حقیر نذر بارگاہ حضرت رب العلمین میں نہایت ادب اور عاجزی سے پیش کرتا ہے، اس عاصی نے اس وقف کا نام **وقف محمود** رکھا ہے، اس کی آمدنی کا صرفہ دکانوں کا کرایہ ۵۰ اور مکان کا کرایہ ۳۰ ماہانہ وصول ہو رہا ہے، فی سبیل اللہ خدام وغیرہ کعبۃ اللہ اور خدام آستانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حسب تفصیل فقرہ نمبر وقف نامہ ہذا مختص کردی ہے۔

تقسیم آمدنی . . . . اس جائداد موقوفہ کی سالانہ آمدنی لغایۃ ۹۶۰ نوسو ساٹھ روپیہ میں سے ایک سو بیس ۱۲۰ روپیہ سالانہ برائے دو وظائف طلباء یتیم مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ، فی کس پانچ روپیہ ماہانہ دیا جائے . . . . وغیرہ وغیرہ . . . . . . الخ

شرح دستخط محمد محمود ملی

رجسٹری بہ نمبر (۹۷۰) صفحات (۳۴۲ تا ۳۴۴) بہی نمبر (۱) جلد دوم سلک (ب) بابت ۱۳۵۳ف بتاریخ ۷ ارفروردی ۱۳۵۴ف کی گئی۔ فقط

شرح دستخط صاحب رجسٹرار

حجاج کیلئے سہولت کا مطالبہ

مرکزی انجمن محافظ حجاج کا ایک جلسہ بتاریخ ۱۵ جون ۱۹۴۵ء بمقام دہلی زیر صدارت عالی جناب خان بہادر الحاج وجیہ الدین صاحب ایم۔ بی، ای منعقد ہوا، اور مندرجہ ذیل قرار دادہائے متفق طور پر منظور ہوئیں۔

(۱) یہ جلسہ حکومت ہند کی توجہ انجمن کی قرارداد نمبر ۶ مورخہ ۱۳ مئی ۱۹۴۵ء کی طرف مبذول کراتا ہے، اور انجمن کے دفتر میں جس کثرت سے استفسارات آرہے ہیں ان سے یہ نتیجہ اخذ کرتا ہے کہ عازمین حج کی تعداد امسال گذشتہ سال سے زیادہ ہوگی، لہذا جلسہ حکومت سے درخواست کرتا ہے کہ آئندہ موسم حج میں تعداد حجاج کے متعلق کسی قسم کی قیود عائد نہ کی جائیں، تاکہ کوئی عازم حج محروم و مایوس نہ رہے؛ اسی سلسلہ میں کوٹہ کی بنا پر تعداد کے طریقہ کو قطعاً ترک کردیا جائے۔

(۲) بلحاظ اس کے کہ اول درجہ کے مسافران حجاج کی تعداد امسال زیادہ ہونے کی توقع ہے اور درجہ اول کی سہولتیں گذشتہ سال بھی ناکافی تھیں، یہ جلسہ حکومت کے روبرو یہ تحریک پیش کرتا ہے کہ متمول حجاج کی سہولت کیلئے ہوائی جہاز کے سفر کا بھی مزید انتظام کیا جاوے۔

(۳) یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ حکومت ہند جہاز راں کمپنیوں سے اس غرض سے گفت و شنید کرے کہ ایسے حجاج کے لئے کم از کم ایک جہاز کا انتظام کیا جاوے جو ماہ رمضان حرمین شریفین میں گذارنا چاہتے ہیں، اور ایسے حجاج سے اخبارات میں کمیونک شائع کرکے درخواستیں طلب کی جائیں اور جہاز کی روانگی اس شرط سے منظور کی جاوے کہ درخواستیں ایک جہاز کے لئے کافی تعداد میں موصول ہوجائیں۔

(۴) یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ کراچی حاجی کیمپ میں پانی اور طبی امداد کا معقول انتظام

کیا جائے تاکہ جو تکالیف گذشتہ سال پیش آئی تھیں اُن سے امسال نجات ملے۔

(۵) بلحاظ اس کے کہ گذشتہ سال کھانے کا انتظام جہازوں میں قابل اطمینان نہ تھا یہ جلسہ پُر زور طریقہ پر تحریک کرتا ہے کہ حجاج سے کھانے کے دام پیشگی وصول کرنے کا طریقہ ترک کر دیا جائے اور حجاج کو آزادی دی جائے تاکہ وہ اپنی مرضی کے مطابق نقد دام دے کر جہاز کے ہوٹل سے حسب منشا کھانا خرید سکیں۔

(۶) یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ حجاج کے لئے ریل کے سفر میں سہولتیں بہم پہنچانے کی غرض سے بڑے اسٹیشنوں سے موسم میں اسپیشل ٹرینیں چھوڑی جائیں اور دیگر گاڑیوں میں مخصوص سٹوں پر ایک دو درزرو بوگیاں لگا دی جائیں۔

(۷) یہ جلسہ حکومت سے درخواست کرتا ہے کہ بارہ سال تک کے بچوں سے جہاز کا کرایہ نصف لیا جاوے اور تین سال تک کے بچے کرایہ سے مستثنیٰ قرار دیئے جائیں۔

(۸) یہ جلسہ سعودی حکومت کا شکریہ ادا کرتا ہے کہ برٹش لیگیشن واقع جدہ کی سفارش پر حکومت موصوفہ نے آخری قافلہ کے حجاج کو دس یوم سے زیادہ قیام کی اجازت دی اور توقع رکھتا ہے کہ آئندہ کم از کم ایک ماہ کے قیام کی اجازت دی جائیگی۔

(۹) یہ جلسہ اپنے دلی شکریہ کا اظہار کرتا ہے کہ برٹش لیگیشن جدہ نے گذشتہ سال حجاج کیلئے ہر قسم کی سہولتیں بہم پہنچانے کی کوششیں کیں اور خاص طور پر مدینہ منورہ میں قیام کی توسیع کے حصول میں کوشش کی جس کو حجاج نے ایک بڑی نعمت تصور کیا، اور ان کو تقریباً ایک ماہ مدینہ منورہ میں قیام نصیب ہوا اور ان افسران کے لئے حجاج دل سے دعاگو ہوئے۔

(۱۰) یہ جلسہ کراچی پورٹ حج کمیٹی کی توجہ اس ضرورت کی طرف منعطف کراتا ہے کہ وکٹوریہ اور ٹھیلہ جو حجاج اور سامان کو حاجی کیمپ سے سمندر کے کنارے (کیاماری) لیجاتے ہیں ان کے کرایہ میں کوئی بے اعتدالی پیدا نہ ہونے پائے، تاکہ حجاج کو اس بارے میں غیر ضروری نقصان نہ اٹھانا پڑے، جیسا کہ سال گذشتہ تجربہ میں آیا نیز کیمپ کے عملہ کی نگرانی بھی اس بارے میں ہونا ضروری ہے کہ وہ ناواقف حجاج کو بیوقوف نہ بنا سکیں۔

(۱۱) اس جلسہ کی یہ بھی رائے ہے کہ گذشتہ سال کیاماری میں قلیوں کی کافی تعداد نہ ہونے کی وجہ سے حجاج کو سامان پہنچانے میں بہت انتظار کرنا پڑا جس سے سخت تکلیف ہوئی، لہذا اس سال قلیوں کا معقول انتظام مناسب اجرت پر ہونا نہایت ہی ضروری ہے۔

(حافظ) فریدالدین احمد آنریری جائنٹ سکرٹری
مرکزی انجمن محافظ حجاج، کشمیری گیٹ۔ دہلی

وادیٔ خلیل کی ایک آواز!

جس پر ہر مسلمان کو لبیک کہنا چاہیئے

وہ کام جو دنیا کی حکومتیں اپنے اشتراک عمل سے انجام نہ دے سکیں اسکو ایک قوم تنہا پایۂ تکمیل کو پہنچا سکتی ہے بشرطیکہ اس قوم کا ہر فرد اپنے مرکز سے وابستہ ہو، اور مرکز کیلئے اپنی جان عزیز سے بھی دریغ نہ کرے اگر جان سے دریغ ہو تو مالی امداد میں فراخدلی سے حصہ لے، مال نہ ہو تو اپنے احساس، اقوال اور قوت عمل سے مرکزی مقاصد کو تقویت پہنچائے۔

"ماہنامہ ندائے حرم" کو جو تعلق براہ راست مرکز اسلام اور حرم محترم سے حاصل ہے وہ ملک کے دوسرے جرائد اور مجلات کو میسر نہیں اور یہ تعلق ہی "ندائے حرم" کا سرمایۂ امتیاز و افتخار ہے لیکن یہ امر کسقدر ہمت شکن ہے کہ آپکے دینی و علمی مرکز کا یہ سفیر اور وادیٔ خلیل کا یہ نقیب اپنی تقریباً پانچ سالہ تبلیغی، اصلاحی، علمی اور تاریخی خدمات کے باوجود بہت سے معاونین مخلصین کی ہمدردی و سرپرستی حاصل نہ کر سکا۔

ہمارے تمام معاونین اور محسنین کیلئے یہ امر قابل غور ہے کہ "ندائے حرم" کسی کی ذاتی ملک نہیں کوئی سیاسی یا تجارتی رسالہ نہیں بلکہ ستر کروڑ مسلمانوں کے مرکز روحانی و علمی کا اس ملک میں واحد ترجمان ہے اور خدا کے گھر کی وہ آواز ہے جو دس کروڑ مسلمانان ہند کے دلوں میں اتر کر ان کو بیدار کرنا اور اسلاف کے کارنامے یاد دلا کر انمیں جوش عمل پیدا کرنا چاہتی ہے، ہماری خواہش ہے کہ دار العلوم صولتیہ کے فنڈ پر صدر دفتر کے مصارف کا بار نہ پڑے بلکہ ندائے حرم کی آمدنی سے ہی یہ مصارف پورے ہو جائیں، ہمیں امید ہے کہ دار العلوم صولتیہ کے دردمند معاونین کرام اس مقصد کے حصول میں ہماری اعانت فرمائینگے۔

یہ زمانہ دینی اور قومی رسالوں کی زندگی کے لئے بے حد نازک اور صبر آزما ہے، اس لئے تمام مسلمانوں سے بالعموم اور دار العلوم صولتیہ مکہ معظمہ کے معاونین سے بالخصوص ہماری درخواست ہے کہ وہ آئندہ "ندائے حرم" کو قیمتاً حاصل کریں۔ اور اس کے خریداروں میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کی کوشش فرمائیں۔ دار العلوم صولتیہ کی امداد کی طرح یہ بھی ایک مستقل نیکی اور بالواسطہ

دارالعلوم صولتیہ کی امداد ہے۔

آج ہی اپنا سالانہ چندہ تین روپیہ بذریعہ منی آرڈر روانہ فرما دیجئے اور اپنے احباب کو بھی "ندائے حرم" کی سرپرستی پر آمادہ فرمایئے۔

خدا کرے ہمارے معاونین وادیٔ خلیل کی اس آواز پر لبیک کہیں تاکہ خدا کے مقدس گھر کی یہ مقدس تحریک جس کا ندائے حرم علمبردار ہے زیادہ قوت حاصل کر سکے اور ہمیں بھی دلجمعی کے ساتھ مزید خدمت کی توفیق ملے۔

سالانہ اشتراک ۳ روپے، بیرون ہند سے ۵ شلنگ، منی آرڈر سے اشتراک سالانہ بھیجنے میں آپ کا اور دفتر کا فائدہ ہے۔

معتمد

صدر دفتر مدرسہ صولتیہ (مکہ معظمہ) دہلی۔ قرول باغ

انا للہ وانا الیہ راجعون ط

یہ خبر نہایت افسوس کے ساتھ دارالعلوم حرم کے بہی خواہان میں پڑھی جائے گی کہ حافظ محمد عمران صاحب امام موتی مسجد ہاپوڑ (جو دارالعلوم صولتیہ کے خاص ہمدرد اور معاون تھے) کا انتقال ہو گیا ہے، مرحوم اپنے حلقۂ اثر میں برابر مدرسہ صولتیہ کے اغراض و مقاصد کی تکمیل میں مصروف رہتے تھے، آپ کے ذریعہ امدادی رقوم اکثر دفتر کو موصول ہوتی رہتی تھیں، اللہ تعالیٰ ان کے مراتب بلند فرمائے، اور جوارِ رحمت میں جگہ دے، ہمیں مرحوم کے خلف الصدق مولوی محمد نعمان صاحب اور آپ کے دیگر اعزہ سے ہمدردی ہے، اللہ تعالیٰ سب کو صبر کی توفیق عطا فرمائے، دارالعلوم حرم صولتیہ کے اساتذہ سے خصوصی درخواست ہے کہ وہ اپنے محسن کو ایصال ثواب اور دعائے مغفرت میں یاد رکھیں۔

سفرنامہ ابن بطوطہ تاریخ کی روشنی میں

(خاص ندائے حرم کیلئے)

(از جناب مولانا محمد عبدالرحمٰن خاں صاحب وظیفہ یاب پرنسپل عثمانیہ یونیورسٹی کالج، صدر حیدرآباد اکیڈمی)

(۸)

صبح یہاں سے نکل کر مترنی (صحیح مُدرنو) پہنچے ایک عربی داں حاجی سے ملاقات ہوئی، اس کو کچھ رقم دے کر قسطمونیہ تک (جو دس دن کا راستہ تھا) اپنے ساتھ چلنے کے لئے راضی کیا۔ حاجی لالچی تھا، ہر چیز میں من مانا روپیہ کمایا، جب بولی نام کے مقام پر پہنچے تو فتیان کی ایک خانقاہ میں ان کے ساتھ ایسا اچھا سلوک کیا گیا جیسا کہ عزیزوں اور قرابت داروں کے ساتھ کیا جاتا ہے، دوسرے دن گرادی بولی کے خوشنما شہر میں پہنچے، کھلے میدان پر واقع ہونے کی وجہ سے سردی بہت شدت کی محسوس ہوئی، مقامی حاکم خلیق اور راست باز تھا۔ ایک گھنٹہ تک ابن بطوطہ سے گفتگو کی، اس کے لئے لباس اور زین و لگام سے سجا ہوا ایک گھوڑا بھجوایا۔ اس کے بعد برلو (ما بوبالو) ہوتے ہوئے قسطمونیہ پہنچے، جہاں اشیا کی فراوانی تھی اور قیمتیں اتنی کم کہ ایسا کہیں اس کے دیکھنے میں نہیں آیا۔ ایک بہرے آدمی کی خانقاہ میں ٹھہرے، قسطمونیہ کا سلطان مشہور سلیمان پاستا تھا، اس کا سن ستر سال سے متجاوز تھا۔ ابن بطوطہ کو اپنے دربار میں دائیں بازو بیٹھنے کو جگہ دی، اور ہر طرح سے اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا، یہاں سے بحر اسود کے جنوبی بندرگاہ سنوپ (SINOPE) کو گئے، خشکی کی راہ سے شہر میں داخل ہونے کا صرف ایک دروازہ جانب مشرق تھا۔ ابراہیم بک

فرزند سلیمان پاشا کے اجازت نامہ بغیر کوئی شخص شہر کے اندر جا نہیں سکتا تھا، سنوپ بہت آباد، مضبوط اور خوبصورت شہر تھا، اس کے باہر گیارہ قصبے یونانی عیسائیوں سے آباد تھے جامع مسجد بڑی دیدہ زیب عمارت ہے، سلطان بروانہ نے اس کو تعمیر کروایا تھا، اس کے مرنے پر اس کا بیٹا غازی چلبی اس کا جانشین ہوا، جب وہ مر گیا تو سلطان سلیمان نے اس پر قبضہ کر لیا، غازی چلبی بڑا بہادر سردار تھا، سمندر کی جنگ میں اس کو کمال حاصل تھا، یونانیوں کو اس نے کئی مرتبہ شکست دی تھی۔ سرزمین کریمیا میں بحر اسود کے شمالی جانب قرم کے شہر کو جانے کے لئے موافق ہوا کے انتظار میں چالیس دن تک سنوپ ہی میں ٹھیرنا پڑا۔ (قرم اس وقت کریمیہ کے منگول گورنر کا مستقر تھا بعد کو ایک خود مختار ریاست کا پایہ تخت بن گیا)

یونانیوں کا ایک مملوکہ جہاز کرایہ پر لے کر مزید گیارہ دن قیام کیا، جب جہاز چلنے لگا تو تین رات بعد شدت کا طوفان اٹھا اور سنوپ ہی کے قریب واپس لاکر چھوڑا، مطلع صاف ہوا تو پھر جہاز روانہ ہوا، ایک اور طوفان برداشت کرنا پڑا، بالآخر کرش کی بندرگاہ پر پہنچے، جہاز اندر داخل ہونا چاہتا تھا کہ قریب کی پہاڑی پر سے چند لوگوں نے اشارہ سے منع کیا، یہ خیال کر کے کہ گودی میں دشمن کے جہاز ٹھیرے ہوں گے جہاز ساحل کے بازو سے چلایا گیا، ابن بطوطہ نے قفچاق کی سبزہ زار کا دلفریب منظر دیکھ کر مالک جہاز سے درخواست کی کہ اس کو خشکی پر اتار دیا جائے، یہ وسیع ملک سلطان محمد ازبک کے علاقے میں تھا، (تیرھویں صدی کی منگول بادشاہتوں کے چار مشہور ممالک میں سے قفچاق کی مملکت بعید ترین مغربی جانب واقع تھی، اس کے بادشاہ زرین اردو کے مغل خانوں کے نام سے بھی منسوب تھے، اس کے دو حصے ہو چکے تھے، ایک نیلے اردو والوں کا علاقہ تھا، دوسرا سفید اردو والوں کا، انہیں اول الذکر بہت طاقتور تھے، دریائے ڈان اور وانگا پر اُن کا تسلط قائم تھا، ان کے مقبوضات خیوہ (KHIEVE) اور کوہ قاف سے لے کر بحیرہ ایرل (ARAL) اور خیوا تک

پھیلے ہوئے تھے، سلطان محمد اوزبک نے ۱۳۱۲ء سے ۱۳۴۰ء تک سلطنت کی اور نیلے اردو کے اکابر سلاطین میں سے تھا،) جہاز سے اترنے کے دوسرے دن ایک تاجر نے خفچاق کے اصل عیسائی باشندوں سے ایک گاڑی کرایہ پر لی۔ یہاں کے مسطح میدانوں میں سفر کرنے کا یہی ایک طریقہ ہے یہ میدان (مراعی) (STEPPES) چھ مہینے کی راہ تک پھیلے ہوئے تھے، ان میں کہیں بھی درخت نہ تھا، جلانے کے لئے مویشیوں کا گوبر استعمال ہوتا تھا، چھوٹے بڑے سب کے سب کمر سے کپڑا باندھ کر گوبر چنتے، اور جمع کرتے پھرتے تھے، ابن بطوطہ اور اس کے ساتھی بمقام کفا (حال فیوڈوسیہ) مسلمانوں کی ایک مسجد میں ٹھیرے، (تیرھویں صدی کے ختم پر جنوآ (GENOA) کے جہاز راں تجار نے بحر اسود کے شمال مغرب میں اس جگہ اپنے لئے ایک بڑی تجارتی بندرگاہ بنالی تھی، کفا عیسائیوں سے آباد تھا، جن میں زیادہ تر جنوآ کے لوگ تھے، ان کا گورنر دمدیر (اطالوی ڈیمٹریو) کہلاتا تھا۔ ایک گھنٹہ کے بعد چاروں طرف سے گھنٹے بجنے کی آواز سنائی دی، ابن بطوطہ نے گھبرا کر اپنے ساتھیوں کو مسجد کے مینار پر چڑھ کر اذان دینے اور آیات قرآنی پڑھنے کے لئے کہا، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا، یکایک ایک شخص زرہ بکتر پہنے ہتھیار باندھے مسجد میں آیا، اور ان کو سلام کیا، وہ وہاں کا قاضی تھا، کہنے لگا کہ اذان اور تلاوت قرآن کی آواز سن کر میں گھبرایا کہیں ایسا نہ ہو کہ مسلمانوں پر کفار کی طرف سے کوئی مصیبت نازل ہوئی ہے۔ دوسرے دن حاکم شہر ملنے آیا اور ان کی ضیافت کی، پھر انہوں نے شہر گھوم کر دیکھا، بندرگاہ بڑی عالیشان تھی، کوئی دو سو جہاز چھوٹے بڑے، جنگی و تجارتی گودی میں لنگر انداز تھے۔

ابن بطوطہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہاں سے ایک گاڑی کرایہ کر کے قرم کو گیا، یہ بھی سلطان محمد اوزبک خاں کے ممالک میں داخل تھا، حاکم شہر کا نام تلوک تیمور تھا، چونکہ وہ اس وقت بیمار تھا اپنی طرف سے بطور نائب مسجد کے پیش امام کو ... جب اس سے ملنے گئے تو بڑے اخلاق سے پیش آیا، کئی تحفے عطا کئے ... کو جانے والا تھا۔ ابن بطوطہ بھی اس کے ساتھ جانے کے تیار ہو گیا، سفر ...

تھا، دو یا زیادہ گھوڑے بیل یا اونٹ گاڑی کھینچتے تھے، ہانکنے والا چار جانوروں میں سے ایک پر سوار ہوتا تھا، اور چھڑی یا نوکدار لکڑی کے ذریعہ دوسرے تین جانوروں کو چلاتا تھا، گاڑی پر نمدے یا بانات کا ایک ہلکا سا خیمہ ایستادہ کر دیا جاتا، خیمہ کی کھڑکیاں جالیدار تھیں اندر سے باہر کی چیز صاف دکھائی دیتی تھی، لیکن باہر سے اندر کی کوئی شے نظر نہیں آسکتی تھی، مسافر خیمہ کے اندر آرام کے ساتھ سفر کر سکتے تھے، کھانے، پینے، سونے، بیٹھنے لکھنے پڑھنے سب باتوں کا انتظام تھا، سامان کی گاڑیوں کے خیمے مقفل کر دیئے جاتے تھے، ابن بطوطہ اور اس کے ساتھی امیر تولوک تیمور اس کے بھائی اور دوستوں کے ساتھ روانہ ہوئے، فرودگاہ پر جانور کھول دیئے اور پوری آزادی سے چرنے چھوڑ دیئے جاتے تھے، ملک کا دستور ایسا سخت تھا کہ کوئی شخص کسی دوسرے کا جانور چرا نہیں سکتا تھا، غذا میں کوئی جامد یعنی ٹھوس چیز کھائی نہیں جاتی تھی، اناج کے ساتھ گوشت کے ٹکڑے شوربے کی شکل میں پکائے جاتے، اس کے ساتھ گھوڑی کے دودھ کا دہی جو قوز کہلاتا تھا پیا جاتا تھا، ترک بوزہ کا استعمال حلال سمجھتے تھے، مزہ میں تلخ تھا، مٹھائی ان کو پسند نہ تھی، ماہ رمضان میں ایک دن ابن بطوطہ نے اپنے ایک ساتھی کی بنائی ہوئی مٹھائی سلطان اوزبک کی خدمت میں پیش کی تو اس نے اس کو صرف انگلی سے چکھ کر رکھ دیا۔

اٹھارہ منزل چلنے کے بعد ابن بطوطہ نے امیر اور اس کے متعلقین سے پہلے تاگن روگ (Taaanroa) کے مغرب میں دریائے میوس (Miuss) کے وسیع دہانہ کو پورے ایک دن میں عبور کیا، تین دن چلنے کے بعد ازاق (Azoa) کی بندرگاہ میں پہنچا، امیر نے اس کے ساتھ اپنا ایک خط ساتھ حاکم شہر کے نام بھیج دیا تھا، اس کو پڑھ کر حاکم قاضی اور طلبہ کے ساتھ اس سے ملنے آیا، کھانے کی دعوت دی، بعد فراغت شہر کے باہر خیمہ میں ٹھیرا، اس بندرگاہ میں جنیوا اور دیگر عیسائی اقوام کے جہازات آکر ٹھہرا کرتے تھے، دو روز بعد امیر خود آ پہنچا، نگین تیمور نے ایک عمدہ خیمہ میں اس کی ضیافت کی گئی، بپا پیادہ چلتے وقت اس کے راستہ میں ریشمی کپڑا

بچھایا جاتا تھا، امیر نے ازراہ مہمان نوازی وکرم فرمائی ابن بطوطہ کو اپنے سے بھی آگے چلنے کو کہا، جب بیٹھا تو خود اپنی کرسی پر اس کو بٹھایا، اور آپ اس کے بازو بیٹھا، اس کے دونوں بیٹے بھائی اور بھتیجے باادب سامنے کھڑے رہے، ضیافت کے بعد حاکم شہر کی جانب سے امیر اور اس کے متعلقین کی خدمت میں ملبوسات اور گھوڑے بطور نذر پیش کئے گئے، ابن بطوطہ کو بھی ایک گھوڑا دیا گیا۔ اس ملک میں گھوڑوں کی بڑی افراط ہے، ان کی قیمتیں بہت کم ہیں، ایک اچھا گھوڑا مرکش کے ایک دینار کو بھی مل جاتا تھا، ملک کے باشندوں کی زندگی گھوڑوں ہی پر موقوف تھی، ایک ایک شخص کے پاس گھوڑے ہزاروں کی تعداد میں تھے، چھ چھ ہزار کا ایک ایک سندا ہندوستان بھیجا جاتا تھا، ہر پچاس گھوڑوں کا ایک رکھوالی تھا، سندھ پہنچنے تک بہت سے گھوڑے مرجاتے یا چوری جاتے تھے، سندھ میں سات نقرئی دینار محصول ادا کرنا پڑتا تھا اسی طرح ملتان میں بھی محصول تھا مسلمان تاجروں سے ڈھائی فی صد زکوٰۃ لی جاتی تھی، اور غیر مسلم سے دس فی صد محصول، اس کے باوجود سوداگر اچھا نفع کما لیتے تھے، اقل قیمت ۲۵ مراکشی دینار (قریب ایک سو ہندی دینار) تھی۔ اچھے گھوڑے کی قیمت پانچسو دینار یا اس سے زیادہ بھی ہوتی تھی، ہندوستان میں یہ گھوڑے فوج اور دیگر جنگی خدمات کے لئے خریدے جاتے تھے، شرط کے گھوڑے یمن، عمان اور فارس سے آتے تھے، اور ان کی قیمت فی اسپ ایک ہزار یا چار ہزار دینار تھی۔

ازاق سے ابن بطوطہ امیر کے پیچھے پیچھے سفر کرتا ہوا ماجر پہنچا، یہ کوماندی پر استرخان کے جنوب مغرب میں ترکوں کا بڑا ہی اچھا شہر تھا، (اب کھنڈر بنا پڑا ہے) ماجر کے بازار میں ایک یہودی نے اس سے ملاقات کی، اور عربی میں کہا کہ وہ اسپین سے قسطنطنیہ، اناطولیہ اور سرکیشیا ہوتا ہوا خشکی کی راہ سے وہاں آیا تھا۔ پورے چار مہینے سفر میں کئے، ترکوں کے ملک میں عورتوں کی مردوں سے بھی زیادہ عزت کی جاتی تھی، پہلی شہزادی جو ابن بطوطہ نے دیکھی قرم سے نکلتے ہوئے امیر کی بیوی تھی، جو بیش بہا اونی کپڑوں سے ڈھکی ہوئی گاڑی میں

سفر کرتی تھی، اس کے خیمے کے دروازے اور دریچے کھلے تھے، خواص میں کئی ایک خوبصورت جوان عورتیں تھیں. جب امیر کے خیمہ کے پاس گاڑی سے اتری تو تیس لونڈیوں نے اس کے دامن کو چلتے پکڑ کر زمین سے اٹھالیا، اور وہ اس طرح بڑے تزک و احتشام سے چلنے لگی، امیر اس کو دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا، اور اپنے بازو بٹھالیا، تو مز کے مشک لانے گئے، ایک پیالہ میں تھوڑی سی ڈال کر امیر کے سامنے دو زانو بیٹھ کر پیش کی، اس کے بعد اس کے بھائی کو ایک پیالہ عطا کیا امیر نے بھی ایک پیالہ تومز ڈال کر شہزادی کو پلایا، پھر دونوں نے مل کر کھانا کھایا، امیر نے شہزادی کو ایک قیمتی لباس عطا کیا، اور وہ خیمہ سے رخصت ہوئی، عورتوں کے لباس کے مقابلہ میں مردوں کا لباس بہت سادہ ہوتا ہے، بکرے کے بالوں کا ایک عبا، اسی کی ایک اونچی ٹوپی اور بس۔

سلطان محمد اوزبک اس وقت بیش داغ (یعنی پانچ پہاڑ) نامی مقام سے چار دن کی راہ پر تھا، ان پہاڑوں میں گرم پانی کا ایک چشمہ تھا، جس میں ترک صحت کے خیال سے نہایا کرتے تھے، سلطان کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے تیاری کی گئی، پہلی رمضان کو ابن بطوطہ وہاں پہنچا، جب کہ سلطان تاجر کی طرف واپس لوٹنے کا حکم دے چکا تھا، ابن بطوطہ بھی واپس لوٹا اور ایک ٹیلہ پر اپنا خیمہ نصب کر کے اس کے سامنے ایک پھریرا قائم کر دیا، اپنے گھوڑوں اور گاڑیوں کو خیمہ کے پیچھے ترتیب دیا، جب سلطان کا اردو (جس کو عراق میں محلہ کہتے تھے) وہاں آپہنچا تو ایسا معلوم ہوا کہ ایک بڑا شہر منتقل ہو رہا تھا. ملازمین، مساجد، بازار، باورچی خانے سب گاڑیوں پر لدے ہوئے تھے، کھانا بھی چلتی گاڑیوں پر پکتا تھا، سلطان کی خواتین جب ابن بطوطہ کے خیمہ سے گذریں تو چوتھی خاتون نے ٹیلہ پر پھریرا دیکھ کر پہچانا کہ کوئی نووارد آیا ہے، ملازمین کو اس کے پاس بھیج کر استفسار کیا، اس نے بھی خاتون کی خدمت میں ایک تحفہ شکریہ کے ساتھ پیش کیا، خاتون نے اس کو برکت کی علامت تصور کر کے قبول فرمالیا اور ابن بطوطہ کو اپنی محافظت میں لے لیا، پھر سلطان اور اس کا اردو ایک الگ جگہ پر اترا۔

محمد اوزبک خاں ایک بڑا ہی اولوالعزم بادشاہ تھا، اس کی حکومت دور دور کے ممالک

تک پھیلی ہوئی تھی، اس نے قسطنطینہ کی بازنطائنی حکومت سے جنگ کرکے بہت سے علاقے فتح کرلئے تھے، اس کا شمار اس وقت کی دنیا کے سب سے بڑے سات بادشاہوں میں تھا، (۱) سلطان مراکش جس کو ابن بطوطہ امیر المومنین کہتا ہے، (۲) سلطان مصر و شام (۳) سلطان عراقین، (۴) سلطان محمد اوزبک (۵) سلطان ترکستان و ممالک ماورائے جیحون، (۶) سلطان ہند (۷) بادشاہ چین۔ دوسرے دن سلطان اوزبک کے دربار عام میں حاضر ہوا، روزہ افطار کرکے سلطان کے ساتھ کھانا کھایا، ممالک غیر سے آنے والوں کے ساتھ ترک نقد روپیہ کا سلوک نہیں کرتے تھے بلکہ کچھ گھوڑے اور قومز کے مشک بھیج دیتے تھے، ہر جمعہ کو بعد نماز بڑے تزک و احتشام کے ساتھ سلطان سنہری خیمہ میں تخت پر جلوہ افروز ہوتا تھا، لکڑی کا تخت سنہری روپہلی پتیوں سے آراستہ، جواہرات سے مرصع، خالص چاندی کے پاؤں پر استادہ خیمہ کے عین بیچ میں سلطان کے بیٹھنے کے لئے رکھا جاتا تھا، اس کے سیدھے جانب خاتون طغطغی اور اس کی برابر خاتون کبک بیٹھتی تھی، بائیں جانب خاتون بیالون اور اس کی برابر اردوجا کی نشست تھی، تخت کے نیچے سیدھی جانب سلطان کا بڑا لڑکا کھڑا ہوتا تھا اور بائیں جانب چھوٹا، سلطان کی لڑکی اس کے سامنے بیٹھتی تھی، ہر خاتون کی آمد پر سلطان اٹھتا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کو اس کی مقررہ نشست پر بٹھاتا تھا، یہ سب کچھ کھلے دربار میں ہوا کرتا تھا۔

سلطان کے دربار میں پیش ہونے کے دوسرے دن صبح کو ابن بطوطہ سب سے بڑی خاتون طغطغی کی خدمت میں حاضر ہوا، جو اصل سلطانہ اور دو شہزادوں کی ماں تھی، اس کے گرد و پیش دس بوڑھی اور پچاس جوان عورتیں زمرۂ ملازمین سے میوہ (از قسم آلو) بیٹھی چھیلتی تھیں، سلطانہ کے سامنے بھی ایک سنہری تھالی اسی میوہ سے بھری رکھی تھی، اور وہ بھی اسی کام میں مشغول تھی، اس نے ابن بطوطہ کے لئے قومز منگوائی، آنے کے بعد ایک پیالہ خود اپنے ہاتھ سے بھر کر اس کو دیا، ابن بطوطہ نے شکریہ ادا کیا، اور اس کے پینے کی کوشش کی، مزہ تلخ پاکر اپنے ایک ساتھی کو دے دیا، دوسرے دن دوسری خاتون کی خدمت میں حاضر ہوا، وہ تلاوت قرآن میں مصروف تھی، وہاں بھی قومز عطا فرمائی گئی، تیسری خاتون بیالون

قسطنطنیہ کے بازنطینی شہنشاہ (انڈرونیکس سوم) کی بیٹی تھی، (اس شہنشاہ کی عمر ۱۳۳۲ء میں ۳۵ سال کی تھی، یونانی تاریخوں میں نہیں ملتا۔ کسی خان کو بادشاہ کی بیٹی بیاہی جانے کا ذکر صحیح نہیں ہے لیکن کم از کم دو مرتبہ بازنطینی کے شہنشاہوں کی خواصوں کی لڑکیاں بیاہی گئی ہیں) ابن بطوطہ جب اس خاتون کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ زر و جواہر سے مرصع ایک تخت پر بیٹھی تھی، کئی نوجوان عورتیں یونانی ترکی اور حبشی اس کے اطراف حاضر تھیں، ابن بطوطہ کے دور دراز سفر کا حال معلوم کر کے بڑی ہمدردی ظاہر کی، آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے، (شاید خود اپنا وطن اس کو یاد آیا ہوگا،) رومال سے منہ پونچھ کر کھانا منگوایا اور ابن بطوطہ کو کھلوایا، دوران سفر میں اکثر آتے رہنے اور اپنی ضروریات حاصل کرنے کے لئے فرمایا، جب وہ اپنے خیمہ کو واپس ہوا تو خاتون نے متعدد گھوڑے، روٹی مسکہ اور کپڑے بافراط عطا فرمائے وہ اپنے ساتھیوں کو لے کر اکثر خاتون کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا اور اس کا بہت مشکور رہتا۔

(ابن بطوطہ اپنے سفر بلغار کا ذکر کرتا ہے، یہ شہر تیرھویں صدی عیسوی میں دریائے والگا کے بائیں کنارے قریب سنگم دریائے کاما، ماجرے کوئی آٹھ سو میل دور منگول سرداروں کے علاقہ میں تھا، روس خصوصاً سائبیریا کی پیداوار زیادہ تر پوستین کی تجارت کا بڑا مرکز تھا، اب کھنڈر پڑا ہے، یورپ کے مستشرقین کو ابن بطوطہ کے اس حصہ سفر کے یقین کرنے میں تامل ہے، اس لئے کہ آٹھ سو میل کا فاصلہ دس دن میں طے کرنا اور وہ بھی آہستہ چلنے والی گاڑیوں کے ذریعہ بعید از قیاس معلوم ہوتا ہے، ابن بطوطہ یا تو بھول گیا کہ اس نے یہ سفر کب اور کتنے دن میں کیا یا واقعہ نویس سے کچھ سہو ہوگیا ہے، ابن بطوطہ مارکو پولو کی طرح شیخی باز نہ تھا، اگر وہ بلغار نہ گیا ہوتا تو صاف کہہ دیتا کہ اس شہر بلغار کی پوستین کی تجارت کے متعلق فلاں فلاں قصے مشہور تھے) سفرنامہ کے بیان کے بموجب ابن بطوطہ سلطان سے اجازت لے کر راستہ بتلانے والوں کے ساتھ رمضان کے مہینہ میں بلغار پہنچا، افطار کے بعد نماز مغرب و نماز صبح کے بیچ میں صرف نماز عشا پڑھنے ہی کا وقفہ ملتا تھا، وہاں تین دن ٹھیرا، اس موسم میں شمالی سائبیریا کے برِّ تاریکی کی طرف جانے کا خیال کیا، لیکن چالیس دن کا سفر اور وہ بھی محض بے سود اس لئے ارادہ فسخ کر دیا، اس ملک کو جانے والے برف و یخ پر سلیجوں (بے پہیوں کی ہلکی گاڑیوں) پر جاتے ہیں، کھینچنے کیلئے صرف کتے ہی استعمال ہوتے ہیں جن کے پنجوں کے ناخن برف دھنسنے کی وجہ سے ان کے پاؤں پھسل نہیں سکتے، تجربہ کار کتا ہی سفر میں رہنمائی کرتا ہے، اس کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہیں کیا جا سکتا، ۴۰ دن کے سفر کے بعد سوداگر اپنے اپنے سامان کے ڈھیر لگا کر چھپ جاتے ہیں، دوسرے دن ان ڈھیروں کے مقابل بطور معاوضہ مناسب مقدار میں پوستین چھوڑ دیئے جاتے ہیں، اگر تاجر اس معاوضہ کو کافی تصور کرتا ہو تو پوستینوں کو اٹھا لیتا ہے اور اپنا سامان چھوڑ جاتا ہے، اگر کافی نہیں سمجھتا تو نہیں اٹھاتا، برِّ تاریکی کے باشندے اسکے دوسرے دن یا تو اپنے پوستینوں کو ڈھیر میں اضافہ کرتے ہیں ورنہ انکو واپس لیجاتے ہیں، خرید و فروخت کا اسی طرح انتظام عمل میں آتا ہے، تجار معلوم نہیں کر سکتے کہ کن لوگوں سے تجارت کی جاتی ہے۔ (باقی)

موج کوثر بابت ماہ رجب المرجب ۱۳۶۴ھ

مکہ معظمہ میں ہندوستانی مرحومین کیلئے ایصال ثواب

اپنے جانے والے عزیزوں دوستوں اور بزرگوں کو یاد رکھئے تاکہ آنیوالے آپ کو یاد رکھیں، اپنے خاندان کے مرحومین کیلئے کعبہ کے زیر سایہ ایصال ثواب کیجئے، یاد رکھئے کہ مکہ معظمہ میں ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ نیکی کے برابر ہے آپ جو روپیہ ہندوستان میں خرچ کرتے ہیں اس کو مکہ معظمہ میں خرچ کر کے ایک لاکھ گنا ثواب حاصل کر سکتے ہیں۔

اس مد کی آمدنی وظائف حفاظ میں صرف کی جاتی ہے۔

نمبر شمار	ایصال ثواب	مرسل رقم	رقم
۱	بروح محترمہ قیصر جہاں بیگم صاحبہ مرحومہ	جناب احمد خاں صاحب از جانب محترمہ والدہ صاحبہ قیصر جہاں بیگم مرحومہ	لعـہ
۲	بروح حافظ محمد محبوب الرحمن صاحب مرحوم	" چودھری لطف الرحمن صاحب متولی وقف عزت النساء بیگم صاحبہ	عـہ
۳	بروح ملیحہ خاتون صاحبہ مرحومہ اہلیہ جناب حافظ عبد السمیع صاحب	" حافظ عبد السمیع حاجی عبد اللہ صاحبان کانپور	عـہ
۴	بروح پاک سرکار دو عالم صلعم، [illegible] وارث حسن صاحب مرحوم، حافظ محمد [illegible] صاحب مرحوم، [illegible] صاحبہ مرحومہ، [illegible] محمد [illegible] صاحب مرحوم، حافظ محمد ابراہیم صاحب مرحوم، [illegible] محمد اسحٰق صاحب مرحوم، منشی عبد الحکیم صاحب مرحوم، اہلیہ صاحبہ مرحومہ منشی عبد الحکیم صاحب مرحوم، بابو شاہ محمد [illegible] صاحب مرحوم، اہلیہ صاحبہ مرحومہ بابو شاہ محمد [illegible] صاحب مرحوم	" میاں محمد بشیر صاحب "	ماعـہ
۵	بروح پاک سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم	" میاں فضل حلیم صاحب کانپور	عـہ
۶	" سرکار دو عالم صلعم، بروح شاہ وارث حسن صاحب مرحوم، بروح حافظ محمد ابراہیم صاحب مرحوم، اہلیہ صاحبہ حافظ محمد ابراہیم صاحب مرحوم، محمد اسحٰق صاحب مرحوم، منشی [illegible] صاحب مرحوم، اہلیہ صاحبہ مرحومہ منشی [illegible] صاحب مرحوم، عامر صاحب مرحوم، برادران مرحومین [illegible] مصباح الاسلام صاحب مرحوم	میاں محمد یسین صاحب "	عـہ
۷	بروح بدر الحسن صاحب مرحوم	جناب محمد حسن صاحب بتوسط جناب شاہ منصور عالم صاحب [illegible]	صہر
۸	بروح پاک سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم	" شاہ حلیم صاحب بتوسط میاں محمد بشیر صاحب کانپور	صہر
۹	" " "	" محمد حلیم صاحب " " "	صہر
۱۰	" " "	" محمود حلیم صاحب " " "	صہر
۱۱	بارواح اقربا مرحومین متعلقین	" حاجی دین محمد صاحب محمد حفیظ اللہ صاحب بنارس	عـہر
۱۲	بارواح والدین مرحومین متعلقین	" حاجی علی حسین صاحب "	عـہ
۱۳	بروح سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم	" ملا محمد حسین صاحب مؤذن رڑکی	عـہر
۱۴	بارواح مولانا شاہ فضل الرحمن صاحب، شاہ احمد میاں صاحب، سید محمد منصور صاحب، سید عبد الرشید صاحب، عبد الحی ولد حبیب اللہ صاحب، احمدی بی بی بنت محمد خلیل صاحب، شکر النساء بی بی بنت محمد بشیر صاحب مرحومین	جناب سید شاہ احمد صاحب گورکھپور	ـہ
۱۵	بارواح شاہ محمد عزیز الدین صاحب، شاہ محمد سلیمان صاحب، شاہ محمد [illegible] صاحب، شاہ نعمت اللہ صاحب، شاہ محمد یحییٰ صاحب، [illegible] صاحب، حاجی [illegible] ارادت حسین صاحب، شاہ محی الدین صاحب، شاہ الٰہی بخش صاحب، شاہ [illegible] شیخ وراثت حسین صاحب، [illegible] صاحب مرحومین	جناب الحاج شاہ فضل الرحمن صاحب بیرسٹر دلاور پور	عـہ
۱۶	بروح سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم	جناب ضمیر احمد ولد الیاس احمد صاحب الہ آباد	[illegible]
۱۷	بہ ترتیب صدر	ایک اہل خیر [illegible] بتوسط شاہ عزیز عالم صاحب مراد آباد	صہر
۱۸	بروح حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ	ایک صاحب خیر بتوسط مولوی محمد [illegible] اللہ صاحب [illegible]	صہر

سبیل کوثر بابت ماہ رجب المرجب ۱۳۶۴ھ

اہل حرمین شریفین کی امداد و دستگیری

مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے لئے امدادی رقوم

خداوند کریم کا شکر و احسان ہے کہ [illegible] خادم [illegible] علوم [illegible] کام سے رہا ہے، صدر دفتر مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ ہی کو مختلف مقامات [illegible] مدینہ منورہ کے بعض خاص [illegible] ساکین اور بیوگان و یتامیٰ [illegible] دوسرے [illegible] رقوم ماہ رجب [illegible] ہوئی ہیں [illegible] ایک [illegible] علم [illegible] یہ رقوم مدرسہ کے مرکزی دفتر مکہ معظمہ کو [illegible] مطابق [illegible] کے لئے بھیجی جا رہی ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

ایسے لوگ [illegible] جہاں میں اچھے [illegible] دوسروں کے

نمبر شمار	نام معطی	رقم	نمبر شمار	نام معطی	رقم
۱	جناب خان بہادر الحاج محمد عبدالعزیز [illegible]			جناب [illegible] صاحب [illegible]	[illegible]
	بیگم صاحبہ مرحومہ، مولانا محمد صاحب [illegible] شاہ صاحب مرحوم	[illegible]	۱۳	״ سردار محمد [illegible] صاحب [illegible]	عہ
۲	ایک اہل خیر، مرسلہ جناب حکیم حافظ [illegible] صاحب کرنال	[illegible]	۱۴	״ رحیم یار صاحب [illegible] کمشنر رحیم یار خاں	سہ
۳	جناب مولوی عبدالرحیم صاحب [illegible] حکیم ظفرالدین صاحب [illegible] آباد	[illegible]	۱۵	محترمہ بیگم صاحبہ جناب کیپٹن سید محمد [illegible] حسین صاحب	
۴	جناب الحاج شیخ علی احمد صاحب سوداگر [illegible] لاہور	[illegible]		کرنال	صہ
۵	״ سردار جمال الدین [illegible] صاحب [illegible]	[illegible]	۱۶	[illegible] صاحب [illegible]	[illegible]
۶	״ الحاج [illegible] حسین صاحب [illegible]	[illegible]	۱۷	جناب [illegible]	[illegible]
۷	״ محمد شفیع محمد امین صاحب احمد آباد	[illegible]	۱۸	[illegible]	[illegible]
۸	״ حاجی محمد عبدالجمیل صاحب سہارنپور	[illegible]	۱۹	״ [illegible] صاحب [illegible]	[illegible]
۹	״ مخدوم سید بخش الٰہی صاحب [illegible] طالب علم [illegible]	[illegible]			
۱۰	״ ملک اللہ بخش صاحب گدپور سیال	[illegible]		میزان کل	[illegible]
۱۱	ایک اہل خیر خاتون صاحبہ، بتوسط جناب شاہ عزیز عالم صاحب مراد آباد	صہ			

صحیفۂ سعادت

معاونین کرام اور محسنوں کے اسمائے گرامی

فہرست رقوم عطیات و امداد مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ بذریعہ صدر دفتر مدرسہ دہلی

بابت ماہ رجب المرجب ۱۳۶۴ھ

اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ ہر مہینہ کی فہرست اسماء معاونین کرام کی اشاعت دوسرے ماہ کے نمبر میں ہوا کریگی مندرجہ تفصیلات میں اگر کوئی غلطی ہو تو براہ کرم دفتر کو مطلع فرمائیے باعث شکرگذاری ہوگا

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد	نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
۱	۲۹ خ ۱۱	محترمہ بیگم صاحبہ جناب قاری دین محمد صاحب دہلی	۶	امداد عام	۱۳	۴۱ خ ۱۱	جناب سید ناصر علی صاحب چک ۱۹۷ ای بی عارف والا	عہ	زکوٰۃ
۲	۳۰ ″	ازجانب محمد النساء بیگم مرحومہ، جناب حاجی خان بہادر محمد عبدالعزیز بادشاہ، مولانا محمد عبدالجبار بادشاہ، مدراس	۱۲/	″	۱۴	۴۲ ″	″ احمد صاحب لہ سلطان صاحب ″	للعہ	وظائف یتامیٰ
					۱۵	۴۳ ″	″ صوفی اللہ دتا صاحب حلوائی سلانوالی	عا/	″
					۱۶	۴۴ ″	″ حافظ عبدالرحیم صاحب بتوسط نہال احمد صاحب بلندشہر	عسہ	امداد عام
۳	۳۱ ″	جناب حکیم سید محمد احمد صاحب ذریعہ مولوی عبدالحی صاحب موضع گرہانہ لی	صہ	وظائف طلبا	۱۷	۴۵ ″	محترمہ ام عبدالرحمٰن صاحبہ مرسلہ مولوی علی محمد صاحب عالم گڑھ	سے/	″
۴	۳۲ ″	″ الحاج محمد شاد حسین صاحب علیگڑھ	صہ	″	۱۸	۴۶ ″	″ ام امید خاتون صاحبہ ″	للعہ	″
۵	۳۳ ″	″ الحاج شیخ علی احمد صاحب بذریعہ مولوی عبدالحی صاحب لاہور	عا/	زکوٰۃ	۱۹	۴۷ ″	جناب سردار محمد جمال الدین یار صاحب خان صاحب عسہ	عسہ ۱۱/	امداد عام خیرات عہ
۶	۳۴ ″	″ محمد ادہمی صاحب لکھنؤ	صعہ	″		-	محترمہ خانم صاحبہ موصوف نئی دہلی عسہ/		
۷	۳۵ ″	″ سادہ بہادر عبدالحمید خان صاحب رئیس باغپت	صہ	امداد عام	۲۰	۴۸ ″	چودھری کفیل الدین صاحب مرسلہ مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپور	عمہ	امداد عام
۸	۳۶ ″	محترمہ والدہ صاحبہ عبداللطیف صاحب گیا	صہ	وظائف یتامیٰ	۲۱	۴۹ ″	محترمہ سلیمہ خاتون صاحبہ ″ ″ ″	۶/	″
۹	۳۷ ″	جناب قاضی ن بہا عبدالعزیز بادشاہ ... اکس	عہ/	امداد عام	۲۲	۵۰ ″	اہل ڈربن بتوسط قاری محمد یوسف صاحب ...	ساعہ	″
۱۰	۳۸ ″	ازجانب محمود النساء بیگم صاحبہ مرسلہ ″ ″	عہ/	″	۲۳	۵۱ ″	جناب حاجی محمد احمد صاحب باڑی دہلی	عا/	″
۱۱	۳۹ ″	ازجانب مولانا محمد عبدالجبار بادشاہ مرحوم ″ ″	عہ/	″	۲۴	۵۲ ″	محترمہ الحاجہ زاہدہ بی بی صاحبہ مرسلہ الحاج		
۱۲	۴۰ ″	جناب چودھری غلام احمد صاحب مرسلہ جناب حاجی امام الدین صاحب سلانوالی	عہ	وظائف یتامیٰ			امیر الدین احمد صاحب جون پور	عسہ	امداد عام
					۲۵	۵۳ ″	جناب الحاج محمد سعید صاحب کوتوال کانپور	عمہ	زکوٰۃ

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
۲۶	۵۴ ۱۱	محترمہ فردوس بیگم صاحبہ ہیڈ مسٹرس سنگری	عـه	امداد عام
۲۷	۵۵ //	جناب الحاج محمد شمشاد حسین صاحب علی گڑھ	عـه	//
۲۸	۵۶ //	// حاجی تجمل حسین صاحب ٹانڈہ	عـه	//
۲۹	۵۷ //	// شاہ محمد حبیب الرحمن صاحب مونگیر	عـه	//
۳۰	۵۸ //	// منشی [illegible] علی صاحب لاہور	عـه	زکوٰۃ
۳۱	۵۹ //	// حاجی محمد عبد الجلیل صاحب سہارنپور	عـٰر	امداد عام
۳۲	۶۰ //	// اسحٰق یتیمی صاحب نندور	عـه	زکوٰۃ
۳۳	۶۱ //	محترمہ میمونہ صاحبہ دختر حاجی حلیم الدین صاحب [illegible]	لعـه ۲ر	تسلیم
۳۴	۶۲ //	جناب محمد علی صاحب جوزانا پور پرفیومرز گرس کلکتہ	[illegible]	امداد عام
۳۵	۶۳ //	// مولوی محمد عبد المجید صاحب گورکھپور	لعـه	//
۳۶	۶۴ //	// محمد یوسف صاحب موضع گوٹھاؤلی	عـ	تعمیر کتب خانہ
۳۷	۶۵ //	// حافظ رحمۃ اللہ صاحب مرسلہ حکیم رمضان الحق صاحب ضلع باندہ	[illegible]	امداد عام و زکوٰۃ طلبہ
۳۸	۶۶ //	// عبد الجلیل خانصاحب [illegible] پور	[illegible]	امداد عام
۳۹	۶۷ //	// احمد خانصاحب از جانب والدہ صاحبہ قیصر جہاں بیگم صاحبہ مرحومہ بنارس	لعـه	ایصال ثواب
۴۰	۶۸ //	جناب چودھری محمد الطاف الرحمن صاحب متولی وقف عزت النساء بیگم صاحبہ مرحومہ ردولی	عـه	//
۱	۶۹ //	جناب خان بہادر شیخ رحیم بخش صاحب جالندھر	عـه	زکوٰۃ
۲	۷۰ //	محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ متولیہ وقف حاجی محمد یٰسین خانصاحب اسلام نگر	[illegible]	[illegible]
۳	۷۱ //	جناب حاجی عبد الرحیم محمد اسمٰعیل صاحبان چنیوٹ	مار	زکوٰۃ
۴	۷۲ //	// میاں مولا بخش مظہر حسین صاحبان //	عـه	//
۵	۷۳ //	// حافظ عبد السمیع حاجی عبد اللہ صاحبان کانپور	عـه	ایصال ثواب
۶	۷۴ //	// حاجی تاج الدین صاحب لاہور	عـه	امداد عام
۷	۷۵ //	// شیخ غلام محمد ابراہیم صاحبان منشی [illegible]	عـ	//

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
۴۷	۷۶ ۱۱	جناب غلام محمد صاحب لاہور	عـه	امداد عام
۴۸	۷۷ //	// حافظ خدا بخش صاحب مدرس مدرسہ تجوید القرآن امرتسر	ے ر	زکوٰۃ
۴۹	۷۸ //	جناب کپتان حاجی شہزادہ خانصاحب سانگری	عـه	//
۵۰	۷۹ //	// یوسف ایم اکبانی صاحب آدم جی [illegible]	مار	امداد عام
۵۱	۸۰ //	// رفیق احمد صاحب دہلی	عـٰر	//
۵۲	۸۱ //	// عارف الاسلام صاحب جودھپور	[illegible]	//
۵۳	۸۲ //	// صوبیدار [illegible] علی صاحب چک ۱۹ عارف والا	[illegible]	زکوٰۃ
۵۴	۸۳ //	// حاجی کریم بخش صاحب ایبٹ آباد	عـه	امداد عام
۵۵	۸۴ //	// محمد زمان صاحب مرسلہ حاجی کریم بخش صاحب //	عـ	//
۵۶	۸۵ //	// فضل الدین صاحب معرفت جناب حاجی سراج الدین صاحب امرتسر	عـه	زکوٰۃ
۵۷	۸۶ //	جناب رحیم یار خاں اسسٹنٹ کمشنر رحیم یار خاں	عـه	//
۵۸	۸۷ //	// ایم فیروز الدین صاحب امرتسر	عـ	//
۵۹	۸۸ //	// انعام عظیم صاحب الہ آباد	عـ	//
۶۰	۸۹ //	// راؤ محمد عبد الکریم خانصاحب سہارنپور	عـٰر	//
۶۱	۹۰ //	// میاں محمد بشیر صاحب کانپور	ماٰر	ایصال ثواب ماعـه امداد عام عـه
۶۲	۹۱ //	// میاں فضل حلیم صاحب //	عـه	ایصال ثواب [illegible] امداد عام [illegible]
۶۳	۹۲ //	// میاں محمد یٰسین صاحب //	[illegible]	ایصال ثواب [illegible] امداد عام [illegible]
۶۴	۹۳ //	// محمد حسن صاحب محترمہ بیگم صاحبہ موصوف //	ـه	برائے ایصال ثواب
۶۵	۹۴ //	// سردار جمال الدین یار خانصاحب، محترمہ خانم صاحبہ موصوف نئی دہلی	لعـه ۱۱ر	امداد عام
۶۶	۹۵ //	جناب محمد امین جانصاحب ابن جناب خان بہادر محمد اسلم خانصاحب میاں شاہ	عـه	//

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد	نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
۶۸	۹۶	جناب سید نثار احمد صاحب ابو بازار گورکھپور	[illegible]	زکوٰۃ بعد ایصال ثواب	۸۷	۴۹	جناب الحاج منشی محمد قاسم صاحب سہارنپور	صہ	امداد عام
۶۹	۹۷ ″	″ الحاج شاہ خلیل الرحمٰن صاحب پیر شریف	سہ	زکوٰۃ صدر ایصال ثواب	۸۸	۵۰ ″	″ محمد عبد المجید صاحب گورکھپور	صہ	زکوٰۃ
۷۰	۹۸ ″	″ حکیم احمد ابن الیاس احمد صاحب الہ آباد	عکم	ایصال ثواب	۸۹	۵۱ ″	″ سید شمس الحق صاحب جمعدار سلہٹ	صہ	امداد عام
۷۱	۹۹ ″	″ چودھری چراغ دین صاحب [illegible]	[illegible]	زکوٰۃ	۹۰	۵۲ ″	″ سردار محمد جمال الدین [illegible]	صہ	″
۷۲	۱۰۰	″ [illegible] سلام [illegible]	[illegible]	امداد عام	۹۱	۵۳ ″	″ [illegible] رحمت علی [illegible]	صہ	زکوٰۃ
۷۳	[illegible]	[illegible] علی صاحب [illegible]	[illegible]	″	۹۲	۵۴ ″	″ شاہد حلیم صاحب بتوسط میاں [illegible]		ایصال ثواب بروح سرور کونین
							[illegible]	صہ	
۷۴	۲	محترمہ بیگم صاحبہ [illegible]	[illegible]	″					
۷۵	۳ ″	″ [illegible] صاحبہ [illegible]	[illegible]	″	۹۳	۵۵ ″	″ محمد حلیم صاحب بتوسط ″	صہ	″
۷۶	۴ ″	″ قاضی نظام الدین صاحب [illegible]	[illegible]		۹۴	۵۶ ″	″ مسعود حلیم صاحب ″	صہ	″
۷۷	۵ ″	″ [illegible] حبیب اللہ خاں صاحب			۹۵	۵۷ [illegible]	جناب شیخ تسلیم احمد [illegible]	صہ	امداد عام
		[illegible]	[illegible]	زکوٰۃ	۹۶	۵۸ ″	محترمہ بیگم صاحبہ جناب [illegible]		
۷۸	۱ جلد [illegible]	جناب محمد حسین صاحب بتوسط جناب [illegible]					محمد [illegible] حسین صاحب کرنال	صہ	″
		شاہ [illegible] صاحب [illegible]	[illegible]	[illegible]	۹۷	۵۹ ″	جناب [illegible] مولوی غلام محمد [illegible] (بابت [illegible])	صہ	زکوٰۃ
۷۹	۴۰ ″	جناب مسٹر اقبال احمد صاحب [illegible]	صہ	زکوٰۃ	۹۸	۶۰ ″	ایک [illegible] خاتون صاحبہ بتوسط جناب [illegible]		
۸۰	۴۱ ″	سید قمر الدین صاحب بتوسط جناب مولوی					عزیز عالم صاحب مراد آباد	صہ	ایصال ثواب
		محمود الحسن صاحب کاندھلہ	عصہ	″	۹۹	۶۱ ″	جناب محمد حسین صاحب لائل پور	صہ	زکوٰۃ
۸۱	۴۲ ″	جناب مولوی محمود الحسن صاحب ″	صہ	″	۱۰۰	۶۲ ″	محترمہ نواب بیگم صاحبہ بیگم جناب [illegible]		
۸۲	۴۳ ″	محترمہ [illegible] صاحبہ [illegible] مولوی [illegible]	صہ	امداد عام			عبد الغنی صاحب امرتسر	صہ	″
۸۳	۴۴ ″	جناب منشی محمد عبد اللہ صاحب [illegible]	صہ	″	۱۰۱	[illegible]	محترمہ بلقیس سلطان صاحبہ بتوسط اہلیہ		
۸۴	۴۵ ″	محترمہ [illegible] خاتون صاحبہ بتوسط [illegible]					صاحبہ ماسٹر اخلاق حسین صاحب دہلی	عصہ	امداد عام
		[illegible] محمد زکریا صاحب سہارنپور	صہ	″	۱۰۲	۱۹ ″	جناب مسٹر ظفر الحسن صاحب نئی دہلی	عصہ	″
۸۵	۴۶ ″	جناب خواجہ غلام حیدر شاہ صاحب گونڈہ	صہ	″	۱۰۳	۲۰ ″	″ مسٹر سید محتشم حسین صاحب دہلی	عصہ	″
۸۶	۴۷ ″	″ سہراب خاں صاحب ٹھیکیدار ″	صہ	کتب خانہ	۱۰۴	۲۱ ″	″ مدرسہ [illegible] پورہ [illegible]		
۸۷	۴۸ ″	″ خواجہ احمد الدین فضل حق صاحبان جہلم	صہ	زکوٰۃ			جناب حاجی امام الدین صاحب سلانوالی	عصہ	مطالعہ

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد	نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
۱۰۵	۲۲ جلد ۲۴۶	جناب قادر بخش صاحب ملازم حسن صاحب سر			۱۲۶	۸۱ جلد ۲۴۶	جناب حافظ محمد خلیل صاحب ذریعہ مولوی		
		جناب حاجی امام الدین صاحب سلاور دہلی	عصر	امداد طلبہ			نذر حسین صاحب مبارکپور	عہ	زکوۃ
۱۰۶	۲۳ ”	” غلام محمد صاحب ” ”	عصر	”	۱۲۷	۸۲ ”	محمود گریست صاحب ”	”	عہ	امداد عام
۱۰۷	۲۴ ”	محترمہ والدہ صاحبہ عبدالمنعم عباسی دہلی	عصر	امداد عام	۱۲۸	۸۳ ”	حاجی [illegible] صاحب ”	”	عہ	زکوۃ
۱۰۸	۲۵ ”	ایک اہل خیر بوساطت جناب ال احمد صاحب خورجہ	عصر	”	۱۲۹	۸۴ ”	حاجی محمد صدیق صاحب ”	”	عصر	امداد عام
۱۰۹	۲۶ ”	جناب احمد شاہ صاحب بوساطت مولوی			۱۳۰	۸۵ ”	حاجی ثابت اللہ صاحب ”	”	[illegible]	”
		علی محمد صاحب اعظم گڑھ	۲۰	”	۱۳۱	۸۶ ”	مولوی فقیر اللہ صاحب ”	”	عہ	زکوۃ
۱۱۰	۲۷ ”	محترمہ اہلیہ صاحبہ محمد صادق صاحب ”	عصر	”	۱۳۲	۸۷ ”	[illegible] صاحبان ” بنارس	”	عصر	امداد عام
۱۱۱	۲۸ ”	” ” باغ علی صاحب ”	عصر	”	۱۳۳	۸۸ ”	ایک غریب مسلمان بتوسط [illegible]			
۱۱۲	۲۹ ”	” دختر صاحبہ آدم صاحب ”	عصر	”			ذریعہ مولوی ناظم حسین صاحب بنارس	[illegible]	”
۱۱۳	۳۰ ”	” اہلیہ صاحبہ [illegible] صاحب ”	عصر	”	۱۳۴	۸۹ ”	حاجی محمد [illegible] صاحب ”	”	عہ	زکوۃ
۱۱۴	۳۱ ”	جناب [illegible] علی صاحب موضع [illegible]			۱۳۵	۹۰ ”	محمد [illegible] صاحب [illegible] ”	”	[illegible]	امداد عام
		جناب حافظ رحمت اللہ صاحب سکندرآباد	عصر	”	۱۳۶	۹۱ ”	حاجی [illegible] محمد حفیظ [illegible] صاحب ”	”	عصر	ایصال ثواب
۱۱۵	۳۲ ”	” عبدالرزاق صاحب موضع [illegible] ”	عصر	”	۱۳۷	۹۲ ”	[illegible] حفیظ الرحمن صاحب ”	”	[illegible]	امداد عام
۱۱۶	۳۳ ”	” مسٹر صمصام الحق صاحب [illegible]	عصر	”	۱۳۸	۹۳ ”	[illegible] اللہ صاحب گریست ”	”	[illegible]	”
۱۱۷	رسید جلد ۹۵	” حاجی عبدالقادر صاحب ذریعہ مولوی ناظم حسین صاحب بنارس	عصر	”	۱۳۹	۹۴ ”	[illegible] صاحبان ”	”	عصر	”
۱۱۸	۴۹ ”	” حکیم محمد اسمٰعیل مولوی سعید اللہ ” ” [illegible]	عصر	زکوۃ	۱۴۰	۹۵ ”	حاجی محمد [illegible] صاحب ”	”	عصر	”
۱۱۹	۵۰ ”	” محمد یوسف صاحب ” ” ”	عصر	امداد عام	۱۴۱	۹۶ ”	محمد ایوب صاحب ”	”	عصر	زکوۃ
۱۲۰	[illegible]	” حاجی محمد شفیع حاجی محمد صدیق ” مبارکپور	عصر	زکوۃ	۱۴۲	۹۷ ”	محمد برکت اللہ خان صاحب ”	”	عصر	امداد عام
۱۲۱	۷۶ ”	” سلامت اللہ احمد علی صاحبان ” ” ”	عہ	زکوۃ عہ امداد عام عہ	۱۴۳	۹۸ ”	چھوٹک صاحب ”	”	عصر	”
۱۲۲	۷۷ ”	” حاجی رحمت اللہ عبدالمجید صاحبان ” ” ”	عہ	زکوۃ	۱۴۴	۹۹ ”	جبن صاحب ”	”	عصر	”
۱۲۳	۷۸ ”	” حافظ خدا بخش عبدالحی ” ” ”	عہ	”	۱۴۵	۱۰۰ ”	جھگن صاحب ”	”	عصر	”
۱۲۴	۷۹ ”	” عبدالخالق عبدالحق صاحبان ” ”	عہ	”	۱۴۶	۱۰۱ جلد	ایک مسلمان بتوسط جناب مولوی حاجی		
۱۲۵	۸۰ ”	” سلامت اللہ عبدالحق صاحبان ” ”	عصر	امداد عام			عنایت اللہ صاحب ذریعہ ” مبارکپور	[illegible]	امداد عام

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
۱۴۷	۲ عہ ۱۳۵۲	جناب حاجی خلیل اللہ صاحب بنارس	عہ	زکوٰۃ
۱۴۸	۳ ״	״ حاجی علی حسین صاحب ״	صہ	ایصال ثواب
۱۴۹	۴ ״	״ حافظ علی حسین صاحب ״	صہ ر	امداد عام
۱۵۰	۵ ״	״ حاجی حافظ سمیع اللہ برکت اللہ صاحبان بنارس	عہ	زکوٰۃ
۱۵۱	۶ ״	جناب حافظ شمس الضحیٰ صاحب ״	عہ	زکوٰۃ
۱۵۲	۷ ״	״ خواجہ نذیر محمد ابراہیم صاحب ״	صہ ر	امداد عام
۱۵۳	۸ ״	״ عبد الحفیظ صاحب ״	صہ ر	״
۱۵۴	۹ ״	״ محمد حسین صاحب خزانچی مدرسہ مظہر العلوم بنارس	عہ	زکوٰۃ
۱۵۵	۱۰ ״	جناب رحمت اللہ صاحب ״	صعہ	״
۱۵۶	۱۱ ״	״ حاجی عبد الرؤف محمد یعقوب صاحبان بنارس	صہ ر	״
۱۵۷	۱۲ ״	״ سردار عبد الستار و شمس الدین صاحبان بنارس	عہ	״
۱۵۸	۱۳ ״	جناب مولوی بشیر الدین صاحب ״	عہ	״
۱۵۹	۱۴ ״	״ کلن صاحب بتوسط جناب حکیم نہال الدین صاحب بنارس	عصہ ر	امداد عام
۱۶۰	۱۵ ״	محترمہ والدہ صاحبہ جناب حکیم نہال الدین صاحب بنارس	عصہ ر	״
۱۶۱	۱۶ ״	جناب مختار صاحب بتوسط جناب حکیم نہال الدین صاحب بنارس	عصہ ر	״
۱۶۲	۱۷ ״	جناب رشید الدین صاحب ״	عصہ ر	״
۱۶۳	۱۸ ״	״ سید محمد یٰسین صاحب ״	عصہ ر	״

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
۱۶۴	۱۹ عہ ۱۳۵۲	جناب عبد القادر صاحب بنارس	صہ ر	امداد عام
۱۶۵	۲۰ ״	״ قیام الدین صاحب ״	صہ ر	״
۱۶۶	۲۱ ״	״ محمد حسین الدین صاحب ״	سعہ ر	״
۱۶۷	۲۲ ״	״ مولوی حکیم نہال الدین صاحب بنارس	سے ر	״
۱۶۸	۲۳ ״	محترمہ نجمہ بی بی صاحبہ ״	سے ر	امداد عام عقیقہ
۱۶۹	۲۴ ״	جناب خان بہادر مولوی محمد نذیر صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کلکٹر بنارس	عکہ	امداد عام
۱۷۰	۲۵ ״	جناب محمد صدیق ولد عبد اللہ صاحب بنارس	عصہ ر	״
۱۷۱	۲۶ ״	״ محمد صدیق صاحب نوربافت بنارس	عصہ ر	״
۱۷۲	۲۷ ״	״ عبد الرب صاحب صدر پور	عصہ ر	״
۱۷۳	۲۸ عہ ۹۲	ایک صاحب خیر جزاہ اللہ بتوسط جناب مولوی محمد امجد اللہ صاحب کیمپر گنج	صہ ر	امداد عام
۱۷۴	۲۹ ״	ایک صاحب خیر جزاہ اللہ بتوسط ״ کیمپر گنج	صہ ر	ایصال ثواب
۱۷۵	۲۹ عہ ۹۲	جناب شیخ احمد حسن صاحب بتوسط جناب مولوی طفیل احمد صاحب رڑکی	عصہ ر	امداد عام
۱۷۶	۳۰ ״	جناب شیخ ولی محمد صاحب ״	عصہ ر	״
۱۷۷	۳۱ ״	״ ملا محمد حسین صاحب موذن ״	عصہ ر	ایصال ثواب
۱۷۸	۳۲ ״	״ شیخ محمد صدیق صاحب ״	عصہ ر	امداد عام

نمبر شمار	نمبر رسید	نام نامی	رقم	مد
۱۷۸	[illegible]	جناب حاجی ظفیر احمد صاحب رڑکی	عہ/	قیمت چرم قربانی
۱۷۹	۳۴ ″	″ شیخ عبد العزیز صاحب عرف چھا ″	عہ/	″
۱۸۰	۳۵ ″	″ بابو محمد قاسم صاحب گھڑی ساز ″	عہ/	″
۱۸۱	[illegible]	″ حکیم محمد علی صاحب وکیل	سے/	زکوٰۃ
۱۸۲	۳۹ ″	″ حکیم عظیم الدین خانصاحب جے پور	عہ/	″
۱۸۳	[illegible] ″	″ حکیم محمد علی صاحب وکیل	[illegible]	زکوٰۃ [illegible] شکرانہ [illegible]

نمبر شمار	نمبر رسید	نام نامی	رقم	مد
۱۸۴	[illegible]	جناب حکیم عظیم الدین خانصاحب جے پور	سے/	زکوٰۃ
۱۸۵	۴۵ ″	″ محترمہ اہلیہ صاحبہ حکیم عظیم الدین خانصاحب ″	عہ/	″
۱۸۶	۴۶ ″	″ محترمہ اہلیہ صاحبہ منشی محمد رضا خانصاحب تحصیلدار ریاست ٹونک	عمہ/	″
۱۸۷	۴۷ ″	″ بھاوج صاحبہ ″ ″ ″	عمہ/ ۴/	″
		آمدنی چندہ اشتراک رسالہ ماہ محرم	[illegible]	
			۳۲۴۸	

میزان کل بابت ماہ رجب المرجب ۱۳۶۲ھ [illegible]

احقر

ضیاء الدین احمد عفی عنہ

معتمد

صدر دفتر مدرسہ صولتیہ (مکہ معظمہ) دہلی قرول باغ

ترجمان القرآن

از

مولانا ابوالکلام آزاد

جلد دوم

یہ جلد اپنی نوعیت کے لحاظ سے پہلی جلد سے بھی زیادہ مہتم بالشان ہے یعنی حواشی زیادہ مفصل، دلکش اور اہم مسائل پر مشتمل ہیں، کتابت و طباعت بھی بہتر ہے چونکہ سورۂ انفال، کہف، مریم، انبیاء وغیرہ اسی میں آگئی ہیں اور مولانا کو کتابت کے جدید انتظام کے باعث جی کھول کر بحث کرنے کا موقع مل گیا ہے اس لئے کتاب اپنے رنگ میں اور علمی خصوصیت کے اعتبار سے بے نظیر ہو گئی ہے، سورۂ اعراف سے سورۂ مومنون تک، ہدیہ بلا جلد عہ، مجلد عہ۔

(ندائے حرم کا حوالہ ضرور دیں)

شیخ مبارک علی تاجر کتب۔ اندرون لوہاری دروازہ لاہور

طابع و ناشر حافظ ضیاء الدین احمد نے دلی پرنٹنگ ورکس دہلی میں چھپوا کر دفتر مدرسہ صولتیہ (مکہ معظمہ)

ندائے حرم

صدر دفتر مدرسہ صولتیہ (مکہ معظمہ) دہلی کا ماہوار رسالہ

مُرتّبہ

ادارہ صدر دفتر

جلد ۵ عدد ۹

ندائے حرم کا مقصد

١ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے اغراض و مقاصد کی اشاعت اور ان کی تکمیل کے لئے کوشش۔

٢ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے سرپرستوں اور معاونین کو اس کے اہم اور ضروری حالات سے روشناس کرنا۔

٣ مسلمانان ہند کو اسلامی دنیا کی اہم تحریکات علمی و معاشرتی جدوجہد اور علمی و فنی خدمات سے باخبر کرنا۔

ندائے حرم کا مسلک

١ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کعبہ کے زیر سایہ ایک باہمہ مرکزی تحریک ہے اس لئے مجلہ ندائے حرم مرکز اسلام کی آواز ہے

٢ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ غیور و باہمت مسلمانان ہند کی خدا کے گھر میں بہترین مشترکہ یادگار ہے اس لئے ندائے حرم کو عام اختلافی امور سے احتراز ہوگا

٣ سیاسی معاملات اور ملکی سیاست سے تعلق نہ ہوگا۔

ندائے حرم پابندیٔ وقت کے ساتھ ہر انگریزی ماہ کی ۵ تاریخ کو کم از کم ۴۰ صفحات پر شائع ہوتا ہے۔ عدم وصولی کی صورت میں ۲۵ تاریخ تک اطلاع دے کر دوسرا رسالہ طلب فرمائیں اس کے بعد دفتر معذور ہوگا ماہنامہ ندائے حرم مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے مستقل سرپرستوں اور خاص معاونین کی خدمت میں ہدیۃً پیش کیا جاتا ہے

جواب طلب امور کیلئے محصول ڈاک بھیجئے۔

سالانہ اشتراک تین روپے، فی پرچہ ۴ر بیرون ہند سے ۷ شلنگ۔

رسالہ کے متعلق تمام ضروری خط و کتابت منتظم رسالہ ندائے حرم سے ہونی چاہیئے۔

نمونہ کے لئے ۴ر کے ٹکٹ آنا ضروری ہیں۔

ترسیل زر کا پتہ

معتمد صدر دفتر مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ دہلی۔ قرولباغ


یہی وہ بیت اوّل ہے جو مرکز ہے ہدایت کا
یہی قبلہ ہے جو قبلہ نما ہے سمت وحدت کا
یہی دار الاماں ہے انقلاب دہر میں بیشک
یہی ہے مدرسہ الحق مساوات و اخوت کا
نئی عمارت کا بیرونی عکس
مرکز اسلام میں مسلمانان ہند کی مشترکہ یادگار مدرسہ صولتیہ ہندیہ مکہ معظمہ کی عمارات کے چند مناظر

الف

رمضان المبارک ۱۳۶۴ھ

ندائے حرم

از مرکزی دفتر مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ

بہ شیخ الجامعہ جامعہ ملیہ اسلامیہ جامعہ نگر (دہلی)

محترم المقام — سلام مسنون

بحمد اللہ دار العلوم حرم مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ اپنی حیثیت کے لحاظ سے تقریباً ستر سال سے مرکز اسلام میں کعبہ کے زیر سایہ مسلمانان ہند کی مذہبی حمیت و دینی شعور و احساس کی ایک زندہ مثال اور قومی یادگار ہے۔ ہندوستان کے تمام باخبر طبقوں میں اپنی مرکزی اہمیت و علمی خدمات کے لحاظ سے کسی تفصیلی تعارف کا محتاج نہیں۔

آپکے اسی مرکز عرفان کے لیے یہ مختصر عریضہ بہ ہزار توقعات کے ساتھ مکہ معظمہ سے آپکی خدمت میں بھیج رہا ہوں اسکی بنا پر میرے ساتھ تمام ارکان و کارکنان دار العلوم حرم کو اس کا پورا یقین ہے کہ یہ جذبہ ربط سطور آپکی گرانقدر توجہ کو اس عظیم الشان کار خیر کی طرف مبذول کرنے میں انشاء اللہ تعالیٰ کامیاب ثابت ہوں گی بظاہر دور کی آواز کمزور ہوتی ہے مگر اللہ کے وہ مقبول بندے جو اس سے قریب ہیں ان کے اس پیغام کے لیے انکے پاک دلوں میں کس قدر گنجائش ہے اس حقیقت کا علم صرف ان اہل بصیرت اور حمیت مندوں کا حصہ ہے جن کا خدا کے گھر سے دلی لگاؤ ہر فرق سے بے نیاز ہے۔

مرکز اسلام اور ولادتگاہ رحمۃ للعالمین میں آپ کا یہ صدقہ جاریہ اور چشمہ فیض جس سے چند سو سے زیادہ اسلامی دنیا کے شائقین علم سیراب ہو رہے ہیں اور جس کی خدمت کی سعادت ان اہم مجاہدین علم کو حاصل ہے جو دار العلوم حرم کے مختلف تعلیمی اور انتظامی شعبوں سے متعلق ہیں، اور اس پر آشوب زمانہ میں صبر و استقلال سے اپنے اس بلند مرکزی نصب العین کی طرف ثبات و پامردی کے ساتھ بڑھ رہے ہیں جو مکہ یونیورسٹی کے جلیل القدر بنیادی مقصد میں مضمر ہے، اور جس کے حصول کیلئے مکہ معظمہ سے ہندوستان تک صد سالہ مدرسہ صولتیہ (مکہ معظمہ) دہلی کی مستقل صورت میں ایک مسلسل عملی نظم قائم ہے۔ اس رابطۂ عمل کی کامیابی کا دار و مدار خداوند کریم کی تائید و اعانت کے بعد کارکنان و خادمان دار العلوم حرم کی مخلصانہ جد و جہد اور بااہمیت محسنین و معاونین کرام کی گران قدر توجہ اور عملی ہمدردی پر ہے۔

رب العزت کا شکر و احسان ہے کہ دار العلوم حرم اپنے تعمیری مقاصد سے قریب ہوتا جا رہا ہے۔ جس کا اندازہ آپکو سال رواں کے سالانہ میزانیہ (بجٹ) سے ہوگا جس کا اجمالی خاکہ اس عریضہ کے ساتھ آپ کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے،

مجلس مالی:- اس سال کارکنان دار العلوم حرم کیلئے شیخ عبداللہ عبدالکریم صاحب امین مدرسہ کی ۲۱ صفر ۱۳۶۴ھ (۴ فروری ۱۹۴۵ء) کو وفات اور ایسے دیرینہ رکن کی دائمی مفارقت ایک تشویشناک حادثہ تھا مسلمانوں میں قحط رجال ہے، مدرسہ کی امانت ایک ایسا بار ہے جس کے اٹھانے کی ہمت ہر شخص کا کام نہیں اس لیے مجلس ادارہ اور تمام کارکنان دار العلوم حرم کی متفقہ تجویز کے مطابق مدرسہ کی رقم اور مسلمانوں کی امانت امین مدرسہ کے

انتقال سے قبل ۶ صفر ۱۳۹۶ھ (۲۰ جنوری ۱۹۷۶ء) کو نیدرلینڈ ٹریڈنگ سوسائٹی (نیدرلینڈ بینک) کی شاخ جدہ میں مدرسہ صولتیہ فنڈ کے نام سے جمع کر دی گئی۔ اور شعبہ محاسبی تحویل مدرسہ کا تعلق ایک مجلس مالی کے سپرد کر دیا گیا، جس کے تین ذمہ دار ارکان ہیں (۱) ناظم مدرسہ (۲) صدر مجلس ادارہ (۳) معتمد مرکزی دفتر مدرسہ۔ تقریباً ۳۰ سال تک مالیات مدرسہ کا نظم و نسق انہی سے متعلق تھا، مگر موصوف کے انتقال کے بعد ایک مستقل مجلس کی نگرانی میں یہ نظم قائم ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان کاموں کی توفیق عطا فرمائے جو دنیا میں نیک نامی اور آخرت میں سب کی سرخ روئی کا سبب ہوں۔

نتائج عمل - سال گذشتہ سالانہ جلسہ میں صدر محترم آنریبل پیر الٰہی بخش صاحب وزیر تعلیم حکومت سندھ نے تمام تعلیمی شعبوں کے تین فارغ التحصیل و کامیاب طلبا کو اسناد تکمیل اور دستار فضیلت عطا کئے، ان کی تفصیل درج ذیل ہے، ۱ فارغ التحصیل طلبا (۱۴) ۲ تکمیل تعلیم شعبہ ثانوی (۱۱ طلبا) ۳ تکمیل تعلیم شعبہ ابتدائی (۲۵ طلبا) ۴ تکمیل تعلیم شعبہ تحفیظ (۲۷ طلبا)۔

مصارف ماہانہ - دارالعلوم حرم کے تمام شعبوں کا اوسطاً ماہانہ خرچ اور تعلیمی مصارف حسب ذیل ہیں، ۱ مشاہرات مرکزی دفتر مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ ۔۔۔ ۲ مشاہرات صدر دفتر مدرسہ دہلی ۔۔۔ ۳ مشاہرات شعبہ عالی و ثانوی ۔۔۔ ۴ مشاہرات شعبہ ابتدائی ۔۔۔ ۵ مشاہرات شعبہ تحفیظ ۔۔۔ ۶ مشاہرات شعبہ حفاظ ۔۔۔ ۷ کتب خانہ مدرسہ ۔۔۔ ۸ ملازمین و خادمین وغیرہ ۔۔۔ ۹ وظائف لیاقت ۔۔۔ ۱۰ وظائف نادار طلبا ۔۔۔ ۱۱ وظائف ایتام ۔۔۔ ۱۲ متفرقات ۔۔۔۔

سبیل کوثر یا اہل حرمین شریفین کی امداد - صدر دفتر دارالعلوم حرم صولتیہ مکہ معظمہ کے علمی فرائض میں یہ چیز داخل نہیں کہ وہ باشندگان حرمین شریفین کیلئے بھی اپیل خیر و امداد کی اپیل کرے مگر ناظم دارالعلوم صولتیہ سے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے اکثر ہندوستانی مہاجرین اور پردیسی مستحقین کی اس درخواست پر کہ اگر صدر دفتر دہلی میں حجاز مقدس کی ہوشربا گرانی کے پیش نظر غریب الوطن اور نادار مہاجرین کی امداد کا سلسلہ بھی قائم ہو جائے تو ساکنان دیار حبیب کی بر وقت دستگیری ہوگی، سالہائے گذشتہ سے یہ شعبہ صدر دفتر دہلی میں قائم ہے، خدا کا شکر و احسان ہے کہ اس نے ہم عاجز بندوں کو دارالعلوم صولتیہ کی خدمت کے ساتھ ساتھ اس نیک کام کی بھی توفیق عطا فرمائی، اکثر اہل خیر خود ان کی امداد پر آمادہ رہتے ہیں اور یہ ان کی ہی بلند حوصلگی کا نتیجہ ہے کہ رمضان ۱۳۹۵ھ سے شعبان ۱۳۹۶ھ تک اس مد میں صدر دفتر دہلی کو ۔۔۔ کی رقوم وصول ہوئی ہیں، جو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے مستحقین اور دیگر امور خیر کیلئے بھیجی جا چکی ہیں، صرف سال رواں کی کچھ رقوم باقی ہیں جن کی روانگی کا سلسلہ قانونی پابندیوں کے ساتھ جاری ہے، انشاء اللہ رفتہ رفتہ یہ بھی پہنچ جائیں گی۔

جن حضرات کو ابھی تک اس کار خیر میں شرکت کا موقع نہ ملا ہو ان کی توجہ ان سطور کے ذریعہ مبذول کرائی جاتی ہے، اپنی حسنات میں اگر اضافہ کا خیال ہو تو ان کو یاد رکھئے جو در کعبہ پر آپ کے لئے دست بدعا رہتے ہیں۔

حج بدل نفلی - اس عالم بیکسی میں ساکنان حرم محترم، مہاجرین و صلحا اور اہل علم کی خدمت کا نیک جذبہ ہو تو ایصال ثواب کیلئے ان سے حج بدل نفلی کرائیے، سالہائے گذشتہ کی طرح اس سال بھی دارالعلوم صولتیہ کے ذریعہ اس کا اطمینان بخش انتظام ہے، بحالات موجودہ ۔۔۔ سے کم میں حج بدل نفلی نہیں ہو سکتا، اس کا خاص فارم صدر دفتر دارالعلوم صولتیہ دہلی سے طلب فرما کر ۔۔۔ کی ساتھ خانہ پری کر کے ۵ شوال ۱۳۹۶ھ تک واپس بھیج دیں۔ اور ہمیں اس نیک خدمت کی انجام دہی کا موقع دیجئے۔ سال گذشتہ ہمیں مبلغ ۔۔۔ حج بدل نفلی کی ۱۲۰ درخواستوں کی ساتھ وصول ہوئے تھے، یہ فارم حج کے بعد حج کنندگان کے دستخطوں اور ارکان مجلس حج بدل کی تصدیق کے ساتھ صدر دفتر دہلی کو واپس کر دیئے جاتے ہیں۔ جو انکو حج بدل کرانے والوں کے پاس انکے اطمینان خاطر کیلئے واپس بھیج دیتا ہے۔

میزانیہ سالانہ متوقع آمدنی بابت سال تمام ۱۳۶۴ھ

نمبر شمار				نمبر شمار		
۱	امداد دوامی			۵	آمدنی بذریعہ مجالس امداد	۶۰۰۰ روپیہ
	دولت آصفیہ	۱۲۰۰ روپیہ		۶	" " کرایہ مکانات موقوفہ	۵۰۸ "
	گورنمنٹ بھوپال	۱۲۰۰ "		۷	" از ماہنامہ "ندائے حرم"	۶۰۰ "
۲	مستقل عطیات	۱۵۰۰ "		۸	" بذریعہ مرکزی دفتر مکہ معظمہ	۶۰۰۰ "
۳	آمدنی بذریعہ صدر دفتر دہلی	۵۰۸۲۳ "		۹	متفرق	۲۰۰۰ "
۴	بذریعہ اوقاف	۱۴۱۴ "			میزان	۷۱۲۴۵ "

میزانیہ مصارف سالانہ دار العلوم حرم مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ بابت سال تمام ۱۳۶۴ھ

نمبر شمار	مصرف	صدر دفتر مدرسہ دہلی	[illegible]	میزان	نمبر شمار	مصرف	صدر دفتر مدرسہ دہلی	مرکزی دفتر مکہ معظمہ	میزان
۱	مشاہرات عہدہ داران و ملازمین معہ امداد گرانی	۳۶۰۰ تخمینہ	۸۴۱۴	۱۲۰۱۴ روپیہ	۱۵	توسیع عمارات مدرسہ		۱۰۰۰	۱۰۰۰
۲	" ہیئت تعلیمیہ مع امداد گرانی		۱۹۱۰۰	۱۹۱۰۰	۱۶	تعمیر و مرمت مکانات موقوفہ بر مدرسہ		۱۳۹	۱۳۹
۳	مجلس ادارہ		۶۳	۶۳	۱۷	تاسیس دار القرآن		۲۰۰۰	۲۰۰۰
۴	وظائف لیاقت		۸۵۳	۸۵۳		تاسیس شعبۂ صنعت و حرفت و تیاری			
۵	وظائف امداد نادار طلباء		۲۴۵۰	۲۴۵۰	۱۸	عمارات دار الصنائع و الفنون		۴۰۰۰	۴۰۰۰
۶	وظائف و امداد طلباء ایتام		۸۳۲	۸۳۲	۱۹	تاسیس دار التربیت		۲۰۰۰	۲۰۰۰
۷	مدارس ملحقہ		۲۰۰۰	۲۰۰۰	۲۰	تاسیس فرقۂ کشافہ		۱۵۰۰	۱۵۰
۸	مسجد مدرسہ		۸۰۰	۸۰۰	۲۱	مصارف ماہانہ مقررہ	۸۰۰ تخمینہ	۸۰۰	۱۶۰۰
۹	دار الاقامہ		۳۴۰	۳۴۰	۲۲	مصارف اتفاقیہ و متفرقات عامہ	۲۰۱۷	۱۰۰۰	[illegible]
۱۰	کتب خانہ مدرسہ		۵۸۰	۵۸۰	۲۳	ضروریات عامہ	۳۲۵	۱۱۰۰	[illegible]
۱۱	دار المطالعہ		۱۵۰	۱۵۰	۲۴	ڈاک و مراسلت	۶۰۰	۷۳۷	۱۳۳۷
۱۲	امتحانات سالانہ و چہار ماہی		۱۸۲	۱۸۲	۲۵	نشر و اشاعت	۴۲۵	۰	۴۲۵
۱۳	جلسہ ہائے سالانہ و ختم قرآن و ختم امتحانات		۳۰۰	۳۰۰	۲۶	طباعت و کتابت و کاغذ وغیرہ	۷۰۰	۲۵۳	۹۵۳
۱۴	تعمیرات و مرمت سالانہ عمارات مدرسہ		۱۸۰۰	۱۸۰۰	۲۷	ماہنامہ "ندائے حرم"	۲۵۰۰	۰	۲۵۰۰

نمبر شمار	مصرف	صدر دفتر مکہ معظمہ	مرکزی دفتر شعبۂ تعلیم	میزان	نمبر شمار	مصرف	حصہ دفتر مدینہ دہلی	مرکزی دفتر شعبۂ تعلیم	میزان
۲۸	ایصال ثواب (ہر پنجشنبہ کے دن)	.	۳۰۰ روپے	۳۰۰ روپے	۳۱	صلۂ حسن خدمات	۴۰۰ روپے	۱۰۰ روپے	۵۰۰ روپے
۲۹	تراویح مسجد مدرسہ	.	۴۲ "	۴۲ "	۳۲	ضیافت و مہمانداری	۱۵۰ "	۳۲۰ "	۴۷۰ "
۳۰	مصارف سفر کارکنان صدر دفتر و مرکزی دفتر	۸۰۰ روپے	۱۵۰۰ روپے	۲۳۰۰ روپے	۳۳	رقم احتیاطی	۱۰۰۰ "	۲۸۰۰ "	۳۸۰۰ "
						میزان	۱۳۵۱۷ روپے	۵۰۴۴۸ روپے	۶۳۹۶۵ روپے

خاکسار محمد سلیم عفی عنہ
ناظم اعلیٰ اعزازی مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ

دار العلوم صولتیہ مکہ معظمہ کو امدادی رقوم وغیرہ بھیجنے کا آسان ذریعہ درج ذیل ہے:-
"معتمد صدر دفتر دار العلوم صولتیہ (مکہ معظمہ) دہلی۔ قرول باغ"

دار العلوم صولتیہ مکہ معظمہ مشاہیر اہل ہند کی نظر میں

(۱)- مرکز اسلام میں آپ اپنی مشترکہ قومی و علمی یادگار کے اہم حالات معلوم کرنا چاہیں تو چند مشاہیر اور اصحاب علم کے تازہ عینی مشاہدات سطور ذیل میں ملاحظہ فرمائیں -

مدرسہ مبارکہ صولتیہ کے معائنہ کا موقع ملا، انتظام بہت اچھا ہے، کام خوب ہو رہا ہے، درحقیقت مولانا محمد رحمت اللہ صاحب مرحوم و مغفور کی روحانیت کام کر رہی ہے، لہٰذا یہ مدرسہ مبارکہ آفات سے محفوظ رہے گا۔ انشاء اللہ۔

۲۲ ذی الحجہ ۱۳۶۳ھ　　　　حضرت شاہ غلام محی الدین سجادہ نشین گولڑہ شریف

(۲) مکہ معظمہ جیسے محترم شہر میں ہندی مسلمانوں کو یہ شرف حاصل ہے کہ ان کا دار العلوم تمام دنیائے اسلام کو فیض پہنچا رہا ہے، کس قدر خوش نصیبی اور فخر کی چیز ہے، اس یونیورسٹی کے فارغ التحصیل حضرات بڑے بڑے جلیل القدر مناصب پر فائز ہیں اور ... یونیورسٹی کے اور دوسرے ممالک میں مدرسہ صولتیہ کا نام روشن کر رہے ہیں، یہ مدرسہ ایسا عظیم الشان مرکز ہے کہ اس کی مثال ...

۲۸ ذی الحجہ ۱۳۶۳ھ　　　　خان بہادر حاجی وجیہ الدین صاحب (ایم۔ بی۔ اے) رئیس دہلی

(۳) ... پہلے بھی مدرسہ ... کے اس عظیم الشان کام کے کچھ نمونے دیکھے تھے، الحمد للہ اس مرتبہ بمقابلہ سابق بہت بہتر حالات میں دیکھا ... دیکھ کر بہت مسرت ہوئی کہ گوناگوں مشکلات کے باوجود ذمہ داران انتظام مدرسہ کا پائے ثبات اپنی اسی رفتار سے ترقی کی طرف جا رہا ہے۔ جس سے وہ اب سے پیشتر چل رہا تھا۔ پانچ سال کے جو پریشان کن حالات ہر قسم کے نئی کام کرنے والوں کو پیش آ رہے ہیں وہ اس مدرسہ کو بھی درپیش رہے ہیں لیکن مولانا محمد سلیم صاحب ناظم اعزازی مدرسہ کی محنت اور حسن تدبیر کو اللہ تعالیٰ نے کامیابی عطا فرمائی، کام ختم ہی نہیں ہوا بلکہ بحمد اللہ ترقی کر رہا ہے، اللہ تعالیٰ اس چشمۂ فیض کو روز افزوں ترقی کے ساتھ جاری رکھے۔ (مولانا سید غلام بھیک صاحب نیرنگ ایم۔ ایل۔ اے انبالہ)

(۴)- اس مدرسہ کی یہ خصوصیت ہے کہ بجز ہندوستانیوں کے کسی دوسرے ملک کا سرمایہ شریک نہیں ہے۔ دعا کرتا ہوں کہ یہ ایسی ترقی کرے کہ اس کا دنیا میں کوئی مقابل نہ ہو۔

۷ دسمبر ۱۹۴۳ء　　　　منشی محمد احترام علی صاحب علوی۔ رئیس کاکوری ضلع لکھنؤ۔

تار کا پتہ:۔ صولتیہ دہلی
Saulatia - Delhi

ندائے حرم

عدد ۹ مسئول ضیاء الدین احمد جلد ۵

بابت ماہ رمضان المبارک ۱۳۶۴ھ مطابق ماہ اگست ۱۹۴۵ء

صفحہ	عنوان
۲	قصور و غفور (نظم)
۳	اشرات
	رحمۃ اللعالمین
	اخلاق نبوی کے چند نمونے
۸	بصائر
	پرواز ترقی
	مشرق و مغرب کا فیصلہ کن معرکہ
	جنگ کے اخلاقی نتائج
	عورتوں کا پیدائشی حق
	بیت خلیل کا علمی سرچشمہ
۱۴	ازمنۂ وسطیٰ میں مسلمانوں کا بحری اقتدار
	عرب مشرقی یورپ میں
	چین میں عربوں کی تجارت
	چین میں عرب تاجروں کی نوآبادی
	عربوں کی صنعت جہاز سازی
	یورپ میں عربی تہذیب
۱۹	کامن ویلتھ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے سفر حج کیلئے ہدایات
۲۲	زائرین بیت اللہ سے ایک گذارش
۲۵	سفرنامہ ابن بطوطہ
۳۲	ہماری توقع
۳۳	وادیٔ خلیل کی ایک آواز
۳۵	موجِ کوثر
۳۷	سبیلِ کوثر
۳۸	صحیفۂ سعادت

قصور و غفورؒ

(نتیجۂ فکر جناب حکیم سید مسعود حسن لکھنوی (افسر مجلس طبی، ہمارا دواخانہ گلی قاسم جان دہلی) از دھنی رام روڈ۔ لاہور)

اِنَّ مِنَ البیان لسحرًا[1] ضرور ہے
کوئی سنے نہ وعظ تو کس کا قصور ہے

حسنِ عمل کی روشنی جس کو نصیب ہے
ہے کامیاب اور وہ صدرالصدور ہے

عقبیٰ بھی آج اسی کی، یہ دنیا اسی کی ہے
جس کی زباں پہ ذکرِ خدائے غفور ہے

اس کو جمالِ دوست سے قربت ہوئی نصیب
بغض و عناد و کبر سے جو دُور دُور ہے

نفسانی خواہشات جو اپنی مٹا چکا
حاصل اُسے جہاں میں قلبی سرور ہے

روشن جبیں وہی تو ہے دونوں جہان میں
جس کی جبینِ سجدہ میں تیرا ہی نور ہے

مصروفِ سجدہ جو رہے تیرے حضور میں
ظاہر میں ہی جبین وہ باطن میں طور ہے

دُنیا کے مدّ و جزر کا اُس پر اثر نہیں
مستِ مئے الست کو حاصل سرور ہے

مسعود کو جہان میں رسوا نہ کیجیو!
بندہ قصوروار ہے، مولا غفور ہے

[1] حدیث شریف۔ جس کا مطلب "شانِ تقریر سحر بیانی" ہے۔

اثرات رحمۃ اللعالمین

اخلاقِ نبوی کے چند نمونے

(۱) ایک شخص جارہا ہے، راستہ میں ایک غلام کو چکی پیستے ہوئے دیکھا، وہ رو رہا تھا، آنسو بہتے ہوئے برداشت نہ ہوسکے، پوچھا کیوں روتے ہو؟ بولا میں بیمار ہوں مگر آقا جان کا لیوا ہے اور اس حالت میں بھی کام لے رہا ہے، اگر وقت مقررہ پر آٹا تیار نہ ہوا تو وہ مجھے زدوکوب کرنے میں تامل نہ کرے گا، یہ سنتے ہی راہرو غلام کے پاس بیٹھ گیا اور چکی پیسنے لگا، یہاں تک کہ گیہوں ختم ہوگیا، نحیف وزار غلام نے حسرت کے ساتھ راہرو پر نظر ڈالی اور بولا کاش میرے آقا تم ہوتے، راہرو نے چلتے ہوئے جواب دیا۔ بھائی جب کبھی تمہیں میری ضرورت ہو فوراً بلالیا کرو۔

(البدایہ والنہایہ ابن اثیر جزری)

کیا آپ کو معلوم ہے یہ راہرو، مظلوم کا ہمدرد اور کمزور کا ساتھی کون ہے؟ یہ ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اللّٰھم صل علیہ وسلم

(۲) ایک بوڑھا غلام مدینہ کے ایک باغ کو سیراب کر رہا ہے مگر اس قدر نحیف ہے کہ کہ ہاتھ کانپ رہے ہیں، ایک شخص پاس سے گذرا کانپتے ہوئے ہاتھوں پر نظر پڑی، کوئیں پر آیا اور بوڑھے سے کہا، میں تمہاری امداد کے لئے تیار ہوں، اور جب کبھی ضرورت ہو مجھے بلالینا یہ کہہ کر یہ شخص باغ کو سیراب کرنے لگا، ڈول پر ڈول کھینچے جب دیکھا کہ باغ سیراب ہوگیا ہے، پوچھا یہ کس کا باغ ہے؟ جواب ملا ایک یہودی کا، بتلایئے بوڑھوں اور ناتوانوں کا یہ غمخوار کون ہے؟

یہ ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اللّٰھم صل علیہ وسلم۔ (تاریخ طبری)

(۳) یہ اس وقت کا ذکر ہے کہ ابوسفیان رض ایمان نہیں لائے تھے، ان کا غلام بیمار پڑا اعرب

کا کوئی پرسانِ حال نہ تھا، کیونکہ غلام تھا، ایک شخص کو اطلاع ہوئی کہ فلاں شخص بیمار ہے، نہ رہا گیا، اور عیادت کے لئے چل کھڑے ہوئے، گھر پہنچے، خندہ پیشانی کے ساتھ ترحمانہ انداز میں مزاج پرسی کی اور بیٹھ گئے، ایک گھنٹہ دو گھنٹہ، آدھی رات، نہیں تمام رات بیٹھے بیٹھے گزار دی، دلاسا دیتے رہے رات بھر کہتے رہے لا تخف، گھبراؤ نہیں جلد شفا ہو جائے گی، کیسے مبارک تھے یہ غلام جنہوں نے ایسا تیماردار پایا۔　　　　(ابن جریر طبری)

کیا آپ جانتے ہیں کہ ایک غلام کی خاطر پوری رات کی نیند قربان کرنے والا کون ہے؟ یہ ہیں

محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اللھم صل علیہ وسلم

(۴) بازار سے ایک شخص بوجھ اٹھائے گزر رہا ہے، گردن خمیدہ، پاؤں لرزاں، ہاتھوں کی جان نکلی ہوئی، مگر مصیبت کا مارا قدم بڑھا رہا ہے، کس قدر قابل رحم ہے کہ جو جسم خود اٹھائے جانے کے قابل ہے، وہ ایک بوجھ اٹھا رہا ہے، ایک صاحب پاس سے گزرے، دیکھا کہ غریب سے چلا نہیں جاتا بولے، بھائی! اب یہ بوجھ میرے سر پر رکھ دو، اور تم آرام سے چلو، دونوں ہاتھوں سے بوجھ اٹھایا اور سر پر رکھ کر گھر تک پہنچا دیا، نہ تشکر کی خواہش، نہ صلہ و انعام کی تمنا، نہ تعارف کی حاجت، کمزور کا ہاتھ بٹایا اور اپنی عالمگیر رأفت و شفقت کا ثبوت بہم پہنچا دیا۔　　　　(زاد المعاد ابن قیم)

سمجھے آپ! یہ کون صاحب ہیں جو کمزوروں کے لئے عصائے پیری اور مصیبت زدوں کے لئے پناہ گاہ ہیں، یہ ہیں

محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اللھم صل علیہ وسلم

(۵) ایک غریب اور نابینا عورت مکہ کی ایک گلی میں زمین پر پڑی ہے، جسم سے خون جاری ہے، اس کا اسباب پراگندہ پڑا ہے، اردگرد لونڈے اور اوباش کھڑے مذاق کر رہے ہیں، اتفاق سے ایک صاحب کا گزر ہوا، یہ دردناک منظر دیکھ کر اوباشوں کو نصیحت کی کہ خدا سے ڈرو، مگر اوباشوں نے آپ ہی سے مذاق شروع کر دیا، یہ صاحب خاموش ہو گئے، اور ہاتھ پکڑ کر اندھی کو اٹھایا، اس کی ایک ایک چیز جمع کی، اور سب سامان اپنے سر پر اٹھایا، اندھی کا ہاتھ پکڑا اور اس کے مکان

پر پہنچا دیا، جب سامان آ چکے تو فرمایا، آج سے ماں بازار نہ جانا، میں تمہارا سب کام روزانہ کر دیا کرونگا (سیرت ابن ہشام)

ذرا بتایئے تو یہ کون صاحب ہیں؟ جن کے دل میں سارے جہان کا درد بھرا ہوا ہے، یہ ہیں

محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اللھم صل علیہ وسلم

(۲) یہ تو مظلوم انسانوں کی داستان تھی، اب مظلوم جانوروں کی داستان بھی سن لیجئے، ایک اونٹ بیٹھا ہے جو بھوک سے نڈھال ہو رہا ہے، ایک صاحب کی نظر پڑی اور بے تاب ہو گئے، آخر اونٹ میں بھی تو جان ہے، بھوک میں اسے کیسی تکلیف ہوتی ہو گی۔ اونٹ کے مالک کا پتہ معلوم کیا اس کے گھر پر گئے، مالک سے ملے اور فرمایا اپنے جانوروں کے معاملہ میں خدا سے ڈرا، بھوکے اونٹ کی خبر لے، عجب نہیں تم پر عذاب نازل ہو جائے، جا اور اونٹ کو چارہ کھلا، وہ شخص کس طرح پیٹ بھر کر آسودہ ہوتا ہے جو اپنے جانوروں کو کچھ نہیں دیتا۔ (طبرانی)

پہچانا آپ نے، یہ صاحب کون ہیں جن کی رحمت و شفقت سے جانور بھی محروم نہیں۔ یہ ہیں

محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اللھم صل علیہ وسلم

اے رحمت عالم و عالمیان! اے پناہ گاہ مظلوماں! اے رحمۃ للعٰلمین! اے انسانوں کے دردمند و غمگسار! ایک نظر ادھر بھی کہ ساری کائنات مظلومی اور ستم رسیدگی کی زندہ تصویر ہے، کب تیری رحمت کا چھینٹا پڑے گا اور کب انسانیت کو تیری آغوش میں پناہ ملے گی۔ اللھم صل علیہ وبارک وسلم۔

عارف ضیا سلمہٗ: جناب سید حسن صاحب کانپور سے تحریر فرماتے ہیں، "میرے چھوٹے لڑکے سید ضیاء الحسن سلمہٗ کو خداوند عالم نے اپنے فضل سے ایک فرزند عطا فرمایا ہے اس خوشی میں مبلغ پانچ روپیہ روانہ خدمت ہیں مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے بچوں کو شیرینی تقسیم کرا دی جائے، تاکہ مدرسہ کے بچے بھی ہماری اس خوشی میں شریک ہو جائیں، اور بچے کے واسطے دعا کر دیں کہ خدا اپنے حفظ و امان میں رکھے، بچے کا نام عارف ضیاء رکھا گیا ہے"

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو فخر اسلاف اور خادم اسلام بنائے اور اپنے

بزرگوں کے سایۂ عاطفت میں پروان چڑھائے کس قدر مبارک جذبات کے ماتحت یہ رقم بھیجی گئی ہے سید صاحب کا یہ جذبہ کس قدر صادق اور مخلصانہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ خوشی کے موقع پر مرکزِ اسلام اور دارالعلوم صولتیہ کے معصوم طلبا کو یاد رکھنا اور ان کو اپنی خوشی میں شریک کرنا ایمانِ کامل کی بین دلیل ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو اجرِ عظیم عطا فرمائے، اور تمام مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ بھی ہر خوشی کے موقعہ پر اپنے مرکز کو یاد رکھیں۔

ظریف احمد صاحب نے پونہ سے ہمیں دس (۱۰) روپے بغرض امداد طلبائے صولتیہ دارالعلوم حرم اپنی پہلی تنخواہ روانہ فرمائے ہیں، اس کے علاوہ سو روپیہ غربائے حرمین شریفین کیلئے بھی بھیجے ہیں، آپ کی والدہ اور ہمشیرہ صاحبہ بھی حرمین مرکزی درسگاہ اپنی ایک ہندوستانی بہن فخرِ خواتین ہند صولت النسا بیگم مرحومہ کی یادگار صولتیہ دارالعلوم حرم کو ہمیشہ یاد رکھتی ہیں اور جو دھیرے سے برابر امدادی رقوم بھیجتی رہتی ہیں، ہم ظریف میاں کی ملازمت پر خود ان کو ان کی والدہ اور ہمشیرگان کو مبارکباد پیش کرتے ہیں، ملازمت کی خوشی میں پہلی تنخواہ ملنے پر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو مقدم رکھنا اور دیارِ حبیب کے مستحقین کو یاد رکھنا یقیناً نیکدلی اور جذبۂ ایمانی کا ثبوت ہے، اللہ تعالیٰ ترقی مدارج فرمائے اور مزید توفیق خیر دے۔

احساسِ حقیقت: بیگم اقبال محمد شاہ صاحب نئی دہلی سے تحریر فرماتی ہیں "چھ روپے بمد زکوٰۃ ارسال ہیں، اگر ہماری بہنیں، خواتین اسلام اپنے زیورات اور قابل زکوٰۃ ملکیت کی زکوٰۃ ادا کر دیا کریں تو اللہ تعالیٰ انہیں مزید برکت دے گا، زکوٰۃ کا صحیح مصرف میری رائے میں مدرسہ صولتیہ سے بہتر اور نہیں ہے"، یہ کتنا مبارک اور حقیقی احساس ہے دارالعلوم صولتیہ مکہ معظمہ ہندوستان کی مسلمان خواتین کی ایک بہن صولت النسا بیگم مرحومہ کی قابل فخر یادگار ہے، اس کے بقا و تحفظ کی ذمہ داری سے مسلم خواتین ہند سبکدوش نہیں ہو سکتی ہیں، کیا بیگم اقبال محمد شاہ صاحب کی محولہ بالا تحریر میں ہماری بہنوں کے لئے کوئی قابل غور چیز ہے؟ ہم اپنی بہنوں سے اس کے جواب کے متوقع ہیں، امید ہے کہ وہ اپنے عمل خیر سے اس کا جواب دیں گی۔

واللہ الموفق وبیدہ التوفیق ط (باقی برصفحہ ۴۴)

کلیدِ جنّت

یا

سفرنامہ حجاز، مصر، فلسطین، شام، عراق

جو مقامات مقدسہ کے متعدد فوٹو بلاک اور ممالک اسلامیہ کے اہم مقامات کی تصاویر سے مزین ہے۔ اس کتاب میں حج اور زیارت کے آداب، تمام ضروری معلومات اور اہم مسائل جمع کئے گئے ہیں، اور ممالک اسلامیہ عربیہ کے تاریخی، تمدنی، معاشرتی حالات اور نقشہ شامل کرکے فاضل مولف نے کتاب کو دلچسپ بنا دیا ہے، ہر عازم حج کو اس کا مطالعہ یقیناً مفید ثابت ہوگا۔ کتابت و طباعت عمدہ، کاغذ دبیز سفید چکنا، ضخامت تقریباً تین سو صفحات۔ قیمت دو روپیہ (عہ)۔ علاوہ محصول ڈاک، پتہ ذیل پر مولف سے مل سکتی ہے۔ (ندائے حرم کا حوالہ ضرور دیں)

الحاج چودھری عبدالحمید خاں صاحب حمید جنجوعہ، پی۔ سی۔ ایس (ریٹائرڈ) گوجرانوالہ۔

الحج

اسلام کے پانچ ارکان میں سے حج ایک اہم رکن ہے اور چونکہ فرض کی ادائیگی کے لئے عمر بھر میں ایک بار حج کر لینا کافی ہے اس لئے اس کے مسائل سے بہت کم واقفیت ہوتی ہے۔ کتاب "الحج" میں تمام مناسک حج ایسے صاف اور عام فہم الفاظ اور زبان میں بیان کئے گئے ہیں کہ ہر مسئلہ نہایت آسانی سے سمجھ میں آجاتا ہے، ہر مقام اور موقع کی دعائیں بھی مع اردو ترجمہ دی گئی ہیں، ہر خوش نصیب عازم حج بیت اللہ کے پاس اس کتاب کا ہونا ضروری ہے، اس کی موجودگی میں بڑی حد تک معلم سے حاجی بے نیاز ہو جاتا ہے، ہدیہ مع محصول ۱۲ر۔ (ندائے حرم کا حوالہ ضرور دیں)

ملنے کا پتہ

محمد مقتدیٰ خاں شروانی، شروانی پرنٹنگ پریس۔ علیگڈھ

بصائر

پروازِ ترقی

مشرق و مغرب کا فیصلہ کن معرکہ!

مشرق نے مغرب کی نقالی میں اچھی خاصی "ترقی" کرلی ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ "خدانخواستہ" مشرقی قوموں نے آزادی حاصل کرلی ہے یا وہ اپنی ضروریات زندگی مہیا کرنے میں مغربی ممالک کی دست نگر نہیں رہیں یا انہوں نے سائنس و حکمت میں اتنی ترقی کرلی ہے کہ ان پر مغرب کو صنعتی اور اقتصادی تفوق حاصل نہیں رہا، بلکہ اس ترقی کا مطلب یہ ہے کہ لپ اسٹک اور اونچی ایڑی کے سینڈل کا رواج عام ہوگیا ہے، سگریٹ نوشی، برج کھیلنے اور سر کے بال کٹوانے (BOBBING) کی روش خوب بہم پہنچائی گئی ہے، ملکی زبان کے بجائے انگریزی زبان پر فخر کیا جارہا ہے، قومی اور ملکی لباس پر نیم عریاں لباس کو ترجیح دی جارہی ہے۔

ہندوستان کو جانے دیجئے کہ یہاں اسلام کی ابتدا کمزوری سے ہوئی اور خاتمہ بھی تباہی پر ہوا، ذرا عراق، شام، لبنان، فلسطین اور مصر پر ایک نظر ڈالئے کہ وہاں تو اسلام اپنی اصلی شکل میں نمودار ہوا تھا اور اس نے ایک خاص زمانہ تک وحشی یورپ کی رہنمائی کی تھی، اور پھر فیصلہ کیجئے کہ کعبہ سے رومی تہذیب کی جلوہ نمائی قدرت کی ستم ظریفی نہیں تو کیا ہے؟

ایک صاحب (راما دھولال جی نے) عربی ممالک میں جب مغربی طرز کے مناظر دیکھے تو حیران رہ گئے وہ لکھتے ہیں کہ "جب میں نے شام و لبنان میں عورتوں تک کو مغربی رنگ میں دیکھا تو

"میں نے اپنے چند شامی اور لبنانی دوستوں سے خصوصاً شام کے صدر شیخ خوری اور شیخ عمادہ (جن کے والد ترکوں کے زمانہ میں شام کے گورنر رہ چکے تھے) کو اس خطرے سے آگاہ کیا، انہوں نے نہایت افسردگی سے جواب دیا کہ فرانس نے ہمارے ملک میں فرانسیسی طرز کے اسکول قائم کئے اور پھر تہذیب و تمدن کے نام پر ہماری لڑکیوں کو فیشن پرستی کا چسکا لگا کر تباہ کر ڈالا!"

(ویر بھارت لاہور ۱۰ر جون ۴۵ء)

اب تو آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ مغرب کی تباہ کاریاں کن کن راہوں سے مشرق میں پہنچ رہی ہیں؟ یہی اسکول، یہی کالج، یہی یونیورسٹیاں، یہی شفاخانے۔ مغرب کی پوری جاہلیت کو مشرق میں آنے سے کون روک سکتا ہے؟

جنگ کے اخلاقی نتائج:- جنگ کے نتیجہ میں آج کل بہت سے سوالات پیدا ہو گئے ہیں جن میں اہم ترین سوال یہ ہے کہ جب مردوں کے مقابلہ میں عورتوں کی تعداد زیادہ ہو جائے تو ان کی خانگی اور ازدواجی زندگی کا کیا انتظام ہونا چاہیے، اور جب تک ایسا انتظام نہ ہو ان مفاسد کا ازالہ کیونکر کیا جا سکتا ہے جن کا پیدا ہونا لازمی ہے۔

یورپ نے جنگ تو خوب لڑی ہے مگر اس کے جو نتائج لازمی طور پر پیدا ہوں گے ان پر قابو پانا اس کے بس میں نہیں ہے، انگلستان، امریکہ، آئرلینڈ، سویڈن، بلقان، آسٹریلیا، میں حوا کی بیٹیاں جو گل کھلائیں گی وہ یقیناً دنیا کی اخلاقی موت کے مرادف ہوگا، انسانی نسلوں کے ماہرین نے اندازہ لگایا ہے کہ آئندہ برطانیہ میں ہر پانچ لڑکیوں میں ایک لڑکی کو بغیر خاوند رہنا پڑے گا، یعنی بیس فیصدی لڑکیوں کو عفت بدست غیر ہونے کا لائسنس آزادی کے ساتھ مل جائے گا، دیکھنے میں وہ کنواری ہوں گی اور ان کا کوئی خاوند نہ ہوگا، لیکن حقیقتاً ان کو شادی شدہ عورتوں پر تفوق حاصل ہوگا، امریکہ کے متعلق کہا گیا ہے کہ ہر سات لڑکیوں میں سے ایک لڑکی تجرد کی زندگی گذارنے پر مجبور ہوگی، کیونکہ جنگ نے اس قدر مردوں کا صفایا کیا ہے کہ یورپ اور امریکہ میں مرد اور عورت کا کوئی تناسب باقی نہیں رہا، صرف امریکہ میں ۸۰ لاکھ عورتیں ایسی ہوں گی جو نکاح کے بغیر اپنی عصمت کا نفی یا اثبات میں

فیصلہ کریں گی۔ یہ خیال نہ کیجئے کہ مردوں کی کمی کے باعث جن عورتوں کو یورپ اور امریکہ میں مجبور رہنا پڑے گا واقعی ان کی زندگی تجردکی ہوگی اور انہیں مرد اور عورت کے فطری تعلقات سے، سوائے تصور کے، کوئی واسطہ نہ ہوگا، بلکہ مطلب یہ ہے کہ انہیں باضابطہ کوئی خاوند نہ ملے گا، مگر مان بننے میں انہیں کسی قسم کی دشواری پیش نہ آئے گی۔

عورتوں کا پیدائشی حق:- سویڈن کی آبادی کے سلسلہ میں ایک ماہر ڈاکٹر الپاسر ڈان کا اندازہ یہ ہے کہ وہاں ۷۵ فیصدی عورتیں چالیس سال کی عمر میں ماں بن جاتی ہوتی ہیں، اور سات یا آٹھ پیدائشوں میں ایک حرامی اور ناجائز بچہ ضرور پیدا ہوتا ہے اور ایک تازہ اطلاع کے مطابق تو آپ یہ پڑھ کر ضرور تعجب کریں گے کہ برطانیہ میں اس وقت حرامی بچوں کی پیدائش کی تعداد ۴۰ فیصدی ہے؛ اور اس پر یورپ کے ماہرین آبادی کا یہ مشورہ یقیناً سونے پر سہاگہ ہے کہ یورپ اور امریکہ میں مردوں کی کمی پورا کرنے کا بس ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ کہ سویڈن کی طرح وہاں کی عورتوں کو بھی نکاح کے بغیر بچہ پیدا کرنے کا "پیدائشی حق" حاصل ہونا چاہیئے، گویا جنگ کے صدقہ میں فسق و حرام کاری میں ایک نئی قسم کا پیوند لگے گا، اور یورپ کے نقال بول پڑیں گے کہ یہ ہے تہذیب، یہ ہے ترقی، یہ ہے روشن خیالی۔

اب یہ سوچئے کہ جب حدیث میں آتا ہے کہ زیادہ بچہ پیدا کرنے والی عورت سے شادی کرو تو ہمارے روشن خیال مارے جیلکے کس طرح زمین میں گڑ جاتے ہیں؟ اسلام نے کہا کہ لامحدود حرام کاری سے بچنے کے لئے محدود تعدد ازدواجی کو اختیار کرو تو اسلام اور اسلام کے کل نظام کو "شہوت پرستی" کی متحرک تصویر سمجھ لیا جاتا ہے؛ عورتیں مردوں سے زیادہ ہیں اس کا آخر کیا علاج؟ اسلام کہتا ہے کہ جب توفیق ایک سے زیادہ عورتوں کو عقد نکاح میں لاؤ، اور اپنے آپ کو نسلی بربادی سے بچاؤ، یورپ کہتا ہے کہ ایک سے زیادہ عورتوں سے شادی کرنا تو شہوت پرستی ہے، عفت نوازی یہ ہے کہ سرے سے شادی ہی نہ کرو، کنوارے اور کنواری بن کر زندگی گذارو، البتہ بچے پیدا کرنے میں تم آزاد ہو، منہ کالا کرو، عصمت فروشی کا بازار لگاؤ، اور کم از کم ۴۰ فیصدی حرامی بچے پیدا کرنے میں تو تم پیدا کر جاؤ۔

گزشتہ احوال و واقعات میں ہمارے لئے کس قدر عبرتیں پوشیدہ ہیں! ایک مرتبہ

غلام اور کتا: حضرت عبداللہ بن جعفرؓ اپنی زمین کو دیکھنے جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک نخلستان دیکھا، جس میں ایک حبشی غلام کام کر رہا تھا، عبداللہ بن جعفرؓ وہاں ٹھیر گئے، جب غلام کے لئے کھانا آیا تو وہاں ایک کتا بھی آ گیا، اور غلام کے قریب کھڑا ہو گیا، غلام نے ایک روٹی اسے دے دی، جب کتا اسے کھا گیا تو غلام نے اس کے آگے دوسری اور پھر تیسری روٹی بھی ڈال دی، کتا ان روٹیوں کو کھا کر سیر ہو گیا، عبداللہؓ بن جعفرؓ نے دریافت کیا کہ ہر روز تجھے کتنی روٹیاں ملتی ہیں؟ اس نے کہا جتنی آپ نے دیکھی ہیں۔

عبداللہؓ بولے جب روٹیاں صرف تین ہی تھیں تو تو نے تمام روٹیاں کتے کو کیوں کھلا دیں، غلام نے کہا، یہ کتا دور سے آیا تھا، اور بھوکا تھا اس لئے میں نے اسے محروم کرنا مناسب نہ سمجھا، اس کی ضرورت میری ضرورت پر مقدم تھی، اور میرا فرض تھا کہ اس کی ضرورت کا خیال کروں۔

عبداللہؓ نے کہا، پھر تو آج کیا کھائے گا؟ غلام نے کہا، آج کا دن بھوکا ہی گذار دوں گا،

عبداللہؓ نے غلام کا یہ حال دیکھ کر دل ہی دل میں کہا، لوگ مجھے سخی مشہور کرتے ہیں، حالانکہ یہ غلام مجھ سے کہیں زیادہ سخی ہے، خدا کی قسم ہم مسلمانوں کے لئے اگر اتنا ہی کرتے جتنا غلام نے ایک کتے کے لئے کیا ہے تو ہمیں کامیاب ہونے میں اس قدر دیر نہ لگتی۔

اس واقعہ پر ایک نظر پھر ڈال لیجئے، اور فیصلہ کیجئے کہ اس کی روشنی میں مرکزِ اسلام، مہبطِ وحی، بیتِ خلیل ارضِ حرم اور اس کی مرکزی درسگاہ کی طرف، غلام مسلمانوں کو نہیں، آزاد مسلمانوں، بھوکے مسلمانوں کو نہیں، پیٹ بھرے اور آسودہ حال مسلمانوں کو توجہ دلانا کس حد تک حق بجانب ہوگا۔

بیتِ خلیل کا علمی چشمہ: ارضِ مقدس کے ایک غلام نے اپنی ضروریات پر ایک کتے کی ضرورت کو مقدم رکھا اور عبداللہؓ بن جعفر کی فراست نے اس سے عبرت حاصل کی، آج ارضِ حرم کا مرکزی دارالعلوم صولتیہ مکہ معظمہ مسلمانوں کو توجہ دلاتا ہے کہ وہ اپنی ضروریات پر اللہ کے گھر کی ضروریات کو مقدم رکھیں، اور وادیٔ خلیل کے اس علمی سرچشمہ کو اس حد تک سیراب کر دیں کہ وہ رہتی دنیا تک خشک نہ ہونے پائے۔

اللہ کا گھر عالمِ اسلام کی پناہ گاہ اور امتِ رسول کی آخری تکیہ گاہ ہے، اس کی درسگاہ دار العلوم صولتیہ وہ علمی سرچشمہ ہے جس کی سوتیں ایک سو بہتر سال سے اُبل اُبل کر اکنافِ عالم کی علمی اور عملی کھیتی کو سیراب کر رہی ہیں، اس کی خودی اور خودداری نے کبھی گوارا نہ کیا کہ سلاطینِ اسلام کی امداد حاصل کر کے عوام کے تعاون سے بے نیاز ہو جائے، اس نے باہر کے مسلمانوں کے سامنے دستِ سوال دراز کرنے کو بھی مناسب نہ سمجھا، اس کی شان اسی میں تھی کہ ہندی مسلمان کے بل بوتے پر مرکزِ اسلام کی مرکزی یونیورسٹی بنائے اور ہندوستان کی اسلامی غیرت کی پیشانی پر داغ نہ آنے دے چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور اپنا اقتصادی اور مالی بار مسلمانانِ ہند کے دوش پر ڈالا، الحمد للہ کہ آج تک مرکزِ اسلام کا یہ بیت الحکمت دار العلوم صولتیہ مکہ معظمہ اپنی اسی پرانی وضع پر قائم ہے، اور اس نے اپنے وطن کی امداد سے اللہ کے گھر میں علم و حکمت کی روشنی کا مینار نہایت کامیابی کے ساتھ روشن کر رکھا ہے، مسلمانانِ ہند نے اس کی طرف توجہ کی اور نہ صرف توجہ بلکہ اسے کامیابی کے بہت سے مراحل طے کرائے، لیکن مرکزِ قرآن اور حضرت خلیل علیہ السلام کی عبادت گاہ کے اس علمی سرچشمہ کا دامن وسیع ہوتا جا رہا ہے، اور بانیٔ مدرسہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ تصور کہ یہ دار العلوم دنیائے اسلام کی واحد اسلامی یونیورسٹی قرار پائے، کارکنان کو مجبور کر رہا ہے کہ مسلمانانِ ہند کو اسلام کی سب سے بڑی ضرورت کی طرف توجہ دلائی جائے، اور انہیں بتایا جائے کہ دار العلوم صولتیہ کی بقا اور ترقی کے لئے ان کو سب کچھ کرنا ہے اور انہیں کے کرنے سے وہ سب کچھ ہوگا جو عالمِ اسلامی کی مرکزی یونیورسٹی کا نصب العین ہے۔ اور جس کی زندگی اسلامی روح کی زندگی ہے، ہیئتِ اجتماعیہ اسلامیہ کی زندگی ہے، مسلمانوں کے قوائے عقلی و عملی کی زندگی ہے۔

پس اے ملتِ اسلامیہ! تمہیں درِ کعبہ کی جاروب کشی پر فخر ہے، تمہیں اللہ کے گھر سے عشق ہے، تمہارا دل ارضِ حرم کے ذرہ ذرہ کے لئے بے چین ہے، تمہاری آرزو ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عبادت گاہ پر تم بھی نماز ادا کرو، اور اس بقعۂ نور پر اخلاص کے ساتھ حاضری دو، اگر یہ جذبات صادقانہ ہیں، اگر یہ امادے اور ولولے تمہاری اسلامی نفسیات کا پتہ دے رہے ہیں تو بتاؤ مرکزِ اسلام کی علمی درسگاہ دار العلوم صولتیہ مکہ معظمہ سے تمہیں کیوں لگاؤ نہیں، کب وقت آئے گا کہ تم اپنے ایثار سے، اپنی سخاوت سے، اپنی

شیفتگی اور والہانہ عقیدت سے دنیائے اسلام کی اس واحد اسلامی یونیورسٹی کو صحیح معنی میں علمی فیضان کا سرچشمہ بناؤگے؟ آخر وہ کون سا وقت ہے کہ دار کعبہ کے لئے تمہارا ہاتھ کتا دہ ہوگا، عالمگیر امن کے چارٹر تیار ہو رہے ہیں اور پچاس حکومتوں کا منشور دنیا کا دستور العمل بننے والا ہے۔ تمہارا بھی فرض ہے کہ خدا کے گھر کا ایک علمی چارٹر تیار کرو، اور ساری دنیا کو بتا دو کہ اسلامی دنیا اس چارٹر کے سوا کسی اور چارٹر کو نہیں جانتی، اللہ کے گھر کے سوا اس کا کوئی گھر نہیں، اور اس گھر کی حفاظت کے لئے ہم ہمہ تن تیار ہیں۔

مدرسہ حمیدیہ تجوید القرآن سنبھل میں زنانہ درجہ کا اضافہ

بحمدہ تعالیٰ تجوید و قرأت سے ہندوستان کے مرد تو بہت کچھ فیضیاب ہوئے اور ہو رہے ہیں لیکن عورتیں اس نعمت سے ابتک محروم تھیں، اول تو آجکل مسلمان قرآن کی تعلیم پر توجہ ہی کم کرتے ہیں تاہم خاص خاص گھرانوں میں اس کا اہتمام رکھا جاتا ہے کہ بچے قرآن ضرور پڑھ لیں مگر صحت اور تجوید کا مطلق خیال نہیں کیا جاتا اور ایسی ایسی غلطیاں ہوتی ہیں کہ معنی اور مفہوم بدلکر گنہگار ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔ لڑکیوں کے معاملہ میں خاص طور پر زیادہ لاپروائی برتی جاتی ہے، ہمیں عرصہ سے اس کا احساس تھا لیکن کوئی صورت بن نہ پڑتی تھی، خداوند تعالیٰ عز اسمہٗ کا ہزار ہزار شکر و احسان ہے کہ اس نے اس کی بھی سبیل کر دی، بندہ نے اپنے اہل خانہ کو تجوید و قرأت کی باقاعدہ تعلیم دی اور مدرسہ حمیدیہ تجوید القرآن سنبھل میں زنانہ درجہ کا اضافہ کرکے یہ خدمت اپنی رفیقۂ حیات کے سپرد کر دی ہے، بحمدہ تعالیٰ اس وقت کافی بچیاں زیر تعلیم ہیں۔ معاونین کرام مدرسہ ہذا کی خدمت میں مزید توجہ و اعانت کی درخواست کی جاتی ہے، تاکہ ہمیں حصول مقصد میں کامیابی ہو، واللہ الموفق۔

بندہ قاری محمد حمید الدین عفی عنہ ناظم مدرسہ حمیدیہ تجوید القرآن محلہ میاں سرائے
سنبھل ضلع مراد آباد

ازمنہ وسطیٰ میں مسلمانوں کا بحری اقتدار

ایک مصری عالم کا بصیرت افروز مقالہ

(ترجمہ خصوصی برائے ندائے حرم)

(۱)

چونکہ بحری تفوق کو ہمیشہ حکمرانی کی کلید اور مدنی وتہذیبی ترقیوں کی اساس سمجھا گیا ہے اور آج بھی بحری طاقت پر بین الاقوامی رقابتوں کا انحصار ہے، اس لئے امید ہے کہ ذیل کا پُراز معلومات مضمون علمی حلقوں میں دلچسپی کے ساتھ پڑھا جائے گا، اور اس بات کا اندازہ لگانے میں مدد دے گا کہ مسلمانوں کے عروج وزوال کی ابتداء اور انتہا کیا ہے اور جس چیز کا نام اسلام ہے اسے پہلے کیا سمجھا گیا تھا اور اب اس کی تشریح کے اجزاء ترکیبی کیا ہیں؟ (مدیر)

ابتداء میں جب عربوں نے عملی سیاست کا سبق پڑھا اور روم اور فارس کو فتح کرکے شمالی افریقہ کے سواحل پر قدم جمائے تو ان کی نقل وحرکت کا سب سے بڑا ذریعہ اونٹ اور گھوڑوں کی سواری تھی، وہ ان ہی کے ذریعہ بڑے بڑے صحرا عبور کرتے، بڑی بڑی قوموں کو مغلوب کرتے اور دور دراز ممالک سے تعلقات پیدا کیا کرتے تھے، مصر سے حجاز کا راستہ صرف دس روز میں طے کرنا ان کا تجارتی معمول تھا، عرب خاص اصیل گھوڑوں کی پرورش کرتے بلکہ ان کے حسب ونسب تک کا خیال کرتے تھے۔

عربوں کا عزم سیاحت:- عربوں میں قبل از اسلام سواریوں کا رواج نہ تھا، اراضی حرم اور بلقان میں ان کے استعمال کا ثبوت ملتا ہے، مگر وہ بھی اس وقت جب ترکوں نے ان ممالک کو فتح کیا، اور وہاں نقل وحرکت کے لئے سواریوں کو عام رواج دیا، آٹھویں صدی ہجری میں مشہور سیاح ابن بطوطہ نے ان سواریوں کو دیکھا تھا، اس کا بیان

ہے کہ چار پہیّوں کی سواریوں کو دو گھوڑے کھینچتے ہیں اور اونٹ اور گائے کو بھی اس مقصد کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

عربوں نے تجارت اور سیاحت کیلئے مختلف راستے اختیار کئے۔ ان راستوں کے متعلق عرب جغرافیہ نویسوں نے بہت سی قیمتی معلومات بہم پہنچائی ہیں، انہوں نے ان شہروں اور ملکوں کے پتے بھی بتائے ہیں جو مختلف راستوں پر مختلف فاصلوں سے واقع ہیں۔ اس موضوع پر ان کی تصانیف بے شمار ہیں، کتاب المسالک والممالک، کتاب الخراج اور کتاب مسالک البرید کو بطور مثال پیش کیا جا سکتا ہے۔

عرب مشرقی یورپ میں عہد عباسی میں عربوں کے تجارتی مرکز خلیج فارس کے سواحل یعنی دجلہ، بصرہ اور سیراف تھے، یہ لوگ چین اور ہندوستان میں موتیوں کی تجارت کرتے اور وہاں سے تجارت کا ضروری سامان خرید کر واپس ہوتے اور ان تجارتی مرکزوں میں کچھ روز قیام کرکے پھر اپنا سفر جاری کر دیتے، ان کے جہاز یہاں سے روانہ ہو کر مسقط کی راہ سے خلیج عمان میں لنگر انداز ہوتے، اور اپنے طویل سفر کے لئے خوراک پانی وغیرہ مہیا کرتے، سندھ میں پہنچ کر وہ عطر، ادویات، ہاتھی دانت، قیمتی لکڑیاں اور بیش قیمت پتھر خریدتے تھے۔

مشہور سیاح مقدسی اپنے سفرنامہ میں سندھ کی نسبت لکھتا ہے کہ یہ خطہ سونے کی کان اور نفع بخش تجارت کا مرکز ہے یہاں سے عرب تاجر مصنوعات خرید کر مالابار کے ساحل پر لنگر انداز ہوتے اور پھر جزیرہ ہند اور جزیرہ سیلون کے درمیان سے گذر کر سراندیپ میں وارد ہوتے اور وہاں سے ارض بلقان اور مشرقی یورپ کیلئے یاقوت وغیرہ پتھر خرید کر یورپ کیلئے روانہ ہو جاتے۔

چین میں عربوں کی تجارت - عربوں کا سفر اگر سراندیپ سے شروع ہوتا تو وہ مشرقی جزائر ہند کو عبور کرتے ہوئے جاوا، سماٹرا، کی طرف روانہ ہو جاتے اور وہاں سے اون کافور، عود ہندی اور قرنفل (لونگ) کی خریداری کرتے اور پھر سیدھے چین کو روانہ ہو کر شہر خانفو پہنچتے تھے، سلیمان تاجر جس نے چھٹی صدی کے وسط میں متعدد بار ان راستوں سے سفر کیا ہے خانفو کی نسبت لکھتا ہے کہ وہ چین اور عرب کی تجارت کا مرکز ہے، عرب چین سے مٹی کے برتن اور ریشم خرید کر واپس ہوتے تھے۔

ابن بطوطہ نے شہر خانفو کے سلسلہ میں اپنے سفرنامہ میں جو کچھ لکھا ہے اس کا مشاہدہ آج بھی کیا جاسکتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ جب کوئی جہاز ساحل پر لنگرانداز ہوتا ہے تو چنگی کے افسر مسافروں کی جامہ تلاشی کے بعد سامان کی تلاشی بھی لیتے ہیں، دستور یہ ہے ... کہ ساحل چین سے جہازوں کی روانگی کے وقت چنگی افسر جہاز پر چڑھ کر مسافروں کے نام لکھتے ہیں اور پھر انہیں پروانہ راہداری دیدیتے ہیں۔ جب جہاز واپس آتا ہے، تو یہی افسر پھر جہاز پر جاتے ہیں اور ہر شخص کو اپنی سابقہ فہرست کے مطابق تلاش کرتے ہیں۔ اگر کوئی شخص گم ہو تو جہاز کے مالک سے بازپرس کی جاتی ہے۔ اگر اس نے کوئی وجہ پیش کی کہ فلاں مسافر مرگیا یا ڈوب گیا تو خیر ورنہ اسے سخت سزا دی جاتی ہے۔ پھر یہ افسر جہاز کے سامان کی فہرست بناتے ہیں اور لوگوں کو مع سامان باہر نکال دیتے ہیں اگر انہیں جہاز میں کوئی ایسا سامان نظر آیا جو درج نہیں کرایا گیا تو جہاز کا کل سامان بحق حکومت ضبط کرلیا جاتا ہے۔ ابن بطوطہ کہتا ہے کہ حکومت کا یہ انتظام غیر منصفانہ ہے اسی لئے جب عرب سواحل چین پر لنگرانداز ہوتے ہیں تو اپنے کل سامان کی ایک مکمل فہرست افسر چنگی کے حوالے کردیتے ہیں، تاکہ ان کا سامان ضبطی سے محفوظ رہے۔"

چین میں عرب تاجروں کی نوآبادی: چین کے ساتھ عرب کے تاجروں کا جو تعلق ہے اس کا ثبوت اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ خانفو میں اب تک مسلمانوں کی ایک نوآبادی موجود ہے، ان کے اثر و رسوخ کا یہ نتیجہ ہے کہ انہیں حکومت کی طرف سے مذہبی اور عدالتی آزادی حاصل ہے، سلیمان تاجر کا بیان ہے کہ خانفو کے عرب تاجروں کے لئے حکومت کی طرف سے ایک عالم دین مقرر ہے، جو ان کے مذہبی اور دینی امور کا انصرام کرتا ہے، مسلمانوں کو عیدین کی نماز پڑھاتا ہے، انہیں وعظ و تلقین کرتا ہے، اور سلطان المسلمین کے لئے خلوص کے ساتھ دعا مانگتا ہے۔

عربوں کی تجارت صرف خانفو تک ہی محدود نہ تھی، بلکہ چین کے داخلی مقامات میں بھی انہیں خاص اثر و نفوذ حاصل تھا، چنانچہ بعض عرب تاجر اور ان کے جہاز شمالی سمندروں کو بھی عبور کرتے رہے

اور کوئی تعجب نہیں کہ وہ جاپان اور کوریا کے اطراف میں بھی پہنچے ہوں۔

خشکی کے راستے:- عربوں کا دوسرا بحری راستہ وہ تھا جس کا مرکز عدن ہے، یہاں سے جہاز بلادِ حبش کے ساحل زیلع تک اور زیلع سے بلادِ سفالہ اور مدغاسکر جسے اس زمانہ میں جزائر واق واق کہتے تھے، سفر کر سکتے تھے، تیسرا راستہ بحرِ روم کا تھا، اس راستہ سے عربوں کی تجارت کو خاص فروغ حاصل ہوا، عرب تاجر مشرق سے مغرب کو تجارتی سامان لے کر چلتے اور اسے یورپ کے داخلی مقامات تک پہنچاتے۔

یہ تو وہ بحری راستے تھے جو مدتوں عربوں کی جولانگاہ رہے، رہے خشکی کے راستے تو عرب قرنہا قرن سے اس میدان کے شہسوار تھے، ان کے قافلے پہاڑوں اور صحراؤں کو عبور کرتے اور اونٹوں کے ذریعہ تجارتی سامان دور دراز مقامات پر پہنچاتا، چین اور ہندوستان تک پہنچنے کے لئے جو خشکی کے راستے تھے، عرب ان سے خوب واقف تھے، لیکن بحری راستوں کی طرح بری راستوں میں آسانیاں نہ تھیں، ہندوستان کے راستے میں پہاڑ حائل ہیں اور چین کا راستہ قزاقوں اور لٹیروں کی وجہ سے مخدوش تھا۔

عربوں کی صنعتِ جہاز سازی:- خشکی کا اہم راستہ یورپ کا راستہ تھا، جو وسط ایشیاء روس اور سواحل بالٹک تک چلا گیا تھا اور اس کی ایک شاخ روم کو بھی جاتی تھی، اور پھر افریقہ کا وہ راستہ بھی جو اس کے نصف حصہ کو مشرق سے غرب تک اور شمال سے جنوب تک قطع کرتا ہے۔

ایک مصنف مسعودی کا بیان ہے کہ عربوں کو فن جہاز سازی میں ید طولیٰ حاصل تھا۔ ان کے جہاز چین روم اور ہندوستان کے جہازوں پر بلحاظ وسعت اور پائیداری کے فوقیت رکھتے تھے، وہ اپنے جہازوں پر ایسا مصالحہ لگاتے تھے کہ سمندر کا پانی اثر نہ کر سکے، ان کے جو جہاز بحرِ روم میں شناوری کرتے تھے ان میں خاص قسم کی کیلیں استعمال کی جاتی تھیں۔

ہم اس بات کا اندازہ نہیں لگا سکتے کہ ان کے جہازوں کی رفتار کیا تھی، کیونکہ ان کی رفتار

انحصار ہواؤں کی رفتار پر تھا، نیز جہازوں کی رفتار اُن کے حجم، ان کے اسباب، ان کے راستوں، ہواؤں اور بحری موجوں کو بڑا دخل تھا، اس لئے ہم نہیں بتا سکتے کہ وہ کتنے عرصہ میں کس قدر مسافت طے کیا کرتے تھے۔

عربوں نے یورپ کے سفر کے لئے جو راستے منتخب کر رکھے تھے

یورپ میں عربی تہذیب اُن کی قدامت ان عربی سکوں سے ثابت ہے جو فن لینڈ روس، ناروے وغیرہ ممالک میں پائے گئے ہیں، ممکن ہے کہ عربوں کو ان ممالک میں داخل ہونے کا موقع نہ ملا ہو لیکن یہ بات کسی قدر یقین کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ عربوں نے بلغاریہ کے اس خطہ کو ضرور عبور کیا ہوگا، جو نہر والگا کے درمیان واقع ہے اور اس امر پر یقین کرنے کے لئے بھی کافی وجوہ ہیں کہ عربوں کی تجارت اور ان کی تہذیب و عمران کے آثار یورپ کے انتہائی گوشوں تک پھیل چکے تھے اور ان اثرات ہی کا یہ نتیجہ تھا کہ عربی سکوں کو ہر جگہ پھیلنے کا موقع ملا۔

افریقہ میں عربوں کی آمد و رفت کے تین راستے بہت اہم تھے، پہلا[۱] راستہ شمال کا ہے جو مصر سے الجزائر، مراکش، اور اسپین کو چلا جاتا ہے، ان راستوں سے اُن تمام مصنوعات کی تجارت ہوتی تھی جو غربی اور شرقی عالم اسلامی کے لئے ضروری تھیں

دوسرا[۲] راستہ مشرقی ہے جو مصر سے بلاد نوبہ اور سوڈان کو جاتا ہے، تیسرا[۳] راستہ غربی ہے جو مشرق اقصیٰ اور مراکش سے صحراؤں کو قطع کرتا ہوا بلاد نیجر اور وسط افریقہ کو چلتا ہے، مصر کے تجار اور شمالی افریقہ کے سوداگران طویل سفروں کو مہینوں تک جاری رکھتے پھر کہیں جا کر وسط افریقہ میں پہنچتے اور جب لوٹتے تو قیمتی ساز و سامان سے لدے ہوئے اونٹ ان کے ہمراہ ہوتے، اور وہ سونا اور ہاتھی دانت اپنے ساتھ لاتے اور بے شمار روپیہ پیدا کرتے تھے۔ (باقی)

ہلالِ رمضان

دہلی میں بروز پنجشنبہ مطابق ۹ اگست ۱۹۴۵ء رویت ہلال ہوئی، پہلا روزہ جمعہ کو رکھا گیا۔

گورنمنٹ آف انڈیا
کامن ویلتھ ریلیشن ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے

عازمانِ حج کو بحری سفر کی اجازت حاصل کرنے کیلئے ہدایات

۱ آئندہ حج کے لئے عزم رکھنے والوں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ آنے والے حج کے تمام اخراجات بشمول زیارت مدینہ کا عارضی تخمینہ مطابق ذیل ہو گا۔

	روپیہ	آنہ	پائی
ڈک پر سفر کرنے والے حاجی جو حجاز میں اونٹ پر سفر کریں گے	۱۸۰۰	۰	۰
ڈک پر سفر کرنے والے حاجی جو حجاز میں بس پر سفر کریں گے	۲۴۰۰	۰	۰
فرسٹ کلاس کے حاجی جو بذریعہ بس حجاز میں سفر کریں گے۔	۳۴۵۰	۰	۰

۲ ایک سال سے کم کے بچوں کا کوئی معاوضہ نہ لیا جائیگا، مگر ایک سال سے دس سال تک عمر کے بچوں کے اسٹیمر کا نصف کرایہ اور کھانے کے اخراجات ادا کرنے ہوں گے، اسٹیمر کا کرایہ ابھی تک طے نہیں پایا ہے اور اس کی اطلاع حاجیوں کو بعد میں دے دی جائے گی۔ سال گذشتہ اسٹیمر کا کرایہ معہ اخراجات طعام فرسٹ کلاس اور ڈک کا علی الترتیب ۸۵۰، روپیہ اور ۲۴۶ روپیہ تھا پانچ سال سے کم عمر کے بچوں کو معلم ڈیوز (فیس معلم) اور سواری کے اخراجات کی ادائیگی سے مستثنیٰ قرار دیا جائے گا، مگر پانچ سال اور دس کی درمیان عمر والے نصف اخراجات ادا کریں گے۔

۳ - عازمانِ حج بحری سفر کی اجازت کے لئے افسر حج بکنگ آفس نئی دہلی کو بذریعہ رجسٹرڈ پوسٹ

مقررہ فارم جس کی کاپیاں پورٹ اینڈ پراونشل حج کمیٹی اور حج بکنگ آفیسر نئی دہلی سے مل سکتی ہیں درخواست دیں۔ جو درخواستیں مقررہ فارم پر نہ بھیجی جائیں گی مگر جس میں حسب ذیل تفصیلات درج ہونگی انکو قبول کر لیا جائے گا۔

(۱) نام بلاک لیٹرز میں، یعنی خوش خط

(۲) والد یا شوہر کا نام (ایک سال سے کم عمر کے بچے کی صورت میں، ماں یا بچے کی دیکھ بھال کرنے والے کا نام)۔

(۳) عمر۔

(۴) صوبہ یا ریاست، ملک، جہاں پیدا ہوئے۔

(۵) مکمل مستقل پتہ۔

(۶) وہاں کا مکمل پتہ جہاں درخواست گذار چاہتا ہے کہ اس کا رجسٹریشن کارڈ بھیجا جائے۔

(۷) فرسٹ کلاس یا ڈک کلاس کے ٹکٹ آمد و رفت میں کون سا مطلوب ہے۔

(۸) اگر فرسٹ کلاس میں جگہ نہ مل سکے تو کیا آپ ڈک پر سفر کرنے کے لئے تیار ہیں۔

(۹) اگر آپ دوسرے ساتھیوں کے ہمراہ سفر کرنا چاہتے ہیں تو براہ مہربانی مطلع کیجئے کہ اگر آپ کے دوسرے ساتھیوں کو سفر کی اجازت نہ مل سکی تو آپ اکیلے جانے پر آمادہ ہیں؟

(۱۰) سفر کی رقم جو بذریعہ منی آرڈر یا بنک ڈرافٹ روانہ کی گئی۔

(۱۱) نمبر اور رسید کی تاریخ، جو بنک ڈرافٹ پر درج ہو۔

(۱۲) پوسٹ آفس یا بنک کا نام جہاں سے منی آرڈر یا بنک ڈرافٹ حج بکنگ افسر کو روانہ کیا گیا۔

(۱۳) درخواست بھیجنے کی تاریخ۔

(۱۴) درخواست گذار کے قانونی ورثاء کا نام و پتہ۔

(۱۵) درخواست گذار... کے دستخط یا انگوٹھے کا نشان۔

۴۔ مشترکہ درخواستیں بھی جلد دینی ہوا جس کی درخواستیں علیحدہ فارم پر بھی ایک سال سے کم عمر کا بچہ بھی پورا زائر تصور ہوگا۔ احساس کیجئے

علیحدہ درخواست دینی چاہیئے، درخواست کنندہ کو جدہ کیلئے محکمہ حفظانِ صحت کشتی کا کرایہ اور کامران قرنطینہ کی فیس وغیرہ بذریعہ منی آرڈر بھیجنی چاہیئے۔

بالغ اور سات سال سے زائد عمر کے بچوں کے لئے ۹۳ روپیہ دس آنہ، سات سال اور ایک سال کے درمیان عمر کے بچوں کے لئے پانچ روپیہ دو آنہ، ایک سال سے کم عمر کے بچوں کی درخواست بلا کسی رقم کے آنی لازمی ہے، درخواستیں جو پڑھی نہ جاسکیں اور جن کی مذکورہ بالا رقوم نہ بھیجی گئی ہوں ان پر کسی حالت میں بھی غور نہیں کیا جائے گا، حج بکنگ افسر صاحب درجہ اول اور عرشہ کے مخصوص (ریزرو) کرنے کا فیصلہ درخواستوں کے موصول ہونے کی ترتیب اور منظور شدہ تعداد برائے برطانوی ہند صوبجات اور دیسی ریاستوں کے مطابق کریں گے۔

غیر ملکی باشندگان کو اپنے ممالک کے نمائندگان کو درخواستیں بھیجنی چاہیئں۔

جن لوگوں کی درخواستیں منظور ہو جائیں گی حج بکنگ افسر صاحب انہیں ریزرویشن کارڈ بھیج دیں گے اس سلسلہ میں حج بکنگ افسر صاحب کا فیصلہ قطعی ہوگا، جہاز کے ٹکٹ ان لوگوں کو جاری کئے جائیں گے جن کے پاس ریزرویشن کارڈ ہوں گے، اور یہ ریزرویشن کارڈ جہاز کا ٹکٹ خریدنے کے وقت پیش کرنا ہوگا۔

۵۔ جن اصحاب کو یہ ریزرویشن کارڈ نہ پہنچیں ان کو چاہیئے کہ وہ اپنے مقامات سے بندرگاہ کو روانہ نہ ہوں کیونکہ ان کی روانگی کی ذمہ داری نہیں لی جاتی، جن اصحاب کی درخواستیں نامنظور ہو جائیں گی ان کو رقم حج کے موسم کے بعد بذریعہ منی آرڈر بعد وضع منی آرڈر کمیشن واپس کی جائیں گی، جن اصحاب کو ریزرویشن کارڈ مل جاویں ان کو اس بندرگاہ پر جو کارڈ میں درج ہوگی اس تاریخ تک جو کارڈ میں درج کی گئی ہو پہنچ جانا چاہیئے۔

۶۔ جن اصحاب کی درخواستیں منظور ہو جاویں گی ان کو ریزرویشن کارڈ کے ہمراہ پمفلٹ (کتابچہ) جس میں مکمل ہدایات ہوں گی بھیجا جائے گا۔

زائرین بیت اللہ سے ایک گذارش

اور عازمان حج کے لئے مفید مشورہ

ہر سال ہندوستان سے عازمین حج کی ایک کافی تعداد ارض حرم پہنچتی ہے ایام حج کی مصروفیت وقت کی تنگی اور مشاغل حج، یہ تمام اسباب ایسے موانع ہیں جن پر بلند ہمت و باذوق اور علم دوست حضرات ہی قابو پاکر دارالعلوم صولتیہ تک پہنچنے کا وقت نکال سکتے ہیں، اور جب تک بالقصد ارادہ نہ کیا جائے ہنگامی مجبوریاں سدِ راہ رہتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر سال ہندوستانی حجاج کرام کی ایک بڑی تعداد دارالعلوم حرم کو بچشم خود نہیں دیکھ سکتی۔

سعادت ابدی حاضری حرم محترم اور حج بیت اللہ کا شرف اس سال آپ کو نصیب فرمائے تو اپنے اس مقدس سفر کی مبارک غرض وغایت میں یہ امر بھی ملحوظ خاطر رہے کہ ارض مقدس میں اپنی اس علمی مشترکہ یادگار کو ایک نظر دیکھ لیں، سننے اور دیکھنے میں جو فرق ہے اس کا اندازہ اس وقت آپ خود کرلیں گے کہ بہتر سال سے خدا کے گھر میں جو علمی اور مذہبی کام ہو رہا ہے وہ موجودہ حالت میں کس حوصلہ پرور دور سے گذر رہا ہے، اور آئندہ اس میں کہاں تک ترقی کی استعداد اور قوت موجود ہے، یہ ایک پیغام ہے جسے سننا اور اس پر توجہ فرمانا آپ کا قومی فرض ہے۔

سالہا شد کز برائے یک نگاہ　　　انتظارت می کشم در کوئے تو

اگر آپ عازم حج ہیں تو سطور ذیل پر ایک نظر ڈال لیجئے، بہت ممکن ہے کہ ان میں آپ کے لئے کوئی بہتر اور مفید بات پیش کی گئی ہو، جو اس مبارک سفر میں آپ کے سکون ودلجمعی کا باعث ہو۔

۱۔ خدا کے عزیز مہمان مکہ معظمہ میں حسب سابق کارکنانِ مرکزی دفتر دارالعلوم صولتیہ سے ہر وقت مفید مشورہ اور ممکن امداد حاصل کرسکتے ہیں۔

۲ - اس مبارک سفر میں احباب و اعزہ کے پرمسرت خطوط پورے اہتمام و احتیاط کے ساتھ قابل اطمینان صورت سے مکہ معظمہ، مدینہ منورہ اور جدہ میں ملنے کا ذریعہ یہی ہو سکتا ہے کہ آپ اپنی ڈاک مرکزی دفتر مدرسہ صولتیہ ہندیہ، پوسٹ بکس نمبر ۱۱۴، مکہ معظمہ کے توسط سے منگائیے، زائرین بیت اللہ کی اس خدمت کو سالہا سال سے ایک اہم فرض سمجھ کے ادا کیا جاتا ہے، مزید سہولت کیلئے یہ صورت بھی ہو سکتی ہے کہ آپ کے متعلقین و اعزہ آپ کے نام کے خطوط صدر دفتر دہلی کو بھیجتے رہیں، جو آپ کو بروقت مرکزی دفتر مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے ذریعہ ملتے رہیں گے، بحالت جنگ اس امر کا لحاظ رکھنا چاہیے کہ یہ خطوط مختصر ہوں، باریک کاغذ پر دونوں طرف لکھے گئے ہوں، اور صرف دریافت خیریت و خانگی حالات پر مشتمل ہوں۔

۳ - حجاز مقدس پہنچنے کے بعد آپ کی دلی خواہش ہوگی کہ آپ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے غربا اور مستحقین کی حسب استطاعت امداد کریں اس لئے اگر آپ کو حرمین شریفین کے صحیح مستحقین، پردہ نشین غریب بیوگان اور بیکس یتیموں کی تلاش ہو تو کارکنان مرکزی دفتر مدرسہ آپ کی مکمل رہنمائی کرینگے، اور آپ اپنے ہاتھ سے ان بے یار و مددگار مستحقین کی امداد کر کے ان کی سچی دعائیں حاصل کر سکیں گے۔

۴ - دارالعلوم حرم مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ حجاز میں ہندوستان کے مسلمانوں کا واحد قومی ادارہ ہے اس لئے بانی مدرسہ مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد رحمت اللہ صاحب کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ کے عہد مبارک سے ہندوستانی حجاج کی رقوم بمد امانت مدرسہ میں رکھنے کا دستور چلا آ رہا ہے، اس غیر ملک میں رقم کا تحفظ اور اس کی طرف سے بے فکری ایک اہم چیز ہے، مکہ معظمہ پہنچنے کے بعد سب سے پہلے آپ اپنی رقم کو مرکزی دفتر مدرسہ میں محفوظ کر کے رسید امانت حاصل کر لیجئے، اور دفتر کے اوقات میں جس وقت آپ کو ضرورت ہو اپنی امانت میں سے بقدر ضرورت لیتے رہیئے۔

۵ - حج کے زمانے میں مرکزی دفتر کا وقت درج ذیل ہے۔

۳ بجے مکہ معظمہ کے وقت سے (طلوع آفتاب سے اندازاً تین گھنٹے بعد) ۱۰ بجے تک (غروب آفتاب سے دو گھنٹہ قبل)

۶ - اس مقدس سفر میں تفصیلی حالات اور صحیح مسائل حج کے لئے کتاب "حقیقت حج" قیمت عار

علاوہ محصول ڈاک، صدر دفتر مدرسہ صولتیہ (مکہ معظمہ) دہلی قرولباغ سے یا منیجر صاحب آرمی پریس دہلی سے، کتاب "الحج" قیمت ۱۲/ مع محصول ڈاک، شروانی پرنٹنگ پریس علی گڈھ سے، کتاب "کلید جنت" محلہ چودھری عبدالحمید صاحب جنجوعہ بی سی ایس (ریٹائرڈ) گوجرانوالہ سے، "دعا طواف کعبہ" بلا قیمت حاجی محمد احمد صاحب مالک بخشی کمپنی کولوٹولہ اسٹریٹ کلکتہ سے، اور "طواف کعبہ کی دعائیں" حاجی شیخ محمد شریف صاحب تاجر چرم محلہ پورانیکا سیالکوٹ سے ایک آنہ محصول ڈاک بھیجکر طلب فرمائیں۔ یہ کتابیں آپ کیلئے مفید اور رہبر سفر ثابت ہوں گی۔

انتقال پر ملال

یہ خبر دارالعلوم صولتیہ کے معاونین میں دلی رنج و ملال کے ساتھ پڑھی جائیگی کہ ۱۱ر شعبان المعظم ۱۳۹۶ھ کو دارالعلوم صولتیہ مکہ معظمہ کے مخلص قدیم جناب حاجی مان خاں صاحب رئیس کشتی کا انتقال ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون ط

مرحوم کو دارالعلوم صولتیہ مکہ معظمہ سے دلی تعلق تھا، اس کی فلاح و ترقی کی فکر آپ کو ہمیشہ بیچین رکھتی تھی، مختلف ذرائع سے آپ اعانت فرماتے اور نئے نئے طریقے امداد کے سوچتے رہتے تھے، ندائے حرم کی توسیع اشاعت میں بھی آپ نے خاص حصہ لیا تھا، مدرسہ کا کوئی نمائندہ آپ کے پاس پہنچ جاتا تو اسکی رہنمائی اور مفید مشوروں سے کبھی دریغ نہ فرماتے، بلکہ قیام و طعام کا بندوبست بھی خود فرماتے تھے ممالک متوسط میں ہمیں اپنے ایسے مخلص معاون کی ہمدردی سے محرومی پر دلی رنج و ملال ہے، اللہ تعالیٰ مرحوم کی خدمات کو انکے لئے توشۂ آخرت بنائے، اور اپنے فضل و کرم سے آپکے درجات بلند فرمائے، ہم مرحوم کے جملہ پسماندگان بالخصوص ان کے صاحبزادہ عبداللطیف خاں صاحب وکیل سے دلی ہمدردی ہے اور ہم برابر شریک غم ہیں دارالعلوم صولتیہ مکہ معظمہ کے طلباء و اساتذہ سے ہماری درخواست ہے کہ وہ مرحوم کے لئے در کعبہ پر دعائے مغفرت فرمائیں۔

سفرنامہ ابن بطوطہ تاریخ کی روشنی میں!

(خاص ندائے حرم کے لئے)

(از جناب مولانا محمد عبدالرحمٰن خاں صاحب وظیفہ یاب پرنسپل عثمانیہ یونیورسٹی کالج و صدر حیدرآباد اکاڈیمی)

(۹)

۲۸ رمضان کو ابن بطوطہ جب بلغار سے واپس ہوا تو سلطان کا اردو بش داغ چلا گیا تھا عیدالفطر کی رسوم ادا ہونے کے بعد وہ سلطان کی ہمراہی میں حاجی ترخاں (استرخاں) پہنچا جو بحر خضر (Caspian sea) پر واقع ہے، یہاں دریائے ایتل یا والگا (Itil or Volga) کا دہانہ ہے، بہت بڑا اور خوبصورت شہر ہے، بازار وسیع ہیں، جاڑے کے موسم میں دریائے والگا کا پانی منجمد ہو جاتا ہے اور لوگ اس پر سلیجوں میں سفر کرتے ہیں، جاڑے کے ختم پر برف پگھلنے لگتا ہے اور بعض اوقات سارا کارواں ڈوب جاتا ہے، خاتون بیالون حاملہ تھی یہاں پہنچ کر اپنے باپ کے پایہ تخت قسطنطنیہ کو زچگی کے لئے جانا چاہتی تھی اور سلطان سے اس کی اجازت حاصل کی، ابن بطوطہ نے اس کے ساتھ جانے کی درخواست کی، کسی قدر تامل کے بعد (اس خیال سے کہ شاید کفار کے ملک میں اس کو ضرر پہنچے گا) اجازت ملی، نکلتے وقت سلطان کی طرف سے اس کو پندرہ سو دینار اور کئی گھوڑے مع لباس فاخرہ عطا ہوئے، ہر ایک خاتون نے چاندی کے ڈلے (جو خرید و فروخت میں بطور مبادلہ استعمال ہوتے تھے) عنایت کئے، سلطان کی لڑکی نے ان سے بھی زیادہ قیمتی سامان عطا فرمایا۔

ابن بطوطہ دسویں شوال کو خاتون بیالون کی محافظت میں روانہ ہوا، سلطان نے اصل سلطانہ

اور ولیعہد ایک منزل تک اس کے ساتھ گئے، دوسری خواتین دو منزل تک جا کر لوٹ آئیں، امیر بیدرہ پانچ ہزار فوج کے ساتھ خاتون بیالون کو وطن پہنچانے کے لئے متعین ہوا، خود خاتون کی سپاہ پانچسو لوگوں پر مشتمل تھی، جن میں دو سو یونانی تھے اور بقیہ ترک، کوئی دو سو عورتیں (زیادہ تر یونانی) اس کی خدمت میں تھیں، تقریباً دو سو گاڑیاں، دو ہزار سواری اور گاڑی کے گھوڑے، تین سو بیل اور سو اونٹ ساتھ تھے، دس یونانی نوجوان اور اتنے ہی ہندوستانی تھے، یونانیوں کا سردار مائیکل نامی ایک شخص تھا: ترک اس کو لولو پکارتے تھے، ہندوستانیوں کا صدر سنبل کے نام سے مشہور تھا، پہلے اکاک پہنچے، یہاں سے ایک روز کے راستہ پر روس کے پہاڑ ہیں، روسی بڑے ہی بدصورت اور دغاباز سمجھے جاتے تھے، ان کے ملک میں چاندی کے معادن تھے، جہاں سے چاندی کے ڈلے لائے جاتے تھے، ہر ایک ڈلا پانچ اونس کا ہوتا تھا، (اس سفر کا راستہ جو ابن بطوطہ نے بتایا ہے بڑی مشکل سے سمجھ میں آتا ہے، اسی طرح چین کے سفر کا راستہ بھی جس کا ذکر آگے چل کر آئے گا، بیس برس کے بعد غیر مانوس مقامات کے نام اور راستوں کی تفصیل اس کے حافظہ سے نکل گئے ہوں گے اس لئے ان کا صحیح پتہ چلانا انتہا درجہ مشکل ہے)۔

اکاک سے دس رات سفر کرنے کے بعد سرداق پہنچے، جو صحرائے خفچاق کے ساحل پر بہترین گودی رکھتا ہے، اس میں ترکوں کی حکومت ہے یونانی ان کے تابع ہیں، ہر مقام پر خاتون کی خدمت میں مقررہ تحائف پیش ہوتے تھے اور ہر حاکم اس کو اپنے علاقہ کی سرحد تک پہنچاتا تھا، بالآخر ترکی سرحد کے آخری شہر بابا سلطوق کو گئے، جو ایک مسلمان بزرگ کے نام سے بہت متبرک سمجھا جاتا تھا، (ابن بطوطہ کے بیان کے لحاظ سے یہ مقام دریائے نیپر (Dnieper) اور کرانیہ کے درمیان کہیں واقع تھا، مستشرقین کا خیال ہے کہ وہ سنہ ۳۸۹ھ میں بمقام بابا داغ مولڈیویا میں منتقل کیا گیا، ترکوں کا بکتاش فرقہ اسی سے متعلق تھا)، یہاں سے یونانیوں کی سرحد تک پہنچنے کے لئے اٹھارہ دن ایک غیر آباد صحرا میں سے سفر کرنا پڑا، جس میں آٹھ دن بے آب خطہ میں سے گذر ہوا، اس لئے کافی پانی ساتھ لے لیا گیا تھا۔ جاڑوں کا موسم ہونے کی وجہ سے پانی کی چنداں ضرورت محسوس نہ ہوئی۔

الحمدللہ بالآخر یونانی سرحد کے قلعہ مہتولی پر پہنچے ، (شاید اس کا صحیح نام کو ولی حال حمبولی ہے) خاتون کی آمد کی یونانیوں کو اطلاع ہو چکی تھی ، سردار (کفالی) نیکولس ایک بڑی فوج اور تحائف کے ساتھ اس کو لینے کے لئے حاضر ہوا ، اس کے ساتھ شہنشاہ کے محل سے شہزادیاں اور انائیں وغیرہ بھی آئیں۔ ابن بطوطہ کے ساتھی اس کی خواصیں وغیرہ سرحدی مقام پر ایک مکان میں اس کی واپسی تک کفالی کی محافظت میں چھوڑ دیئے گئے ، ترکی سردار بیدرد بھی وہیں ٹھہر گیا ، صرف یونانی ہی خاتون کے ساتھ آگے کو روانہ ہوئے ، سفری مسجد بھی وہیں چھوڑ دی گئی ، اور اذان بھی موقوف کر دی گئی ، المختصر خاتون نے تمام اسلامی طریقے متروک کر دیئے ۔ بلکہ شراب اور ممنوعہ گوشت استعمال کرنے لگی ، صرف ابن بطوطہ اور ایک ترک اس کے ساتھ رہ گئے ، یہی نماز پڑھا کرتے تھے ، خاتون نے کفالی کو حکم دے رکھا تھا کہ ان کے مذہبی فرائض کی ادائیگی میں کسی قسم کی مداخلت نہ ہونی چاہیئے ، چنانچہ ایسا ہی عمل میں آیا ، اس کے بعد وہ ایک پہاڑی کے نیچے تیز رو ندی اسافلی کے پاس مسلمہ ابن عبدالملک کے قدیم قلعہ پر پہنچے ، اس وقت وہ کھنڈر رہ گیا تھا ، کئی نہروں ، غالباً سمندر کی شاخوں سے گذرتے ہوئے فنیقہ (FANIKA) کے چھوٹے مگر بہت ہی خوبصورت شہر میں آ پہنچے ، یہاں خاتون نے تین رات اپنے باپ کے محل میں قیام کیا ۔

پھر خاتون کا بھائی کفالی قراس پانچ ہزار زرہ پوش اور پوری طرح سے مسلح سواروں کے ساتھ اس سے ملنے آیا ، اس کا لباس سفید اور سر کے اوپر مرصع چتر تھا ، دائیں اور بائیں طرف پانچ پانچ شہزادے سفید لباس پہنے مرصع چیزوں سے آراستہ تھے ، ابن بطوطہ نے ان سرداروں ، ان کے ہتھیاروں اور سپاہیوں کی بڑی تفصیل دی ہے ، قرون وسطی کے عیسائی جنگجوؤں کے حالات سے دنیائے اسلام مختلف ذرائع سے واقف ہو چکی ہے اس لئے ان کے دہرانے کی ضرورت نہیں ، بھائی بہن کی ملاقات کا بھی بڑی صراحت کے ساتھ ذکر درج ہے ، شہزادہ عمر میں اپنی بہن سے چھوٹا تھا ، اس لئے گھوڑے پر سے اتر کر خاتون کے رکاب کو بوسہ دیا ، اس نے اس کی پیشانی کو بوسہ دیا ، دوسرے شہزادوں اور سرداروں نے بھی گھوڑوں سے اتر کر خاتون کے رکاب کو

چوما، دوسرے دن ایک اور پُرفضا اور شاداب شہر میں ولی عہد سلطنت ملنے آیا، اس کے ساتھ دس ہزار مسلح سوار تھے، اس کے سر پر تاج تھا، دونوں بازو کوئی بیس بیس شہزادے تھے، خاتون پہلے کی طرح ریشمی لباس اور بیش قیمت زر و جواہر کے زیورات زیب تن کئے ہوئے تھی، ایک ریشمی خیمہ کے اندر دونوں کی ملاقات ہوئی، جس کی تفصیل ابن بطوطہ کو معلوم نہ ہو سکی، قسطنطنیہ سے دس میل کے فاصلہ پر سب لوگ خیمے نصب کر کے اتر پڑے، سارا شہر ان کے دیکھنے کو آیا، سوار یا پیادہ باشندگان شہر اپنے بہترین لباس پہنے ہوئے آ پہنچے، دوسرے دن طلوع آفتاب کے وقت شہنشاہ خاتون کی حقیقی والدہ کے ساتھ بڑے تزک و احتشام سے اپنی لڑکی کو لینے آیا، اس وقت ملنے خوشی کے انتظام درہم برہم ہو گیا، ابن بطوطہ دیکھ نہ سکا کہ خاتون نے کس طرح اپنے ماں باپ سے ملاقات کی، بعد کو معلوم ہوا کہ خاتون گھوڑے پر سے اتر پڑی، ان کے سامنے زمین کو بوسہ دیا، پھر ان کے گھوڑوں کے سموں کو چوما، اس کے ساتھ کے سربرآوردہ اشخاص نے بھی ایسا ہی کیا۔

قسطنطنیہ میں وہ پہر کے وقت جب داخل ہوئے، تو گھنٹوں کی آواز سے فضا گونج اٹھی، ابن بطوطہ اور اس کے ساتھی محل شاہی کے پہلے دروازے پر مسلمان ہونے کی وجہ سے روک دیئے گئے، بالآخر خاتون نے اپنے باپ سے بالمشافہ سفارش کر کے بادشاہی حکم نافذ کرایا، اور وہ خاتون کے محل کے قریب اتارے گئے، بازاروں میں گشت کرایا گیا کہ کوئی ان کو کسی طرح کی زحمت نہ پہنچائے، تین دن بعد ابن بطوطہ شہنشاہ کے دربار میں پیش ہوا، لوگ اس کو تکفور (ارمنی زبان میں معنی بادشاہ) پکارتے تھے، وہ جرجیس (GEORGE) اینڈرونیکس دوم کا پوتا تھا، (آخر الذکر نے ۱۳۲۸ء میں بادشاہت سے دست بردار ہو کر رہبانیت اختیار کی اور ۱۳ فروری ۱۳۳۲ء کو فوت ہوا، شہنشاہ چین کا لقب چونکہ فغفور (دراصل باغ پور، باغ بمعنی خدا اور پور بمعنی فرزند) تھا، غالباً اسی لحاظ سے مسلم مورخین نے بازنطائنی شہنشاہ روم کے لئے تکفور لقب قرار دیا، ابن بطوطہ ناواقفیت سے اینڈرونیکس سوم کو اینڈرونیکس دوم کا بیٹا کہتا ہے،) خاتون بیالون نے اپنے ہندوستانی خادم سنبل

کے ذریعہ ابن بطوطہ کو بلا بھیجا، پہلے چار پھاٹکوں سے گذرنا پڑا، ہر پھاٹک پر پیدل فوج متعین تھی، پانچویں پھاٹک پر سنبل اندر جا کر چار یونانی نوجوانوں کو ساتھ لایا، انہوں نے اس کی جامہ تلاشی کی مبادا کوئی ہتھیار چھپا رکھا ہو (جب عثمانی ترکوں نے قسطنطنیہ ۱۴۵۳ء میں فتح کر لیا تو ترکی سلاطین نے بھی بازنطینیوں کا یہی قدیم طریقہ رائج کیا،) دربار میں ملک شام کا ایک یہودی ترجمان موجود تھا اس نے عربی میں کہا گھبراؤ نہیں یہاں کا یہی طریقہ ہے۔ جب ابن بطوطہ نے یہودی سے پوچھا کہ بادشاہ کو سلام کس طرح کیا جائے، اس نے کہا اسلامی طریقہ پر السلام علیکم کہو، دربار کی تفصیلات کو چھوڑ کر صرف اتنا کہنا کافی ہے کہ سلام کے بعد بادشاہ نے اس سے یروشلم، گنبد صخرہ، کلیسا جہاں عیسائیوں کے اعتقاد کے بموجب حضرت عیسیٰؑ دفن ہوئے تھے، بیت اللحم، حضرت ابراہیمؑ کے شہر ہبرون دمشق، قاہرہ، عراق اور اناطولیہ وغیرہ کے متعلق سوالات کئے، اس نے یہودی مترجم کی وساطت سے ان سب کے جواب دیئے، شہنشاہ سن کر بہت محظوظ ہوا، اور اپنے بیٹے کو حکم دیا کہ اس کی بڑی عزت کی جائے، اور اس کو شاہی محافظت میں تصور کیا جائے، اسی لئے باہر نکلتے وقت تمام افراد خاندان شاہی اس کے روبرو بھی چتر لگا یا جاتا تھا، انعام و اکرام لے کر اس نے شہر میں گھومنے کی اجازت چاہی، پھر وہ شہر کی وسعت، شان و شوکت، مال و دولت کا ذکر کرتا ہے، کہتا ہے قرن زریں (GOLDEN HORN) شہر کو دو حصوں میں تقسیم کرتا ہے، زمانۂ قدیم میں اس پر پتھر کا بنا ہوا ایک پل تھا، وہ گر گیا تو قرن زریں اب کشتیوں کے ذریعہ عبور کیا جاتا تھا، مشرقی حصہ استنبول کہلاتا ہے، شہنشاہ، امراء وغیرہ اسی حصہ میں رہتے تھے، بازار وسیع، سڑکیں کشادہ اور پتھر کے فرش سے آراستہ تھیں، ہر بازار کا ایک دروازہ تھا جو رات کو بند کر دیا جاتا تھا، اکثر صنّاع اور سامان فروش عورتیں ہی تھیں، شہر سے متصل ایک پہاڑی ہے جو نو میل تک سمندر میں سرایت کر گئی ہے، اس کی چوٹی پر ایک چھوٹا قلعہ اور بادشاہی محل تھا، اس پہاڑی کے اطراف شہر کی فصیل ہے، جو بہت مضبوط اور تیرہ آباد قصبوں کو گھیرے ہوئے ہے، سب سے بڑی کلیسا (سینٹ صوفیہ) اسی حصۂ شہر میں واقع ہے، قرن زریں کے مغربی جانب کا حصہ غلطہ (GALATA)

کہلاتا ہے، اس میں زیادہ تر فرانس، جینوا، وینس اور روما کے عیسائی تجار رہتے تھے، یہ سب بادشاہ قسطنطنیہ ہی کے ماتحت تھے، لیکن ان ہی میں کا ایک شخص بادشاہ کی جانب سے منتخب ہو کر اپنی قوم وملت کے لوگوں پر حکومت کرتا تھا، کبھی یہ لوگ خراج یا محصول دینے میں تساہل کرتے تو بادشاہ ان سے جنگ کرتا تھا، بالآخر پاپائے روم کی وساطت سے جھگڑا طے ہو جاتا، ان کی گودی بہت ہی وسیع تھی، اس کے اندر ایک سو سے زائد بڑے جہاز لنگر انداز تھے، چھوٹے جہازوں کی تعداد شمار سے باہر سمجھنی چاہیئے، اس حصۂ شہر کے بازار سامان سے بھرے ہوئے تھے، لیکن ان میں غلاظت بھی بہت تھی، ان کی عبادت گاہیں بھی میلی کچیلی اور حقیر نظر آتی تھیں۔

ایا صوفیہ کی کلیسا کو وہ باہر ہی سے دیکھ سکا، عام طور پر مشہور تھا کہ آصف بن برخیا نے اس کو بنوایا تھا۔ (دراصل جسٹینین اول شہنشاہ مشرقی سلطنت روما ۵۲۳ء تا ۵۶۵ء نے اس کو تعمیر کرایا تھا) اس کے گرد ایک دیوار تھی، جس سے وہ ایک شہر کے مشابہ نظر آتی تھی، اس کے تیرہ پھاٹک تھے، ایک متبرک محصور رقبہ ایک میل لمبا تھا جو ایک بڑے پھاٹک سے بند تھا، کلیسا کے دروازہ پر ایک سنہری صندوق میں وہ اصل لکڑی کا صلیب نصب تھا جس پر عیسائیوں کے عام عقیدہ کے بموجب حضرت عیسیٰؑ آویزاں کئے گئے تھے، اس کے پادریوں اور رہبانوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی تھی، اندر عورتوں کے لئے بھی ایک عبادتگاہ مخصوص تھی، ایک روز بادشاہ کے نامزد کردہ رہنما کے ساتھ ابن بطوطہ کی شہر میں سابق شہنشاہ سے ملاقات ہوئی، جو رہبان بن گیا تھا، اس کے جسم پر بالوں کا ایک تکلیف دہ لباس تھا، سر پر نمدہ کی ٹوپی تھی، لمبی سفید ڈاڑھی، چہرہ پر متانت کے ساتھ ریاضت کے آثار نمایاں تھے اس کو دیکھ کر یہ دونوں گھوڑوں پر سے اتر پڑے، تعارف کے بعد سابق شہنشاہ نے ابن بطوطہ سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا، میں ان ہاتھوں کو چھو رہا ہوں جو یروشلم میں داخل ہوئے تھے پھر پیروں کو چھو کر اپنے منہ پر ہاتھ پھیرا، اس لئے کہ یہ پاؤں گنبد صخرہ اور بیت اللحم کے متبرک

مقام ہو آئے تھے، دیر تک یوروشلم اور وہاں عیسائیوں کا حال پوچھا اس کے بعد اپنے عبادتخانہ میں چلا گیا۔

خاتون کے ساتھ آئے ہوئے ترکوں کو جب یہ معلوم ہو گیا کہ اب وہ اپنے باپ کے ملک ہی میں رہنا چاہتی ہے اور عیسائی مذہب اختیار کرتی ہے تو کل ۳۶ دن کے قیام کے بعد اس سے اجازت لے کر واپس چلے، جاتے وقت خاتون نے ابن بطوطہ کو یونانی دیناروں اور مال و اسباب سے سرفراز کیا (ان دیناروں کو یونانی زبان میں ہاپر پائر دن کہتے تھے، اس لئے کہ نصاب کم سونا ان میں شامل تھا ابن بطوطہ نے ان کو ہر بر کہا) ایک یونانی امیر سرو جا سرحد تک پہنچانے کے لئے مقرر کیا گیا، وہ بابا سلطوق پہنچ کر ان سے رخصت ہوا اس وقت موسم سرما کی شدت تھی، وضو کے لئے گرم پانی استعمال کرنے پر بھی قطرے منہ اور ہاتھوں پر برف کی شکل میں منجمد ہو جاتے تھے، گرم کپڑے اور پوستین اتنے پہننے پڑے کہ گھوڑے پر مشکل سے سوار ہو سکا، جب یہ لوگ حاجی ترخاں واپس آئے تو سلطان محمد اوزبک اپنے پایۂ تخت سرا کو چلا گیا تھا، یہ بھی وہاں پہنچے، شہر کو بہت وسیع اور بارونق پایا، مسلمان، ترکوں اور مغلوں کے علاوہ خفچاق، سرکیشیا، روس اور یونان کے عیسائی بھی شہر کے مختلف محلوں میں آباد تھے، عراق، مصر، شام اور دیگر مقامات کے تاجر ایک مضبوط دیوار سے محصور حصہ میں اپنے سامان کی حفاظت کی خاطر رہتے تھے، (زرین اردو کے سلاطین کے پایۂ تخت یکے بعد دیگرے قدیم و جدید سرائے تھے، ابن بطوطہ کے سفر سے کچھ مدت پہلے سلطان محمد اوزبک نے قدیم سرائے کو چھوڑ کر جدید سرائے کو اپنا پایۂ تخت بنایا، حال شہر زار یو اس میں شامل تھا، ۲۲۵ میل استرخاں سے دور واقع تھا اس کے کھنڈر چالیس میل میں پھیلے پڑے ہیں۔ جن کا رقبہ کوئی بیس مربع میل ہے)۔

ہماری توقع

مجلہ ندائے حرم مرکز اسلام، در حرم مقدس کی ایک آواز ہے، یہ خدا کے گھر کا علمی سفیر ہے جو کاغذی لباس میں ہر ماہ دار العلوم صولتیہ مکہ معظمہ کے معاونین کرام کے ہاتھوں میں پہنچتا ہے۔

ہمیں توقع ہے کہ جن معاونین و محسنین کے پاس ندائے حرم ہدیۃً پہنچتا ہے وہ حضرات زمانہ حال کی گرانی کتابت وطباعت کی دشواری اور اجرتوں میں روز افزوں اضافہ کو پیش نظر رکھ کر اس کا سالانہ چندہ ہمیں ضرور بھیجدیں گے، وہ اپنے حلقہ تعلقات کو وسیع کرکے بارگاہ ایزدی سے اجر و ثواب حاصل کریں گے،

جن حضرات نے "وادیٔ خلیل کی ایک آواز" پر لبیک کہا اور ندائے حرم کی سرپرستی فرمائی ہم انکے شکر گذار ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے، دیگر قارئین ندائے حرم سے بھی امید ہے کہ اس پر توجہ فرمائیں گے، اشتراک سالانہ تین روپے، بیرون ہند سے ۸ شلنگ۔

ترسیل زر کا پتہ: معتمد صدر دفتر دار العلوم صولتیہ (مکہ معظمہ) دہلی قرولباغ

دُرجِ لولوئے فصاحت یا کلیاتِ مزمّل

ملک اور قوم کے مشہور مخیر اور فیاض رئیس، نواب بہادر الحاج ڈاکٹر سر محمد مزمل اللہ خاں صاحب مرحوم کے فارسی کلام کا مجموعہ ہے جو غزل، قطعہ، رباعی، مرثیہ وغیرہ اصناف کلام پر مشتمل ہے کلام استادانہ اور پختہ ہے شروع میں مولوی محمد مقتدیٰ خاں صاحب شروانی کا مقدمہ ہے، کتابت وطباعت نفیس، کاغذ سفید چکنا، حجم ۱۵۶ صفحات، جس کو مرحوم نواب صاحب کے انتقال کے بعد جناب مولوی محمد مقتدیٰ خاں صاحب شروانی نے مرتب فرماکر اپنے مطبع شروانی پرنٹنگ پریس علیگڈھ میں چھپوا کر شائع کیا ہے، جو ظاہری حسن اور عمدہ طباعت کی ضمانت ہے۔ کتاب طلب کرنے پر بلا قیمت روانہ کی جاتی ہے۔ ملنے کا پتہ مولوی محمد مقتدیٰ خاں صاحب شروانی۔ شروانی پرنٹنگ پریس علی گڈھ۔

وادیٔ خلیل کی ایک آواز
جس پر ہر مسلمان کو لبیک کہنا چاہیئے

وہ کام جو دنیا کی حکومتیں اپنے اشتراک عمل سے انجام نہ دے سکیں اس کو ایک قوم تنہا پایۂ تکمیل کو پہنچا سکتی ہے بشرطیکہ اس قوم کا ہر فرد اپنے مرکز سے وابستہ ہو، اور مرکز کیلئے اپنی جان عزیز سے بھی دریغ نہ کرے، اگر جان تو دریغ ہو تو مالی امداد میں فراخدلی سے حصہ لے، مال نہ ہو تو اپنے لسان، اقوال اور قوت عمل سے مرکزی مقاصد کو تقویت پہنچائے۔

ماہنامہ "ندائے حرم" کو جو تعلق بالراست مرکز اسلام اور حرم محترم سے حاصل ہے وہ ملک کے دوسرے جرائد اور مجلات کو میسر نہیں اور یہ تعلق ہی ندائے حرم کا سرمایۂ امتیاز و افتخار ہے لیکن یہ امر کس قدر ہمت شکن ہے کہ یہ دینی و علمی مرکز کا یہ سفیر اور وادیٔ خلیل کا یہ نقیب اپنی تقریباً ۹ سالہ تبلیغی، اصلاحی، علمی اور تاریخی خدمات کے باوجود بہت سے معاونین و مخلصین کی ہمدردی و سرپرستی حاصل نہ کرسکا

ہمارے تمام معاونین اور محسنین کیلئے یہ امر قابل غور ہے کہ "ندائے حرم" کسی کی ذاتی ملک نہیں کوئی سیاسی یا تجارتی رسالہ نہیں بلکہ ستر کروڑ مسلمانوں کی مرکز روحانی و علمی کا اس ملک میں واحد ترجمان ہے اور خدا کے گھر کی وہ آواز ہے جو دس کروڑ مسلمانانِ ہند کے دلوں میں اتر کر انکو بیدار کرنا اور اسلاف کے کارنامے یاد دلا کر انمیں جوش عمل پیدا کرنا چاہتی ہے، ہماری خواہش ہے کہ دارالعلوم صولتیہ کے فنڈ پر صدر دفتر کے مصارف کا بار نہ پڑے، بلکہ "ندائے حرم" کی آمدنی ہی سے یہ مصارف پورے ہوجائیں، ہمیں امید ہے کہ دارالعلوم صولتیہ کے دردمند معاونین کرام اس مقصد کے حصول میں ہماری اعانت فرمائینگے۔

یہ زمانہ دینی اور قومی رسالوں کی زندگی کے لئے بہت نازک اور صبر آزما ہے، اس لئے تمام مسلمانوں سے بالعموم اور دارالعلوم صولتیہ مکہ معظمہ کے معاونین سے بالخصوص ہماری درخواست ہے کہ وہ آئندہ "ندائے حرم" کو قیمتاً حاصل کریں، اور اس کے خریداروں میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کی کوشش فرمائیں، دارالعلوم صولتیہ کی امداد کی طرح یہ بھی ایک مستقل نیکی اور بالواسطہ دارالعلوم صولتیہ کی امداد ہے۔

آج ہی اپنا سالانہ چندہ بذریعہ منی آرڈر روانہ فرما دیجئے، اور اپنے احباب کو بھی "ندائے حرم" کی سرپرستی پر آمادہ فرمایئے۔

خدا کرے ہمارے معاونین "وادیٔ خلیل" کی اس آواز پر لبیک کہیں تاکہ خدا کے مقدس گھر کی یہ مقدس تحریک جس کا ندائے حرم علمبردار ہے زیادہ قوت حاصل کر سکے، اور ہمیں دلجمعی کے ساتھ مزید خدمت کی توفیق ملے۔

سالانہ اشتراک ۳ روپے / بیرونِ ہند ۸ شلنگ منی آرڈر سے اشتراک سالانہ بھیجنے میں آپ کا اور دفتر کا فائدہ ہے

معتمد صدر دفتر مدرسہ صولتیہ (مکہ معظمہ) دہلی۔ قرول باغ

بقیہ اثرات صفحہ ۶

ایک تازہ مثال - جناب مولوی محمد حبیب الغنی صاحب منیجر اکونٹنٹ جنرل کا اسم گرامی قارئین "ندائے حرم" کیلئے نیا اور محتاجِ تعارف نہیں ہے آپ پر اللہ تعالیٰ کا خاص انعام ہے، اسکی دی ہوئی بیشمار نعمتوں کے صحیح استعمال کا آپکو خاص سلیقہ ودیعت کیا گیا ہے، دار العلوم صولتیہ مکہ معظمہ کی مالی اعانت فرماکر آپ اکثر اپنی علم دوستی اور معارف نوازی کا ثبوت دیتے رہتے ہیں۔ دار العلوم حرم کے ترجمان اور بیت خلیل کے نقیب "ندائے حرم" پر بھی آپکی خاص نظرِ عنایت ہے، گذشتہ کئی اشاعتوں سے ایک اپیل "وادیٔ خلیل کی ایک آواز" ہدیۂ ناظرین کرام کی جارہی ہے، ہماری یہ دردمندانہ اپیل الحمدللہ بیکار ثابت نہیں ہوئی، ابتک جن حضراتِ معاونین دار العلوم حرم نے اس سے متاثر ہوکر اپنا ایک ایک سال کا چندہ ارسال فرمایا ہے ہم انکے تہِ دل سے ممنون ہیں، اللہ تعالیٰ ان کا یہ خلوص قبول فرمائے، فرداً فرداً ان کا تذکرہ طوالت کے خوف سے نظر انداز کیا گیا ہے، ہمیں امید ہے کہ وہ ہمارا دلی شکریہ قبول فرمائیں گے۔

ان معاونین کرام کے علاوہ جن حضرات نے کئی کئی سال یعنی سالہائے گذشتہ، سال رواں اور سال آئندہ کا چندہ یکمشت روانہ فرماکر "ندائے حرم" کی سرپرستی فرمائی ہے ان کا ذکر خیر گذشتہ اشاعتوں میں آچکا ہے، اللہ تعالیٰ انکو اجر عظیم عطا فرمائے۔

حال میں ہماری اپیل پر توجہ فرماکر مبلغ ۹ روپیہ کی رقم مولوی صاحب موصوف نے ڈلہوزی سے ہمیں روانہ فرمائی ہے منی آرڈر کے کوپن میں آپ تحریر فرماتے ہیں "چندہ سالانہ رسالہ ندائے حرم بابت سہ سال یعنی دو سال گذشتہ اور ایک سال رواں ارسال ہے"۔

جہاں ہمارے لئے مولوی صاحب کا یہ احساس اور "ندائے حرم" کی سرپرستی حوصلہ افزا ہے وہاں قارئین ندائے حرم اور دار العلوم صولتیہ کے دیگر معاونین و محسنین کیلئے بھی قابل عمل نمونہ ہے، "وادیٔ خلیل کی ایک آواز" زیر نظر اشاعت میں بھی کسی دوسری جگہ آپ ملاحظہ فرمائینگے یہ اپیل اس امید کے ساتھ شائع کی جارہی ہے کہ اس ماہ مبارک میں آپ دار العلوم صولتیہ مکہ معظمہ کی امداد کی ساتھ ساتھ اسکے ترجمان "ندائے حرم" کا سالانہ اشتراک تین روپے بھی روانہ فرماکر دوگونا اجر و ثواب حاصل کر سکیں، ندائے حرم کی سرپرستی بالواسطہ دار العلوم صولتیہ ہی کی امداد ہے خداوند پاک ہمارے تمام معاونین اور ناظرین کو اس آواز پر لبیک کہنے کی توفیق دے اور ہمیں انکی امداد و سرپرستی قبول کرنیکا موقع عطا فرمائے۔ واللہ الموفق

موج کوثر

بابت ماہ شعبان المعظم سنہ ۱۳۶۴ھ

اپنے جانے والے عزیزوں، دوستوں اور بزرگوں کو یاد رکھئے تاکہ آنیوالے آپ کو یاد رکھیں۔

اپنے خاندان کے مرحومین کے لئے کعبہ کے زیر سایہ ایصالِ ثواب کیجئے۔

یاد رکھئے کہ مکہ معظمہ میں ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ نیکی کے برابر ہے۔

آپ جو روپیہ ہندوستان میں خرچ کرتے ہیں اسکو مکہ معظمہ میں خرچ کرکے ایک لاکھ گنا ثواب حاصل کرسکتے ہیں۔

اس مد کی آمدنی وظائف حفاظ میں صرف کیجاتی ہے

نمبر شمار	ایصالِ ثواب	مرسل رقم	رقم
۱	بارواح عبدالکریم صاحب و محل جان مرحومین	جناب حوالدار برخوردار صاحب مقیم انبالہ چھاؤنی	
۲	بروح والد صاحب مرحوم	" سوار خانصاحب بتوسط " " از جانب الدین صاحب	سے؍
۳	بروح حکیم ثناء الدین احمد صاحب مرحوم پسر خود	" حکیم عماد الدین احمد صاحب انصاری۔ لکھنؤ	عہ؍
۴	بروح محمد الطاف حسین صاحب مرحوم	" منیر الدین صاحب گورکھپور	سے؍
۵	بروح محفوظ بیگم صاحبہ مرحومہ دختر مسطی۔	" عبدالحکیم صاحب عباسی بتوسط جناب مولانا محمد ظہور الدین صاحب۔ گورکھپور	عہ ۵
۶	بارواح حافظ عبدالغفور صاحب واہلیہ صاحبہ مرحومہ موسوف	جناب عبدالستار صاحب۔ مقیم جائس	عہ ۵
۷	بروح محمد اطہر صاحب مرحوم پسر خود	محترمہ بیگم صاحبہ جناب حاجی مظہر حسین صاحب مرسلہ جناب منشی عبدالباسط صاحب، مجھدی	للعہ؍ ۱۴ ؍
۸	بروح پاک سرکار دو عالم صلعم، و بارواح پاک حضرات انبیائے کرام، خلفائے راشدین و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین		

نمبر شمار	ایصال ثواب	مرسل رقم	رقم
	و حضرت غوث الاعظم، حضرت خواجہ اجمیری و مدفونین قبرستان موضع رکن الدین پور و بروح حامد فاروق مرحوم	ایک صاحب خیر از متوسلین درگاہ مجیبیہ پھلواری شریف	ماصہ
۹	بارواح والدین مرحومین معطیان	جناب محمد علی صاحب و محترمہ زبیدہ بانو صاحبہ مرسلہ مولوی محمد ارشاد صاحب چھپرا موضع عنایت آباد	صر
۱۰	بروح محترمہ رقیہ بی بی صاحبہ مرحومہ	جناب محمد شفیع اللہ خان صاحب بتوسط جناب ڈاکٹر سید محفوظ الرحمن صاحب رونا ہی	صر
۱۱	بروح محمد شرف الدین صاحب مرحوم	جناب سلطان احمد صاحب رحمانی پٹنہ سٹی	عصر

میزان آمدنی ماہ شعبان المعظم ۱۳۶۴ ہجری۔ مبلغ عسہ ۱۴ر

ایک نیکدل معاون کی رحلت ۔میجر ملک خان محمد خان صاحب مرحوم دار العلوم صولتیہ کے مخلص معاونین میں سے تھے، ہمیں مرحوم کے صاحبزادہ ملک بشیر خان صاحب کے کرم نامہ سے یہ معلوم کر کے دلی رنج و ملال ہوا کہ میجر صاحب نے بتاریخ ۹ مارچ ۱۹۴۵ء داعی اجل کو لبیک کہا انا للہ وانا الیہ راجعون ط

ہم ملک محمد بشیر صاحب اور مرحوم کے تمام پسماندگان سے دلی ہمدردی ہے، اللہ تعالیٰ مرحوم کے مراتب بلند فرمائے، اور اپنے فضل و کرم سے اپنے سایۂ رحمت و مغفرت میں جگہ دے، دار العلوم صولتیہ مکہ معظمہ کے تمام علمائے کرام، اساتذہ، اور طلباء سے ہماری درخواست ہے کہ وہ مرحوم کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں، اور پسماندگان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں جیسا کہ مرحوم نے اپنی زندگی میں مرکز اسلام کی ہندوستانی درسگاہ دار العلوم صولتیہ مکہ معظمہ کو کبھی فراموش نہ فرمایا۔

سبیلِ کوثر

بابت ماہ شعبان المعظم ۱۳۶۴ھ

تفصیل رقوم موصولہ صدر دفتر مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ برائے امداد اہل حرمین شریفین

خداوند کریم کا شکر و احسان ہے کہ وہ خادمان دار العلوم حرم سے متعدد کام لے رہا ہے۔ صدر دفتر مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ دہلی کو مختلف مقامات سے، مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے بعض خاص اور عام غرباء و مساکین اور بیوگان و یتامیٰ اور دوسرے امور خیر کے لئے حسب ذیل رقوم بماہ شعبان المعظم ۱۳۶۴ھ وصول ہوئی ہیں، یہ ایک نیک کام کی توفیق ہے جو دار العلوم حرم کی خدمات کے ساتھ ہمارے حصہ میں آئی ہے، یہ رقوم مدرسہ کے مرکزی دفتر مکہ معظمہ کو معطیان کی ہدایت کے مطابق مستحقین تک پہنچانے کے لئے بھیجی جارہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھے
آتے ہیں جو کام دوسروں کے

نمبر شمار	نامِ نامی	رقم	نمبر شمار	نامِ نامی	رقم
۱	جناب اسلام خاں صاحب شمس آباد	للعہ/	۵	جناب بابو محمود علی خاں صاحب آگرہ	للعہ
۲	” خان بہادر قاضی عزیز الدین احمد صاحب بلگرامی۔ علی گڈھ	مار	۶	” محمد شریف ولد سیٹھ اللہ رکھا صاحب سیالکوٹ۔	صہ
۳	از جانب محمد علی صاحب و دختر مسماۃ زبیدہ بانو صاحبہ، بتوسط جناب مولوی محمد ارشاد صاحب چودھری۔ عنایت آباد	عہ	۷	جناب الحاج منشی محمد قاسم صاحب بہار شریف	صہ/
			۸	” حکیم عماد الدین احمد صاحب انصاری لکھنؤ	للعہ/
۴	ایک اخفا پسند صاحب خیر، بیلود	صار	۹	” محمد دین صاحب۔ امرتسر	عسہ

نمبر شمار	نام نامی	رقم	نمبر شمار	نام نامی	رقم
۱۰	جناب حاجی فضل الدین صاحب معرفت جناب بشیر احمد صاحب جمیس آباد	لعہ ۱۲ر	۱۸	جناب حاجی محب اللہ خاں صاحب نجیب آباد	للعہ
۱۱	جناب عبدالحکیم صاحب بتوسط جناب مولانا محمد ظہور الدین صاحب گورکھپور	عہ	۱۹	جناب محمد احمد صاحب مہگاؤں	عہ
۱۲	جناب حاجی اللہ بخش صاحب مرسلہ جناب حاجی ابوالخلیل عبدالعزیز صاحب فیض پور کلاں	للعہ	۲۰	،، سردار محمد جمال الدین یار خاں صاحب نئی دہلی	عہ
۱۳	جناب ڈاکٹر محمد اشرف صاحب پانی پت	عار	۲۱	جناب ظریف احمد صاحب پونا	مار
۱۴	،، مولوی محمد علی صاحب چک ۳۴ ضلع شیخوپورہ بتوسط جناب بابو فضل الٰہی صاحب۔ نئی دہلی	معہ ۹ر	۲۲	محترمہ بیگم صاحبہ جناب کیپٹن ڈاکٹر رشید محمد اجمل حسین صاحب۔ کرنال	صہر
۱۵	محترمہ بیگم صاحبہ جناب خان بہادر محمد مونس خاں صاحب رئیس دتاؤلی	مامعہ	۲۳	محترمہ بیگم صاحبہ جناب کیپٹن مولوی غلام محمد صاحب۔ بہاولپور	عار
۱۶	مسلمانان موضع کالی وکوئٹہ بلوچستان بتوسط جناب عبدالحمید خاں صاحب لودھیانہ	مار	۲۴	جناب خدا بخش صاحب جودھپور	صہ
۱۷	محترمہ والدہ صاحبہ مظاہر حسن صاحب۔ دہلی	۷ر	۲۵	،، عبدالمجید صاحب گورکھپور	عہ
			۲۶	جناب خان بہادر سید محمد زاہد علی شاہ صاحب سبز پوش گورکھپور	مامعہ ۵ پائی
			۲۷	ایک صاحب خیر، از متوسلین درگاہ مجیبیہ پھلواری شریف	لعمار
				. . . .	
				. . . .	
				. . . .	

میزان بابت ماہ شعبان المعظم ۱۳۶۲ھ [illegible] ۱۰ر ۸ پائی

صحیفۂ سعادت

بابت ماہ شعبان المعظم ۱۳۶۴ھ

معاونین کرام اور محسنوں کے اسماء گرامی

فہرست رقوم عطیات و امداد مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ بذریعہ صدر دفتر دہلی

اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ ہر مہینہ کی فہرست اسماء معاونین کرام کی اشاعت دوسرے ماہ کے نمبر میں ہوا کرے گی مندرجہ تفصیلات میں اگر کوئی غلطی ہو تو براہ کرم دفتر کو مطلع فرمایئے باعث شکر گذاری ہوگا۔

نمبر شمار	نمبر رسید طلب	نام نامی	رقم	مد	نمبر شمار	نمبر رسید طلب	نام نامی	رقم	مد
۱	۶ / ۱۱	جناب شیخ غلام مصطفیٰ صاحب امرتسر (منی آرڈر)	[illegible]	امداد عام	۹	۱۴ / ۱۱	محترمہ مسز ڈاکٹر افضال حسین صاحب قادری بدایوں (منی آرڈر)	[illegible]	تعلیم وظائف طلباء
۲	۷ //	جناب ڈاکٹر نواب علی صاحب گورکھپور (شکرانہ صحت وکامیابی امتحانات اطفال)	[illegible]	زکوٰۃ [illegible] صدقات	۱۰	۱۵ //	ازجانب حضرت بابا تاج الدین صاحب جناب بھیا جی شاہ عطاء اللہ صاحب		
		صدقہ نور حسینی (منی آرڈر)	[illegible]	//			سکندری بی صاحبہ، نور بی بی، بانی [illegible]		
۳	۸ //	جناب حوالدار برخوردار صاحب مقیم [illegible] (منی آرڈر)	[illegible]	زکوٰۃ [illegible] ایصال ثواب [illegible]			ماں بی بی صاحبہ، سید اصغر علی صاحب، سید اکبر علی صاحب چھندواڑہ	۱۲ //	تعلیم وظائف اطعام
۴	۹ //	// طفیل خان صاحب تبریز [illegible] // //	[illegible] //	زکوٰۃ	۱۱	۱۶ //	جناب میاں محمد حیات صاحب کلیار		
	۱۰ //	// سوار خان صاحب // //		امداد عام //			شیر گڑھ مرسلہ جناب حاجی امام الدین صاحب سلانوالی (ڈرافٹ)	[illegible]	زکوٰۃ
۵		// // بعد دعائے فلاح [illegible]	[illegible] //	ایصال ثواب [illegible]					
۶	۱۱ //	// محمد نبی صاحب لکھنؤ منی آرڈر	[illegible]	وظائف [illegible]	۱۲	۱۷ //	جناب عنایت اللہ قادر بخش صاحب [illegible] //	[illegible]	//
۷	۱۲ //	میاں مبارک الدین صاحب لاہور	[illegible]	امداد عام	۱۳	۱۸ //	// میاں رحمت صاحب دھولی چک شمالی // //	[illegible]	//
۸	۱۳ //	جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ عالم صاحب قادری امرتسر	[illegible]	زکوٰۃ	۱۴	۱۹ //	// صالح ولد حیدر صاحب جان پورہ // //	[illegible] //	//

نمبر شمار	نمبر رسید مطبوعہ	نام نامی	رقم	مد
۱۵	عہ ۱۱۱	جناب پٹھانے ولد احمد صاحب مرسلہ جناب حاجی امام الدین صاحب سلانوالی ذاتی	عا/	زکوٰۃ
۱۶	۲۱	جناب کبیر ولد محمد صاحب چانن پور مرسلہ " "	عا/	"
۱۷	۲۲	" میراں ولد احمد یار صاحب " " "	عا/	"
۱۸	۲۳	محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ متولیہ وقف اسلام نگر (از جولائی ۱۹۴۴ء تا جون ۱۹۴۵ء) (منی آرڈر)	عہ ۱۰/	امداد عام
۱۹	۲۴	جناب عبدالحمید خان صاحب موضع منڈ (منی آرڈر)	عہ	"
۲۰	۲۵	" لیاقت حسین صاحب، محترمہ بیگم صاحبہ موصوف بتوسط جناب عبدالحمید خان صاحب موضع منڈور (منی آرڈر)	عہ	"
۲۱	۲۶	جناب عبدالقدوس خان صاحب بتوسط " "	عہ	
۲۲	۲۷	" عبدالوحید خان صاحب و محترمہ اہلیہ صاحبہ موصوف بتوسط بالا (منی آرڈر)	۱۳/	"
۲۳	۲۸	" فضل محمد صاحب " "	عا/	"
۲۴	۲۹	" راحت حسین صاحب " "	عا/	"
۲۵	۳۰	محترمہ بیگم صاحبہ جناب اقبال محمد شاہ صاحب نئی دہلی (منی آرڈر)	ے/	زکوٰۃ
۲۶	۳۱	جناب منشی عبدالرحیم صاحب مظفر نگر (بیمہ رجسٹری)	ما/	"
۲۷	۳۲	" چوہدری مرید احمد صاحب مراد پور (منی آرڈر)	عہ	"
۲۸	۳۳	" خان بہادر قاضی قطب الدین احمد صاحب بریلی (منی آرڈر)	عہ	"

نمبر شمار	نمبر رسید مطبوعہ	نام نامی	رقم	مد
۲۹	۳۴ عہ ۱۱۱	جناب غضنفر بخت صاحب سلہٹ مرسلہ جناب مولوی محمد زکریا صاحب موصولہ صفر ۱۳۶۴ھ (دستی)	صہ/	امداد طلبا
۳۰	۳۵	محترمہ شمس النساء صاحبہ وغیرہ بتوسط جناب فضل الرحمن صاحب انجینئر سلہٹ مرسلہ بشرح بالا (دستی)	ما/	"
۳۱	۳۶	جناب ستو میاں صاحب سلہٹ مرسلہ بشرح بالا (دستی)	صہ ۱۰/	"
۳۲	۳۷	جناب محمد اسلم صاحب ضلع بھاگلپور مرسلہ بشرح بالا (دستی)	صہ	"
۳۳	۳۸	محترمہ بیگم صاحبہ فاروق مرزا صاحب دہلی (دستی)	عا/	"
۳۴	۳۹	ایک خدا پسند صاحب خیر بطور ذاتی	صما/	"
۳۵	۴۰	جناب ملک دین محمد صاحب لاہور مرسلہ جناب شیخ مبارک علی صاحب (چیک)	ما/	"
۳۶	۴۱	" حاجی میر دین صاحب لاہور " ڈرافٹ	صہ	"
۳۷	۴۲	" حاجی گل محمد صاحب " " "	صہ	"
۳۸	۴۳	" مولوی محمد شاہ محمد رب نواز صاحب لائل پور (منی آرڈر)	للعہ	"
۳۹	۴۴	" حاجی احمد دین صاحب کوٹ شاہ (منی آرڈر)	عسہ	"
۴۰	۴۵	" مفتی امیر احمد صاحب ہاپوڑ "	صہ	زکوٰۃ
۴۱	۴۶	" مولوی نبی بخش صاحب گوردا سپور انبالہ سور ... امرتسر	عہ	تعمیر

نمبر شمار	نمبر رسید طلب	نام نامی	رقم	مد
۴۲	۴۶	جناب منشی عبداللہ صاحب [illegible] (رسید آئندہ)	[illegible]	امداد عام
۴۳	۴۸	” بابو محمد علی رضا صاحب آگرہ ”	[illegible]	”
۴۴	۴۹	” محمد [illegible] صاحب [illegible] محمد [illegible] صاحب [illegible] (رسید آئندہ)	[illegible]	کتب خانہ
۴۵	۵۰	جناب [illegible] محمد اسلام [illegible] صاحب [illegible] (رسید آئندہ)	[illegible]	امداد عام
۴۶	۵۱	جناب محمد شریف صاحب ولد [illegible] صاحب [illegible] سیالکوٹ (ڈرافٹ)	[illegible]	زکوٰۃ
۴۷	۵۲	جناب مولوی ثواب الدین صاحب امرتسر مرسلہ بشرح بالا (ڈرافٹ)	[illegible]	”
۴۸	۵۳	جناب چوہدری عبدالمجید خاں صاحب [illegible] گوجرانوالہ (رسید آئندہ)	[illegible]	”
۴۹	۵۴	محترمہ [illegible] بیگم صاحبہ [illegible] ”	[illegible]	”
۵۰	۵۵	جناب شیخ [illegible] الدین صاحب، والدہ صاحبہ، ہمشیرہ صاحبہ، [illegible] صاحب، [illegible] خلیل الدین صاحب [illegible]، اہلیہ صاحبہ عبدالجلیل صاحب مرحوم، اہلیہ صاحبہ ظہیر حسن صاحب [illegible] (رسید آئندہ)	[illegible]	امداد عام
۵۱	۵۶	جناب صوفی اللہ [illegible] صاحب [illegible] ”	[illegible]	کتب خانہ
۵۲	۵۷	” حکیم عماد الدین احمد صاحب انصاری لکھنؤ (رسید آئندہ)	[illegible]	ریحان ثواب
۵۳	۵۸	” [illegible] الدین صاحب گورکھپور ”	[illegible]	”

نمبر شمار	نمبر رسید طلب	نام نامی	رقم	مد
۵۴	۵۹	جناب مولوی محمد عثمان صاحب معرفت مولانا مفتی محمد یوسف صاحب [illegible] (رسید آئندہ)	[illegible]	زکوٰۃ
۵۵	۶۰	” [illegible] بشیر احمد صاحب [illegible] (رسید آئندہ)	[illegible]	امداد عام
۵۶	۶۱	” عبدالحکیم [illegible] مولانا [illegible] (رسید آئندہ)	[illegible]	[illegible]
۵۷	۶۲	جناب [illegible] صاحب [illegible] ”	[illegible]	”
۵۸	۶۳	الحاج بابو محمد [illegible] صاحب لاہور ”	[illegible]	”
۵۹	۶۴	” شیخ عبدالحی صاحب کریسانگ ”	[illegible]	امداد عام
۶۰	۶۵	” شیخ غلام محمد صاحب [illegible] سیالکوٹ ”	[illegible]	زکوٰۃ
۶۱	۶۶	” [illegible] احمد صاحب [illegible] ”	[illegible]	فوڈ طلبا
۶۲	۶۷	محترمہ بیگم صاحبہ [illegible] حسن صاحب صدیقی [illegible] (رسید آئندہ)	[illegible]	امداد عام
۶۳	۶۸	محترمہ [illegible] صاحب [illegible]	[illegible]	[illegible]
۶۴	۶۹	جناب [illegible]	[illegible]	امداد عام
۶۵	۷۰	جناب [illegible] صاحب لاہور ”	[illegible]	”
۶۶	۷۱	” [illegible] ”	[illegible]	”
۶۷	۷۲	” [illegible]	[illegible]	”
۶۸	۷۳	” شیخ [illegible] الدین [illegible]	[illegible]	[illegible]
۶۹	۷۴	” [illegible] (رسید آئندہ)	[illegible]	امداد عام
۷۰	۷۵	” [illegible] صاحب امرتسر ”	[illegible]	زکوٰۃ
۷۱	۷۶	” [illegible] ”	[illegible]	[illegible]
۷۲	۷۷	” [illegible] صاحب [illegible]	[illegible]	”
۷۳	۷۸	” [illegible] ”	[illegible]	”

نمبر شمار	نمبر رسید طلب	نام نامی	رقم	مد
۷۴	۷۹	مسلمانان موضع کلی دکوئٹہ بلوچستان بتوسط جناب عبدالحمید صاحب لدھیانی منی آرڈر	[illegible]	امداد عام
۷۵	۸۰	محترمہ اللہ صاحبہ منظاہر حسن صاحب دہلی	[illegible]	امداد عام، زکوٰۃ
۷۶	۸۱	جناب حاجی محب اللہ خان صاحب نجیب آباد	[illegible]	امداد عام
۷۷	۸۲	جیو اعبد اللہ صاحب ڈیسا منی آرڈر	[illegible]	؍؍
۷۸	۸۳	حاجی محمد شمشاد حسین صاحب علیگڑھ	[illegible]	زکوٰۃ
۷۹	۸۴	شیخ نجم الدین میاں احمد میاں صاحب جوناگڑھ	[illegible]	؍؍
۸۰	۸۵	ڈاکٹر امیر الدین صاحب امرتسر منی آرڈر	[illegible]	؍؍
۸۱	۸۶	ٹھیکیدار محمد امیر خان صاحب پشاور	[illegible]	؍؍
۸۲	۸۷	محترمہ والدہ صاحبہ مرزا عبدالحفیظ صاحب مرسلہ مرزا مولا بخش صاحب چنیوٹ منی آرڈر	[illegible]	؍؍
۸۳	۸۸	جناب محمد قاسم صاحب سیٹھ ٹو آنہ منی آرڈر	[illegible]	امداد عام
۸۴	۸۹	سیٹھ احمد حاجی موسیٰ جی سالوجی صاحب افریقہ (ڈرافٹ)	[illegible]	زکوٰۃ
۸۵	۹۰	سیٹھ عبدالرحیم عثمان صاحب کلکتہ بیمہ رجسٹری	[illegible]	؍؍
۸۶	۹۱	محترمہ بیگم صاحبہ جناب شاہ غیاث عالم صاحب میرٹھ (بیمہ رجسٹری)	[illegible]	؍؍
۸۷	۹۲	جناب الحاج شیخ محمد سعید صاحب ربانی منی آرڈر	[illegible]	امداد عام، زکوٰۃ
۸۸	۹۳	ایس ایم منصور صاحب [illegible] آباد	[illegible]	؍؍
۸۹	۹۴	جناب حاجی محمد احمد صاحب باٹری دہلی دستی	[illegible]	امداد عام
۹۰	۹۵	میر امداد جمال الدین یار خان صاحب محترمہ خانم صاحبہ موصوف نئی دہلی چیک	[illegible]	؍؍
۹۱	۹۶	ایک صاحب خیر جزاہ اللہ بتوسط حافظ علیم اللہ صاحب موضع پنج لاسہ منی آرڈر	[illegible]	؍؍
۹۲	۹۷	جناب چودھری فضل الدین صاحب لاہور	[illegible]	زکوٰۃ

نمبر شمار	نمبر رسید طلب	نام نامی	رقم	مد
۹۳	۹۸	جناب مولوی عبدالغنی صاحب گوجرانوالہ منی آرڈر	[illegible]	امداد عام
۹۴	۹۹	سید محمد تسنیم حسین صاحب علیگڑھ	[illegible]	زکوٰۃ
۹۵	۱۰۰	حاجی مرزا مولا بخش صاحب چنیوٹ	[illegible]	؍؍
۹۶	۱	خان بہادر سید محمد ناہد علی شاہ صاحب سبزپوش، گورکھپور (چیک)	[illegible]	امداد عام
۹۷	۲	محترمہ بیگم صاحبہ فاروق مرزا آغا محمد علی قزلباش (دستی)	[illegible]	؍؍
۹۸	۳	جناب محمد انوار العزیز صاحب لکھنؤ منی آرڈر	[illegible]	زکوٰۃ
۹۹	۴	ایک صاحب خیر بتوسط سلیمن خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف (ڈرافٹ)	[illegible]	امداد عام
۱۰۰	۵	جناب عبدالغفور رحیم بخش جی صاحب رانی گاؤں بیمہ رجسٹری	[illegible]	زکوٰۃ
۱۰۱	۶	رحیم بخش حاجی محمد بخش جی صاحب مرسلہ بشرح بالا انسی گاؤں (بیمہ رجسٹری)	[illegible]	؍؍
۱۰۲	۷	عبدالرحمن حاجی محمد بخش جی صاحب مرسلہ بشرح بالا انسی گاؤں (بیمہ رجسٹری)	[illegible]	؍؍
۱۰۳	۸	نطھو محمد رحیم بخش جی صاحب انسی گاؤں مرسلہ بشرح بالا (بیمہ رجسٹری)	[illegible]	؍؍
۱۰۴	[illegible]	جناب محمد [illegible] خان صاحب مرسلہ والا برخوردار انبالہ چھاؤنی (منی آرڈر)	[illegible]	امداد عام
۱۰۵	۶۴	دین محمد صاحب ضلع سیالکوٹ مرسلہ	[illegible]	زکوٰۃ
۱۰۶	۶۵	حاجی علی محمد صاحب چشتی لاہور	[illegible]	؍؍
۱۰۷	۶۶	محترمہ بیگم صاحبہ جناب میاں مہر شاہ دین صاحب میاں چنوں (منی آرڈر)	[illegible]	؍؍
۱۰۸	۶۷	جناب سلطان محمد صاحب [illegible] مرسلہ جناب حاجی امام الدین صاحب سلانوالی ڈرافٹ	[illegible]	؍؍

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
۱۰۹	ملک جلد ۵	جناب صوفی اللہ دتا صاحب ملوانی مرسلہ جناب حاجی امام الدین صاحب - سلانوالی ڈاکخانہ	صہ	زکوٰۃ
۱۱۰	۶۹ ″	جناب حکیم فقیر محمد صاحب ″ ″ ″	صہ	″
۱۱۱	۷۰ ″	″ محمد صاحب حجام ″ ″ ″	صہ	″
۱۱۲	۷۱ ″	″ غلام محمد صاحب کبابرنڈ ″ ″ ″	صہ	″
۱۱۳	۷۲ ″	″ شمس الدین صاحب لکھنؤ (برادر اے عصمت کنیز فاطمہ صاحبہ) منی آرڈر	صہ	امداد عام
۱۱۴	۷۳ ″	جناب محمد علی صاحب و زبیدہ بانو صاحبہ بتوسط جناب مولوی محمد ارشاد صاحب چودھری عنایت آباد (منی آرڈر)	صہ	ایصال ثواب
۱۱۵	۷۴ ″	″ محمد نقی صاحب لاہور ″	صہ	امداد عام
۱۱۶	۷۵ ″	″ محمد شفیع اللہ خانصاحب بتوسط جناب ڈاکٹر سید محفوظ الرحمن صاحب ردولوی منی آرڈر	صہ	ایصال ثواب
۱۱۷	۷۶ ″	جناب مشتاق احمد صاحب شملہ غربی ″	صہ	وظائف یتامیٰ
۱۱۸	۷۷ ″	″ اقبال احمد صاحب ایم اے ″ ″	صہ	زکوٰۃ
۱۱۹	۷۸ ″	″ سید حسین صاحب بتوسط جناب انوار الحسن صاحب کانپور (برلسٹ حکیم شیریں بجلی مدرسہ) منی آرڈر	صہ	امداد عام
۱۲۰	۷۹ ″	″ مخفوظ صاحب سبزی فروش بتوسط جناب سید تنظیم حسین صاحب جھانسی (منی آرڈر)	صہ	″
۱۲۱	۸۰ ″	جناب ابراہیم صاحب عرف مخفوظ صاحب بتوسط ″ ″	صہ	″
۱۲۲	۸۱ ″	″ ڈاکٹر شیخ شہاب الدین صاحب ہوشیارپور ″	صہ	زکوٰۃ
۱۲۳	۸۲ ″	″ ایم فضل دین عبدالحق صاحبان امرتسر ″	صہ	امداد عام
۱۲۴	۸۳ ″	″ میاں غلام محمد صاحب ایمانداد ″ ″	صہ	″
۱۲۵	۸۴ ″	″ صدیق احمد صاحب لاہور ″	صہ	زکوٰۃ

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
۱۲۶	ملک جلد ۵	جناب نذیر احمد صاحب جیونی (شکرانہ ختم کلام اللہ تحسین احمد سلمہ) (منی آرڈر)	صہ	امداد عام
۱۲۷	۸۶ ″	جناب مولوی حافظ محمود الحسن صاحب بی اے ایل ٹی - سہارنپور (دستی)	صہ	زکوٰۃ
۱۲۸	۸۷ ″	محترمہ بیگم صاحبہ جناب کیپٹن ڈاکٹر سید محمد اعجاز حسین صاحب کرنال (بابت ماہ اگست ۱۹۴۸ء) منی آرڈر	صہ	امداد عام
۱۲۹	۸۸ ″	اہلیہ صاحبہ غنی محمد خانصاحب ٹرگاؤں ″	صہ	زکوٰۃ
۱۳۰	۸۹ ″	جناب بشیر احمد شفیق احمد صاحبان تقیہ جھال ″	صہ	امداد عام
۱۳۱	۹۰ ″	محترمہ نور جہاں بیگم صاحبہ بتوسط جناب حکیم محمد حسن خانصاحب - دہلی - (منی آرڈر)	صہ	″
۱۳۲	۹۱ ″	جناب حاجی لیفٹیننٹ مولوی غلام محمد صاحب ریٹائرڈ (بابت ۱۵ اگست ۱۹۴۸ء) (منی آرڈر)	صہ	زکوٰۃ
۱۳۳	۹۲ ″	جناب عبد المجید صاحب بی اے علیگ گورکھپور ″	صہ	″
۱۳۴	ملک جلد ۶	جناب فضل الٰہی صاحب موضع رحیال مرسلہ حوالدار برخوردار صاحب انبالہ منی آرڈر	عمر	امداد عام
۱۳۵	۳۵ ″	جناب قادر بخش صاحب چانن پورہ مرسلہ جناب حاجی امام الدین صاحب سلانوالی ڈاکخانہ	عصہ	وظائف طلبا
۱۳۶	۳۶ ″	جناب اللہ دتا صاحب ″ ″ ″	عصہ	″
۱۳۷	۳۷ ″	محترمہ ستان بی بی صاحبہ زیادہ ″ ″ ″	عصہ	زکوٰۃ
۱۳۸	۳۸ ″	جناب محمد صاحب ملازق چانن پورہ ″ ″ ″	عصہ	″
۱۳۹	۳۹ ″	″ غلام ولد محمد صاحب ″ ″ ″ ″	عصہ	″
۱۴۰	۴۰ ″	″ امیر ولد محمد صاحب ″ ″ ″ ″	عصہ	″
۱۴۱	۴۱ ″	″ گاہنا صاحب حجام ″ ″ ″ ″	عصہ	″
۱۴۲	۴۲ ″	″ محمد ولد جہان خان صاحب ″ ″ ″	عصہ	″

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
۱۴۳	۱۳ جلد ۱۲۶	جناب روشن علدی صاحب مرسلہ جناب حاجی امام الدین صاحب، سلاوزالی (ڈرافٹ)	عصر	زکوٰۃ
۱۴۴	۴۴ "	جناب بیر محمد جیوا صاحب مرسلہ " " "	عصر	"
۱۴۵	۴۵ "	" حاجی امام الدین صاحب سلاوزالی	عصر	"
۱۴۶	۴۶ "	" احمد علی صاحب بتوسط جناب عبدالحکیم خان صاحب موضع شند ور (منی آرڈر)	عصر	امداد عام
۱۴۷	۴۷ "	" حاکم حسین صاحب بتوسط " " "	عصر	"
۱۴۸	۴۸ "	" سلطان احمد صاحب حانی جپہ سی "	عصر	امداد طلباء
۱۴۹	۴۹ "	" محترمہ سیدانہ صاحبہ خالہ منعم عباسی پانی پتی دہلی (بابت ماہ جولائی ۱۹۴۵ء) (دستی)	عصر	امداد عام
۱۵۰	۵۰ "	جناب مسٹر صمصام الحق صاحب رشی تھانوی "	عصر	"
۱۵۱	ثلث جلد ۱	" محمد رفیع صاحب، دہلی قرولباغ بلاخوٰن	عصر	"
۱۵۲	۲ "	" مسٹر ظفر الحسن صاحب، نئی دہلی (بابت ماہ جون و جولائی ۱۹۴۵ء) بذریعت خود	عصر	"
		بسعی مولوی محمد الحمد اللہ صاحب کیمبرگنج		
۱۵۳	رشید جلد ۹۲ ۳	ایک صاحب خیر جزاہ اللہ کیمبرگنج	عـ	امداد عام
۱۵۴	۳۱ "	" " " " "	عـہ	"
		ذریعہ مولوی ناظم حسین صاحب صدیقی		
۱۵۵	رشید جلد ۱۰۲ ۲	جناب حاجی شیخ تمحو صاحب مکرانہ	عـہ	امداد عام
۱۵۶	۲۹ "	" احمد بخش عبدالکریم صاحبان "	عـ	"
۱۵۷	۳۰ "	" عثمان غنی محمد بخش جی صاحب "	عـ	"

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
		ذریعہ مولوی ناظم حسین صاحب صدیقی		
۱۵۸	۱۰۳ جلد ۱	جناب حسین بخش سلطان بخش جی صاحب مکرانہ (دیونٹ)	عصر	وظائف طلبا
۱۵۹	۳۲ "	" شیخ عبداللہ رحیم صاحبان گزوہ مکرانہ	عصر	امداد عام
۱۶۰	۳۳ "	" عیسو نور ولد گلاب صاحب "	عـہ	"
۱۶۱	۳۴ "	" حاجی حسین بخش فاضل جی صاحبان "	عـہ	"
۱۶۲	۳۵ "	" محمد ابراہیم ولد محمو جی صاحب "	عـار	"
۱۶۳	۳۶ "	" رحیم بخش نبی بخش صاحبان "	عـار	"
۱۶۴	۳۷ "	" نور محمد شفیع محمد صاحبان "	عصر	"
۱۶۵	۳۸ "	" غلام نبی ولد دین محمد صاحب "	عصر	"
۱۶۶	۳۹ "	" نیاز محمد شکور جی صاحب (برائے دعا ادائیگی قرض) "	عـار	غلاف
۱۶۷	۴۰ "	" سردار محمد ولد داؤد جی صاحب (برائے دعائے صحت ہارون رشید فرزند خود) مکرانہ	عـار	"
۱۶۸	۴۱ "	جناب انعام اللہ صاحب بتوسط جناب سید مشتاق احمد صاحب جودھپور (برائے دعا علاج فرزند)	عـہ	"
۱۶۹	۴۲ "	جناب صالح محمد صاحب جودھپور	عصر	"
۱۷۰	۴۳ "	" حاجی عبدالرحمٰن صاحب "	عـار	زکوٰۃ
۱۷۱	ثلث جلد ۱	" عبدالغنی صاحب، عبدالحکیم صاحب مکرانہ	عصر	امداد عام
۱۷۲	۹ "	" " " "	عصر	"
۱۷۳	۱۰ "	" عبداللطیف مستری محمد مصطفیٰ صاحبان "	عصر	"
۱۷۴		آمدنی سنہ اعراس از شیخ مبارک علی صاحب لاہور	سـار	
۱۷۵		آمدنی بعد اشتراک مدِ ذالے حرم	مالعـہ	

میزان آمدنی ماہ شعبان المعظم ۱۳۶۳ھ ـــ سہ صد سالہ ۵ / ۹ روپیہ پائی

احقر
ضیاء الدین احمد عفی عنہ
معتمد صدر دفتر مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ۔ دہلی۔ قرولباغ

مدرسہ صولتیہ (مکہ معظمہ) کے اہم اغراض و مقاصد

۱ مکہ معظمہ میں ہندوستانی طلبہ کے لئے بالخصوص اور آفاقی طلبہ کے لئے بالعموم تجوید و علم قرأت کی صحیح تعلیم کا انتظام کرنا۔

۲ ان ہونہار شائقین علم پردیسی طلبہ کی تعلیم و قیام کا بلا معاوضہ بندوبست کرنا، جو دنیائے اسلام سے تحصیل علوم اسلامیہ کے شوق میں مکہ معظمہ آتے ہیں، اور چاہتے ہیں کہ مرکز اسلام کچھ حاصل کر کے جائیں۔

۳ مستحق و نادار طلبہ کی حوصلہ افزائی کے لئے نقد وظائف امداد دینا۔

۴ قابل طلبہ کی حوصلہ افزائی کے لئے ان کو وظائف لیاقت دینا۔

۵ یتیموں اور خاص طور پر مہاجرین حرم کے بچوں کی تعلیم و تربیت۔

۶ مرکزی حیثیت سے دنیائے اسلام کے لئے مدرسہ کو جامعہ حرم یا مکہ یونیورسٹی بنانا۔

۷ دینی تعلیم کے ساتھ صنعتی تعلیم کا انتظام مکمل دار الصنائع کا قیام اور اسکی مستقل عمارت بنانا۔

۸ مدرسہ کے کتبخانہ کی مستقل عمارت تیار کرنا، اور مرکزی شان کے لحاظ سے اسے وسعت دینا۔

ترجمان القرآن

از

مولانا ابوالکلام آزاد

جلد دوم

یہ جلد اپنی نوعیت کے لحاظ سے پہلی جلد سے بھی زیادہ مہتم بالشان ہے یعنی حواشی زیادہ مفصل، دلکش اور اہم مسائل پر مشتمل ہیں، کتابت و طباعت بھی بہتر ہے۔ چونکہ سورۂ انفال، کہف، مریم، انبیاء، وغیرہ اسی میں آگئی ہیں اور مولانا کو تب کے جدید انتظام کے باعث جی کھول کر بحث کرنے کا موقع مل گیا ہے اس لئے کتاب اپنے رنگ میں اور علمی خصوصیت کے اعتبار سے بے نظیر ہوگئی ہے، سورۂ اعراف سے سورۂ مومنون تک، ہدیہ بلا جلد ۳؎، مجلد عـہ

(ندائے حرم کا حوالہ ضرور دیں)

شیخ مبارک علی تاجر کتب - اندرون لوہاری دروازہ - لاہور

[illegible]

ندائے حرم

صدر دفتر مدرسہ صولتیہ (مکہ معظمہ) دہلی کا ماہوار رسالہ

مرتبہ

ادارہ صدر دفتر

جلد ۵

ندائے حرم کا مقصد

۱ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے اغراض ومقاصد کی اشاعت اور اُن کی تکمیل کے لیے کوشش۔

۲ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے سرپرستوں اور معاونین کو اس کے اہم اور ضروری حالات سے روشناس کرنا۔

۳ مسلمانانِ ہند کو اسلامی دنیا کی اہم تحریکات علمی و معاشرتی جدوجہد اور علمی و فنی خدمات سے باخبر کرنا۔

ندائے حرم کا مسلک

۱ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کعبہ کے زیر سایہ ایک باہمہ مرکزی تحریک ہے اس لئے مجلہ ندائے حرم مرکز اسلام کی آواز ہے

۲ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ غیور باہمت مسلمانانِ ہند کی خدا کے گھر میں بہتّر سالہ مشترکہ یادگار ہے اس لئے ندائے حرم کو عام اختلافی امور سے احتراز ہوگا

۳ سیاسی معاملات اور ملکی سیاست سے تعلق نہ ہوگا۔

ندائے حرم پابندیٔ وقت کیساتھ ہر انگریزی ماہ کی ۱۵ تاریخ کو کم از کم ۴۸ صفحات پر شائع ہوتا ہے عدم وصولی کی صورت میں ۲۵ تاریخ تک اطلاع دیکر دوسرا رسالہ طلب فرمائیں اسکے بعد دفتر معذور ہوگا۔ ماہنامہ ندائے حرم مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے مستقل سرپرستوں اور خاص معاونین کی خدمت میں ہدیۃً پیش کیا جاتا ہے۔ جواب طلب امور کیلئے محصول ڈاک بھیجئے۔

سالانہ اشتراک تین روپے، فی پرچہ ۴ر، بیرون ہند سے ۶ شلنگ۔

رسالہ کے متعلق تمام ضروری خط وکتابت منتظم رسالہ ندائے حرم سے ہونی چاہیئے۔

نمونہ کے لئے ۳ر کے ٹکٹ آنا ضروری ہیں۔

ترسیل زر کا پتہ

منتظم۔ صدر دفتر مدرسہ صولتیہ (مکہ معظمہ) دہلی قرولباغ

تار کا پتہ: صولتیہ دہلی

SAULATIYA DELHI

ندائے حرم

عدد — مسئول: ضیاء الدین احمد — جلد ۵

بابت ماہ شوال المکرم ۱۳۶۴ھ مطابق ماہ ستمبر ۱۹۴۵ء

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	زائر یثرب سے (نظم)	۲		مسلمانوں کی مصنوعات اور تجارت کا دائرہ	
۲	اشارات	۳		سعدی رح اور عرب تاجر	
	کرۂ ارض پر اسلامی فتوحات			عربوں کے بحری اکتشافات	
	الحق ما شہدت بہ الاعداء			انگریزی زبان میں عربی کے بحری الفاظ	
۳	بصائر	۹	۵	سبیل کوثر	۱۷
	نسوانی ترقی کے عریاں نتائج		۶	موج کوثر	۲۲
	قائد یا پیرو		۷	سفرنامہ ابن بطوطہ	۲۵
	ہمت مردانہ		۸	کلید جنت	۳۱
	مسلمان کی نئی تعریف		۹	زائرین بیت اللہ سے گذارش	۳۲
	باغیوں سے ہمدردی		۱۰	عازمین حج کیلئے مزید آسانیاں و معلومات	۳۵
۴	ازمنہ وسطیٰ میں مسلمانوں کا بحری اقتدار	۱۳	۱۱	صحیفہ سعادت	۳۹
	ایک مصری عالم کا بصیرت افروز مقالہ			— — — —	•

زائرِ یثرب سے!

(از جناب حکیم حافظ عبد الرشید صاحب ذوقیؔ کاندھلہ)

تجھے ذوقِ سفر اے زائرِ یثرب مبارک ہو
تجلی نور کی اے نور کے طالب مبارک ہو

مبارک ہو تجھے دشتِ عرب کی جادہ پیمائی
نسیمِ روح پرور میں وہاں کی بادہ پیمائی

مبارک ہو تجھے اللہ کے در پر جبیں سائی
مبارک ہو حرم کے ذرہ ذرہ سے شناسائی

مبارک ہو تجھے یہ جذبۂ طاعت مبارک ہو
ہجومِ شوق میں طاعت کی یہ ساعت مبارک ہو

مبارک خانۂ کعبہ میں طوفِ بندگی تجھ کو
مبارک ہر نفس میں ایک تازہ زندگی تجھکو

مبارک ہو تجھے اللہ کے الطاف کا سایہ
کرم کا رحمتوں کا فضل کا گنجِ گرانمایہ

مبارک ہو رسول اللہ کے دربار میں جانا
مبارک ہو تجھے میرا سلامِ شوق پہنچانا

خوشا وہ دل کہ جس پر بارشِ انوار ہو جائے
زہے وہ بخت اس محفل میں جسکو بار ہو جائے

اثراتُ

کرۂ ارض پر اسلامی فتوحات

الحق ما شہدت بہ الاعداء

"اسلام ابتدا ہی سے تبلیغی مذہب ہونے کی سند رکھتا ہے اس کا کام یہ ہے کہ وہ لوگوں کے دلوں کو مسخر کرے تاکہ وہ مسلمان ہو کر ایمان و اخوت کی شیرازہ بندی میں شامل ہو جائیں۔" (ٹی۔ ڈبلیو۔ آرنلڈ)

اسلام دنیا کی سب سے بڑی طاقت ہے اس کا ظہور اس وقت ہوا جب مشرق و مغرب، شمال و جنوب ہر سمت تہذیب و تمدن کی روح فنا ہو چکی تھی اور تعمیر و ترقی کا چراغ گل ہو چکا تھا۔

موسیو گال لیبام کا قول ہے کہ "میلاد محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے قبل اور کچھ بعد تمام دنیا پر جہالت کی گہری تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ جس کو ظہورِ محمدی نے آنًا فانًا اجالے میں تبدیل کر دیا۔"

ایک بڑا مورخ ولنگر اسلام کی ترقی کے اعجاز سے متحیر ہو کر چیخ اٹھا۔

"یہ خالص مذہبی جوش تھا یا ایک نئے مذہب کی تازہ قوت جس سے یہ پاکیزہ پھول کھلا کہ مسلمانوں کو ہر معرکہ میں فتح نصیب ہوئی اور ایک بہت ہی قلیل عرصہ میں جس کا یقین نہیں آتا وہ عظیم الشان سلطنت قائم ہو گئی جس کی نظیر نہیں ملتی۔"

تاریخ میں کئی زبردست اور چھا جانے والی قوموں کا وجود معلوم و متعین ہے۔ ایسی قوموں کا بھی تاریخ سے پتہ چلتا ہے جو اپنے وطن میں تھالے اور ضروریات زندگی کے ناپید ہونے کی وجہ سے تاخت و تاراج کے شوق میں مشرق سے اٹھ کر دوسری قوموں پر ٹوٹ پڑیں، مگر ایک مستشرق بآواز بلند سوال کرتا

کہ وہ کونسی قوم تھی جس نے نصریوں کی طرح دنیا کے برابر عظیم الشان نظم قائم کیا۔ اور دنیا کی قوموں کو اپنے نظام میں لے کر ایک کر دیا ہو؟

ایک مغربی مورخ کا خیال ہے کہ خالد اللہ کی تلوار تھیں جو ایک تھے جس نے طاقت اور حرص کی ترغیب سے لوگوں کو مجبور کیا کہ وہ رسول خدا کی پیروی کریں۔ اس مورخ کے غلط خیال کا جواب ڈبلن کے سابق آرچ بشپ نے اپنی حق پرور تقریر میں یہ دیا ہے۔

"صرف خالدؓ ہی نہیں بلکہ درحقیقت ہر مسلمان لڑنے والے نے اپنے تئیں سیف اللہ سمجھا۔ ان مجاہدوں نے سوچا کہ وہ پہلے کیا تھے، اب کیا ہیں تو انہیں محسوس ہوا کہ کوئی ان کو ایک نئی روحانی فضا میں لے آیا ہے اور اب آخر کار وہ سمجھے کہ انسان کی شان اور انسان کا جلال کیا ہے۔ یعنی ایک ایسے خدا کا بندہ ہونا جو سب کا خالق اور حاکم ہے۔ وہ ایسے مسلمان بنے جن کا کام تھا خدا کی قوت کا اعلان کرنا، وہ پہلے خود خدا کے مطیع ہوئے پھر اوروں کو مجبور کیا کہ خدا کے مطیع بنیں۔ یہ ایسی سچائی تھی جس نے ہزاروں دلوں کو مسخر کر لیا۔ ہزاروں قبیلے ایک قوم بن گئے۔ اور جھوٹے خداؤں کو پوجنے والے ایک سماج میں جمع ہو گئے۔"

کارلائل نے اس حقیقت کا اظہار خوب کیا ہے۔ "اگر یہ صحیح ہے کہ حضرت محمدؐ نے تیغ زن سپاہیوں کے ذریعہ اسلام پھیلایا تو یہ بتایا جائے کہ ان تیغ زن سپاہیوں کو کونسی تلوار کے زور سے مسلمان کیا گیا تھا؟"

معمورۂ عالم میں اسلام کی ہمہ گیر فاتحانہ اشاعت کے متعلق سب سے زیادہ سچی بات مشہور امریکن مصنف ڈاکٹر لوتھراپ اسٹاڈرڈ نے پیش کی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ "وہ خواہش جو مسلمانوں کو جہاں تہاں لے گئی یہ تھی کہ خدائے واحد کے لئے دنیا کو فتح کیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ مدینہ کی حکومت ابتدائی عہد میں خدائی جمہوریت تھی اور بس"۔ اپنے ایک خدا کو دنیا سے منوانا اور اسی کے لئے دنیا کے چپہ چپہ تک پہنچنا وہ بلند عقیدہ تھا جس نے عہد سعادت کے ہر مجاہد مسلمان کو دنیا کے حوادث کے مقابلہ میں سینہ سپر کر دیا تھا

اسلام کے ظہور کے ساتھ سب سے پہلے مردوں میں ابوبکر صدیق رضؓ، بچوں میں علی بن ابی طالب رضؓ اور عورتوں میں خدیجۃ الکبریٰ رضؓ حلقہ بگوش اسلام ہوئیں۔ حضرت خدیجہ رضؓ کو تاریخ کے دربار سے اسلام کے پہلے سچے وزیر کا خطاب ملا۔

منصور تبسم

شوال المکرم ۱۳۹۶ھ

کل چار آدمیوں کا قافلہ تھا جن میں خود امیر قافلہ بھی تھا، چند دن بعد چھ آدمی اور شامل ہوئے۔ زیادہ عرصہ نہیں گذرا تھا کہ ۴۰ مرد اور عورتیں اور آ گئے۔ عرش الٰہی سے حکم ہوا۔ "اب جو حکم دیا جائے اس کی تعمیل کرو" قافلہ کو اپنی منزل معلوم ہو گئی۔ امیر قافلہ بطحا سے یثرب پہنچا۔ ساتھ والے ساتھ تھے، جہاں ایک آدمی مشکل سے حلقہ بگوش اسلام ہوتا تھا۔ وہاں اب صدہا قبیلے اپنی حقیقی منزل کا پتہ پوچھتے پوچھتے راہ راست پر آ گئے۔

آخر پورا عرب، عراق، ایران، شام، فلسطین اور مصر مسلمان ہوئے۔ آج کون سا ملک ہے جہاں مسلمان موجود نہیں اور جہاں عربی زبان جاننے والے نہیں ہیں۔ ستر کروڑ انسان ایک سنہری زنجیر میں تسبیح کے دانوں کی طرح منسلک ہیں اور سب دنیا میں تبلیغ کی طاقت اور اسلام کی تسخیری قوت پر گواہی دے رہے ہیں۔

اسلام کی توسیع و ترقی کے ابتدائی دور میں ہی یہ بات ثابت ہو گئی تھی کہ اس عظیم الشان مذہب کا رخ تمام دنیا کی قوموں، قبیلوں، نسلوں، ذاتوں، طبقوں اور مذہبوں کی طرف ہے یہ ایک پیغام تھا جس کا خطاب ملکوں کی طرف تھا۔ اس سے پہلے کبھی اتنی بڑی، ایسی وسیع، اس طرح ہمہ گیر تحریک دنیا میں رونما نہ ہوئی تھی۔ گویا ایک نصب العین تھا جس کو آسمان کے منور ستارے اور زمین کے روشن ذرے سب کے سب قبول کر سکتے تھے۔ اس پر مکہ کے قریشی اور مدینہ کے انصاری اصحاب ایمان لائے۔ اس کو سلمان فارسی اور بلال حبشی نے قبول کیا۔ یہودیوں نے اسلام کے خلاف بغاوت کی، سازشیں برپا کیں، عہد نامے توڑے، اسلام نے ان کو جلاوطن کر دیا۔ یہ ایک بڑے جرم کی چھوٹی سزا تھی، قدرت نے ان سے حکومت کا تاج ہمیشہ کے لئے چھین لیا۔ اور ان کی عزت کا ہمیشہ ہمیشہ کیلئے خاتمہ کر دیا۔ یہ ایک بڑے جرم کی قدرتی سزا تھی۔ (جس کو یہودی اب تک بھگت رہے ہیں۔ اور قرآنی فیصلہ ہے کہ ابد الآباد تک وہ اس میں مبتلا رہیں گے، یہودی سلطنت کے قیام کا خواب انشاء اللہ کبھی شرمندۂ تعبیر نہ ہوگا۔) اطراف عرب کے عیسائی بدوؤں نے اس کو قبول کیا یا اس کا ساتھ دیا، ہر صورت میں فوز و فلاح کا تخت ان کے حصہ میں آیا۔ ایک عیسائی مصنف

اعتراف کرتا ہے کہ یہ بات ذرا بھی محل تعجب نہیں کہ بہت سے عیسائی اس تحریک عظیم کی تُند لہر میں بہ اُگئے۔ صدیوں کے مسیحی قبیلے منٹوں میں مسلمان ہو گئے۔

بنو غسان کا عرب عیسائی قبیلہ جو فلسطین کے صحرائے مشرق اور جنوبی شام میں با اقتدار تھا اور اس کے افراد کی نسبت کہا گیا تھا کہ وہ جاہلیت کے وقت میں سردار تھے اور اسلام کے زمانے میں ستارے ہیں، پورا کا پورا مسلمان ہو گیا۔

وادیٔ خلیل کی ایک آواز۔ خدا کے گھر کی بہتر سالہ مرکزی تحریک کے نقیب اور ساکنانِ حرم پاک کے پیامبر "ندائے حرم" کی بانگ وندا کا گہرا اثر خدا کا شکر ہے کہ دردمند وحساس اور بیدار مغز مسلمانوں کے دلوں میں اپنی جگہ کر رہا ہے، قدرت نے جن کانوں کو اس آواز کے سننے اور اس پر لبیک کہنے کی توفیق دی ہے وہ صحیح طور پر اس سے متاثر ہیں، جس کا ثبوت ان کا جذبۂ عمل ہے، جن حضرات نے "ندائے حرم" کی اپیل (وادیٔ خلیل کی ایک آواز) پر لبیک کہکر نئی عملی مثالیں قائم کی ہیں، سطور ذیل میں اظہارِ شکر وسپاس کے لئے ہم ان کا ذکر کرتے ہیں۔ ان معاونین حضرات کو یقیناً اپنی تعریف و توصیف کی ضرورت نہیں ان کا معاملہ محض اللہ تعالیٰ کی ساتھ ہے وہ اسی سے اجر وثواب کے متوقع ہیں، صرف اس لئے یہاں ان کا ذکر مقصود ہے کہ دوسرے اہل خیر اور نیک دل مسلمانوں کو بھی ترغیب خیر ہو، اور ان حضرات کو بھی اجر میں حصہ ملے۔

اس میں شبہ نہیں کہ ہر علمی اور دینی ادارہ کی تکمیل مقاصد اور کامیابی کے لئے جس طرح سرمایہ کا ہونا لازمی اور ناگزیر ہے اسی طرح احساس اور فرض شناسی اس کی ترقی وبقا کے لئے ایک بنیادی چیز ہے، جس پر مقاصد کی تکمیل اور کامیابی کا دار ومدار ہے، بحمد اللہ مسلمانوں میں یہ احساس وبیداری پیدا ہو رہی ہے۔ ہم جب دیکھتے ہیں کہ ندائے حرم کی پانچ سالہ آواز بے اثر نہیں رہی تو ہمارا سرِ نیاز جذبات تشکر سے بارگاہِ الٰہی میں جھک جاتا ہے اور ہم دست بدعا ہوتے ہیں کہ خداوند پاک جو قلوب کا مالک ہے، مسلمانوں کے قلوب میں اپنے مرکز اور مرکز کی اس بہتر سالہ علمی

تحریک کے لئے مزید ترٹپ اور خلوص پیدا فرمائے اور اس کو اپنے مقررہ بلند معیار (کہ یونیورسٹی) تک پہنچانے کی توفیق رفیق فرمائے۔

بیگم صاحبہ خان بہادر محمد مونس خانصاحب سوانی ان محترم خواتین میں سے ہیں جن کا تعلق دارالعلوم صولتیہ مکہ معظمہ سے خاندانی ہے، آپ کے بزرگوں کا شمار دارالعلوم صولتیہ کے محسنین کی صف اول میں ہے۔ اسی بناء پر بیگم صاحبہ کو بھی دارالعلوم صولتیہ مکہ معظمہ سے دلی تعلق ہے، آپ نے دارالعلوم حرم کی امدادی رقم کے ساتھ ندائے حرم کا بدل اشتراک سالانہ بھی بجائے تین روپے کے پانچ روپے ارسال فرما کر ندائے حرم کی قدردانی اور ہماری حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اس عمل خیر کو ہماری تمام معاون بہنوں اور بھائیوں کیلئے قابل تقلید نمونہ بنائے۔ اور اپنی ایک بلند ہمت بہن فخر خواتین ہند صولت النساء بیگم صاحبہ مرحومہ کی قابل فخر یادگار دارالعلوم حرم صولتیہ کی زیادہ سے زیادہ اعانت کی توفیق اور اس کے بقا و ترقی کی ذمہ داری کا احساس عطا فرمائے۔ بیگم صاحبہ کا نام امتیازی خریداران میں درج کر لیا گیا ہے۔

میاں غلام محمد خوجہ صاحب خان گڈھ۔ دارالعلوم حرم صولتیہ کے قدیم معاون اور قدرشناس ہیں، دارالعلوم حرم کی اعانت کا ایک خاص جذبہ رکھتے ہیں اور وقتاً فوقتاً اس کا عملی ثبوت دیتے رہتے ہیں۔ حال میں آپ نے مختلف مدات خیر میں ایک رقم ہمیں روانہ فرمائی ہے۔ جس میں سے بارہ روپے کی رقم "ندائے حرم" کے لئے مخصوص ہے۔ جو سالہائے گذشتہ اور سال حال کے اشتراک "ندائے حرم" میں جمع کر لی گئی ہے۔ ہم آپ کے اس خلوص اور احساس کے لئے آپ کے سپاس گذار ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے حسن عمل کو قبول فرمائے۔ ہمارے لئے آپ ایسے حضرات کا یہ اقدام حوصلہ افزا اور ایک سہارا ہے۔

عبدالرزاق صاحب کانپور۔ آپ نے "وادی خلیل کی آواز" سے متأثر ہو کر دارالعلوم صولتیہ کی رقم امداد کے ساتھ مبلغ چھ روپے ندائے حرم کیلئے بھی روانہ فرمائے ہیں۔ جو آپ کے حسب خواہش سہ سالہ گذشتہ اور تین روپے سال رواں کے اشتراک میں جمع کر لئے گئے ہیں، کاش کہ ندائے حرم کے قدرداں اس اقدام پر عمل کر کے دفتر کو ندائے حرم کے مصارف کی کفالت سے بے نیاز کر دیں۔

اور اسے اس قابل بنا دیں کہ وہ اپنے مصارف کا خود کفیل ہو جائے۔ بلکہ سالانہ کچھ پس انداز کرکے دارالعلوم حرم کے فنڈ میں بھی جمع کر دیا کرے۔

عبداللطیف خاں صاحب شاہجہاں پور - آپ نے بھی ازراہ قدردانی و علم نوازی "وادیٔ غیل کی ایک آواز" پر لبیک کہا اور ۱۳۸۵ھ و ۱۳۸۶ھ کا اشتراک ندائے حرم مبلغ چھ روپے بکمشت مع دیگر امدادی رقوم دارالعلوم حرم ارسال فرماکر اپنی نیکدلی۔ فیاضی اور دارالعلوم حرم صولتیہ سے اپنے دلی تعلق کا ثبوت مہیا فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ آپ کے مقاصد دلی پورے فرمائے۔ اور آپکے اس عمل کو دوسرے اہل خیر کیلئے نمونہ بنائے۔

ندائے حرم کی سرپرستی و خریداری در اصل بالواسطہ دارالعلوم صولتیہ کی امداد ہے۔ جو حرم محترم میں حضرت بانی رح کے بلند مقصد (مکہ یونیورسٹی) کا نقش اول اور سنگ بنیاد ہے۔ خدا کی رحمت کہ وہ دن بھی دور نہیں جب یہ عظیم مقصد حاصل ہوگا اور حضرت مولانا محمد رحمت اللہ صاحب کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ کے بلند ارادہ کی تکمیل ہوگی۔

اس اہم و بلند مقصد کی تکمیل میں کیا آپ پر بھی کوئی ذمہ داری عائد ہوتی ہے؟ ہم آپ سے اس کے عملی جواب کے متوقع ہیں۔ والتوفیق بید اللہ تعالیٰ۔

بصائر

نسوانی ترقی کے عریاں نتائج

دلدادگانِ مغربی تہذیب کے لئے ایک نہایت خوش کن اور مسرت انگیز خبر یہ ہے کہ لاہور میں پیراکی کا مقابلہ ہوا، مردوں میں نہیں، عورتوں میں، خالص غیر مسلموں میں نہیں بلکہ ہندو اور مسلمان عورتوں میں اور پھر نتیجہ یہ نکلا کہ دو مسلمان خواتین مقابلے کے میدان میں جونیئر رہیں اور سینیئر کا میدان ہندو عورتوں نے جیتا۔ مغربی قومیں بھی اس قسم کی عیاشیوں میں مبتلا ہیں مگر انہیں عیاشیوں کی چسک دفعتاً نہیں پڑی۔ انہوں نے اپنے لئے اور دنیا کے لئے پہلے کچھ کیا، کچھ اپنے فرائض ادا کئے، کچھ کمالات حاصل کر کے عیاشی کا استحقاق پیدا کیا، مگر مشرقی اور اسلامی بہنوں نے گل کھلانے کے لئے، درمیانی کڑیوں کو ضروری نہ سمجھا، غلامی کی حالت میں، افلاس اور جہالت کے دور میں، کچھ کمالات دکھائے بغیر، کچھ نام پیدا کئے بغیر، ایک ہی زقند میں وہ تمام مراحل طے کر لئے جو مغربی قومیں صدیوں میں طے کر پائی ہیں۔

مانا کہ ہندو خواتین نے بھی پیراکی کے مقابلے میں حصہ لیا، لیکن اس مسلمان عورت کو فنِ شناوری میں کمالات دکھانے کی کیا ضرورت پڑی ہے جس کو کبھی اپنی اسلامیت کا ثبوت بہم پہنچانے کی توفیق نصیب نہ ہوئی۔ اور جو کبھی یہ ثابت نہ کر سکی کہ وہ ہر آندھی کے ساتھ اڑنے اور ہر سیلاب میں بہنے کے لئے پیدا نہیں ہوئی، بلکہ اس لئے پیدا ہوئی ہے کہ قوامین بالقسط بن کر اپنی صلابت میں رکھ دے اور اپنے اخلاقی کمالات کی طاقت کے ذریعہ دوسروں سے اپنا لوہا منوائے۔ کے تمام ناظرین آپ کے نقشِ تماش سہی مگر وہ کبھی اس حد تک بے حیا نہ بنا کہ اپنا لوہا منوائے بغیر اس نے

اس نے اس میدان میں قدم رکھا ہو، نقالی بھی ایک ہنر ہے اور افسوس ہے کہ ہندوستان کے نقالی یورپ سے یہ ہنر بھی نہ سیکھ سکے، غلامی کی ایک غیر شعوری مرعوبیت ہے جو انہیں حرکت مذبوحی کی طرح بے حیائی پر آمادہ کر رہی ہے۔

قائد یا پیرو:۔ ہمیں ہندو مردوں اور عورتوں سے کچھ عرض کرنا نہیں ہے بلکہ ہماری گزارش صرف ان مردوں اور عورتوں سے ہے جو مسلمان رہنا اور اپنے آپ کو مسلمان کہلانا چاہتی ہیں، قرآن کریم سے رجوع کیجئے، اس نے کسی جگہ بھی یہ نہیں کہا کہ مسلمان وہ ہے جو نئے نئے سانچوں میں اپنے آپ کو ڈھالے، اپنی باگ ڈور دوسروں کے ہاتھ میں دے دے ترقی کے نام پر اللہ کی قائم کردہ حدود و قیود کو توڑ ڈالے، بیراکی کے جوہر دکھائے۔ رقص و سرود کی مجلسوں کو رونق بخشے، طاقت کے مقابلے پر اپنی خودی اور خودداری سے دست بردار ہو جائے اور با اقتدار نظام میں حصہ پانے کے لئے اس بات کو بھی فراموش کر دے کہ وہ مسلمان ہے، بلکہ اس نے جگہ جگہ اور بار بار یہی کہا ہے کہ لتکونوا شہداء علی الناس (تم نوع انسانی کے نگراں ہو) تم فرد اور جماعت کے پاسبان اور ان کی قیادت کے ذمہ دار ہو، اس کا اعلان ہے تو یہ ہے کہ تم قوامین بالقسط ہو، یعنی نہ صرف دوسروں کے ساتھ انصاف کرنے والے بلکہ کائنات الٰہی میں انصاف کے علمبردار اور عدل کے ستون ہو۔ اس نے جب کہا یہی کہا کہ اشداء علی الکفار تمہارے اندر صلابت اور حمیت کی اس قدر مقدار ہونی چاہئے کہ دشمنوں کی کوئی حرکت تم پر اثر انداز نہ ہو سکے۔ اور تمہاری عقلی اور عملی زندگی دوسروں کے قلعوں میں شگاف ڈال دے، تم دوسروں کے نقش قدم پر نہ چلو بلکہ اپنی قائدانہ صلاحیت کے ساتھ دوسروں کو اپنے پیچھے چلنے پر مجبور کر دو۔ مگر آج مسلمان وہ ہے جو اپنی قیادت کا خود خاکہ اڑائے، جسے اپنی اسلامیت پر خود شرم محسوس ہونے لگے جسے اپنے منصب پیشوائی پر خود ہنسی آجائے، اور جو اپنی انفرادی اور جماعتی طاقت کو بھولے سے بھی تسلیم نہ کرے۔ یہ مغرب کے نقال ہوں یا یورپ کے ناخلف شاگرد، یہ پیراکی میں مقابلہ کرنے والی خواتین ہوں۔ یا رقص و سرود کی مجالس میں شرکت کرنے والی آدم کی بیٹیاں کوئی ہو کسی حیثیت کا

ہو، یہ سب اسلام کی طاقت سے مایوس ہو چکے ہیں اور عملاً ان کا کوئی رشتہ اسلام سے باقی نہیں رہا، مگر اسلام بھی اس کا خواہشمند نہیں کہ وہ اپنے کو بزور ہی مسلمان کہیں۔ اس کا مطالبہ تو یہ ہے کہ جب تم مسلمان ہو تو تمہاری طاقت کا سرچشمہ بھی اسلام ہی ہونا چاہیئے، اگر تم اس کے لئے اپنے آپ کو آمادہ نہیں کر سکتے تو پھر بہتر یہ ہے کہ تم اس سے الگ ہو جاؤ کہ ایک طرف تم کو بھی زبردستی کے اسلام سے نجات مل جائے اور دوسری طرف منافقین سے خود اسلام کا بھی پیچھا چھوٹے۔

ہمتِ مردانہ:- اخبار "نیویارک ٹائمز" کی اطلاع ہے کہ سن ۱۹۳۹ء میں حرامی بچوں کی تعداد ۴۲ ہزار تھی، ۱۹۴۲ء میں اس تعداد میں مزید اضافہ ہوا اور ۴۵ ہزار حرامی بچے پیدا ہوئے۔

ایک طرف سائنس اور علوم و حکمت جدیدہ کی ترقی ہے۔ علوم و فنون کی گرم بازاری ہے تہذیب جدید کی کارفرمائی ہے۔ اور دوسری طرف عورتوں کی یہ آزادی ہے کہ ہمت کر کے قوم میں "قومی بچوں" کا اضافہ کر دیا گیا۔ گویا مادی ترقی اور روحانی انحطاط کا سفر ایک ہی لائن پر جاری ہے۔ کیا خوب سودا ہے کہ اخلاق کو آزادی کے عوض فروخت کیا جا رہا ہے، تہذیب کی عظمت نے انسانی عفت کی قدر گھٹا دی، حلالی بچوں کے بعد بھی یہ کسر رہ گئی کہ حرامی بچے ضرور دنیا میں آئیں اور کنواری مائیں انہیں گودوں میں لے کر یہ اعلان کریں کہ مادی ترقی اور عصمت فروشی میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ فرمایئے! قابلِ تقلید امریکہ اور یورپ ہے یا وہ اسلام جو انسانی خواہشات کو قدم قدم پر قید کرتا اور جنسی انتشار پر پابندی لگاتا ہے؟ خدا کے علم میں ہر چیز کا انجام مقدر ہے، جب وقت آئے گا تو دنیا کو معلوم ہو جائیگا کہ اخلاق اور روحانیت ہی کے لئے کامیابی اور فتحمندی ہے۔

مسلمان کی نئی تعریف:- حال ہی میں پنجاب کے اندر، پنجاب کی ایک عدالت میں، پنجاب کے ایک مشہور مسلمان لیڈر کے فرزند نے اپنی بہنوں کو باپ کے ورثہ سے محروم کرنے کے لئے جو بیان دیا ہے، وہ یہ ہے کہ "میں رواج کے مقابلہ پر شریعت کو نہیں مانتا"۔

فقہا کا مشہور فیصلہ ہے کہ ایک مسلمان شراب پینے سے کافر نہیں ہو جاتا، بشرطیکہ وہ شراب کی

حرمت کا قائل ہو اور اپنے آپکو خاطی اور گناہگار تصور کرے لیکن اگر شراب پینے والا اس بات پر مصر ہو کہ شراب فی نفسہٖ حلال ہے تو وہ اس کا تصور کرتے ہی دائرہ اسلام سے خارج اور کافر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس نے حلت و حرمت کے قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لیا اور خدائی قانون کو جھٹلانے اور اسلام سے بغاوت کرنے کی کوشش کی، لیکن آپ اس شخص کے متعلق کیا کہیں گے جو ورثہ کی خاطر دوسرے حقداروں کو انکے حق سے محروم کرنے کیلئے پوری شریعت الٰہیہ کا انکار کرتا ہے اور انکار بھی خلوت میں نہیں، عدالت کے سامنے کھڑے ہو کر! اگر ایسے لوگ اسلام سے کھلی بغاوت کے بعد بھی مسلمان رہ سکتے ہیں اور نفس کی خاطر شرعی نظام کی حاکمیت سے انکار کر سکتے ہیں تو پھر ان کو اسلام کو ماننے اور قرآن پر ایمان لانے کی قطعاً ضرورت نہیں۔ ایسے مسلمانوں سے وہ کفار اور منافقین ہزار درجہ بہتر ہیں جو شروع ہی سے اسلام کی راہ سے الگ ہیں اور اسلام میں داخل ہو کر اس کے نیچے ڈائنامیٹ نہیں بچھاتے۔

باغیوں سے ہمدردی

شریعت سے انکار کرنے کی وبا پنجاب میں عام ہے، زمیندار، اور جاگیردار، رؤسا، اور امرا، چند خزف ریزوں کی خاطر اللہ کی دائمی شریعت سے برملا انکار کرنے میں کوئی شرم محسوس نہیں کرتے اور نہ انہیں گمان ہوتا ہے کہ وہ عدالت میں انکار کرتے ہی دائرۂ اسلام سے خارج ہو گئے، اور اسی وقت سے انکی زندگی کافرانہ ہو گئی، جب سے انہوں نے ایمان سے دست برداری دی اور عدالت کو گواہ ٹھیرایا کہ وہ شریعت الٰہی سے بقائمی ہوش و حواس بغاوت کا اعلان کر رہے ہیں، ظاہر ہے کہ اسلام کی کسی دفعہ کی رو سے ایسے لوگوں پر لفظ مسلم کا اطلاق نہیں ہو سکتا لیکن سوال یہ ہے کہ دوسرے مسلمانوں نے ایسے باغیوں کو قرار واقعی سزا دینے کے لئے کیا قدم اٹھایا ہے؟ افسوس اس کا جواب نفی میں ہے، ایسے باغی دندناتے پھرتے ہیں اور کوئی ان سے باز پرس نہیں کرتا، وہی خاندانی تعلقات ہیں۔ وہی آپس کی رشتہ داری، وہی پہلا سا میل جول ہے وہی قرابت داری اور وہی احترام ہے جو ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کو کرنا چاہیئے۔ افسوس یہ باغی دنیا کی سزا سے چھوٹ گئے۔ لیکن اس سزا سے کس طرح بچ سکیں گے جو خدا کے قانون میں قانون شکنی کے لئے مقرر ہے۔ اور اس پر کہا جاتا ہے کہ مسلمان ذلیل و خوار کیوں ہیں۔ اور ان کا وزن کیوں گھٹ گیا ہے؟

ازمنہ وسطی میں مسلمانوں کا بحری اقتدار

ایک مصری عالم کا بصیرت افروز مقالہ

(ترجمہ خصوصی برائے ندائے حرم)

(۲)

عربوں کے زمانہ کی جو کتابیں اب تک محفوظ ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر کے وقت عربوں کے پاس راستوں کے مکمل نقشے موجود ہوتے تھے۔ اور وہ ان میں ان ممالک کے حالات درج کرتے جو سمندر کے قریب واقع تھے۔ ان نقشوں میں مقامات کے اختلاف کی بنا پر ہواؤں کی رفتار کا حال بھی درج ہوتا تھا، علاوہ ازیں عربوں نے علم البحر پر بہت سی کتابیں بھی لکھی تھیں جو آنے والی نسلوں کے تغافل کی نذر ہوگئیں، مغربی قوموں کے پاس ان کا بقایا محفوظ ہے۔ مگر وہ نہیں اس لئے شائع نہیں کرتیں کہ ان کی تحقیقات عربوں کی تحقیقات کا سرقہ ثابت نہ ہوں۔ اور ان کی شانِ امتیازی میں بٹہ نہ لگے۔

اس سلسلہ میں شہاب الدین ابن ماجد کی کتاب "الفوائد فی اصول علم البحر والقواعد" ایک بے مثل علمی ذخیرہ ہے، مصنف نے نویں صدی ہجری میں وفات پائی، کتاب میں خلیج عجم، بحر ہند، سواحل جزیرۃ العرب سیلون، زنجبار، افریقہ کے سفر کے سلسلہ میں قیمتی معلومات جمع کی گئی ہیں۔ اور مصنف نے بتایا ہے کہ ہواؤں سے ستاروں کا کیا تعلق ہے۔ اور علم البحر میں اس سے کس طرح کام لیا جا سکتا ہے۔

قطب نما کی ایجاد کا فخر

عرب اپنے بحری سفروں میں قطب نما کا بھی استعمال کرتے تھے، اس بارے میں محققین کے بہت سے اقوال ہیں۔ اکثر مورخین کا خیال ہے کہ عربوں نے قطب نما کا استعمال چینیوں سے سیکھا، بعض کا قول ہے کہ یہ آلہ عربوں کی ایجاد ہے۔ فرانس کے مشہور مورخ "سدیو"

نے ثابت کیا ہے کہ آلۂ قطب نما چینیوں نے کبھی استعمال نہیں کیا۔ اس سے یہ نتیجہ خود بخود نکل آتا ہے کہ اس کی ایجاد کا فخر صرف عربوں ہی کو حاصل ہے اور اہل یورپ نے مدتوں کے بعد اس کا استعمال عربوں سے سیکھا۔

عرب اپنے جہازوں کو خطرات سے بچانے کیلئے روشنی کا بھی استعمال کرتے تھے۔ اور بندرگاہوں میں اس کا مستقل اہتمام رہتا تھا۔ عربوں کا سب سے بڑا لائٹ ہاؤس بلاد ابلہ کے قریب مقام منارہ میں تھا، اس کے علاوہ عرب خط و کتابت کیلئے کبوتروں کو بھی استعمال کرتے تھے۔

مسلمانوں کی مصنوعات اور تجارت کا دائرہ: جن لوگوں کا خیال ہے کہ عربوں کی تجارت بس اتنی ہی تھی کہ وہ چین، ہندوستان اور افریقہ کا تجارتی مال بلادِ مغرب کو لے جاتے تھے، وہ یقیناً غلطی پر ہیں۔ جس زمانہ کا ذکر ہم کر رہے ہیں اس میں اسلامی مصنوعات اور زراعت حد کمال کو پہنچ چکی تھی۔ اور ان مصنوعات کو اطرافِ عالم میں منتقل کرنے کا پورا انتظام موجود تھا۔

جزیرۃ العرب سے کھجور اور موتیوں کی برآمد ہوتی تھی۔

عراق سے کھجور، شیشہ اور خزف برآمد کیا جاتا تھا۔

شام میں مختلف اقسام کے پھلوں کی تجارت ہوتی تھی۔

مصر سے روئی اور کتان کے کپڑے باہر بھیجے جاتے تھے۔

افریقہ زیتون، زعفران اور پستہ کے لئے مشہور تھا اور ان کی برآمد کثیر مقدار میں ہوتی تھی۔

خراسان سے تیل، عطریات، ریشمی اور اونی کپڑے دور دور بھیجے جاتے تھے۔

دیلم اور طبرستان سے رومال، قیمتی پوشاکیں اور چادریں دور دور کی منڈیوں میں پہنچائی جاتی تھیں۔

خوزستان۔ شکر، گڑ، پھلوں، ریشم وغیرہ کیلئے مشہور تھا اور دور دور کی منڈیاں ان چیزوں سے لبریز رہتی تھیں۔

خوزستان کا مشہور شہر تستر اپنی صنعت دیباج کے لئے شہرۂ آفاق تھا۔ اور عربوں کے ذریعہ وہ تمام اطراف میں بھیجا جاتا تھا۔ اسی شہر کو غلاف کعبہ کی تیاری کا فخر بھی عرصہ دراز تک حاصل رہا۔

سعدیؒ اور عرب تاجر: عربوں کی وسیع تجارت کا اندازہ شیخ سعدیؒ کے بیان سے بھی لگایا جا سکتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک عرب مسلمان تاجر سے واقف ہوا

اس کے پاس اونٹوں کا زبردست قافلہ اور بہت سے خدام ہیں۔ ایک روز اس نے اپنے مکان پر حجرہ کیمش میں مجھے دعوت دی، تمام رات تجارتی معاملات پر گفتگو کرتا رہا، اس دوران میں عرب مذکور نے کہا، دوست سعدی! میں چاہتا ہوں اس سفر کو ختم کر کے تجارتی کاروبار سے دست کش ہو جاؤں، میں نے کہا آپ کی تجارت کہاں کہاں پھیلی ہوئی ہے؟ اس نے کہا کہ ہم فارس سے طوطیا لے کر چین پہنچاتے ہیں اور چین سے ظروف خرید کر بلادِ یونان لے جاتے ہیں، یہاں سے ہم اپنا مال کا ریشم مبادلہ کر کے اسے ہندوستان لے جاتے ہیں۔ اور پھر ہندوستان سے فولاد خرید کر اسے حلب میں فروخت کرتے ہیں، حلب کا شیشہ یمن میں کھپا کر وہاں سے کپڑا خریدتے ہیں اور اسے فارس پہنچا دیتے ہیں۔ مسٹر تھامس نے بھی اس نقشہ کو اپنی کتاب "عہد وسطیٰ میں عربوں کی تجارت" کے صفحہ ۲۵۹ پر نقل کیا ہے۔

عربوں کے بحری اکتشافات: عہد وسطیٰ میں عربوں کی تجارت کو جو ترقی اور وسعت حاصل ہوئی اس نے فنِ جہاز رانی کی ترقی اور بحر و بر کے مجہول مقامات کے اکتشافات میں بڑی مدد دی۔ یہ لوگ اپنے قافلوں اور جہازوں کے ذریعہ ایسے ایسے مقامات سے گذرتے جو اس وقت کی دنیا کے لئے قطعاً نامعلوم تھے، عربوں نے اپنے دور دراز سفروں کے سلسلہ میں جو جغرافیائی معلومات فراہم کیں ان کے لئے دنیا ان کی ہمیشہ رہینِ منت رہے گی۔ اس کا سب سے بڑا ثبوت پرتگالی سیاح واسکوڈی گاما ہے جس نے سنہ ۱۴۹۸ء میں راس امید کا چکر کاٹا۔ یہ سیاح جب ساحلِ افریقہ پر پہنچا تو اسے ہندوستان کا راستہ بتانے والا بحری علوم کا ماہر عرب سلیمان احمد بن ماجد ہی تھا۔

انگریزی زبان میں عربی کے بحری الفاظ: سمندروں پر عربوں نے جس شان کے ساتھ حکمرانی کی اور فنِ جہاز رانی کی ترقی اور تکوین میں جو حصہ انہوں نے لیا اس کا ثبوت وہ عربی الفاظ ہیں جو بحری اصطلاحات میں کثرت کے ساتھ پائے جاتے ہیں۔

لفظ ایڈمرل۔ امیر البحر کا بگڑا ہوا ہے۔

کیبل۔ جبل (رسی) سے ماخوذ ہے۔

میرج، بارجے۔

بادک۔ برکہ سے نکلا ہوا ہے۔

مغربی علماء کو اپنی عصری ترقی کے دور اول میں وسط ایشیا، وسطی اور مشرقی افریقہ کے نامعلوم مقامات کے سلسلہ میں مسلمان سیاحوں، مسلمان جغرافیہ نویسوں اور مسلمان تاجروں کی ہی شاگردی اختیار کرنی پڑی اور ایک مدت تک عربوں کی رہنمائی کے محتاج رہے۔

وقت کی اہم ضرورت

علی گڈھ میڈیکل کالج کی اسکیم کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے مجموعی اخراجات کا تخمینہ ۶۰ لاکھ روپیہ کیا جاتا ہے، لیکن ابتدا میں اسکیم کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ۲۵ لاکھ روپے کی ضرورت ہوگی، اس میں سے ۱۲ لاکھ کے قریب نقد جمع ہو چکا ہے، ۵ لاکھ کے وعدے ہیں جو نقد ہی کے برابر ہیں۔ باقی روپے کے جمع کرنے کے لئے جناب ڈاکٹر سر ضیاء الدین احمد وائس چانسلر، اساتذہ یونیورسٹی اور جوشیلے نوجوان طلبہ اور دوسرے مخلص حضرات کی ان تھک کوششیں برابر جاری ہیں، ملک کے ہر حصے میں وفد بھیجے جا رہے ہیں جو مختلف مقامات کا دورہ کر کے میڈیکل کالج کے لئے چندہ جمع کریں گے، مسلمان پبلک کے جذبۂ خلوص کو دیکھتے ہوئے یہ توقع کرنا بیجا نہ ہوگا کہ مسلمان اس موقع پر بھی اپنی روایتی بلند ہمتی سے کام لیں گے۔ بہت جلد رقم جمع کر کے اپنی بیداری اور زندگی کا ثبوت دیں گے۔ اب تک جس نوعیت سے میڈیکل کالج اسکیم کا ہر طرف سے خیر مقدم ہوا ہے وہ ہمارے لئے حد درجہ حوصلہ افزا ہے۔ اور اس بات کا ثبوت ہے کہ مسلمان وقت کی اس اہم ضرورت سے بے خبر نہیں۔

علی گڈھ میڈیکل کالج وقت کی اہم آواز ہے، کیا مسلمان اس آواز پر لبیک نہ کہیں گے؟

مسلم یونیورسٹی علی گڈھ

سبیل کوثر

بابت ماہ رمضان المبارک ۱۳۶۴ھ

تفصیل رقوم موصولہ صدر دفتر مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ برائے امداد اہل حرمین شریفین

خداوند کریم کا شکر واحسان ہے کہ وہ خادمان دار العلوم حرم سے مستعد کام لے رہا ہے، صدر دفتر مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ دہلی کو مختلف مقامات سے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے بعض خاص اور عام غرباء ومساکین اور بیوگان ویتامیٰ اور دوسرے امور خیر کے لئے حسب ذیل رقوم بماہ رمضان المبارک ۱۳۶۴ھ وصول ہوئی ہیں، یہ ایک نیک کام کی توفیق ہے جو دار العلوم حرم کی خدمات کے ساتھ ہمارے حصہ میں آئی ہے، یہ رقوم مدرسہ کے مرکزی دفتر مکہ معظمہ کو معطیان کی ہدایت کے مطابق مستحقین تک پہنچانے کے لئے بھیجی جارہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھے آتے ہیں جو کام دوسروں کے

نمبر شمار	نام نامی	رقم	نمبر شمار	نام نامی	رقم
۱	عالیجناب مولانا مولوی محمد حبیب الرحمن خانصاحب شروانی نواب صدر یار جنگ بہادر حبیب گنج	صعہ	۹	جناب شیخ محمد عبد الغنی صاحب ریاست بہاولپور	ماار
			۱۰	" خاں صاحب سید ناصر علی صاحب حیدر آباد دکن	سہ
۲	جناب مولوی محمد حفظ الرحمن صاحب وفا، علیگڈھ	عہ	۱۱	" سراج الدین صاحب، بنارس	صہ
۳	" غلام محمد صاحب ٹھیکہ دار ایڈ سنز خان گڈھ (مرکوہ)	للعہ	۱۲	" خواجہ غلام حیدر صاحب ٹھیکہ دار، شملہ	عہ
۴	" " " (برائے دہلی)	صعہ	۱۳	محترمہ بیگم صاحبہ جناب غلام سرور صاحب مرسلہ خواجہ غلام حیدر صاحب ٹھیکہ دار، شملہ	صعہ
۵	" شبیر احمد صاحب مرسلہ بشرح بالا خانگڈھ زکوٰۃ	عہ ۸/			
۶	" غلام قادر خانصاحب " " "	عہ	۱۴	جناب اللہ دیا، سعد اللہ صاحبان گھرونڈہ	عسہ
۷	" کنور شکور حسین خانصاحب میڈھو	للعہ	۱۵	محترمہ والدہ صاحبہ جناب مظاہر حسن صاحب دہلی۔	صہ
۸	" حسن پہلوان محمد ابراہیم صاحبان کانپور	صعہ			

نمبر شمار	نام نامی	رقم
۱۵	جناب محمد قمر جمیل صاحب سید پور	[illegible]
۱۶	" سید کبیر احمد صاحب بھکاری	[illegible]
۱۷	" حاجی غلام رسول صاحب کان پور	[illegible]
۱۸	" مہردین صاحب رحمان پورہ	[illegible]
۱۹	" شیخ جان محمد صاحب بہرام گھاٹ	[illegible]
۲۰	محترمہ ہمشیرہ صاحبہ سید ضمانت علی صاحب دہلی	[illegible]
۲۱	ایک صاحب خیر خاتون جزاہا اللہ کان پور (زکوٰۃ)	[illegible]
۲۲	جناب حاجی نور محمد ولی محمد صاحبان کان پور	[illegible]
۲۳	" شیخ بشیر احمد صاحب سعید احمد صاحب انصاری مظفر نگر	[illegible]
۲۴	جناب حاجی عبد الجمیل صاحب سہارنپور	[illegible]
۲۵	محترمہ بیگم صاحبہ جناب سید شاہ علی احمد صاحب دلیوہ شریف	[illegible]
۲۶	عالیجناب خان بہادر حاجی عبد القیوم صاحب کانپور	[illegible]
۲۷	جناب خانصاحب حاجی محمد وحید صاحب سہسرام	[illegible]
۲۸	جناب محمد امین صاحب بلرام پور	[illegible]
۲۹	" حافظ انیس احمد صاحب دہلی	[illegible]
۳۰	محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ کلکتہ	[illegible]
	ایک مخیر مسلمان جزاہ اللہ "	[illegible]
	ایک مخیر مسلمان جزاہ اللہ "	[illegible]
۳۱	جناب حاجی کریم بخش صاحب گھرونڈہ (زکوٰۃ)	[illegible]
۳۲	جناب حکیم منظور احمد صاحب بجنوری لکھنؤ	[illegible]
۳۳	" حاجی جمعدار شاہ محمد صاحب جے پور	[illegible]
۳۴	" حاجی محمد عبد المجید خاں صاحب منشی سانبھر لیک	[illegible]
۳۵	" کنور محمد مسعود علی خاں صاحب اٹاوہ	[illegible]
۳۶	" حاجی محمد ایوب صاحب لار	[illegible]
۳۷	" شیخ مسیح الدین احمد صاحب موضع سیلانی محترمہ دختر صاحبہ موصوف، محترمہ ہمشیرہ صاحبہ جناب خلیل الدین صاحب مرحوم موضع سیلانی	[illegible]
۳۸	" مولوی محمد امجد اللہ صاحب کیمبر گنج	[illegible]
۳۹	محترمہ دختران صاحبہ رفعت بی بی صاحبہ مرحومہ گورکھپور	[illegible]
۴۰	جناب الحاج شیخ علی احمد صاحب لاہور	[illegible]

نمبر شمار	نام نامی	رقم
۴۱	جناب امین الدین صاحب میرٹھ	سے
۴۲	" عبدالاحد صاحب جلال پور زکوٰۃ	عہ
۴۳	" عبداللہ صاحب " "	عہ
۴۴	" مولوی محمد یوسف صاحب " "	عہ
۴۵	" محمد اسحٰق صاحب بزاز " "	عہ
۴۶	" حافظ محی الدین صاحب " "	صہ ر
۴۷	" عبدالرحمٰن صاحب " "	صہ ر
۴۸	" عبدالرؤف صاحب " "	صہ ر
۴۹	" حاجی حافظ عبدالجبار صاحب جلال پور (زکوٰۃ)	عہ
۵۰	" حافظ شہادت صاحب جلال پور زکوٰۃ	صہ ر
۵۱	" عبدالرشید صاحب " "	عہ
۵۲	" مولوی سرور خاں صاحب حیدرآباد دکن	مار
۵۳	" عبداللطیف خاں صاحب شاہجہانپور	صہ
۵۴	" محمد وزیر الدین صاحب آگرہ (زکوٰۃ)	صہ
۵۵	" حاجی عبدالرحیم صاحب مظفرنگر	مار
۵۶	" خان بہادر حاجی نثار اللہ صاحب گورکھپور (زکوٰۃ)	معہ
۵۷	" مقبول احمد صاحب عہ، محترمہ دختر صاحبہ، محترم پسر صاحب صہر موصوف کان پور	رصہ

نمبر شمار	نام نامی	رقم
۵۸	محترمہ بی بی بشیر النساء بیگم صاحبہ علی گڑھ	عہ
۵۹	" والدہ صاحبہ " "	صہ ر
۶۰	جناب ڈاکٹر ملک عبدالستار خاں صاحب فرخ آباد (زکوٰۃ)	عہ
۶۱	جناب حاجی محمد عنایت حسین صاحب چھپرہ (زکوٰۃ)	عہ
۶۲	جناب ڈاکٹر مقبول عالم صاحب ظفروال (زکوٰۃ)	مار
۶۳	جناب الحاج خان بہادر سید بہاء الدین صاحب دہلی	عہ
۶۴	محترمہ امیر جان صاحبہ بتوسط جناب کریم الدین صاحب سونی پت	صہ ر
۶۵	جناب خاں صاحب حافظ احمد حسین صاحب نجیب آباد (زکوٰۃ)	سار
۶۶	جناب حاجی شمس الحق صاحب بنارس زکوٰۃ	عسہ
۶۷	جناب محمد اسحٰق صاحب، بنارس (زکوٰۃ)	معہ
۶۸	جناب انیس الحق فخر الدین صاحبان پٹنہ (زکوٰۃ)	معہ

نمبر شمار	نام نامی	رقم	نمبر شمار	نام نامی	رقم
۶۹	محترمہ والدہ صاحبہ جناب عزیز الرحمٰن صاحب بتوسط جناب شیخ محمد یعقوب صاحب دہلی	ا،ماصہ	۷۶	ازجانب محترمہ امیر جان صاحبہ کانپور (زکوٰۃ)	صہ
۷۰	جناب سردار جمال الدین یار خاں صاحب نئی دہلی	عـہ	۷۷	جناب محمد امیر صاحب والمیہ صاحبہ موصوف کان پور (زکوٰۃ)	صر
۷۱	جناب افتخار احمد خاں صاحب ایم۔ ایس۔ سی۔ بارہ بنکی (زکوٰۃ)	صہ	۷۸	مسلمانان مئوناتھ بھنجن جزاہم اللہ، مرسلہ جناب مولوی حبیب الرحمٰن صاحب الاعظمی مئوناتھ بھنجن (زکوٰۃ)	الکار،
۷۲	جناب خاں صاحب محمد قمر علی خاں صاحب سہسرام	عـہ	۷۹	محترمہ شہربانو بیگم صاحبہ، بیگم جناب خان بہادر حکیم محبوب علی خاں صاحب مرحوم آنولہ	صہ
۷۳	محترمہ بیگم صاحبہ جناب الحاج کیپٹن مولوی غلام محمد صاحب۔ ریاست بہاول پور (زکوٰۃ)	عار	۸۰	محترمہ زینب بیگم صاحبہ، بیگم جناب خان بہادر محمد معظم علی خاں صاحب مرحوم۔ آنولہ	صہ
۷۴	جناب سید عباس علی صاحب۔ اجمیر شریف (زکوٰۃ)	ـہ	۸۱	محترمہ بیگم صاحبہ جناب کیپٹن ڈاکٹر سید محمد اقبال حسین صاحب۔ کرنال	صر
۷۵	محترمہ بیگم صاحبہ جناب حاجی قمر الدین صاحب مرحوم ازجانب نور جہاں بیگم صاحبہ مرحومہ کان پور (زکوٰۃ)	صہ	۸۲	جناب الحاج خان بہادر محمد عبد العزیز بادشاہ صاحب " " ازجانب مولانا محمد عبد الجبار بادشاہ صاحب مرحوم " " محترمہ محمود النساء بیگم صاحبہ مرحومہ مدراس	ہے ۱۲ ر
			۸۳	" ڈاکٹر عبد الرزاق صاحب آگرہ	عہ
			۸۴	" حاجی ولایت حسین صاحب الہ آباد (زکوٰۃ)	لہ سہ

میزان ماہ رمضان المبارک سنہ ۱۳۹۲ھ مع ماسبقہ ۶۱۹۴
۱۰/

موجِ کوثر

بابت ماہ رمضان المبارک ۱۳۶۴ھ

اپنے جاننے والے عزیزوں، دوستوں اور بزرگوں کو یاد رکھئے تاکہ آنے والے آپ کو یاد رکھیں

اپنے خاندان کے مرحومین کے لئے کعبہ کے زیر سایہ ایصال ثواب کیجئے

یاد رکھئے کہ مکہ معظمہ میں ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ نیکی کے برابر ہے

آپ جو روپیہ ہندوستان میں خرچ کرتے ہیں اسکو مکہ معظمہ میں خرچ کرکے ایک لاکھ گنا ثواب حاصل کرسکتے ہیں۔

اس مد کی آمدنی وظائف حفاظ میں صرف کی جاتی ہے۔

نمبر شمار	ایصال ثواب	مرسل رقم	رقم
۱	بروح پاک سرکار دوعالم صلعم، بارواح مولانا سلیمان اشرف صاحب مرحوم (عہ)، ابو یوسف علی صاحب مرحوم (عہ)، انوری بیگم صاحبہ مرحومہ (عہ) ، (عـ)	جناب مولوی محمد حفظ الرحمٰن صاحب وفا علی گڑھ	عـہ
۲	بروح پاک سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم	جناب اعجاز احمد صاحب فاروقی سندیلہ	عـ
۳	〃 〃	مسز حمیدہ عالم صاحبہ لکھنؤ	عہ
۴	〃 〃	جناب سید محمد عباس صاحب علی گڑھ	عـ
۵	بروح محترمہ خوشدامن صاحبہ مرحومہ خود	محترمہ بیگم صاحبہ جناب اکبر سید محمد اجمل حسین صاحب کرنال	عمہ
۶	بروح حاجی مان خاں صاحب مرحوم	جناب مسٹر عبد اللطیف خانصاحب کیمور	مـہ
۷	بارواح حاجی عبد الغنی صاحب، اہلیہ صاحب مرحومہ، مرحوم مرضیٰ	〃 محمد یامین صاحب دہرہ دون	عـہ

نمبر شمار	ایصال ثواب	مرسل رقم	رقم
۸	بروح محمد ضمیر صاحب مرحوم بروح بخش صاحب مرحوم معہ	جناب محمد اقبال صاحب - تحری [illegible]	لعہ ۱۰ ار
۹	بہ ارواح مرحومین خاندان معطی	،، حاجی محمد عبد الجلیل صاحب سہارنپور	۷ر
۱۰	بروح پاک سرکار دو عالم بہ ارواح حاجی محمد یعقوب صاحب مرحوم والد خود، محترمہ لطیف النساء خانم صاحبہ مرحومہ، والدہ مرحومہ، محترمہ صفیہ خانم صاحبہ اہلیہ مرحومہ، و حافظ محمد بدر الدین صاحب مرحوم پسر معطی	جناب خان بہادر حاجی عبد القیوم صاحب کانپور	عہ
۱۱	بروح پاک سرکار دو عالم صلعم، و بہ ارواح حافظ محمد بدر الدین صاحب مرحوم شوہر خود، خواجہ عبد الواحد صاحب مرحوم والد خود، محترمہ عائشہ بیگم صاحبہ والدہ محترمہ معطیہ	محترمہ ملکہ جہاں بیگم صاحبہ، بیگم جناب حافظ محمد بدر الدین صاحب مرحوم، مرسلہ بشرح بالا۔	عہ
۱۲	بروح پاک سرکار دو عالم صلعم، بہ ارواح زبیدہ خانم صاحبہ مرحومہ والدہ خود، طاہرہ خانم صاحبہ مرحومہ ہمشیرہ، لطیف النساء خانم صاحبہ مرحومہ نانی، ساجدہ خانم صاحبہ مرحومہ، ساس معطیہ۔	محترمہ صابرہ خانم صاحبہ مرسلہ بشرح بالا	عہ
۱۳	بروح حافظ محمد بدر الدین صاحب مرحوم والد معطی	جناب محمد صدر الدین صاحب ،،	عار
۱۴	،، ،، ،،	محترمہ ثریا بیگم صاحبہ ،،	عا
۱۵	بروح والدہ صاحبہ مرحومہ خود، و حاجی عبد الباری صاحب مرحوم	جناب حاجی تنزیل الرحمن صاحب مرادآباد	معہ
۱۶	بروح مجیدہ بی بی صاحبہ مرحومہ	،، محمد امین صاحب - بلرام پور	سعہ
۱۷	بہ ارواح گھوسے مرحوم چلہو والی بقولیدہ والی محمد	،، سید نثار احمد صاحب گورکھپور	عہ
۱۸	،، ،، رفتگان خاندان معطی۔	،، شیخ منظور علی صاحب ریاست بھوپال	صہ
۱۹	بروح والد صاحب مرحوم	،، شاہ انوار عالم صاحب غازی پور	۷ر

نمبر شمار	نام نامی	مرسل رقم	رقم
۲۰	بہ ارواح والدین مرحومین	جناب انوار حسین صاحب صدیقی ۔ مرادآباد	ے ر
۲۱	بروح الحاج سراج احمد صاحب مرحوم	ر مشتاق احمد صاحب بریلی	عـــہ
۲۲	بروح پاک سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم	محترمہ رحیمن صاحبہ ر	عا ر
۲۳	بروح شوہر صاحب مرحوم	محترمہ بیگم صاحبہ، جناب ممتاز احمد صاحب زبیری مرحوم علیگڈھ	عـــہ
۲۴	بروح پاک سرکار دوعالم صلعم، بارواح والدین مرحومین عـہ عا ر	جناب خانصاحب حافظ احمد حسین صاحب ایل سی نجیب آباد	ا عا ر
۲۵	بروح حبیب الرحمٰن صاحب مرحوم	ر منشی عبدالرحیم صاحب مظفر نگر	عـــہ
۲۶	بارواح نورجہاں صاحبہ مرحومہ ہمشیرہ عـہ، یحیمی بی بی صاحبہ ے ر، موتی بی بی صاحبہ ے ر، نظیرن بی بی صاحبہ ے ر، حسین بخش صاحب عا ر، موتی بی بی صاحبہ عا ر، امیرن بی بی صاحبہ عا ر، بدلو بی بی صاحبہ عا ر، رحیمن بی بی صاحبہ ے ر، حمید عـہ ر، اختر بی بی صاحبہ عـہ ر، رحمان صاحب عـہ ر، رحیم صاحب عـہ ر، غلام قادر صاحب عـہ ر، بختاور بی بی صاحبہ عـہ ر، امیرجان صاحبہ عـہ ر، والدین مرحومین و خاندان مرحومہ موصوفہ ۔ عـہ	محترمہ بیگم صاحبہ حاجی قمرالدین صاحب کانپور	للعـہ
۲۷	بروح پاک سرور کونین صلعم عا ر، بارواح اہلیہ صاحبہ مرحومہ حاجی قمرالدین صاحب عا ر، حاجی محمد یعقوب صاحب مرحوم والد عا ر، محترمہ والدہ صاحبہ مرحومہ عا ر، حافظ بدرالدین صاحب مرحوم عا ر	جناب حاجی قمرالدین صاحب ۔ کانپور	عـــہ
۲۸	بروح محمد یعقوب صاحب مرحوم پسر خود	ر دلدار خاں صاحب کانپور	عـــہ
۲۹	بروح پاک سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم	محترمہ کنیز عباس صاحبہ، دختر جناب تصدق حسین صاحب الزلہ	ے ر
۳۰	بروح محمد شفیع صاحب برادر مرحوم، بروح حاجی بدرالدین صاحب والد مقام عـہ	جناب میاں عبدالرحمٰن صاحب بیاور	عـــہ
۳۱	بروح پاک سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم	ر مسٹر محمد عبدالحق صاحب، سہارن پور	ے ر
۳۲	بروح جناب شاہ منیر عالم صاحب مرحوم	ایک صاحب خیر خاتون جزاہا اللہ میرٹھ	صہ ر

مذاکرہ عوام

نمبر شمار	ایصال ثواب	مرسل رقم	رقم
۳۳	بروح محترمہ رحیمہ بائی صاحبہ مرحومہ	ازجانب حبیبہ بائی صاحبہ محترمہ سلیمہ بائی آدم جی صاحب ویراول	ماعہ ۵
۳۴	بروح شوہر صاحب مرحوم خود	محترمہ زینب بیگم صاحبہ اہلیہ ملا علی صاحب مرحوم آنولہ	۱ ۲ ر
۳۵	بروح ممتاز خاں صاحب مرحوم والد خود	جناب محمد اختر خاں صاحب منگلور	صہ ر
۳۶	بروح شوہر صاحب مرحوم خود	محترمہ اہلیہ صاحبہ شیخ عبید رضا صاحب انصاری ”	عہ ر
۳۷	بروح پاک سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم	جناب شیخ رحمۃ اللہ صاحب انصاری ”	صہ ر
۳۸	بروح پاک سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم	محترمہ اصغری صاحبہ بتوسط شیخ جیون بخش صاحب انصاری ”	علعہ ر
۳۹	” ”	” صدیقاً صاحبہ ” ” ” ”	عہ
۴۰	” ”	” مریم صاحبہ ” ” ” ”	عصہ ر
۴۱	” ”	” اللہ رکھی صاحبہ ” ” ”	عصہ ر
۴۲	” ”	” نورجہاں صاحبہ ” ” ”	عصہ ر
۴۳	” ”	” رشیداً صاحبہ ” ” ”	عصہ ر
۴۴	” ”	جناب حاجی طفیل احمد صاحب رڑکی	۸ ر
۴۵	بروح رفوعت بی بی صاحبہ مرحومہ	ازجانب دختران رفوعت بی بی صاحبہ مرحومہ گورکھپور	عصہ ر
۴۶	بارواح والدین مرحومین خود	جناب حکیم محمد عبدالشکور صاحب جودھپور	ما ر
۴۷	بارواح عمر بی بی صاحبہ حسین بی بی صاحبہ محمد بن صاحب جودھپور نقیا	محترمہ خوشدامن صاحبہ بابو تاج الدین صاحب جودھپور	للعہ ر ۸
۴۸	بارواح والدین مرحومین	محترمہ بیگم صاحبہ حبیب احمد صاحب فاروقی جودھپور	ماعہ
۴۹	بروح مریم بی بی صاحبہ مرحومہ	جناب محمد عثمان خاں صاحب ”	صہ ر
۵۰	بروح محمد حنیف صاحب والد مرحوم	” محمد صدیق صاحب ”	صہ ر
۵۱	بروح عبدالستار صاحب پسر مرحوم	محترمہ والدہ صاحبہ عبدالستار صاحب مرحوم ”	صہ ر
۵۲	بروح محمد بخش صاحب والد مرحوم	جناب محمد عمر صاحب ”	عسہ

میزان کل بابت ماہ رمضان المبارک ۱۳۶۳ھ السابعہ ۱۳۱۰

سفرنامہ ابن بطوطہ تاریخ کی روشنی میں

(خاص ندائے حرم کیلئے)

(از جناب مولانا محمد عبدالرحمن خاں صاحب وظیفہ یاب پرنسپل عثمانیہ یونیورسٹی کالج صدر حیدرآباد اکاڈیمی)

(۱۰)

سرائے ابن بطوطہ خوارزم کو چلا، چالیس دن کی مسافت کا ایک صحرا طے کرنا پڑا، چارہ کی قلت کی وجہ سے گھوڑے کام نہ دے سکتے تھے اس لئے اونٹ استعمال کرنے پڑے، دس دن کے سفر کے بعد دریائے اولو سو (یورل) کے کنارے شہر سرا چوک (یعنی سرائے کوچک) پہنچے، یہاں ایک بڑی اور تیز ندی ہے۔ بغداد کے پل کی طرح لوگ اس پر سے کشتیوں کے پل کے ذریعہ گذرتے تھے۔ تھکے ہوئے گھوڑوں کو سستے دام بیچ کر ابن بطوطہ نے اونٹ کرایہ پر لئے۔ تیس دن مسلسل چلنا پڑا، دن میں صرف دو گھنٹے ٹھیرتے تھے، ایک قبل ظہر اور ایک مغرب کے وقت (جوار کی آش پکا کر کھانے کے لئے) گوشت کے کچھ کباب آش میں ملا کر اوپر سے دہی ڈال دیا جاتا تھا۔ چلتی گاڑیوں ہی میں مسافر کھانا کھاتے اور سوتے تھے، راستہ میں پانی بھی وہی ملا جو بارش سے گڑھوں میں جمع ہوگیا تھا، خوارزم ترکی ممالک میں سب سے بڑا اور خوبصورت شہر ہے، اس میں اتنے آدمی تھے کہ رہنے کو جگہ نہیں ملتی تھی۔ یہ شہر بھی اوزبک سلطان کے ممالک میں شامل تھا قطلودمور نامی ایک امیر اس کی نیابت کرتا تھا۔ خوارزمی بڑے مہمان نواز اور پابند صلوٰۃ تھے، نماز نہ پڑھنے والے کو شرعی سزا دی جاتی تھی۔ دریائے جیحوں شہر کے باہر سے بہتا ہے اسال میں پانچ مہینے اس پر برف جم جاتا ہے، موسم گرما میں جہاز اس میں ترمذ تک جاسکتے ہیں جو دریا کے بہاؤ کی سمت میں دس دن کی راہ ہے۔ ایک نوتعمیر شدہ علمی ادارہ میں ابن بطوطہ کا قیام رہا۔ بعد نماز یہ قاضی کے مکان پر ملنے گیا۔ کمرا بڑا شاندار قیمتی قالینوں اور ریشمی

پروں سے سجا ہوا تھا۔ قاضی کے ساتھ امیر قتلودمور کی ملاقات کو گیا، اس نے سلطان اوزبک، خاتون بیالون اور قسطنطنیہ کے متعلق پوچھا، حسب معمول کھانے پینے کی اشیا رسامان مہمانداری کے ساتھ بھیج دی جاتی تھیں۔ یہاں کوئلہ استعمال نہیں ہوتا تھا، یہی حال ایران اور ہندوستان کا تھا، البتہ چین میں معدنی کوئلہ جلایا جاتا تھا، امیر نے ابن بطوطہ کے لئے ایک ہزار درہم بھیجے اس نے اس رقم سے بڑی تعداد میں گھوڑے خرید ے، کہتا ہے ایک گھوڑا سیاہ رنگ کا جو ۳۵ نقرئی دینار دے کر لیا تھا، بڑا مبارک ثابت ہوا، تین سال تک زندہ رہا، اس مدت میں اس کے تمام دنیاوی کاروبار اچھے چلے، جب گھوڑا مر گیا تو حالت دگرگوں ہو گئی۔

خوارزم سے بخارا تک ایک ریتیلے صحرا میں سے اٹھارہ دن کا راستہ تھا، بیچ میں صرف ایک آباد مقام کاث ملتا تھا، یہاں ایک یخ بستہ تالاب کے کنارے اتر پڑے۔ قاضی اور اس کے بعد حاکم شہر ان سے ملنے آیا، اور ان کے اعزاز میں ضیافت کی، پھر چھ راتیں ایک بے آب خطہ زمین سے سفر کر کے وافقند پہنچے، یہاں سے بخارا ایک دن کا راستہ تھا، ہر طرف باغ اور میووں کے درخت تھے، جن کے بیچ میں نہریں بہتی تھیں۔ یہ شہر پہلے ماوراءالنہر کا پایہ تخت تھا چنگیز تاتار نے اس کو تاراج کر دیا، عروج کے زمانے میں بخارا علوم دین کا معدن تھا، اب وہاں علم کی طرف بہت کم توجہ کی جاتی تھی، مضافات شہر میں سے ایک جگہ بمقام فتح آباد ٹھیرے بخارا سے سلطان صالح ترمشیریں کی فرودگاہ کو گئے، پھر نخشب (قرشی) کے چھوٹے سے شہر کو جس کے گرد نہروں سے معمور بہت سے باغ تھے، سلطان شکار کو گیا ہوا تھا، اس کے نائب امیر تقبغا سے ملنے گئے، اس نے ابن بطوطہ کو ایک ترکی خیمہ عطا کیا، اس شب ابن بطوطہ کے حرم میں ایک لڑکی تولد ہوئی، بڑی نیک شگون ثابت ہوئی، لیکن افسوس کہ ہندوستان جانے کے دو مہینے بعد مر گئی۔

سلطان ترکستان ترمشیریں بڑا ہی راست باز اور ذی اقتدار بادشاہ تھا۔ فوج بہت اور حکومت بہت وسیع تھی۔ چین، ہندوستان، عراق اور اوزبک کے بادشاہوں کا ہم پلہ

تھا، ان کے ممالک سے اس کی سلطنت تھی، سب اس کی عزت کرتے تھے، اس کے پیش رو اس کے دو بھائی کافر تھے، یہ سچا اور دیندار مسلمان تھا، ظہر اور مغرب کی نمازیں جماعت کے ساتھ مسجد میں پڑھتا تھا، ابن بطوطہ نے اس سے نماز فجر کے بعد مسجد سے باہر آتے وقت ملاقات کی، عدل و انصاف کا بڑا حامی تھا۔ ایک مرتبہ نماز کو جانے میں دیر ہوئی، پیش امام سے ذرا انتظار کرنے کے لئے کہلا بھیجا، اس نے صاف کہدیا، نماز وقت مقررہ ہی پر پڑھائی جائے گی۔ بادشاہ کے حکم کی عبادت میں تعمیل نہیں ہو سکتی، سلطان کو مصلیوں کی آخری صف میں نماز ادا کرنی پڑی، جو رکعتیں چھوٹ گئیں نماز جماعت ختم ہونے کے بعد سلطان کو پڑھنی پڑیں، نماز کے بعد پیش امام سے ہنستے ہوئے مصافحہ کیا اور ابن بطوطہ سے کہا جب وطن واپس جاؤ تو اپنے لوگوں سے کہو کہ ایک ایرانی درویش نے احکام الٰہی کی تعمیل میں بادشاہ کے ساتھ کیسا سلوک کیا، پیش امام نماز جمعہ کے خطبہ میں سلطان کو برے کاموں سے پرہیز کرنے اور نیک کام کرنے کی ہدایت کرتا تھا۔ سلطان سن کر رو دیتا تھا ابن بطوطہ اس کے پاس چون روز مہمان رہا، سمرقند جاتے وقت سلطان نے اسے سات سو نقرئی دینار سو دینار قیمت کا ایک پوستین دو گھوڑے اور دو اونٹ عطا کئے، سمرقند پہلے بہت بڑا اور معمور شہر تھا، تاتاریوں نے اس کو تباہ کر ڈالا، شہر کے باہر قثم ابن العباس کا مزار ہے۔ جو تاتاریوں کے حملے کے وقت شہید ہوئے تھے۔ ہر یکشنبہ اور پنجشنبہ کی شب کو باشندگان شہر (جن میں حال تاتاری بھی شریک ہیں) مزار پر فاتحہ پڑھنے جاتے ہیں۔ یہاں سے کارواں ترمذ پہنچا، قدیم ترمذ دریائے جیحوں کے کنارے بہت بڑا اور دولتمند شہر تھا، چنگیز نے اس کو بھی غارت کر دیا۔

نیا ترمذ دریا سے دو میل ہٹ کر آباد کیا گیا۔ بہترین انگور اور دوسرے میووں کے باغات اور نہروں سے معمور ہے۔ یہاں کے لوگ سر کے بال دودھ سے دھویا کرتے تھے۔ (جیسا کہ ہندوستان میں تیل سے اور پنجاب میں دہی سے) شہر پہنچنے سے پہلے ابن بطوطہ کی حاکم شہر علاء الملک خداوند زادہ سے ملاقات ہوئی۔ اس نے مہمانداری کے احکام جاری کئے، جیحوں کو عبور کرکے خراسان کے ریگستانوں میں سے ہوتے ہوئے بلخ پہنچے، یہ اب بالکل ویران ہو گیا تھا، چنگیز نے چھپے خزانوں کے دھوکے میں بہت سی مسجدوں کو کھدوا ڈالا، لیکن کہیں کچھ نہ پایا، بلخ سے کارواں

قوہستان کے پہاڑوں میں پہنچا، جن میں بہت سی خانقاہیں آباد تھیں، پانی کی نہروں سے درخت بہت سرسبز تھے، جن میں انجیر بکثرت تھے، پھر ہرات گیا، جو اس وقت خراسان کا سب سے زیادہ آباد اور بڑا شہر تھا۔ نیشاپور بھی بہت آباد تھا۔ لیکن بلخ اور مرو کھنڈر پڑے تھے۔

ہرات کا سلطان مشہور حسین معزالدین ابن سلطان غیاث الدین الغوری تھا۔ (سنہ ۱۲۴۵ء سے ہرات پر قرت (KART) کا مقامی خاندان حکمرانی کرنے لگا۔ معزالدین حسین کے زمانے میں (سنہ ۱۳۳۱ - سنہ ۱۳۷۰ء) ہرات کو خراسان کے اندر بہت عروج نصیب ہوا لیکن سنہ ۱۳۸۱ء میں حسین کے بیٹے غیاث الدین پیر شاہ نے تیمور لنگ کی اطاعت قبول کرلی سنہ ۱۳۸۹ء میں اس کی وفات ہوئی۔ اس کے بعد اس کا خاندان مٹ گیا) ایک تارک الدنیا بزرگ نظام الدین مولنا کا جوانی کا زمانہ ہرات میں گذرا، ان کے اثر سے وہاں احکام شرعی کی پابندی کی جانے لگی۔ حسین کے ایک رشتہ کے بھائی ملک ورنہ نے بھی اس رفاہی تحریک میں نمایاں حصہ لیا۔ افسوس ہے کہ نظام الدین کو ایک ترکی امیر نے قتل کردیا، اور ملک ورنا کچھ دنوں بطور سفیر بادشاہ سیستان کے پاس رہا وہاں سے ہندوستان گیا۔ یہاں ابن بطوطہ سے آگے چل کر اس کی ملاقات ہوئی۔ وہ بھی بادشاہی سازشوں کے سلسلہ میں مار ڈالا گیا۔ ابن بطوطہ ہرات سے جام پہنچا۔ یہاں اکثر درخت شہتوت کے تھے۔ اور ریشم بہت پیدا ہوتا تھا۔ پھر طوس اور وہاں سے مشہد گیا۔ جہاں مذہب اثنا عشریہ کے آٹھویں امام حضرت علی الرضاؓ (تاریخ وفات سنہ ۸۱۸ء) کا عالی شان مقبرہ ہے۔ اس کا گنبد بہت خوبصورت ہے۔ اور دیواریں رنگین ٹائل کی ہیں۔ اس کے مقابل خلیفہ بنی عباس ہارون الرشید کا مزار ہے۔ (خراسان کی سرحد پر فوج کشی کرتے ہوئے اس کا انتقال طوس میں سنہ ۸۰۹ء میں ہوا) ابن بطوطہ کہتا ہے کہ شیعی اس مزار کی بے حرمتی کرتے تھے۔ پھر سرخس سے ہوتا ہوا مشہد کے جنوب میں زوا پہنچا۔ شیخ قطب الدین حیدر کے یہاں بہت مرید تھے، (اس لئے اب وہ تربت حیدری کہلاتا ہے) اس سلسلہ کے درویش ہاتھوں میں لوہے کی چوڑیاں اور کانوں میں لوہے کی بالیاں پہنتے ہیں۔ وہاں سے ابن بطوطہ نیشاپور گیا۔ جو میوہ کے درختوں اور نہروں کی فراوانی سے دمشق صغیر کہلاتا تھا۔ یہاں کا ریشمی کپڑا اور مخمل ہندوستان

بھیجا جاتا تھا، ابن بطوطہ شیخ قطب الدین نیشاپوری کی خانقاہ میں ٹھیرا، ان کے کشف و کرامات کا ذکر کرتا ہے۔ بغلان، قندوز اور بغلان کے متبرک مقاموں کی زیارت کی، قندوز میں ندی کے کنارے مصر کے ایک شیخ (جو عام طور پر شیر سیاہ کے نام سے مشہور تھے) کی خانقاہ کے قریب چالیس دن جانوروں کو تازہ دم ہو لینے کی خاطر ٹھیر گیا۔ اس علاقہ کا حاکم موصل کا ایک شخص تھا۔ مہمان نواز اور حامیٔ عدل و انصاف، راستہ میں ہندوکش کے پہاڑ حائل تھے۔ برف باری کے خوف سے ابھی ہندوستان جانے والے مسافروں کو ٹھہر جانا پڑا، ہندوکش کی وجہ تسمیہ یہ بیان کرتا ہے کہ ہندوستان سے جو لڑکے اور لڑکیاں اس پہاڑ کے راستہ سے ممالک مغرب کو خدمت کی غرض سے تاجر اپنے ساتھ لے جاتے تھے سردی کی شدت سے مر جاتے تھے (ابن بطوطہ نے خاوک کے راستہ سطح بحر سے تیرہ سو فٹ بلندی پر کابل کے شمال مشرق میں پہاڑ کو عبور کیا) راستہ طے کرنے میں پورا ایک دن صرف ہوتا تھا۔ جب موسم گرما شروع ہوا اس وقت کاروان پہاڑی راستہ سے گذرا، اونٹوں کے پیروں کے نیچے نمدہ بچھا دیا جاتا تھا۔ تاکہ برف میں دھنس نہ جائیں۔ بہت سا سامان وزن ہلکا کرنے کے لئے پھینک دیا گیا۔ بغلان سے نکل کر اندراب گئے۔ جو زمانہ سابق میں بڑا شہر تھا مگر اب بے نشان ہے۔ قریب کے ایک گاؤں کی خانقاہ میں اترے، جس کا مہتمم محمد المہروی بڑا ہی نیک اور منکسر المزاج شخص تھا۔ وہ ان کے ساتھ کوہ ہندوکش پار ہونے تک چلا، یہاں ایک گرم پانی کا چشمہ ملا، اس پانی سے منہ دھویا تو کھال نکل آئی اور بہت تکلیف اٹھائی۔

بعد ازاں ایک مقام پر ٹھیرے جو پنج شیر کہلاتا تھا، سابق میں یہاں ایک بڑا اور آباد شہر نیلے پانی کے دریا پر تعمیر ہوا تھا۔ لیکن چنگیز نے اس کو اور اس کے گرد و نواح کے مقامات کو نیست و نابود کر دیا۔ ایک پہاڑ پر جس کا نام پشائے تھا، شیخ اتا اولیا (یعنی ولیوں کے باپ) کی خانقاہ ملی۔ ان بزرگ کا لقب سہ صد سالہ تھا۔ اپنی عمر ساڑھے تین سو سال کی بتاتے تھے اور کہتے تھے کہ ہر سو سال کے بعد ان کے نئے بال اور دانت نکل آتے تھے۔ واللہ اعلم قیاس سے

تو پچاس ہی برس کا سن معلوم ہوتا تھا۔ جلد صاف اور تر و تازہ تھی۔ بڑھاپے کا کوئی اثر نمایاں نہ تھا۔ اطراف و جوانب کے لوگ ان کی بڑی عزت کرتے تھے۔ خود بھی بڑے خلیق اور مہمان نواز تھے۔

BURUNTAYH

یہاں سے نکل کر کارواں پروان پہنچا، جہاں امیر بورون تیہ سے ملاقات ہوئی۔ پھر خریخ نامی قصبہ کو گئے۔ اس کے بعد سلطان محمود بن سبکتگیں کے مشہور شہر غزنی کو گئے افسوس ہے کہ اس مشہور شہر کا بڑا حصہ ویران پڑا تھا۔ (غزنوی سلاطین کے بعد غوری خاندان نے اس شہر کو تباہ کر ڈالا) اس شہر میں سردی بہت محسوس ہوتی ہے اس لئے لوگ موسم سرما میں قندھار چلے جاتے ہیں، وہاں سے کابل پہنچے جو محض ایک قصبہ تھا۔ اس کے باشندے افغان کہلاتے تھے۔ انہوں نے کوہ سلیمان کی چوٹیوں اور اس کے دروں پر قبضہ کر رکھا تھا۔ اس وقت اس کا پیشہ زیادہ تر راہزنی تھا، کابل سے کرماش گئے، راستہ میں افغانوں سے تصادم ہوا، پھر تاش گر پہنچے جو آباد ترکی ممالک کا آخری مقام تھا، ماہ جولائی میں جبکہ بارش کا پانی گڑھوں میں جمع ہو جاتا تھا۔ سندھ کا صحرا پندرہ دن میں طے کیا۔ اس صحرا میں باد سموم چلتی ہے جس سے کئی کارواں تباہ ہو جاتے تھے۔ الحمدللہ یہاں سے بھی خیریت کے ساتھ غرۂ محرم ۷۳۴ھ (مطابق ۱۲ ستمبر ۱۳۳۳ء) کو پنجاب میں دریائے اندس (دریائے سندھ) پر پہنچے، ہندوستان کے محکمہ خبر رسانی نے بادشاہ کو کارواں کے آنے کی مفصل اطلاع پہنچا دی۔　　　　کتاب اول ختم شد

ضروری گذارش:- دارالعلوم حرم صولتیہ مکہ معظمہ کے تمام محسنین و معاونین کرام سے درخواست ہے کہ وہ اپنے منی آرڈروں کے کوپن میں اپنا نام اور پورا پتہ صاف لکھا کریں تاکہ رسیدات کے اجرا میں سہولت اور دفتر کے قیمتی وقت میں بچت ہو سکے، امید کہ آپ اس پر ضرور توجہ فرمائیں گے۔

معتمد صدر دفتر دارالعلوم صولتیہ مکہ معظمہ - دہلی - قرول باغ

زائرین بیت اللہ سے ایک گذارش

اور عازمانِ حج کیلئے مفید مشورہ

ہر سال ہندوستان سے عازمین حج کی ایک کافی تعداد ارضِ حرم پہنچتی ہے، ایامِ حج کی مصروفیت، وقت کی تنگی اور مشاغلِ حج، یہ تمام اسباب ایسے موانع ہیں جن پہ بلند ہمت و باذوق اور علم دوست حضرات ہی قابو پا کر دار العلوم صولتیہ تک پہنچنے کا وقت نکال سکتے ہیں اور جب تک بالقصد ارادہ نہ کیا جائے ہنگامی مجبوریاں سدِ راہ رہتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ ہر سال ہندوستانی حجاج کرام کی ایک بڑی تعداد دار العلوم حرم کو بچشم خود نہیں دیکھ سکتیں۔

سعادت ابدی، حاضری حرم محترم اور حج بیت اللہ کا شرف اس سال آپ کو نصیب فرمائے تو اپنے اس مقدس سفر کی مبارک غرض و غایت میں یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ ارضِ مقدس میں اپنی اس علمی مشترکہ یادگار کو ایک نظر دیکھ لیں، سننے اور دیکھنے میں جو فرق ہے اس کا اندازہ اس وقت آپ خود کر لیں گے کہ بہتر سال سے خدا کے گھر میں جو علمی اور مذہبی کام ہو رہا ہے وہ موجودہ حالت میں کس حوصلہ پرور دور سے گذر رہا ہے۔ اور آئندہ اس میں کہاں تک ترقی کی استعداد اور قوت موجود ہے یہ ایک پیغام ہے جسے سننا اور اس پر توجہ فرمانا آپ کا قومی فرض ہے۔

سالہا شد کہ برائے یک نگاہ / انتظارت می کشم در کوئے تو

اگر آپ عازمِ حج ہیں تو سطور ذیل پر ایک نظر ڈال لیجئے، بہت ممکن ہے کہ ان میں آپ کے لئے کوئی بہتر اور مفید بات پیش کی گئی ہو۔ جو اس مبارک سفر میں آپ کے سکون و دلجمعی کا باعث ہو۔

۱۔ خدا کے عزیز مہمان مکہ معظمہ میں حسب سابق کارکنان مرکزی دفتر وار العلوم صولتیہ سے معرفت

مفید مشورہ اور ممکن امداد حاصل کر سکتے ہیں۔

۲۔ اس مبارک سفر میں احباب و اعزہ کے پر مسرت خطوط پورے اہتمام و احتیاط کے ساتھ قابل اطمینان صورت سے مکہ معظمہ، مدینہ منورہ اور جدہ میں ملنے کا ذریعہ یہی ہو سکتا ہے کہ آپ اپنی ڈاک مرکزی دفتر مدرسہ صولتیہ ہندیہ، پوسٹ بکس نمبر ۱۳ البرید مکہ معظمہ کے توسط سے منگائیے، زائرین بیت اللہ کی اس خدمت کو سالہا سال سے ایک اہم فرض سمجھ کے انجام دیا جاتا ہے، مزید سہولت کے لئے یہ صورت بھی ہو سکتی ہے کہ آپ کے متعلقین و اعزہ آپ کے نام کے خطوط صدر دفتر دہلی کو بھیجتے رہیں۔ جو آپ کو بروقت مرکزی دفتر مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے ذریعہ ملتے رہیں گے، بہرحالات ضرورت اس امر کا لحاظ رکھنا چاہیئے کہ یہ خطوط مختصر ہوں۔ باریک کاغذ پر دونوں طرف لکھے گئے ہوں۔ اور صرف دریافت خیریت و خانگی حالات پر مشتمل ہوں۔

۳۔ حجاز مقدس پہنچنے کے بعد آپ کی دلی خواہش ہوگی کہ آپ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے غرباء اور مستحقین کی حسب استطاعت امداد کریں، اس لئے اگر آپ کو حرمین شریفین کے صحیح مستحقین، پردہ نشین غریب بیوگان اور مسکین یتیموں کی تلاش ہو تو کارکنان مرکزی دفتر مدرسہ آپ کی مکمل رہنمائی کریں گے۔ اور آپ اپنے ہاتھ سے ان بے یار و مددگار مستحقین کی امداد کر کے ان کی سچی دعائیں حاصل کر سکیں گے۔

۴۔ دارالعلوم حرم مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ، حجاز میں ہندوستان کے مسلمانوں کا واحد قومی ادارہ ہے تا اس لئے بانی مدرسہ، مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد رحمت اللہ صاحب کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ کے عہد مبارک سے ہندوستانی حجاج کی رقوم بطور امانت مدرسہ میں رکھنے کا دستور چلا آرہا ہے اس غیر ملک میں رقم کا تحفظ اور اس کی طرف سے بے فکری ایک اہم چیز ہے، مکہ معظمہ پہنچنے کے بعد سب سے پہلے آپ اپنی رقم کو مرکزی دفتر مدرسہ میں محفوظ کر کے رسید امانت حاصل کر لیجئے۔ اور دفتر کے اوقات میں جس وقت آپ کو ضرورت ہو اپنی امانت میں سے بقدر ضرورت لیتے رہیئے۔

۵۔ حج کے زمانے میں مرکزی دفتر کا وقت حسب ذیل ہے۔

۳ بجے مکہ معظمہ کے وقت سے (طلوع آفتاب سے اندازاً تین گھنٹے بعد) ۱۰ بجے تک (غروب آفتاب سے دو گھنٹہ قبل)۔

۴۔ اس مقدس سفر میں تفصیلی حالات اور صحیح مسائل حج کے لئے کتاب "حقیقت حج" قیمت ۸ علاوہ محصول ڈاک صدر دفتر مدرسہ صولتیہ (مکہ معظمہ) دہلی قرول باغ سے یا مینجر صاحب آرمی پریس دہلی سے۔ "کتاب الحج" قیمت ۱۲ علاوہ محصول ڈاک، شروانی پرنٹنگ پریس علی گڈھ سے، "کتاب کلید جنت" الحاج چودھری عبدالحمید صاحب جنجوہا، پی سی ایس (ریٹائرڈ) گوجرانوالہ سے، "دعا طواف کعبہ" بلا قیمت حاجی محمد احمد صاحب مالک بخشی کمپنی کولوٹولہ اسٹریٹ کلکتہ سے، اور "طواف کعبہ کی دعائیں" حاجی شیخ محمد شریف صاحب تاجر چرم محلہ پورانیکا سیالکوٹ سے ایک آنہ محصول ڈاک بھیج کر طلب فرمائیں۔ یہ کتابیں آپ کے لئے مفید اور رہبر سفر ثابت ہوں گی۔

مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں پڑھنے کی دعائیں پتہ ذیل سے مفت طلب فرمائیں۔

خان بہادر حاجی وحیدالدین صاحب ایم۔ بی۔ای کشمیری گیٹ۔ دہلی

عازمینِ حج کیلئے مزید آسانیاں اور معلومات

سرکاری اعلان

۱۔ سفر کے اجازت نامے حاصل کرنے کے لئے عازمینِ حج براہ کرم ہمارا پریس کمیونک مورخہ ۲۶ر جولائی ۱۹۵۴ء اور اس کے بعد پریس میں اس کے اشتہار ملاحظہ کریں۔ مزید معلومات رہنمائی کے لئے درج ذیل ہیں۔

۲۔ سفرِ حج کیلئے اجازت ناموں کا اجرا ۲ر اگست ۱۹۵۴ء کو سوائے بنگال، آسام اور مدراس کے تمام صوبوں کیلئے بند کر دیا کر دیا جائے گا ان صوبوں کیلئے ۵ ستمبر تک اجرا جاری رہے گا۔ بیبیوں کا کوٹہ جو مختلف صوبوں کے لئے مقرر کر دیا گیا ہے اگر اس میں سے کوئی خالی رہیں تو وہ صوبہ واری کوٹہ سے قطع نظر اولیت کی بنیاد پر ان درخواست کنندوں سے پُر کی جائے گی جو انتظاری فہرست میں ہیں یا اس کے علاوہ جو عازمینِ حج ایک ساتھ سفر کرنا چاہتے ہیں ان کو ایک ساتھ ایک لفافہ میں اپنی درخواستیں بھیجنا چاہیئیں۔ درجہ اول میں سفر کرنے والے حاجیوں کا کوٹہ مدراس، بمبئی، بنگال، یو۔پی، شمال مغربی سرحدی، آسام، اجمیر، مارواڑ اور دہلی کے صوبوں کے لئے ختم ہو چکا ہے اور ان صوبوں میں سے کسی کیلئے درجہ اول میں سفر کرنے کا اجازت نامہ اب جاری نہیں کیا جا سکتا۔

۳۔ اسٹیمر کا کرایہ مع کھانے کے اخراجات کے شپنگ کمپنی اسی بنیاد پر مقرر کرے گی جہاں سے عازمینِ حج سوار ہوں گے۔ کرایہ کی رقم کا تعین ابھی تک زیر غور ہے۔ لیکن ڈیک پر سفر کرنے والے حاجیوں کے لئے یہ مع اخراجاتِ طعام کے ڈھائی سو (۲۵۰) روپے سے متجاوز نہ ہوگا۔

۴۔ **جدہ میں محصول حفظانِ صحت اور کرایہ کشتی**

جو زائرین زمانۂ حج میں حاجیوں کی کشتی سے حجاز جائیں گے ان کو جدہ میں محصول حفظانِ صحت ان لوگوں سے زیادہ دینا ہوگا جو زمانۂ حج میں اور حاجیوں کی کشتی میں سفر نہیں کرتے۔ حکومت سعودیہ نے اس مرتبہ زمانۂ حج کے لئے محصول حفظانِ صحت نوّے (۹۰) روپے دس آنہ مقرر کئے ہیں۔

محصول مطوف اور خرچہ سواری حجاز میں مطابق ذیل ہوگا۔ محصول مطوف ۹۰ روپیہ بارہ آنہ۔

حجاز میں خرچہ سواری

۱۔ جدہ سے مکہ تک ایک طرفہ			۲۔ مکہ، منیٰ، عرفات اور پھر واپس مکہ		
اونٹ	بس	موٹر اگر انتظام ہوسکا	اونٹ	بس	موٹر اگر انتظام ہوسکا
روپیہ - آنہ	روپیہ - آنہ	روپیہ - آنہ	روپیہ - آنہ	روپیہ - آنہ	روپیہ - آنہ
۴۲ - ۱۴	۶۴ - ۵	۹۲ - ۱۳	۳۸ - ۱۴	۱۱۴ - ۱	۲۲۶ - ۱۳

۳۔ جدہ سے مدینہ اور پھر واپسی

اونٹ ۳۹۱ روپیہ ۱ آنہ۔ بس ۹۹۵ روپیہ ۵ آنہ۔ موٹر اگر انتظام ہوسکا ۱۷۹۰ روپیہ ۳ آنہ۔

۴۔ دو مہینے کیلئے زائرین کے قیام، خورد و نوش کے اخراجات، جدہ بندرگاہ اور اونٹ پر سفر کرنے والوں کے علی الترتیب ۱۰۰۰ روپے، ۸۰۰ روپے بارہ آنہ اور ۷۰۰ روپے ۱۲ آنے۔ یہ اعداد و اندازاً بتائے گئے ہیں اور ہر فرد کے معیار زندگی کے تناسب سے ان میں فرق ہو سکتا ہے۔

ہندوستان سے سونے کی برآمد سختی سے منع ہے۔ لیکن زائرین کے اخراجات کو کم کرنے کے لئے حکومت حجاز نے مطابق ذیل ساورن کی برآمد کی اجازت دی ہے۔ ڈیک کلاس ۲۰۔ بحری جہاز ۳۰۔ تمام حاجی ایک ہزار قیمت کے روپیوں کے نوٹ بلا اجازت برآمد کر سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں گورنمنٹ نے مخصوص صورت میں حسب ذیل پاؤنڈ اسٹرلنگ / ڈالر کی برآمد کی اجازت دی ہے۔

موٹر سے سفر کرنے والے زائرین - ایک ہزار - بس سے سفر کرنے والے زائرین - پانچسو

۵۔ زائرین کو ہدایت دی جاتی ہے کہ وہ اپنے مکانوں سے اس وقت تک روانہ نہ ہوں جبتک ان کی سیٹ محفوظ ہو جانے کا کارڈ ان کے پاس نہ پہنچ جائے۔ جیسے ہی ان کو یہ کارڈ مل جائیں وہ اپنے ضلعوں سے پرائیویٹ بینکوں کے پاس بلا معاوضہ حاصل کرلیں، یہ پاس وہ پورٹ حج کمیٹی کے افسر سے تین روپے ادا کر کے بعض بندرگاہ پر بھی حاصل کر سکتے ہیں، جہاں سے وہ روانہ ہو رہے ہیں۔ ان کو چیچک اور دیگر امراض کا ٹیکہ بھی لگوا لینا چاہیئے۔ مندرجہ ذیل کسی عہدہ دار سے ٹیکوں کے سرٹیفکیٹ

کے سرٹیفکیٹ حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ (۱) سول سرجن (۲) میونسپل یا ڈسٹرکٹ میڈیکل ہیلتھ افسر (۳) ڈائرکٹر یا اسسٹنٹ ڈائرکٹر آف ہیلتھ (۴) بندرگاہ کا ہیلتھ میڈیکل افسر (۵) چیف میڈیکل افسر ریلوے (۶) چیف میڈیکل افسر یا ڈائرکٹر آف پبلک ہیلتھ۔ کسی ہندوستانی ریاست کا جو ۱۹۳۳ء کے میڈیکل کونسل ایکٹ کے مطابق قابلیت کی سند رکھتا ہو۔ (۷) سینئر میڈیکل آفیسر جو کسی ملٹری اسٹیشن کا انچارج ہو (۸) کسی بڑا فوجی عہدہ یا ہندوستانی اسٹیٹ ریلوے کے ڈسٹرکٹ میڈیکل [illegible] جو ۱۹۳۳ء کے میڈیکل کونسل ایکٹ کے مطابق قابلیت کی سند رکھتا ہو۔ [illegible] میڈیکل [illegible] کو حکومت بمبئی نے بمبئی میں زائرین کے لئے مقرر کیا ہو کسی زائر کو [illegible] میڈیکل [illegible] سرٹیفکیٹ [illegible] جاسکتا ہے مگر اس پر [illegible] بالا کسی ڈاکٹر کے [illegible] مزید [illegible] جائیں گے۔

۶۔ زائرین حج کو [illegible] نامہ پیش کرنے کے [illegible] کی [illegible] صندوق، گٹھڑیاں [illegible] جو کہ گھر سے روانگی کے وقت استعمال [illegible] دوران میں استعمال کی غرض سے ٹائلیٹ کی چیزیں ۲۵ روپے کی قیمت کی [illegible] ساتھ رکھ سکتے ہیں۔ [illegible] ۲۸ روپیہ کی [illegible] ایک فونٹین پن، ایک پنسل، رائٹنگ پیڈ اور لفافے۔

۷۔ خصوصی صورت میں زائرین حج کو اگر وہ خواہش کریں تو مندرجہ ذیل چیزیں لے جانے کی اجازت ہوگی۔ مذہبی کتابیں۔ ایک جوڑا جوتا یا سینڈل، ہیر آئل کی دو بوتلیں (ہندوستان کی بنی ہوئی) آدھ سیر تمباکو حقہ پینے کے لئے، آدھ سیر تمباکو کھانے والا، ایک سو سگار یا پانچ سو سگریٹ، چھ سو بیڑیاں، چھ ماچس کی ڈبیا ایک نیا صندوق یا سوٹ کیس۔ ایک ہولڈال یا بوری متفرق چیزوں کے رکھنے کے لئے۔ چار نئی قمیصیں چار نئے پاجامے، ایک نئی ٹوپی۔ ایک نئی پگڑی۔ ایک چھتری۔ ایک واکنگ اسٹک، ایک لالٹین، ایک [illegible] ضروریات کے مطابق پکانے کا سامان، نہانے کے صابن کی چار بٹیاں، عطر، سینٹ، خوشبو کی چیزیں اور دیگر اشیاء جو احرام، حج اور عید کے لئے ضروری ہیں۔ ایک چاقو، ایک جوڑ قینچیاں، چھ سوئیاں۔ تاگہ۔ ایک سیر چائے کی پتی، ۵ سیر شکر، ۴ سیر گھی، کھانے پکانے کا مسالحہ، پان کے لوازمات، معقول مقدار میں

اور ایک عدد مکمل مچھر دانی۔ جو جدہ اور مکہ کے لئے ضروری ہے۔

۸ - زائرین کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ کوئی ایسی چیز حجاز نہ لے جائیں جو اشد ضروری نہ ہو۔ سعودی عرب میں، کرایہ سفر میں صرف ایک بستر، ایک صندوق، ایک ناشتہ دان بتایا گیا ہے۔ زیادہ سامان کے لئے اونٹ کرایہ پر لینے پڑیں گے۔ چار من سامان جدہ سے مکہ کو اونٹ پر لے جانے کا خرچہ تقریباً ۱۰ روپیہ ہے۔

۹ - مرکزی حکومت صرف احرام کیلئے کپڑے کا انتظام کرے گی۔ لوگوں کو کفن کے لئے خود اپنا انتظام کرنا چاہیے[۱]

۱۰ - حجاز میں والنٹیر مل سکتے ہیں۔

۱۱ - ریلوے عہدہ داروں کے توسط سے انتظام کیا گیا ہے کہ زائرین کو جن کی سیٹ رزرو ہے اپنی سیٹ ڈھونڈنے میں مدد دیں۔

۱۲ - بدیسیوں کے ریزرویشن کارڈ متعلقہ قونصل نمائندے جاری کریں گے۔ جن کے لئے درخواست اور متذکرہ فیس ادا کرنا ہوگی۔

ہماری توقع

مجلہ ندائے حرم مرکز اسلام اور حرم مقدس کی ایک آواز ہے، یہ خدا کے گھر کا علمی سفیر ہے جو کاغذی لباس میں ہر ماہ دارالعلوم صولتیہ مکہ معظمہ کے معاونین کرام کے ہاتھوں میں پہنچتا ہے۔

ہمیں توقع ہے کہ جن معاونین و محسنین کے پاس ندائے حرم پہنچتا ہے وہ حضرات زمانۂ جنگ کی گرانی، کتابت و طباعت کی دشواری اور اجرتوں میں روز افزوں اضافہ کو پیش نظر رکھ کر اس کا سالانہ چندہ ضرور بھیجدیں گے اور اس کے حلقۂ اشاعت کو وسیع کر کے بارگاہ احدیت سے اجر و ثواب حاصل کرینگے۔ جن حضرات نے وادیٔ خلیل کی ایک آواز پر لبیک کہا اور ندائے حرم کی سرپرستی فرمائی ہم انکے شکر گذار ہیں، اللہ تعالیٰ انکو جزائے خیر دے، دیگر قارئین ندائے حرم سے بھی امید ہے کہ اس پر توجہ فرمائینگے، اشتراک سالانہ تین روپے، بیرون ہند سے ۷ شلنگ۔ معتمد صدر دفتر دارالعلوم صولتیہ (مکہ معظمہ) دہلی قرول باغ۔

---

[۱] اس اعلان کے بعد گورنمنٹ نے یہ منظور کر لیا ہے کہ ہر حاجی کیلئے بندرگاہ پر احرام کا کپڑا خریدنے کا انتظام سرکاری طور پر کر دیا جائیگا۔

وادیٔ خلیل کی ایک آواز

جس پر ہر مسلمان کو لبیک کہنا چاہیئے

وہ کام جو دنیا کی حکومتیں اپنے اشتراکِ عمل سے انجام نہ دے سکیں اسکو ایک قوم تنہا پایۂ تکمیل کو پہنچا سکتی ہے بشرطیکہ اس قوم کا ہر فرد اپنے مرکز سے وابستہ ہو اور مرکز کیلئے اپنی جان عزیز سے بھی دریغ نہ کرے، اگر جان سے دریغ ہو تو مالی امداد میں فراخدلی سے حصہ لے، مال نہ ہو تو اپنے احساس، اقوال اور قوتِ عمل سے مرکزی مقاصد کو تقویت پہنچائے۔

ماہنامہ ندائے ... براہِ راست مرکزِ اسلام اور حرم محترم سے حاصل ہے وہ ملک کے دوسرے جرائد اور مجلات کو میسر نہیں۔ اور یہ تعلق ہی ندائے حرم کا سرمایۂ امتیاز و افتخار ہے لیکن یہ امر کس قدر ہمت شکن ہے کہ آپکے دینی و علمی مرکز کا یہ پیغامبر وادیٔ خلیل کا یہ نقیب اپنی تقریباً ۵ سالہ تبلیغی، اصلاحی، علمی اور تاریخی خدمات کے باوجود بہت سے معاونین و مخلصین کی ہمدردی و سرپرستی حاصل نہ کر سکا۔

ہمارے تمام معاونین اور محسنین کیلئے یہ امر قابل غور ہے کہ "ندائے حرم" کسی کی ذاتی ملک نہیں، کوئی سیاسی یا تجارتی رسالہ نہیں بلکہ ستر کروڑ مسلمانوں کے مرکزِ روحانی و علمی کا اس ملک میں واحد ترجمان ہے اور خدا کے گھر کی وہ آواز ہے جو دس کروڑ مسلمانانِ ہند کے دلوں میں اتر کر انکو بیدار کرنا اور اسلاف کے کارنامے یاد دلا کر ان میں جوشِ عمل پیدا کرنا چاہتی ہے، ہماری خواہش ہے کہ دارالعلوم صولتیہ کے فنڈ پر صدر دفتر کے مصارف کا بار نہ پڑے بلکہ "ندائے حرم" کی آمدنی سے ہی یہ مصارف پورے ہو جائیں ہمیں امید ہے کہ دارالعلوم صولتیہ کے دردمند معاونین کرام اس مقصد کے حصول میں ہماری اعانت فرمائیں گے، یہ زمانہ دینی اور قومی اداروں کی زندگی کیلئے بیحد صبر آزما ہے اس لئے تمام مسلمانوں سے بالعموم اور دارالعلوم صولتیہ مکہ معظمہ کے معاونین سے بالخصوص ہماری درخواست ہے کہ وہ آئندہ "ندائے حرم" کو تقویت حاصل کریں اور اسکے خریداروں میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کی کوشش فرمائیں، دارالعلوم صولتیہ کی امداد کی طرح یہ بھی ایک مستقل نیکی اور بالواسطہ دارالعلوم صولتیہ کی امداد ہے۔

آج ہی اپنا سالانہ چندہ بذریعہ منی آرڈر روانہ فرما دیجئے اور اپنے احباب کو بھی "ندائے حرم" کی سرپرستی پر آمادہ فرمائیے۔ خدا کرے ہمارے معاونین وادیٔ خلیل کی اس آواز پر لبیک کہیں تاکہ خدا کے مقدس گھر کی یہ مقدس تحریک جس کا ندائے حرم علمبردار ہے زیادہ قوت حاصل کر سکے اور ہمیں دلجمعی کے ساتھ مزید خدمت کی توفیق ملے۔ سالانہ اشتراک ... (بیرونِ ہند سے ... شلنگ) منی آرڈر کے ذریعہ چندہ بھیجنے میں آپکا اور دفتر کا فائدہ ہے۔

معتمد۔ صدر دفتر مدرسہ صولتیہ (مکہ معظمہ) دہلی۔ قرول باغ۔

صحیفۂ سعادت

ماہ رمضان المبارک ۱۳۶۴ھ

معاونین کرام اور محسنوں کے اسمائے گرامی !!

فہرست رقوم عطیات وامداد مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ بذریعہ صدر دفتر مدرسہ، دہلی

اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ ہر مہینہ کی فہرست اسمائے معاونین کرام کی اشاعت دوسرے ماہ کے نمبر میں ہوا کرے گی۔
مندرجہ تفصیلات میں اگر کوئی غلطی ہو تو براہ کرم دفتر کو مطلع فرمائیے باعث شکرگذاری ہوگا۔

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد	نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
۱	رسید جلد ۹ ۱۱۳۰	جناب پروفیسر الاناشاہ محمد عبدالحی صاحب فرزہ شریف	سے	امداد عام	۱۳	۲۱ ۱۱۳۰	جناب حاجی محمد حسن صاحب بابولپور (کفارہ روزہ ہائے والدہ صاحبہ محترمہ)	۱۱ر	وظائف طلبا
۲	۱۰	〃 حاجی سید ظفر علی صاحب پنشنر نہٹور	۵ر	زکوٰۃ					
۳	۱۱	〃 شاہد حسین صاحب مرحوم بتوسط جناب حاجی محمد عبدالغنی صاحب شملہ	عمہ	〃	۱۴	۲۲ 〃	جناب محمد حسین صاحب ... مرسلہ بابو حاجی محمد قاسم صاحب۔ لاہور	عہ	امداد عام
۴	۱۲ 〃	〃 مولوی محمد حفظ الرحمن صاحب وقف علیگڈھ	عہ	زکوٰۃ صدقہ ایصال ثواب	۱۵	۲۳ 〃	محترمہ بیگم صاحبہ شاہ میر عالم صاحب (فدیہ روزہ کے خود) سہارنپور	۵ر	وظائف طلبا
۵	۱۳ 〃	〃 خان بہادر ملک بشیر احمد خان صاحب کوئٹہ	عہ	امداد عام					
۶	۱۴ 〃	〃 شیخ محمد عارف صاحب ...	۵ر	زکوٰۃ صدقہ خیرات	۱۶	۲۴ 〃	جناب حاجی محمد شریف صاحب بہال	عہ	امداد عام
۷	۱۵ 〃	فیروزی بتوسط میاں جان محمد جان صاحب دہلی	للعہ	زکوٰۃ	۱۷	۲۵ 〃	〃 خان بہادر محمد رحمت خان صاحب ...	للعہ	زکوٰۃ
۸	۱۶ 〃	جناب بشیر احمد صاحب مرسلہ غلام محمد صاحب ... خان گڑھ	عہ ۸ر	〃	۱۸	۲۶	... احمد ... احمد صاحب ...		〃
					۱۹	۲۷	الحاج ... محمد ... صاحب ...	عہ	امداد عام
۹	۱۷ 〃	〃 غلام قادر خان صاحب ... ایضاً	عہ	〃	۲۰	۲۸	جمعدار میر محمد خان صاحب ...	للعہ	وظائف طلبا
۱۰	۱۸ 〃	〃 شیخ محمد صادق محمد افضل صاحبان لائلپور	عاہر	〃	۲۱	۲۹	سید میر حسین صاحب ...	عہ	زکوٰۃ
۱۱	۱۹ 〃	〃 حاجی قمرالدین صاحب شاہ گنج	عسہ	〃	۲۲	۳۰	محمد سلیمان صاحب بدایوں	عہ	امداد عام
۱۲	۲۰ 〃	〃 عبدالقدوس صاحب علیگڈھ	عسہ	〃	۲۳	۳۱	اعجاز احمد صاحب فاروقی سندیلہ	للعہ	[illegible]

نمبر شمار	نمبر رسید	نام نامی	رقم	مد	نمبر شمار	نمبر رسید	نام نامی	رقم	مد
۲۴	۳۲	جناب حکیم ... حسین صاحب ...	عہ	امداد عام	۴۷	۵۵	محترمہ اشرف بیگم صاحبہ اہلیہ جناب منشی محمد علی خاں صاحب کان پور	عہ	امداد عام
۲۵	۳۳	,, حسین سلطان محمد ابراہیم صاحبان کانپور	عہ	,,					
۲۶	۳۴	,, شیخ محمد عبد الغنی صاحب پنشنر ...	للعہ	زکوٰۃ	۴۸	۵۶	محترمہ بیگم صاحبہ جناب حاجی علی احمد صاحب مہگاؤں	عہ	زکوٰۃ
۲۷	۳۵	,, حافظ عبد الرحمٰن صاحب بتوسط ,,	للعہ	,,					
۲۸	۳۶	محترمہ مسز سید محتشم حسین صاحب ...	عہ	,,	۴۹	۵۷	جناب ایس۔ ایم عبد الکریم صاحب کلکتہ	عہ	امداد عام
۲۹	۳۷	جناب حاجی محمد عبد الکریم ... صاحبان۔ کان پور	للعہ	,,	۵۰	۵۸	,, مستری محمد نبی صاحب لکھنؤ	عہ	,,
					۵۱	۵۹	,, محمد بشیر احمد صاحب الہ آباد	عہ	,,
۳۰	۳۸	,, سیٹھ عبد الغفور رحیم بخش صاحبان ...	للعہ	,,	۵۲	۶۰	,, ڈاکٹر محمد خلیل الرحمٰن صاحب۔ آرہ	عہ	زکوٰۃ
۳۱	۳۹	,, سراج الدین صاحب بنارس	عہ	,,	۵۳	۶۱	,, انوار حسین صاحب مراد آباد	سے	,,
۳۲	۴۰	,, ڈاکٹر نواب علی صاحب۔ دہلی	عہ	,,	۵۴	۶۲	محترمہ والدہ صاحبہ مظاہر حسن صاحب دہلی	...	امداد عام
۳۳	۴۱	,, محمد اسمٰعیل صاحب کھاتولی	عہ	,,	۵۵	۶۳	جناب ڈاکٹر اشفاق حسین صاحب کانپور	للعہ	زکوٰۃ
۳۴	۴۲	,, محمد رفیق صاحب کلکتہ	عہ	,,	۵۶	۶۴	,, محمد فضل صاحب سید پور	...	,,
۳۵	۴۳	,, خواجہ غلام حیدر صاحب ڈار محترمہ بیگم صاحبہ غلام سرور صاحب شملہ	للعہ	,,	۵۷	۶۵	,, الحاج ڈاکٹر محمد سعید صاحب ...	للعہ	...
					۵۸	۶۶	,, سید محمد عباس صاحب علی گڑھ	...	زکوٰۃ ...
۳۶	۴۴	جناب سید احمد علی صاحب کان پور	عہ	,,	۵۹	۶۷	,, حاجی محمد رمضان صاحب ...	للعہ	زکوٰۃ
۳۷	۴۵	,, محمد عبد اللہ صاحب امرتسر	للعہ	امداد عام	۶۰	۶۸	,, شبیر حسین خاں صاحب ...	عہ	,,
۳۸	۴۶	,, اشفاق الٰہی صاحب آگرہ	للعہ	زکوٰۃ	۶۱	۶۹	,, محمد اسمٰعیل عبد العزیز صاحبان کلکتہ	للعہ	,,
۳۹	۴۷	,, محمد ... صاحب ضلع پٹنہ	للعہ	امداد عام	۶۲	۷۰	محترمہ بیگم صاحبہ جناب ڈاکٹر فضل الحق صاحب	عہ	,,
۴۰	۴۸	,, اللہ دیا سعد اللہ صاحبان ...	عہ	زکوٰۃ	۶۳	۷۱	,, بیگم صاحبہ جناب کیپٹن ڈاکٹر سید محمد اجمل حسین صاحب کرنال	عہ	ایصال ثواب
۴۱	۴۹	,, مولوی محمد ... خاں صاحب ...	عہ	,,					
۴۲	۵۰	,, منشی برکت ... خاں صاحب ...	عہ	امداد عام	۶۴	۷۲	جناب سید محمد منظور علی صاحب ...	عہ	زکوٰۃ
۴۳	۵۱	,, خواجہ غلام حیدر شاہ صاحب گونڈہ	عہ	زکوٰۃ	۶۵	۷۳	,, مسٹر عبد اللطیف خاں صاحب ...	عہ	...
۴۴	۵۲	,, حاجی نور بخش صاحب مظفر نگر	للعہ	,,	۶۶	۷۴	,, ضمیر حسین صاحب نجیب آباد	عہ	زکوٰۃ
۴۵	۵۳	,, محترمہ مسز ... صاحبہ لکھنؤ	عہ	ایصال ثواب	۶۷	۷۵	,, شیخ حاجی ضیاء الدین صاحب ...	عہ	,,
۴۶	۵۴	جناب ... صاحب ...	عہ	زکوٰۃ	۶۸	۷۶	محترمہ اہلیہ صاحبہ شیخ احمد ...	عہ	,,

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام ناصر	رقم	مد
٦٩	[illegible]	جناب حاجی [illegible] الدین ریاض الدین صاحبان دہلی	سـہ	ذکوٰۃ
٧٠	٧٨ "	" حبیب الرحمٰن صاحب آگرہ	صـہ	"
٧١	٧٩ "	محترمہ آمنہ خاتون صاحبہ، زینب خاتون صاحبہ، عائشہ خاتون صاحبہ، عقیلہ خاتون صاحبہ، جمیلہ خاتون صاحبہ بعافظ محمد حسین صاحب کانپور	سـہ	"
٧٢	٨٠ "	" جناب ضیاء علی صاحب راج گھاٹ	عـہ	"
٧٣	٨١ "	" حاجی غلام رسول صاحب - کان پور	عـہ	امداد عام
٧٤	٨٢ "	محترمہ رابعہ بی بی صاحبہ بیگم جناب حاجی رسول صاحب کانپور	عـہ	امداد عام
٧٥	٨٣ "	جناب لفٹنٹ ڈاکٹر ولی محمد صاحب [illegible]	عـہ	ذکوٰۃ
٧٦	٨٤ "	" سید محمد ناصر صاحب لکھنؤ	عـہ	"
٧٧	٨٥ "	" اجلال احمد خاں صاحب بنارس	عـہ	"
٧٨	٨٦ "	" مہر دین صاحب دھوبی - لاہور	عـہ	امداد عام
٧٩	٨٧ "	" شیخ جان محمد صاحب بہار گھاٹ	عـہ	ذکوٰۃ
٨٠	٨٨ "	" حافظ رفیع الدین صاحب علی گڑھ	عـہ	"
٨١	٨٩ "	" ماسٹر احمد علی صاحب دیواڑی	عـہ	"
٨٢	٩٠ "	" حاجی عبد الرحمٰن سلطان خان صاحبان سہارنپور	عـہ	"
٨٣	٩١ "	" جناب محمد یامین صاحب ڈیرہ دون	عـہ	ایصال ثواب
٨٤	٩٢ "	" خواجہ محبت اللہ صاحب جلیسر	عـہ	ذکوٰۃ
٨٥	٩٣ "	محترمہ عائشہ بیگم صاحبہ بتوسط جناب محمد عبد الحمید صاحب مراد آباد	عـہ	"
٨٦	٩٤ "	بیگم صاحبہ محترمہ، دختر صاحبہ خود، والدہ خورشید احمد صاحبہ جناب سید ضمانت علی صاحب دہلی	عـہ	"
٨٧	٩٥ "	محترمہ بشیرہ صاحبہ " "	عـہ	"

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام ناصر	رقم	مد
٨٨	٩٦ جلد ١٢	جناب محمد اقبال صاحب کیرانہ	[illegible]	[illegible]
٨٩	٩٧ "	" حاجی محمد اسمٰعیل محمد ابراہیم صاحبان [illegible]	عـہ	ذکوٰۃ
٩٠	٩٨ "	" مولوی محمد ظہور الدین صاحب [illegible] ممتاز حسین صاحب مرحوم گورکھپور	[illegible]	[illegible]
٩١	٩٩ "	جناب محمد شفیع صاحب - کلکتہ	سـہ	امداد عام
٩٢	١٠٠ "	ایک مسلمان خاتون جزاہا اللہ کانپور	سـہ	ذکوٰۃ
٩٣	١ رسید جلد ١١٥	جناب شاہ بشیر عالم صاحب، محترمہ والدہ صاحبہ موصوف [illegible] کان پور	[illegible]	ذکوٰۃ [illegible]
٩٤	٢ "	جناب حاجی فیروز دین صاحب، محترمہ بیگم صاحبہ موصوف لاہور	عـہ	امداد عام
٩٥	٣ "	جناب حافظ محمد فخر الدین صاحب، محترمہ بیگم صاحبہ موصوف مرسلہ بشرح بالا - لاہور	عـہ	"
٩٦	٤ "	جناب عبد الرحمٰن صاحب، محترمہ والدہ صاحبہ موصوف، محترمہ بیگم صاحبہ مرحوم لاہور	[illegible]	"
٩٧	٥ "	جناب عبد الحکیم صاحب، محترمہ بیگم صاحبہ [illegible]	عـہ	"
٩٨	٦ "	" منشی اللہ بخش صاحب لاہور	[illegible]	"
٩٩	٧ "	" نواب خان صاحب اکوڑہ	[illegible]	ذکوٰۃ
١٠٠	٨ "	" حافظ عبد السمیع حاجی عبد اللہ صاحبان کانپور	[illegible]	"
١٠١	٩ "	" اللہ بندہ صاحب مرحوم [illegible]	[illegible]	[illegible]
١٠٢	١٠ "	محترمہ بیگم صاحبہ جناب حاجی تاج الدین صاحب لاہور (فدیہ رمضان المبارک)	[illegible]	[illegible]
١٠٣	١١ "	جناب قاضی عظیم الحق صاحب [illegible]	[illegible]	ذکوٰۃ
١٠٤	١٢ "	" محمد ایوب صاحب فتح گڑھ	[illegible]	"
١٠٥	١٣ "	" منشی علی حسن صاحب اترولہ	[illegible]	"
١٠٦	١٤ "	" منشی عبد الرحیم صاحب مظفر نگر	[illegible]	"

نمبر شمار	نمبر رسید/جلد	نام ونامی	رقم	مد	نمبر شمار	نمبر رسید/جلد	نام ونامی	رقم	مد
۱۰۷	۱۵	جناب حاجی نور محمد علی محمد صاحبان کاپشاور	صہ	امداد عام	۱۲۶	۳۳	محترمہ کنیز فاطمہ صاحبہ ...	صہ	زکوٰۃ
۱۰۸	۱۶	" الحاج ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب کابلی	ماعہ	"	۱۲۷	۳۵	جناب کریم بخش صاحب سیتاپور	صہ	انعام عام
۱۰۹	۱۷	" محمد عبدالحبیب صاحب "	ماعہ	"	۱۲۸	۳۶	" محمد سعد الدین صاحب	عکم	ایصال ثواب
۱۱۰	۱۸	" پروفیسر محمد عبدالحفیظ صاحب	صہ	"	۱۲۹	۳۷	محترمہ ثریا بیگم صاحبہ	۶	"
۱۱۱	۱۹	" شیخ بشیر احمد و سعید احمد صاحبان انصاری مظفر نگر	مار	امداد عام	۱۳۰	۳۸	" بیگم صاحبہ حافظ حبیب الحق صاحب مرحوم اٹاوہ	مار	امداد عام
۱۱۲	۲۰	" عبدالرحیم ملک عبداللہ خان صاحب بہادر ای-بی ۹ اے کمپنی	ہ	زکوٰۃ	۱۳۱	۳۹	جناب حاجی چراغ دین و محمد یوسف صاحبان کلکتہ	صہ	"
					۱۳۲	۴۰	" حاجی رحیم بخش محمد ابراہیم صاحبان ...	صہ	زکوٰۃ
۱۱۳	۲۱	جناب عبدالحکیم صاحب ڈیرہ جون	صہ	"	۱۳۳	۴۱	" احمد اللہ صاحب ...	صہ	[illegible]
۱۱۴	۲۲	" محمد اسمٰعیل صاحب، محترمہ بیگم صاحبہ ...			۱۳۴	۴۲	محترمہ اہلیہ صاحبہ حافظ محمد ظفر صاحب اٹاوہ	[illegible]	امداد عام
		از جانب شیخ مہر علی صاحب مرحوم والد ... از جانب والدہ صاحبہ مرحومہ ... از جانب منشی عبدالغنی صاحب ... الٰہ آباد	[illegible]	وظائف ایتام	۱۳۵	۴۳	" بیگم صاحبہ ...	[illegible]	"
					۱۳۶	۴۴	جناب حاجی عزیز الرحمٰن صاحب مراد آباد	[illegible]	[illegible]
					۱۳۷	۴۵	" ڈاکٹر برکت علی صاحب ... پور	[illegible]	زکوٰۃ
۱۱۵	۲۳	جناب چودھری اعظم علی خان صاحب ...	[illegible]	زکوٰۃ	۱۳۸	۴۶	" خان صاحب حاجی محمد رشید صاحب ...	عہ	"
۱۱۶	۲۴	" عبدالغنی صاحب ولد عبدالصمد صاحب کانپور	عہ	انعام	۱۳۹	۴۷	" ایس-ایم سعید الرحمٰن صاحب ...	عہ	"
۱۱۷	۲۵	" سید محمد تنظیم حسین صاحب، جہانسی (رفیہ ... روزہ والدہ صاحبہ)	[illegible]	[illegible]	۱۴۰	۴۸	محترمہ بیگم صاحبہ مرزا ... الدین بیگ صاحب ...	عہ	"
					۱۴۱	۴۹	جناب ... بادشاہ صاحب ...	عہ	"
۱۱۸	۲۶	جناب ... خان ولد سبحان خان صاحب ... جہانسی	عہ	زکوٰۃ	۱۴۲	۵۰	" حکیم ممتاز الحق صاحب شیرکوٹ	عہ	"
۱۱۹	۲۷	" حافظ برکت اللہ ولد نعمت اللہ صاحبان منڈی صادق گنج	[illegible]	"	۱۴۳	۵۱	" ایم-انعام الدین صاحب گوجرانوالہ	عہ	"
۱۲۰	۲۸	" ماسٹر چراغ دین صاحب اینڈ سنز ...	[illegible]	"	۱۴۴	۵۲	" رشید احمد صاحب ریاست بہاولپور	عہ	"
۱۲۱	۲۹	" خان بہادر ... آر ... صاحب ...	عہ	امداد عام	۱۴۵	۵۳	" الحاج شیخ ناظر حسن صاحب جالندھر	[illegible]	"
۱۲۲	۳۰	" حاجی محمد عبدالجلیل صاحب سہارنپور	[illegible]	ایصال ثواب	۱۴۶	۵۴	" مستری محمد صدیق خان صاحب ...	[illegible]	امداد عام
۱۲۳	۳۱	" خان بہادر حاجی عبدالقیوم صاحب کانپور	[illegible]	[illegible]	۱۴۷	۵۵	" شیخ حبیب حسن صاحب	[illegible]	"
۱۲۴	۳۲	محترمہ ملکہ جہاں بیگم صاحبہ ...	[illegible]	[illegible]	۱۴۸	۵۶	محترمہ بیگم صاحبہ شیخ ظہور احمد صاحب	[illegible]	"
					۱۴۹	۵۷	" بیگم صاحبہ شیخ نیاز احمد صاحب	[illegible]	"
۱۲۵	۳۳	صابرہ خاتون صاحبہ	[illegible]	[illegible]	۱۵۰	۵۸	" خدیجہ بیگم صاحبہ	[illegible]	"

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام دائی	رقم	مد	نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام پانی	رقم	
۱۵۱	۵۹ جلد ۳	جناب سید محمد یوسف صاحب [illegible]	۱۷	زکوٰۃ [illegible]	۱۷۳	جلد ۳ ۱۱۹	جناب شیخ محمد رشید صاحب [illegible]	[illegible]	
۱۵۲	۶۰ "	" سید عبدالرزاق صاحب مرسلہ بشیر باللہ "	للعہ	زکوٰۃ [illegible]	۱۷۴	" ۸۲	" [illegible] خان [illegible]	[illegible]	
۱۵۳	۶۱ "	" مرزا محمد اکمل بیگ صاحب بی۔ اے۔ ایس [illegible] چنیوٹ	۱۷	زکوٰۃ	۱۷۵	" ۸۳	" محترمہ [illegible] بیگم صاحبہ نصیر آباد	[illegible]	
۱۵۴	۶۲ "	" محمد [illegible] صاحب بلرام پور	[illegible]	زکوٰۃ [illegible]	۱۷۶	" ۸۴	جناب حاجی کریم بخش صاحب [illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۵۵	۶۳ "	" حافظ رحمت الٰہی صاحب دہلی	[illegible]	زکوٰۃ	۱۷۷	" ۸۵	" [illegible] صاحب [illegible] سہارن پور	[illegible]	
۱۵۶	۶۴ "	" حاجی محمد نعیم الدین صاحب محترمہ بیگم صاحبہ موصوف کان پور	صہ	"	۱۷۸	" ۸۶	جناب بشیر احمد صاحب کلکتہ	صہ	"
۱۵۷	۶۵ "	محترمہ روشن آرا بیگم صاحبہ کانپور مرسلہ بشیر باللہ	[illegible]	"	۱۷۹	" ۸۷	" محمد رمضان صاحب تان بارہ	[illegible]	"
۱۵۸	۶۶ "	" عصمت آرا بیگم صاحبہ " "	[illegible]	"	۱۸۰	" ۸۸	" شیخ محمد یٰسین صاحب کان پور	صہ	"
۱۵۹	۶۷ "	" بدر جہاں بیگم صاحبہ " "	[illegible]	"	۱۸۱	" ۸۹	" منشی محمد عبداللہ صاحب [illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۶۰	۶۸ "	جناب مولوی ظہیر الحسن صاحب ایم۔ آر۔ کاندھلہ	صہ	"	۱۸۲	" ۹۰	" حاجی سلیمان حاجی [illegible] صاحب [illegible]	صہ	"
۱۶۱	۶۹ "	" سید نثار احمد صاحب گورکھپور	[illegible]	[illegible]	۱۸۳	" ۹۱	" حاجی محمد مصطفیٰ خاں صاحب [illegible]	[illegible]	"
۱۶۲	۷۰ "	" [illegible] عبدالرحیم صاحب [illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۸۴	" ۹۲	" محمد فضل الرحمٰن صاحب اینڈ سنز دہلی	[illegible]	"
۱۶۳	۷۱ "	" ایم۔ اے سیدلت صاحب۔ کلکتہ	[illegible]	زکوٰۃ	۱۸۵	" ۹۳	" شیخ منظور علی صاحب ریاست بہاولپور	[illegible]	[illegible]
۱۶۴	۷۲ "	محترمہ خورشید بیگم صاحبہ "	[illegible]	امداد امام	۱۸۶	" ۹۴	" حاجی غلام رسول [illegible] صاحبان [illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۶۵	۷۳ "	جناب خان بہادر احمد حسین صاحب لکھنؤ	[illegible]	[illegible]	۱۸۷	" ۹۵	" سیٹھ صالح ابراہیم [illegible] صاحب [illegible]	[illegible]	"
۱۶۶	۷۴ "	" شاہ محمد صاحب ٹانڈہ	[illegible]	زکوٰۃ	۱۸۸	" ۹۶	" حافظ قربان علی محمود علی صاحبان [illegible]	صہ	"
۱۶۷	۷۵ "	" حاجی الٰہی بخش رحمت اللہ صاحبان [illegible]	[illegible]	امداد امام	۱۸۹	" ۹۷	" شیخ عبدالوقت [illegible] برکت [illegible]	[illegible]	"
۱۶۸	۷۶ "	" سید انوار الحسن صاحب کان پور	صہ	زکوٰۃ	۱۹۰	" ۹۸	" سید قمر الحسن صاحب [illegible]	[illegible]	"
۱۶۹	۷۷ "	" سید عبدالرحیم شاہ صاحب سجادل	صہ	"	۱۹۱	" ۹۹	" حافظ محمد علی صاحب [illegible]	[illegible]	"
۱۷۰	۷۸ "	" شمس الحق صاحب کرسیا تنگ	صہ	[illegible] امام	۱۹۲	" ۱۰۰	" منشی سخاوت علی صاحب [illegible]	صہ	"
۱۷۱	۷۹ "	" حاجی ولی حسین خان صاحب [illegible] بیگم صاحبہ موصوف محترمہ [illegible] بیگم صاحبہ اہلیہ محمد [illegible] خان صاحب شاہجہان پور	صہ	زکوٰۃ	۱۹۳	رسید جلد ۱۱۷ ۱	" سید مصباح الرحمٰن صاحب [illegible]	[illegible]	"
					۱۹۴	" ۲	" اصغر علی شاہ صاحب [illegible]	[illegible]	"
					۱۹۵	" ۳	" سید [illegible] حسین صاحب [illegible] صاحب [illegible]	[illegible]	
۱۷۲	۸۰ "	جناب ایس۔ ایم عبدالحق صاحب [illegible]	[illegible]	[illegible] امام					

نمبر شمار	[illegible]	[illegible]	نام نامی	رقم	مد	نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
۱۹۶	[illegible]	[illegible]	جناب چودھری نعمت اللہ صاحب علی گڑھ	۵	زکوٰۃ	۲۱۵	۲۳ ۱۱۶	جناب عبدالشکور و عبدالرحمٰن صاحبان فیروز [illegible]	۸ ر	زکوٰۃ
۱۹۷	۵	״	״ شاہ انوار عالم صاحب غازی پور	۷ ر	ایصالِ ثواب	۲۱۶	״ ۲۴	״ حاجی محمد رفیق صاحب [illegible] والے دہلی	ما ص	״
۱۹۸	۶	״	محترمہ جمال النساء بی بی صاحبہ بتوسط جناب حاجی			۲۱۷	״ ۲۵	״ ڈاکٹر حافظ حفیظ اللہ صاحب اعظم گڑھ	مار	״
			عبدالکریم صاحب بیہر	للعہ	امداد عام	۲۱۸	״ ۲۶	״ ایچ عبداللطیف محمد شریف صاحبان آگرہ	مار	״
۱۹۹	۷	״	جناب حاجی عبدالکریم صاحب بتوسط با ״	عام	״	۲۱۹	״ ۲۷	محترمہ بیگم صاحبہ قاضی محمد ظہور الحق صاحب مرحوم جلال نگر	ص۵	״
۲۰۰	۸	״	״ انوار حسین صاحب صدیقی مراد آباد	حے	ایصالِ ثواب	۲۲۰	״ ۲۸	جناب حیات محمد صاحب کان پور	۵	״
۲۰۱	۹	״	״ محمد شفیع اللہ خاں صاحب بتوسط جناب			۲۲۱	״ ۲۹	״ حکیم محمد حبیب الرحمٰن صاحب قریشی دہلوی کلکتہ	عـ۵	״
			ڈاکٹر سید محفوظ الرحمٰن صاحب [illegible]	عار	زکوٰۃ	۲۲۲	״ ۳۰	״ شیخ مشتاق احمد اشتیاق احمد صاحبان دہرہ دون	۵	״
۲۰۲	۱۰	״	محترمہ حسن و سوسن صاحبہ بیگم جناب حاجی [illegible] صاحب مرحوم موضع [illegible]	ما ص۵	״	۲۲۳	״ ۳۱	״ فخر الدین فصیح الدین صاحبان مین پوری	عـ۵	״
۲۰۳	۱۱	״	جناب مولوی عبدالجبار صاحب بنارس	عـ	״	۲۲۴	״ ۳۲	״ عبدالرزاق صاحب کان پور	عـ۵	امداد عام
۲۰۴	۱۲	״	״ حاجی امین الدین صاحب اینڈ سنز بنارس	عـ	״	۲۲۵	״ ۳۳	״ مرزا اوصاف بیگ صاحب سہارنپور	عـ۵	زکوٰۃ
۲۰۵	۱۳	״	״ حاجی محمد عبدالحمید خاں صاحب [illegible]	عـ۵ ۸ ر	״	۲۲۶	״ ۳۴	״ ایچ رحیم بخش محمد عمر صاحبان ״	عـ	״
۲۰۶	۱۴	״	״ کنور مسعود علی خاں صاحب [illegible]	عـ۵	امداد عام	۲۲۷	״ ۳۵	״ حافظ عبدالرزاق محمد یٰسین صاحبان نگینہ	عـ	״
۲۰۷	۱۵	״	محترمہ فیاضی بیگم صاحبہ متولیہ وقف حافظ			۲۲۸	״ ۳۶	״ حاجی عنایت حسین صاحب کانپور	عـ	امداد عام
			عزیز الرحمٰن خاں صاحب مرحوم۔ مراد آباد	لعہ۵ ۱۰ ر	״	۲۲۹	״ ۳۷	״ مشتاق احمد صاحب، قمر جہاں بیگم صاحبہ ایصال ثواب زکوٰۃ		زکوٰۃ
			مرسلہ مولانا عبدالحق صاحب متولی وقف [illegible]					رحیمن صاحبہ بریلی۔ ایصال ثواب	عـ	ایصال ثواب [illegible]
۲۰۸	۱۶	״	جناب حاجی محمد ایوب صاحب لار	عـ ر	زکوٰۃ	۲۳۰	״ ۳۸	جناب سلطان احمد صاحب کلکتہ	عـ۵	زکوٰۃ
۲۰۹	۱۷	״	״ حاجی یار محمد صاحب موضع [illegible]	عـ	״	۲۳۱	״ ۳۹	״ حافظ مقبول حسین خاں صاحب شاہجہانپور	عـ	امداد عام
۲۱۰	۱۸	״	״ شیخ مسیح الدین احمد صاحب، محترمہ [illegible]			۲۳۲	״ ۴۰	״ عبدالحفیظ صاحب کان پور	۵	״
			[illegible] محترمہ [illegible] خلیل الدین صاحب مرحوم	لعہ	امداد عام	۲۳۳	״ ۴۱	محترمہ بیگم صاحبہ جناب منشی غلام محمد جیلانی صاحب بریلی	۵	زکوٰۃ
			موضع سیلابی			۲۳۴	״ ۴۲	״ جناب حاجی عبدالرحیم خاں صاحب [illegible]	۵	״
۲۱۱	۱۹	״	جناب شیخ منصور علی صاحب موضع کنڈرا	عـ۵	زکوٰۃ	۲۳۵	״ ۴۳	״ خان بہادر محمد حبیب اللہ خاں صاحب علی گڑھ	عـ	״
۲۱۲	۲۰	״	״ حاجی اشرف علی صاحب دہرہ دون	عـ۵	״	۲۳۶	״ ۴۴	״ عبدالاحد صاحب جلال پور	عـ	״
۲۱۳	۲۱	״	״ عبدالرشید خاں صاحب جلیسر	للعہ	امداد عام	۲۳۷	״ ۴۵	״ عبداللہ صاحب بتوسط ״ ״	عـ	״
۲۱۴	۲۲	״	״ [illegible]	[illegible]	״	۲۳۸	״ ۴۶	״ [illegible] یوسف [illegible]	عـ۵	״

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد	نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
۲۳۹	۴۷ جلد ۱۱	جناب محمد اسحٰق صاحب بزاز بتوسط عبدالاحد صاحب علی پور	عہ	زکوٰۃ	۲۶۱	۷۷ جلد ۱۱	جناب عبدالرشید صاحب ملتانی عبداللہ صاحب	[illegible]	زکوٰۃ
					۲۶۲	۶۱	حکیم عبداللطیف صاحب رسول پور بالا	[illegible]	ر
۲۴۰	۴۸	جناب حاجی حافظ عبدالحمید صاحب بتوسط بالا	[illegible]	ر	۲۶۳	۶۲	جناب حاجی شیخ عبدالحمید صاحب	ماعہ	ر
۲۴۱	۴۹	عبدالرشید صاحب	عہ	ر	۲۶۴	۶۳	مولوی محمد محمود علی صاحب حیدرآباد دکن	مار	ر
۲۴۲	۵۰	مولوی محمد صاحب مہتمم کنندہ	مار	امداد عام	۲۶۵	۶۴	محمد یحییٰ صاحب ساکن ... لکھنؤ	مار	ر
۲۴۳	۵۱	حاجی ... عبدالرحمٰن صاحب ...	ماعہ	ر	۲۶۶	۶۵	حامد علی خاں صاحب ... گورکھپور	عہ	امداد عام
۲۴۴	۵۲	شیخ محمد شریف برکت علی صاحبان	مار	ر	۲۶۷	۶۶	محترمہ خاتون کبریٰ بیگم صاحبہ بیگم شاہ صفدر حسین صاحب مرحوم گورکھپور	عہ	ر
۲۴۵	۵۳	عبداللطیف خاں صاحب شاہجہانپور	عہ	ر					
۲۴۶	۵۴	محمد نذیر الدین صاحب۔ آگرہ	عہ	زکوٰۃ	۲۶۸	۶۷	جناب ابوکرم الٰہی صاحب کراچی	عہ	زکوٰۃ
۲۴۷	۵۵	حاجی عبدالرحیم صاحب ...	عہ	امداد عام	۲۶۹	۶۸	حاجی فتح محمد خاں صاحب ...	عہ	ر
۲۴۸	۵۶	خان بہادر حاجی ... صاحب گورکھپور	عہ	زکوٰۃ	۲۷۰	۶۹	عزیز الحق صاحب انصاری گورکھپور	عہ	ر
۲۴۹	۵۷	مقبول احمد صاحب محترمہ دختر صاحبہ، محترم پسر صاحب، محترمہ ... صاحبہ	[illegible]	ر	۲۷۱	۸۰	حسین بخش پسر الٰہی بخش صاحب بیکانیر	عہ	امداد عام
					۲۷۲	۸۱	محمد ابوالبدیع صاحب علی گڑھ	عہ	ر
۲۵۰	۵۸	جناب سردار علی صاحب ...	للعہ	امداد عام	۲۷۳	۸۲	محمد عبدالکریم صاحب اینڈ سنز آبو	عہ	ر
۲۵۱	۵۹	محترمہ بیگم صاحبہ جناب خان بہادر ... شروانی۔ رئیس دتاولی	لعہ	ر	۲۷۴	۸۳	محترمہ بیگم صاحبہ ... مرزا صاحب دہلی	عہ	زکوٰۃ
					۲۷۵	۸۴	جناب حاجی مرزا سردار بیگ صاحب ...	عہ	ر
۲۵۲	۶۰	جناب عبدالخالق صاحب ...	عہ	زکوٰۃ	۲۷۶	۸۵	ایس-ایم منظور احمد صاحب ... بنارس	عہ	ر
۲۵۳	۶۱	محترمہ بیگم صاحبہ ... مرحوم ...	عہ	ایصال ثواب	۲۷۷	۸۶	حاجی ایم محمد ذکریا صاحب اینڈ کمپنی بنگلور	عہ	امداد عام
۲۵۴	۶۲	جناب اللہ بخش علی محمد صاحب ...	عہ	امداد عام	۲۷۸	۸۷	محمد بدر الدین صاحب علی گڑھ	للعہ	زکوٰۃ
۲۵۵	۶۳	محترمہ بی بی بشیر النساء بیگم صاحبہ علی گڑھ	عہ	ر	۲۷۹	۸۸	سلطان علی صاحب ...	عار	امداد عام
۲۵۶	۶۴	جناب عبدالستار صاحب انبالہ چھاؤنی	عہ	طلبا	۲۸۰	۸۹	مولانا مولوی محمد حسین صاحب ...	عار	ر
۲۵۷	۶۵	سید ... الدین صاحب ... علیگ ...	عہ	زکوٰۃ	۲۸۱	۹۰	جناب محمد امین صاحب ...	[illegible]	زکوٰۃ
۲۵۸	۶۶	حاجی عبدالرحمٰن صاحب اینڈ کمپنی بنارس	عہ	امداد عام	۲۸۲	۹۱	حافظ عبدالقیوم صاحب ... فیض آباد	عہ	ر
۲۵۹	۶۷	کفایت اللہ قدرت اللہ صاحبان مرادآباد	عہ	زکوٰۃ	۲۸۳	۹۲	ڈاکٹر مقبول عالم صاحب ...	مار	ر
۲۶۰	۶۸	شیخ رشید احمد صاحب صدیقی ...	عہ	امداد عام	۲۸۴	۹۳	حاجی کمال الدین صاحب ...	عار	امداد عام
۲۶۰ الف	۶۹	حاجی نبی بخش صاحب ...	عہ	زکوٰۃ					

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
۲۸۵	۹۵ جلد ۱۱۵	جناب حاجی کریم الدین صاحب تحریر سید علی صاحب	عـہ	امداد عام
۲۸۶	۹۶	" خان بہادر حاجی منظور علی صاحب نائب ... مرلی	عـار	زکوٰۃ
۲۸۷	۹۷	" پیرکش معقول احمد صاحبان کانپور	عـہ	"
۲۸۸	۹۸	" صلاح الدین ظہور صاحب بتوسط بالا "	عـہ	"
۲۸۹	۹۸	" نظام الدین یٰسین صاحب " "	عـہ	"
۲۹۰	۹۹	" کمال الدین بدرالدین صاحبان " "	عـہ	"
۲۹۱	۱۰۰	" حاجی عبدالرحمن صاحب " "	عـہ	"
۲۹۲	۱ رسید جلد ۱۱۶	" محمد یٰسین صاحب " "	للعہ	"
۲۹۳	۲	" بلال الدین کمال الدین صاحبان " "	عـہ	"
۲۹۴	۳	" علاء الدین صاحب فیروزآباد	سـہ	"
۲۹۵	۴	" محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹ چھاؤنی	عـہ	امداد عام
۲۹۶	۵	" مولوی ... عبدالحمید صاحب ... بانجت	عـہ	"
۲۹۷	۶	" میسرز وارث شریف اینڈ کمپنی آگرہ	سـہ	زکوٰۃ
۲۹۸	۷	" جناب حاجی محمد علی صاحب اینڈ سنز ... پور	عـہ	"
۲۹۹	۸	" خانصاحب ... مرزا ... بیگ صاحب ... آباد	عـہ	امداد عام
۳۰۰	۹	" محمد قاسم محمد یوسف صاحبان برہان پور	عـہ	زکوٰۃ
۳۰۱	۱۰	" قاسم کریم بخش صاحب جودھپور	عـہ	"
۳۰۲	۱۱	" منظور علی صاحب عثمانی کانپور	عـہ	"
۳۰۳	۱۲	" شیخ برکت اللہ محمد اسلام صاحبان ...	عـہ	"
۳۰۴	۱۳	" خان صاحب سید یوسف علی صاحب لکھنؤ	عـہ	"
۳۰۵	۱۴	محترمہ بیگم صاحبہ جناب ... صاحب شاہجہان پور	عـہ	متفرقہ امداد مہاجرین
۳۰۶	۱۵	جناب جمیل الدین صاحب لکھنؤ	عـہ	زکوٰۃ
۳۰۷	۱۶	" شیخ محمد عبداللہ صاحب بتوسط سید ... صاحب جعفری الہ آباد	عـہ	امداد عام
۳۰۸	۱۷	" شیخ محمد ... صاحب ... حاجی ... صاحب ...	عـہ	

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
۳۰۹	۱۸ جلد ۱۱۶	جناب خان بہادر محمد عبدالرحمن خانصاحب خورجہ	عـہ	امداد عام
۳۱۰	۱۹	" حاجی اظہار الحسنین صاحب ... پور	عـہ	زکوٰۃ
۳۱۱	۲۰	" مسٹر محمد منیر خان صاحب بریلی	عـہ	امداد عام
۳۱۲	۲۱	" شیخ عمرالدین صاحب لدھیانہ	عـہ	زکوٰۃ
۳۱۳	۲۲	" سراج احمد صاحب زرگر خورجہ	عـہ	امداد عام
۳۱۴	۲۳	" حاجی الحاکم ... صاحب ... اے ...	عـہ	"
۳۱۵	۲۴	" سید نجم الحسن صاحب رضوی خیرآباد	عـہ	زکوٰۃ
۳۱۶	۲۵	" خانصاحب حافظ احمد حسین صاحب ایم۔ ایل۔ سی نجیب آباد	۱ عـار	زکوٰۃ ...
۳۱۷	۲۶	" منشی عبدالرحیم صاحب مظفرنگر	عـہ	زکوٰۃ ...
۳۱۸	۲۷	" حاجی شمس الحق صاحب اینڈ سنز بنارس	عـہ	زکوٰۃ
۳۱۹	۲۸	" عبدالشکور صاحب ولد ... اسمٰعیل صاحب بتوسط ... بنارس	عـار	"
۳۲۰	۲۹	" محمد اسحٰق صاحب بتوسط ... " "	عـہ	"
۳۲۱	۳۰	" جلال الدین ولد محمد یوسف صاحب " "	عـہ	"
۳۲۲	۳۱	" شمس الدین صاحب " "	عـہ	"
۳۲۳	۳۲	محترمہ اہلیہ صاحبہ محمد سلیمان صاحب " "	عـہ	"
۳۲۴	۳۳	جناب حاجی غلام جیلانی صاحب لاہور	عـہ	"
۳۲۵	۳۴	" انیس الحق فخرالدین صاحب بانکی پور	عـہ	"
۳۲۶	۳۵	" حافظ عبدالسلام صاحب دہلی	عـہ	امداد عام
۳۲۷	۳۶	" سردار محمد جلال الدین ... صاحب ...	عـہ	"
۳۲۸	۳۷	" ... صاحب ...	عـہ	زکوٰۃ
۳۲۹	۳۸	" حافظ عبداللہ صاحب پسر قاضی ... صاحب بنارس	عـہ	زکوٰۃ
۳۳۰	۳۹	" حاجی عبدالرحمن صاحب "	عـہ	"
۳۳۱	۴۰	" حاجی ... حافظ عبدالغنی صاحبان "	عـہ	"
۳۳۲	۴۱	" قاضی وحیدالدین صاحب قریشی کرنال	عـہ	امداد عام
۳۳۳	۴۲	" حافظ رحیم بخش صاحب ...	عـہ	زکوٰۃ

نمبر شمار	نمبر رسید عطیہ	از طرف کس	رقم	مد	نمبر شمار	نمبر رسید حاجیہ	از جانب	رقم	مد
۳۴۴	[illegible]	المعزا بانیر مستورات جزاہا اللہ بتوسط جناب حافظ رحیم بخش صاحب ٹانڈہ	[illegible]	زکوٰۃ	۳۵۷	[illegible]	جناب منشی شیر علی صاحب چک ۱۲۹	[illegible]	[illegible]
					۳۵۸	۶۶	محترمہ والدہ صاحبہ حافظ اشرف ... بھکروالی	[illegible]	[illegible]
۳۴۵	۴۴	″ جناب حاجی عبدالشکور خاں صاحب ...	[illegible]	امداد طعام زکوٰۃ عطیہ	۳۵۹	۶۸	″ جناب ضمیر الحسن صاحب ... بریلی	″	[illegible]
۳۴۶	۴۵	″ شیخ مستری امام الدین صاحب سہارنپور	[illegible]	زکوٰۃ	۳۶۰	۶۹	″ منشی احمد اللہ صاحب دھام پور	″	″
۳۴۷	۴۶	″ میسرز فرینڈ ایجنسی کمپنی کلکتہ	[illegible]	″	۳۶۱	۷۰	″ مولوی حاجی سید فضل حسین صاحب ...	″	[illegible]
۳۴۸	۴۷	″ جناب محمد شفیع صاحب ایڈمنسٹر ...	[illegible]	″	۳۶۲	۷۱	″ مسٹر غلام محمد صاحب کان پور	[illegible]	″
۳۴۹	۴۸	″ ایچ عبدالغنی صاحب میرمان	[illegible]	امداد طعام	۳۶۳	۷۲	″ محترمہ بیگم صاحبہ صدیقی صاحب ...	[illegible]	″
۳۵۰	۴۹	″ محترمہ بیگم صاحبہ قبلہ بابو عبدالصمد صاحب ...	[illegible]	زکوٰۃ	۳۶۴	۷۳	″ رسید ہذا منسوخ کی گئی۔		
۳۵۱	۵۰	″ بیگم صاحبہ جناب منشی عبدالباسط صاحب	[illegible]	″	۳۶۵	۷۴	″ جناب مسٹر کفایت اللہ خاں صاحب مرسلہ مسٹر غلام محمد صاحب کان پور	[illegible]	امداد طعام
۳۵۲	۵۱	″ امینہ بیگم صاحبہ اہلیہ شیخ محمد خاں صاحب ...	[illegible]	امداد طعام					
۳۵۳	۵۲	″ ہارون بیگم صاحبہ شروانیہ حیدرآباد دکن (شکرانہ کامیابی امتحان)	[illegible]	زکوٰۃ عطیہ وظائف	۳۶۶	۷۵	″ جناب عبدالرحمٰن صاحب ″	[illegible]	زکوٰۃ
					۳۶۷	۷۶	″ سید عباس علی صاحب اجمیر شریف	[illegible]	[illegible]
۳۵۴	۵۳	″ جناب سید امجد علی صاحب پنشنر اجمیر شریف	[illegible]	زکوٰۃ	۳۶۸	۷۷	″ محمد علی احمد علی صاحبان مرسلہ شیخ ...	[illegible]	″
۳۵۵	۵۴	″ خان صاحب محمد قمر علی خاں صاحب ...	[illegible]	عطائے ایام	۳۶۹	۷۸	″ عبدالحکیم خاں صاحب ″	[illegible]	″
۳۵۶	۵۵	″ منشی عبدالحبیب خاں صاحب ...	[illegible]	زکوٰۃ	۳۷۰	۷۹	″ محترمہ بیگم صاحبہ جناب حاجی قمرالدین صاحب ...		[illegible]
۳۵۷	۵۶	″ محمد نبی صاحب لکھنؤ (ماہانہ)	[illegible]	عطائے ...			جناب امیر جان صاحبہ مرحومہ ... زکوٰۃ	[illegible]	[illegible]
۳۵۸	۵۷	″ ڈاکٹر خادم بخش صاحب اٹک	[illegible]	زکوٰۃ	۳۷۱	۸۰	″ جناب سعد اللہ خاں صاحب ...	[illegible]	[illegible]
۳۵۹	۵۸	″ محمد ذاکر محمد اسحٰق صاحبان ہردوئی	[illegible]	″	۳۷۲	۸۱	″ محترمہ چندو بی بی صاحبہ ″	[illegible]	زکوٰۃ
۳۶۰	۵۹	″ حاجی تاج محمد نور محمد صاحبان ...	[illegible]	امداد طعام	۳۷۳	۸۲	″ زینب بیگم صاحبہ ...	[illegible]	[illegible]
۳۶۱	۶۰	″ وارث علی صاحب موضع ...	[illegible]	″			... خاں صاحب ...		
۳۶۲	۶۱	″ حافظ جلال الدین صاحب ...	[illegible]	″	۳۷۴	۸۳	″ محترمہ کنیز عباس صاحبہ ...		
۳۶۳	۶۲	″ محمد صابر علی خاں صاحب شروانی ...	[illegible]	″			صاحب مرسلہ ... آنولہ	[illegible]	[illegible]
۳۶۴	۶۳	″ شیخ عبدالرؤف منشی ابوالبرکات صاحب لاہور	[illegible]	عطائے وظائف	۳۷۵	۸۴	″ جناب شیخ رفیع الدین صاحب ...	″	[illegible]
۳۶۵	۶۴	″ ... صاحب لکھنؤ	[illegible]	زکوٰۃ	۳۷۶	۸۵	″ چودھری ... صاحب کلکتہ	[illegible]	[illegible]
۳۶۶	۶۵	″ حافظ زین الدین صاحب ...	[illegible]	″	۳۷۷	۸۶	″ نبی اللہ صاحب ″	[illegible]	[illegible]

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد	نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
۳۷۸	۸۷ بک ۱۱۲	جناب حافظ محمد ابراہیم صاحب مرسلہ جناب شیخ اللہ	عـہ	امداد عام	۴۰۱	۱۰ بک ۱۱۳	جناب محمد سعید احمد صاحب مراد آباد	عـہ	زکوٰۃ
		حافظ عبد اللطیف صاحب سہارنپور			۴۰۲	۱۱ "	" مسٹر محمد عبد الحق صاحب سہارنپور	۷ر	ایصال ثواب
۳۷۹	۸۸ "	جناب حاجی رحمت اللہ صاحب مرسلہ " "	عـہ	زکوٰۃ	۴۰۳	۱۲ "	" محترمہ رحمت آلہی صاحب مرسلہ شیخ بانا "	للعـہ ر	کفارہ
۳۸۰	۸۹ "	" منشی فیاض احمد صاحب " "	عـہ	"	۴۰۴	۱۳ "	" محمد ظہیر اللہ خان صاحب رمانی مراد آباد	سـے ر	امداد عام
۳۸۱	۹۰ "	" چودھری نظیر احمد صاحب " "	عـہ	"	۴۰۵	۱۴ "	" الحاج خان بہادر صاحب بہادر محمد عبد العزیز بادشاہ صاحب مدراس	۱۳ر	"
۳۸۲	۹۱ "	" حاجی منگو محمد مصطفیٰ صاحبان سلطان پور	مار	"	۴۰۶	۱۵ "	" " از جانب مرحوم محمد عبد الجبار بادشاہ صاحب مرحوم	۱۴ر	"
۳۸۳	۹۲ "	" میاں عبد الرحمٰن صاحب بیا ور از جانب برادر معظم	عـہ	زکوٰۃ ایصال ثواب					
۳۸۴	۹۳ "	" محمود احمد صاحب کانپور	عـہ	زکوٰۃ	۴۰۷	۱۶ "	" از جانب محترمہ محمود النساء بیگم صاحبہ	۱۲ر	"
۳۸۵	۹۴ "	" سید محمد یوسف صاحب مدراس	عـہ	امداد عام	۴۰۸	۱۷ "	جناب مقصود علی صاحب انصاری نانپارہ	سے ر	زکوٰۃ
۳۸۶	۹۵ "	" سیٹھ عبد الکریم حاجی امین الدین صاحب کراچی	عـہ	زکوٰۃ	۴۰۹	۱۸ "	" وزیر محمد صاحب چھوٹا شملہ	سے ر	"
۳۸۷	۹۶ "	" حاجی محمد اسلام محمد امین مستری صاحبان کانپور	عـہ	"	۴۱۰	۱۹ "	" مختار نبی خان صاحب بہرائچ	۸ر	زکوٰۃ ۵ر وظائف طلبہ ۳ر
۳۸۸	۹۷ "	" محمد عمر صاحب علی گڑھ	عـہ	امداد عام	۴۱۱	۲۱ "	" سلطان صاحب چک ۲۹ شمالی مرسلہ جناب حاجی امام الدین صاحب لائل پور	للعـہ	زکوٰۃ
۳۸۹	۹۸ "	" امام بخش صاحب محمدی	عـہ	زکوٰۃ					
۳۹۰	۹۹ "	" جناب حفیظ صاحب کانپور	عـہ	امداد عام	۴۱۲	۲۱ "	جناب بابو عمر صاحب مسلم مرسلہ "	عـہ	"
۳۹۱	۱۰۰ "	" بابو عنایت اللہ صاحب انبالہ چھاؤنی	عـہ	زکوٰۃ	۴۱۳	۲۲ "	محترمہ صاحب نول صاحبہ " "	عـہ	"
۳۹۲	رسید جلد ۱۱۳ ۱	" قمر الدین صاحب معروف بالک صاحب بنارس	عـہ	امداد عام	۴۱۴	۲۳ "	جناب رمضان صاحب چک ۲۹ شمالی " "	عـہ	"
۳۹۳	۲ "	محترمہ والدہ صاحبہ سید نظیر الحسن صاحب دہلی قرولباغ (خریبہ رمضان)	عـہ	وظائف طلبا	۴۱۵	۲۴ "	" جناب ولی محمد صاحب سکنہ چک والا مرسلہ " "	سے ر	"
					۴۱۶	۲۵ "	" اللہ یار ولد محمد صاحب سکنہ جبل " "	للعـہ ر	"
۳۹۴	۳ "	جناب ایس عبد الغنی نظام الدین صاحبان کانپور	عـہ	زکوٰۃ	۴۱۷	۲۶ "	" امام ولد ذکا صاحب چک ۲۹ شمالی " "	۸ر	"
۳۹۵	۴ "	" میاں عبد المجید غلام محمد صاحبان امرتسر	عـہ	امداد عام	۴۱۸	۲۷ "	" محمد امین صاحب چک ۲۹ شمالی " "	۸ر	۴
۳۹۶	۵ "	" سید عبد الغنی صاحب و محترمہ سیدہ فریدی بیگم صاحبہ کلکتہ	عـہ	زکوٰۃ	۴۱۹	۲۸ "	" مہر حسیال صاحب سیال گنج بین "	۲ر	وظائف حجرات
۳۹۷	۶ "	" حافظ محمد حسین صاحب بنگالی بازار	عـہ	"	۴۲۰	۲۹ "	" اللہ دتا صاحب چانن پور "	۲ر	"
۳۹۸	۷ "	" محمد موسیٰ محمد یوسف صاحبان اعظم گڑھ	عـہ	امداد عام	۴۲۱	۳۰ "	" ذکا صاحب شیخ محمد میاں صاحب صدیقی بائبوا مرسلہ جناب حکیم صمصامی صاحب	مار	زکوٰۃ
۳۹۹	۸ "	" مولوی معین الحق صاحب اینڈ سنز اعظم گڑھ	عـہ	زکوٰۃ					
۴۰۰	۹ "	" محترمہ عزیز النساء بیگم صاحبہ بیگم سید منظور الحق صاحب سلطان	عـہ	"	۴۲۲	۳۱ "	جناب سیٹھ حاجی عبد الکریم احمد صاحب انگروا مرسلہ	عـہ	"

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد	نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
۴۲۳	۳۲ بک جلد ۵	جناب حافظ عبدالخالق صاحب بیگ علیاڑہ	مار	امداد عام	۴۴۷	بک جلد ۳۲ ۹۳	جناب حکیم محمد اشفاق الحسین صاحب بانس بریلی	صہ/ر	زکوٰۃ
۴۲۴	۳۳ ″	″ محمد قاسم محمد طیب صاحبان رانی کھیت	صہ	زکوٰۃ	۴۴۸	۹۴ ″	″ حافظ عبداللہ حاجی عبدالغفور صاحبان کانپور	صہ/ر	″
۴۲۵	۳۴ ″	″ حاجی ہدایت حسین صاحب الہ آباد	عہ	″	۴۴۹	۹۵ ″	″ مسٹر منیر حسین صاحب ایم اے علی گڑھ	صہ/ر	امداد عام
۴۲۶	۳۵ ″	″ حاجی محمد اسحٰق صاحب کانپور	للعہ	″	۴۵۰	۹۶ ″	″ ڈاکٹر عبدالحئی صاحب اناؤ	صہ/ر	زکوٰۃ
۴۲۷	۳۶ ″	″ شیخ مبارک بخش صاحب آسنسول	للعہ	″	۴۵۱	۹۷ ″	″ حافظ عبدالرحیم صاحب موضع اچھولی	صہ/ر	امداد عام
۴۲۸	۳۷ ″	ایک صاحب خیر خاتون جزاہا اللہ میرٹھ	سہ	زکوٰۃ سے ایصال ثواب	۴۵۲	۹۸ ″	″ اللہ بخش صاحب موضع ارڑ	صہ/ر	″
۴۲۹	۳۸ ″	جناب حافظ رشید احمد فرقان احمد صاحبان سہارنپور	عسہ	زکوٰۃ	۴۵۳	۹۹ ″	″ محمد مصطفیٰ علی صاحب علوی لکھنؤ	صہ/ر	″
۴۳۰	۳۹ ″	″ الحاج منشی امان اللہ خاں صاحب ریاست ٹونک	عسہ	″	۴۵۴	۱۰۰ ″	محترمہ یعقوب النساء صاحبہ بتوسط جناب سید		
۴۳۱	۴۰ ″	″ ایس واجد علی صاحب الہ آباد	عسہ	″			ضمانت علی صاحب دہلی	صہ/ر	زکوٰۃ
۴۳۲	۴۱ ″	″ محمد یوسف صاحب رائے بریلی	عسہ	″	۴۵۵	بک جلد ۳۳ ۱	جناب مسٹری عبدالغفور صاحب موضع نانا	صہ/ر	امداد عام
۴۳۳	۴۲ ″	″ عبدالرب عبدالولی صاحبان کوپاگنج	عسہ	امداد عام	۴۵۶	۲ ″	″ محمد رشید صاحب پونڈری	صہ/ر	″
۴۳۴	۴۳ ″	″ محمد احسن صاحب سہارنپور	عسہ	زکوٰۃ	۴۵۷	۳ ″	″ ابو شفیق احمد صاحب دہلی	صہر	[illegible]
۴۳۵	۴۴ ″	″ حاجی محمد شفیع محمد رفیع محمد سمیع صاحبان کانپور	صہ	خاص ایتام	۴۵۸	۴ ″	″ نظام الدین صاحب مرسلہ سید محمد نظیم حسین صاحب جھانسی		
۴۳۶	۴۵ ″	ایک اہل خیر "۸۶" کراچی	صہ/ر	زکوٰۃ				صہ/ر	صدقہ
۴۳۷	۴۶ ″	جناب سیٹھ حاجی آدم عبداللہ [illegible] صاحب ویراول	صمار	″	۴۵۹	۵ ″	جناب محمد زکریا صاحب مصطفیٰ آباد	صہ/ر	
۴۳۸	۴۷ ″	ازجانب محترمہ رحیمہ بائی صاحبہ مرحومہ مرسلہ شریح بالا	صامہ/ر	ایصال ثواب	۴۶۰	۶ ″	″ عبدالقادر عبدالستار صاحبان [illegible]	صہ/ر	″
۴۳۹	۴۸ ″	محترمہ عائشہ بی بی صاحبہ بنت حاجی یوسف صاحب			۴۶۱	۷ ″	″ حکیم منظور احمد صاحب بجنوری لکھنؤ	صہ/ر	″
		مرسلہ شریح بالا ویراول	ما	زکوٰۃ	۴۶۲	۸ ″	″ عبدالواحد صاحب مرسلہ حاجی عبدالکریم صاحب [illegible]	صہ/ر	″
۴۴۰	۴۹ ″	جناب شیخ عبدالجلیل صاحب بمبئی	مار	امداد عام	۴۶۳	۹ ″	″ عبدالرحیم صاحب نائب مرسلہ ″ ″	صہ/ر	″
۴۴۱	۵۰ ″	″ شیخ صالح عبداللہ بسام صاحب بمبئی	مار	″	۴۶۴	۱۰ ″	″ سر عبدالحلیم صاحب غزنوی ایم ایل اے کلکتہ	صہ/ر	زکوٰۃ
۴۴۲	۵۱ ″	″ شیخ صالح حسن علی شاکر صاحب ″	مار	″	۴۶۵	۱۱ ″	″ عبدالرحمٰن خاں صاحب کرنال	صہ/ر	امداد عام
۴۴۳	۵۲ ″	″ حکیم مولانا کریم بخش صاحب دہلی	عار	″	۴۶۶	۱۲ ″	″ حافظ محمد عثمان صاحب گورکھپور	صہ/ر	زکوٰۃ
۴۴۴	۵۳ ″	محترمہ طیبہ صاحبہ مرسلہ سید اخلاق حسن صاحب ″	عار	زکوٰۃ	۴۶۷	۱۳ ″	″ عبدالرزاق صاحب سلطانپور	صہ/ر	″
۴۴۵	۵۴ ″	جناب سیٹھ حاجی شکور حاجی سلیمان جالیہ والا اپلیٹہ	عسہ	امداد عام	۴۶۸	۱۴ ″	″ حکیم محمد ظفر الدین صاحب نامر حیدرآباد دکن	صہ/ر	″
۴۴۶	۵۵ ″	″ سیٹھ معین محمد عبدالرحمٰن صاحبان پالنپور	عسہ	″	۴۶۹	۱۵ ″	محترمہ فیض سلطانہ صاحبہ سہارنپور	صہ/ر	″

نمبر شمار	نمبر کشف طلبہ	نام نامی	مبلغ	مد	نمبر شمار	نمبر کشف طلبہ	نام نامی	مبلغ	مد
٤٧٠	١٦ مئی ٢٣	جناب میاں خدا بخش کریم بخش صاحبان ملتان شہر	صہ/	زکوٰۃ	٤٩٤	٤٠ مئی ٢٣	جناب مولوی ظہیر الحسن صاحب ایم-اے کلکتہ	صہ/	زکوٰۃ
٤٧١	١٧ 〃	محترمہ اہلیہ صاحبہ جناب بخش خان صاحب غوری العمر سابق ریک	صہ/	〃	٤٩٥	٤١ 〃	منشی صدیق علی صاحب بتوسط بالا 〃	صہ/	〃
٤٧٢	١٨ 〃	جناب نذیر حسین صاحب مراد آباد	صہ/	〃	٤٩٦	٤٢ 〃	〃 چودھری کلو صاحب سونی پت	صہ/	امداد طعام
٤٧٣	١٩ 〃	〃 مولوی محمد عبد الغفور صاحب حیدرآباد دکن	صہ/	〃	٤٩٧	٤٣ 〃	〃 شفاء الملک جناب حکیم لبیب الحبیب صاحب لکھنؤ	صہ/	〃
٤٧٤	٢٠ 〃	〃 خان بہادر مولانا مبارک کریم صاحب پٹنہ شریف	صہ/	〃	٤٩٨	٤٤ 〃	〃 محمد یوسف صاحب کانپور	صہ/	〃
٤٧٥	٢١ 〃	〃 مظفر خان صاحب علی گڑھ	صہ/	کتب خانہ	٤٩٩	٤٥ 〃	〃 حاجی حافظ محمد یوسف صاحب علی گڑھ	صہ/	کتب خانہ
٤٧٦	٢٢ 〃	〃 شجن محمد خان صاحب فورجہ	صہ/	زکوٰۃ	٥٠٠	٤٦ 〃	〃 ناظر حسین صاحب آسیون	صہ/	امداد طعام
٤٧٧	٢٣ 〃	〃 حافظ فضل الدین صاحب جلال پور	صہ/	〃	٥٠١	٤٧ 〃	〃 مرزا محمد دین مرزا محمد حنیف صاحبان شملہ	صہ/	زکوٰۃ
٤٧٨	٢٤ 〃	〃 عبد الرحمن صاحب 〃	صہ/	〃	٥٠٢	٤٨ 〃	〃 عبد الستار صاحب بنارس	صہ/	〃
٤٧٩	٢٥ 〃	〃 عبد الرؤف صاحب 〃	صہ/	〃	٥٠٣	٤٩ 〃	〃 سلام اللہ صاحب ٹانڈہ	صہ/	〃
٤٨٠	٢٦ 〃	〃 حافظ شہادت صاحب لشرح بالا	صہ/	〃	٥٠٤	٥٠ 〃	〃 سعید الحسن صاحب مرسلہ لشرح بالا 〃	صہ/	وظائف
٤٨١	٢٧ 〃	محترمہ والدہ صاحبہ نواب محمد اللہ بہا علیگڑھ	صہ/	امداد طعام	٥٠٥	کشف طلبہ ١ جون ٢٣	〃 الحاج کیپٹن مولوی غلام محمد صاحب ریاست بہاولپور (بابت ماہ ستمبر ١٩٤٢ء)	صہ/	زکوٰۃ
٤٨٢	٢٨ 〃	جناب احسان الحق صاحب ملتان چھاؤنی	صہ/	〃					
٤٨٣	٢٩ 〃	〃 حکیم الدین صاحب الہ آباد	صہ/	〃	٥٠٦	٢ 〃	جناب مولوی کرم احمد صاحب بدایوں	صہ/	〃
٤٨٤	٣٠ 〃	〃 شیخ محمد علی صاحب ولد نور محمد صاحب کوٹ رادھا کشن	صہ/	〃	٥٠٧	٣ 〃	〃 رفاقت حسین صاحب سیکری	صہ/	امداد طعام
٤٨٥	٣١ 〃	〃 محترمہ خورشید امن صاحبہ فاروق مرزا صاحب دہلی	صہ/	〃	٥٠٨	٤ 〃	〃 محمد عبد الکریم خاں صاحب سہلپور	صہ/	زکوٰۃ
٤٨٦	٣٢ 〃	〃 جناب حاجی محمد عنایت حسین صاحب چھپرہ	صہ/	زکوٰۃ	٥٠٩	٥ 〃	〃 حکیم ظہیر الدین صاحب کرنال	صہ/	〃
٤٨٧	٣٣ 〃	〃 عبد الحفیظ صاحب شملہ	صہ/	امداد طعام	٥١٠	٦ 〃	〃 حاجی محمد نذیر صاحب سیارکیہد	صہ/	امداد طعام
٤٨٨	٣٤ 〃	〃 قاضی ایقان حسین صاحب مراد آباد	صہ/	〃	٥١١	٧ 〃	عبد اللہ عبد الوحید صاحبان ٹانڈہ	صہ/	زکوٰۃ
٤٨٩	٣٥ 〃	〃 حکیم رشید احمد صاحب انصاری فورجہ	صہ/	زکوٰۃ	٥١٢	٨ 〃	〃 چودھری عبد الغفور صاحب فیض آباد	صہ/	امداد طعام
٤٩٠	٣٦ 〃	〃 مولانا مولوی مفتی محمد یونس صاحب لائل پور	صہ/	〃	٥١٣	٩ 〃	〃 شیخ تسلیم احمد صاحب صدیقی بیشترکوٹ	صہ/	زکوٰۃ
٤٩١	٣٧ 〃	〃 محترمہ والدہ صاحبہ عبد العزیز صاحب بڑگاؤں	صہ/	〃	٥١٤	١٠ 〃	〃 مسٹر افتخار احمد صاحب قریشی کانپور	صہ/	〃
٤٩٢	٣٨ 〃	〃 حکیم عبد الرحمن صاحب بجنور	صہ/	〃	٥١٥	١١ 〃	〃 مسٹر سمیع اللہ صاحب 〃	صہ/	〃
٤٩٣	٣٩ 〃	محترمہ امیر جان صاحبہ بتوسط حاجی کریم الدین صاحب سونی پت	صہ/	امداد طعام	٥١٦	١٢ 〃	محترمہ زینب بیگم صاحبہ اہلیہ قادر علی صاحب آنولہ	صہ/	الیتامیٰ

نمبر شمار	نمبر کلٹ وطلبہ	نام نامی	رقم	مد
	مکتب ۳۲۵	جناب ناظم مدرسہ دارالعلوم تقاضا مرسلہ جناب مولانا حافظ عبداللطیف صاحب سہارنپور	صہ ر	وظائف
۵۱۸	۱۴ ،،	جناب ناظم عبدالغفار صاحب مرسلہ ،، ،،	صہ ر	زکوٰۃ
۵۱۹	۱۵ ،،	محترمہ بیگم صاحبہ جناب کیپٹن ڈاکٹر سید محمد جمیل حسین صاحب کرنال (بابت ماہ ستمبر ۴۵ء)	صہ ر	امداد طلبا
۵۲۰	۱۶ ،،	جناب مصطفیٰ خاں مقتدری خاں صاحبان مراد آباد	صہ ر	زکوٰۃ
۵۲۱	۱۷ ،،	،، حاجی عبداللطیف صاحب انبالہ	صہ ر	،،
۵۲۲	۱۸ ،،	،، عبدالولی صاحب بہرائچ	صہ ر	،،
۵۲۳	۱۹ ،،	،، بہاء الدین تفضل احمد صاحبان کانپور	صہ ر	،،
۵۲۴	۲۰ ،،	،، حاجی محمد اسمٰعیل صاحب بلند شہر	صہ ر	،،
۵۲۵	۲۱ ،،	،، سردار دولہ خاں صاحب سلانوالی (وظائف ایتام)	صہ ر	،،
۵۲۶	۲۲ ،،	،، حکیم منظور احمد صاحب ،،	صہ ر	وظائف قراء
۵۲۷	۲۳ ،،	،، مولوی محمود علی صاحب ملوہ نئی دہلی	صہ ر	امداد طلبا
۵۲۸	۲۴ ،،	محترمہ والدہ صاحبہ مخدوم زادہ حافظ شجاع الدین احمد صاحب عثمانی دہلی (شکرانہ صحت)	صہ ر	،،
۵۲۹	مکتب ملد ۳۴۷	جناب کلن صاحب حجام بتوسط عبدالمجید صاحب امروہہ	عصہ ر	زکوٰۃ
۵۳۰	۴ ،،	،، محمد یوسف محمد حبیب صاحبان سیوان	عصہ ر	،،
۵۳۱	۵ ،،	،، شیخ علی حسن صاحب مرسلہ جناب الحاج شیخ ناظر حسن صاحب جالاپور	عصہ ر	امداد طلبا
۵۳۲	۶ ،،	محترمہ والدہ صاحبہ خالد منعم عباسی ثانی ... دہلی (بابت ماہ اگست ۴۵ء)	عصہ ر	،،
۵۳۳	۷ ،،	جناب خواجہ محمد خلیل صاحب موضع سملہ	عصہ ر	،،
۵۳۴	۸ ،،	،، محمد رفیق صاحب دہلی	عصہ ر	،،
۵۳۵	۹ ،،	،، سید احمد عتیق صاحب ،،	عصہ ر	،،
۵۳۶	۱۰ ،،	محترمہ آمنہ صاحبہ علی گڑھ	عصہ ر	،،

نمبر شمار	نمبر کلٹ وطلبہ	نام نامی	رقم	مد
۵۳۷	مکتب ۳۴۷	جناب جعفر حسین صاحب بدایوں	عصہ ر	صدقہ عام
۵۳۸	۱۲ ،،	،، مخدوم زادہ حافظ شجاع الدین احمد صاحب دہلی (بشکرانہ ختم قرآن فرزند دلبند)	عصہ ر	،،
۵۳۹	۱۳ ،،	جناب حاجی عبدالرحمٰن صاحب بریلی	عصہ ر	،،
۵۴۰	۱۴ ،،	محترمہ رشیدہ صاحبہ مرسلہ خان بہادر حکیم محمد معظم علی خاں صاحب آنولہ	عصہ ر	وظائف یتامیٰ طلبا
۵۴۱	۱۵ ،،	محترمہ اہلیہ صاحبہ محی الدین خاں صاحب مرسلہ ...	عصہ ر	،،
۵۴۲	۱۶ ،،	،، اہلیہ صاحبہ جیلانی خاں صاحب آنولہ ،،	عصہ ر	،،
۵۴۳	۱۷ ،،	،، رشیدہ صاحبہ اہلیہ غلام رسول خاں صاحب ،، ،،	عصہ ر	،،
۵۴۴	۱۸ ،،	جناب حبیب الرحمٰن خاں صاحب رام پور ،،	عصہ ر	،،
۵۴۵	۱۹ ،،	،، محمد ابراہیم صاحب مرسلہ جناب مولانا حافظ عبداللطیف صاحب سہارنپور	عصہ ر	زکوٰۃ
۵۴۶	۲۰ ،،	جناب صالح صاحب موتی جان پورہ مرسلہ جناب حاجی امام الدین صاحب سلانوالی	عصہ ر	وظائف یتامیٰ (قیراط)
۵۴۷	۲۱ ،،	جناب قادر بخش صاحب مرسلہ ،، پانڈے پورہ	عصہ ر	،،
۵۴۸	۲۲ ،،	،، غلام محمد صاحب ،، ذریعہ جناب مولوی طفیل احمد صاحب	عصہ ر	،،
۵۴۹	علام ۹۵ رسید علد	جناب محمد اختر خاں صاحب منگلور	عصہ ر	امداد طلبا
۵۵۰	۴۳ ،،	محترمہ نصیبا صاحبہ معرفت شیخ جیون بخش صاحب انصاری منگلور	عصہ ر	امداد طلبا
۵۵۱	۴۴ ،،	،، اہلیہ صاحبہ شیخ امید رحمٰن صاحب انصاری ،،	صہ ر	امداد طلبا
۵۵۲	۴۵ ،،	جناب شیخ رحمت اللہ صاحب انصاری منگلور	...	امداد طلبا
۵۵۳	۴۶ ،،	،، شیخ محمد صدیق صاحب معرفت ،،	عصہ ر	امداد طلبا
۵۵۴	۴۷ ،،	محترمہ اصغری صاحبہ ،، ،،	عصہ ر	امداد طلبا
۵۵۵	۴۸ ،،	،، صدیقہ صاحبہ ،، ،،	عصہ ر	،،
۵۵۶	۴۹ ،،	،، مریم صاحبہ ،، ،،	عصہ ر	،،

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد	نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
۵۵۷	ثلث ۳۰ عہ ۹۲	محترمہ اللہ رکھی صاحبہ معرفت بالا منگلور	معہ	ایصال ثواب	۵۸۰	ثلث جلد ۳ عہ ۱۸۰	جناب نثار محمد ولد سیٹھ عبدالمجید صاحب جودھپور	صہ	زکوٰۃ
۵۵۸	۳۱ عہ ۹۲	" نوبہار صاحبہ "	عمہ	"	۵۸۱	۴ "	" ظہور محمد ولد اسمٰعیل صاحب "	صہ	امداد عام
۵۵۹	۳۲ "	" رشیدہ صاحبہ "	۸ر	"	۵۸۲	۵ "	" محمد حنیف صاحب "	صہ	"
۵۶۰	۳۳ "	جناب محمد حسین صاحب رڑکی	سعہ	زکوٰۃ	۵۸۳	ثلث جلد ۱ عہ ۲۸۱	" صوفی عبدالستار صاحب "	عمہ	امداد عام
۵۶۱	۳۹ "	" شیخ اسد اللہ رکھا صاحب "	ع	"	۵۸۴	۲ "	" عبدالغنی ولد اللہ بخش صاحب "	عمہ	"
۵۶۲	۴۰ "	" محمد یار خاں صاحب "	عاہ	امداد عام	۵۸۵	۳ "	" تمیز شاہ صاحب "	عمہ	"
۵۶۳	۴۱ "	" حاجی محمد ابراہیم صاحب موضع ہراول ضلع ...	ےر	زکوٰۃ	۵۸۶	۴ "	" قدرت شاہ صاحب "	عمہ	"
۵۶۴	۴۲ "	" شیخ محمد عمر رشید احمد صاحبان رڑکی	عاہ	"	۵۸۷	۵ "	" احمد حسین صاحب ولد اسحاق جی صاحب "	عمہ	"
۵۶۵	۴۳ "	" مسٹر ظریف الرحمٰن صاحب انصاری "	للعہ	"	۵۸۸	۶ "	" محمد ہاشم ولد محمد قاسم صاحب "	عمہ	"
۵۶۶	۴۴ "	" بشیر احمد رفیق احمد صاحبان "	ے	"	۵۸۹	۷ "	" عبدالغفار صاحب ڈبیر "	عمہ	"
۵۶۷	۴۵ "	" شیخ محمد عمر صاحب "	عاہ	"	۵۹۰	۸ "	" احمد بخش صاحب سائیکل والے "	عمہ	"
۵۶۸	ثلث جلد ۹ عہ ۲۴۹	" شیخ محمد رفیق صاحب "	صہ	"			ذریعہ جناب مولوی محمد ابجد اللہ صاحب		
۵۶۹	۱۰ "	" شیخ محمد ایوب صاحب "	صہ	"	۵۹۱	رسید جلد ۳۲ عہ ۹۲	انجمن خادم کیمبر گنج	عہ	امداد عام
۵۷۰	ثلث جلد ۶ عہ ۲۹	" حاجی طفیل احمد صاحب "	عمہ	ایصال ثواب	۵۹۲	۳۳ "	" جناب مولوی محمد عبداللہ صاحب کیمبر گنج	لعہ	زکوٰۃ
۵۷۱	۱۳ "	" شیخ جمیل الرحمٰن صاحب "	عمہ	امداد عام	۵۹۳	۳۴ "	" محترمہ دختران رنوعت بی بی صاحبہ گورکھپور	مار	ایصال ثواب
		ذریعہ حکیم محمد عبدالشکور صاحب جودھپور					ذریعہ جناب مولوی محمد عبدالحی صاحب عثمانی		
۵۷۲	رسید جلد ۱ عہ ۱۵۰	جناب نثار احمد ظہور احمد صاحبان جودھپور	عہ	زکوٰۃ	۵۹۴	رسید جلد ۱۴ عہ ۹۰	جناب حاجی نور بخش صاحب اجمیر	لعہ	زکوٰۃ
۵۷۳	۲ "	" سیٹھ غلام رسول صاحب "	لعہ	"	۵۹۵	۱۵ "	" چودھری اللہ بخش صاحب "	لعہ	"
۵۷۴	۳ "	" محمد ابراہیم ولد سیٹھ عبدالمجید صاحب "	عاہ	امداد عام	۵۹۶	۱۶ "	" میاں محمد امین صاحب "	ےعہ	"
۵۷۵	۴ "	" عبدالرزاق صاحب "	۸ر	"	۵۹۷	۱۷ "	" محترمہ اہلیہ صاحبہ حافظ محمد احمد صاحب "	عاہ	"
۵۷۶	۵ "	" بابو محمد حسین صاحب "	عسہ	زکوٰۃ	۵۹۸	۱۸ "	جناب منشی افضال احمد صاحب "	۶ر	"
۵۷۷	۶ "	" حکیم محمد عبدالشکور صاحب "	للعہ	ایصال ثواب	۵۹۹	۱۹ "	" مولوی محمد عبدالحی صاحب عثمانی "	ےر	"
۵۷۸	ثلث جلد ۱ عہ ۵۰	" نثار احمد ظہور احمد صاحبان "	صہ	امداد عام	۶۰۰	۲۰ "	محترمہ اہلیہ صاحبہ جناب ڈاکٹر نعمت خاں صاحب "	ےر	"
۵۷۹	۲ "	" عبدالستار عبدالرحمٰن صاحبان "	صہ	زکوٰۃ	۶۰۱	۲۱ "	" اہلیہ صاحبہ شیخ عبدالحمید صاحب "	ےر	"
					۶۰۲	۲۲ "	" " شیخ علی احمد صاحب "	عہ	"

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام ناشی	رقم	مد	نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام ناشی	رقم	مد
۶۰۳	عـ۲۳ ج۹	جناب ڈاکٹر عبدالغنی صاحب امیر	صہر	زکوٰۃ	۶۲۵	عـ۱ ج۱۵	جناب نواب خاں صاحب بسمبی نکلہ جی	عمر	امداد عام
۶۰۴	۲۴ "	" شیخ علی احمد صاحب "	۵	"	۶۲۶	۱۷ "	" محمد بخش صاحب نیلگر " "	۴	"
۶۰۵	۲۵ "	" بابو عبدالحمید صاحب "	عمر	"	۶۲۷	۱۸ "	" میراں بخش صاحب " "	عمر	"
۶۰۶	۲۶ "	" قاضی جان محمد صاحب "	۸ر	"	۶۲۸	۱۹ "	" مختار حسین صاحب " "	عمر	"
۶۰۷	۲۷ "	" حاجی توکل مجید صاحب "	عمر	"	۶۲۹	۲۰ "	" عبداللہ صاحب بیوپاری " "	۴ر	"
		ذریعہ جناب حکیم محمود علی صاحب جے پور			۶۳۰	۲۱ "	" محمد عمر الٰہی بخش صاحبان " "	۸ر	زکوٰۃ
۶۰۸	رسید جلد عـ۵۰ ج۹	رسید ہذا منسوخ کی گئی۔			۶۳۱	۲۲ "	" علی الدین صاحب " "	عمر	امداد عام
۶۰۹	۵۰ "	ازجانب محترمہ کنیز فاطمہ صاحبہ مرحومہ	عہ	"	۶۳۲	۲۳ "	" محمد سعید صاحب " نارنول	عمر	نقطہ صاحب
		اہلیہ جناب حکیم محمود علی صاحب جے پور			۶۳۳	عـ۱ ج۱۶	" حکیم محمود علی صاحب جے پور	صہر	زکوٰۃ
۶۱۰	رسید جلد عـ۱ ج۱۵	جناب اقبال حسین صاحب جے پور			۶۳۴	۲ "	" حکیم محمد عظیم الدین خاں صاحب "	۵ع	"
		بسعی محمد یعقوب بائی صاحب	عمر	امداد عام	۶۳۵	۳ "	محترمہ بیگم صاحبہ " "	۶ع	۵
۶۱۱	۲ "	محترمہ والدہ صاحبہ جناب اقبال حسین صاحب " "	عمر	"	۶۳۶	۴ "	محترمہ دختر صاحب " "	۱۲ر	زکوٰۃ
۶۱۲	۳ "	" اہلیہ صاحبہ " " "	عمر	"	۶۳۷	۵ "	" والدہ صاحبہ حامد علی صاحب دہلی	عمر	"
۶۱۳	۴ "	" اماں صاحبہ والدہ اللہ دیا صاحب " "	عمر	"	۶۳۸	۶ "	" بشیرا صاحبہ "	عمر	"
۶۱۴	۵ "	" اہلیہ صاحبہ غفار علی صاحب " "	عمر	"	۶۳۹	۷ "	" کنیز فاطمہ صاحبہ مرحومہ بیگم جناب		
۶۱۵	۶ "	" " عبدالفتاح صاحب " "	عمر	"			حکیم محمود علی صاحب جے پور	۵ع	"
۶۱۶	۷ "	" " اعجاز علی صاحب " "	عمر	"	۶۴۰	عـ۱ ج۱۶	محترمہ حرمت بیگم صاحبہ جے پور ۔ بسعی		
۶۱۷	۸ "	" " محمد نقی علی صاحب مرحوم " "	عمر	"			مولوی محمد اللہ صاحب	عمر	امداد عام
۶۱۸	۹ "	جناب زوار حسین صاحب " "	عمر	"	۶۴۱	۱۷ "	جناب میر علی صاحب جے پور "	عمر	"
۶۱۹	۱۰ "	" محمد یعقوب علی صاحب " "	عمر	"	۶۴۲	۱۸ "	" احمد جی صاحب رنگریز " "	عـ	زکوٰۃ
۶۲۰	۱۱ "	" محمد اختار علی صاحب " "	۸ر	"	۶۴۳	۱۹ "	" دین محمد صاحب " "	عمر	امداد عام
۶۲۱	۱۲ "	" محمد ذوالفقار علی صاحب " "	۸ر	"	۶۴۴	۲۰ "	" بھوندا صاحب " "	عمر	"
۶۲۲	۱۳ "	" اللہ نور خاں صاحب " "	عمر	زکوٰۃ	۶۴۵	۲۱ "	" حاجی علی حسین صاحب نارنول "	۸ر	"
۶۲۳	۱۴ "	" دین محمد صاحب " "	عمر	امداد عام	۶۴۶	۲۲ "	" محمود خاں صاحب جے پور "	صہر	زکوٰۃ
۶۲۴	۱۵ "	" افتخار احمد صاحب " "	۴ر	"	۶۴۷	۲۳ "	" عبدالرحمن صاحب " "	۸ر	"

نمبر شمار	نمبر رسید/جلد	نام نامی	رقم	مد	نمبر شمار	نمبر رسید/جلد	نام نامی	رقم	مد
۶۴۸	۱۳۴۲ الف	جناب حافظ ظہور محمد صاحب سبعی مذکور ریجے پور	صہ/	زکوٰۃ	۶۸۱	۱۳۴۲ الف	محترمہ بیگم صاحبہ ڈاکٹر محمد عابد صاحب فاروقی جودھپور	صہ/	زکوٰۃ
۶۴۹	″ ۲۵	″ بہادر خاں صاحب ″ ″	عمہ/	امداد عام	۶۸۲	″ ۶۱	″ بیگم صاحبہ حبیب احمد صاحب فاروقی		زکوٰۃ
۶۵۰	″ ۲۶	″ خان محمد صاحب ″ نواں شہر	عمہ/	″			(برائے دعائے بخیر مراجعت حبیب احمد صاحب فاروقی)	عہ	امداد طلبہ صہ / [illegible]
۶۵۱	″ ۲۷	″ محمد اسحٰق صاحب خیری ″ جے پور	عمہ/	″	۶۸۳	″ ۶۲	جناب رشید احمد صاحب فاروقی المبرت		
۶۵۲	″ ۲۸	″ ماسٹر کرامت خاں صاحب ″ ″	صہ/	″			سالگرہ نور احمد و طفیل احمد سلمہٗ جودھپور	عہ	امداد عام
۶۵۳	″ ۲۹	″ کریم اللہ صاحب ″ ″	عمہ/	″	۶۸۴	″ ۶۳	جناب حاجی محمد اسحٰق صاحب اینڈ سنز ″	عہ	″
۶۵۴	″ ۳۰	″ سولہ بخش صاحب جوہری ″ ″	صہ/	زکوٰۃ	۶۸۵	″ ۶۴	″ محمد لقمان خاں صاحب ″	صہ/	″
		ذریعہ مولوی ناظم حسین صاحب صدیقی			۶۸۶	″ ۶۵	″ محمد فاروق صاحب ″	۸/	″
۶۵۵	۱۳۴۳ ہجری جلد	جناب حافظ محمد حسین صاحب ساجد	عمہ/	وظائف و خیرات	۶۸۷	″ ۶۶	″ بابو محمد حنیف صاحب ″	صہ/	زکوٰۃ
۶۵۶	″ ۴۵	″ صدیق ارسطانی صاحبان ″	عمہ/	امداد عام	۶۸۸	″ ۶۷	″ محمد صدیق صاحب ″	عہ	زکوٰۃ عہ / ایضاً طلبہ صہ
۶۵۷	″ ۴۶	″ آفتاب احمد خاں صاحب ″	صہ/	زکوٰۃ	۶۸۹	″ ۶۸	″ محمد قاسم عبدالستار صاحبان برائے		
۶۵۸	″ ۴۷	″ قاضی نیاز علی صاحب ″	عمہ/	امداد عام			دعائے تندرستی اہل و عیال خود جودھپور	عہ	وظائف و خیرات
۶۵۹	″ ۴۸	″ سید مشتاق علی صاحب جودھپور برائے	عمہ/	″	۶۹۰	″ ۶۹	محمد قاسم عبدالستار صاحبان ″	عہ	زکوٰۃ
		دعائے مستقل ملازمت اشتیاق علی صاحب)			۶۹۱	″ ۷۰	جناب عبدالرحمٰن صاحب ″	۸/	″
۶۶۰	″ ۴۹	جناب محمد لطیف صاحب جودھپور	صہ/	زکوٰۃ	۶۹۲	″ ۷۱	قاضی حاجی بھیکن خاں صاحب ″		
۶۶۱	″ ۵۰	محترمہ اہلیہ صاحبہ بابو تاج الدین صاحب ″	عسہ	″			(دبیرائے دعائے فلاح دارین)	ع	وظائف و خیرات
۶۶۲	″ ۵۱	جناب حاجی حلیم الدین صاحب جودھپور	۸/	″	۶۹۳	″ ۷۲	جناب موڈو جی کالو جی صاحب ″	للعہ	″
۶۶۳	″ ۵۲	محترمہ خورشید امن صاحبہ بابو تاج الدین صاحب ″	ماصہ	ایضاً طلبہ	۶۹۴	″ ۷۳	محترمہ والدہ صاحبہ عبدالستار صاحب ″	عمہ/	ایضاً طلبہ
۶۶۴	″ ۵۳	جناب شیخ احمد صاحب جودھپور	۸/	زکوٰۃ	۶۹۵	″ ۷۴	جناب پیر بخش اکبر جی صاحب ″	۸/	وظائف و خیرات
۶۶۵	″ ۵۴	″ محمد یعقوب صاحب ″	صہ/	″	۶۹۶	″ ۷۵	″ جمال ولد کریم بخش صاحب ″	صہ/	زکوٰۃ
۶۶۶	″ ۵۵	″ عبدالکریم عبدالغنی صاحبان ″	۸/	امداد عام	۶۹۷	″ ۷۶	″ عبدالغنی صاحب ″	۸/	″
۶۶۷	″ ۵۶	″ محمد یوسف صاحب سالاولاس	عہ	زکوٰۃ	۶۹۸	″ ۷۷	″ لال محمد جی صاحب ″	عہ	″
۶۶۸	″ ۵۷	محترمہ والدہ صاحبہ لطیف احمد صاحب جودھپور	صہ/	″	۶۹۹	″ ۷۸	جناب محمد شمار صاحب (برائے دعائے ترقی		
۶۶۹	″ ۵۸	″ بیگم صاحبہ مظہر عمر صاحب ″	عسہ	خیرات			علم ذوالفقار سلمہٗ) جودھپور	۸/	امداد عام
۶۷۰	″ ۵۹	″ بیگم صاحبہ محمد کاظم صاحب ″	عہ	امداد عام	۷۰۰	″ ۷۹	جناب حکیم سلطان احمد صاحب ″	عمہ/	″

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد	نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
۶۹۱	۸۰ جلد ۱۳	ایک مسلمان جزاہ اللہ بتوسط محمد بخش صاحب جودھپور	صہ/	زکوٰۃ	۷۱۵	۵۵ جلد ۱۳	جناب نظام الدین صاحب ولد		
۶۹۲	۸۱ //	جناب منور خاں اکبر بھائی صاحب راٹھور //					گینڈو صاحب جودھپور	عمہ/	امداد طعام
		(دعائے صحت فرزند)	عمہ/	امداد طعام	۷۱۶	۵۶ //	جناب عبدالغفور صاحب //	عمہ/	//
۶۹۳	۸۲ //	// عبداللہ صاحب بیوپاری راٹھور	صہ/	//	۷۱۷	۵۷ //	// مستری نور محمد جی صاحب //	عمہ/	//
۶۹۴	۸۳ //	// کریم بخش صاحب بتوسط عبدالمجید صاحب جودھپور	عمہ/	//	۷۱۸	۵۸ //	محترمہ دھاپی صاحبہ تیلن //	عمہ/	//
۶۹۵	۸۴ //	// عبدالعزیز صاحب //	عمہ/	//	۷۱۹	۵۹ //	جناب ملا عبدالرحمن صاحب //	۱۲/	//
۶۹۶	۸۵ //	// عبدالغنی صاحب //	۸/	//	۷۲۰	۶۰ //	// محمد عمر صاحب تیلی //	صہ/	ایصال ثواب
۶۹۷	۸۶ //	// جمع بخش صاحب بتوسط عبدالعزیز صاحب //	۸/	//	۷۲۱	۶۱ //	// ماسٹر اللہ بخش صاحب (دعائے		
۶۹۸	۸۷ //	// ولی محمد جی جمال جی صاحبان //	۱۲/	وظائف حجرات			صحت محمد شمیم سلمہٗ) جودھپور	۱۲/	امداد طعام
۶۹۹	۸۸ //	// قادر بخش ظہور محمد جی صاحب //	صـہ	زکوٰۃ	۷۲۲	۶۲ //	جناب ٹھیکہ دار اللہ بخش صاحب //	صہ/	//
۷۰۰	۸۹ //	// محمد حنیف صاحب //	عمہ/	//	۷۲۳	۶۳ //	// مستری عبدالحفیظ صاحب ولد عبدالعزیز		
۷۰۱	۹۰ //	// محمد اسمٰعیل صاحب ٹھیکہ دار //	۱۲/	امداد طعام			خاں صاحب جودھپور	عمہ/	//
۷۰۲	۹۱ //	// ظہور احمد خاں صاحب //	صہ/	زکوٰۃ	۷۲۴	۶۴ //	جناب بابو قطب الدین صاحب کچامن والے		
۷۰۳	۹۲ //	// عبدالوہاب صاحب //	عمہ/	//			کیرلا	عمہ/	//
۷۰۴	۹۳ //	// منشی غلام مصطفیٰ صاحب //	۱۲/	امداد طعام	۷۲۵	۶۵ //	// عبدالعزیز صاحب جودھپور	عمہ/	//
۷۰۵	۹۴ //	// عبداللہ عثمان صاحب //	عمہ/	//	۷۲۶	۶۶ //	// عبدالعزیز صاحب برتن والے //	عمہ/	//
۷۰۶	۹۵ //	// سید غلام نبی صاحب //	عمہ/	//	۷۲۷	۶۷ //	// محمد صاحب ستھو جی صاحب //	صـہ	زکوٰۃ
۷۰۷	۹۶ //	// محمد بشیر الدین صاحب //	۱۲/	//	۷۲۸	۶۸ //	// اسمٰعیل جی ولد مولا بخش صاحب //	صہ/	امداد طعام
۷۰۸	۹۷ //	// عبداللہ بھائی مہر علی جی صاحبان //	۱۲/	//	۷۲۹	۶۹ //	// عبدالغنی جی صاحب //	صہ/	زکوٰۃ
۷۰۹	۹۸ //	// محمد ابراہیم صاحب ملک //	صـہ	زکوٰۃ	۷۳۰	۷۰ //	// اسحٰق محمد جی صاحب تیلی //	عمہ/	//
۷۱۰	۹۹ //	// ماسٹر عبدالرشید صاحب //	۸/	امداد طعام	۷۳۱	۷۱ //	// امام بخش جی صاحب تیلی //	عمہ/	امداد طعام
۷۱۱	۱۰۰ //	// محمد جی صاحب ٹھیکہ دار //	صـہ	زکوٰۃ	۷۳۲	۷۲ //	// محمد الٰہی صاحب ولد ٹھیکہ دار محمد اسمٰعیل صاحب		
۷۱۲	رسید جلد ۱۳	// حاجی خدا بخش حاجی محمد جی صاحبان //	صـہ	//			جودھپور	۱۲/	//
۷۱۳	۵۳ جلد ۱۴	// مستری مصطفیٰ حسین صاحب //	۱۲/	وظائف حجرات	۷۳۳	۷۳ //	// فقیر محمد صاحب //	۱۲/	زکوٰۃ
۷۱۴	۵۴ //	// مستری عبدالجلیل صاحب //	۱۲/	//	۷۳۴	۷۴ //	// عبدالوہاب صاحب	۱۲/	//

نمبر شمار	نمبر رسید	نام نامی	رقم	مد	نمبر شمار	نمبر رسید	نام نامی	رقم	مد
۴۳۵	[illegible]	جناب مہر قطب الدین صاحب جودھپور	۶/	زکوٰۃ	۴۴۹	[illegible]	جناب غنی صاحب کریم خان صاحب جودھپور	عـمـہ/	وظائف خیرات
۴۳۶	۷۶	” حاجی محمد جی صاحب ٹھیکیدار ”	[illegible]	”	۴۵۰	۹۰	” بدر الدین محمد ابراہیم صاحب ”	[illegible]	زکوٰۃ
۴۳۷	۷۷	” بابو قدرت اللہ صاحب ”	۶/	وظائف خیرات	۴۵۱	۹۱	” عبدالرحمٰن نور محمد جی صاحب ”	عـمـہ/	امداد عام
۴۳۸	۷۸	” بابو عبدالرحمٰن صاحب ”	۶/	امداد عام	۴۵۲	۹۲	” ٹھیکیدار شیخ چاند خان صاحب ”	۵/	زکوٰۃ
۴۳۹	۷۹	” بابو حاجی محمد رمضان صاحب ”	۶/	وظائف خیرات	۴۵۳	۹۳	” مستری کریم خان صاحب ”	۶/	”
۴۴۰	۸۰	” ٹھیکیدار عبداللہ جی صاحب ”	۶/	”	۴۵۴	۹۴	” عبداللہ محمد حسین صاحب ”	[illegible]	”
۴۴۱	۸۱	” محمد اسحٰق صاحب ”	۶/	”	۴۵۵	۹۵	” ٹھیکیدار نور محمد جی صاحب ”	۶/	”
۴۴۲	۸۲	” ٹھیکیدار عبدالغنی صاحب ”	۶/	زکوٰۃ	۴۵۶	۹۶	” رحیم بخش جی صاحب ”	عـمـہ/	وظائف خیرات
۴۴۳	۸۳	” نور محمد جی صاحب ”	۶/	امداد عام	۴۵۷	۹۷	” حاجی پٹھان سلطان خان صاحب ”	۶/	زکوٰۃ
۴۴۴	۸۴	” وزیر محمد صاحب ”	۵/	وظائف خیرات	۴۵۸	۹۸	” محمد صدیق صاحب ”	۶/	وظائف خیرات
۴۴۵	۸۵	” ٹھیکیدار رمضان جی صاحب ”	۶/	”	۴۵۹	۹۹	” شہباز خان صاحب ”	۸/	زکوٰۃ
۴۴۶	۸۶	” ٹھیکیدار احمد ستار صاحب ”	۶/	امداد عام	۴۶۰	۱۰۰	” استاد نور محمد جی صاحب ۶/ عـمـہ/ احمد جی صاحب جودھپور ۸/	[illegible]	امداد عام
۴۴۷	۸۷	” ٹھیکیدار فخر الدین صاحب ”	عـمـہ/	”					
۴۴۸	۸۸	” عبدالعزیز صاحب جاگیردار ”	۵/	”	۴۶۱		آمدنی بابت اشتراک رسالہ ندائے حرم	[illegible]	[illegible]

۱۷۱۳۲ — ۱ — ۹

میزان آمدنی ماہ رمضان المبارک [illegible]ھ [illegible]

احقر

ضیاء الدین احمد عفی عنہ

معتمد

صدر دفتر مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ، دہلی - قرول باغ

(رجسٹرڈ ایل نمبر [illegible])

ترجمان القرآن

از مولانا ابوالکلام آزاد

جلد دوم

یہ جلد اپنی نوعیت کے لحاظ سے پہلی جلد سے بھی زیادہ مہتم بالشان ہے یعنی حواشی زیادہ مفصل، دلکش اور اہم مسائل پر مشتمل ہیں، کتابت و طباعت بھی بہتر ہے، چونکہ سورۂ انفال، کہف - مریم، انبیا، وغیرہ اسی میں آگئی ہیں اور مولانا کو کتابت کے جدید انتظام کے باعث جی کھول کر بحث کرنے کا موقع مل گیا ہے اس لئے کتاب اپنے رنگ میں اور علمی خصوصیت کے اعتبار سے بے نظیر ہوگئی ہے، سورہ اعراف سے سورۂ مومنون تک، ہدیہ بلا جلد [illegible]

(ندائے حرم کا حوالہ ضرور دیں)

شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ لاہور

طابع و ناشر حافظ ضیاء الدین احمد نے [illegible] دہلی میں [illegible]

ندائے حرم

صدر دفتر مدرسہ صولتیہ (مکہ معظمہ) دہلی کا ماہوار رسالہ

مرتبہ

ادارہ صدر دفتر

جلد ۵ عدد ۱۲

ندائے حرم کا مقصد	ندائے حرم کا مسلک
۱ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے اغراض مقاصد کی اشاعت اور انکی تکمیل کے لیے کوشش	۱ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ، کعبہ کے زیر سایہ ایک باہمہ مرکزی تحریک ہے اس لئے مجلہ ندائے حرم مرکز اسلام کی آواز ہے۔
۲ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے سرپرستوں اور معاونین کو اس کے اہم اور ضروری حالات سے روشناس کرنا۔	۲ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ غیور و باہمت مسلمانان ہند کی خدا کے گھر میں بہترسالہ مشترکہ یادگار ہے اس لئے ندائے حرم کو عام اختلافی امور سے احتراز ہوگا
۳ مسلمانان ہند کو اسلامی دنیا کی اہم تحریکات عملی و معاشرتی جدوجہد اور علمی و فنی خدمات سے باخبر کرنا۔	۳ سیاسی معاملات اور ملکی سیاست سے تعلق نہ ہوگا

ندائے حرم پابندیٔ وقت کے ساتھ ہر انگریزی ماہ کی ۱۵ تاریخ کو کم از کم ۴۰ صفحات پر شائع ہوتا ہے عدم وصولی کی صورت میں ۲۵ تاریخ تک اطلاع دیکر دوسرا رسالہ طلب فرمائیں اس کے بعد دفتر معذور ہوگا۔ ماہنامہ ندائے حرم مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے مستقل سرپرستوں اور خاص معاونین کی خدمت میں ہدیۃً پیش کیا جاتا ہے۔

جواب طلب امور کیلئے محصول ڈاک بھیجئے۔

سالانہ اشتراک تین روپے، فی پرچہ ۴/، بیرونِ ہند سے ۷ شلنگ

رسالہ کے متعلق تمام ضروری خط و کتابت منتظم رسالہ ندائے حرم سے ہونی چاہئے۔

نمونہ کے لئے ۴ کے ٹکٹ آنا ضروری ہیں۔

ترسیل زر کا پتہ :- معتمد صدر دفتر مدرسہ صولتیہ (مکہ معظمہ) دہلی۔ قرولباغ

۱۳۶۴ھ

تار کا پتہ صولتیہ دہلی
SAULATIYA-DELHI

ندائے حرم

عدد — مسئول ضیاء الدین احمد — جلد ۵

بابت ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۳۶۴ھ مطابق اکتوبر سنہ ۱۹۴۵ء

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	ایک حاجی مدینہ کے راستہ میں (نظم)	۲		ایک دہریہ کا اقرار	
۲	اشارات	۳		خدا کی ذات و صفات کا اسلامی تصور ہی عقل ہے	
	اسلامی فتوحات		۴	حقائق حیات انسانی	۱۲
	جیرہ میں توسیع اسلام		۵	موج کوثر	۲۰
	شمالی عرب میں توسیع اسلام		۶	سبیل کوثر	۲۳
۳	بصائر	۹	۷	صحیفہ سعادت	۲۷

ایک حاجی مدینہ کے راستہ میں

(شاعرِ اسلام علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال مرحوم)

قافلہ لوٹا گیا صحرا میں، اور منزل ہے دور — اس بیاباں یعنی بحرِ خشک کا ساحل ہے دور
ہم سفر میرے شکارِ دشنۂ رہزن ہوئے — بچ گئے جو، ہو کے بیدل سوئے بیت اللہ پھرے
اس بخاری نوجواں نے کس خوشی سے جان دی — موت کے زہراب میں پائی ہے اس نے زندگی
خنجرِ رہزن اسے گویا ہلالِ عید تھا — "ہائے یثرب" دل میں، لب پر نعرۂ توحید تھا
خوف کہتا ہے کہ "یثرب کی طرف تنہا نہ چل" — شوق کہتا ہے کہ "تو مسلم ہے بے باکانہ چل"
بے زیارت سوئے بیت اللہ پھر جاؤں گا کیا — عاشقوں کو روزِ محشر منہ نہ دکھلاؤں گا کیا!
خوفِ جاں رکھتا نہیں کچھ دشت پیمائے حجاز — ہجرتِ مدفونِ یثرب میں یہی مخفی ہے راز
گو سلامت محملِ شامی کی ہمراہی میں ہے — عشق کی لذت مگر خطروں کی جانکاہی میں ہے

آہ! یہ عقلِ زیاں اندیش کیا چالاک ہے!
اور تاثر آدمی کا کس قدر بے باک ہے

اثراتِ اسلامی فتوحات

حیرہ میں توسیعِ اسلام

عرب میں عیسائیوں کا طریقہ منطقی تھا، وہ خوب دلیلیں پیش کرتے تھے، اور دوسروں کی دلائل دل سے سنتے تھے۔ حیرہ میں اس بات کا خاص مظاہرہ ہوا، حیرہ تاریخی اور نامور شہر تھا۔ حیرہ کے قلعہ بند باشندوں کو مسلمان کرنے کی مہم حضرت خالدؓ کے حصہ میں آئی تھی، جب شہر کی پہلی سفارت خالدؓ جرار کے پاس آئی تو انھوں نے پہلا سوال کیا، تم کون ہو، عرب ہو یا عجم، سفارت کے خطیب نے جواب دیا، ہم عرب عاربہ (اصل عرب) ہیں، ہم میں عرب مستعربہ نوآباد پردیسی عرب بھی ہیں۔ اس بات سے یہ ثابت ہوگیا کہ حیرہ کے باشندے عیسائی عرب تھے، حضرت خالدؓ نے ان کے سامنے تین باتیں پیش کیں۔

۱۔ ہمارا مذہب قبول کرلو، جو ہمارے حقوق ہیں وہ رنج اور خوشی میں تمہارے حقوق ہوں گے۔

۲۔ ہم سے جنگ کرو، مگر یاد رکھو ہمارے پاس ایسے جنگجو سپاہی ہیں جو مرنے کی ایسی آرزو رکھتے ہیں کہ تم کو جینے کی نہ ہوگی۔

۳۔ یا ہماری حفاظت میں آجاؤ۔ اور حفاظت کا ٹیکس (جزیہ) دو۔

یہ گفتگو مدلل تھی، اس کے جواب میں سفارت کے ارکان نے کہا کہ ہم تمہارا مذہب قبول

نہیں کریں گے، جزیہ دیں گے، یہ سن کر حضرت خالدؓ پکار اٹھے "تم کتنے بد قسمت ہو، کفر بے راستہ کا بنظل ہے، وہ عرب بہت احمق ہے جس کو دو راستے بتانے والے جنگل میں ملیں، ایک ان میں عرب دار دوسرا غیر عرب - اور وہ پہلے راہ بتانے والے کو چھوڑ دے اور اجنبی کی رہنمائی قبول کرلے"

یہ ایک طاقتور فوج کے جنرل اور طاقتور کمانڈر کی گفتگو ہے اس کا مقصد صاف ہے کہ ایک کمانڈر ایک جنرل اور ایک سپہ سالار بحیثیت مبلغ دلائل سے کام لینے پر مجبور ہے، ورنہ جس کا فرض تیغ و تبر سے کام لینا ہو اس کو منطقی دلائل سے کیا واسطہ!

یہود نے جنگ کو پسند کیا، انہیں جنگی سیاست سے جواب ملا، عیسائیوں نے سفارتی ذرائع اختیار کئے، ان کو صاف حکمت عملی کے سایہ میں پناہ دی گئی - اس کے بعد یہ اسلام کا اعجاز تھا کہ فتح مکہ کے بعد اسلام کے حقیقی معنی معلوم ہوئے اور تمام عرب عام انسانی فلاح کی خاطر اسلام کے حلقۂ رحمت میں آگئے۔

شمالی عرب میں توسیع اسلام:-

شمال میں اسلام کی ترقی کے لئے بیزنطینی روم کے سیاسی عمل دخل کا خاتمہ ناگزیر تھا بمشرقی روم کی اس شہنشاہیت کا تخت یونان میں بچھا ہوا تھا۔ ایک صدی قبل شاہ جسٹینین قیصر روم نے سلطنت کے ظاہری اتفاق و اتحاد کا مجسمہ تیار کر دیا تھا۔ اب قیصر ہرقل کا زمانہ آیا اور اس نے شام کو بھی اپنی مملکت میں شامل کر لیا مسلمانوں کو شمال میں اسی سمت اپنے اثر کو بڑھانا تھا اور اس کے لئے رومی شہنشاہیت کی شکست ضروری تھی۔ اسلام کے سچے اصول ہراول دستوں کی طرح شمال کی طرف بڑھے، زمانۂ جاہلیت کی فوجوں نے ان کا مقابلہ کیا، مگر نتیجہ میں اسلام کو فتح نصیب ہوئی۔

مورخ بلاذری نے لکھا ہے کہ حمص کے عیسائی شہریوں نے ہرقل کی امدادی فوج پر دروازہ بند کر دیا اور مسلمانوں سے کہا، "آؤ ہم تمہارا استقبال کرتے ہیں۔ تمہاری حکومت اور تمہارا عدل و انصاف یونانیوں کی بے انصافی اور ظلم کے مقابلہ میں بدرجہا بہتر ہے"

۶۳۳ء سے ۶۳۹ء تک شمال کے افق سے اقتدارِ کفر کے تمام دھبے صاف ہوگئے۔

یہ صحیح ہے کہ اسلام کی توسیع کے وقت تلواریں اٹھیں مگر یہ تلواریں دشمنوں کی تلواروں کے جواب میں اٹھائی گئی تھیں، بستیوں اور شہروں کو فتح کرنے والی فوجیں دراصل "اسلامی اصول" تھے۔ جو بجائے جسموں کے آناً فاناً دلوں کو مسخر کر لیتے تھے۔ لوگوں پر اسلام کی صداقت کا بڑا اثر تھا۔ ہر باخبر انسان جانتا تھا کہ اسلام امن وسلامتی کے اصول کو لے کر آیا ہے۔

حضرت صدیق اکبرؓ نے شام کے پہلے معرکہ کے سپاہیوں کے سامنے جو اصول پیش کئے تھے وہ آج تک دنیا کے کمانڈروں کے لئے انسانیت کا یادگار سبق پیش کر رہے ہیں:۔

۱۔ "انصاف کرنا، (۲) معاہدہ کرنے کے بعد خلاف ورزی نہ کرنا، (۳) بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا، (۴) نخلستانوں کو برباد نہ کرنا۔ (۵) پھل دار درختوں کو نہ کاٹنا، (۶) ریوڑ گلے اور اونٹ بے ضرورت ذبح نہ کئے جائیں۔ (۷) گوشہ نشین پادریوں اور ان کے مذہبی کاموں میں مداخلت نہ کرنا، (۸) شہری جو کھانا لائیں اس کو اللہ کا نام لے کر کھانا، (۹) خدا کے نام پر قدم اٹھاؤ، خدا تمہارا حافظ و ناصر ہو۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد باسعادت میں عرب طاقتوں اور قبائل کے سرداروں سے جو معاہدات طے پائے ان سے یہ صاف واضح ہوتا ہے کہ اسلام کو اپنی توسیع و ترقی کے لئے سب سے زیادہ اپنی صداقت اور اپنے قوانین کی افادیت پر اعتماد تھا۔ یہودیت دنیا کے لئے دور از کار چیز تھی۔ عیسائیت اعتقادی اصلیت سے محروم ہو چکی تھی۔ اس زمانہ کی حکومتیں اگرچہ اسلام کے مقابلے میں بے پناہ مادی طاقت کی مالک تھیں مگر اخلاقی عزیمت اور روحانی قوت سے بالکل محروم ہو چکی تھیں، ایسے حالات میں اسلام آیا اور سب کے لئے پیام رحمت ثابت ہوا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ عرب کے سر پر ایک طرف عجمی شہنشاہیت کی تلوار لٹک رہی تھی اور دوسری طرف رومی شہنشاہیت کی توپ نصب تھی۔ مگر عرب دونوں طاقتوں کا غلام نہ ہو سکا۔ عجم کی منتشر طاقت کو یزدجرد مسخر کر چکا تھا۔ وہ ساسانی جو اپنے چھ بادشاہوں کو قتل کر چکے تھے اب ایک بادشاہ کے حکم پر جمع تھے، روم کی طاقت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ رومی فوجیں

شام کو فتح کر چکی تھیں اور عرب و عجم پر جارحانہ حملہ کر رہی تھیں ۔

اسلام کے بعد غور فرمایئے کہ اسلام نے کس طرح ان تینوں طاقتوں (عرب، فارس اور روم) پر فتح حاصل کی، کیا یثرب و بطحیٰ کے چند ہزار انسان محض تلوار کی مدد سے غالب آئے؟ اگر یہ نہیں تو وہ کونسی فاتح قوت تھی جس نے ایک ہی حملہ میں راستہ سے تین بڑے پہاڑوں کو اٹھا کر پھینک دیا اور اسلام کی عالمگیر فتوحات کے لئے سب سے بڑا راستہ تیار کر دیا۔

اسلام ایک زندہ قانون ہے، وہ آج بھی اپنی اصلی شکل میں دنیا کے سامنے ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مفتوحین کے ساتھ تاریخی سلوک اور تعامل تاریخوں میں موجود ہے، ہر شخص اس کو دیکھ سکتا ہے، اسلام کے ظہور کے بعد وہ پہلا دن نہ تھا جب اسلام کی تلوار چمکی بلکہ ہر شے سے پہلے اسلام اپنی حقیقتوں کے ساتھ خود طلوع ہوا، اس کی سچائی پر آسمان و زمین نے گواہی دی، نخلستانوں اور ریگستانوں نے اس کا کلمہ پڑھا، قوموں اور حکومتوں نے اپنے دلوں، دماغوں اور نگاہوں کی بلندی پر اس کا پرچم لہرایا، اور یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ اسلام ہی سب سے پہلا مذہب تھا جس نے عقل کے ہاتف کو ندا دی اور لوگوں کو موقع دیا کہ سوچ کر، سمجھ کر، جانچ کر، تول کر اپنے فائدہ کے لئے اس کو قبول کریں۔ اور ایک ایسی عظیم برادری میں شریک ہوں، جو زندگی کے صحرا میں ہرے بھرے نخلستان کی مانند پہلی مرتبہ ظہور پذیر ہوئی تھی۔ اور جو جھلسے ہوئے پہاڑوں میں ایسے چشمہ کے مانند تھی جس سے ہر انسان کو پیاس بجھانے کا حق تھا۔ یا پھر وہ ایک تازہ پھول کی طرح تھی جس کی خوشبو ہر رنگ اور نسل کے انسانوں اور دنیا کے تمام ملکوں، منطقوں اور براعظموں تک پہنچ رہی تھی، گویا یہ اس امر کا پختہ ثبوت تھا کہ صدیوں کی خزاں کے بعد تمام دنیا کے لئے پھر بہار آئی، جو کبھی ختم نہ ہوگی، روم کے قیصر نے سچ کہا تھا، "یہ ایک نیا مذہب ہے جو انسان میں نیا جوش بھر دیتا ہے۔"

اس مذہب کے بڑھنے، ترقی کرنے اور پھلنے پھیلنے کا واقعہ سرتاسر اعجاز ضرور ہے مگر یہ تلوار کا اعجاز نہیں بلکہ خود مذہب کا اعجاز ہے ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی سوسائٹی کی ترقی کے لئے جن منزلوں کو طے کیا وہ یہ تھیں: ۱- گھر، ۲- خاندان، ۳- شہر، ۴- ملک، ۵- براعظم، ۶- دنیا۔

آپ نے گھر سے تبلیغ شروع کی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رض فوراً ایمان لے آئیں، خاندان کو پیغام دیا۔ حضرت علیؓ سر و قد کھڑے ہوگئے، شہر کو ندا دی صدیق اکبر، فاروق اعظم، عثمان غنی رضی اللہ عنہم نے لبیک کا نعرہ لگایا۔ مدینہ کو دارالخلافہ قرار دیکر ملک کو صراطِ مستقیم دکھائی۔ تمام عرب مسلمان ہوکر اپنے قدموں پر کھڑا ہوگیا۔ دنیا کے براعظموں کو پیغام حق دیا، ایشیا میں فارس کو، یورپ میں روم کو، افریقہ میں حبش کو اسلام کے کلمہ سے آگاہ فرمایا۔ تینوں ملک بقدر ظرف اس سے فیض یاب ہوئے، آخر میں اعلان فرمایا۔

"اس معمورۂ ارض پر کوئی گھر یا خیمہ ایسا باقی نہ رہے گا جہاں اسلام داخل نہ ہوگا"

یہ فرمان اس حقیقت کا اظہار ہے کہ اسلام کا کام اس وقت ختم ہوگا جب تمام دنیا خدا کی تابع فرمان ہو جائیگی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابتدائی دور سے جس شاندار طریقِ کار کا اظہار ہوتا ہے اس سے تین پہلو نمایاں صورت میں سامنے آتے ہیں۔

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے رجالِ فکر کو اسلام کے سمجھنے کا موقع دینے کے لئے بڑے بڑے قبیلوں کے وفود کو باریابی کا موقع دیا۔ اس سلسلہ میں ثقیف، بنی طے، کندہ، بنی حارث، ہمدان، نجران، فروہ، تجیب، بنی فزارہ، بنی اسد، بہرا، عذرہ، ذی مرہ، خولان، غسان، محارب، صدا، سلامان، بنی عبس، غامد، نخع وغیرہ وغیرہ کی سفارتوں کو مدینہ میں آنے کی اجازت دی۔ اور ان کو آزادی سے فیصلہ کا حق دیا۔

۲- افہام و تفہیم کے لئے اطراف میں چھوٹی چھوٹی سفارتیں بھیجیں۔ شجاع ابن وہب، سلیط بن عمرو، عمرو بن العاص، علاء الحضرمی، ابوموسیٰ اشعری کو یمامہ، عمان، بحرین، یمن وغیرہ کو بھیجا گیا

۳- براعظموں کے حکمرانوں کے پاس فوق العادہ سفارتیں روانہ کی گئیں، دربار کسریٰ میں عبداللہ

بن حذافہ، دربار روم میں دحیہ کلبی سفارتی فرمان لے کر پہنچے، دربار مصر و اسکندریہ میں حاطب، دربار حبش میں عمرو بن امیہ الضمری نے فرمان پہنچایا۔

یہ تھے وہ اساسی طریقے جن کی بنا پر اسلام پھیلا، اور جن کی امداد سے آج بھی شش جہات دنیا کو روشنی بہم پہنچا رہا ہے۔

اسلام نے سب سے پہلے قبائل عرب کو اپنے حلقۂ اثر میں لیا اور اس عظیم مہم سے فارغ ہونے کے بعد اس نے مغربی ایشیا (شام و فلسطین و ترکی) کے عیسائیوں کو اپنے معاشرہ کا رکن بنایا۔

فان کریمر نے اعتراف کیا ہے کہ اسلامی فتوحات کے ابتدائی زمانہ میں عیسائی قوموں کو اس بات کی شکایت کا کبھی موقع نہیں ملا کہ ان کو مذہبی آزادی حاصل نہ تھی۔ عقیدہ کی بھی آزادی تھی جس سے لاتعداد عیسائی حلقۂ اسلام میں داخل ہو گئے۔

چند صالح ہستیوں کے جذبات عالی :

یہ رب العالمین کا محض فضل و احسان ہے کہ اس نے کعبہ کے زیر سایہ اور سرزمین ہند پر چند عاجز بندوں کو ایک بلند قومی مقصد اور نظم عمل کے ماتحت دار العلوم حرم صولتیہ کی علمی اور دینی خدمت کی توفیق دی ہے۔ ہم اپنی بشری اور فطری کمزوریوں کے اعتراف کے ساتھ بارگاہِ ایزدی سے اس اہم خدمت کی ادائیگی کی توفیق و استطاعت کے طلبگار ہیں۔ توفیق خیر اسی کے قبضہ میں ہے۔

کسی خدمت کی اہمیت کو محسوس کرنا اور کارکنان کی حوصلہ افزائی کرنا نیک دل اور پاک سیرت اصحاب کا کام ہے جو ان عاجزانہ خدمات کے نتائج اور صحیح مفہوم و حقیقت سے واقف ہیں۔

ہم اپنے ان معاونین و محسنین کے سپاس گذار ہیں جنہوں نے ہماری ناتواں اپیل (وادیٔ خلیل کی ایک آواز) پر لبیک کہہ کر دار العلوم حرم صولتیہ اور اس کے ترجمان "ندائے حرم" کی اعانت و سرپرستی فرماکر اپنے مخلصانہ جذبات اور کلمات خیر سے ہماری حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔ تحدیثاً بالنعمۃ یہ بیش قدر محسوسات ہدیۂ ناظرین کئے جاتے ہیں۔

(باقی بر صفحہ ۲۵)

بصائر

ایک دہریہ کا اقرار

خدا کی ذات وصفات کا اسلامی تصور ہی عقل ہے

دہریہ خدا کا انکار کرتا ہے، لیکن اس کا انکار، اقرار کے مرادف ہوتا ہے، لیکن عجیب وغریب بات ہے کہ خدا کے انکار میں بھی اقرار پوشیدہ ہے۔ زبان انکار کرتی ہے مگر دلی اعتراف کی جھلک انکار میں بھی نمایاں ہو جاتی ہے۔ دہریہ کہتا ہے کہ خدا نہیں ہے۔ پھر خود ہی سوچتا ہے کہ آخر ہے کیا چیز جس کے تحت دنیا کا نظام چل رہا ہے؟ بہت غور کے بعد وہ خود ہی جواب دیتا ہے کہ ایک نیچر (فطرت) ہے، ایک قدرت ہے، ایک قانون ہے جو غیر شعوری طور پر کائنات کے ذرہ ذرہ پر حکمراں ہے۔ وہی قانون ایک چیز کو بناتا ہے اور وہی دوسری چیز کو بگاڑتا ہے۔ ایک ہی فطرت ہے جو ایک بچہ کی پیدائش کا سبب ہے اور وہی فطرت ہے جو ایک جان پر موت وارد کر رہی ہے۔ ایک ہی قانون پھولوں کو کھلاتا، کلیوں کو چٹکاتا اور پتیوں میں رنگ بھرتا ہے اور وہی قانون پھولوں کو کملاتا اور ان کے رنگ کو اڑا کر بے جان کر دیتا ہے۔ کوئی چیز بلا وجہ نہیں ہر چیز کی علت ہے، ہر چیز پر ایک طاقت کارفرما ہے۔ دہریہ اس کا نام فطرت، قانون انتخاب طبعی اور قدرت رکھتا ہے، مگر کہتا ہے کہ یہ قانون اندھا ہے۔ شعور اور ارادہ سے خالی ہے۔ خود رو ہے اور ایسا ہے کہ اسے اپنی بھی خبر نہیں۔

لیکن مذہب کہتا ہے کہ ہمارا تمہارا اختلاف محض لفظی ہے، تم جس چیز کو فطرت اور قانون

کہتے ہو ہم اس کو خدا اور اللہ کہتے ہیں بس فرق یہ ہے کہ تم اسے اندھا اور غیر ارادی بتاتے ہو اور ہم کہتے ہیں کہ وہ صاحب ارادہ ہے، علیم ہے، سمیع و بصیر ہے، صاحب اختیار ہے۔ دہریہ نے ہر چند انکار کیا مگر اس کے انکار کا نتیجہ اقرار نکلا، وہ قدرت اور فطرت سے انکار نہ کر سکا اسے انکار صرف اس بات سے ہے کہ فطرت صاحب ارادہ اور خبیر و بصیر نہیں ہو سکتی، سوال یہ ہے کہ دہریہ کے اس اصول کے مطابق کہ "نیستی سے ہستی نہیں ہو سکتی" یعنی نفی سے اثبات نہیں نکل سکتا، اگر فطرت اور قدرت ارادہ، علم، اختیار، اور زندگی سے خالی ہے تو انسان میں زندگی، ارادہ، علم و اختیار کہاں سے آیا۔ اگر فطرت اور قدرت ان صفات سے خالی ہی تو انسان میں یہ صفات کہاں سے آئیں؟ بس خدا کے انکار اور اقرار میں فرق صرف یہ ہوا کہ دہریہ تمام کا منکر ہے حقیقت اور واقعہ کا منکر نہیں، وہ فطرت کو اندھا مانتا ہے لیکن مذہب اسے اندھا نہیں بصیر و علیم تسلیم کرتا ہے کیونکہ اگر ایسا نہیں ہے تو ارشاد ہو کہ انسان میں بصارت و علم کہاں سے آیا؟

ج۔ رابرٹسن اور خدا کا اسلامی تصور:-

جب انکار میں بھی خدا کا وجود نکل آیا تو دہریوں کا معاملہ تو ختم ہوا، اب اہل مذاہب کے اختلافات شروع ہوتے ہیں۔ ایک مذہب خدا کو کسی ایک رنگ میں پیش کرتا ہے، دوسرا کسی اور رنگ میں، ایک کہتا ہے کہ خدا بے مثل و بے عدیل ہے، دوسرا کہتا ہے کہ وہ انسانی خواہشات کا مظہر ہے۔ اور تمام انسانی کمزوریاں اس میں پائی جاتی ہیں۔ ہندو کہتا ہے کہ خدا اوتار لیتا ہے اور جانوروں کے جسم میں بھی حلول کر جاتا ہے، عیسائی کہتے ہیں کہ خدا ایک انسان کی شکل میں ظاہر ہوا، خدا نے ایک انسان سے کشتی لڑی، خدا انسان کو پیدا کر کے پچھتایا، خدا نے تمام مخلوقات کو پیدا کر کے ساتویں دن آرام کیا، اسلام کہتا ہے کہ خدا لم یلد ولم یولد ہے لیس کمثلہ ہے، لا تدرکہ الابصار ہے۔ لطیف، خبیر ہے، اس میں تھکن اور کمزوری کو راہ نہیں۔ وما مسنا من لغوب ط

اب دہریہ پریشان ہے کہ کس خدا کو مانے اور کس مذہب کی تشریحات کو قبول کرے۔ وہ

بہت غور کرتا ہے، مذہبی کتب کا مطالعہ کرتا ہے۔ اور سوچتا ہے کہ کس مذہب نے خدا کی ذات وصفات کو عقلی وجدان کے مطابق پیش کیا ہے۔ اور اس تلاش وجستجو میں اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ خدا کی ذات وصفات کا صحیح تصور کیا ہے۔ اور کون سا مذہب ہے جو اس تصور کو پیش کرتا ہے

انگلستان کا ایک مفکر جے رو برٹسن دہریہ تھا، اس نے اپنے چند دہریہ دوستوں کی ایک مجلس میں کہا:-

"ہم خدا کا حتمی طور پر انکار نہیں کر سکتے، نہ ہمارا یہ دعوے ہے کہ خدا نہیں ہے کیونکہ اس کے بعد بارِ ثبوت ہم پر آ پڑتا ہے، ہم تو یہ کہتے ہیں کہ خدا کی ہستی کا کوئی ثبوت نہیں ملا، نہ عقلی طور پر اور نہ نقلی طور پر ہمیں ایسا خدا ملا ہے جو ہے بھی اور نہیں بھی کوئی کچھ کہتا ہے اور کوئی کچھ، میرا اپنا خیال یہ ہے کہ اسلام اور عیسائیت نے جس خدا کو اپنے اپنے رنگ میں پیش کیا ہے ان میں صرف اسلام ہی کا خدا ایسا ہے جس کی ذات وصفات عقل سے بہت بڑی حد تک مطابقت رکھتی ہیں۔ ہمیں سرجان اسکاٹ نے ایک کلیسا کی معرفت خدا کی طرف دعوت دی ہے، لیکن انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہم اگر کسی وقت خدا کو ماننے پر تیار بھی ہوئے تو وہ اسلام کا خدا ہوگا نہ کہ عیسائیت کا خدا، اور ہمیں معلوم ہے کہ ہمارے مخالف پادریوں کو اس پر بھی مایوسی ہوگی، اور وہ کبھی خوش نہ ہوں گے کہ آخر ہم نے خدا کو مان ہی لیا، گو عیسائیت کے خدا کو نہیں، اسلام کے خدا کو مانا، دراصل کلیسا ہم سے خدا کو منوانا نہیں چاہتا وہ صرف یہ چاہتا ہے کہ ہمارے حلقوں میں سینٹ پال کی خرافات کو باریاب ہونے کا موقع مل جائے۔" (کتاب سوشل ریکارڈ آف کرسچینٹی از جوزف میکاب)

(SOCIAL RECORD OF CHRITIANITY)

اب ہمیں امید رکھنی چاہیے کہ جب یورپ کے دماغ سے تعصب کا بحران ختم ہوگا اور وہ ٹھنڈے دل سے غور کرے گا تو اس کو ماننا پڑے گا کہ مذاہب کا اسلامی تصور ہی انسانی نجات کا واحد ذریعہ اور فوز و فلاح کا صحیح راستہ ہے

حقائقِ حیاتِ انسانی

(جناب مولانا محمد عبدالرحمن خاں صاحب سابق پرنسپل عثمانیہ یونیورسٹی کالج، صدر حیدرآباد اکیڈیمی)

(۱)

زندگی فطرت کا ایک انتہا درجہ گراں قدر عطیہ ہے جو جان داروں کو بے مانگے ملتا ہے، اور جب اس کی ملکیت کا کامل یقین ہونے لگتا ہے تو آہستہ آہستہ اور کبھی اچانک چھین لیا جاتا ہے۔ زندگی کیسے وجود میں آئی؟ اس سے فطرت کا اصل منشا کیا ہے، ایسے سوال ہیں جن کا جواب اب تک سائنس و فلسفہ کے محقق نہ دے سکے۔ مختلف مکاتیب خیال کی رائیں ہیں لیکن کوئی قطعی یا مکمل نہیں۔ ہم اس مقالے میں ان سوالات سے بحث نہیں کریں گے۔ صرف یہ بتانے کی کوشش کریں گے کہ حالیہ انسان اپنی متمدن زندگی دوسرے انسانوں کے ساتھ کس طرح ہنسی خوشی مل کر بسر کر سکتا ہے اور بنی نوع انسان کے آرام و آسائش میں اضافہ اور مصائب و تکالیف کا ازالہ کیسے کر سکتا ہے۔ سچ پوچھو تو آغازِ عہدِ تاریخ سے ہر نیک نیت آدمی اس کوشش میں مصروف ہے۔ ہر قوم کے مصلحوں اور ناصحوں نے ان معاملات سے متعلق سینکڑوں کتابیں لکھیں اور ہزاروں مقالے شائع کئے۔ لیکن پھر بھی دنیا کو اس کے بدلتے ہوئے حالات کے مدِنظر اس کی مزید کوشش کی ضرورت ہے، تہذیب و تمدن سے عموماً جس قسم کی زندگی مفہوم ہے وہ خود ایک بڑا ہی مشکل اور پیچیدہ مسئلہ بن گئی ہے۔ نئی نئی ایجادات اور نظامِ عالم سے متعلق انکشافات و تصورات آج کل کے متمدن انسان کو پرسکون زندگی بسر کرنے نہیں دیتے

ہمارا ہرگز یہ دعویٰ نہیں کہ جو خیالات و تصورات یہاں پیش کئے جائیں گے وہ بالکلیہ اپنے ہی ہیں۔ ایسے عالمگیر مباحثہ میں کوئی شخص اپنے پیش روؤں کے تجربات اور آراء سے استفادہ کئے بغیر نہ کچھ کہہ سکتا ہے اور نہ لکھ سکتا ہے۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ طرزِ بیان مختلف ہو اور مسائل کے حل کے

طریقے جداگانہ اور زیادہ تر خود اپنے ذاتی تجربوں پر مبنی ہوں۔

زندگی پر خواہ مذہبی پہلو سے نگاہ ڈالی جائے یا نظریۂ ارتقا سے ایک واضح بات فوراً معلوم ہو جاتی ہے وہ یہ کہ فطرت کو علی العموم سلسلۂ حیات کا قیام مقصود ہے۔ اگر ایک طرف شکست و ریخت کی قوتیں عمل کر رہی ہیں تو دوسری طرف نمود اور پیدائش کی قوتیں ان کے پہلو بہ پہلو کام کر رہی ہیں۔ بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک جنس یا نوع کے اتلاف سے یا اتلاف کے ساتھ ساتھ ایک دوسری جنس کی تکوین مقصود ہے۔

ہماری زمین ہی ایک ایسا جرم ہے جس پر ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ مختلف اقسام کی زندگی قائم ہے، دوسرے اجرام فلکی کی نسبت اس بارے میں ہماری معلومات بہت محدود ہیں۔ حیاتیات اور ارضیات سے پتہ چلتا ہے کہ زمین پر زندگی کن جانوروں سے شروع ہوئی اور پھر مختلف ادوار میں مختلف مخلوقات کن وسیع موسمی تغیرات یا اچانک تبدیلی حالات کے تحت رونما ہوئے اور ایک معین زمانے کے بعد مفقود ہو گئے۔ نظام شمسی کے کسی سیارے کے قمر کی کمیت اصل سیارہ کی کمیت کا سواں حصہ بھی نہیں ہے۔ اگرچہ فضائے سماوی میں دیکھے یا جوڑ والے ہم پلہ کمیت کے لاکھوں ستارے موجود ہیں، زمین ہی کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس کا قمر جسامت میں اس کا پچاسواں حصہ اور کمیت میں ۱/۸۱ حصہ ہے۔ ہیئت کے بعض ماہروں نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ چاند زمین کے بطن سے نکلا۔ بعض کی رائے میں بحرالکاہل کا گڑھا اس کے اخراج کا نتیجہ ہے۔ چند ایک کی رائے میں چاند ایک بھٹکا ہوا بیرونی جرم تھا، جس کو زمین نے کروڑہا سال قبل اتفاقیہ طور پر گرفتار کر لیا۔ حقیقت حال اللہ ہی جانتا ہے۔ زندگی کے آغاز و ارتقا میں چاند کا کیا اور کتنا اثر تھا کسی نے ان مسائل پر ہنوز طبع آزمائی نہیں کی، بہرحال یہ ایک امر واقعی ہے کہ زمین پر زندگی کروڑہا سال سے چلی آ رہی ہے۔ نہ صرف انفرادی حیثیت سے مختلف طریقوں سے جاندار پیدا ہوتے اور مرتے ہیں بلکہ ان کے انواع و اقسام باری باری سے منصۂ ظہور پر آتے اور اپنا دور ختم کر کے چلے جاتے ہیں۔ کوئی فرد ہو کہ نوع جب ایک بار مر جاتے ہیں تو پھر دوبارہ زندہ

ہو کر سابقہ طریقہ پر حیات کا سلسلہ قائم نہیں کرتے۔ طبیعیات کی اصطلاح میں زندگی کا دور غیر متعاکس ہے۔

کمزور و ناواقف نو مولود کی پرورش کے لئے فطرت نے ماں باپ کے دلوں میں جو جذبۂ محبت پیدا کیا ہے اس سے ظاہر ہے کہ فطرت کو ابھی سلسلۂ حیات جاری رکھنا مقصود ہے۔ جن انواع میں مثلاً بعض انتہائی وحشی درندوں میں یہ جذبۂ محبت مفقود ہوتا آیا ہے وہ انواع دورِ تاریخ میں اقوامِ عالم کی آنکھوں کے سامنے دنیا سے مٹ گئیں اور اب ان کے نمائندے الگ ہیں بھی تو معدودے چند ہی ہیں جو ہمیشہ کے لئے رخصت ہونے کو ہیں، اس بارے میں عالمگیر موسمی حالات کے ارتقا کے ساتھ جانداروں کی ذہنیت کا ارتقا بھی مماثل اہمیت رکھتا ہے، ممکن ہے کہ ذہنیت خود موسمی حالات کے ساتھ بدلتی ہو یا اس میں ابتدا ہی سے تبدیلی کا رجحان موجود ہو جو از خود عمل پیرا ہوتا ہے، آئندہ ادوار میں نوعِ انسان کی زندگی اس کی ذہنیت کے بھی ایسے ہی تابع ہوگی جیسے کہ موسمی اور کائناتی حالات کے تابع ہے۔ اگر ہم اپنی نوع کی حفاظت کے لئے کچھ تدابیر اختیار کر سکتے ہیں تو اس اپنی ذہنیت کی تہذیب و اصلاح کے ذریعہ کر سکتے ہیں، موسمی و کائناتی تغیرات کا مقابلہ سائنس کی مدد سے صرف ان ہی حالات میں ممکن ہے جب کہ یہ تغیرات خفیف یا بہت سست رفتار ہوں۔

آدمی زمین پر کب اور کن قطعی حالات کے تحت پیدا ہوا اس کا جواب دینے کے لئے بھی سائنس ابھی پوری طرح تیار نہیں ہے۔ لکھوکھا سال کے بعد کسی درہ یا گڑھے میں کوئی کھوپڑی یا جبڑا چند اور منتشر بوسیدہ ہڈیوں کے ساتھ دستیاب ہو جائے تو ان کو مسلمہ قواعدِ فطرت کی روشنی میں جوڑ کر عالمگیر اہمیت کے قطعی کلیات مستنبط کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ نظریۂ ارتقاء مذہب و عقائد کی خدمت کر سکتا ہے، مذہب کی حقیقی تعلیمات کے خلاف جانے کی کوئی وجہ نہیں، البتہ یہ بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلہ میں اہلِ ایشیا بلکہ اہلِ یورپ و امریکہ بھی ایک زمانہ دراز تک غلط فہمی کا شکار بنے رہے۔ اگرچہ حیاتیات کے علمبردار بعض قسم کے بندروں اور انسانوں کے ڈھانچوں میں مشابہت کے مدِ نظر ان کو ایک سلسلہ میں مربوط کرنے کی

کوشش کریں تو اس کے یہ معنی نہیں ہوئے کہ انسان بندر کی اولاد ہے، شاعروں نے مذاق میں کیا نہیں کہا ہے، اکبر الہ آبادی کے یہ شعر اب بھی بڑے مزے سے پڑھے و سنے جاتے ہیں۔

مشرقی کو ہے ذوقِ روحانی مغربی کو ہے شوقِ حیوانی

بولا منصور نے خدا ہوں میں ڈارون بولا بوزنہ ہوں میں

سن کے کہنے لگے مرے اک دوست فکرِ ہر کس بقدرِ ہمت اوست

ذرا سا غور کرنے کے بعد معلوم ہوگا کہ ۹۲ عناصر سے سارے اور آفتاب بنے ہیں، انہی سے سیارے، زمین، مٹی، پتھر، نباتات و حیوانات کے اجسام تیار ہوئے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ چند ہی خام اشیاء سے جن کی صحیح حقیقت انسان ابھی پوری طرح دریافت نہ کر سکا ساری کائنات اور اس کی بے شمار مخلوقات پیدا کی گئیں۔ اس نقطۂ نظر سے نظریۂ ارتقاء فطرت کے قوانین سمجھنے کی ایک ادنیٰ انسانی کوشش ہے۔ اور بس۔۔۔

شاید انسان کی قدامت کے متعلق چند ایک معلومات جو حالیہ تحقیق سے ثابت ہوئی ہیں قارئین کے گوش گذار کرنا نامناسب نہ ہوگا۔ زمین پر انسان کے آثار کم از کم ۱½ ملین یعنی پندرہ لاکھ برس پرانے دریافت ہوئے ہیں۔ تابکاری تکسر (RADIO ACTIVE DISINTEGRATION) کے طریقہ سے جو ارضیات میں وقت کی پیمائش کا سب سے زیادہ قابلِ اعتماد تجربی طریقہ ہے پتہ چلایا گیا ہے کہ قدیم ترین آتشی چٹانیں ۱۸۵۲ ملین برس کی عمر کی ہیں۔ اس طریقہ سے ارضیات کا عہد پلائیوسین (PLIOCENE) یعنی ٹرشیری یا ثالثی دور یا پیریڈ کے بالاترین طبقات کا عہد) آج سے تقریباً ۱½ ملین سال سے موجود ہے۔ چارلز لائیل کا خیال ہے کہ آدمی سب سے پہلے استوائی افریقہ یا جزائر ملایا میں رونما ہوا۔ جب کہ زمین پر ٹرشیری طبقات تیار ہو رہے تھے۔ الفریڈ رسل والیس نے ۱۸۶۰ء میں جزائر ملایا ہی کو انسان کا گہوارہ قرار دیا ہے۔ اسی سال جولین فریپانٹ نے نیانڈرتھال کی نوع کے آدمی کا ایک ڈھانچہ جو بلجیم میں بمقام اسپائی دریافت ہوا، دنیائے علم سے روشناس کرایا، اس کے پانچ سال بعد جزیرہ جاوا کے وسطی حصہ سولو یا بنگاوان (BENGAWAN

کے کنارے ایمسٹرڈیم کے ایک سرجن یوجین ڈوبوا (EUGENE DEBOIS) نے پیتھک انتروپس (یعنی بندر مانس یا بندر نما آدمی) کا پتہ چلایا۔ ابتدائی پلائسٹوسین یا جدید ترین ارضیاتی دور کے دجلہ برفانی کا مرادف ہے) رکازات کے ساتھ قدیم ترین اور عمومی قسم کے انسان کی کچھ ہڈیاں پیکنگ پایۂ تخت چین کے قریب بمقام چوکوٹین (CHOUKOU TIEN) دریافت ہوئیں عہد پلائسٹوسین (PLEISTOCENE) سے اس آدمی کا تعلق بحوالۂ جی ایلیٹ اسمتھ ان تمام شبہات سے پاک ہے جو پیتھک انتروپس (PETHECANTHROPUS) اور سسکس کے پلٹ ڈاون (PILTDOWN SUSSEX) ایوانتروپس (حجری آدمی) (EOANTHROPUS) کے ساتھ وابستہ ہیں، حجری آدمی کے رکازات کا پتہ چارلز ڈاسن نے ۱۹۱۱ء میں چلایا پیکنگ کے انسانی رکازات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ محولہ بالا تینوں اقسام کے انسانوں کا پیشرو جو عہد پلائیوسین کا فرضی انسان متصور ہوتا ہے کس وضع قطع کا ہو سکتا ہے۔

پروفیسر گاربا دجنہوں نے پیکنگ والے قدیم انسان پر بہت تحقیق کی ہے جامعہ ییل (YALE) کے پروفیسر جوزف بیرل (JASEPH BAIRELL) کے اس پرانے مفروضہ سے متفق ہیں کہ عہد مایوسین یعنی وسطی ٹرشیری دور (MIOCENE) کے ابتدا میں جب کہ ہمالیہ کے پہاڑ سطح زمین سے بلند ہوئے تو ان کے حائل ہو جانے سے انسان نما ایپس (APESE) دوگروہوں میں تقسیم ہو گئے۔ ایک گروہ نے ہندوستان میں رہ کر آرام و آسائش کی زندگی بسر کی۔ اور ارتقا کے جس مقام پر تھا اس سے آگے نہ بڑھ سکا، دوسرے گروہ نے کوہ ہمالیہ کے شمال میں سپٹر جا کر قوائے فطرت کے خلاف سختیاں برداشت کیں اور اس جدوجہد اور ریاضت میں وہ آدمی بن گیا۔

سب سے پہلے حجری انسان کے دور کا پتہ چلتا ہے، یہ کم از کم کئی لاکھ برس کا تھا۔ ایشیا بشمول ہندوستان (جس میں خصوصیت کے ساتھ حیدرآباد دکن کا ذکر بھی ضروری ہے) اور یورپ وغیرہ میں اس دور کے انسان کے حجری آلات زیادہ تر کاٹنے اور چھیونے کے گار اور چقماق

کے بنائے ہوئے آرٹی فیکٹس (ARTIFACTS) ہزاروں ٹن وزن کے دستیاب ہوتے ہیں۔ خود اس دور کے تین حصے کئے گئے ہیں، ایک قدیم حجری جس میں بغیر گھسے ہوئے محض ضرب سے تراشے ہوئے پتھروں کے ٹکڑے بنائے جاتے تھے۔ پھر وسطی حجری اور جدید حجری جس میں مٹی کے برتنوں کی تیاری کا دور بھی شامل کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد فلزات کا دور شروع ہوا جس میں آدمی اتفاقیہ طور پر فلزات سے واقف ہوکر سونے چاندی۔ تانبے اور برونز کے یعنی برنجی آلاتِ حرب وغیرہ تیار کرنے لگا۔ بعد ازاں لوہا اصل فلزی حالت میں غالباً شہاب ثاقب کی شکل میں دستیاب ہوا اور پھر خام معدنیات (اسیماٹائٹ وغیرہ) سے بنایا جانے لگا۔ تاریخ تمدن کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کم از کم دس پندرہ ہزار سال سے متمدن زندگی بسر کر رہا ہے۔

انسان کی زندگی کے مسائل سمجھنے کے لئے تاریخ عالم سے قدرے واقفیت ضروری ہے، تاریخی کتبوں وغیرہ کا آغاز چار ہزار سال قبل مسیح سے ہوا ہے، تین ہزار سال قبل مسیح چین کے دریائے اصفر (YELLOW RIVER) کی وادی تمدن کا مسکن بنی، اس وقت ہندوستان میں موہنجوداڑو (MOHENJ DARO) کا تمدن جاری تھا۔ عراق عرب میں ایلامی (ELAMITE) تہذیب پھیلنے کے بعد سومر کی مملکت کو خلیج فارس کی دریا برد مٹی پر کئی شہر آباد کرنے کا موقع ملا۔ جن میں اُور (UR) بہت مشہور ہے۔ اس کے شمال میں اکاد کی مملکت قائم ہوئی۔ جس کو سارگون اور اس کے پوتے نرم سین نے بہت فروغ دیا۔ سارگون نے جزیرہ قبرص کو بھی اس کے تانبے کی کانوں کی خاطر فتح کیا، مصر میں ممفس (MEMPHIS) کی قدیم بادشاہت کو فروغ تھا۔ شام، فلسطین اور شمالی افریقہ میں بلدی اسٹیٹ برسرِ عمل تھے۔ اور عربستان کے باشندے خانہ بدوش زندگی بسر کرتے تھے۔ زمین کے دوسرے رقبے ابھی انسانی تمدن سے معرّا تھے۔ اس کے ۵۰۰ سال بعد عراق عرب میں سومیری عہد شروع ہوا اور مصر میں تھیبز (THBES) کی وسطی بادشاہت تھی۔ کریٹ (اقریطش) میں مینوئی (MINOON) بادشاہ مسلط تھے۔ جنہوں نے قدیم یونانی تمدن سے پہلے ایونی (IONIAN) تہذیب و تمدن کی بنا ڈالی، اس کے کچھ ہی بعد آریاؤں نے ہندوستان پر حملہ کیا۔

دو ہزار سال قبل مسیح ابتدائی چینی بادشاہتیں قائم ہوئیں اور منگول اقوام کے حملے شروع ہوئے۔ ہند میں برہمنوں نے زور پکڑا، بابل میں حمورابی کو فوقیت حاصل ہوئی۔ مصر میں ہکسوس کی نسل کے (HYKSOS) شبانی پیشہ بادشاہ مسلط ہوئے۔ شام اور شمالی افریقہ میں فنیقی تہذیب پھیلنے لگی۔ تقریباً ڈھائی سو سال بعد ایشیائے کوچک میں ترائے (TROY) کو تفوق نصیب ہوا۔ کوئی نصف صدی بعد عراق میں کاسیوں (KASSITES) کو عروج ہوا، اور سامی دنیا میں حضرت ابراہیمؑ کا ظہور ہوا۔

ڈیڑھ ہزار سال قبل مسیح میڈیا پر آریائی چھا گئے۔ مصر کی شہنشاہیت میں تھوتموس (THUTMOSE) سوم، پھر حامئی توحید اخنیطون (IKHNATON) اور اس کے کچھ سال بعد ابتدائیہ دوم فراعنہ کی بادشاہتیں رونما ہوئیں، دنیائے جمہور میں ہٹائی (HITTITE) قوم کے عروج کے بعد حضرت موسیٰؑ کا ظہور ہوتا ہے۔ اس کے بعد جریکو فتح ہوتا ہے چین میں چو (CHU) شاہی خاندان حکمراں ہوتا ہے۔ بلقان میں آریائی خاندان پھیل جاتے ہیں۔ (PELOPENNESE) یونان کی سرزمین پر (MYCENAE) کو عروج ہوتا ہے۔ پھر کریٹ میں کنوسوس (CNOSSOS) کا ستوط

ایک ہزار سال قبل مسیح کے قریب شمالی ہند میں آریائی بادشاہ نظر آتے ہیں، بابل میں کاسیوں کا دور ختم ہو کر اسیریا کو عروج نصیب ہوتا ہے اور مصر پستی کی طرف مائل ہوتا ہے۔ ممالک مغرب میں فنیقی قوم نوآبادیاں قائم کرتی ہے۔ حضرت داؤدؑ پھر حضرت سلیمانؑ بانئ بیت المقدس کا ظہور ہوتا ہے۔ اس سے کچھ سال قبل یونانی ٹرائے فتح کر لیتے ہیں۔ اور پھر ڈورین قبیلے یونان پر مسلط ہوتے ہیں۔ کچھ دنوں بعد ہومر مصر، شام وغیرہ کا سفر کر کے یونان کو اپنے کلام سے زینت بخشتا ہے۔ تاریخ اس منزل پر آریائی اطالیہ میں داخل ہوتے ہیں اور اٹرسکن حملہ ٹسکنی (TUSKANY) کی کتھل حاصل کرنے کے لئے شروع ہوتا ہے۔ اس وقت کلٹ (CELTS) کی قوم گال (قدیم فرانس) برطانیہ اور اسپین میں سرایت کرتی ہے۔ اس کے تقریباً پانچسو سال بعد چین میں کنفوشس (CONFUCIUS) پیدا ہوتا ہے اور اپنے ہموطنوں کو اخلاق و مذہب سکھاتا ہے۔ اس کے گزر جانے

سے بعد ہان خاندان وہاں حکمرانی کرتا ہے۔ ہندوستان میں گوتم بدھ رونما ہوکر بدھ مت کی تلقین کرتا ہے نینوا تاراج ہوتا ہے اور ایران پر دارا قابض ہوتا ہے۔ مصر کمزور ہوتے ہوتے آسیرین اور ایرانی بادشاہوں کی اطاعت قبول کرتا ہے۔ افریقہ میں کارتھیج کا سنگ بنیاد رکھا جاتا ہے اور یہودیوں میں یرمیا کا ورود ہوتا ہے۔ اس عہد میں یونان کے اولمپک کھیل شہرت پاتے ہیں اور کچھ ہی دنوں بعد یونان کے علم و ہنر کا آفتاب اپنی پوری روشنی کے ساتھ چمکنے لگتا ہے۔ پیریکلیس (PERICLES) سقراط وغیرہ کا اسی زمانہ میں ورود ہوتا ہے۔ چند سال پیشتر شہر روما کا سنگ بنیاد رکھا جاتا ہے۔ مختصر بادشاہی دور ختم ہوکر جمہوری حکومت قائم ہوتی ہے۔ اور رود آلیہ (ALLIA) پر رومن فوج گال والوں سے بری طرح شکست کھاتی ہے، مغربی یورپ میں ٹیوٹانک اقوام شمال سے جنوب کی طرف چلی آتی ہیں۔ اس کے کچھ ہی سال بعد جب کہ چین میں ہان خاندان والے حکومت کرتے تھے اسکندر اعظم (TYRE) ٹائر کو تباہ کرتا ہے، اربیلیہ کی لڑائی میں دارا کو شکست دے کر ایران پر مسلط ہوتا ہے پھر ہندوستان پر چڑھائی کرکے پورس کو زیر کرتا ہے۔ بعد کو بابل کی راہ سے واپس ہوتے ہوئے مرجاتا ہے۔ اس کے مرنے کے بعد ہندوستان میں اشوک کی حکومت قائم ہوتی ہے، اسکندر کے سپہ سالار عراق میں سینیوکس وغیرہ اور مصر میں بطلیموس کا خاندان فائز ہوتا ہے۔ ہنیبل (HANNIBAL) کارتھیج کا نام روشن کرتا ہے، روما کی حکومت بتدریج پھیلتی جاتی ہے اور یونان میں مقدونی حکومت قائم کرتے ہیں۔

پھر ولادت مسیح کے ساتھ ایک نئی دنیا قائم ہوتی ہے، عین اسی زمانہ میں چینی قوم وسطی ایشیا کو فتح کرلیتی ہے، بعد کی تاریخ دورِ حاضر سے قریب ہونے کی وجہ سے ہر تعلیم یافتہ شخص اس سے کافی واقفیت رکھتا ہے۔ میرا اس موضوع پر کچھ کہنا تحصیل حاصل ہوگا، چند ایک تاریخی واقعات زیادہ تر قارئین کے گوش گذار اس لئے کئے جاتے ہیں کہ ان کی یاد تازہ ہوجائے اور معلوم ہو کہ زمانہ قدیم سے متمدن اقوام باہم کن محرکات کے تحت کس طرح پیش آتی ہیں اور اب ان سے کیا توقع کی جاسکتی ہے۔ (باقی)

موجِ کوثر

بابت ماہ شوال المکرم سنہ ۱۳۶۴ھ

اپنے جانے والے عزیزوں، دوستوں اور بزرگوں کو یاد رکھئے تاکہ آنیوالے آپکو یاد رکھیں
اپنے خاندان کے مرحومین کے لئے کعبہ کے زیر سایہ ایصال ثواب کیجیے۔
یاد رکھئے کہ مکہ معظمہ میں ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ نیکی کے برابر ہے
آپ جو روپیہ ہندوستان میں خرچ کرتے ہیں اس کو مکہ معظمہ میں خرچ کرکے ایک لاکھ کا ثواب حاصل کرسکتے ہیں
اس مد کی آمدنی وظائف حفاظ میں صرف کی جاتی ہے۔

نمبر شمار	ایصال ثواب	مرسل رقم	رقم
۱	بروح پاک سرکار دو عالم صلعم و بہ ارواح پاک انبیائے کرام، خلفائے راشدین، صحابہ کرام، شہدائے کربلا رضوان اللہ علیہم اجمعین، بہ ارواح والدین حرمین خود معہ عام	جناب عبدالحلیم صاحب گیا	صہ ر
۲	بروح والد صاحب مرحوم	" سکندر خاں شیرکوٹ	۵ عہ
۳	بروح شمس النساء صاحبہ مرحومہ، بروح پاک سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم	" الیاس احمد صاحب ایم اے الٰہ آباد عہ۔ محترمہ حلیمہ صاحبہ عہ ر محترمہ شبر آنا صاحبہ عہ ر	للعہ ر
۴	بروح اہلیہ صاحبہ مرحومہ حافظ عنایت اللہ صاحب پسر خود	جناب حاجی امیر اللہ صاحب کانپور	۵ عہ
۵	بروح پاک سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم	" محمد عبد الصبور صاحب شروانی۔ علیگڑھ	صہ ر
۶	بروح والدہ صاحبہ مرحومہ	" حاجی فقیر محمد صاحب لکھنؤ	معہ
۷	بروح حاجی مولوی محمد ممنون حسن خانصاحب مرحوم	" سید جان عالم صاحب شاہجہاں پور	۵ معہ

نمبر شمار	ایصال ثواب	مرسل رقم	رقم
۸	بروح پاک سرکار دو عالم صلعم، بہ ارواح والدین مرحومین، بہ ارواح دیگر اعزہ خاندان عہ/ عا/	جناب خانصاحب عزیز احمد صاحب ہمدانی علیگڑھ	صہ/
۹	بروح محمد شریف ولد حسین بخش صاحب مرحوم	" عبدالرؤف صاحب - کان پور	عہ
۱۰	بروح محمد اظہر صاحب مرحوم	محترمہ بیگم صاحبہ جناب مظہر حسین صاحب محمدی	۷/
۱۱	بروح پاک سرکار دو عالم صلعم، اہل بیت اطہار، شہدائے کربلا، خلفائے راشدین، صحابہ کرام و جمیع انبیائے عظام، بزرگان دین رضوان اللہ علیہم اجمعین بارواح والدین مرحومین، بزرگان دادھیال و ننھیال، سسرال، از بابا آدم تا ایں دم و جملہ مومنان و مومنات۔ مسلمین و مسلمات۔	جناب محمد عبدالحمید صاحب عرف صوفی صاحب ہاپوڑ	صہ/
۱۲	بروح حاجی محمد عباس خانصاحب مرحوم عہ/ بروح حاجی محمد بشیر حسن خانصاحب والد مرحوم صہ/	" محمد احمد خاں صاحب بی۔ اے۔ بابوپور	عہ
۱۳	بروح پاک سرکار دو عالم صلعم عہ، بارواح والدین مرحومین خود عہ	" محمد حسین صاحب گیا	عا/ عہ
۱۴	بروح والد صاحب مرحوم عا/ والدہ صاحبہ مرحومہ عا/ اللہ بخش صاحب برادر مرحوم عا	" حکیم خدا بخش صاحب اعوان منارہ	۷/
۱۵	بروح رحم الٰہی صاحب مرحوم	محترمہ بی بی صاحبہ معرفت شیخ اکبر مرسلہ الحاج ناظر حسن صاحب جالاپور	عہ
۱۶	بروح محترمہ رسیلی صاحبہ مرحومہ	جناب الحاج شیخ ناظر حسن صاحب "	۸/عہ
۱۷	بروح پاک سرور کونین صلعم و بہ ارواح والدین مرحومین	" مرزا محمد سعید صاحب چنیوٹ	عا/
۱۸	بارواح والدین ہمشیرہ صاحبہ، ماموں صاحب، برادر صاحب مرحومین	" نواب نثار یار جنگ بہادر حیدرآباد دکن	عہ

مد لنگر

نمبر شمار	ایصال ثواب	مرسل رقم	رقم
۱۹	بروح پاک سرکار دوعالم صلعم ۱، بروح والدہ صاحبہ مرحومہ ۱، بروح سید عابد علی صاحب والد مرحوم ۱، بروح سید اصغر علی صاحب برادر مرحوم ۱، بروح سید محمد سمیع صاحب مرحوم ۱	جناب سید عباس علی صاحب مہرہ دون	للعہ
۲۰	بروح پاک سرکار دوعالم صلعم و بارہ امام و خلفائے راشدین و حسنین علیہم السلام، بروح کنیز فاطمہ صاحبہ مرحومہ اہلیہ خود	" مولوی شمس الدین احمد صاحب فاروقی ٹیکم گڑھ	عہ
۲۱	با روان والدین مرحومین خود	مولوی جمال الدین صاحب مرسلہ حکیم محمد رضا صاحب موضع بلیا	عہ
۲۲	بروح عبدالخالق صاحب والد مرحوم	" محمد طہور خانصاحب بتوسط مولوی محمد یوسف صاحب موضع بوا	للعہ
۲۳	" جناب سعید اللہ صاحب والد مرحوم	محترمہ حبیبہ بیگم صاحبہ میرٹھ	صہ
۲۴	" والد صاحب مرحوم خود	جناب غلام مصطفیٰ خاں صاحب ...	صہ
۲۵	" بہادر خاں صاحب مرحوم	" اقبال خانصاحب مرسلہ مولوی محمد یوسف صاحب ضلع مورا	صہ
۲۶	" حضرت علی کرم اللہ وجہہ	" ڈاکٹر ایچ اے رحمٰن صاحب نئی دہلی	عہ
۲۷	" منشی عبدالرحمٰن صاحب مرحوم	" بابو اقبال احمد صاحب مرسلہ سید عباس علی صاحب دہرہ دون	عصر
۲۸	" والد صاحب مرحوم	" محمد اسحٰق صابر صاحب دھیور	عصر
۲۹	" جمن خورن صاحبہ مرحومہ	" ٹھیکہ دار خدا بخش حاجی محمد صاحب "	عار
۳۰	" شوہر صاحب مرحوم خود	محترمہ والدہ صاحبہ برکت اللہ خانصاحب "	عام
۳۱	" محمد ابراہیم صاحب مرحوم، فاطمہ زہرا صاحبہ مرحومہ	" والدہ صاحبہ محمد سعید صاحب "	صہ
۳۲	" برادر خود	جناب سعید اللہ خانصاحب "	عصر
۳۳	" والد شاہد حسین صاحب، محمد ابراہیم مرحوم، عبدالاحد برادر مرحوم، رفیع النساء صاحبہ مرحومہ اہلیہ محمد فضل صاحب	" مولوی ناظم حسین صاحب صدیقی الوایا لا	صہ
		میزان بابت ماہ شوال المکرم ۱۳۶۳ھ	۱۴

سبیل کوثر

بابت ماہ شوال المکرم ۱۳۶۴ھ

تفصیل رقوم موصولہ صدر دفتر مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ برائے امداد اہل حرمین شریفین

خدا کا شکر و احسان ہے کہ وہ خادمان دار العلوم حرم سے مستعدی کا کام لے رہا ہے۔ صدر دفتر مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ دہلی کو مختلف مقامات سے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے بعض خاص اور عام غرباء مساکین اور بیوگان و یتامیٰ اور دوسرے امور خیر کیلئے حسب ذیل رقوم بماہ شوال المکرم ۱۳۶۴ھ وصول ہوئی ہیں۔ یہ ایک نیک کام کی توفیق ہے جو دار العلوم حرم کی خدمات کے ساتھ ہمارے حصہ میں آئی ہے۔ یہ رقوم مدرسہ کے مرکزی دفتر مکہ معظمہ کو معطیان کی ہدایت کے مطابق مستحقین تک پہنچانے کے لئے بھیجی جا رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے

ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھے　　آتے ہیں جو کام دوسروں کے

نمبر شمار	نام نامی	رقم	نمبر شمار	نام نامی	رقم
۱	جناب حاجی پٹھان سلطان خاں صاحب جودھپور	۔ے	۱۱	محترمہ والدہ صاحبہ افتخار احمد خاں صاحب کانپور	عـه
۲	” محمد یحییٰ صاحب لکھنؤ	۱۰ر	۱۲	جناب حاجی حافظ سعادت علی حکیم علی صاحبان الہ آباد	عـه
۳	سکریٹری صاحب مسلم بیت المال دھولکہ	عـه	۱۳	” نعیم الحق صاحب گورکھپور	عـه
۴	” مولوی محمد ظہور الدین صاحب گورکھپور	عـه	۱۴	” الیس نور الحسن صاحب کالپور	عـه
۵	محترمہ بیگم صاحبہ حاجی فہیم الدین خاں صاحب کانپور	عـه ۸ر	۱۵	” شیخ نظام الدین احمد صاحب ہرہانس	عـه
۶	جناب حکیم منظور احمد صاحب گورکھپور	عـه	۱۶	محترمہ بیگم صاحبہ مرزا محمد احسن خاں صاحب ہرہنی	عـه
۷	” حاجی عبد الحی عظیم اللہ صاحبان مالیگاؤں بمبئی	۱۱ر	۱۷	جناب چودھری سعادت حسین خاں صاحب بچھراؤں	۶ر
۸	” حاجی عبد الکریم صاحب بسہیر	۴ر	۱۸	” سیٹھ احمد حاجی موسیٰ حاجی سالوجی صاحب (افریقہ)	ساـه ۱۴ر
۹	” محمد ادریس محمد صالح صاحبان سوناتھ بمبئی	۱۱ر			
۱۰	محترمہ والدہ صاحبہ اقبال احمد خاں صاحب گورکھپور	دعـه	۱۹	جناب حاجی فقیر محمد صاحب لکھنؤ	۱۰ر ۵ـه
			۲۰	” سید جان عالم صاحب شاہجہاں پور	عـه

نمبر شمار	نام نامی	رقم	نمبر شمار	نام نامی	رقم
۲۱	جناب خانصاحب سید عزیز احمد صاحب علی گڑھ	عـہ	۴۶	جناب حاجی محمد طٰہٰ صاحب دہلی	عـا/
۲۲	″ حاجی اللہ بیلی محمد رمضان صاحبان بیاڈ	عـہ	۴۷	″ عبد الرحمٰن صاحب ″	ـہ/
۲۳	″ حاجی حافظ عبد المجید صاحب بلرام پور	عـہ	۴۸	″ حافظ محمد نذیر صاحب الہ آباد	عـہ
۲۴	″ کنور مسعود علی خاں صاحب مینڈھو	عـہ	۴۹	″ مولانا مولوی محمد حبیب الرحمٰن خانصاحب شروانی حبیب گنج	الـعـہ
۲۵	″ حکیم عماد الدین احمد صاحب لکھنؤ	ـہ/	۵۰	″ مولوی مشیت اللہ صاحب بجنور	عـہ ۱۴/
۲۶	محترمہ آمنہ بیگم صاحبہ بہرائچ	ـہ/	۵۱	″ محمد الیع اللہ خانصاحب علی گڑھ	عـہ
۲۷	جناب منشی کالے خاں صاحب مینڈھو	عـہ/	۵۲	″ عبد القدیر خانصاحب مینڈھو	عـہ/
۲۸	″ ٹھیکیدار حبیب احمد صاحب جالاپور	ـہ/	۵۳	″ ابو الصفا بشیر صاحب نکودر	ـہ
۲۹	″ مستری شیت اللہ صاحب ″	ـہ	۵۴	″ امیر حسن صاحب انصاری ہوگلی	عـہ/
۳۰	″ سید پیر طیب شاہ صاحب امرتسر	عـہ	۵۵	″ مقبول حسین صاحب ″	عـہ/
۳۱	″ شیخ احمد ولد محمد صاحب بلرام پور	ـہ	۵۶	″ ڈاکٹر اے۔ احمد صدیقی لاہرپور	لعـہ/
۳۲	″ عبد الرزاق صاحب سیواں کلاں	عـہ	۵۷	″ حاجی عبد الحیٔ عظیم اللہ صاحبان معرفتہ بمبئی	عـا/
۳۳	″ خان بہادر رحیم بخش صاحب کوئٹہ	عـہ	۵۸	″ اہل محلہ متصل مسجد بی بی ماندہ صاحبہ بلرام پور	لـاعـہ
۳۴	″ نور محمد مہتو صاحب جلال پور	عـہ	۵۹	″ حفیظ اللہ صاحب ″	معـہ ۸/
۳۵	″ ولی اللہ صاحب گورکھپور	ـہ	۶۰	″ بابو ابرار حسین صاحب کانپور	عـہ
۳۶	″ اللہ بخش صاحب کلکتہ	عـہ	۶۱	″ محمد سعید محمد رشید صاحبان معرفتہ بمبئی	عـا/
۳۷	″ حاجی محمد شمشاد حسین صاحب علی گڑھ	عـہ	۶۲	″ بتوسط جناب مولانا مولوی محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث سہارنپور	معـہ
۳۸	″ میر الدین شاہ صاحب ہرپالس	عـہ	۶۳	″ محمد خلیل صاحب شاہجہاں پور	عـہ
۳۹	″ مولوی قاری حافظ محمد ضیاء اللہ صاحب	ـہ	۶۴	″ بتوسط منشی بخش اشرف حبیبا صاحب بجاؤ گڑھ	لـاعـہ ۸/
	عثمانی (چندہ مسلمانان شملہ) شملہ		۶۵	″ سردار محمد جمال الدین بابا خانصاحب نئی دہلی	عـہ
۴۰	″ حاجی کریم بخش صاحب گھرونڈہ	عـہ	۶۶	″ الحاج خان بہادر محمد عبد العزیز بادشاہ صاحب مدراس	سـعـہ ۸/
۴۱	″ ایم ریاض الدین صاحب منشی علی گڑھ	عـہ	۶۷	″ ایس ابو القاسم۔ سمری بختیار پور	معـہ ۸/
۴۲	″ نظیر احمد صاحب بوڈ بینہ خورد	ـہ/	۶۸	″ نادر قاسم صاحبان بڑگاؤں	ـہ
۴۳	″ حاجی میر شفقت علی صاحب انگلش کمپنی	عـہ	۶۹	محترمہ شہیداً بی بی صاحبہ گورکھپور	معـہ
۴۴	″ محمد صادق اشرف صاحب سمری بختیار پور	ـہ/	۷۰	جناب ڈاکٹر عبد العزیز خانصاحب پشاور	مـعـہ
۴۵	″ حافظ بشیر الدین صاحب دہلی	الـعـہ/	۷۱	″ منشی امداد علی خانصاحب اجین	ـے/
			۷۲	″ پیر غلام محی الدین صاحب سرائواں پوولہ	ـہ
				میزان کل	[illegible]

خداوند کریم خلوص و نیک نیتی کے ساتھ خدمت اور سعی و عمل کی زیادہ سے زیادہ ہمت و توفیق دے۔ وہو الموفق و بیدہ الخیر۔

۱۔ ندائے حرم آج وصول ہوا۔ اول سے آخر تک پڑھا۔ اور بہت متاثر ہوا۔۔۔۔۔ میں نے تہیہ کیا ہے کہ ماہانہ دس روپیہ۔۔۔۔۔ ۔۔۔ بھیجتا رہوں جس کے سالانہ ۱۲۰ ہوجاتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ مجھے توفیق عطا فرمائے کہ اس کی پابندی کو اپنے اوپر لازم قرار دے لوں۔ اور خدا کرے یہ حقیر نذرانہ مدرسہ صولتیہ کے طلباء علم کی خدمت کا شرف حاصل کرتا رہے۔ آمین۔

ندائے حرم جاری فرما دیجئے اس کا سالانہ چندہ بھی بھیج رہا ہوں۔

(نواب نثار یار جنگ بہادر وظیفہ یاب معتمد دار اول)

۲۔ سال رواں اور گذشتہ دو سال کا چندہ رسالہ مبلغ ۔ روپے مرسل ہے۔

شاہ ذبیح اللہ صاحب سہم کنڈہ

۳۔ آپ نے جو اہم خدمت اپنے ذمہ لی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ عقبیٰ کے لئے بہترین توشہ ہے۔ خداوند کریم آپ کو ثابت قدم رکھے اور تمام مسلمانوں کو اس طرف توجہ کی ہدایت کرے۔ (ریاض حسین صاحب علی گڑھ)

۴۔ سال رواں و آئندہ کا اشتراک ندائے حرم ارسال ہے۔

چودھری فیض محمد صاحب زمیندار چک ۱۹۷

۵۔ دو سال کا چندہ ندائے حرم (سال رواں و آئندہ) جمع کرلیں۔

خانصاحب محمد وحید صاحب سہسرام

۶۔ سال رواں و آئندہ کا چندہ ندائے حرم وصول فرمائیں۔

(حاجی محمد ابراہیم سہارن پور

۷۔ مبلغ ۲۵ روپے سالانہ چندہ ندائے حرم ممتاز دگھو بیگم صاحبہ بیگم نیاسو کی جانب سے موصول

ہوا۔ نواب ممتاز الدولہ بہادر مرحوم (نواب فیاض علی خاں صاحب) کی علم نوازی اور فیاضی سے کون واقف نہیں، موصوف کا یہ عطیہ بھی خاندانی روایات کا مظہر ہے۔ آپ کے اسم گرامی کا اندراج ندائے حرم کے سرپرستوں میں کر لیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اس عمل خیر کو دوسروں کے لئے نمونہ بنائے۔

صحیفۂ سعادت

بابت ماہ شوال المکرم سنہ ۱۳۸۴ھ

معاونین کرام اور محسنوں کے اسمائے گرامی

فہرست رقوم عطیات وامداد ادارہ تعلیم الاسلام [illegible] بذریعہ [illegible] دفتر مدرسہ دہلی

اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ ہر مہینہ کی فہرست اسمائے معاونین [illegible] اشاعت [illegible] ماہ کے [illegible] کرے گی۔

مندرجہ تفصیلات میں اگر کوئی غلطی ہو تو براہ کرم دفتر کو مطلع فرمائیں، باعث شکرگذاری ہوگا

نمبر شمار	نمبر رسید	جلد	نام نامی	[illegible]	[illegible]	نمبر شمار	نمبر رسالہ	نام [illegible]	رقم	مد
۱	۵۶	۱۳	جناب سید عرفان علی صاحب فیروزآباد	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible] حسین صاحب دہلی	[illegible]	زکوٰۃ
۲	۵۷	″	محترمہ حبیبہ خاتون صاحبہ بنت حاجی محمد [illegible] صاحب مرادآباد	[illegible]	[illegible]	۱۲	۶۴	حاجی [illegible] صاحب [illegible]	[illegible]	زکوٰۃ
						۵	[illegible]	[illegible] جناب حاجی [illegible] صاحب [illegible]	[illegible]	[illegible]
۳	۵۸	″	جناب سیٹھ عثمان جی رحیم جی صاحب [illegible]	[illegible]						
۴	۵۹	″	محترمہ امۃ السلام النساء صاحبہ بیگم سید عابد علی صاحب مرحوم سہسوان	[illegible]	[illegible]	۱۲	۱۱	جناب [illegible] صاحب [illegible] حیدرآباد دکن	[illegible]	″
						۱۲	۷۲	مولوی [illegible] خاں صاحب شہر [illegible]	[illegible]	″
۵	۶۰	″	جناب سکریٹری صاحب بیت المال دھوکل	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	ڈاکٹر محمد حمید اللہ خاں صاحب	[illegible]	″
۶	۶۱	″	سیٹھ نور محمد قاسم جی صاحب ڈیسا	[illegible]	[illegible]	۵	۴۷	[illegible] صاحب [illegible]	[illegible]	زکوٰۃ
۷	۶۲	″	شیخ محمد یامین صاحب سہارنپور	[illegible]	″			محمد سعید صاحب [illegible] کالاپور		
۸	۶۳	″	مولوی محمد ظہور الدین صاحب گورکھپور	[illegible]	″	۲۰	۵۵	جناب خان بہادر [illegible] احمد صاحب		
۹	۶۴	″	شیخ نیاز احمد صاحب [illegible]	[illegible]	″			محترمہ بیگم صاحبہ موصوف [illegible]	[illegible]	″
۱۰	۶۵	″	[illegible] ریاض الدین صاحبہ ردولی	[illegible]	″	۷۱	۶۷	جناب مولوی [illegible] صاحب [illegible]	[illegible] ۱۲	″
۱۱	۶۶	″	حاجی عبدالرحمٰن صاحب [illegible]	[illegible]	″	۲۲	۶۱	عبدالحلیم صاحب گیا	[illegible]	[illegible] ایصال ثواب
۱۲	۶۷	″	[illegible] مرحوم [illegible]	[illegible]	[illegible]	۲۳	۶۸	مولوی احمد [illegible] شرح [illegible]	[illegible]	[illegible]

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام مالی	رقم	مد
٢٤	[illegible]	ابنا نجامتی [illegible] راشد صاحب [illegible]	[illegible]	امداد طلبا
٢٥	٨٠	محترمہ [illegible] بیگم صاحبہ [illegible]	٥٠	[illegible] زکوٰۃ
٢٦	٨١	جناب عبد الحلیم صاحب	[illegible]	زکوٰۃ
٢٧	٨٢	بابو حاجی عبد الغنی صاحب [illegible]	[illegible]	امداد طلبا
٢٨	٨٣	سلطان خان صاحب شیر کوٹ	[illegible]	[illegible]
٢٩	٨٤	شرف علی صاحب [illegible] آباد	[illegible]	زکوٰۃ
٣٠	٨٥	محمد بشیر الدین صاحب سہارنپور	[illegible]	″
٣١	٨٦	محمد عبد الرشید صاحب [illegible]	[illegible]	″
٣٢	٨٧	مستری محمد اسمٰعیل صاحب [illegible]	[illegible]	امداد طلبا زکوٰۃ
٣٣	٨٨	عظمت الٰہی صاحب [illegible] علی گڑھ	[illegible]	زکوٰۃ
٣٤	٨٩	محمد قاسم صاحب کلکتہ	[illegible]	″
٣٥	٩٠	سید منظور حسن صاحب [illegible]	[illegible]	″
٣٦	٩١	محترمہ اہلیہ صاحبہ حافظ عبد الحلیم صاحب [illegible] آباد	[illegible]	″
٣٧	٩٢	جناب ایم وائے عارف صاحب [illegible]	[illegible]	امداد طلبا
٣٨	٩٣	الیاس احمد صاحب [illegible] علیم صاحب، محترمہ [illegible] صاحبہ [illegible]	[illegible]	ایصال ثواب
٣٩	٩٤	[illegible] جعفر علی صاحب سہارنپور	[illegible]	زکوٰۃ
٤٠	٩٥	جناب حاجی ارشاد علی صاحب اجمیر شریف	[illegible]	وظائف انعام
٤١	٩٦	حاجی عبد الحی عظیم اللہ صاحبان [illegible]	[illegible]	زکوٰۃ
٤٢	٩٧	حکیم محمد عبد الحی صاحب انصاری [illegible] دہلی	[illegible]	″
٤٣	٩٨	محمد صالح محمد ادریس صاحبان [illegible]	[illegible]	″
	٩٩	محترمہ والدہ صاحبہ اقبال صاحب -		
		مرسلہ ڈاکٹر محمد [illegible] صاحب گورکھپور	[illegible]	امداد طلبا
٤٤	١٠٠	جناب حاجی خدا بخش صاحب [illegible]	[illegible]	
٤٥	[illegible]	حاجی امیر اللہ صاحب کانپور	[illegible]	زکوٰۃ [illegible]

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام مالی	رقم	مد
٤٧	″ ٢	جناب حافظ محمد عثمان صاحب [illegible] کانپور	[illegible]	زکوٰۃ
٤٨	″ ٣	مولوی عبد الصبور صاحب شروانی علی گڑھ	[illegible]	زکوٰۃ [illegible]
٤٩	″ ٤	محترمہ والدہ صاحبہ [illegible] صاحب کانپور	[illegible]	زکوٰۃ
٥٠	″ ٥	جناب سید محمود حسین صاحب، محترمہ [illegible] صاحبہ موصوف مظفر نگر	[illegible]	″
٥١	″ ٦	جناب حاجی حافظ سعادت علی حکیم علی صاحبان الہ آباد	[illegible]	امداد طلبا
٥٢	″ ٧	جناب محمد عبد العزیز صاحب [illegible] ″	[illegible]	″
٥٣	″ ٨	شاہ زمان صاحب بنارس	[illegible]	زکوٰۃ
٥٤	″ ٩	الحاج مولوی حکیم عبد القیوم صاحب [illegible] کانپور	[illegible]	زکوٰۃ
٥٥	″ ١٠	محترمہ بیگم صاحبہ حاجی محمد نعیم صاحب انصاری علی گڑھ	[illegible]	″
٥٦	″ [illegible]	بیگم صاحبہ اقبال احمد صدیقی [illegible]	[illegible]	امداد طلبا
٥٧	″ ١٢	جناب ایس نور الحسن صاحب، کانپور	[illegible]	زکوٰۃ
٥٨	″ ١٣	منشی محمد صادق صاحب اناؤ [illegible]	[illegible]	امداد طلبا
٥٩	″ ١٤	محمد شریف صاحب آگرہ	[illegible]	زکوٰۃ
٦٠	″ ١٥	حاجی شیخ وزیر اللہ صاحب گورکھپور	[illegible]	″
٦١	″ ١٦	جلال الدین صاحب [illegible] کلکتہ	[illegible]	″
٦٢	″ ١٧	ڈاکٹر شاہ ایم حبیب الرحمٰن صاحب فیض آباد	[illegible]	″
٦٣	″ ١٨	جناب منظور احمد صاحب [illegible]	[illegible]	″
٦٤	″ ١٩	شیخ غلام علی صاحب لاہور	[illegible]	امداد طلبا
٦٥	″ ٢٠	امام الدین صاحب [illegible]	[illegible]	زکوٰۃ
٦٦	″ ٢١	عبد المجید صاحب [illegible]	[illegible]	″

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام ثنائی	رقم	مد	نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام ثنائی	رقم	مد
۶۶	۲۲ عـ۱۲	جناب مولوی جان محمد صاحب شرف شاہ	عـہ	امداد عام	۸۷	۴۲ عـ۱۲	ایم۔ اے بیلام صاحب بمبئی	عـہ	زکوٰۃ
۶۸	۲۳	″ محمد حیات صاحب گلگتہ	عـہ	زکوٰۃ	۸۸	۴۳	جناب محمد الحسن صاحب دہلی	عـہ	″
۶۹	۲۴	″ حکیم سید اظہر حسین صاحب فرخ آباد	عـہ	″	۸۹	۴۴	″ سید محمد شفیق صاحب مرادنگر	عـہ	″
۷۰	۲۵	″ ایم عبد الرشید خاں صاحب حسن پور	عـہ	″	۹۰	۴۵	″ برکت علی صاحب کان پور	۱ے	″
۷۱	۲۶	″ ابوالحسن صاحب پسر شیخ نعمت علی صاحب سیکری	لعہ	″	۹۱	۴۶	″ محمد زاہد علی خاں صاحب لکھنؤ	للعہ	″
۷۲	۲۷	″ عبد الغنی محمد یعقوب صاحبان بنارس	عـہ	″	۹۲	۴۷	″ چودھری سعادت حسین صاحب پھلواری	عـہ	امداد عام
۷۳	۲۸	″ ایچ کفایت اللہ صاحب میرٹھ	عـہ	امداد عام	۹۳	۴۸	″ محمد یعقوب عبد الرزاق صاحبان	للعہ	زکوٰۃ
۷۴	۲۹	″ ایم۔ اے فاروق حیدر صاحب دہلی	عـہ	″	۹۴	۴۹	″ شیخ محمد عمر صاحب قریشی کرنال	للعہ	″
۷۵	۳۰	″ محمود و حاجی حبیب صاحبان مرسلہ جناب طفیل محمد صاحب خورجہ	عـہ	زکوٰۃ	۹۵	۵۰	″ حاجی شکور خاں صاحب بارہ بنکی	للعہ	امداد عام
					۹۶	۵۱	″ عبد اللہ خاں صاحب لبی کرت پور	۲ے	″
۷۶	۳۱	″ ارشد میاں صاحب گلگتہ	عـ	″	۹۷	۵۲	″ بدر الدین صاحب غازی پور	۲ے	وظائف (فطرہ)
۷۷	۳۲	″ مولوی حاجی سید شاہ محمد ولایت احمد صاحب لاہر پور	عـہ	″	۹۸	۵۳	″ غلام جیلانی صاحب مرسلہ بشرح بالا ″	عـہ	وظائف
					۹۹	۵۴	″ صدیق احمد صاحب لار	عـہ	″
۷۸	۳۳	″ کنیز فاطمہ ہمشیرہ صاحبہ موصوف بالا ″	عـ	امداد عام	۱۰۰	۵۵	″ عبد العزیز صاحب مرادآباد	۵ر	امداد عام
۷۹	۳۴	جناب مولوی تاج علی صاحب برگاؤں	عـہ	زکوٰۃ	۱۰۱	۵۶	″ سیٹھ احمد حاجی موسیٰ جی سالوجی صاحب ساؤتھ افریقہ	سلے ۱۴	زکوٰۃ
۸۰	۳۵	″ محمد اسلام مبین صاحب کان پور	عـ	″					
۸۱	۳۶	″ محمد عبد السبحان صاحب ہزاری باغ	عـہ	″	۱۰۲	۵۷	″ حاجی فقیر محمد صاحب لکھنؤ (دس ماہوار کے حساب سے ایک یتیم طالب علم کو دیا جائے)	ماعـہ	وظائف مخصوصہ یتیم طالب علم
۸۲	۳۷	″ اللہ رکھی صاحب پسر معز الدین صاحب کسیرودہ	عـہ	امداد عام					
					۱۰۳	۵۸	جناب سید قادر صاحب مدراس	ماعـہ	امداد عام
۸۳	۳۸	″ محبوب صاحب زرگر نیز اہلیہ صاحبہ موصوف لکھنؤ	للعہ	″	۱۰۴	۵۹	″ محمد حنیف حاجی عبد الغفور صاحبان	ماعـہ	زکوٰۃ
۸۴	۳۹	″ اہلیہ صاحبہ رمضان علی صاحب مع ہمشیرہ والدہ صاحبہ موصوف مرسلہ بشرح بالا لکھنؤ	۲ے	″	۱۰۵	۶۰	″ سید جان عالم صاحب شاہجہانپور	عـہ	ایصال ثواب
					۱۰۶	۶۱	″ شیخ حاجی کریم بخش حاجی عبد الحمید صاحبان	مار	زکوٰۃ
۸۵	۴۰	جناب حاجی علی بخش صاحب مرسلہ بشرح بالا	۲ے	″	۱۰۷	۶۲	″ شیخ خلیل احمد صاحب سہارنپور	مار	″
۸۶	۴۱	″ سید محمد عابد علی صاحب مرسلہ سید محمد یوسف صاحب۔ گوٹھ افلی	۲ے	زکوٰۃ	۱۰۸	۶۳	″ برکت اللہ صاحب احمدآباد	عـہ	امداد عام
					۱۰۹	۶۴	″ اجانتینیرٹ معظم ہوپ ناگی کلکتہ جزاہم اللہ بتوسط زبیدہ بیگم صاحب	عـہ	زکوٰۃ

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام شاکرین	رقم	مد	نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام شاکرین	رقم	مد
۱۱۰	۱۵ جلد ۲	جناب محمد رضا صاحب ناگوری	صہ	زکوٰۃ	۱۳۳	[illegible]	جناب محمد سلطان خان صاحب [illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۱۱	۶۶ "	" شیخ محمد بشیر صاحب کانپور	عہ	"	۱۳۴	۸۹ "	محترمہ بیگم صاحبہ مظہر حسین صاحب محمدی	عہ ۱۲ /	[illegible]
۱۱۲	۶۷ "	" محمد ابراہیم صاحب راجپور	صہ	"	۱۳۵	۹۰ "	جناب محمد عبد الحمید صاحب معروف صوفی صاحب [illegible]	عہ	[illegible]
۱۱۳	۶۸ "	" شیخ محمد امین محمد ابراہیم صاحب جالندھر	صہ	"	۱۳۶	۹۱ "	محترمہ محبوب فاطمہ صاحبہ محترمہ		
۱۱۴	۶۹ "	" سید اختر حسین صاحب [illegible]	للعہ	"			امین فاطمہ صاحبہ نواسیاں منشی علی [illegible] صاحب مرحوم سہگانوں	عہ	زکوٰۃ
۱۱۵	۷۰ "	" رضا خان صاحب سید محمد [illegible] صاحب [illegible] ملک گڑھ	عہ	امداد عام ایصال ثواب					
۱۱۶	۷۱ "	" مولوی نذیر احمد صاحب حاجی عبد الرشید صاحب مبارکپور مولانا عبد الباری صاحب	عہ	زکوٰۃ	۱۳۷	۹۲ "	جناب حلیم یوسف حاجی ہاشم صاحب مرکلانی دیراول	عہ	"
۱۱۷	۷۲ "	" جناب مولوی محمد [illegible] حاجی سید اللہ صاحب [illegible]	عہ	"	۱۳۸	۹۳ "	جناب اللہ صاحب بیوپاری موضع [illegible]		
۱۱۸	۷۳ "	" محمد اسحٰق صاحب پٹواری موضع [illegible]	سہ	وقف عام			سوہنت (برائے خرید پارچہ جات)	عہ	وقف ایتام
۱۱۹	۷۴ "	" حافظ محمد حبیب صاحب شیر کوٹ	صہ	زکوٰۃ	۱۳۹	۹۴ "	جناب حسان الحق صاحب کانپور	عہ	زکوٰۃ
۱۲۰	۷۵ "	" حاجی ضیا مبارک صاحب ریاست بیکانیر	عہ	"	۱۴۰	۹۵ "	" حکیم قمر الدین صاحب [illegible]	عہ	زکوٰۃ عہ امداد عام عہ
۱۲۱	۷۶ "	" عبد الرؤف صاحب کانپور	عہ	ایصال ثواب	۱۴۱	۹۶ "	" حاجی عبد الرحمٰن صاحب گوسائیں گنج	عہ	زکوٰۃ
۱۲۲	۷۷ "	" ناخدا بیاں صاحب گیا	صہ	زکوٰۃ	۱۴۲	۹۷ "	" احمد علی خان صاحب [illegible] موصوف سہارنپور	عہ	امداد عام
۱۲۳	۷۸ "	" محترمہ [illegible] صاحبہ عبد الرحمٰن صاحب میرپور	عہ	امداد عام					
۱۲۴	۷۹ "	" اہلیہ نسیم بانو بیگم صاحبہ [illegible]	عہ	زکوٰۃ	۱۴۳	۹۸ "	جناب عبد القادر حبیب الرحمٰن صاحب وارثی فیروزآباد	عہ	زکوٰۃ
۱۲۵	۸۰ "	جناب محمد اسحٰق صاحب، سید فخر الدین صاحب [illegible] جعفری [illegible]	عہ	[illegible]	۱۴۴	۹۹ "	جناب حکیم عماد الدین احمد صاحب انصاری [illegible]	[illegible]	زکوٰۃ [illegible]
۱۲۶	۸۱ "	" امین الدین فدا حسین صاحبان [illegible]	عہ	زکوٰۃ	۱۴۵	۱۰۰ "	" احمد نور خان صاحب معروف لال محمد صاحب [illegible]	عہ	امداد عام
۱۲۷	۸۲ "	" سید محمد [illegible] صاحب کھاگول	عہ	"	۱۴۶	۱ جلد ۱۲۱	" حاجی حکیم سید محمد عبد اللہ صاحب ندوی [illegible]	عہ	"
۱۲۸	۸۳ "	" شیخ منظور عالم صاحب اٹاوہ	عہ	امداد عام	۱۴۷	۲ "	" شیخ اکبر حسین صاحب [illegible] کلاں	عہ	زکوٰۃ
۱۲۹	۸۴ "	" سید محمد عباس صاحب علیگڑھ	عہ	زکوٰۃ	۱۴۸	۳ "	" حافظ محمد بخش صاحب بہرائچ	عہ	"
۱۳۰	۸۵ "	" امام بخش حبیب احمد صاحبان [illegible]	عہ	"	۱۴۹	۴ "	" حسین بخش محمد شریف صاحبان [illegible]	عہ	امداد عام
۱۳۱	۸۶ "	" حاجی خدا بخش صاحب کھیڑہ افغانان	عہ	"	۱۵۰	۵ "	" جمیل الدین صاحب [illegible]	عہ	زکوٰۃ
۱۳۲	۸۷ "	" [illegible] صاحبہ بسلسلہ تشریح بالا	عا /	امداد عام	۱۵۱	۶ "	" ادریس حسن صاحب [illegible]	عہ	امداد عام

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد	نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
۱۵۲	۷ / ۱۲۱	جناب محمد احمد خاں صاحب بی۔ اے بہاولپور	عہ	[illegible]	۱۷۶	۲۱ / ۱۳۱	جناب چودھری کمال الدین صاحب جالندھر	عہ	امداد عام
۱۵۳	۸ ،،	،، غازی عبدالغفور صاحب جھانسی	عہ	زکوٰۃ	۱۷۷	۳۲ ،،	،، خانصاحب حافظ غلام سبحانی صاحب بلیا	عہ	زکوٰۃ
۱۵۴	۹ ،،	،، شیخ عبداللہ عنایت اللہ صاحبان جالندھر	عہ	،،	۱۷۸	۳۳ ،،	،، محمد یامین صاحب سہارنپور	عہ	،،
۱۵۵	۱۰ ،،	،، حاجی عبدالحق حاجی محمد صاحبان سلطانپور	عہ	،،	۱۷۹	۳۴ ،،	،، منشی اللہ دیو صاحب ٹانڈہ	عہ	امداد عام
۱۵۶	۱۱ ،،	،، احمد سعید خاں صاحب کورٹ	ے	امداد عام	۱۸۰	۳۵ ،،	،، شیخ [illegible] محمد صاحب نکودر	ے	زکوٰۃ
۱۵۷	۱۲ ،،	،، افضال آل احمد صاحب موسیٰ بانی	عہ ر	خیرات	۱۸۱	۳۶ ،،	،، حکیم حاجی عزیز الحسن صاحب مولوی [illegible] منارہ	ے	وظائف / ابطال [illegible]
۱۵۸	۱۳ ،،	،، شیخ عبدالغفور صاحب نجیب آباد	عہ	زکوٰۃ	۱۸۲	۳۷ ،،	قاضی [illegible] اشفاق حسین صاحب [illegible]		
۱۵۹	۱۴	،، سیٹھ ابراہیم حاجی اینڈ کمپنی امرتسر	عہ	امداد عام			محترمہ بیگم صاحبہ [illegible] ریاست [illegible]	عہ	زکوٰۃ
۱۶۰	۱۵ ،،	،، زین العابدین صاحب دہلی	عہ	،،	۱۸۳	۳۸ ،،	جناب [illegible] صاحب کانپور بتوسط		
۱۶۱	۱۶ ،،	،، سیٹھ حاجی لال [illegible] عبدالغفور صاحبان بنارس	عہ	،،			پیر بخش مشتاق احمد صاحبان	للعہ	زکوٰۃ
۱۶۲	۱۷ ،،	جناب حاجی مرزا معین الدین بیگ صاحب ،،	عہ	،،	۱۸۴	۳۹ ،،	،، جناب نور الاسلام صاحب بتوسط [illegible]	۸ ر	،،
۱۶۳	۱۸ ،،	،، ڈاکٹر سید محبوب علی صاحب الٰہ آباد	عہ	کتب خانہ	۱۸۵	۴۰ ،،	،، قاضی محمد افضال الرحمٰن صاحب [illegible]	ع ر	،،
۱۶۴	۱۹ ،،	،، مظفر حسین صاحب [illegible]	عہ	امداد عام	۱۸۶	۴۱ ،،	،، قاضی منظور احمد صاحب بتوسط ،،	۸ ر	،،
۱۶۵	۲۰ ،،	،، حاجی محمد حسین خاں صاحب ریاست رامپور	عہ	زکوٰۃ	۱۸۷	۴۲ ،،	،، بابو محمد عبدالعزیز صاحب جودھپور	[illegible]	کتب خانہ
۱۶۶	۲۱ ،،	،، محمود حسین صاحب گیا	عہ	زکوٰۃ [illegible]	۱۸۸	۴۳ ،،	،، محترمہ بیگم صاحبہ نصرت علی صاحب قدوائی [illegible]	للعہ	زکوٰۃ
۱۶۷	۲۲ ،،	،، منشی واجد علی صاحب کانپور	عہ	زکوٰۃ	۱۸۹	۴۴	،، جناب عبدالرحمٰن صاحب سہارنپور	عہ ر	امداد عام
۱۶۸	۲۳ ،،	،، حاجی اللہ بخش قاسم جی صاحب بیاور	عہ	امداد عام	۱۹۰	۴۵ ،،	،، عبدالحلیم صاحب انبالہ شہر	ے	زکوٰۃ
۱۶۹	۲۴ ،،	،، عبدالرحمٰن صاحب بنارس	عہ	زکوٰۃ	۱۹۱	۴۶ ،،	،، احمد اللہ صاحب دفتری لکھنؤ	۵ ر	امداد عام
۱۷۰	۲۵ ،،	،، سبحان خاں صاحب اینڈ سنز بیکانیر اسٹیٹ	عہ	،،	۱۹۲	۴۷ ،،	،، محمد عزیز الدین صاحب [illegible]	۸ ر	زکوٰۃ
۱۷۱	۲۶ ،،	،، بدرجہ اللہ شفیق احمد صاحبان [illegible]	عہ	،،	۱۹۳	۴۸ ،،	،، محترمہ عباسی بی بی صاحبہ [illegible]		
۱۷۲	۲۷ ،،	،، فصاحت اللہ صاحب [illegible]	عہ	،،			حاجی عبدالکریم صاحب بمبئی	ے ر	امداد عام
۱۷۳	۲۸ ،،	محترمہ والدہ صاحبہ جناب [illegible] عالم صاحب / مسز [illegible]	عہ	وظائف طلبا	۱۹۴	۴۹ ،،	جناب حاجی [illegible] احمد صاحب قدوائی [illegible]	۸ / ۱۳ ر	وظائف مرحومہ
					۱۹۵	۵۰ ،،	،، حاجی محمد اسمٰعیل صاحب قدوائی	۶ / ۱۳ ر	وظائف
۱۷۴	۲۹ ،،	جناب میاں حاجی اللہ ثنا صاحب [illegible]	عہ	امداد عام	۱۹۶	۵۱ ،،	،، محمد عزیز صاحب علی گڑھ	۸ ر	امداد عام
۱۷۵	۳۰ ،،	،، محمد عبداللطیف اخلاق صاحبان نگینہ	عہ	زکوٰۃ	۱۹۷	۵۲ ،،	مسٹر محمد [illegible] صاحب [illegible] تھانوی [illegible]	۸ ر	،،

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
۱۹۸	۵۳ جلد ۱۲/۱	جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب اعظم گڑھ	۲/	امدادی
۱۹۹	۵۴ "	" حبیب حسین صاحب صدیقی ردولی	۲/	زکوٰۃ
۲۰۰	۵۵ "	" عبد الرشید صاحب چکوال	۱۰/	امداد عام
۲۰۱	۵۶ "	" عبد القیوم صاحب مراد آباد	۱۴/	زکوٰۃ، امداد عام
۲۰۲	۵۷ "	" حاجی عبد اللطیف صاحب بتوسط بالا "	عـہ	امداد عام
۲۰۳	۵۸ "	" حکیم سید علی شاہ صاحب دوسیلی	صـہ	زکوٰۃ
۲۰۴	۵۹ "	" غلام رسول محمد ابراہیم صاحبان چتوڑ گڑھ	[illegible]	امداد عام
۲۰۵	۶۰ "	" ڈاکٹر سید محمد فرید صاحب، محترمہ بیگم صاحبہ سرموصوف لہریا سرائے	[illegible]	"
۲۰۶	۶۱ "	جناب ڈاکٹر محمد منظور عالم صاحب کانپور	عـہ	زکوٰۃ
۲۰۷	۶۲ "	محترمہ بیگم صاحبہ جناب سید ابو علی صاحب زبیری - علی گڑھ	[illegible]	وظائف (دختران)
۲۰۸	۶۳ "	جناب مولوی محمد انوار الحق صاحب نینی تال	عـہ	"
۲۰۹	۶۴ "	" سید علمدار حسین صاحب ناگل	عـہ	زکوٰۃ
۲۱۰	۶۵ "	محترمہ شوکت آرا بیگم صاحبہ شوکت حسین صاحب انصاری علی گڑھ	[illegible]	وظائف دختران
۲۱۱	ازعـ ۶۶ تا ۸۰ جلد ۱۲/۱	بتوسط جناب الحاج شیخ ناظر حسین صاحب جالالپور۔ جناب الحاج شیخ ناظر حسین صاحب جالالپور عـہ وظائف طلباء، حاجی اللہ بندہ صاحب ... پٹواری، رحم الٰہی صاحب ... مستری شرافت حسین صاحب ... زکوٰۃ ... امداد عام، حاجی حبیب محمد صاحب، عبد المجید صاحب ... امداد عام، مستری نور علی ... امداد عام، فرزند علی انصاری صاحب ... وظائف (طلباء) محمد صدیق خان صاحب ... وظائف طلباء) رحم الٰہی صاحب ... وظائف طلباء، حاجی علی بخش صاحب ... زکوٰۃ ... وظائف طلباء	[illegible]	

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
		محمد علی صاحب موضع سرائے میر وظائف (طلباء)، منشی ریاست علی صاحب جالالپور ... غلام محمد میر بخش، دلاور حسین صاحبان موضع سرائے ... امداد عام، شمس الدین صاحب موضع جگت پور ... امداد عام، حامد حسین صاحب ... علی جبل صاحب ... وظائف طلباء موضع ... زکوٰۃ، گھسیٹا صاحب جالالپور ۳ امداد عام، محمد صدیق صاحب موضع گڑھ والی ... وظائف طلباء، محمد مستری صاحب ... وظائف (طلباء) محترمہ بی بی صاحبہ موضع ... زکوٰۃ ... ایصال ثواب عـہ، محترمہ ... صاحبہ موضع ... ایصال ثواب، شیخ اولاد حسین صاحب امداد عام -		
۲۱۲	رسید جلد ۱۲/۱	جناب حافظ خیراتی صاحب لکھنؤ	عـہ	زکوٰۃ
۲۱۳	" ۸۹	مولوی محمد ذکر اللہ صاحب چک ۱۹۵ ...		
۲۱۴	ازعـ ۹۰ تا ۹۵ جلد	مرسلہ سید محمد یوسف صاحب موضع گوٹھاولی، حافظ سید انیس احمد صاحب ... امداد عام، مسلمانان موضع گوٹھاولی ... امداد عام، حکیم سید محمد احمد صاحب ... امداد عام، سید محمد صدیق صاحب مرحوم، حکیم سید محمد احمد صاحب عـہ امداد عام، ... سید عبد الباقی صاحب مرحوم، والدہ صاحبہ ... سید محمد عابد صاحب ... اہلیہ صاحبہ ابن علی صاحب ... امداد عام	[illegible]	وظائف (خیرات)
۲۱۶	رسید جلد ۱۲/۱ ۹۶	جناب سید شبیر علی صاحب سیتاپور	عـہ	زکوٰۃ

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد	نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
۲۱۶	ت ۱۱ ۹۷	جناب مشتاق حسین سلطان حسین صاحبان مراد آباد	عـه	زکوۃ وفطرہ وظائف رمضان	۲۳۸	ت ۱۱ ۱۹	محترمہ جویریہ بیگم صاحبہ حیدرآباد دکن	عـه	امداد عام
۲۱۷	۹۸ "	" مولانا مولوی محمد عبدالغنی صاحب شملہ	سـه	وظائف فطرہ	۲۳۹	۲۰ "	جناب محمد [illegible] صاحب پوسٹ رانی گنج	عـه	زکوۃ
۲۱۸	۹۹ "	" محمد اختر علی خاں صاحب بھوپال	عـه	زکوۃ	۲۴۰	۲۱ "	" مسز [illegible] دہلی	عـه	"
۲۱۹	۱۰۰ "	" حبیب الرحمن حاجی اسمٰعیل جی صاحبان احمد آباد	عـه	امداد عام	۲۴۱	۲۲ "	محترمہ بی بی [illegible] صاحبہ رمضان پور	عـه	"
۲۲۰	رسید جلد ۱	محترمہ مسز ایچ۔ نور خاں صاحبہ [illegible]	عـه	زکوۃ وظائف [illegible]	۲۴۲	۲۳ "	جناب خواجہ [illegible] صاحب بمبئی	عـه	امداد عام
۲۲۱	۲ "	جناب این۔ ڈی عبداللہ صاحب مدراس	عـه	امداد عام	۲۴۳	۲۴ "	" سید [illegible] حسین صاحب جلال آباد	عـه	"
۲۲۲	۳ "	" حافظ محمد عبداللہ محمد عبدالرحمن صاحبان بسی کرت پور	عـه	زکوۃ	۲۴۴	۲۵ "	" حاجی نواب علی صاحب لکھنؤ	عـه	زکوۃ
۲۲۳	۴ "	" محمد عبدالرشید خاں صاحب [illegible] گونڈرہ	عـه ۸ر	وظائف ایتام		۲۶ "	" شیخ علی بخش عنایت اللہ، سعید اللہ صاحبان امرتسر	عـه	امداد عام
۲۲۴	۵ "	" منشی کریم بخش صاحب [illegible] چک [illegible]	عـه	زکوۃ وفطرہ وخیرات	۲۴۶	۲۷ "	" حکیم [illegible] جلیسر	عـه	وظائف ایتام
۲۲۵	۶ "	" حاجی آغا مرزا صاحب فیض آباد	عـه	زکوۃ	۲۴۷	۲۸ "	" حاجی محمد زکریا [illegible] صاحبان جون پور	عـه	زکوۃ
۲۲۶	۷ "	" ایچ محمد حسن صاحب ماندہ باولی	عـه	امداد عام	۲۴۸	۲۹ "	" مراد بخش [illegible] حاجی عبدالغفار خاں صاحب گونڈہ	ے ر	امداد عام
۲۲۷	۸ "	" محمود سعید صاحب کلکتہ	عـه	وظائف ایتام					
۲۲۸	۹ "	محترمہ شاہنیہ بیگم صاحبہ اعظم گڑھ بوساطت مرزا مرتضیٰ بیگ صاحب	عـه	وظائف فطرہ	۲۴۹	۳۰ "	جناب عبد[illegible] صاحب " "	۱۲ر	"
					۲۵۰	۳۱ "	" عبدالرحمن صاحب پیلی بھیت	ے	وظائف فطرہ
۲۲۹	۱۰ "	جناب مرزا ارشد بیگ صاحب بوساطت شرح بالا اعظم گڑھ	ے ر	"	۲۵۱	۳۲ "	" پیر جی محبوب علی شاہ صاحب کیسر کلاں	معہ ر	امداد عام
۲۳۰	۱۱ "	محترمہ سرودی بیگم صاحبہ " "	عا ر	"	۲۵۲	۳۳ "	" مولوی احسان الحق صاحب الہ آباد	۷ر	زکوۃ
۲۳۱	۱۲ "	جناب ڈاکٹر حکیم حاجی عبداللہ خاں صاحب گونڈہ	للعہ	امداد عام	۲۵۳	۳۴ "	" حوالدار [illegible] صاحب انبالہ	عہ ر	امداد عام
۲۳۲	۱۳ "	" حاجی مٹھے خاں صاحب بوساطت شرح بالا	للعہ	"	۲۵۴	۳۵ "	" حوالدار [illegible] صاحب بوساطت شرح بالا "	۶ر	"
۲۳۳	۱۴ "	" نور محمد خاں صاحب "	۸ر	"	۲۵۵	۳۶ "	" باسط علی صاحب سوار " "	۸ر	"
۲۳۴	۱۵ "	" ظفر احمد خاں صاحب "	عہ ر	"	۲۵۶	۳۷ "	" محمود حسین خاں صاحب بابدا	للعہ	"
۲۳۵	۱۶ "	" ماسٹر عبدالحق صاحب "	عہ ر	"	۲۵۷	۳۸ "	" [illegible] العزیز صاحب لکھنؤ	للعہ	وظائف فطرہ
۲۳۶	۱۷ "	" عبدالرحیم صاحب "	عـه ۱۲ر	"	۲۵۸	۳۹ "	" مستی احمد [illegible] صاحب لدھیانہ	للعہ	زکوۃ
۲۳۷	۱۸ "	" منصور عالم شاہ صاحب، محمد شکور [illegible] الٰہی بخش، حاجی [illegible] اللہ بخش صاحبان اکبر پور	۱۰ر	امداد عام وظائف فطرہ	۲۵۹	۴۰ "	" خلیل اللہ خاں صاحب کالپور	ے ر	وظائف فطرہ
					۲۶۰	۴۱ "	" ایس۔ ایم۔ رفیق صاحب سرائے شہر	۱۲ر	"

نمبر مسلسل	نمبر رسید/ظہر	نام ثانی	رقم	مد	نمبر ظہر	نمبر رسید جلد	نام ثانی	رقم	مد
۳۶۱	۱۳۲ ۴۲	جناب عبدالعزیز صاحب شریف آباد	؎	عطائے فطرہ	۲۸۲	۱۲۲ ۶۳	جناب شیخ قاسم علی صاحب مرسلہ مولوی عبدالحکیم صاحب ۔ سنسارپور	سے/	وظائف طلبا
۳۶۲	۴۳	" مسٹر اقبال احمد صاحب ایم ۔ اے شملہ	؎	"					
۳۶۳	۴۴	" حکیم محمد ہادی صاحب لکھیم پور	عا/	"	۲۸۳	۶۴ "	" مولا بخش عرف لاڈلا مرسلہ "	سے/	"
۳۶۴	۴۵	" محترمہ والدہ صاحبہ محمد عاقل صاحب دہلی	؎	امداد عام	۲۸۴	۶۵ "	" شیخ اکبر صاحب " "	عا/	"
۳۶	۴۶	جناب مولانا مفتی عطاء اللہ صاحب	عہ	زکوٰۃ	۲۸۵	۶۶ "	" شیخ عبدالرزاق صاحب " "	سے/	"
۳۶	۴۷	" سید محمد طیب شاہ صاحب امرتسر	عہ	امداد یتیمانہ	۲۸۶	۶۷ "	" شیخ عبدالسنان صاحب " "	عا/	"
۳	۴۸	" حاجی محمد ابراہیم صاحب سہارنپور	عہ	امداد عام	۲۸۷	۶۸ "	" نواب نثار یار جنگ بہادر حیدرآباد دکن	عہ	ایصال ثواب
۳	۴۹	" عبدالرزاق صاحب سیوان کلاں	عہ	"	۲۸۸	۶۹ "	" شیخ کالے شریف احمد صاحب رشتوپور	عہ	زکوٰۃ
۳	۵۰	" نور محمد تہمت صاحب مرسلہ عبدالصمد صاحب صدا پور	عہ	وظائف ایتام	۲۸۹	۷۰ "	" حاجی عارف گل میاں صاحب	عہ	امداد عام
۳	۵۱	" محمد عمر صاحب بنارس	عہ	زکوٰۃ	۲۹۰	۷۱ "	" ایچ ۔ ایس ولایت حسین صاحب ایڈیٹر بنارس تھیاٹنی	عہ	"
۳	۵۲	" محمد اسحٰق شاہ صاحب	عہ	"					
۱	۵۳	" مرزا محمد سعید صاحب چانپوٹ	عا/	ایصال ثواب	۲۹۱	۷۲ "	" نذیر احمد صاحب سہارنپور	؎	زکوٰۃ
۱	۵۴	" راحت علی صاحب بہگاؤں	؎	امداد عام	۲۹۲	۷۳ "	" حکیم منظور احمد صاحب کالپور	عا/	"
۱	۵۵	" ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب منگلور	عا/	"	۲۹۳	۷۴ "	" مولوی محمد عبدالستار صاحب صدیقی کلکتہ	۷/	امداد عام
۱	۵۶	" مسلمانان موضع نصرت پور جزاہم اللہ	لعہ	امداد عام	۲۹۴	۷۵ "	" شیخ گمو و شیخ حبیب اللہ صاحبان شاہجہانپور	۲/	زکوٰۃ
		منشی محمد اشرف صاحب لکھیا نصرت پور و حکیم کریم بخش صاحب شاہجہانپور	۸/	صدقۂ فطر	۲۹۵	۷۶ "	" شیخ عبدالکریم صاحب ہلدی	سے/	"
	۵۷	" محترمہ حاجیہ فاطمہ جان صاحبہ بیگم جناب		امداد عام	۲۹۶	۷۷ "	" منشی محمد حسین صاحب مو ضلع بستی	عہ	امداد عام
		پروفیسر حق نواز خاں صاحب لاہور	سے	زکوٰۃ	۲۹۷	۷۸ "	" منشی نور محمد صاحب مسلم شرح بالا "	عہ	
	۵۸	" مسلم عہدہ داران آئی ٹیکنیکل ٹریننگ سینٹر			۲۹۸	۷۹ "	" منشی محمد حنیف صاحب " "	للعہ	"
		مرسلہ جناب کیپٹن احمد خاں صاحب ایس ۔ بی	للعہ	وظائف فطرہ	۲۹۹	۸۰ "	" محترمہ بیگم صاحبہ حکیم ظہیر الحسن صاحب " "	عہ	"
		او ۔ بی ۔ ای جبل پور			۳۰۰	۸ "	جناب منشی محمد یعقوب احمد حسین صاحبان " "	عہ	"
	۵۹ "	جناب محمد شفیع صاحب مدراس	؎	امداد عام	۳۰۱	۸۲ "	بعض اہل خیر خواتین جزاہا اللہ " "	عہ	"
	۶۰ "	" منشی علی حسین صاحب	عہ	زکوٰۃ و صدقۂ فطر	۳۰۲	۸۳ "	جناب حاجی محمد شمشاد حسین صاحب علی گڑھ	عہ	"
	۶۱ "	" عبدالعزیز صاحب سہارنپور	عہ	زکوٰۃ	۳۰۳	۸۴ "	" اللہ بخش عبدالرحمن صاحبان احمد آباد	عہ	"
	۶۲ "	" اللہ بخش صاحب کلکتہ	عہ	امداد عام	۳۰۴	۸۵ "	" رشید احمد عبدالعزیز صاحبان	عہ	"

نمبر شمار	نمبر رسید و جلد	نام مع پتہ	رقم	مد
۳۰۵	۸۶ جلد ۱۲۲	محترمہ بسم اللہ بیگم صاحبہ دختر جناب ... اشتیاق احمد صاحب کھرریا	[illegible]	زکوٰۃ
۳۰۶	۸۷ 〃	محترمہ آسیہ بیگم صاحبہ 〃 〃	[illegible]	〃
۳۰۷	۸۸ 〃	جناب عبد المجید صاحب ... دہلی	[illegible]	امداد عام
۳۰۸	۸۹ 〃	〃 محمد صفی صاحب ...	[illegible]	زکوٰۃ
۳۰۹	۹۰ 〃	〃 ایس۔ ایم ظہیر الدین صاحب ...	[illegible]	〃
۳۱۰	۹۱ 〃	〃 محمد حفیظ اللہ خاں صاحب ...	[illegible]	〃
۳۱۱	۹۲ 〃	〃 مولوی تاج علی صاحب ... گاؤں	[illegible]	〃
۳۱۲	۹۳ 〃	〃 عبد الحکیم صاحب حسن پور ...	[illegible]	امداد عام
۳۱۳	۹۴ 〃	〃 اسرار احمد صاحب مراد آباد	[illegible]	زکوٰۃ
۳۱۴	۹۵ 〃	مسماۃ ... عابدہ جزاہم اللہ مرسلہ جناب حکیم عبد الغفور صاحب	[illegible]	زکوٰۃ ... زیارت
۳۱۵	۹۶ تا ۱۰۰ جلد ۱۲۲	بتوسط جناب سید عباس علی صاحب دہرہ دون؛ جناب سید عباس علی صاحب ... زکوٰۃ ... فطرہ ... ایصال ثواب ... سید ... علی صاحب ... امداد عام ... برائے دعائے صحت خود؛ سید مرتضیٰ علی صاحب ... امداد عام؛ برائے دعائے ترقی ... عبد الغفور صاحب؛ منصوری ... امداد عام ... عبد العزیز؛ عبد الحفیظ صاحب منصوری ... امداد عام		
	۱۰۱ جلد ۱۲۳	... صاحب ... منصوری؛ حافظ ... امداد عام؛ ضیاء احمد صاحب ... فطرہ، سید ... حسین صاحب ... فطرہ؛ دہرہ دون، ... خاں صاحب دہرہ دون ... فطرہ؛ حکیم سید اشفاق احمد صاحب ... فطرہ؛ رفیق احمد صاحب دہرہ دون ... فطرہ		

نمبر شمار	نمبر رسید و جلد	نام مع پتہ	رقم	مد
		شیخ محمد یٰسین صاحب ... فطرہ ... صاحب؛ ... فطرہ ... صاحب ... فطرہ؛ ... صاحب ... فطرہ؛ محمد اسحٰق صاحب، شیخ محمد یوسف صاحب ... فطرہ	[illegible]	
۳۱۶	۱۲۳ جلد ...	جناب سراج الدین ... صاحبان ...	[illegible]	زکوٰۃ
۳۱۷	۳ 〃	〃 حاجی کریم بخش صاحب ...	[illegible]	〃
۳۱۸	۱۴ 〃	... صاحب ... مرسلہ نظام الحق صاحب محمدی	[illegible]	زکوٰۃ مع فطرہ
۳۱۹	۱۵ 〃	جناب ... اللہ صاحب ...	[illegible]	زکوٰۃ مع فطرہ
۳۲۰	۱۶ 〃	محترمہ ... صاحبہ ... بخش صاحب مرسلہ نظام الحق صاحب ... محمدی	[illegible]	زکوٰۃ
۳۲۱	۱۷ 〃	محترمہ ... صاحبہ ... صاحب صدیقی 〃	[illegible]	〃
۳۲۲	۱۸ 〃	مسلم نوجوانان ... جناب ... جزاہم اللہ مرسلہ ... صاحب ...	[illegible]	وظائف فطرہ
۳۲۳	۱۹ 〃	جناب ڈاکٹر حاجی محمد اشرف صاحب پانی پت	[illegible]	زکوٰۃ
۳۲۴	۲۰ 〃	〃 مصطفیٰ عثمان صاحب ... کرانہ	[illegible]	امداد عام
۳۲۵	۲۱ 〃	〃 صوفی امیر احمد صاحب ... مرسلہ حاجی عبد الرحمٰن صاحب	[illegible]	زکوٰۃ
۳۲۶	۲۲ 〃	جناب محمد اسحٰق صاحب ... 〃 ...	[illegible]	〃
۳۲۷	۲۳ 〃	محترمہ ... صاحبہ ... صاحب 〃	[illegible]	امداد عام
۳۲۸	۲۴ 〃	〃 فاطمہ صاحبہ اہلیہ عبد الرحمٰن صاحب 〃	[illegible]	〃
۳۲۹	۲۵ 〃	جناب عبد الرحمٰن صاحب ... 〃	[illegible]	〃
۳۳۰	... جلد ۱۲۳	مرسلہ جناب حاجی نور علی ... علی صاحبان ...؛ جناب حاجی نور علی ... علی صاحبان ...		

بیرونی شمار	بیرونی رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
		محمد ابراہیم محمد [illegible] صاحبان [illegible]		
		حاجی لیاقت حسین صاحب، حاجی محمد [illegible] امداد طلباء		
		مقبول حسین صاحبان [illegible] امداد [illegible]		
		امام الدین [illegible] امداد [illegible] امداد ایتام		
		[illegible] امداد [illegible]		
		عبدالحق صاحبان، محترمہ [illegible] صاحبہ [illegible] امداد ایتام		
		محمد [illegible] صاحب [illegible] مقبول [illegible] امداد ایتام		
		ریاست حسین، محمد اسمٰعیل، حافظ [illegible] امداد ایتام [illegible]		
		ابوالحسن صاحب [illegible] عبدالحمید [illegible] امداد ایتام [illegible]		
		[illegible] امداد ایتام [illegible] یوسف علی		
		[illegible] صاحب امداد [illegible] عبدالعظیم صاحب [illegible] امداد ایتام		
		[illegible] صاحب [illegible] امداد [illegible]		
		[illegible] امداد [illegible] علی صاحب [illegible]		
		عبدالرشید [illegible] امداد [illegible] صاحب [illegible]		
		[illegible] خان صاحب [illegible] امداد ایتام [illegible]		
		صاحب [illegible] امداد ایتام	تا [illegible]	امداد ایتام
۳۳۲	رسید جلد ۱۲۳ [illegible]	جناب ملک [illegible] خان صاحب [illegible]	[illegible]	زکوٰۃ
		مرسلہ جناب حاجی امام الدین صاحب سلانوالی		
۳۳۳	از رسید [illegible]	جناب محمد صاحب چانن پورہ [illegible] فطرہ		
	تا [illegible] جلد ۱۲۳	چراغ [illegible] حاجی احمد یار صاحب چانن پورہ [illegible] فطرہ		
		غلام [illegible] صاحبان چانن پورہ [illegible] فطرہ		
		احمد الدین صاحب سلانوالی [illegible] فطرہ [illegible]		
		چانن پورہ [illegible] فطرہ [illegible] صاحبان [illegible] فطرہ		
		حاجی غلام فرید صاحب سلانوالی [illegible] فطرہ		
		خدابخش صاحب سلانوالی [illegible] فطرہ		

بیرونی شمار	بیرونی رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
		[illegible] صاحب [illegible] فطرہ [illegible] صاحب چانن پور [illegible] وظائف طلباء [illegible] خدابخش صاحب نواب [illegible] [illegible] سلانوالی [illegible] فطرہ وظائف ایتام	[illegible]	زکوٰۃ [illegible] وظائف [illegible] فطرہ [illegible]
۳۳۴	رسید جلد ۱۲۳ ۶۷	جناب خدابخش عبدالوحید صاحبان [illegible]	[illegible]	زکوٰۃ
۳۳۵	۶۸ "	" ڈاکٹر ظہورالدین صاحب رضوی موضع [illegible]	[illegible]	"
۳۳۶	۶۹ "	" حاجی شفقت علی صاحب موضع [illegible]	[illegible]	[illegible]
۳۳۷	۷۰ "	محترمہ والدہ صاحبہ قیوم صاحب مرسلہ حاجی فہیم الدین صاحب کانپور	[illegible]	"
۳۳۸	۷۱	جناب سید قمرالدین صاحب از جانب ٹریننگ کلاس [illegible] بہاولپور	[illegible]	"
۳۳۹	۷۲ "	" سید غلام مصطفیٰ صاحب [illegible] "	[illegible]	"
۳۴۰	۷۳ "	جناب سید حشمت اللہ صاحب الہ آباد	[illegible]	زکوٰۃ
۳۴۱	۷۴ "	" محمد یونس خان صاحب [illegible]	[illegible]	وظائف [illegible]
۳۴۲	۷۵ "	محترمہ کلثوم بی بی صاحبہ مرسلہ حاجی فہیم الدین صاحب کانپور	[illegible]	امداد ایتام
۳۴۳	۷۶ "	جناب بابو عبدالقادر خان صاحب موضع [illegible]	[illegible]	"
۳۴۴	۷۷ "	" حکیم مولوی عبدالسلام صاحب [illegible]	[illegible]	وظائف [illegible]
۳۴۵	۷۸ "	" حافظ محمد عظیم اللہ صاحب لکھنؤ	[illegible]	امداد ایتام [illegible]
۳۴۶	۷۹ "	" محمد رحمت اللہ صاحب بی اے [illegible]	[illegible]	زکوٰۃ
۳۴۷	۸۰ "	" مولوی محمد عبداللہ صاحب [illegible]	[illegible]	[illegible]
۳۴۸	۸۱ "	" حافظ محمد وزیر صاحب الہ آباد	[illegible]	زکوٰۃ
۳۴۹	۸۲ "	" سکریٹری صاحب انجمن اسلام [illegible]	[illegible]	[illegible]
۳۵۰	۸۳ "	" زین العابدین صاحب مرسلہ جناب عمادالحسن خان صاحب کانپور	[illegible]	امداد ایتام

نمبر شمار	نمبر رسید وجلد	نام نامی	رقم	مد
۳۵۱	۸۴ جلد ۱۲۳	جناب علی عباس صاحب مرسلہ عماد الحسن صاحب	۶/	امداد عام
۳۵۲	۸۵	,, صدیق احمد صاحب ,,	۶/	,,
۳۵۳	۸۶	,, احمد علی صاحب ,,	۶/	,,
۳۵۴	۸۷	,, مولوی شمس الدین احمد صاحب فاروقی بلگرام	۶	ایصال ثواب
۳۵۵	۸۸	,, حاجی محمد شفیع صاحب منیجر کھیولی	۵	زکوٰۃ
۳۵۶	۸۹	,, بابو فیاض احمد صاحب مرسلہ مولانا احمد حسن صاحب ایولی - ستمانہ	۶	,,
۳۵۷	۹۰	,, بابو شیخ نعمت اللہ صاحب مرسلہ ,,	۵	,,
۳۵۸	۹۱	,, ڈاکٹر شیخ محمد منیر صاحب ,,	۳	,,
۳۵۹	۹۲	ایک اہل خیر جزاہ اللہ - اسٹیشن روڈ سرگر	۶	تعمیرات
۳۶۰	۹۳	جناب محمد طاہر صاحب مستری مرسلہ محمد عبد الرشید صاحب شفیق سنبلی کانپور	معہ	زکوٰۃ
۳۶۱	۹۴	جناب محمد عبد الرشید صاحب شفیق سنبلی ,,	۱۰/	دفاع فتن
۳۶۲	۹۵	,, محمد جلال الدین صاحب مرسلہ ,, ,,	۱۱/	,,
۳۶۳	۹۶	,, مولوی ابو العلی صاحب ,, ,,	۶/	,,
۳۶۴	۹۷	,, علی رضا صاحب ,, ,,	۶/	,,
۳۶۵	۹۸	,, ایچ - اے غنی صاحب کلکتہ	۳	امداد عام
۳۶۶	۹۹	,, حافظ نذیر صاحب - موضع اوری	۵	زکوٰۃ
۳۶۷	۱۰۰	,, محمد سلیمان صاحب - مرسلہ چودھری شیخ نظام الدین صاحب ہرپانس	۶	,,
۳۶۸	رسید ۱ جلد ۱۲۴	,, شاہ رحمت اللہ صاحب عثمانی الجلالی	للعہ	امداد عام
۳۶۹	۲	,, شاہ خیر الدین صاحب مرسلہ ,,	للعہ	,,
۳۷۰	۳	,, حمید الدین صاحب - موضع	۱۲/	زکوٰۃ
۳۷۱	۴	عبد الرحمن صاحب دیولی	عہ	,,
۳۷۲	۵	,, سعید احمد صاحب اعظم گڑھ	۳/	امداد عام

نمبر شمار	نمبر رسید وجلد	نام نامی	رقم	مد
۳۷۲	۶ جلد ۱۲۴	محترمہ زبیدہ بیگم صاحبہ، مرسلہ نجم الدین خاں صاحب قائم گنج	۶	زکوٰۃ
۳۷۳	۷	,, زاہدی بیگم صاحبہ مرسلہ شیر محمد ,,	۶/	,,
۳۷۵	۸	,, آمنہ بیگم صاحبہ ,, ,,	۶/	امداد عام
۳۷۶	۹	,, اختری بیگم صاحبہ ,,	۶/	,,
۳۷۷	۱۰	,, مریم بیگم صاحبہ ,, ,,	۶/	,,
۳۷۸	۱۱	,, حسین بیگم صاحبہ ,, ,,	۶/	,,
۳۷۹	۱۲	جناب ابو الثنا بشیر صاحب گھوڑ مرسلہ جناب حافظ امداد اللہ صاحب نعمانی تبلیغی پارہ	۵	زکوٰۃ
۳۸۰	اندر رسید ۱۳ تا ۲۲ جلد ۱۲۳	جناب حافظ امداد اللہ صاحب نعمانی خلیفہ للعہ امداد عام، اللہ دین صاحب انصاری للعہ امداد عام، سیٹھ ولی محمد صاحب منصوری للعہ امداد عام، امیر حسین صاحب انصاری للعہ امداد عام، مقبول حسین صاحب انصاری للعہ امداد عام، نذر الحسن صاحب انصاری للعہ امداد عام، عبد الحمید شاہ عبد الرحمن صاحبان انصاری للعہ امداد عام، لطف حمید و مستری نبی خاں صاحب انصاری للعہ امداد عام، مستقیم صاحب انصاری للعہ امداد عام، محمد نصر اللہ صاحب للعہ امداد عام، مصلیان مسجد محلہ ... جزاہم اللہ للعہ امداد عام، محمد منیر صاحب انصاری ۹/ امداد عام، تبلیغی پارہ	للعہ ۸/	امداد عام
۳۸۱	۲۵ جلد ۱۲۳	جناب مولوی عبد المجید صاحب مرسلہ ڈاکٹر محمد حسن صاحب گورکھپور	للعہ	,,
۳۸۲	۲۶ ,,	,, ابو یوسف خاں صاحب مرسلہ حافظ محمد علی صاحب	معہ	تبلیغی پارہ

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد	نمبر شمار	از رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
۳۸۳	۲۷ جلد ۱۲۴	جناب محمد حسین صاحب فطرہ، مرسلہ حافظ محمد علی صاحب ز کانڈی	۷	عطاء، فطرہ	۳۹۹	رسید نمبر ۱۲۴	جناب قاضی ظفر احسن صاحب ہاپوڑ	۲/	عطاء، فطرہ
					۴۰۰	۴۹ "	" مفتی ابرار احمد صاحب، محترمہ والدہ صاحبہ		
۳۸۴	۲۸ "	" حکیم تاج حسین خانصاحب	۱۰/	"			موصوف، مرسلہ قاضی ظفر احسن صاحب ہاپوڑ	۲/	"
۳۸۵	۲۹ "	" حمیدہ و رحیم بخش صاحب کرت پور	[illegible]	زکوٰۃ	۴۰۱	۵۰ "	جناب حافظ عبد الحی صاحب، مرسلہ "	۲/	"
۳۸۶	۳۰ "	" شیخ علی حسین عظمت اللہ صاحبان پٹنہ کوٹ	۵/	"	۴۰۲	۵۱ "	" شیخ رمضانی صاحب سوداگر "	۱/	"
۳۸۷	۳۱ "	" حاجی محمد شریف صاحب کیملاپٹ	۲/	امداد عام	۴۰۳	۵۲ "	" سرفراز خانصاحب آبو روڈ	۶/	امداد عام
۳۸۸	۳۲ "	" میر قطب علی صاحب گرنڈہ	۶/	"	۴۰۴	۵۳ "	" مولوی محبوب الرحمن صاحب لکھنؤ	۲/	عطاء، فطرہ
۳۸۹	۳۳ "	" محترمہ بیگم صاحبہ رئیس احمد صاحب کانپور	۸/	زکوٰۃ	۴۰۵	۵۴ "	" بابو ابرار حسین صاحب کانپور	[illegible]	امداد عام
۳۹۰	۳۴ "	" بیگم صاحبہ محمد عبد الوحید خانصاحب بگرامی	۵/	"	۴۰۶	۵۵ "	" محمد سید محمد شریف صاحبان منو تلکھنؤ	۸/	زکوٰۃ
۳۹۱	۳۵ "	" حاجی عبد الحی عظیم اللہ صاحبان منو ناتھ بھنجن	۱۱/	"	۴۰۷	۵۶ "	" سیٹھ سلیمان اسمٰعیل صاحبان سانتہ ازیلیا	[illegible]	امداد عام
۳۹۲	۳۶ "	" مولانا ابو نصر محمد عبد الحی صاحب صدیقی فرفرہ شریف	۸/	امداد عام	۴۰۸	از رسید ۶۶ تا ۷۶ جلد ۱۲۴	مرسلہ حکیم محمد رضا صاحب موضع بلیا، جناب حاجی محمد فصیح الدین صاحب ۸/ فطرہ		امداد عام
۳۹۳	۳۷ "	" حاجی حافظ عبد الہادی خانصاحب جیند	۸/	زکوٰۃ			مولوی جمال الدین صاحب ۸/ ایصال ثواب		زکوٰۃ
۳۹۴	۳۸ "	" ایک صاحب خیر حیدرآباد دکن مرسلہ جناب مولانا عبد الماجد صاحب دریابادی	۸/	امداد عام			مولوی عبد العزیز صاحب ۱۲/ فطرہ، حکیم محمد رضا صاحب ۹/ فطرہ، مولوی		امداد عام
		مرسلہ جناب مولانا محمد یعقوب صاحب کانکینارہ					عبد الباری صاحب ۱/ فطرہ، عبد الغفور صاحب فطرہ		
۳۹۵	از رسید ۴۹ تا رسید ۵۴ جلد ۱۲۴	جناب الٰہی بخش میاں صاحب ۸/ فطرہ، عبد المتین خانصاحب ۵/ زکوٰۃ، محترمہ زیب صاحبہ ۸/ زکوٰۃ، حاجی عبد الشکور صاحب ۵/ زکوٰۃ، سردار ناظر صاحب ۸/ فطرہ، مصلیان جامع مسجد کانکینارہ جزاہم اللہ ۸/ فطرہ					جمیل احمد صاحب ۸/ فطرہ، مولوی محمد سعید صاحب ۸/ فطرہ، مولوی محمد سلیم صاحب ۲/ فطرہ، محترمہ اہلیہ صاحبہ، تفضل حسین خانصاحب ۸/ فطرہ	۸/ ۱۴/	عطاء، فطرہ
					۴۰۹	۶۷ جلد ۱۲۴	جناب شیخ رحیم بخش محمد عمر صاحبان سہارنپور	۵/	زکوٰۃ، عطیہ
			۷/	عطیہ، فطرہ	۴۱۰	۶۸ "	" صوبیدار میجر حبیب اللہ خانصاحب معرفت ۱۲-۱-۱۲ بی - پی - او	۱۴/	عطاء
۳۹۶	۵۷ جلد ۱۲۴	جناب کپتان محمد کریم صاحب نئی دہلی	۵/	زکوٰۃ					
۳۹۷	۶ "	" حاجی ولی محمد صاحب سعی جمال بخش اینڈ سنز آبو روڈ	۵/	امداد عام	۴۱۱	۶۹ "	محترمہ بی جان بیگم صاحبہ، مرسلہ مولانا افتخار احمد صاحب فریدی - مراد آباد	۲/	زکوٰۃ
۳۹۸	۷ "	میسرز جمال بخش اینڈ سنز آبو روڈ	۵/	"	۴۱۲	۷۰ "	جناب شہریار احمد خانصاحب سیوتہ	۱۰/	عطاء، فطرہ

نمبر شمار	نمبر رسید و جلد	نام نامی	رقم	مد
۴۱۳	عنہ ۱۲۴	جناب محمد فیروز علی صاحب ضلع شیرازہ بیں	/۱۰	امداد عام
۴۱۴	۷۲ ،،	،، چوہدری نفضل محمد صاحب چک ۳۹ ج ب	[illegible]	زکوٰۃ
۴۱۵	۷۳ ،،	،، محمد جلیل صاحب معرفت منور خاں صاحب خاں ... پور	[illegible]	،،
۴۱۶	۷۴ ،،	جناب شیخ محمد عمر صاحب معرفت عبد الحمید صاحب ملول	[illegible]	وظائف طلبا
۴۱۷	۷۵ ،،	،، خدا بخش بلیدار صاحب حاجی جان داد صاحب مئور	[illegible]	امداد عام
۴۱۸	۷۶ ،،	،، غفور علی صاحب سنب رام پور	/۵	وظائف علماء
۴۱۹	۷۷ ،،	،، سید محمد تقی صاحب دہلی تیز بیلاغ	[illegible]	امداد عام
۴۲۰	۷۸ ،،	،، سید محمد ... صاحب دہلی قرولباغ (بابت ماہ اپریل مئی و جون سنہ ۹۰ء)	[illegible]	،،
۴۲۱	۷۹ ،،	،، حاجی اشرف صاحب سبحان گڑھ	/۱۱	زکوٰۃ و خیرات
۴۲۲	۸۰ ،،	،، حاجی ملتان صاحب مرسلہ ،، ،،	[illegible]	،،
۴۲۳	۸۱ ،،	،، سیٹھ یوسف ابراہیم صاحب ساؤتھ افریقہ	[illegible]	امداد عام
۴۲۴	۸۲ ،،	،، مقبول حسین صاحب عرف بیت صاحب مرسلہ حکیم کریم بخش صاحب شاہجہانپور	/۱۲	زکوٰۃ
۴۲۵	۸۳ ،،	،، جناب حاجی احمد سعید محمد رشید صاحبان دہلی ،،	[illegible]	زکوٰۃ
۴۲۶	۸۴ ،،	،، مسلمانان موضع پڑوہ مرسلہ منشی عبد الرشید صاحب	[illegible]	،،
۴۲۷	۸۵ ،،	جناب مرزا محمد جلال الدین یار خاں صاحب محترمہ حافظہ صاحبہ موصوف ستی دہلی	[illegible]	امداد عام
۴۲۸	۸۶ ،،	جناب حافظ صغیر احمد صاحب مرسلہ قاضی سفر احسن صاحب نا پوڑ	/۱۲	وظائف علماء
۴۲۹	۸۷ ،،	،، حاجی محمد یعقوب محمد اسحٰق صاحبان سہارنپور	[illegible]	زکوٰۃ

نمبر شمار	نمبر رسید و جلد	نام نامی	رقم	مد
۴۳۰	عنہ ۱۲۴	جناب الحاج حاجی ابا محمد عبد العزیز بادشاہ صاحب مدراس	[illegible]	امداد عام
۴۳۱	۸۹ ،،	اعانت مولانا عبد الحی بادشاہ صاحب مرحوم ،،	[illegible]	،،
	۹۰ ،،	از جانب محترمہ محمود النساء بیگم صاحبہ مرحوم ،،	[illegible]	،،
۴۳۲	۹۱ ،،	محترمہ سکینہ بی بی ہادانی صاحبہ جہانگیر آباد دراج	[illegible]	زکوٰۃ
		سعی جناب سیٹھ حاجی اسمٰعیل ابراہیم صاحب منشی ساؤتھ افریقہ مرسلہ مولانا احمد ابراہیم بزرگ صاحب سملک		
۴۳۳	از رسید ۹۲ تا ۱۰۰ جلد ۱۲۴ و از رسید ۱ تا ۵ جلد ۱۲۵	عالی جناب سیٹھ حاجی اسمٰعیل ابراہیم صاحب منشی ساؤتھ افریقہ ... سیٹھ حاجی حسن سلیمان پٹیل صاحب ... سیٹھ محمد ابراہیم صاحب منشی ... سیٹھ حاجی یعقوب سلیمان سوجہ صاحب ... سیٹھ حاجی اسمٰعیل ابراہیم سوجہ صاحب ... سیٹھ ابراہیم یعقوب جی صاحب مرحوم ... عائشہ بیگم صاحبہ بیگم صاحب جناب سیٹھ حاجی اسمٰعیل ابراہیم منشی صاحب ... سیٹھ موسیٰ محمد ٹالیہ صاحب ... علی بھائی اسمٰعیل سوجہ صاحب ... سیٹھ آئی۔ای۔ داؤدی صاحب ... آر۔ سلیم ملان صاحب ... آر۔ سلیم ... صاحب ... اے۔ بی۔ قریات صاحب ... مولوی محمد امین قریا صاحب ...	[illegible]	امداد عام
	عنہ ۱۲۵ جلد	جناب شیخ محمد سلیم صاحب آگرہ	[illegible]	زکوٰۃ
۴۳۶	۷ ،،	،، قاری محمد اسمٰعیل صاحب پانی پت	[illegible]	،،

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
۴۳۷	۸ عہ ۱۲۵	جناب شیخ محمد شریف صاحب، مرسلہ مولوی محمد یوسف صاحب موضع محمود آباد	[illegible]	زکوٰۃ
۴۳۸	۹ //	جناب محمد ظہور خاں صاحب مرسلہ // //	للعہ	ایصال ثواب
۴۳۹	۱۰ //	// منشی امداد علی خاں صاحب اجمین	ے	زکوٰۃ
۴۴۰	[illegible] //	// منشی محمد الحق صاحب موضع سرلہ	عـہ	لطائف ایتام
۴۴۱	۱۲ //	// مولوی مشیت اللہ صاحب بجنور	ٹے ر	زکوٰۃ
۴۴۲	۱۳ //	محترمہ اہلیہ صاحبہ سید ضمیر الحسن صاحب بتوسط جناب سید محمد خلیل صاحب دہلی	ـہ	لطائف صدقہ
۴۴۳	۱۴ //	جناب محمد حسین محمد یوسف صاحبان بڑگاؤں	مار	زکوٰۃ
۴۴۴	۲۵ ۲۳۵ ملک جلد	جناب نواب سید الحمید خان صاحب حسن پور	صہ ر	امداد طعام
۴۴۵	۲۶ //	// عبدالغفور خاں صاحب گنگوہ پور	صہ ر	زکوٰۃ
۴۴۶	۲۷ //	// محمد شریف صاحب شملہ	صہ ر	//
۴۴۷	۲۸ //	// قاضی مقصود علی صاحب جلال آباد	صہ	لطائف ایتام
۴۴۸	۲۹ //	// ڈاکٹر محمد عمر صاحب قریشی سے زکوٰۃ یوسف علی صاحب قریشی کیمال	صہ ر	زکوٰۃ و عشر
۴۴۹	۳۰ //	ایچ۔ پی۔ اسمٰعیل صاحب منصوری	صہ ر	زکوٰۃ
۴۵۰	۳۱ //	جناب عبدالکریم صاحب عرف چنو ملوانی مالا بار	صہ ر	امداد طعام
۴۵۱	۳۲ //	// خان بہادر چودھری محمد صالح صاحب مارہرہ	صہ ر	زکوٰۃ
۴۵۲	۳۳ //	// سید حسن صاحب زیدی دہلی قرولباغ	صہ ر	//
۴۵۳	۳۴ //	// سید محمد حامد صاحب موضع گوکھا کھلی مرسلہ سید محمد یوسف صاحب	صہ ر	زکوٰۃ ملف تعزیت علیٰ
۴۵۴	۳۵ //	جناب عبدالعزیز صاحبان حاجی محمد قاسم صاحب بنارس	صہ ر	امداد طعام
۴۵۵	۳۶ //	جناب خان بہادر غلام محی الدین صاحب رنگون	صہ ر	زکوٰۃ
۴۵۶	۳۷ //	// نہال احمد صاحب خورجہ	صہ ر	//

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
۴۵۷	۳۸ ۲۳۵ ملک جلد	جناب کیپٹن حبیب الرحمن صاحب سی۔ آئی۔ ای وغیرہ دہلی	صہ	امداد طعام
۴۵۸	۳۹ //	جناب علی حسین صاحب ٹھیکر ما ولیپنڈی	صہ ر	//
۴۵۹	۴۰ //	// امجد علی صاحب گورکھپور	صہ ر	زکوٰۃ
۴۶۰	۴۱ //	// ابو الحکیم قادری محمد اسمٰعیل صاحب پانی پت	صہ ر	//
۴۶۱	۴۲ //	// سید اسد علی صاحب منصوری	صہ ر	امداد طعام
۴۶۲	۴۳ //	// حاجی عبدالرحمن صاحب اینڈ سنز کانپور	صہ	زکوٰۃ
۴۶۳	۴۴ //	// وجیہ الحسن صاحب معرفت ایس۔ ایم سمیع اللہ صاحب کانپور	صہ	امداد طعام
۴۶۴	۴۵ //	میسرز عبداللہ گلاس ورکس الہ آباد	صہ ر	//
۴۶۵	۴۶ //	جناب عبدالوحید صاحب پنجابی اٹاوہ	ـہ	//
۴۶۶	۴۷ //	// حکیم محمد عارفین صاحب دہلی	صہ	زکوٰۃ
۴۶۷	۴۸ //	// ایچ محمد شریف پسر خدا بخش صاحب ایچ لائس	صہ ر	زکوٰۃ و عطیہ
۴۶۸	۴۹ //	// داد بخش صاحب فاروقی اٹاوہ والے	صہ ر	زکوٰۃ
۴۶۹	۵۰ //	// سید عبدالرشید صاحب قادری مظفر نگر	صہ	//
۴۷۰	۱ ۲۳۶ ملک جلد	// حافظ مطلوب الٰہی صاحب میرٹھ	صہ ر	//
۴۷۱	۲ //	// بابو شمس الضحیٰ صاحب کیرانہ	صہ ر	//
۴۷۲	۳ //	// عبدالوحید صاحب، مرسلہ حاجی خدا بخش صاحب۔ کھیڑہ افغانان	صہ	//
۴۷۳	۴ //	جناب خادم حسین صاحب کانپور	صہ ر	//
۴۷۴	۵ //	// شیخ احمد صاحب مرسلہ // //	صہ ر	//
۴۷۵	۶ //	محترمہ آمنہ بیگم صاحبہ بیگم جناب محمد ظہور الحسن صاحب بہرائچ	صہ ر	امداد طعام
۴۷۶	۷ //	جناب مولانا فضل اللہ خاں صاحب بمبئی	صہ ر	//
۴۷۷	۸ //	// عبدالصمد عبدالقادر صاحبان احمد آباد	صہ ر	//

امداد حرم

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام شاہی	رقم	مد	نمبر رسید	نمبر جلد	نام	رقم	مد
۴۷۸	۹ جلد [illegible]	جناب منظور عزیز بیگ صاحب جھنگ	صر	زکوٰۃ			حسین بخش صاحب موضع سرائے شیخ [illegible]		زکوٰۃ
۴۷۹	۱۰ ″	″ مولوی محمد سمیع اللہ صاحب علی گڑھ	صر	امداد ایتام			[illegible] منشی محمد صدیق صاحب موضع سرائے		
۴۸۰	۱۱ ″	″ حاجی عبدالرحمٰن خاں صاحب موضع گلگجن	صہ	زکوٰۃ			رحم الٰہی صاحب موضع [illegible]	سپ	
۴۸۱	۱۲ ″	″ ایس ایم رفیق صاحب سرداشہر	صہ	″	″	جلد [illegible]	محترمہ اہلیہ صاحبہ عبدالعلی صاحب مرسلہ سید		
۴۸۲	۱۳ ″	″ رحمت شاہ صاحب نینی تال	صر	″			محمد یوسف صاحب موضع گرٹھا ڈلی	صہ	زکوٰۃ
۴۸۳	۱۴ ″	″ شبراتی صاحب بتوسط پیرمحمد یعقوب صاحب کانپور	صہ	″	۵۰۱	۳۸	جناب شیخ الحق صاحب مرسلہ ″	صر	″
۴۸۴	۱۵ ″	″ سید اشفاق علی صاحب ملتان چھاؤنی	صر	″	۵۰۲	۳۹ ″	″ حاجی محمد ابراہیم صاحب بستی کرت پور	صر	″
۴۸۵	۱۶ ″	″ خواجہ شجاع الحسن صاحب آگرہ	صر	امداد عام	۵۰۳	۴۰ ″	محترمہ [illegible] صاحبہ مرسلہ حکیم ڈاکٹر		
۴۸۶	۱۷ ″	″ محمد اسحٰق محمد حیات صاحبان اعظم گڑھ	صر	زکوٰۃ			حاجی عبدالستار خاں صاحب گونڈہ	صر	امداد عام
۴۸۷	۱۸ ″	″ مفتی محمد الیاس حسین صاحب آباد	صر	″	۵۰۴	۴۱ ″	جناب نذیر احمد صاحب قصبہ اچھا	″	″
۴۸۸	۱۹ ″	″ حاجی قمرالدین شمس الدین صاحبان کانپور	صر	امداد عام	۵۰۵	۴۲ ″	محترمہ حبیبہ بیگم صاحبہ میرٹھ	″	امداد عام
۴۸۹	۲۰ ″	″ ایچ منظور حسن صاحب ہاشمی بی اے بہاولپور	صر	زکوٰۃ	۵۰۶	۴۳ ″	جناب محمد عبدالمجید صاحب صدیقی آگرہ	صہ	زکوٰۃ
۴۹۰	۲۱ جلد [illegible]	″ محمد اخلاق صاحب مرادآباد	صر	″	۵۰۷	۴۴ ″	″ بشیر محمد شفیق احمد صاحبان [illegible]	صر	″
۴۹۱	۲۲ ″	″ حاجی سید عزیز احمد صاحب ہاشمی ملکرا فیروزآباد	صر	امداد ایتام	۵۰۸	۴۵ ″	″ اعجاز مصطفیٰ صاحب قصبہ جائس	صہ	مظاہرت حفاظ
۴۹۲	۲۳ ″	″ مولانا حافظ بشیر خاں صاحب وارثی دیوبند	صر	زکوٰۃ	۵۰۹	۴۶ ″	″ [illegible] صاحب مرسلہ محمد ظہیرالدین صاحب	صہ	امداد عام
۴۹۳	۲۴ ″	″ مشتاق احمد خاں صاحب آگرہ	صر	″	۵۱۰	۴۷ ″	محترمہ [illegible] بیگم صاحبہ اہلیہ محمد ثابت صاحب نگینہ	صہ	زکوٰۃ
۴۹۴	۲۵ ″	″ چودھری عبدالباقی صاحب اناؤ	صر	″	۵۱۱	۴۸ ″	جناب غلام مصطفیٰ خاں صاحب [illegible]	صہ	[illegible]
۴۹۵	۲۶ ″	میسرز ایف کے حبیب اینڈ کمپنی مدراس	صر	امداد عام	۵۱۲	۴۹ ″	″ ایوب احمد صاحب چرسانہ	صر	زکوٰۃ
۴۹۶	۲۷ ″	میسرز اشفاق ٹیلرس کانپور	صر	وظائف خیرات	۵۱۳	۵۰ ″	″ ماسٹر عبدالستار صاحب کرسی	صر	″
۴۹۷	۲۸ ″	جناب صوفی فخرالحسن صاحب قدوسی گنگوہی	صہ	زکوٰۃ	۵۱۴	جلد [illegible]	محترمہ فاطمہ بیگم صاحبہ اہلیہ مولوی احمد علی		
۴۹۸	۲۹ ″	″ اللہ بخش صاحب گوڈگاواں	صر	″			صاحب کرسی مرسلہ ماسٹر عبدالستار صاحب	صر	زکوٰۃ
		ذریعہ الحاج شیخ ناظر حسن صاحب جوالاپور			۵۱۵	۲ ″	محترمہ بی بی صاحبہ اہلیہ عبدالباقی صاحب مرسلہ الیضاً کرسی	صر	″
۴۹۹	[illegible]	جناب ٹھیکیدار حبیب احمد صاحب جوالاپور / چھوٹا صاحب ٹھیکیدار [illegible] صر زکوٰۃ صہ امداد عام / عظیم الدین صاحب ٹھیکیدار [illegible] صہ زکوٰۃ			۵۱۶	۳ ″	جناب ولی محمد صاحب کانپور	صر	″
					۵۱۷	۴ ″	محترمہ تسلیم النساء صاحبہ بیگم جناب شیخ نعیم اللہ صاحب بھوپال	صر	امداد عام

نمبر شمار	نمبر ٹکٹ جلد	نام نامی	رقم	مد	نمبر شمار	نمبر ٹکٹ جلد	نام نامی	رقم
۵۱۸	۵ ٹکٹ ۲۳۷	جناب عبدالحق بشیر احمد صاحبان مونی پاری	صہ	زکوٰۃ	۵۳۳	ٹکٹ جلد ۲۳۷ ۳۱	محترمہ اہلیہ صاحبہ اخلاق حسین صاحب	
۵۱۹	۶	" محمد عاشق صاحب کلکتہ	عہ	امداد عام			بتوسط ماسٹر محمد ابوالحسن خاں صاحب [illegible]	صہ
۵۲۰	۷	" سید امید علی صاحب الہ آباد مرسلہ حاجی			۵۳۴	۲۹ "	جناب محمد جیلانی صاحب غازی پور	صہ
		ولایت حسین صاحب	عہ	"	۵۳۵	۳۰ "	" شیخ عبداللہ صاحب گیا	صہ
۵۲۱	۸ "	" عبدالغنی صاحب قریشی سرگودھا	صہ	[illegible]	۵۳۶	۳۱ "	" شاہ محمد اقبال حسین صاحب مرسلہ جناب	
۵۲۲	۹ "	سید محمد علی صاحب ریاست دتیا	صہ	زکوٰۃ			شاہ رحمۃ اللہ صاحب عثمانی پیر بگیہ	صہ
۵۲۳	۱۰ "	" محمد ابراہیم صاحب ہردوئی	صہ	"	۵۳۷	۳۲ "	جناب سید احمد صاحب مسلم	صہ
۵۲۴	۱۱ "	" شیخ عبدالحکیم صاحب مرسلہ سید عباس [illegible]			۵۳۸	۳۳ "	" ولی محمد صاحب سلطان پور	صہ
		صاحب [illegible]	صہ	"	۵۳۹	۳۴ "	" محمد عبدالرؤف خاں صاحب [illegible]	صہ
۵۲۵	۱۲ "	" محمد رضا صاحب موضع [illegible] مرسلہ					مرسلہ ابوالوفا [illegible] نعمانی [illegible]	
		نظام الحق صاحب بخاری	صہ	"	۵۴۰	از ٹکٹ ۳۵ تا ۳۷	حافظ عبداللہ صاحب انصاری [illegible]	[illegible]
۵۲۶	۱۳ "	" سید بشیر علی خاں صاحب علی گڑھ	صہ	امداد عام			[illegible] الحق صاحب انصاری	
۵۲۷	۱۴ "	" نذیر احمد صاحب نورباڑی مرسلہ حاجی			۵۴۱	ٹکٹ ۳۸ جلد	جناب [illegible] خاں صاحب [illegible]	صہ
		عبدالرحمٰن صاحب موضع [illegible]	صہ	زکوٰۃ	۵۴۲	۳۹ "	" نظام الدین صاحب بتوسط [illegible]	
۵۲۸	۱۵ "	" مستری محمد ابراہیم صاحب مرسلہ	صہ	"			[illegible] صاحب نعمانی [illegible]	صہ
		مرسلہ حاجی انور علی صاحب تانڈہ نگر			[illegible]	۴۰ "	جناب [illegible] صاحب محمدی	صہ
۵۲۹	ٹکٹ [illegible]	جناب بابالی بخش عبدالستار صاحبان		امداد عام	۵۴۴	۴۱ "	" صدیق محمد [illegible] صابری صاحب [illegible]	صہ
	تا [illegible] جلد	عبدالرزاق صاحب، عبادت اللہ صاحب		"	۵۴۵	۴۲ "	" [illegible] اللہ صاحب مرسلہ مولانا [illegible]	
		عبدالحمید، عبدالحلیم، عبدالغفور، مولا بخش		"			صاحب زبیری مراد آباد	صہ
		محمد خلیل، محمد شفیق، محمد ہلال صاحبان		"	۵۴۶	۴۳ "	محترمہ اہلیہ صاحبہ امداد حسین صاحب لکھنؤ	صہ
		عبدالحمید، عبدالواحد صاحبان	[illegible]	"	۵۴۷	۴۴ "	جناب حاجی رسالت [illegible] صاحب [illegible]	صہ
۵۳۰	ٹکٹ ۲۵ ۲۳۷ جلد	جناب محمد صادق اشرف صاحب [illegible]	صہ	"	۵۴۸	۴۵ "	" بابو [illegible] صاحب مرسلہ جناب مولوی [illegible]	
۵۳۱	۲۶ "	" حاجی محمد عبدالغنی صاحب [illegible]	صہ	"			احمد حسن صاحب [illegible]	صہ
	"	" احمد حسن صاحب کانپور	صہ	"	۵۴۹	۴۶ "	" اقبال [illegible] صاحب مرسلہ مولوی محمد یوسف صاحب موضع	صہ
					۵۵۰	۴۷ "	" پیر غلام محی الدین صاحب [illegible]	صہ

نمبر شمار	از رجسٹر جلد	نام معطی	رقم	مد	نمبر شمار	از رجسٹر جلد	نام معطی	رقم	مد
۵۵۱	[illegible]	جناب پروفیسر سید احمد صاحب رضوی ایم اے بی اے ایس سی نینی تال	عہ	وظائف فقرہ	۵۶۰	[illegible] جلد	محترمہ امۃ الزہرا صاحبہ [illegible] عباسی علی [illegible]	[illegible]	امداد عام
					۵۶۱	[illegible]	رشیدالنسا صاحبہ [illegible]		
۵۵۲	۴۹	جناب محمد امام العزیز صاحب لکھنؤ	عہ	زکوٰۃ			مرسلہ [illegible] عبدالستار صاحب کرسی	ع/	صدقہ وظائف
۵۵۳	۵۰	سید بشیر علی صاحب علی گڑھ	عہ	امداد عام	۵۶۲	تا [illegible]	بیگم صاحبہ [illegible] بیگم صاحبہ رسول [illegible]		
۵۵۴	[illegible]	مدرسہ صاحب [illegible] مرسلہ جناب ڈاکٹر حکیم حاجی عبدالغفار خاں صاحب گونڈہ	عہ	امداد یتامیٰ			حافظ عبدالکریم صاحب مرسلہ مولوی عبدالحکیم صاحب [illegible]	سے	زکوٰۃ طلبا
					۵۶۳	[illegible]	جناب [illegible] بیگم صاحبہ [illegible]	عصہ	امداد عام
۵۵۵	۳	جناب حاجی غلام نبی صاحب دہلی	عہ	زکوٰۃ	۵۶۴	۷	[illegible] اقبال محمد صاحب بتوسط سید عباس علی صاحب ڈیرہ دون	عہ	[illegible]
۵۵۶	از رجسٹر [illegible] تا ۲۵ جلد [illegible]	[illegible] صاحب [illegible]			۵۶۵	۸	[illegible] علی صاحب مرسلہ نظام الحق صاحب صدیقی [illegible]	عصہ	امداد عام
		عبدالغفور صاحب مرسلہ احمد اللہ صاحب لکھنؤ			۵۶۶	۹	محترمہ [illegible] زوجہ [illegible] اکبری صاحبہ		
		امداد عام [illegible] کالے خاں صاحب لکھنؤ	سے				مرسلہ حاجی عبدالرحمن صاحب [illegible]	[illegible]	"
		مرسلہ الحاج شیخ ناظر حسن صاحب جوالاپور					بتوسط حاجی انور علی صاحب نانک [illegible]		
۵۵۷	از رجسٹر [illegible] تا [illegible] جلد ۳	مرزا احمد صاحب جوالاپور، مستری شرافت علی صاحب [illegible]		فطرہ	۵۶۷	از رجسٹر [illegible] تا [illegible] جلد ۳	محمد شفیق جان، شرافت میاں		امداد عام
		قاضی [illegible] موضع [illegible]، نظام الدین [illegible]		"			محمد [illegible]، [illegible] میاں، محمد اسرائیل		"
		عبدالعزیز موضع [illegible]، عبدالمجید موضع [illegible]		"			محمد [illegible] اسماعیل، بشارت حسین		"
		رحم الٰہی موضع [illegible]، [illegible] موضع [illegible]		"			محمد [illegible] عبدالغفار، محمد صدیق [illegible]		"
		محمد اسمٰعیل موضع [illegible]، محمد صدیق [illegible]		"			محمد ابراہیم، عبدالرشید، قاری محمود حسن		"
		شیخ احمد حسین جوالاپور، [illegible] جوالاپور		"			عبدالاحد، غلام رسول، شرافت علی		"
		شیخ شکور احمد جوالاپور، [illegible] عبدالرحمن جوالاپور					کریم الدین، ریاست حسین، [illegible] حسین		"
		شیخ محمد یٰسین صاحب جوالاپور [illegible]	[illegible]				ابوالحسن، رمضان علی، محمد اسحٰق، [illegible]		
		مرسلہ جناب سید محمد یوسف صاحب موضع [illegible]					[illegible] محمد حسین، نظام الدین [illegible]		
۵۵۸	از رجسٹر [illegible] تا [illegible] جلد [illegible]	والدہ عزیز صاحب، والدہ عبدالحکیم صاحب		امداد عام			محمد یوسف، [illegible] محمد، عاشق علی [illegible]		"
		اہلیہ محمد مسلم صاحب، اہلیہ عبدالباسط صاحب		"			شرافت [illegible]، [illegible] رمضان، عبدالغفور		"
		قاضی انوارالحق، محمد قاسم صاحب	ے	"			[illegible] حسین، عبدالحمید، محمد رفیق، [illegible] علی		"
۵۵۹	از رجسٹر [illegible] جلد ۳	خضر محمد خاں، محمد تقی، [illegible]					سراج الدین، محمد اسمٰعیل، [illegible]		"
		مرسلہ ڈاکٹر حکیم عبدالقادر صاحب گونڈہ	سے	"			[illegible] میاں، ایوب علی، [illegible]		"

نمبر شمار	نمبر رجسٹر جلد	نام نامی	رقم	مد	نمبر شمار	نمبر رجسٹر جلد	نام نامی	م	مد
		عبداللہ ... عبدالقادر، کبیر الدین		امداد طلبا	۵۰۵		مولوی مطلوب حسین، البار المعفور صاحب مرسلہ		
		ابو الحسن، عبدالحلیم، محمد ابراہیم		″			حکیم محمد رضا صاحب موضع بلیا	″	[illegible]
		محمد سعید، محمد جعفر، ابراہیم، مولوی عبدالکریم		″	۵۰۹	جلد ۹	شہید ... ، مولوی محمد ...		[illegible]
		رکھا ... احمد، رمضان علی					حاجی شیخ محمد ... صاحب		[illegible]
		... فخر الدین صاحبان					محمد ... صاحب عثمانی		[illegible]
۵۶۷		... محمد اسماعیل		″	۵۱۰		محمد طلحہ صاحب ...		[illegible]
		...					جناب شیخ بشیر احمد ...	″	″
		مسز حاجی ... صاحب سلطان ...			۵۸۰		ذریعہ حکیم محمود علی صاحب ...		
		حبیب ... عبدالستار صاحب ...		امداد طلبا			... علیم الدین صاحب ...		
		... صاحب		″			مولوی ... صاحب		
		... خاں صاحب ...					کریم خاں ... مولوی		
۵۷۰		... عبداللہ ...		″			رمضان بخش، علیم بخش، محمود خاں صاحب		
۵۷۱		عبداللہ، محمد رفیق، بدرالدین ...					حافظ ... محمد شفیع ...		
		... شکر اللہ ...					غلام محمد ... مولوی ...		
		فیض محمد انصاری، جہانگیر خاں ...					احمد خاں صاحبان ...		
		لعل محمد، محمد اسحٰق انصاری، محمد ابراہیم ...					شیر خاں ... صاحب		
		کریم بخش ... محمد سلیمان انصاری					حافظ عبدالرحمٰن صاحب ... حکیم		[illegible]
		عبدالرحمٰن ... عبدالرحیم انصاری					... صاحب ... مولوی محمد ...		
		علی ... خاں، عبدالغفور ... انصاری			۵۸۱		سیٹھ عبدالقادر، ...		
		علی حسین انصاری					مولانا محمد ... صاحب		
۵۷۲		... عبداللہ صاحب ...					... صاحب، حافظ محمد ...		
		... صاحب ...		زکوٰۃ طلبا			حافظ عبدالقیوم ... عبدالغفار		
۵۷۳	″	جناب مولوی عبدالسبحان صاحب دہلی		امداد طلبا			... عبداللہ ...		
۵۷۴		... عبدالرحیم انصاری ... امداد اللہ صاحب ...		″			عبدالرحیم ... شہاب الدین ...		
							... عبدالرزاق ...		

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام شاہ	رقم	مد	نمبر شمار	نام شاہ	رقم	مد
		اللہ رکھی ، حاجی حبیب اللہ ، اللہ دین [illegible] — مد زکوٰۃ ، مد [illegible]				حسین ولد آدم لانبا ، محمد ابراہیم ولد حاجی اللہ بخش — مد زکوٰۃ ، مد زکوٰۃ		
		حاجی قریب اللہ ، ابراہیم حافظ محمد [illegible] — مد زکوٰۃ ، مد [illegible] صاحب				محمد امین ولد حسین میر لانبا ، محمد ابراہیم ولد نصیر الدین — مد خیرات		
		حاجی فضل احمد صاحب ، حسن مولانا — مد [illegible]				[illegible] ولد [illegible] محمد یعقوب لانبا — مد زکوٰۃ		
		محمد اللہ صاحب	[illegible]			عبد اللہ غلام حسین [illegible] لانبا ، احمد ولد [illegible] — مد زکوٰۃ		
	از رسید	[illegible] احمد صاحب معروف اعظم صاحب باسنی				داؤد لانبا ، عبد اللطیف ولد قاسم منذل ، [illegible] — مد زکوٰۃ		
	تا [illegible]	حاجی محمد [illegible] حاجی احمد ، محمد حاجی داؤد باگی — مد زکوٰۃ ، مد خیرات ، مد زکوٰۃ				حسین داؤد [illegible] ، محمد ابراہیم ولد [illegible] — مد زکوٰۃ ، مد خیرات		
	[illegible]	حاجی [illegible] ، محمد حسن حاجی موسیٰ [illegible] — مد زکوٰۃ ، مد زکوٰۃ				محمد حسن [illegible] بال ، ولد موسیٰ [illegible] ، عیسیٰ ولد — مد زکوٰۃ		
	[illegible]	حاجی نصیر الدین [illegible] ، محمد عثمان ولد — مد زکوٰۃ				نصیر الدین لانبا ، نصیر الدین حاجی محمد ، حاجی — مد زکوٰۃ ، مد زکوٰۃ		
		غلام حسین [illegible] دار ، حاجی موسیٰ تاج محمد — مد زکوٰۃ ، مد خیرات				محمد حنیف حاجی محمد عمر لانبا ، محمد سکندر منذل صاحب — مد زکوٰۃ ، مد زکوٰۃ ، باسنی		
		حاجی محمد لوتا [illegible] ، حسین آدم لانبا — مد زکوٰۃ ، مد زکوٰۃ				حاجی نصیر الدین ، حاجی قاسم [illegible] ، حاجی [illegible] اللہ بخش — مد خیرات ، مد خیرات		
		حاجی حسین [illegible] ، نصیر الدین حاجی احمد [illegible] — مد زکوٰۃ				محمد ابراہیم حاجی نصیر الدین ، قاسم ولد داؤد [illegible] — مد خیرات ، مد خیرات		
		عبد اللطیف یعقوب منذل ، محمد حسن [illegible] — مد زکوٰۃ ، مد زکوٰۃ				حسین [illegible] ، محمد حسن ولد عثمان [illegible] ، حاجی علاء الدین — مد خیرات ، مد خیرات ، مد خیرات		
		موسیٰ داؤد باگی [illegible] ، حسن حاجی علاء الدین — مد زکوٰۃ ، مد زکوٰۃ ، مد خیرات				علاء الدین [illegible] ، نصیر الدین [illegible] ، حسین — مد خیرات ، مد خیرات		
		محمد حالی ، محمد حسن قاسم حسین والے — مد خیرات ، مد زکوٰۃ				ولد محمد باگی ، نصیر الدین [illegible] باگی ، نصیر الدین [illegible] — مد خیرات ، مد خیرات ، مد خیرات		
		ڈاکٹر [illegible] حسین یعقوب گیلوت ، عیسیٰ [illegible] — مد زکوٰۃ ، مد زکوٰۃ				غلام محمد حسن ، عیسیٰ احمد [illegible] ، حاجی نور الدین — مد خیرات ، مد خیرات		
		غلام محمد [illegible] گیلوت ، محمد ولد [illegible] — مد زکوٰۃ ، مد خیرات				شاہ محمد [illegible] ، [illegible] ، عیسیٰ [illegible] — مد خیرات ، مد خیرات ، مد خیرات		
		محمد عمر ولد عثمان گیلوت ، عیسیٰ احمد گیلوت — مد زکوٰۃ ، مد خیرات				حسن علاء الدین [illegible] ، [illegible] ولد [illegible] — مد خیرات ، مد خیرات		
		محمد حسن ولد عبد اللطیف گیلوت — مد زکوٰۃ				حسین تاج محمد [illegible] ، عمر حاجی عثمان [illegible] — مد خیرات ، مد خیرات		
		محمد عیسیٰ ولد نور الدین گیلوت ، عبد الحکیم — مد زکوٰۃ				ابراہیم [illegible] ، غلام احمد [illegible] ، غلام محمد — مد خیرات ، مد خیرات		
		ولد ولی محمد گیلوت ، منشی حاجی یعقوب [illegible] — مد زکوٰۃ ، مد خیرات				علاء الدین [illegible] ، مولانا [illegible] ، موسیٰ قاسم [illegible] — مد خیرات ، مد خیرات ، مد خیرات		
		حاجی غلام محمد ولد حاجی موسیٰ [illegible] لانبا — مد زکوٰۃ				نصیر الدین حسن [illegible] ، قاسم ولد محمد [illegible] ، عبد اللطیف — مد خیرات ، مد خیرات		
		عبد الحکیم ولد اللہ بخش لانبا ، موسیٰ ولد حاجی — مد زکوٰۃ				موسیٰ [illegible] ، حسن عثمان ولد اللہ بخش [illegible] — مد خیرات ، مد خیرات		
		محمد باگی ، حاجی حسن حاجی داؤد لانبا [illegible] — مد زکوٰۃ ، مد زکوٰۃ	[illegible] مد زکوٰۃ			علاء الدین نصیر الدین [illegible] عثمان عیسیٰ جیوات — مد خیرات ، مد خیرات		
[illegible]		حاجی محمد عمر منذل ، نور الدین ولد محمد حسن [illegible] — مد زکوٰۃ ، مد زکوٰۃ				نور محمد موسیٰ جیوات ، غلام محمد عبد الحکیم باگی ، قاسم — مد خیرات ، مد خیرات		
		[illegible] ولد محمد حسن [illegible] والے مد زکوٰۃ				عبد الحکیم [illegible] مد خیرات ، [illegible] مد خیرات		

تاریخ	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
		محمد حنیف لعل محمد عبدالغفور، نور محمد عبدالحکیم، خیرات — للہ خیرات		
		موسیٰ حاجی اللہ بخش، عثمان اللہ بخش فاسو والے — للہ خیرات، ۸ خیرات		
		نصیر الدین اللہ بخش عبدالغفور، غلام حسین المنلاکی — عہ خیرات، عہ خیرات		
		غلام مصطفیٰ عبداللطیف انیس، شاہ محمد انیس — ۸ خیرات، عہ خیرات		
		ابراہیم شاہ جیوا، حسین قاسم جیوا، حاجی لقمان — عہ خیرات، عہ خیرات، اہ خیرات		
		غلام محمد حاجی اشرف الطور، اسمٰعیل تیلی، حاجی — ۸ خیرات، ۸ خیرات		
		حسن محمد — احمد حاجی عبدالکریم الطور — ۸ خیرات، عہ خیرات		
		غلام محمد حسن محمد، غلام محمد سعید الدین جیولا — عہ خیرات، عہ خیرات		
		عبدالحکیم ولد حاجی محمد الطور، عبداللطیف — عہ خیرات، عہ خیرات		
		حسن اسمٰعیل منوا، حسین قاسم انیس محمد حنیف — عہ خیرات، عہ خیرات		
		ولد حاجی عبدالحکیم، حاجی علاء الدین شاہ محمد — ۸ خیرات، ۸ خیرات		
		ابراہیم حاجی موسیٰ الطور، حاجی محمد حنیف حاجی — عہ خیرات		
		نور محمد ملیجا لباس اسنی — عہ خیرات	صاحب	
		ذریعہ مولوی ناظم حسین صاحب صدیقی جودھپور		
	از رسید ۸۵ تا ۹۰ جلد ۱۱۳	محمد سعید، وحید اللہ خان، عبدالرحمٰن، غفور بخش — عہ زکوٰۃ، عہ امداد عام، عہ امداد عام		
		دتا در بخش، عبدالغفور جی فرش، مسٹر محمد شمیم صاحب — عہ امداد عام، ۸ زکوٰۃ، ۸ امداد عام		
		بیگم صاحبہ عبدالعزیز صاحب، پیر جی عبدالعزیز — عہ خیرات، عہ امداد عام		
		قاضی محمد اسمٰعیل ملک، سعید اللہ خان، سعید — عہ امداد عام، عہ خیرات		
		رضا حسین صاحب جعفری، سید شمس الظفر خان صاحب — عہ امداد عام، ۸ امداد عام بھوپال		
		محمود الحق، انور ملک صاحبان، بیگم صاحبہ — ۸ امداد عام، ۸ امداد عام		
		عزیز مرزا صاحب، سیٹھ حاجی موسیٰ، لال محمد — ۸ امداد عام، عہ زکوٰۃ		
		نور محمد جی، جعفر جی حسن جی، سہا کت علی — عہ زکوٰۃ، عہ زکوٰۃ		
		امداد علی، محمد علی جودھپور، محمد اسحٰق صاحب — ۸ زکوٰۃ، ۸ زکوٰۃ، عہ ایصال ثواب		
		شیخ محمد حاجی پیر بخش، سید عباس علی		
		— عہ زکوٰۃ		

نمبر جلد	نمبر رسید جلد		نام نامی	صفحہ	مد
			رحیم بخش پیر بخش، ٹھیکہ دار رضا بخش حاجی — عہ زکوٰۃ، ما ایصال ثواب		
			عبدالجبار رضا، رضا تاج محمد، بابو رضا عبدالحمید — عہ امداد عام		
			خواجو خان، لال محمد جی، جمال الدین جی — عہ زکوٰۃ، عہ زکوٰۃ		
			حاجی رضا جی عثمان جی، نور گل بیگم صاحبہ — عہ زکوٰۃ، عہ زکوٰۃ		
			ایک صاحب خیر بتوسط محمد رمضان — عہ امداد عام		
			ایک صاحب خیر بتوسط محمد شفیع داسی — عہ امداد عام		
			ٹھیکہ دار محمد الغنی، سید عبدالحق صاحب — ۸ زکوٰۃ، عہ زکوٰۃ		
			والدہ صاحبہ برکت اللہ خان صاحب — ۸ ایصال ثواب		
			نور مولوی عبدالکریم، نذیر محمد عہ امداد عام — ۸ خیرات		
			سید ظفر علی، محمد عباس، عبدالحمید — عہ امداد عام، عہ امداد عام، امداد عام		
			اصغر لشکری، علی محمد، ایک بی کے عبدالغفور — عہ امداد عام، ۸ امداد عام، عہ زکوٰۃ		
			عبدالواحد خان منیجر، عبدالشکور ولد عبداللطیف — ۸ امداد عام، عہ زکوٰۃ		
			فقیر محمد خیرات، عبدالغنی بیوپاری — زکوٰۃ		
			والدہ صاحبہ محمد سعید صاحب، منظور بیگ — عہ ایصال ثواب، خیرات		
			معین الدین، اہلیہ ڈاکٹر عبدالحفیظ صاحب — عہ امداد عام، ۸ زکوٰۃ		
			شیخ محمد عبدالغنی، گیندو بھائی، چودھری — ۸ امداد عام، عہ خیرات		
			نور محمد جی، کریم بخش محمد ابراہیم، اللہ دتہ — عہ امداد عام، عہ خیرات		
			مراد بخش جی عہ امداد عام، اللہ بخش جی		
			مولا بخش عہ امداد عام، عبدالشکور عہ امداد عام		
			فقیر محمد رحیم بخش، محمد بخش جی پٹیل، عبدالستار — عہ امداد عام، عہ زکوٰۃ		
			نور محمد خان جی، پیر محمد جی ولد دین محمد — عہ امداد عام، عہ امداد عام		
			محمد عثمان ہوٹل والے عہ زکوٰۃ، نور محمد		
			ولد خواجہ بخش، عاصم حسین ازاپان — عہ زکوٰۃ، عہ امداد عام		
			عبدالغفور بی اے، سید احمد انسپکٹر — عہ خیرات، عہ امداد عام		

مد	رقم	منابع	نمبر سند جاری	نمبر شمار	مد	رقم	نام داعی	.	نمبر شمار
		بابرکفایت اللہ خاں، محمد اسمٰعیل قصاب ۴/ امداد عام ۴/ امداد عام					مستری عبد المجید مستری لال دین حاجی [illegible] صدقہ نذر [illegible] زکوٰۃ		
		محبوب جیشتی، محمد اسلام [illegible] ۴/ ۴/					ماسٹر حشمت علی [illegible] امداد عام [illegible]		
		[illegible] خاں، محمد ابراہیم، علی محمد [illegible] ۴/ ۴/ امداد عام					مولا بخش [illegible]، کوشش [illegible] صدقات خیرات		
		مستری علی محمد [illegible]، نظام الدین عبد الرحمٰن زکوٰۃ					محمد حسین، بابو عبد الرحیم [illegible] امداد عام زکوٰۃ		
	[illegible] ۱۵/	[illegible] عبد الرحمٰن ماسٹر رشید احمد صاحب امداد عام امداد عام					ایک مسلمان جزاہ اللہ بتوسط [illegible]		
امداد عام	[illegible]	محترمہ والدہ صاحبہ صلاح الدین صاحب [illegible]	[illegible]	۵۸۴			عبد الغفور، [illegible] خاں [illegible] زکوٰۃ امداد عام		
[illegible]	[illegible]	جناب مولوی ناظر حسین صاحب صدیقی جلد [illegible]	[illegible]	۵۸۵			عبد الغنی، مولا بخش، [illegible] علی امداد عام زکوٰۃ		
	[illegible]	آمدنی فروختگی کتاب حقیقت حج	[illegible]	۵۸۶			[illegible] محمد اکبر، محمد بخش [illegible] امداد عام زکوٰۃ		
	[illegible]	آمدنی مد اشتراک [illegible] رسالہ ندائے حرم		۵۸۸			[illegible] محمد انور خاں، محمد اکرام خاں امداد عام امداد عام		

۱۵۳۵۸ ۹

میزان کل آمدنی ماہ شوال المکرم ۱۳۶۳ھ [illegible]

[illegible]

ضیاء الدین احمد عفی عنہ

معتمد

معتمد دفتر مدرسۃ صولتیہ (مکہ معظمہ) دہلی فتحپوری بازار۔

مدرسہ صولتیہ (مکہ معظمہ) کے اہم اغراض و مقاصد

۱ مکہ معظمہ میں ہندوستانی طلبا کیلئے بالخصوص اور آفاقی طلبا کیلئے بالعموم تجوید و علم قرأت کی صحیح تعلیم کا انتظام کرنا۔

۲ ان ہونہار شائقین علم پردیسی طلبا کی تعلیم و قیام کا بلا معاوضہ بندوبست کرنا جو دنیائے اسلام سے تحصیل علوم اسلامیہ کے شوق میں مکہ معظمہ آتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ مرکز اسلام سے کچھ حاصل کر کے جائیں۔

۳ مستحق و نادار طلبا کی حوصلہ افزائی کے لئے نقد وظائف امداد دینا۔

۴ قابل طلبا کی حوصلہ افزائی کے لئے انکو وظائف لیاقت دینا۔

۵ یتیموں اور خاص طور پر مہاجرین حرم کے بچوں کی تعلیم و تربیت۔

۶ مرکزی حیثیت سے دنیائے اسلام کیلئے مدرسہ کو جامعہ حرم یا مکہ یونیورسٹی بنانا۔

۷ دینی تعلیم کیساتھ صنعتی تعلیم کا انتظام اور مکمل دار الصنائع کا قیام اور اسکی مستقل عمارت بنانا

۸ مدرسہ کے کتب خانہ کی مستقل عمارت تیار کرنا اور مرکزی شان کے لحاظ سے اسے وسعت دینا۔

(رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۲۹)

ترجمان القرآن

از

مولانا ابو الکلام آزاد

جلد دوم

یہ جلد اپنی نوعیت کے لحاظ سے پہلی جلد سے بھی زیادہ اہتمام بالکل [illegible]

زیادہ مفصل، دلکش اور اہم مسائل پر مشتمل ہیں، کتابت و طباعت بھی بہت [illegible]

سورۂ انفال۔ کہف، مریم، انبیاء، وغیرہ اسی میں آگئی ہیں، اور مولانا کو کتابت کے

جدید انتظام کے باعث جی کھول کر بحث کرنے کا موقع مل گیا ہے اس لئے کتاب اپنے

رنگ میں اور علمی خصوصیت کے اعتبار سے بے نظیر ہو گئی ہے، سورۂ اعراف سے

سورۂ مومنون تک، ہدیہ بلا جلد [illegible]، مجلد [illegible]

(ندائے حرم کا حوالہ ضرور دیں)

شیخ مبارک علی تاجر کتب۔ اندرون لوہاری دروازہ لاہور

طابع و ناشر حافظ ضیاء الدین احمد دلی پرنٹنگ ورکس دہلی میں چھپوا کر صدر دفتر مدرسہ صولتیہ (مکہ معظمہ) دہلی [illegible]

ندائے حرم

صدر دفتر مدرسہ صولتیہ (مکہ معظمہ) دہلی کا ماہوار رسالہ

مُرتّبہ

ادارہ صدر دفتر

عدد ۱۴ جلد ۵

ندائے حرم کا مقصد

۱ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے اغراض و مقاصد کی اشاعت اور انکی تکمیل کے لئے کوشش۔

۲ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے سرپرستوں اور معاونین کو اس کے اہم اور ضروری حالات سے روشناس کرانا۔

۳ مسلمانانِ ہند کو اسلامی دنیا کی اہم تحریکات عملی، معاشرتی جدوجہد اور علمی و فنی خدمات سے باخبر کرنا۔

ندائے حرم کا مسلک

۱ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ، کعبہ کے زیر سایہ ایک باہمہ مرکزی تحریک ہے اس لئے مجلہ ندائے حرم مرکز اسلام کی آواز ہے۔

۲ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ غیور و باہمت مسلمانان ہند کی فداکاری میں بہتر سالہ مشترکہ یادگار ہے اس لئے ندائے حرم کو عام اختلافی امور سے اجتناب ہوگا۔

۳ سیاسی معاملات اور کسی سیاسی [illegible]

ندائے حرم پابندیٔ وقت کیساتھ ہر انگریزی ماہ کی ۱۵ تاریخ کو کم از کم ۴۸ صفحے پر شائع ہوتا ہے۔ عدم وصولی کی صورت میں ۲۵ تاریخ تک اطلاع دیکر دوسرا رسالہ طلب کریں اس کے بعد دفتر معذور ہوگا۔ ماہنامہ ندائے حرم مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے مستقل سرپرستوں اور معاونین کی خدمت میں ہدیۃً پیش کیا جاتا ہے۔

جواب طلب امور کے لئے محصولِ ڈاک بھیجئے۔

سالانہ اشتراک تین روپے، فی پرچہ ۴ر۔ بیرون ہند سے ۷ شلنگ

رسالہ کے متعلق تمام ضروری خط و کتابت منتظم رسالہ ندائے سے ہونی چاہئے۔

نمونہ کے لئے ۴ر کے ٹکٹ آنا ضروری ہیں۔

ترسیل زر کا پتہ: معتمد صدر دفتر مدرسہ صولتیہ (مکہ معظمہ) دہلی قرول باغ

تار کا پتہ۔ صولتیہ دہلی
Saulatiya Delhi

ندائے حرم

عدد ۱۲ — مسئول: ضیاء الدین احمد — جلد ۵

بابت ماہ ذی الحجہ ۱۳۶۴ھ مطابق ماہ نومبر ۱۹۴۵ء

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲	وطنیت (نظم)		مذہب اور آزادی
۳	اثرات		شیخ عبدہ مرحوم کا ایک وعظ
	قانون اجتماع اور فریضہ حج		مسلمانوں کے امام
	مرکز اسلام میں امت مسلمہ کا روح پرور نظارہ	۱۵	حج بدل نفلی
	جذبات عالیہ	۱۸	حقائق حیات ثانی
۴	بصائر	۲۵	موج کوثر
	اسلام اور اس کے حریف	۲۹	سبیل کوثر
	مذہب اور حفظان صحت	۳۰	سفرنامہ ابن بطوطہ
	خدا کی غیرت	۳۹	صحیفہ سعادت

وطنیت

یعنی وطن بحیثیت ایک سیاسی تصور کے

(از شاعرِ اسلام ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم)

اس دور میں مے اور ہے جام اور ہے جم اور
ساقی نے بنا کی روشِ لطف و ستم اور
مسلم نے بھی تعمیر کیا اپنا حرم اور
تہذیب کے آذر نے ترشوائے صنم اور
ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے
جو پیرہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے

یہ بت کہ تراشیدۂ تہذیبِ نوی ہے
غارت گرِ کاشانۂ دینِ نبوی ہے
بازو ترا توحید کی قوت سے قوی ہے
اسلام ترا دین ہے تو مصطفوی ہے
نظارۂ دیرینہ زمانہ کو دکھا دے
اے مصطفوی! خاک میں اس بت کو ملا دے

ہو قیدِ مقامی تو نتیجہ ہے تباہی
رہ بحر میں آزادِ وطن صورتِ ماہی
ہے ترکِ وطن سنتِ محبوبِ الٰہی
دے تو بھی نبوت کی صداقت پہ گواہی
گفتارِ سیاست میں وطن اور ہی کچھ ہے
ارشادِ نبوت میں وطن اور ہی کچھ ہے

اقوامِ جہاں میں ہے رقابت تو اسی سے
تسخیر ہے مقصودِ تجارت تو اسی سے
خالی ہے صداقت سے سیاست تو اسی سے
کمزور کا گھر ہوتا ہے غارت تو اسی سے
اقوام میں مخلوقِ خدا بٹتی ہے اس سے
قومیت اسلام کی جڑ کٹتی ہے اس سے

اثرات

قانون اجتماع اور فریضہ حج

مرکز اسلام میں امت مسلمہ کا روح پرور مظاہرہ

بیت اللہ کی تطہیر، حرم کی تقدیس اور اسلام کا اصلاحی کارنامہ

حج کے معنی ہیں "زیارت کے لئے قصد کرنا" چونکہ حج کے لئے جو لوگ اطراف عالم سے آتے ہیں۔ ان سب کو اتنے بڑے سفر کیلئے عزم اور قصد کرنا پڑتا ہے اس لئے اسلام کے اس اہم رکن کا نام حج رکھا گیا۔ سوال یہ ہے کہ اسلام سے پہلے حج اور کعبہ کی حیثیت کیا تھی اور اسلام نے آکر اس کی کیا حیثیت متعین کی؟

کعبہ جو ایک خدا کی عبادت کا مرکز تھا اس میں سینکڑوں مصنوعی خدا بنا کر رکھ دیئے گئے اور اُن بزرگوں کے بُت بھی بنا ڈالے گئے جن کے ذریعہ خدا کی توحید کا فانوس روشن ہوا تھا۔ غرض اسلام سے پہلے مرکز توحید کو مرکز شرک بنا دیا گیا تھا۔ اسلام نے آتے ہی دنیا کی سب سے بڑی عبادت گاہ کو غاصبوں کے چنگل سے چھڑایا اور یہ اعلان کیا۔

وَاِذْ بَوَّأْنَا لِاِبْرَاهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِيْنَ وَالْقَائِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ

اور جب ہم نے ابراہیمؑ کے لئے اس گھر کو مقرر کیا اور یہ ہدایت کی کہ یہاں شرک نہ کرو اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں۔ قیام کرنے والوں اور رکوع وسجود کرنے والوں کیلئے

.. .. پاک صاف کردو!

اسلام سے پہلے کعبہ کو بت خانہ بنا یا گیا تھا۔ اسلام کے بعد پھر اسے مرکزِ توحید بننے کا شرف ہوا۔

اسلام سے پہلے "حج" ایک میلہ تھا، ایک تماشہ تھا، جاہلیت رسموں کا اکھاڑہ تھا، شعراء کی جولانگاہ تھا۔ بہادر اپنی بہادری کا اشتہار دیتے تھے، سخی اپنی سخاوت کا ثبوت بہم پہنچاتے تھے۔ نسلی غرور، قبائلی عصبیت اور خاندانی برتری کے بازار لگتے تھے۔ زنا، شراب نوشی، قمار بازی اور ایسے ہی فحش کاموں کے لئے حج کے مقدس ایام مخصوص کرلئے گئے تھے۔

اسلام نے آتے ہی فحش کاری کی یہ تمام صفیں لپیٹ دیں اور ہمیشہ کے لئے اعلان کردیا۔

فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ — حج میں نہ شہوانیت کا ظہور ہو، نہ فسق و فجور کی نمائش ہو اور نہ ہاتھا پائی تک نوبت پہنچے۔

ان چیزوں سے منع کرنے کے بعد کام کی چیز یہ بتائی۔

فَإِذَا قَضَيْتُمْ مَنَاسِكَكُمْ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا۔ — پھر جب تم حج کے مناسک ادا کرچکو تو جس طرح تم اپنے باپ دادوں کو یاد کیا کرتے تھے اب اللہ کو یاد کرو بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔

پس اسلام سے پہلے کا حج وہ تھا اور اسلام کے بعد کا حج یہ ہے۔

اسلام سے پہلے کعبہ کے گرد طواف بھی ہوتا تھا مگر اس طرح کہ عورت مرد سب ننگے، سب کی شرمگاہیں بے حجاب اور نعرہ یہ کہ ہم خدا کے حضور میں اس طرح حاضر ہوں گے جس طرح ہماری ماؤں نے ہم کو جنا ہے گویا لباسِ ظاہری سے عاری ہوکر،

اس بات کی علامت تھی کہ اسلام سے پہلے لباس تقویٰ کے لئے کسی کا قامت راست نہ تھا۔ ہر شخص تہذیب و اخلاق، روحانیت اور تزکیہ سے برہنہ ہو چکا تھا اور حج کی روح صرف یہ رہ گئی تھی کہ انفرادی جرائم کو مرکز توحید میں اجتماعی جرائم کی حیثیت سے ترقی دی جائے۔

اسلام نے آکر حج کی غایت ہی بدل دی اور اعلان کیا۔

یا بنی آدم خذوا زینتکم	اے لوگو! عبادت کے وقت اپنی زینت
عند کل مسجد	کا خیال رکھو۔

اسلام سے پہلے بیت اللہ کی مسجد میں تالیوں اور سیٹیوں سے عبادت ہوتی تھی اور قربانی کے جانور ذبح کر کے ان کا خون دیواروں پر چھڑکا جاتا تھا۔

مگر اسلام نے کہا۔

واذکروہ کما ھدٰکم	ان کی ہدایت اور تعلیم کے مطابق اللہ کی
لن ینال اللہ لحومہا ولا دماؤھا	عبادت کرو۔ اللہ کے پاس جانوروں کے
ولکن ینالہ التقویٰ منکم	گوشت اور خون نہیں جاتے بلکہ اسکی بارگاہ
.. ..	میں خدا ترسی کو شرف باریابی حاصل ہوتا ہے۔

اسلام سے پہلے حج کا نقشہ وہ تھا، اسلام کے بعد حج کا نقشہ یہ ہے!

اسلام سے پہلے اللہ کے گھر میں اللہ کا نام بھی پکارا جاتا تھا۔ مشرکین بھی کہتے تھے کہ خدایا ہم حاضر ہیں! مگر توحید کا خمیر یہاں بھی بگڑ چکا تھا۔ ان کی پکار یہ تھی۔

لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ	میرے اللہ! میں حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک
لَكَ اِلَّا شَرِیْكًا ھُوَ لَكَ تَمْلِکُہٗ	نہیں مگر وہ جو تیرا ہونے کی وجہ سے تیرا شریک ہی
وَمَا مَلَكَ۔	تو اسکا مالک ہے اور اسکی ملکیت کا بھی!

خالص توحید کو شرکاء کی شرکت سے بے اثر کر دیا گیا اور توحید کے چشمہ میں شرک کا زہر ملا دیا گیا تھا

اسلام نے آکر اعلان کیا کہ :۔

لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ اَنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَةَ لَكَ وَ الْمُلْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ ۔	اللہ! میں حاضر ہوں ۔ میرے مولا حاضر ہوں تیرے در پر حاضر ہوں ۔ تیرا کوئی شریک نہیں ۔ میں حاضر ہوں ۔ ہر قسم کی حمد و ستائش تیرے ہی لئے ہے ۔ سب نعمتیں تیری ہی ہیں ۔ ساری بادشاہی تیری ہے ۔ اور تیرا کوئی شریک نہیں !

وہ تھا کفر کا حج ۔ یہ ہے اسلام کا حج ۔ وہ مشرکوں کا نعرہ تھا ۔ یہ موحدوں کا نعرہ ہے ۔ وہاں نری رسم تھی ۔ یہاں خالص خدا پرستی اور مقصد ہی حقیقت ہے ۔

آخر میں یہ بھی سن لیجئے کہ غیروں نے حج کو کس نظر سے دیکھا ہے :۔

John galsworthy اپنی کتاب Castles in Spain میں لکھا ہے :۔

"ہم لوگوں کو جب اجتماعیت کے انتہائی تصور کو ظاہر کرنے کے لئے کوئی لفظ نہیں ملا تو ناچار لفظ "مکہ" اختیار کیا گیا ۔ لوگ "مکہ" (بمعنی مرکز) بولتے ہیں مگر نہیں جانتے کہ اس کی حقیقت کیا ہے ۔ مکہ وہ مقام ہے جو مسلمانوں کی اجتماعیت کا سب سے بڑا مرکز ہے ۔ دنیا کے اطراف سے مسلمان آکر مکہ میں جمع ہوتے ہیں ایک لباس پہنتے ہیں ۔ ایک جذبہ کے ساتھ اسلام سے وابستہ رہنے کا عہد کرتے ہیں اور تمام مسلمانوں کی روحیں جو مشرق و مغرب میں پھیلی ہوئی ہیں مکہ میں آکر ایک ہو جاتی ہیں ۔ اس اجتماعیت کا تصور ہم مغربی لوگ نہیں کر سکتے کیونکہ اس شدت کی مسلسل اجتماعیت کا ثبوت کسی اور مذہب میں نہیں ملتا اور نہ اسکے اظہار و بیان کیلئے دنیا کی کسی زبان میں کوئی لفظ موجود ہے مختصر یوں سمجھو کہ مکہ، اسلام، قرآن، محمد (صلعم) اور پیران محمد صلعم کا وہ مرکزی مقام ہے جہاں جمع کرنیوالے مسلمان نئی روح اور نئے جذبات سے سرشار ہو کر از سر نو مسلمان بننے کی کوشش کرتے ہیں اور جسکا مقابلہ کلیسا کا کوئی ...

جذباتِ عالیہ

ذیل میں ہم ایک پاک نفس نیکدل خاتون کے کرم نامہ کے اقتباسات شائع کرنے کی مسرت حاصل کر رہے ہیں۔ جو ہمیں فخرِ خواتین ہند صولت النساء بیگم صاحبہ مرحومہ کے وطن کلکتہ سے موصول ہوا ہے:-

"آپ کا رسالہ" ندائے حرم" محترمہ خورشید بانو بیگم صاحبہ کے نام آتا ہے اور میں ناچیز اس کی زیارت سے شرف اندوز ہوتی ہوں۔ اس کے مضامین میری روح کی بالیدگی کا سبب ہوتے ہیں اور میرا قلب ان کا مداح اور رسکن۔ میں باوجود اپنی کم مائگی صفات و بیچارگی عادات جبلّی طور پر ایسے جواہرات کی شیدائی ہوں اکثر جوشِ طبیعت مجھے اظہارِ جذبات پر مجبور کر کے صفحۂ قرطاس پر نقوشِ پنہاں کو نمایاں کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ لیکن میری بے کسی اور دردمندگی کی طرح میرے دل و دماغ کا یہ عکس سیاہی بھی گوشۂ کس مپرسی میں کالعدم ہونے پر مجبور رہ جاتا ہے۔ کیا آپ اپنے رسالہ کے گرانمایہ اوراق میں مجھے اپنی صدائے جگر دوز کو جذب کرانے کی اجازت عطا فرمائیں گے؟"

ہم ان جذباتِ عالیہ کو فخر کے ساتھ نذرِ ناظرین کرتے ہیں، خصوصاً اس لئے کہ یہ ایک خاتون کے جذبات ہیں اور دارالعلوم صولتیہ مکہ معظمہ کی بانیہ صولت النساء بیگم صاحبہ مرحومہ کے وطن سے ہمیں موصول ہوئے ہیں۔ ہمارے لئے یہ چیز حوصلہ افزا ہے کہ ہماری ناچیز خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور انکی اہمیت کو محسوس کیا جاتا ہے، جو حقیقۃً ان ہی حضرات کا حصہ ہے جن کی نظر دُور بین حقائق و نتائج پر رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ موصوفہ کے اخلاص میں برکت عطا فرمائے۔ اُس کی بارگاہ میں پُرخلوص جذبات باوجود کم مائگی و بیچارگی کے زیادہ مقبول ہیں۔ ہر عمل کا مدار نیت پر ہے۔ ہم بڑی خوشی سے "ندائے حرم" کے صفحات میں آپ کے گرانمایہ خیالات کیلئے گنجائش نکالنے کی کوشش کرینگے۔

بیگم صاحبہ ڈاکٹر خیرالدین صاحب

املوہ سے تحریر فرماتی ہیں :-

"ندائے حرم" کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ اس میں علمی اور فلسفیانہ مضامین بھی شائع ہوتے ہیں۔ بنا بریں عرض ہے کہ ایک مسودہ مضمون میرے پاس ہے جس میں کہ مندرجہ ذیل مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

۱۔ خدائے تعالےٰ کے نزدیک غائتِ آفرینشِ انسانی کیا ہے؟
۲۔ اس کے رہنے سہنے کے لئے موجودہ دُنیا کیوں تجویز کی گئی؟
۳۔ روح کیا ہے؟
۴۔ سزا و جزا کی نوعیت کیا ہو گی۔
۵۔ گناہ اور ثواب وغیرہ وغیرہ۔

یہ مضمون جوابی قسم کا ہے جو فلاسفر برٹرینڈ رسل کے ایک مضمون کے جواب میں لکھا گیا تھا جس میں انہوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی تھی کہ "ہر قوم کے افراد کا ضمیر جداگانہ ہوا کرتا ہے"۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا آپ میرے مضمون کو ندائے حرم کے صفحات پر جگہ دے سکیں گے؟ ایک عورت کا مضمون شائع کرنے میں آپ کو کوئی عذر تو نہ ہوگا؟"

مسلم خواتین کی تاریخی اور روایتی بیداری شکر ہے کہ ہندوستان کی خواتین میں پیدا ہو رہی ہے۔ مردوں کے ساتھ ایک بہن کا اس میدان میں قدم رکھنا یقیناً فالِ نیک اور اُمّتِ مسلمہ کی بیداری کا ثبوت ہے۔ ہم اس مضمون کے لئے انشاءاللہ گنجائش نکالنے کی کوشش کریں گے۔

بصائر

اسلام اور اس کے حریف

وَلَہٗ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّکَرْھًا کی تفسیر

مذہب اور حفظانِ صحت

حال میں انگلستان کی ایک تعلیمی رپورٹ کو دیکھنے کا موقع ملا اس میں ایک موقع پر ان امور کی تفصیل دی ہے جن کی پابندی کے بغیر کسی بچے کو پرائمری اسکولوں میں داخلہ کی اجازت نہیں ہے۔ منجملہ دیگر پابندیوں کے رپورٹ میں ایک خاص پابندی کے متعلق لکھا ہے:۔

> بعض پرائمری اسکولوں میں بچوں کے داخلہ کے لئے یہ ضروری قرار دیا گیا ہے کہ انکا ختنہ ہو چکا ہو کیونکہ تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ بچوں کو ابتدا ہی میں بعض ... امراض سے محفوظ رکھنے کا طریقہ ختنہ سے بہتر اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ جن اسکولوں میں داخلہ کی یہ شرط نہیں ہے وہاں حفظانِ صحت کے بعض اہم اصولوں کی رعایت کرنے کے باوجود کامیابی نہیں ہوئی اور بچے ان امراض کا شکار رہے کے بغیر نہ رہے جو ختنہ نہ کرانے کا لازمی نتیجہ ہیں۔

دنیا میں صرف مسلمان اور یہودی ہی وہ قومیں ہیں جن میں ختنہ کرانے کا رواج ہے اور اسے سنتِ ابراہیمی کہا جاتا ہے۔ آج سائنس و حکمیات کی جدید تحقیقات سے ختنہ کی افادیت ظاہر ہوئی اور ان معتقدین کی صداقت بھی ثابت ہو گئی جنہوں نے طبی اصولوں کے بغیر محض باطنی اور الہامی تحریک سے اس کی تعلیم دی۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا

ٹسا بذیل "خدشہ" لکھا ہے

تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اس قسم کے عقلمند اور دور اندیش قانون ساز نے خدشہ کا مفید حکم دیا ہے جس کا جاری کرنا بہت سے فوائد کا حامل ہے۔

خدشہ کی عمومی رسم پر اس نظام کے اہم قوانین کی افادیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے اور ایک جو پائے صداقت پر بصیرت کی بہت سی راہیں کھل سکتی ہیں۔

خدا کی غیرت جاپان کا شہنشاہ جاپانیوں کا "قادر مطلق خدا" ہے۔ وہ اس کی پوجا کرتے ہیں۔ اس کے نام پر خودکشی کرتے ہیں۔ اس کے حکم پر قربان ہوتے ہیں۔ ہیرا ہیٹو، ہم ہی جیسا انسان ہے مگر اعتقادی ضلالت نے اسے تخت الوہیت پر بٹھا رکھا ہے۔ جس خدا کو انسانوں نے بنایا ہو۔ ضروری تھا کہ انسانوں ہی کے ہاتھوں اس کی قلعی کھلتی اور وہ علی الاعلان اعتراف کرتا کہ وہ عاجز و لاچار ہے، بے بس اور کمزور ہے۔ چنانچہ اتحادی فوجوں کے مقابلہ میں یہ راز کھلا کہ انسانی خدائی کس قدر قابل رحم و مضحکہ خیز ہو سکتی ہے۔

جس وقت جاپان نے غیر مشروط اطاعت کا اعلان کیا، شہنشاہ جاپان اپنے قدیم بزرگوں کے مقبرہ میں تشریف لے گئے اور انہیں اطلاع دی کہ جاپان کی تین ہزار سالہ شوکت ختم ہو گئی ہے۔ اخبار اسٹیٹسمین کے نامہ نگار مقیم جاپان نے اس موقع کا نقشہ کھینچتے ہوئے لکھا تھا، شاہ جاپان نے اپنے بزرگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "اس شکست پر میرا دل ملول ہے۔ میرے سینے میں آگ لگ رہی ہے۔ میری روح بے چین ہے۔ میں آپ سے شرمندہ ہوں"

"میرے سینہ میں آگ لگ رہی ہے"! قرآن کہتا ہے:-

انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم۔ — تم اور جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو جہنم کا ایندھن ہو گے۔

جاپانیوں نے اپنے شہنشاہ کی پوجا کی اور شہنشاہ بھی سمجھا کہ وہ خدا ہے۔ اسلئے "میرے سینہ میں آگ لگ رہی ہے" قرآن کی رہی صداقت ہے جو "حصب جہنم" کے الفاظ میں ظاہر کی گئی ہے۔! دنیا حیران ہوگی کہ یہ سینہ کی آگ کیا تھی۔ قرآن اس راز کو کھولتا ہے کہ وہ تمام مصنوعی خدا جو اپنی خدائی پر راضی تھے، انکا یہی انجام ہے!

مذہب اور آزادی

بعض لوگ جو اتفاق سے مسلمان گھروں میں پیدا ہوئے اور ایمان سے محروم رہے۔ نام عبداللہ اور اشرف خاں مگر مغربی الحاد کے دلدادہ، بڑے زور سے کہا کرتے ہیں کہ ہر شخص کو آزادیٔ رائے کا حق حاصل ہے۔ لہذا مذہب کے باب میں انہیں بھی آزادی ملنی چاہئے۔ گویا نماز کا مذاق اُڑانا آزادیٔ رائے ہے۔ نبوت اور وحی کو خلاف عقل قرار دینا، حریتِ ضمیر۔ قرآن اور اسلام کے متعلق کہنا کہ وہ موجودہ مدنی مسائل کا ساتھ نہیں دے سکتے فکری آزادی ہے جس کی اجازت انہیں اسلام کے دائرہ میں رہتے ہوئے حاصل ہونی چاہئے۔ حالانکہ مذہب کے بارے میں رائے کی آزادی اسی وقت تک حاصل رہتی ہے جب تک انسان اسلام کے دائرے سے باہر رہتا ہے۔ اسلام کے دائرے میں آنے کے معنی یہ ہیں کہ اس نے اسلام کی ہر چیز کو قبول کرلیا ہے اور وہ اسلام کے حق میں اپنی رائے سے دستبردار ہوگیا ہے! ہم ایسے ملحدین کو بتانا چاہتے ہیں کہ مذہب کے ساتھ ان کا یہ سلوک منصفانہ نہیں ہے۔ ہیولٹ جانسن سابق ڈین آف کنٹربری، حال کیمونسٹ مبلغ اس سلسلہ میں لکھتا ہے:-

> بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اشتراکی روس میں عوام کو آزادی حاصل نہیں ہے مگر میں کہتا ہوں کہ دنیا میں مطلق آزادی کا کوئی وجود نہیں آزادی محض اضافی چیز ہے۔ اصل آزادی وہ ہے جو ہم کو قانون کے ذریعہ ملتی ہے۔ اگر آزادی نام ہے ہر قسم کی پابندیوں کے فقدان کا تو وہ قطعی ناممکن ہے۔ سڑکوں پر گاڑیوں کی آمد و رفت

کو مطلق آزاد کر کے دیکھو اور پابندیوں کو ہٹا لو، ایک ہی دن میں شہری نظام تہ و بالا ہو جائے گا۔ مہذب سوسائٹی اسی وقت وجود میں آتی ہے جب اس پر زیادہ سے زیادہ پابندیاں عائد کی جائیں۔ پھر اگر روس میں عوام کو آزادی سے زیادہ حصہ نہیں ملا تو یہ قدرتی بات ہے۔ جو لوگ پوری آزادی حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ سوویٹ روس کو باہر آ جائیں جب تک وہ روس میں رہیں گے انہیں مطلق آزادی میسر نہیں ہو سکتی۔"

(Socialist Sixth of the world ص ۵۱)

غور کرنے کے قابل چیز یہ ہے کہ "اصل آزادی قانون سے ملتی ہے" اور "پوری آزادی حاصل کرنے والے" سوویٹ روس سے باہر آ جائیں" اگر یہی بات ہم کہتے ہیں تو ہمیں رجعت پسند، قدامت پرست، دقیانوسی ملّا اور تنگ نظر کہا جاتا ہے!

شیخ عبدہٗ مرحوم کا ایک وعظ

ایک مرتبہ مصر کے وکلا اور وزرا کی جماعت میں شیخ محمد عبدہٗ نے فرمایا تھا:-

"اسلام کے قدیم دشمنوں نے مسلمانوں کی جہالت سے فائدہ اٹھا کر پھر یہ صور پھونکنا شروع کیا ہے کہ مسلمانوں کے موجودہ مصائب کا سبب اسلام ہے۔ حالانکہ جانتے ہیں کہ مسلمانوں کی بدبختی اسلام کی وجہ سے نہیں، اسلام سے اعراض کی وجہ سے ہے۔ قرآن خود کہتا ہے کہ مَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰى یعنی قرآن اس لئے نہیں آیا کہ مسلمانوں کو مصائب و شقاوت میں مبتلا کرے۔ اگر اسلام مصائب کا ذمہ دار ہوتا تو صحابہؓ اور تابعین سب سے زیادہ پسماندہ اور مصیبت زدہ ہوتے۔ مگر انہوں نے تھوڑے ہی عرصہ میں جس ذروۂ کمال پر قدم رکھا وہ تاریخ کا فوق الفطرۃ کارنامہ ہے۔ یہ کیسی مصیبت ہے یہ کہنا عامۃ الکبریٰ ہے کہ مسلمان لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى (انسان کو اپنی کوششوں کا ہی نتیجہ ملتا ہے) کی کھلم کھلا خلاف ورزی

کرنے اور قرآن ہی پر یہ الزام عائد ہو کہ اس نے مسلمانوں کو بے عمل کر کے تقدیر پرستی پر لگا دیا ہے۔
قرآن تو حکم دے کہ تم کائنات کو مسخر کرو۔ اور قدرت کے مخفی اسرار سے کام لو۔ اور اس پر
یہ تہمت تراشی جائے کہ مسلمانوں کی عام جہالت اسی کی پیدا کردہ ہے۔ وَ سَخَّرَ لَكُمْ
مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا تم صاف اور سچی بات زبان سے کیوں نہیں کہتے؟
تم اپنے آپ کو ہرگز مت چھپاؤ۔ بات صاف ہے کہ مغربی قوموں نے مسلمانوں کی
شاگردی کر کے عملاً اسلام قبول کر لیا ہے۔ اور مسلمانوں نے مغرب کی پیروی کر کے
عملاً کفر اختیار کر لیا ہے۔ اگر اس کے بعد اس کے قدرتی نتائج سامنے نہ آتے تو
یہ قدرت کی زبردست کوتاہی ہوتی۔"

علامہ مرحوم کا یہ ارشاد اس قابل ہے کہ بار بار پڑھا جائے اور بار بار اپنے آپ کو
ملامت کی جائے۔

مسلمانوں کے امام

مسلمانوں کا نظامِ دینی مسلمانوں کی غفلت سے جس حالت پر پہنچ چکا ہے اس کا اندازہ ایک تازہ لطیفہ سے لگایا جا سکتا ہے۔ راقم الحروف کو ایک مسجد میں نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ جماعت ہو چکی تھی اور امام صاحب مقتدیوں سمیت دست بدعا تھے۔ دعا ختم ہوئی اور ایک صاحب نے امام صاحب سے دریافت کیا، کیوں مولوی جی! جنازہ دفن کر کے گیارہ قدم کے فاصلہ سے اذان دی جائے یا چالیس قدم کے فاصلہ سے؟ مولوی صاحب بولے۔ بھئی گیارہ قدم کے فاصلہ سے اذان پڑھنی چاہیے۔ سائل سے نہ رہا گیا اور بولا۔ کیا چالیس قدم کے فاصلہ سے اذان پڑھنا بے ثبوت ہے؟ امام جی نے جواباً فرمایا۔ میاں قرآن میں آیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السّلام نے گیارہ ستارے دیکھے تھے جو گویا اُنکی کامیابی کی خبر تھی۔ مردہ کو اگر کامیاب بنانا ہے تو گیارہ قدم کے فاصلہ سے ہی اذان پڑھنی چاہیے!۔

غور فرمایئے۔ مسلمانوں کو ۲۴ گھنٹہ میں پانچ وقت جس شخص سے سابقہ پڑتا ہے اور جو پوری جماعت کا مذہبی نگراں ہے اسکی حالت یہ ہے کہ اُسے نہ سُنّت کا پتہ ہے نہ بدعت کا۔ نہ وہ مغز شریعت سے واقف ہے نہ اسلام کی صحیح تعلیم سے۔ اُسکی کھوپڑی میں جہل اور حماقت کا ایک تاریک دماغ ہے جو جماعت کے افراد کو گمراہی میں مبتلا کرتا رہتا ہے جس قوم کی امامت و پیشوائی ایسے لوگوں کے ہاتھ میں ہو اس کی نسبت بھول کر بھی گمان نہیں ہو سکتا کہ وہ دُنیا میں نیابتِ الٰہیہ کے فرض کو انجام دے سکے گی اور اسلام کے تقاضے اس کے ذریعہ پورے ہوں گے۔

افسوس ہے مسلمانوں کی نظرِ انتخاب پر! مسجد کی امامت کے لئے چُن چُن کر ان لوگوں کو مقرر کیا جاتا ہے جو ہرگز اس کے اہل نہیں۔ آپ ان جاہلوں کو امام بناتے ہیں حالانکہ امام کا فرضِ منصبی مسلمانوں کے دینی علوم کی اشاعت ہے۔ آپ ایسے پست اخلاق لوگوں کو مصلّے پر ہرگز کھڑا نہ کریں۔ آپ کے ائمۂ مساجد کو مکارمِ اخلاق کا نمونہ ہونا چاہیئے۔ آپ ان پست ہمّت، کم حوصلہ اور بھوکوں کے ہاتھ میں زمامِ امامت دیتے ہیں۔ حالانکہ امام وہ ہونا چاہیئے جو پوری جماعت کو عالی حوصلہ بلند فطرت، خوددار، سیماب وار مضطرب بنا سکے۔ جس امام کی نسبت پیغمبرِ اعظم کا ارشاد ہو کہ "اسے سب سے زیادہ قرآن کا عالم ہونا چاہیئے" اس کا نمونہ جو ایک مسجد میں نظر آیا اس پر مسلمانوں کو ندامت سے سر جھکا لینا چاہیئے۔

حج بدلِ نفلی

"جو لوگ اس دُنیا سے رُخصت ہو کر خدائے غفور رحیم کے حضور میں حاضر ہیں وہ ہر طرح ایصالِ ثواب کے مستحق ہیں، اُنکا اخلاف پر حق ہے کہ وہ اُنکو دعائے خیر سے یاد رکھیں اور ہر طرح ایصالِ ثواب کرتے رہیں"

یہ تھا وہ پاک جذبہ جس کے ماتحت سالہائے ماسبق میں حج بدل نفلی کی تحریک کا آغاز کیا گیا تھا۔ صدر دفتر دہلی کی یہ تجویز ملک کے دیندار طبقہ میں انتہائی پسندیدگی کی نظر سے دیکھی گئی۔

سالِ حال (۱۳۶۴ھ) میں جس قدر رقوم ہمیں اس مد کے لئے وصول ہوئی ہیں اُن کی فہرست درج ذیل ہے۔

جن حضرات کی رقوم تاریخ مقررہ کے بعد موصول ہوئیں اُن کو افسوس کے ساتھ واپس کرنا پڑا۔ ہماری خدمات اس سلسلہ میں ہمہ وقت حاضر ہیں۔ امید کہ وہ سالِ آئندہ یہ رقوم قبل از وقت ہمارے پاس بھیجکر ہمیں اس خدمت کی بجا آوری کا موقع دینگے۔ بعض رقوم جو تاخیر کے ساتھ موصول ہوئی ہیں وہ معطیانِ رقم کی خواہش پر سالِ آئندہ کے لئے بمد امانت دفتر میں جمع کر لی گئی ہیں۔

نمبر فارم حج بدل	مرسل رقم	رقم	نمبر فارم حج بدل	مرسل رقم	رقم
۱	محترمہ قمر جہان بیگم صاحبہ اہلیہ مشتاق احمد صاحب بریلی	صہ	۳	محترمہ بیگم صاحبہ حاجی اللہ بخش صاحب محمدی	صہ
۲	جناب حاجی اللہ بخش صاحب۔ محمدی	صہ	۴	جناب اقبال احمد صاحب صدیقی۔ لکھنؤ	ما ر

نمبر فارم جمع بدل	مرسل رقم	رقم	نمبر فارم جمع بدل	مرسل رقم	رقم
۶	جناب قاضی احسن الدین صاحب - شیرکوٹ	صہ	۳۶/۳۷	جناب ابو حامد عبدالرحیم صاحب - بنگلور چھاؤنی	مار
۷	" قاضی جمیل الدین صاحب "	صہ	۳۸	" سہراب خاں صاحب - گونڈہ	صہ
۸	" محمد علی صاحب - دہلی	صہ	۳۹	" سید نثار احمد صاحب - گورکھپور	صہ
۹	" حاجی تاج الدین صاحب - لاہور	صہ	۴۰	" مولوی نبی بخش صاحب - گورداسپور	صہ
۱۰	" الحاج شیخ محمد سعید صاحب - ڈبائی	صہ	۴۱	" حکیم ممتاز النبی صاحب - شیرکوٹ	صہ
۱۱/۱۲	" شیخ محمد عبدالغنی صاحب - بہادل پور	مار	۴۲/۴۳	محترمہ خورشید امن صاحبہ بانو تاج الدین	مار
۱۳	" مولوی فضل الرحمن صاحب شیرانی - گورداسپور	صہ		صاحب - جودھپور	
۱۴ تا ۱۷	" نیاز محمد خان صاحب شیرانی - ٹونک	مار	۴۴	جناب شیخ اللہ بخش صاحب - محمدی	صہ
۱۸	" مولوی محمد ظہور الدین صاحب - گورکھپور	صہ	۴۵	" حاجی کریم الدین صاحب - سونی پت	صہ
۱۹	" حاجی عبدالسمیع حاجی عبداللہ صاحبان	صہ	۴۶/۴۷	" چودھری کلو صاحب - "	مار
	کانپور		۴۸	محترمہ احمدی بیگم صاحبہ - آنولہ (از طرف جناب حکیم محمد مظفر علی خاں صاحب - آنولہ)	صہ
۲۰/۲۱	" حافظ عبدالرحمن صاحب - بہاولپور	مار	۴۹	" شہر بانو بیگم صاحبہ - "	صہ
۲۲ تا ۲۵	" حافظ محمد ظفر صاحب و محترمہ اہلیہ صاحبہ حافظ محمد ظفر صاحب - اٹاوہ	مار	۵۰/۵۱	" اختر بیگم صاحبہ - "	مار
			۵۲ تا ۵۴	" فیضاً بی صاحبہ - "	ماصہ
۲۶ و ۲۷	" خواجہ غلام حیدر شاہ صاحب - گونڈہ	مار	۵۵	" زینب بیگم صاحبہ "	صہ
۲۸	" خواجہ رشید احمد شاہ صاحب - بہرائچ	صہ	۵۶	" احمدی بیگم صاحبہ - "	صہ
۲۹ تا ۳۱	" حاجی عبدالغفور خاں صاحب	ماصہ	۵۷	" شہر بانو بیگم صاحبہ - "	صہ
	پکری سیرانواں		۵۸	جناب محمد ایوب خاں صاحب - رڑکی	صہ
۳۲ تا ۳۵	" سید نثار احمد صاحب - گورکھپور	مار	۵۹ تا ۶۱	" ابو ظفر محمد ابراہیم صاحب - گورکھپور	ماصہ

نمبر خادم حج بدل	مرسل رقم	رقم	نمبر خادم حج بدل	مرسل رقم	رقم
۶۲	جناب نہال الدین صاحب - بدایوں	صہ	۷۲/۷۳	محترمہ عیدن صاحبہ - دہلی	عار
۶۳	محترمہ بیگم صاحبہ ممتاز احمد صاحب	صہ	۷۴	جناب شیخ ضیاء الدین صاحب - سکرام پور	صہ
	زبیری - علی گڑھ		۷۵	" حکیم سید علی شاہ صاحب - دوسیلی	صہ
۶۴	" چودھری محمد مسعود صاحب	صہ	۷۶	" محمد عبد السلام صاحب ہوشیار پوری - امرتسر	صہ
	بارہ بنکی		۷۷	" حافظ محمد عبد المجید صاحب - برام	صہ
۶۵	" خان بہادر عبد الرحمن صاحب	صہ	۷۸	" حافظ سید محمود علی صاحب - نگینہ	صہ
	جوناگڑھ		۷۹/۸۰	" ڈاکٹر مولا بخش صاحب دارثی - بیاور	عار
۶۶	" محمد صابر علی خان صاحب	صہ	۸۱/۸۲	" قاضی محمد افضال الرحمن صاحب	عار
	ایم - اے - ایل ایل - بی - بھوری			بی - اے - بدرطرفی پور	
۶۷	" عبد الرزاق صاحب - کانپور	سہ	۸۳/۸۴	" شمس الدین احمد صاحب فاروقی - ٹیکم گڑھ	عار
۶۸	" غفور ولد حسینی صاحب - "	سہ	۸۵	" کپتان محمد کریم صاحب - نئی دہلی	صہ
۶۹	" محمد اسمٰعیل صاحب - "	سہ	۸۶	" مسٹر محمد جمال الدین یار خان صاحب - "	صہ
۷۰/۷۱	" بابو تاج الدین صاحب - جودھ پور	عار	۸۷	" شیخ محمد اسمٰعیل صاحب بی - اے - رائے بریلی	صہ

میزان کل ——— ابدال حج سال سنہ ۱۳۶۲ ہجری للعہ مالسہ ۴۳۸

قابل توجہ - دار العلوم حرم صولتیہ مکہ معظمہ کے تمام محسنین و معاونین اور ندائے حرم کے قارئین کرام سے درخواست ہے کہ منی آرڈروں کے کوپن میں اپنا نام اور پتہ صاف لکھا کریں اس طرح رسیدات کے اجراء میں سہولت اور دفتر کے قیمتی وقت میں بچت ہو سکے گی، خط و کتابت میں رسید نمبر یا ٹکٹ نمبر اور جلد نمبر کا حوالہ معہ تاریخ دینا ضروری ہے تاکہ فوراً تعمیل کی جا سکے امید کہ آپ اس پر خاص توجہ فرمائینگے - معتمد صدر دفتر دار العلوم حرم صولتیہ مکہ معظمہ ہی قریبی طبع

حقائق حیاتِ انسانی

(از جناب مولانا محمد عبدالرحمن خاں صاحب سابق پرنسپل عثمانیہ یونیورسٹی کالج، صدر حیدرآباد اکیڈیمی)

(۲)

ولادت حضرت مسیحؑ کے پانچ سو سال بعد یعنی چھٹی صدی میں یورپ میں بائزنطائینی آرٹ (صنعت) کو ترقی ہونے لگی۔ اس کے تقریباً نصف صدی بعد پاپائیت کو عروج ہوا۔ ساتویں صدی میں رہبانیت پھیل گئی۔ حضرت محمد مصطفیٰؐ تقریباً ۵۷۰ء میں پیدا ہوئے آپ نے ۶۲۲ء میں مکہ سے مدینہ کو ہجرت فرمائی۔ اس صدی میں چین کے ٹانگ شاہی خاندان نے زور پکڑا (اس کا آغاز ۶۱۸ء کو ہوا اور اختتام ۹۰۷ء) وسطی امریکہ میں پہلی مایا (Maya) شہنشاہیت تمدن کے طبقہ زینہ پر پہنچ کر ختم ہوئی۔ آٹھویں صدی شروع ہوئی تو اینگلو سیکسن مشنری ومفکر جو بعد کو سینٹ بونیفیس (St. Boniface) کے لقب سے مشہور ہوا جرمنی پہنچا اور عیسوی مذہب پھیلایا۔ اس زمانہ میں اسلامی فتوحات چین کی سرحد سے لے کر بحرِ ظلمات تک پھیل گئیں حتیٰ کہ عرب اسپین میں بھی داخل ہوکر حکومت کرنے لگے۔ نویں صدی کی ابتداء میں شارلیمین عیسائی یورپ کا سب سے بڑا بادشاہ بن گیا اور ہولی رومن امپائر کی بنا ڈالی گئی۔ اس صدی کے وسط میں اسپین نے عرب تمدن کا مرکز بن کر یورپ کو قرونِ وسطیٰ کی تاریکی سے بچانا شروع کیا۔ دسویں صدی کے شروع میں اوٹو (Otto. I) اول یورپ کے وسیع ممالک پر حکمراں تھا۔ کچھ سال بعد شمالی یورپ کے وائیکنگ (Viking) قزاق جنوبی ملکوں پر چھاپا مارنے اور لوٹ مار کرنے لگے ایشیا میں سلجوقی ترک فائز ہوئے۔ جنوبی امریکہ میں

پیرو (Peru) کی انکائی (Incas) حکومت کو فروغ ہوا۔ چین میں شمالی سونگ (sung) خاندان شاہی ۹۶۰ء سے ۱۱۲۶ء تک حکمراں رہا۔

گیارہویں صدی میں رومن نما (Romanesque) فن تعمیر کو ترقی ہونے لگی۔ اس زمانہ میں نارمنوں نے انگلستان فتح کیا اور صلیبی جنگیں ۱۰۹۶ء سے ۱۲۹۱ء تک فلسطین شام اور مصر وغیرہ میں جاری رہیں۔ بارہویں صدی کے ساتھ نیوڈائزم اور گاتھک (Gothic) فن تعمیر کو فروغ ہوا۔ وسط ایشیا میں منگول یا تاتار قوم کو عروج ہوا۔ اس صدی کے ختم کے قریب یورپ کی جامعات وجود میں آئیں۔ منگول روس اور چین فتح کئے۔ چنگیز خان ۱۲۲۷ء میں فوت ہوا۔ تیرہویں صدی کے آغاز میں نام نہاد رومن شہنشاہیت اور پاپائیت میں تصادم ہوا۔ رومن کیتھولک عقیدے کے تحت ہیریسی یعنی ارتداد کے خلاف پوپ انوسنٹ سوم کے حکم سے انکویزیشن کا محکمہ قایم ہوا چنانچہ اس کا پہلا حاکم انکویزیٹر جنرل سنٹ ڈامنیک مقرر ہوا ۱۲۱۵ء۔ چین میں قبلائی خان نے عالی شان شہنشاہی کی۔ نصف صدی بعد یورپ میں شہروں کی تعمیر ہونے لگی۔ اطالوی نقاشی (Painting) کو فروغ ہوا۔ ہندوستان میں اسلامی سلطنت قایم ہوئی اور شہر دہلی پایۂ تخت بنا۔ اس زمانہ میں ایزٹیک (Aztecs) قوم میکسیکو پر حکمراں تھی۔ چودھویں صدی کے ساتھ سرزمین فرانس میں ایویناں (Avignon) پاپائیت کا مرکز بنا (بجائے روم۔ مارکو پولو نے چین وغیرہ کا سفر ۱۲۷۱ء سے ۱۲۹۳ء تک کیا۔ ابن بطوطہ طنجہ (مراکش) سے ۱۳۲۵ء میں نکل کر دنیائے اسلام، سراندیپ، چین اور پھر وطن واپس ہوکر اسپین و مغربی افریقہ کو چھان مارا۔ اسی چودھویں صدی میں یورپ کی صد سالہ جنگ اٹھی۔ طاعون اور دیگر وبائی امراض یورپ، ایشیا اور افریقہ میں کالی موت کے نام سے پھیل گئے۔ عثمانی ترکوں کا ایشیائے کوچک پر قبضہ ہوا اور ان کے وسیع دور فتوحات کا آغاز۔ چین میں منگ خاندان شاہی کا تسلط ہوا۔

پندرھویں صدی میں یورپی سیاحوں کے دور و دراز بحری سفر شروع ہوئے پرنٹنگ کے لئے
میکانی طباعت کی ایجاد ہوئی اور تیمور کی روس، ایران، ہندوستان، ایشیائے کوچک
اور شام پر فوج کشی اور غارت گری (ولادت ۱۳۳۶ء وفات ۱۴۰۵ء) ۱۴۵۳ء میں محمد ثانی عثمانی
ترکی سلطان نے قسطنطنیہ فتح کر لیا۔ اسی زمانہ میں کولمبس کا امریکہ کے جزائر ویسٹ انڈیز میں
وارد ہوا۔ سولہویں صدی کے ساتھ سرمایہ داری کا آغاز۔ اطالوی اور عام یورپی احیاء
علم و حکمت (Renaissance) پروٹسٹنٹ عقائد کی تبلیغ بطور رد عمل
آگسٹس لویولا نے رومن کیتھولک فرقہ کے اصلاح و احیاء کی غرض سے سوسائٹی آف جیسس
کی ۱۵۳۴ء میں بنیاد قائم کی جس سے اس فرقہ کو بہت تقویت ہوئی۔ ۱۵۲۵ء میں بابر کا
ہندوستان پر حملہ۔ ہسپانی قوم کا نئی دنیا میں میکسیکو پیرو وغیرہ پر تسلط ہو استرہویں
صدی اور ہسپانوی شہنشاہی۔ یورپ کا امریکہ و ایشیا میں دخل۔ پرتگالی۔ ڈچ اور
برطانوی کمپنیوں کا ممالک مشرق میں ورود۔ منگول شہنشاہی دور بعد کو مانچو خاندان
کا چین پر تسلط۔ شمالی امریکہ میں فرانسیسی اور برطانوی جدوجہد۔ عہد لوئی چہار دہم
فرانس۔ تحقیقات و انکشافات۔ سائنس میں ترقی۔ فرانسیسیوں اور انگریزوں کا ہندوستان
میں تصادم ہوا۔ اٹھارویں صدی کے ساتھ پرشیا اور روس کا عروج۔ یورپ کی مذہبی عقائد
پر تنقید۔ فرانس اور برطانیہ کی شمالی امریکہ کے لیے کشمکش۔ کچھ سال بعد انقلاب فرانس۔
ترکی شہنشاہیت کا زوال۔ انیسویں صدی اور انڈسٹریل (صنعتی) انقلاب، قومیت، حریت
حکومت عوام، سوشلزم اور (دیگر اقوام کے خلاف) یورپ کا تصور شہنشاہیت۔ روس کا
وسطی ایشیا پر تسلط۔ ممالک متحدہ امریکہ کا قیام ہندوستان کا انقلاب ۱۸۵۷ء چین
اور جاپان میں یورپ اور امریکہ کی مداخلت۔ لاطینی یعنی جنوبی امریکہ کے انقلابات امریکی
خانہ جنگی۔ بیسویں صدی اور سائنس و ایجادات کی روزافزوں ترقی۔ کینیڈا کا فیڈریشن
جنگ روس و جاپان۔ عالمگیر جنگ ۱۹۱۴ء۔ ۱۹۱۸ء معاہدہ ورسائی (Versailles)

لیگ آف نیشنز (مجلس اتحاد اقوام) کا قیام۔ ہندوستان میں ڈائی آرکی (Diarchy) انقلاب چین اور منچوریا کی کش مکش پھر آجکل کی عالمگیر جنگ اور اُس کی ہولناکیاں۔

یہ تمام نقل و حرکت اور جد وجہد از دیاد آبادی تلاش روزگار، وحصول سامان معیشت، انانیت واحساس قوت اور کچھ جذبہ روحانیت کے تحت رونما ہوئی۔

انسان کا سب سے قدیم پیشہ ملک کی نوعیت کے لحاظ سے زراعت یا گلہ بانی رہا ہے۔ نسبتاً امن وسکون کی حالت پیدا ہونے کے بعد انسان خاندانوں میں تقسیم ہونے لگے، زراعت سے تجارت، پھر دستکاری کی ترقی کے ساتھ گاؤں سے نکل کر شہروں میں بسنے کی ضرورت داعی ہوئی۔ اس کے بعد صنعت وحرفت کو فروغ ہوا تب بھی خاندانی طریقہ زندگی بحال رہا۔ اب بھی یہی طریقہ تقریباً ہر انسانی تمدن میں جاری ہے۔ شاید آیندہ زمانہ کی انتہائی مصنوعی زندگی جو عالمگیر یکجائی ذرائع حمل ونقل و دیگر کاروبار معاشرت سے پیدا ہو سکتی ہے، خاندانی طریقہ کو ترک کرنے کی طرف مائل ہو۔ لیکن ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ ہندوستان نے باوجود اپنے شدید افلاس کے اسی خاندانی زندگی کی بدولت اپنا قدیم تمدن بچا رکھا اور دیگر ممالک کی دہشت خیز ذہنیتوں سے محفوظ رہا۔ یہی حال چین کا بھی ہے اگرچہ خاندانی طریقہ زندگی کے بعض غلط اطلاقات سے دونوں ملکوں کے باشندوں کو کسی قدر نقصان پہنچ رہا ہے۔ لیکن اس کا علاج بہت آسان ہے۔

جب تک کوئی متمدن قوم اپنی آزادی کے عہد میں دفاع کے ذرائع سے بخوبی تیار رہتی ہے۔ وفا شعاروں کی قدر اور غداروں کی سرکوبی کرتی ہے۔ علم وہنر کے اکتساب پر کافی توجہ اور یگانوں اور بیگانوں کے ساتھ منصفانہ برتاؤ کرتی ہے تو اس کی آزادی برقرار رہتی ہے ورنہ اُس کے کھو جانے کا اندیشہ ہے۔ آزادی ایک مرتبہ کھو جانے کے بعد پھر سے حاصل ہونے کے لیے بڑی فراست، ریاضت اور ایثار کی ضرورت ہے۔

انسان کی روزمرہ زندگی کے تقریباً تمام مسائل، اس کی خاندانی، سماجی اور قومی زندگی

سے وابستہ ہیں۔ سامانِ خورونوش، مقامِ بودوباش، آرام وآسائش کے مہیا کرنے میں آئے
دن جو واقعات پیش آتے ہیں وہی ہماری خوشی اور غم، راحت اور رنج کا باعث ہوتے ہیں۔
پیدائش سے لے کر موت تک ایک متمدن انسان کو دوسرے انسانوں کے ساتھ مل کر کام
کرنا پڑتا ہے چونکہ یہ کام زیادہ تر فطرت سے محصلہ ذخائر کی ایک معین مقدار کی تقسیم سے
متعلق رہتے ہیں۔ اس لئے ان کاموں کی انجام دہی میں اگر ایک کا فائدہ ہوتا ہے تو دوسرے
کے نقصان کا بھی امکان رہتا ہے۔ انسان اگر حقیقی معنوں میں مہذب ہو تو اس کو اپنے کام انجام
دینے میں ملنساری رواداری صبر و تحمل بلکہ فیاضی برتنی چاہئے۔ جو لوگ ایسا نہیں کرتے
ان سے دوسروں کو بہت تکلیف پہنچتی ہے اور وہ اپنے آپ کو بھی دیرپا فائدہ نہیں پہنچا سکتے
انسان اگر پیدا ہوتے وقت اپنے ساتھ کچھ لاتا ہے تو اللہ کا دیا ہوا ارتقاء پذیر جسم، جذبات
فطرت، اور موروثی رجحانات وتصورات لے کر آتا ہے۔ یہی آگے چل کر قوت وقابلیت، فہم
وفراست پیدا کرتے ہیں۔ اسی لئے انسان کو ضعیف البنیان اور بے سروسامان قرار
دیا گیا کیونکہ اس کو فی الحقیقت قدرت ہی سے جو کچھ پیدائش کے وقت ملتا ہے اسی کو استعمال کر کے
ترقی کرتا ہے اور اپنے پیش روؤں اور ساتھیوں کے تجربوں سے سبق سیکھ کر اپنی چند سالہ زندگی
کا راستہ طے کرتا ہے۔ قدرت سے کسی کو غیر معمولی قد وقامت عطا ہوتا ہے۔ کسی کو عوام سے
زیادہ فہم وفراست، بعض ان عطیات سے اچھا کام لیتے اور ان کو فروغ دیتے ہیں بعض انکو
برے کاموں پر رائیگاں اور ضائع کرتے ہیں۔ اچھائی اور برائی کا تصور بھی اپنے اور دوسروں
کے فائدے پر مبنی ہے۔ ہم اس بات کو مکرر ظاہر کریں گے کہ جس قدر تحقیق کی جائے اسی قدر وضاحت
کے ساتھ معلوم ہوگا کہ انسان کو جو کچھ ملتا ہے وہ آخری منزل میں قدرت ہی کا عطیہ ہے۔ اللہ تعالیٰ
انسان کو یہ تمام عطیات (یعنی فہم وادراک، زور وقوت، طبعی رجحانات، موروثی امتیازات
وغیرہ) بخشتے ہوئے اس سے یہ توقع کرتا ہے کہ وہ ان عطیات سے استفادہ کر کے کچھ اعمال
نیک بھی کر دکھائے۔ ان ہی خیالات سے متاثر ہو کر شاعر نے کہا ہے:۔ . . . .

مقصودِ زندگی عملِ صالح است و بس　　　　شادی و غم سیاست نفس است و امتحان

اس طریقۂ استدلال سے انفرادی یا سماجی، قومی یا ملی حقوق و فرائض آسانی سے سمجھ میں آجاتے ہیں۔ شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔

جو کچھ پیچیدگیاں دنیا میں پیش آتی ہیں تو عموماً ہماری غلط فہمی اور عطیات قدرت کے دانستہ یا نادانستہ غلط استعمال سے پیدا ہوتی ہیں۔ مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ تمام زبانوں کی ایجاد ابتداءً منشاء و مطلب کے اظہار کی خاطر ہوئی ہے۔ زندگی کے مشاغل جیسے جیسے بڑھتے گئے حقوق و فرائض کی تشریح میں باریکیاں پیدا ہوتی گئیں اور ان کی مناسبت سے زبان کے الفاظ اور ان کے مفہومات میں اضافہ ہوتا گیا۔ جب یہ مدارج طے ہو گئے تو ارتقاء کے ایک مقام پر پہنچنے کے بعد یہی ترقی یافتہ زبان لوگوں کو دھوکا دینے، صحیح مفہوم کو چھپانے اور طرح طرح کی الجھنیں پیدا کرنے میں استعمال کی جانے لگی۔ تحصیلِ علم کا معتد بہ زمانہ زبان کی ان الجھنوں سے بچنے میں رائیگاں جاتا ہے۔ اسی طرح مہذب اقوام میں چند ممتاز پیشے مثلاً وکالت و معلمی ملک کے قانون کی صحیح تفہیم اور عوام الناس کے نوشت و خواند کی سریع ترویج کی غرض سے قائم ہوئے لیکن ان کے غلط استعمال سے اصل اغراض فوت ہو رہے ہیں۔ قیامِ تمدن کے لیے تقسیم کار کی ضرورت داعی ہوتی ہے۔ مناسبت طبع اور موقع و اثر کے لحاظ سے بعض پبلک کے نظم و نسق کی باگ اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں اور بعض پبلک خدمات کے مختلف پیشے اختیار کرتے ہیں۔ حکومت ہو کہ پیشہ وری یہ سب خدمت خلق کے مختلف شعبے ہیں۔ اگر خدمت خلق کا تصور درمیان سے اٹھ جائے تو (جیسا کہ سینکڑوں برس سے دیکھنے میں آرہا ہے۔) آسمانی مصیبتوں اور بلاؤں سے زیادہ آدمی ہی کی لائی ہوئی آفتوں سے دنیا تباہ و تاراج ہو جاتی ہے۔ اہمیت کے لحاظ سے حکومت کے سررشتہ کو بہترین تربیت یافتہ دماغ اعلیٰ سیاست و کردار و خوف خدا رکھنے والے افراد کی ضرورت ہے۔ بقول شاعر۔ (رباعی)

منصب عمدہ در نظامِ عمل　　　　ہست از بہرِ خدمت و ایثار

بہ سر مملکت نشاید کس | جز جہاں دیدہ عالم دیں دار

شیخ سعدی نے بھی اپنے پند و نصائح میں اپنے خیال کو اس طرح ظاہر کیا ہے۔

پند اگر بشنوی اے پادشاہ | در ہمہ دفتر بہ ازیں پند نیست
جز بخردمند مفرما عمل | گرچہ عمل کار خردمند نیست

بدقسمتی سے اکثر ملکوں میں ایسا نہیں ہوتا ہے۔ ہندوستان اور یورپ کی بیشتر قدیم حکومتیں اسی کمزوری کی وجہ سے ٹوٹیں اور چین اب تک سنبھلنے نہیں پایا۔ حکومت کے کارکن جو درحقیقت عوام الناس کے خدمت گزار ہونے چاہئیں اپنے آپ کو حکومت کے حقدار اور مالک تصور کرنے لگے۔ اپنا سارا اثر عوام کو نقصان اور اپنی ذات اور ذریات کو فائدہ پہنچانے میں صرف کرتے گئے جس کی وجہ سے ملک اور قوم کو انتہائی نقصان پہنچا اور بالآخر نہ حکومت باقی رہی نہ آزادی باہر والوں سے بڑھ کر خود گھر والوں نے غداری کرکے حکومتوں کی بیخ کنی کی، بقول ایچ، جی ولز ممالک یورپ میں جب سے قومیت اور احساس برتری کے تصورات دلوں پر مسلط ہونے لگے امور خارجہ صیغہ راز میں بند کر دیئے گئے، بین الاقوامی جھگڑے بڑھتے گئے۔ کمزور اقوام پر بڑی قوت والی اقوام کے مطالبات سخت سے سخت تر ہونے لگے۔ جس کا نتیجہ بالآخر یہ ہوا کہ دنیا سے انفرادی غلامی تو بظاہر اٹھ گئی۔ لیکن قومی تجارتی اور معاشی غلامی سرعت کے ساتھ پھیلتی گئی۔ ان برائیوں کا علاج صرف اس حقیقت میں مضمر ہے کہ راست بازی اور ایمانداری کے بغیر جب انفرادی انسانوں کے کاروبار نہیں چل سکتے تو سماجی، قومی اور بین الاقوامی کاروبار و غا فریب کے ذریعہ کیسے چل سکیں گے۔

(باقی)

نوٹ۔ رسالہ کے متعلق خط و کتابت میں چٹ نمبر کا حوالہ دینا ضروری ہے۔

موج کوثر

بابت ماہ ذیقعدہ ۱۳۶۴ھ

اپنے جانے والے عزیزوں، دوستوں اور بزرگوں کو یاد رکھئے تاکہ آنے والے آپ کو یاد رکھیں۔

اپنے خاندان کے مرحومین کے لیے کعبہ کے زیر سایہ ایصال ثواب کیجئے

یاد رکھئے کہ مکہ معظمہ میں ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ نیکی کے برابر ہے

آپ جو روپیہ ہندوستان میں خرچ کرتے ہیں اس کو مکہ معظمہ میں خرچ کر کے ایک لاکھ گنا ثواب حاصل کر سکتے ہیں

اس مد کی آمدنی وظائف حفاظ میں صرف کی جاتی ہے۔

نمبر شمار	ایصال ثواب	مرسل رقم	رقم
۱	بروح رفیعہ بی بی صاحبہ مرحومہ	جناب التفات احمد خاں صاحب رونا ہی	صہ/
۲	بروح محمد ظہور صاحب مرحوم	متعلقین جناب چودھری قدرت الٰہی صاحب مارہرہ (مرسلہ جناب مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپور)	صہ/
۳	بروح پاک سرکار دو عالم صلعم للعہ/، بروح والد صاحب مرحوم عہ	جناب سید نواب حسن خاں صاحب محی الدین پور	عہ
۴	بروح والدہ صاحبہ مرحومہ خود	ایک با ہوش صاحب از جودھپور	مار
۵	بروح پاک سرکار دو عالم صلعم	" بابو خلیق احمد صاحب فاروقی بی-اے دہلی	عار
۶	برادواح شاہ محمد صاحب عہ/ شیخ وراثت حسین صاحب عہ/ سید رفیع الدین صاحب عہ/ شاہد الدین صاحب عہ/	(بابت ماہ اکتوبر ۱۹۴۵ء)	

نمبر شمار	ایصال ثواب	مرسل رقم	رقم
	بی بی صغرا صاحبہ عا، بی بی نعیم النساء صاحبہ عا، بی بی بسم اللہ صاحبہ عا، بی بی قدرت النساء صاحبہ عا، بی بی وجیہ النساء صاحبہ عا، بی بی حمید النساء صاحبہ مرحومین عا	جناب حاجی شاہ خلیل الرحمٰن صاحب مونگیر	عسہ
۷	بروح شاہ نعمت اللہ صاحب شوہر مرحوم	محترمہ بی بی سلیمہ صاحبہ، مرسلہ بشرح بالا	صر
۸	بارواح بی بی عزیز النساء صاحبہ عا، بی بی تمیز النساء صاحبہ عا، بی بی خدیجہ صاحبہ عا، بی بی فیضہ صاحبہ عا، بی بی حسین باندی صاحبہ عا، مرحومین۔	محترمہ عارہ بی بی صاحبہ مرسلہ بشرح بالا	عہ
۹	بارواح والدین، ہمشیرہ صاحبہ، ماموں صاحب، برادر صاحب مرحومین	عالی جناب نواب نثار یار جنگ بہادر حیدرآباد دکن	عہ
۱۰	بارواح بی بی فاطمہ صاحبہ عا، حاجی شاہ واحد علی صاحب عا، شاہ حسین علی صاحب عا، شاہ محسن علی صاحب عا، شاہ احسن علی صاحب مرحومین عا،	جناب حاجی شاہ خلیل الرحمٰن صاحب ۔ مونگیر	عہ
۱۱	بروح والدہ صاحبہ مرحومہ محمد خلیل صاحب	ایک صاحب خیر جزاہ اللہ ریاست رام پور	صر
۱۲	بروح پاک سرکار دو عالم صلعم، حضرت غوث پاک رح، حضرت خواجہ اجمیری رح، حضرت نقشبندی رح، حضرت مجدد الف ثانی رح، حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب رح، محمد شرف الدین صاحب رح، طالعہ بی بی صاحبہ مرحومہ، وجملہ مومنین و مومنات	جناب سلطان احمد صاحب رحمانی ضلع پٹنہ	للعہ ر
۱۳	بروح پاک سرکار دو عالم صلعم، خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم، والدین مرحومین خود عا	جناب منشی شیخ مسیح الدین احمد صاحب ضلع سیالی۔	عہ

نمبر شمار	ایصال ثواب	مرسلہ	رقم
۱۴	بروح شوہر صاحب مرحوم خود	محترمہ ماہر النساء بیگم صاحبہ زوجہ جناب منشی شیخ ... الدین احمد صاحب ... شیخ ...	...ر
۱۵	بروح شیخ خلیل الدین صاحب مرحوم برادر خود	محترمہ ہمشیرہ صاحبہ شیخ خلیل الدین صاحب مرحوم	عہ
۱۶	منشی عبد العزیز صاحب شوہر مرحوم شیخ ابو الحسن صاحب والد مرحوم محترمہ مریم بی بی صاحبہ والدہ مرحومہ	" والدہ صاحبہ شیخ خلیل الدین صاحب مرحوم " "	عہ/
۱۷	محترمہ نانی صاحبہ مرحومہ خود	" سیدہ بی بی صاحبہ " "	
۱۸	بروح عبد القادر خاں صاحب مرحوم	جناب ابرار حسن خاں صاحب قائم گنج	صہ/
۱۹ الف	بروح پاک سرکار دو عالم صلعم عہ/ بروح اولاد حسین خاں صاحب والد مرحوم عہ/ بروح جناب النسا بی بی صاحبہ مرحومہ عہ/	" ممتاز حسین خاں صاحب الہ آباد	صہ/
۱۹ ب	بروح پاک سرکار دو عالم صلعم	" سید اقبال شاہ صاحب الہ آباد	عصہ/
۲۰	بروح اہلیہ صاحبہ مرحومہ خود	" شیخ عبد الکریم صاحب رڑکی	عصہ/
۲۱	بروح قاضی محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم	" حاجی طفیل احمد صاحب "	۸/
۲۲	بروح اہلیہ صاحبہ مرحومہ خود	" بابو نہال احمد صاحب "	عصہ/
۲۳	بروح پاک سرور کونین صلعم	محترمہ والدہ صاحبہ بابو ظہیر عالم صاحب "	عصہ/
۲۴	" "	جناب شیخ محمد زکریا صاحب "	صہ/
۲۵	" "	محترمہ اہلیہ صاحبہ بدھو صاحب انصاری موضع تیلی والا	عصہ/
۲۶	" "	جناب بدھو صاحب انصاری "	عصہ/
۲۷	" "	محترمہ والدہ صاحبہ محمد علی صاحب انصاری منگلور	عصہ/
۲۸	" "	جناب اللہ دیا صاحب انصاری "	عصہ/

نمبر شمار	ایصال ثواب	مرسل رقم	رقم
۲۹	بروح پاک سرورِ کونین صلعم	جناب محمد علی صاحب انصاری　بنگلور	عمہ/
۳۰	" "	" رحمت اللہ صاحب انصاری	عمہ/
۳۱	" "	محترمہ والدہ صاحبہ احمد علی صاحب انصاری "	عمہ/
۳۲	" "	" اہلیہ صاحبہ محمد علی صاحب انصاری "	عمہ/
۳۳	" "	جناب احمد علی صاحب انصاری	عمہ/
۳۴	" "	محترمہ والدہ صاحبہ نور الٰہی صاحب انصاری "	عمہ/
۳۵	" "	" حمیداً صاحبہ دختر روشن صاحب انصاری "	عمہ/
۳۶	" "	" ہمشیرہ صاحبہ محمد صاحب انصاری "	عمہ
۳۷	" "	" شکوراً صاحبہ دختر شوکت علی صاحب　"	عمہ
۳۸	" "	جناب برخوردار اسلم صاحب معرف رضوی بنگالی صاحب	[illegible]
۳۹	" "	محترمہ اہلیہ صاحبہ رکھا صاحب " "	عمہ
۴۰	" "	جناب نور محمد صاحب انصاری "	عمہ
۴۱	" "	" ضمیر احمد صاحب انصاری "	عمہ/

میزان کل ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۳۶۳ھ　　۲۴۴

سبیل کوثر

بابت ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۳۶۴ھ

تفصیل رقوم موصولہ صدر دفتر مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ برائے امداد اہل حرمین شریفین

خدا کا شکر و احسان ہے کہ وہ خادمانِ دارالعلوم حرم سے متعدد کام لے رہا ہے۔ صدر دفتر مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کو مختلف مقامات سے مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے بعض خاص اہل علم غربا و مساکین اور بیوگان و یتامیٰ اور دوسرا امور خیر کیلئے حسب ذیل رقوم بماہ ذیقعدہ سنہ ۱۳۶۴ھ وصول ہوئی ہیں، یہ ایک نیک کام کی توفیق ہے جو دارالعلوم حرم کی خدمات کے ساتھ ہمارے حصہ میں آئی ہے یہ رقوم مدرسہ کو مرکزی دفتر مکہ معظمہ کو معطیان کی ہدایات کے مطابق مستحقین تک پہنچانے کیلئے بھیجی جارہی ہیں اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے

ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھے   آتے ہیں جو کام دوسروں کے

نمبر شمار	نام نامی	رقم
۱	مسلمانان بنارس جزاہم اللہ بتوسط جناب حکیم نہال الدین صاحب بنارس	ـــ۵
۲	جناب شیخ محمد زکریا صاحب رڑکی	صہ
۳	محترمہ بیگم صاحبہ جناب الحاج کیپٹن مولوی غلام محمد صاحب ریاست بہاول پور	عام
۴	محترمہ بیگم صاحبہ جناب کیپٹن ڈاکٹر سید محمد اجمل حسین صاحب کرنال	صہر
۵	جناب شیخ حمید الحق صاحب ستیلپور	صہر
۶	محترمہ بی بی صفیہ خاتون صاحبہ مرسلہ جناب حاجی شاہ خلیل الرحمن صاحب مونگیر	عـــ۵
۷	” عبدالواحد عنایت اللہ صاحبان، سیالکوٹ	مہر
۸	جناب محمد یعقوب خاں محمد حنیف خاں صاحبان پوڑی	مارعہ
۹	مسلمانان مونٹ … جزاہم اللہ مرسلہ جناب محمد مسعود دعا صاحب مالدہ	معـــ۵
۱۰	جناب حاجی نور محمد صاحب متولی وقف کانپور	ماعـــ
۱۱	” الحاج خان بہادر محمد عبدالعزیز بادشاہ صاحب مدراس ــــ/۱۲	ــــ/۱۲
	” ” از جانب مولانا محمد عبدالجبار بادشاہ صاحب مرحوم ” ــــ/۱۲	
	” ” از جانب محترمہ محمودہ عنایت بیگم صاحبہ مرحومہ ــــ/۱۲	
۱۲	جناب محمد حسن صاحب لدھیانہ	ـــ۴ـار
۱۳	” حاجی عبدالرشید صاحب الہ آباد	عام
۱۴	ایک اہل خیر جزاہ اللہ ریاست رام پور	لعـــ۵
	میزان ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۳۶۴ھ	الـــ۵ ــــ/۱۲

سفرنامہ ابن بطوطہ

(کتاب دوم)

تاریخ کی روشنی میں

(خاص ندائے حرم کیلئے)

(از جناب مولانا محمد عبدالرحمن خانصاحب سابق پرنسپل عثمانیہ یونیورسٹی کالج، صدر حیدرآباد اکیڈمی)

(۱۱)

جب ابن بطوطہ اور اس کے ساتھی پنجاب اور سندھ پہنچے تو سلطان ہند کے محکمہ خبررسانی نے گورنر ملتان کو ان کے آنے کی اطلاع دی معمولی مسافروں کے لئے سندھ سے پایہ تخت (دہلی) پچاس دن کا سفر تھا۔ مگر محکمہ برید (ڈاک) سے سلطان کو خطوط پانچ روز میں پہنچ جاتے تھے۔ یہاں خطوط رسانی کے دو طریقے تھے۔ سوار سلطان کے گھوڑوں پر خطوط پہنچاتے تھے گھوڑے ہر چار میل پر بدلے جاتے تھے۔ پیدل کا طریقہ یہ تھا کہ ہر تہائی حصہ میل پر ایک آبادگاؤں ہوتا تھا جسکے باہر تین خیمے نصب کئے جاتے تھے۔ ان میں کمربستہ ملازم ڈیڑھ گز لمبی سرے پر گھنگرو بندھی ہوئی چھڑی لئے تیار بیٹھے رہتے تھے۔ جوں ہی قاصد خط لیکر آیا ایک شخص فوراً اس سے خط لیکر اپنے ایک ہاتھ میں پکڑ لیتا تھا اور دوسرے ہاتھ میں چھڑی پکڑے تیزی کے ساتھ بھاگتا تھا، اس طرح ایک سے دوسرا اور دوسرے سے تیسرا قاصد بدل بدل کر خط منزل مقصود تک پہنچا دیا جاتا تھا۔ پیدل قاصد اس طریقہ سے سوار قاصدوں سے جلد خطوط پہنچایا کرتے تھے، خراسان سے تازہ میوہ بھی کشتیوں میں رکھ کر اس طرح ٹپہ (ڈاک) کے ذریعہ سلطان کے پاس بھیجا جاتا تھا۔ بزمانہ قیام دکن سلطان کے

استعمال کے لئے گنگا کا پانی بھی اسی طریقہ سے دولت آباد بھیجا جاتا تھا۔

کوئی نو وارد جب ملتان پہنچتا تھا تو اس کی حیثیت کے بموجب وہاں سرکار کی طرف سے اس کے ساتھ سلوک کیا جاتا تھا۔ اس کے حقیقی خاندانی حالات کا پتہ تو کسی طرح چل نہیں سکتا تھا اس لئے اس کے کردار، اعمال اور ظاہری صورت ہی سے اسکی قابلیت وغیرہ کا اندازہ لگایا جاتا تھا۔ سلطان محمد شاہ اسوقت ہندوستان کا بادشاہ تھا اس کے مصاحب، عہدہ داران دربار، وزرا، حکام عدالت اور ایسے عزیز و اقارب جن کا رشتہ شادی بیاہ کے ذریعہ قائم ہوا سب کے سب اجنبی اور بیرونی ممالک کے لوگ تھے چنانچہ اسی وجہ سے غیر ملک کے باشندوں کو عزیز کے نام سے مخاطب کیا جاتا تھا۔ اس کی سرکار میں تحفہ ونذرانہ کی مناسبت سے لوگ اعزاز واکرام پاتے تھے، اس کے مقامی تجار نو وارد اجنبیوں کو مال واسباب، روپیہ کپڑے گھوڑے وغیرہ قرض دیکر شاہی مناصب وجاگیرات عطا کئے جانے پر اس سے خوب نفع کما لیتے تھے، سلطان کو گھوڑوں اور تیروں کا نذرانہ بہت مقبول تھا۔ ابن بطوطہ نے زیادہ تر یہی نذرانہ پیش کیا۔

پنجاب کی ندی عبور کرتے وقت ابن بطوطہ نے پانی کی لمبی گھاس میں پہلی مرتبہ گینڈا دیکھا، دو دن بعد جنانی کے خوشنما شہر میں داخل ہوئے۔ اس کے باشندے سامرہ کہلاتے تھے جن کے آباء واجداد کی نسبت خیال تھا کہ حجاج ابن یوسف کے زمانہ میں فتح سندھ کے وقت (۹۲ھ) اس شہر میں سکونت پذیر ہوئے۔ لیکن ان کے متعلق یہ اطلاع کہ وہ کسی کے ساتھ ملکر کھانا تو درکنار کسی کے سامنے نہیں کھاتے اور اپنے کفو کے باہر شادی نہیں کرتے صاف بتاتی ہے کہ وہ ہندو (راجپوت) نسل کے تھے، پھر سیوستان آیا، اس شہر کے باہر ریت کا صحرا تھا جسمیں صرف ببول ہی کے درخت نظر آتے تھے، یہاں ندی کے کنارے صرف کدو، چنی نیشکر اور بنانے، کی کاشت ہوتی تھی، مچھلی اور بھینس کے دودھ کی افراط تھی۔ گرمی اس شدت کی تھی کہ ایک کپڑا ملکر کے گرد لپیٹ کر دوسرا پانی سے تر کرکے پیٹھ پر اور مونڈھے پر اوڑھے بغیر

چین نہیں آتا تھا۔

اس شہر میں اس کے مشہور عالم علاؤالملک خراسانی قاضی ہرات سے ملاقات کی جو اس وقت بادشاہ ہندوستان کی ملازمت میں لاہری کا گورنر مقرر ہوا تھا۔ ابن بطوطہ اس کے ساتھ لاہری جانے کو تیار ہوگیا (جس کے کھنڈر، لاہری بندر کراچی سے کوئی ۲۰ میل جنوب مشرق واقع ہیں) گورنر کے پندرہ جہازت ان میں سے ایک اَہورا کہلاتا تھا جسکے بیچ میں ایک کیبن یا حجرہ تھا، لکڑی کی سیڑھی کے ذریعہ اس میں داخل ہوسکتے تھے، اس کے بالائی حصہ پر گورنر کے بیٹھنے کا مقام تھا، اس جہاز میں بیٹھکر گورنر اور ابن بطوطہ ندی کے دہانہ پر پہنچے۔ بندرگاہ میں یمن فارس وغیرہ کے جہاز آکر ٹھہرتے تھے اس سے سرکاری خزانہ میں اچھا محاصل جمع ہوتا تھا، گورنر کو ان محاصل کا بیسواں حصہ ملتا تھا۔ سلطان ہند کی طرف سے دوسرے صوبوں کے گورنروں کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک ہوتا تھا۔ لاہری سے سات میل پر تارنا کا کھنڈر تھا جس کی نسبت مشہور تھا کہ اس سرزمین کے باشندوں کی بداعمالی کی وجہ سے سب کے سب پتھر کے بن گئے (ممکن ہے کہ یہ دیبل کے کھنڈر ہوں جو دریائے سندھ یعنی اندس کی ایک سابقہ بندرگاہ تھی کراچی سے ۴۵ میل سمت جنوب مشرق میں) یہاں سے ابن بطوطہ کے عطا کردہ تحائف و مالی امداد کے ساتھ پہلے بکار اور پھر اوجا کو روانہ ہوا جسکا گورنر جلال الدین الکیجی تھا، اس سے ابن بطوطہ کی دہلی میں بھی ملاقات ہوئی، جب سلطان دولت آباد چلا گیا تو جلال الدین نے ابن بطوطہ کو (جو سلطان کے حکم سے دہلی ہی میں مقیم رہا) اپنے گاؤں کا محاصل اس کے سپرد کیا جس سے اس کو پانچ ہزار دینار ملے۔ اوجا سے وہ ملتان پایۂ تخت سندھ پہنچا۔ راستہ میں خسروآباد نامی ندی کو پار کرنا پڑا، یہاں سوداگروں کے مال و اسباب کی تلاشی لیجاتی تھی اور چوتھائی حصہ بحق سرکار وصول کیا جاتا تھا۔ علاوہ بریں ہر گھوڑے پر سات دینار محصول مقرر تھا، خوش قسمتی سے گورنر ملتان کا ایک افسر اس وقت وہاں پہنچ گیا۔ اس نے ابن بطوطہ کو ان محصولات کی ادائیگی سے مستثنیٰ کیا۔ صبح صاحب البرید کے ساتھ گورنر ملتان

قطب الدین کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور بطور ہدیہ ایک سفید فام غلام ایک گھوڑا کچھ منقیٰ اور بادام پیش کئے۔ یہ میوہ خراسان سے آتا تھا ہندوستان میں اسکی کاشت نہیں ہوتی تھی اس لئے قدر کی نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا۔ یہاں سلطان خود فوج میں بھرتی ہونے والوں کا معائنہ کرتا تھا۔ سخت کڑی کمانیں تیر اندازی کے امتحان کے لئے ان کو دی جاتی تھیں۔ ان کی قوت و درستی نشانہ کے لحاظ سے ان کو نوکر رکھا جاتا تھا۔ دو مہینے بعد ابن بطوطہ ملتان گیا جب سلطان کے دربایوں اور پولیس کے افسروں کو معلوم ہوا کہ ابن بطوطہ سلطان ہند کی ملازمت اختیار کرنا چاہتا ہے تو خداوندزادہ قاضی ترمذ کی ہمراہی میں اسکو دہلی کی طرف جانے کی اجازت ملی یہ سفر ۴۰ دن کا تھا۔

ملتان سے نکلنے کے بعد پہلا شہر ابوہر تھا اس سے آگے ایک دن کے راستہ کی مسافت کا ایک میدان تھا جس کے گرد دشوار گذار پہاڑ تھے ان پہاڑوں میں غدار ہندو رہتے تھے ابن بطوطہ ذرا دیر کرکے اصل قافلہ کے چلے جانے کے بعد کوئی ۲۲ آدمیوں کے ساتھ نکلا جو مسلح عرب، ترک اور ایرانی تھے۔ اس جماعت پر اسی پیدل اور دو سوار ہندو ڈاکوؤں نے حملہ کیا۔ اچھی جنگ ہوئی۔ ڈاکوؤں کے کوئی بارہ پیادے اور ایک سوار مارے گئے۔ ابن بطوطہ کے ایک اچھا سا تیر کا زخم آیا۔ جو جلد اچھا ہوگیا۔ دو دن بعد وہ اجودھن (پاک پٹن) پہنچے جو چھوٹا سا شہر شیخ فرید الدین نامی بزرگ کی ملکیت سے تھا (اس راستہ میں پہلے پاک پٹن اور اس کے بعد ابوہر آتا ہے ابن بطوطہ کے اس بیان میں خفیف سی غلطی ہے) شیخ کی ملاقات سے جب وہ واپس آیا تو معلوم ہوا لوگ ایک عورت کو ستی ہوتے دیکھنے جارہے تھے اس رسم سے ہندوستانی بخوبی واقف ہیں تفصیلی بیان کی ضرورت نہیں۔ صرف اتنا کہنا کافی ہے کہ سلطان ہند کی اجازت حاصل کئے بغیر کوئی ہندو بیوہ ستی نہ ہوسکتی تھی۔ نہ تو اس کا خاندان اور نہ کوئی برہمن اس کو ستی ہونے کیلئے مجبور کرسکتا تھا بعض بیوائیں بہ طیب خاطر آگ میں کود پڑتی تھیں۔ ابن بطوطہ نے جب ایک عورت کو اس طرح جلتے دیکھا تو قریب تھا کہ گھوڑے

سے غش کی حالت میں گر پڑتا۔ ایک ساتھی نے اسکو سنبھال لیا (یہاں وہ بطور تمثیل بعض ہندوؤں کا حصول ثواب کے خیال سے دیدہ و دانستہ دریائے گنگا میں ڈوب کر مرنا بیان کرتا ہے)

ابن بطوطہ اجو دہن (پاک پٹن) سے چلکر چار دن بعد سرسوتی پہنچا جس کا ایک عمدہ قسم کا چاول بڑی مقدار میں دہلی بھیجا جاتا تھا یہاں سے ہانسی گیا جو نہایت خوشنما مضبوط اور فصیل سے آراستہ آباد شہر تھا۔ دو دن بعد مسعود آباد پہنچکر وہاں تین دن مقیم رہا۔ یہ شہر دہلی سے دس میل واقع تھا۔ اس کے کھنڈر نجبن گڑھ سے ایک میل اور پالم کے اسٹیشن سے چھ میل شمال سے جانب مغرب واقع ہیں) سلطان تغلق اسوقت دہلی سے باہر دس دن کے سفر پر قنوج گیا ہوا تھا۔ سلطان کی والدہ اور وزیر سلطنت شہر میں تھے۔ وزیر کے اطلاع دینے پر شہر کے قاضی، عالم اور چند امراء ابن بطوطہ اور اس کے عسکریوں کو لینے آئے۔ ان کے ساتھ پالم میں ایک دن ٹھہر کر دہلی آئے۔ اسوقت کی دہلی کی وسعت و عظمت سے متاثر ہو کر ابن بطوطہ بے ساختہ کہتا ہے کہ دہلی تمام دنیائے اسلام میں سب سے بڑا شہر تھا پھر کہتا ہے کہ وہ چار متصل شہروں پر مشتمل تھا جنمیں سے قدیم دہلی ہندوؤں کی بنائی ہوئی تھی مسلمانوں نے اسے ۱۱۸۸ھ میں فتح کیا۔ دوسرا شہر سیری کے نام سے مشہور تھا۔ سلطان نے اسکو خلیفہ بنی عباس مستنصر باللہ کے پڑپوتے کو دیدیا تھا جبکہ وہ اس سے ملنے آیا اس لئے اس کا نام دار الخلافہ رکھا گیا تیسرا شہر تغلق آباد کہلاتا تھا جسکو سلطان وقت کے باپ نے تعمیر کرایا تھا۔ افسوس ہے کہ سلطان تغلق کی خواہش چاروں شہروں کو ایک فصیل سے گھیر کر ملا دینے کی پوری نہ ہو سکی۔ اس کے بعد ابن بطوطہ دہلی کی جامع مسجد کی تفصیل بیان کرتا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس وقت بھی وہ بہت وسیع اور عالی شان تھی۔ مسجد کے بیچ میں ایک بلند فلزی مینار کا ذکر کرتا ہے جسکی نسبت مشہور تھا کہ سات دھاتوں کے آمیزہ سے بنایا گیا تھا (جو ہفت جوش کہلاتا تھا) مینار ایسا سخت تھا کہ اس پر فولاد سے نشان نہیں پڑ سکتا تھا حافظہ کی غلطی سے اس مینار کی بلندی اور گھیر کی پیمائش میں مبالغہ کرتا ہے جامع مسجد کے مشرقی دروازہ کے پاس پیتل کے دو بہت بڑے بت مٹی میں سرنگوں پڑے ہوئے تھے۔ لوگ آتے جاتے ان کو روندتے تھے۔ کہتا ہے اس مقام پر پہلے ایک بہت بڑا بت خانہ تھا

اسکو توڑ کر جامع مسجد تعمیر کی گئی۔ اس کے بعد سلطان قطب الدین کے تیار کردہ قطب مینار کا ذکر کرتا ہے۔ یہاں بھی بہت مبالغہ سے کام لیتا ہے۔

دہلی کے باہر پینے کے پانی کا ایک تالاب بتاتا ہے جو دو میل لمبا اور آدھا میل چوڑا تھا۔ سلطان التمش کا بنایا ہوا تھا۔ تالاب کے پیچھے خربوزہ، ککڑی اور نیشکر کی کاشت کی جاتی تھی۔ تالاب کے بیچ میں ایک مسجد یا بلند مقام پر خانقاہ تھی۔ وہاں کے مشہور رجال بزرگوں میں کمال الدین نامی ایک بزرگ تھے جو صاحب کہف کہلاتے تھے ان کے مشورہ کے بموجب ابن بطوطہ اپنے ایک مغرور غلام کو واپس نہ لینے کا ذکر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ بالآخر اس غلام نے اپنے آقا کو قتل کر دیا۔

سلطان محمد تغلق کی سیرت اور طرز حکومت کی سچی تصویر کھینچ کر بتاتا ہے۔ کہتا ہے کہ وہ جتنا فیاض تھا اتنا ہی خونریز بھی تھا۔ سلطان کا محل دہلی میں دار سرا کہلاتا تھا۔ پھر شاہی محلات دربار کے دالان (ہزار ستون) اور آداب نشست و برخاست دربار وغیرہ کی تفصیل بیان کرتا ہے۔ سلطان کی فیاضی کے ضمن میں شہاب الدین گازرونی ایک سوداگر کا ذکر کرتا ہے جو سلطان کی خدمت میں تحفے لیکر آ رہا تھا۔ راستہ میں چوروں نے اسکو لوٹ لیا۔ سلطان کو اس کا علم ہوا تو بیش بہا انعام عطا کیا۔ پھر جب وہ بیمار ہو گیا تو خزانہ سے ایک لاکھ سونے کے تنگے روانہ کئے۔ ایک تنگہ کی قیمت مراکش کے تقریباً ڈھائی دینار کے مساوی تھی۔ شہاب الدین صحت پاکر جزیرہ ہرمز کو چلا گیا اور وہاں ایک عالی شان مکان تیار کیا۔ لیکن افسوس ہے کہ اس کی ساری دولت بادشاہ ہرمز اور اس کے بھتیجوں کی جنگ میں لٹ گئی اور وہ سلطان شیراز ابو اسحٰق کے رحم و کرم کا محتاج ہو گیا۔ حکیم شمس الدین نے ۲۷ شعر کا ایک قصیدہ سلطان محمد بن تغلق کی تعریف میں بزبان فارسی لکھ بھیجا۔ سلطان نے اس کے صلہ میں فی شعر ایک ہزار نقرئی دینار عطا کئے۔ پہلے کسی بادشاہ نے فی شعر ہزار درہم سے زیادہ نہیں عطا کئے۔ قاضی مجد الدین شیرازی کو بھی (جنکا قبل ازیں ذکر آ چکا ہے) اس نے دس ہزار نقرئی دینار عطا کئے۔ برہان الدین

ساغرجی (قریب سمرقند) مشہور واعظ کو بھی ۴۰ ہزار دینار بھیجکر دربار میں آنے کی دعوت دی لیکن چونکہ وہاں علما کو بھی بادشاہ کے سامنے کھڑا رہنا پڑتا تھا۔ برہان الدین نے رقم لیکر اپنے قرضے چکا دیئے اور خطا کو چلا گیا۔ سلطان کے خلاف قاضی وقت کے سامنے کئی شکائتیں پیش ہوئیں طلبی ہوئی تو پا پیادہ قاضی کے دربار میں حاضر ہو کر احکام دارالقضاء کی تعمیل کی اس زمانہ کے مشہور قحط میں ہر متنفس کو بادشاہ کی طرف سے چھ چھ مہینہ کا غلہ عطا کیا گیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی روزانہ سینکڑوں آدمی سلطان کے حکم سے سزا پاتے قید اور قتل کئے جاتے اس کے سوتیلے بھائی مسعود خاں (جسکی ماں سلطان علاؤالدین کی بیٹی تھی) کے ظالمانہ قتل کا قصہ بیان کرتا ہے سلطان کے نام پر سب سے بڑا دھبہ یہ ہے کہ اس نے دہلی کے تمام باشندوں کو یک وقت دکن کی پہاڑیوں میں دولت آباد چلے جانے کا حکم دیا اور لاکھوں آدمی بجبر وہاں منتقل کئے گئے۔

جب ابن بطوطہ دہلی میں داخل ہوا تو بادشاہ باہر گیا ہوا تھا وہ سلطان کی والدہ اور وزیر کی خدمت میں حاضر ہو کر آداب بجا لایا اور تحائف پیش کئے۔ اس کے صلہ میں وہ بیش بہا عطیات و عنایات سے سرفراز ہوا۔ چنانچہ وزیر نے منجانب سرکار دو تھیلیاں ایک ایک ہزار کی یہ کہکر دیں کہ "یہ اس کا سر دھونے کے لئے" عطا ہوئیں۔ ان کے علاوہ ایک گراں قیمت پشمینہ کا عبا بھی عنایت ہوا پھر سلطان کی طرف سے مہمان داری کا سامان خورد و نوش بھی مقرر ہوا اور بعد میں پانچ ہزار دینار سالانہ آمدنی کے گاؤں بھی عطا ہوئے۔

چوتھی شوال (مطابق ۵ جون ۱۳۳۴ء) کو سلطان قلعہ تلپٹ (دہلی سے سات میل پر) واپس ہوا۔ دربار شاہی میں مولانا بہاؤالدین کے نام سے اس کا تعارف کرایا گیا۔ سلطان نے بڑی مہربانی سے زبان فارسی میں اس سے گفتگو کی۔ حالات سفر پوچھے۔ اگر ابن بطوطہ چاہتا تو قلمدان وزارت سے سرفراز ہوتا۔ اس لئے کہ بیرون ہند بلاد اسلام سے آنے والے افراد ہی کا اس زمانہ میں حکومت ہند کی بڑی خدمات پر تقرر عمل میں آتا تھا لیکن اس نے وزارت سے انکار کر کے قضارت پر اکتفا کیا۔ دہلی کے مسلمانان فرقہ مالکی کا قاضی مقرر ہوا۔ مشاہرہ و جاگیر کا بھی حکم سنایا گیا لیکن انکی علمی

اجرائی میں عموماً دیر ہوا کرتی تھی۔ اسلئے ابن بطوطہ کے قرض خواہوں نے اسکو تنگ کیا اور بادشاہ تک اسکی شکایت پہنچی بالآخر بوضع دس فیصدی (حسب معمول مقررہ) اس کے مناصب اور تنخواہ وغیرہ جاری کر دئے گئے۔

جمادی الاول کی نویں تاریخ (۲۱ر اکتوبر ۱۳۴۱ء) کو سلطان کورومنڈل کے ساحل (معبر) کے ایک باغی کی سرکوبی کو روانہ ہوا۔ جاتے ہوئے سلطان قطب الدین کے مقبرہ کی نگرانی بھی ابن بطوطہ کے تفویض کی۔ وقف کی آمدنی کم تھی اور ملازمین کی تعداد زیادہ تھی۔ ابن بطوطہ اسراف کا بھی خوگر ہوگیا تھا سلطان نے ان تمام امور کے پیش نظر اس کے ساتھ نہایت فیاضانہ سلوک کرکے اسراف سے پرہیز کرنے کی نصیحت کی۔ سلطان کے غیاب میں سخت قحط نازل ہوا۔ لیکن ابن بطوطہ نے سلطان کے عطیات کو غریبوں اور مسکینوں کے خورد و نوش پر صرف کرکے خلق اللہ کی خدمت کی اور نیک نامی حاصل کی۔

معبر کی مہم میں افواج شاہی کا بیشتر حصہ وبائی بیماری میں مبتلا ہوگیا اس لئے وہاں سے واپس ہونا پڑا۔ پھر اودھ کے گورنر کی بغاوت فرو کرنے کیلئے دریائے گنگا پر کیمپ قائم کیا گیا۔ ابن بطوطہ بھی اس مہم میں سلطان کے ساتھ شریک تھا۔ اور اسی کے ساتھ دہلی واپس آیا چونکہ ابن بطوطہ نے سلطان کے مسلمہ مخالف شیخ شہاب الدین سے شہر کے باہر ایک غار میں جاکر ملاقات کی اس لئے سلطان اس سے بدظن ہوگیا اور اسکو سزا دینی چاہی اس نے مسلسل پانچ یوم کا روزہ رکھا اور صرف پانی پر اکتفا کیا۔ تمام وقت تلاوت قرآن مجید کرتا رہا پھر مزید چار یوم کا روزہ رکھا۔ اس اثناء میں شیخ شہاب الدین کی موت واقع ہوئی اور ابن بطوطہ رہا کر دیا گیا۔ پھر اس نے صاحب کہف امام کمال الدین کے حلقہ اطاعت میں شریک ہوکر دنیا سے کنارہ کشی اختیار کی۔ سلطان اس وقت سندھ میں تھا۔ یہ خبر سنکر اسکو طلب کیا اور اسکی سابقہ ملازمت پر مامور کرنا چاہا۔ وہ فقیروں کے لباس میں حاضر ہوا اور مکہ معظمہ جانے کی اجازت چاہی چنانچہ ختم جمادی الثانی ۷۴۲ھ (م ردائل دسمبر ۱۳۴۱ء) میں سلطان نے اسکی اجازت دیدی لیکن چالیس دن بعد پھر اسکو تحفے بھیجکر دربار میں طلب کیا اور چین کے بادشاہ کے پاس اپنا سفیر بنا کر بھیجا۔

(باقی)

مرہم درویش یا کراماتی مرہم

امراض ذیل کی دنیا میں ایک جادو بھری اکسیر

ہرماہ یہ مرہم کافی تعداد میں تیار ہو کر فروخت ہوتا ہے۔ اور ملک میں اس کی بکثرت مانگ ہے اس کی تعریف اور تصدیق میں لاتعداد خطوط موصول ہو چکے ہیں۔ بعض اصحاب نے اس کے عجیب و غریب فوائد دیکھ کر اس کا نام کراماتی مرہم تجویز کیا ہے، اس مرہم کی ایجنسیاں بھی قائم ہونا شروع ہو گئی ہیں یہ اکسیری مرہم داد، چنبل، خارش خشک و تر، برص، درد گنج، مسہائے بواسیر، زخم آتشک ہر قسم کے گھاؤ، پھوڑا، پھنسی، ناسور، آگ سے جل جانے اور چھری وغیرہ سے کٹ جانے کے زخموں، اور درد سر، درد کان، درد گردہ، درد پسلی (نمونیا)، درد گٹھیا، چوٹ، موچ، رگڑ، جوڑوں کا درد، نارو، کھارو، کنپھیڑ، گلہ کی ہڈی، زخم چیچک، خنازیر (کنٹھ مالا) اور طاعونی گلٹیوں اور ہر جگہ کے بیرونی دردوں اور ورموں کو دور کرنے میں عدیم المثال اور زہریلے جانوروں کے کاٹنے کا ایک لاثانی تریاق ہے، سوزش اور جلن کو فوراً تسکین دیتا اور ٹھنڈک پہنچا کر بہت جلد آرام کر دیتا ہے۔ بچوں کے مرض ڈبہ جسے پسلی چلنا بھی کہتے ہیں فوراً فائدہ پہنچاتا ہے۔ **مرہم درویش کا** ہر گھر اور ہر مطب میں ہر وقت رہنا ضروری ہے۔ نہایت خوشرنگ اور خوشبودار ہے۔ منگا کر اپنی اور اپنے مطب کی شہرت بڑھائیے۔ اگر مفید ثابت نہ ہو تو شرعاً و قانوناً قیمت واپس کرنے کے ذمہ دار ہیں

قیمت فی ڈبہ دو روپے، محصول ڈاک دو ڈبوں تک ۱۱/ ہے۔ دو ڈبوں سے کم کا وی۔ پی نہ ہوگا۔

(ندائے حرم کا حوالہ ضرور دیں)

پتہ

دار المجربات مرہم درویش چرتھاول مظفرنگر یو۔پی

صحیفۂ سعادت

بابت ماہ ذیقعد ۱۳۶۴ھ

معاونین کرام اور محسنوں کے اسمائے گرامی

فہرست رقوم عطیات و امداد دار العلوم صولتیہ مکہ معظمہ بذریعہ صدر دفتر مدرسہ دہلی
اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ ہر مہینہ کی فہرست اسماء معاونین کرام کی اشاعت دوسرے ماہ کے نمبر میں ہوا کرے گی
ضمناً بہ تفصیلات میں اگر کوئی غلطی ہو تو براہ کرم دفتر کو مطلع فرمائیے باعث شکر گزاری ہوگا

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
۱	رسید ۱۵ جلد ۱۲۵	جناب مولوی ظفر الحسن صاحب بہاشریف مرسلہ جناب مولوی محمد اصغر حسین صاحب	صہ / ص	امداد عام / زکوٰۃ
۲	۱۶ ″	جناب محمد انوار الحق صاحب تعلقہ داؤدی	ص	فطرانہ یتامیٰ
۳	۱۷ ″	″ حکیم تصدق حسین صاحب گونڈہ	عہ	زکوٰۃ
۴	۱۸ ″	″ التفات احمد خاں صاحب روناہی	عہ	فطرہ صدقہ ایصال ثواب
۵	۱۹ ″	″ چودھری قدرت الٰہی صاحب للہ صدقہ متعلقین مرحوم صدقہ ایصال ثواب		صدقہ خیر / ایصال ثواب
		محترمہ سعادت فاطمہ صاحبہ عرف سلطانہ بیگم صاحبہ صہ زکوٰۃ، مرسلہ جناب مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپور	للعہ	زکوٰۃ
۶	۲۰ ″	″ شیخ محمد رفیق صاحب، از وقف بحق مرحومہ ملی (بابت سال ۱۳۶۳ھ)	۱۱۰ر	امداد عام

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
۷	۲۱ جلد ۱۲۵	جناب سید نواب حسن خاں صاحب محی الدین پور فدیہ صوم وصلوٰۃ حاجی سید وزیر حسن خاں صاحب مرحوم	معہ	عللہ تطلائف للعہ ایصال ثواب عہ
۸	۲۲ ″	″ قاضی محمد حمید الدین صاحب جالندھر	صہ	امداد عام
۹	۲۳ ″	″ مہدی حسن حافظ احمد حسن صاحبان ہردوئی	عہ	زکوٰۃ
۱۰	۲۴ ″	″ حاجی عبد الغنی صاحب گوجرہ	عہ	″
۱۱	۲۵ ″	″ الٰہی بخش صاحب از جودھپور	مار	ایصال ثواب
۱۲	۲۶ ″	″ محمد اسحٰق صاحب کانکیناڑہ	للعہ	زکوٰۃ
۱۳	۲۷ ″	″ امین میاں صاحب مرسلہ بشرح بالا ″	للعہ	″
۱۴	۲۸ ″	″ محمد عمر عرف حبیب اللہ صاحب فیض آباد	للعہ	امداد عام

نمبر شمار	نمبر رسید مجلد	نام نامی	رقم	مد
۱۵	۲۹ مجلد ۱۲۵	جناب منشی محمد یحییٰ صاحب مکھنہ (بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۴۵ء)	سہ	وظائف طلبا
۱۶	۳۰ "	جناب شمس الدین اللہ رکھا صاحبان بیانہ	سہ	امداد عام
۱۷	۳۱ "	" جناب شریف احمد صاحب قریشی سہارنپور	عہ	"
۱۸	۳۲ "	" حاجی دین محمد صاحب ڈدھا	ے ر	زکوٰۃ
۱۹	۳۳ "	" محمد اسمٰعیل صاحب بی۔ اے آف بریلی	عہ	امداد عام
۲۰	۳۴ "	" سید نظام الدین صاحب اجمیر شریف	عہ	زکوٰۃ
۲۱	۳۵ "	" منشی اصغر علی خاں صاحب مرسلہ منشی پیرجی محمد یونس صاحب سہارنپور	عار	امداد عام
۲۲	۳۶ "	" جناب منشی محمد عثمان صاحب "	ت ر	"
۲۳	۳۷ "	" منشی پیرجی محمد یونس صاحب "	عار	"
۲۴	۳۸ "	" محترمہ مسز مسیح الدین احمد صاحبہ موضع اجولی	عہ	"
۲۵	۳۹ "	" جناب ابو طلیق احمد صاحب فاروقی بی۔ اے۔ دہلی (بابت اکتوبر سنہ ۱۹۴۵ء)	عار	ایصال ثواب
۲۶	۴۰ "	" جناب حاجی محمد احمد صاحب ملٹری دہلی	للعہ ر	امداد عام
۲۷	۴۱ "	" سید عارف حسین شاہ صاحب مقام ڈاکخانہ چک ۳۳۳ ج۔ب	سہ	امداد عام
۲۸	۴۲ "	" جناب منشی سردار علی صاحب مدرس چک ۱۳۳ ج۔ب	سہ	وظائف طلبا
۲۹	۴۳ "	" حاجی شاہ خلیل الرحمٰن صاحب مونگیر	عہ	ایصال ثواب
۳۰	۴۴ "	" محترمہ بی بی سلمہ صاحبہ مرسلہ بشیر بلالی	سہ	زکوٰۃ ایصال ثواب
۳۱	۴۵ "	" عارہ صاحبہ " "	عہ	ایصال ثواب
۳۲	۴۶ "	" بی بی رضیہ خاتون صاحبہ " "	سہ	زکوٰۃ
۳۳	۴۷ "	" سید محمد اطہر صاحب منشی الہ آباد	للعہ ۱۴ر	امداد عام

نمبر شمار	نمبر رسید مجلد	نام نامی	رقم	مد
۳۴	۴۸ مجلد ۱۲۵	جناب عبدالواحد عنایت اللہ صاحبان سیالکوٹ	معہ ر	زکوٰۃ
۳۵	۴۹ "	جناب انوار الحق صاحب صدیقی بی۔ اے محلہ ای۔ بی۔ پوسٹ آفس	للعہ	امداد عام
۳۶	۵۰ "	" ولی محمد صاحب کرنال	عہ	"
۳۷	۵۱ "	" احسان الٰہی محمد آفاق صاحبان کانپور	عہ	"
۳۸	۵۲ "	" اسرار احمد صاحب مراد آباد	معہ ر	زکوٰۃ
۳۹	۵۳ "	" عبدہ صاحب خانساماں مرسلہ جناب منظور احمد صاحب چودھری	ے ر	زکوٰۃ
۴۰	۵۴ "	" محمد یعقوب خاں محمد حنیف خاں صاحبان پورنی	۱۱ر	وظائف ایتام
۴۱	۵۵ "	جماعت مسلمانان موضع بادم مرسلہ جناب محمد مسعود عالم صاحب	للعہ	امداد عام
۴۲	۵۶ "	جناب نواب نثار یار جنگ بہادر حیدرآباد (بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۴۵ء)	عہ	ایصال ثواب
۴۳	۵۷ "	جناب شیخ محمد اشرف محمد اسمٰعیل صاحبان موضع گوپیا	معہ ر	امداد عام
۴۴	۵۸ "	" نبی بخش صاحب موضع پاکی جاپان	سہ	"
۴۵	۵۹ "	" حمید دیکھیا صاحب سیوتا	عہ	وظائف مستحقین و تعلیم قرآنی
۴۶	۶۰ "	" محمد شریف صاحب قریشی جبور	للعہ ۱۱ر	وظائف حیات
۴۷	۶۱ "	" ایس آر ایم حسن صاحب ہیلی	سہ	امداد عام
۴۸	۶۲ "	" حاجی رمضانی صاحب اکبرپور بخوشی صحت شاہ منصور عالم صاحب	سہ	علاج تعلیم مستحقین وظائف
۴۹	۶۳ "	" حاجی ابو محمود صاحب متولی وقف عبدالحق علی بخش صاحب کانپور	مار	امداد عام

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
۵۰	۶۴ ۱۳۵	جناب ڈاکٹر خدا بخش صاحب اٹک	۱۰ روپے	زکوۃ مستحق حضرات
۵۱	۶۵ ″	″ حاجی شیخ حسین بخش فاضل جی صاحب مکرانہ	۵ روپے	امداد عام
۵۲	۶۶ ″	″ حاجی شاہ خلیل الرحمن صاحب مونگیر	عـ	ایضاً نواب
۵۳	۶۷ ″	مسلم نوجوانان بلوچ رجمنٹ رسالدار میجر انچارج صاحب کراچی صدر	۱۴ روپے	وظائف طلبہ
۵۴	۶۸ ″	جناب صفی اللہ صاحب منشی محمدی	۱۲ روپے	امداد عام
۵۵	۶۹ ″	ایک اہل خیر خاتون جزاہا اللہ از میرٹھ	عـ	″
۵۶	۷۰ ″	جناب عبد الغنی صاحب راولپنڈی	عـ	″
۵۷	۷۱ ″	″ الحاج خان بہادر محمد عبد العزیز بادشاہ صاحب	۳ روپے	″
۵۸	۷۲ ″	″ ″ از جانب مولانا محمد عبد الجبار شاہ صاحب	۳ روپے	″
۵۹	۷۳ ″	″ ″ از جانب محترمہ محمود النساء بیگم صاحبہ	۳ روپے	″
۶۰	۷۴ ″	″ حافظ غلام رسول صاحب سرسید برکت علی صاحب اجمیر شریف	۱۰ روپے	زکوۃ
۶۱	۷۵ ″	″ خان بہادر قاضی قطب الدین احمد صاحب بریلی	عـ	″
۶۲	۷۶ ″	″ امجد علی صاحب جمعدار موضع موہ	۶ روپے	امداد عام
۶۳	۷۷ ″	″ قاری محمد نور گت صاحب ندکیسر مرسلہ مولانا حسین احمد صاحب مدنی	مالعـ	″
۶۴	۷۸ ″	جناب منشی محمد مسعود حسن صاحب منشر سہارن پور	سـ	زکوۃ
۶۵	۷۹ ″	″ حاجی محمد یوسف صاحب محمد لطیف صاحب نگینہ	سـ	″
۶۶	۸۰ ″	″ ایس واجد علی صاحب الہ آباد	۲ روپے	″
۶۷	۸۱ ″	″ حکیم محمد صفی احمد صاحب موضع کھونیا	عـ	″

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
۶۸	۸۲ ۱۳۵	جناب نیک جان صاحب بتوسط جمال الدین صاحب کا نکینا والے مرسلہ مولانا حسین احمد صاحب	۵ روپے	امداد عام
۶۹	۸۳ ″	جناب خدا بخش صاحب پسر اللہ بخش صاحب محمدی، زکوٰۃ از نماز اللہ بخش صاحب مرحوم	۶ روپے	ایضاً طلبا
۷۰	۸۴ ″	محترمہ بیگم صاحبہ عبد الرحمن خان صاحب نائب اسٹیٹ	عـ	زکوۃ
۷۱	۸۵ ″	جناب محمد یعقوب صاحب دہلی	عـ	″
۷۲	۸۶ ″	ایک صاحب خیر جزاہ اللہ ریاست رام پور	عـ	امداد عام صرف ایصال ثواب
۷۳	۸۷ ″	مسٹر محمد فصیح الدین صاحب لکھنؤ	۵ روپے	زکوۃ
۷۴	۸۸ ″	جناب محمد یامین صاحب اقبال شہر	۵ روپے	″
۷۵	۸۹ ″	″ محمد اسمٰعیل نیاز محمد صاحبان ″	۵ روپے	″
۷۶	۹۰ ″	″ حاجی عطاء اللہ خان صاحب پیر پیائی	عـ	″
۷۷	۹۱ ″	″ ملک نبی محمد صاحب اٹک نام پور	۵ روپے	امداد عام
۷۸	۹۲ ″	″ چودھری محمد اسحٰق صاحب نواری موضع سرلہ	سـ	وظائف طلبا
۷۹	۹۳ ″	محترمہ عائشہ بی صاحبہ کان پور مرسلہ جناب حاجی ولایت حسین صاحب الہ آبادی	۴ روپے	زکوۃ
۸۰	۹۴ ″	″ سلطان احمد صاحب رحمانی ضلع پٹنہ	للعـ	ایصال ثواب
۸۱	۹۵ ″	″ ملک سلطان صاحب کولوکسا		
		مرسلہ جناب حاجی امام الدین صاحب (برائے زعماء نیز برکت و نعمت)	۱۰ روپے	زکوۃ
۸۲	۹۶ ″	جناب احمد صاحب سیرانی سرگودھا	۶ روپے	امداد عام
۸۳	۹۷ ″	منشی شیخ مسیح الدین احمد صاحب موضع سیلاپا	عـ	ایصال ثواب

ندائے حرم

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
۸۴	رسید نمبر ۱۲۲ جلد	محترمہ منور النساء بیگم صاحبہ مرسلہ جناب شیخ مسیح الدین احمد صاحب، موضع سیالی	عہ/	ایصال ثواب
۸۵	۹۹ ″	محترمہ ... صاحبہ ... الدین صاحب مرحوم ...	عہ/	″
۸۶	۱۰۰ ″	″ سیدہ ... بی بی صاحبہ ... محترمہ والدہ صاحبہ ... الدین صاحب مرحوم مرسلہ ... سیالی	۶/	″
۸۷	رسید نمبر ... جلد	جناب منصور عالم شاہ صاحب اکبر پور	۲	امداد عام
۸۸	۲ ″	″ سید اقبال شاہ صاحب شملہ	عکہ	زکوٰۃ ایصال ثواب
۸۹	... جلد	″ الحاج کیپٹن مولوی غلام محمد صاحب ریاست بہاولپور بابت ماہ اکتوبر ...	صہ/	زکوٰۃ
۹۰	۳ ″	″ خان بہادر کے۔ ایم اسد اللہ صاحب کلکتہ	صہ/	امداد عام
۹۱	۵ ″	محترمہ بیگم صاحبہ جناب کیپٹن ڈاکٹر سید محمد ... حسین صاحب کرنال بابت ماہ اکتوبر ...	صہ/	″
۹۲	۶ ″	جناب شیخ وحید الحق صاحب ... موضع ...	صہ/	″
۹۳	۷ ″	″ شاہ عالم خاں صاحب پشاور	صہ/	زکوٰۃ
۹۴	۸ ″	″ مولوی محمد ایوب صاحب صدیقی جون پور	صہ/	امداد عام
۹۵	۹ ″	″ ابرار حسن خاں صاحب منیجر قائم گنج	صہ/	ایصال ثواب
۹۶	۱۰ ″	″ کے۔ ایم تسکین علی خاں صاحب ...	صہ/	امداد عام
۹۷	۱۱ ″	″ محمد سعید صاحب آگرہ	صہ/	زکوٰۃ
۹۸	۱۲ ″	″ محمد کفایت اللہ صاحب سلطان پارہ	صہ/	...
۹۹	۱۳ ″	″ عبد الرشید صاحب موضع گھوسی	صہ/	امداد عام
۱۰۰	۱۴ ″	″ مولوی حافظ محمود الحسن صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل بی سہارن پور	صہ/	زکوٰۃ

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
۱۰۱	رسید ... جلد	جناب عبد الرؤف صاحب بتوسط ...		
۱۰۲	۱۶ ″	″ ممتاز حسین خاں صاحب الہ آباد		
۱۰۳	۱۷ ″	″ خان صاحب حاجی محمد عبد الشکور صاحب ...		
۱۰۴	۱۸ ″	″ محمد یوسف صاحب ...	صہ/	زکوٰۃ ...
۱۰۵	۱۹ ″	″ مولوی محمد فخر الدین صاحب ... محمد غیاث الدین سلمہٗ	صہ/	وظائف طلبا
۱۰۶	۲۰ ″	″ عبد الرؤف صاحب خاکوانی ڈیرہ اسمٰعیل خاں	صہ/	زکوٰۃ
۱۰۷	۲۱ ″	محترمہ بیگم صاحبہ جناب حاجی عبد الرشید صاحب الہ آباد، مرسلہ حاجی صاحب موصوف	صہ/	امداد عام
۱۰۸	۲۲ ″	محترمہ ... بی بی صاحبہ اہلیہ شیخ ... صاحب مرسلہ ...	صہ/	امداد عام
۱۰۹	۲۳ ″	جناب محمد جعفر خاں صاحب پنشنر موضع ...	صہ/	زکوٰۃ
۱۱۰	۲۴ ″	محترمہ اقبال ... صاحبہ بتوسط محترمہ ... نان پارہ (لکھنؤ)	صہ/	امداد عام
۱۱۱	۲۵ ″	″ سردار ... صاحب ... مرسلہ جناب حاجی امام الدین صاحب ...	صہ/	وظائف (طلبا)
۱۱۲	۲۶ ″	جناب حکیم منظور احمد صاحب مرسلہ ″ ″	صہ/	...
۱۱۳	۲۷ ″	″ شیخ حافظ محمد قاسم صاحب پسر حافظ محمد اسمٰعیل صاحب ...	صہ/	زکوٰۃ
۱۱۴	رسید ... جلد	″ سید ظفر الحسن صاحب از جناب محترمہ اہلیہ صاحبہ ... نئی دہلی بابت ماہ اگست ...	عصہ/	امداد عام
۱۱۵	۴ ″	″ منشی محمد صدیق صاحب مرسلہ مولوی محمد ایوب صاحب صدیقی جون پور	عصہ/	″
۱۱۶	۵ ″	جناب نور محمد خاں صاحب مرسلہ ″ ″	عصہ/	″
۱۱۷	۶ ″	محترمہ بیگم صاحبہ فاروق مرزا صاحب دہلی	عصہ/	″
۱۱۸	۷ ″	″ ″ حکیم عبد الرحمن صاحب	عصہ/	″

نمبر شمار	نمبر ٹکٹ وجلد	نام نامی	رقم	مد	نمبر شمار	نمبر ٹکٹ جلد	نام نامی	رقم	مد
۱۱۹	عشہ ٹکٹ ۳۸	جناب منظور احمد صاحب جوڑ جیولہ	عہ/	زکوٰۃ	۱۴۱	رسید ۱۱ علیحدہ جلد ۱۵۲	جناب منشی مقصود احمد صاحب رڑکی	۸/	فطرہ وغلہ
۱۲۰	۹	،، محترم علی خاں صاحب مرسلہ محمد عبدالرشید صاحب شفقت سینالی کاشی	عہ/	وظائف نقرہ	۱۴۲	۱۳	،، شیخ حمید صاحب عطار	عہ/	امداد عام
					۱۴۳	۱۳	،، ستیا خاں صاحب	۱۲/	،،
۱۲۱	۱۰	،، محمد ذکی صاحب اعظم گڑھ	عہ/	امداد عام	۱۴۴	۱۴	،، حاجی فضیل احمد صاحب	۸/	وظائف [illegible]
۱۲۲	۱۱	،، مسٹر ظفر الحسن صاحب از جانب محترمہ اہلیہ صاحبہ مرحومہ ... دہلی ماہ ستمبر	عہ/	،،	۱۴۵	۱۵	،، مرزا عبدالشکور بیگ صاحب نقشہ منگلور	۱۲/	زکوٰۃ فطرہ
					۱۴۶	۱۶	،، الف دین خاں ... صاحبان عزیز بھائی رڑکی	[illegible]	وظائف فطرہ
۱۲۳	۱۲	ایضاً حسب بالا ماہ اکتوبر	عہ/	،،	۱۴۷	۱۷	،، حاجی فضیل احمد صاحب رڑکی	۱۲/	وظائف (رڑکی)
۱۲۴	۱۳	جناب حافظ رشید احمد صاحب جوالا پور	عہ/	،،	۱۴۸	رسید ۱۱ علیحدہ جلد ۲۲۹	محترمہ اہلیہ صاحبہ شیخ محمد عمر صاحب	صہ/	زکوٰۃ
۱۲۵	رسید ۲۴ علیحدہ جلد ۹۳	،، مولوی محمد امجد اللہ صاحب کیمپ گنج	عـہ	،،	۱۴۹	۱۲	جناب شیخ محمد زکریا صاحب	عہ/	ایصال ثواب
		فدریعہ حاجی طفیل احمد صاحب رڑکی			۱۵۰	رسید ۱۵ علیحدہ جلد ۲۲۹	محترمہ اہلیہ صاحبہ ... انصاری صاحب		
۱۲۶	رسید ۲۵ علیحدہ جلد ۹۳	جناب منشی فضل حسین صاحب اسٹیشن ماسٹر رڑکی	[illegible]	زکوٰۃ			موضع ... والا ... صاحب ٹھیکیدار	عہ/	،،
۱۲۷	۴۷	،، شیخ احمد حسن صاحب	عہ/	امداد عام	۱۵۱	۲۶	جناب ... صاحب انصاری ،، ،،	عہ/	،،
۱۲۸	۴۸	،، شیخ معصوم علی صاحب	[illegible]	نذر و نقد	۱۵۲	۲۷	محترمہ والدہ صاحبہ ... علی صاحب انصاری ،،	عہ/	،،
۱۲۹	۴۹	،، شیخ عبدالکریم صاحب حلوائی	عہ/	ایصال ثواب	۱۵۳	۲۸	جناب اسعد ... صاحب انصاری ،،	عہ/	،،
۱۳۰	۵۰	،، حاجی طفیل احمد صاحب	۸/	،،	۱۵۴	۲۹	،، محمد علی صاحب انصاری ،،	عہ/	،،
۱۳۱	رسید علیحدہ جلد ۱۵۲	،، شیخ محمد اصغر صاحب	[illegible]	زکوٰۃ	۱۵۵	۳۰	،، رحمت اللہ انصاری ،،	عہ/	،،
۱۳۲	۲	،، بابو نہال احمد صاحب	عہ/ ۸/	ایصال ثواب، فطرہ	۱۵۶	۳۱	محترمہ والدہ صاحبہ احمد علی صاحب انصاری ،،	عہ/	،،
۱۳۳	۳	،، شیخ لیاقت حسین صاحب	عہ/	امداد عام	۱۵۷	۳۲	،، اہلیہ صاحبہ محمد علی صاحب انصاری ،،	عہ/	،،
۱۳۴	۴	،، حکیم حافظ مظفر محمد خاں صاحب	عہ/	زکوٰۃ	۱۵۸	۳۳	جناب احمد علی صاحب انصاری ،،	عہ/	،،
۱۳۵	۵	محترمہ والدہ صاحبہ ... عالم صاحب	عہ/	ایصال ثواب	۱۵۹	۳۴	عزیزہ اللہ صاحبہ ... صاحب انصاری ،،	عہ/	،،
۱۳۶	۶	جناب شیخ مشتاق احمد صاحب	عہ/	امداد عام	۱۶۰	۳۵	،، حمیدہ صاحبہ ... صاحب انصاری ،،	عہ/	،،
۱۳۷	۷	،، حاجی طفیل احمد صاحب	[illegible]	فطرہ وغلہ	۱۶۱	۳۶	،، ... صاحب انصاری ،،	عہ/	،،
۱۳۸	۸	،، شیخ محمد حیات صاحب	عہ/	،،	۱۶۲	۳۷	،، شکورن صاحبہ ... شوکت علی صاحب ،،	عہ/	،،
۱۳۹	۹	،، ملا فضل الرحمن صاحب	عہ/	،، ،،	۱۶۳	۳۸	جناب برخوردار مسلم ... صاحب	عہ/	،،
۱۴۰	۱۰	،، حفظ الرحمن صاحب	عہ/	،، ،،	۱۶۴	۳۹	... ذکا صاحب	عہ/	،،

نمبر شمار	نمبر ٹکٹ جلد	نام نامی	رقم	مد	نمبر شمار	نمبر ٹکٹ جلد	نام نامی	رقم	مد
۱۶۵	ٹکٹ ۴۰ جلد ۲۴	جناب محمد بخش صاحب ... صاحب بنگلور	عصر	امداد عام	۱۷۸	ٹکٹ جلد ۲۸	ایک اہل خیر جزاہ اللہ جودھپور	عصہ	زکوٰۃ
۱۶۰	۴۱ ،،	،، منوا صاحب ولد کریم بخش صاحب منگلور ،،	عصر	،،	۱۷۹	ٹکٹ جلد ۲۹	جناب محمد الیاس صاحب ولد محمد شریف صاحب ،،	عصر	امداد عام
۱۶۰	۴۲ ،،	،، سنگا صاحب ولد منوا صاحب موضع سرائے ،،	عصر	،،			ذریعہ جناب حکیم محمود علی صاحب جے پور		
۱۶۰	۴۳ ،،	محترمہ ... صاحبہ اہلیہ منگا صاحب ،، ،،	عصر	،،	۱۸۰	رسید جلد ۱۵۱ ۳۲	جناب محمد ابراہیم صاحب جے پور سٹی	عام	وظائف وغیرہ
۱۶۹	۴۴ ،،	جناب ... صاحب ولد ... صاحب منگلور ،،	عصر	،،			جناب مولانا مولوی محمد اللہ صاحب		
۱۷۰	۴۵ ،،	محترمہ ... صاحبہ اہلیہ ... صاحب ،،	عصر	،،	۱۸۱	۳۳ ،،	،، مولا بخش صاحب جے پور ،، ،،	عصر	،، ،،
۱۷۱	۴۶ ،،	جناب کریم بخش صاحب ولد ملا ... صاحب ،، ،،	عصر	،،	۱۸۲	۳۴ ،،	محترمہ اہلیہ صاحبہ علی خاں صاحب ،، ،،	عصر	،، ،،
۱۷۲	۴۷ ،،	،، عبدالحمید صاحب ولد شادی صاحب ،، ،،	عصر	،،	۱۸۳	۳۵ ،،	،، اشرف الدین خاں صاحب ،، ،،	عصر	،، ،،
۱۷۳	۴۸ ،،	،، نور محمد صاحب ،، ،،	عصر	ایصال ثواب	۱۸۴	۳۶ ،،	،، شہاب الدین خاں صاحب ،، ،،	عصر	امداد عام
۱۷۴	۴۹ ،،	،، صبیر احمد صاحب انصاری ،، ،،	عصر	،،	۱۸۵	۳۷ ،،	،، ضیاء الدین خاں صاحب ،، ،،	عصر	وظائف وغیرہ
۱۷۵	۵۰ ،،	،، نعمت شاہ صاحب ،، ،،	عصر	امداد عام	۱۸۶	۳۸ ،،	جناب حافظ محمد اسحٰق جس صاحب جے پور	عام	،، ،،
		ذریعہ جناب حکیم محمد عبدالشکور صاحب جودھپور			۱۸۷	۳۹ ،،	،، حافظ محمد مرتضیٰ علی صاحب ،، ،،	[illegible]	،، ،،
۱۷۶	رسید جلد ۱۴۹	جناب محمد شریف صاحب جودھپور	عام	،،	۱۸۸		آمدنی بابت اشتراک سالانہ ندائے حرم صہ + صہ =	[illegible]	
۱۷۷	ٹکٹ جلد ۲۳۰	،، گلاب جی صاحب لوہار ،،	صہر	زکوٰۃ					

میزان کل آمدنی بابت ماہ ذی القعدہ ۱۳۶۲ھ ... ۲۴۳۹

احقر

ضیاء الدین احمد عفی عنہ

معتمد

صدر دفتر مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ۔ دہلی قرولباغ

مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے اہم اغراض ومقاصد

۱ مکہ معظمہ میں ہندوستانی طلباء کیلئے بالخصوص اور آفاقی طلباء کیلئے بالعموم تجوید و علم قرأت کی صحیح تعلیم کا انتظام کرنا۔

۲ ان ہونہار شائقین علم پردیسی طلباء کی تعلیم وقیام کا بلامعاوضہ بندوبست کرنا جو دنیائے اسلام سے تحصیل علوم اسلامیہ کے شوق میں مکہ معظمہ آتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ مرکز اسلام سے کچھ حاصل کرکے جائیں۔

۳ مستحق ونادار طلباء کی حوصلہ افزائی کے لئے نقد وظائف امداد دینا۔

۴ قابل طلباء کی حوصلہ افزائی کے لئے ان کو وظائف لیاقت دینا۔

۵ یتیموں اور خاص طور پر مہاجرین حرم کے بچوں کی تعلیم وتربیت۔

۶ مرکزی حیثیت سے دنیائے اسلام کیلئے مدرسہ کو جامعہ حرم یا مکہ یونیورسٹی بنانا۔

۷ دینی تعلیم کیساتھ صنعتی تعلیم کا انتظام اور مکمل دار الصنائع کا قیام اور اسکی مستقل عمارت بنانا

۸ مدرسہ کے کتب خانہ کی مستقل عمارت تیار کرنا اور مرکزی شان کے لحاظ سے اسے وسعت دینا۔

(رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۷۹)

ترجمان القرآن

از

مولانا ابوالکلام آزاد

جلد دوم

یہ جلد اپنی نوعیت کے لحاظ سے پہلی جلد سے بھی زیادہ اہم بار شان ہے یعنی حواشی زیادہ مفصل، دلکش اور اہم مسائل پر مشتمل ہیں، کتابت و طباعت بھی بہتر ہے چونکہ سورۂ انفال۔ کہف، مریم، انبیاء، وغیرہ اسی میں آگئی ہیں اور مولانا کو کتابت کے جدید انتظام کے باعث جی کھول کر بحث کرنے کا موقع ملگیا ہے اسلئے کتاب اپنے رنگ اور علمی خصوصیت کے اعتبار سے بینظیر ہوگئی ہے، سورۂ اعراف سے سورۂ مومنون تک، ہدیہ پہلا جلد [illegible]، مجلد [illegible] (ندائے حرم کا حوالہ ضرور دیں)

شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ لاہور

[illegible]

ندائے حرم

صدر دفتر مدرسہ صولتیہ (مکہ معظمہ) دہلی کا ماہوار رسالہ

مرتبہ

ادارۂ صدر دفتر

نمبر ۱ جلد ۶

ندائے حرم کا مقصد

۱۔ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے اغراض و مقاصد
کی اشاعت اور ان کی تکمیل کے لئے کوشش
۲۔ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے سرپرستوں
اور معاونین کو اس کے اہم اور ضروری
حالات سے روشناس کرنا
۳۔ مسلمانان ہند کو اسلامی دنیا کی اہم
تحریکات علمی و معاشرتی جدوجہد
اور علمی و فنی خدمات سے باخبر
کرنا۔

ندائے حرم کا مسلک

۱۔ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کعبہ کے زیر
سایہ ایک باہمہ مرکزی تحریک ہے
اس لئے مجلہ ندائے حرم مرکز اسلام
کی آواز ہے۔
۲۔ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ غیور باہمت
مسلمانان ہند کی خدا کے گھر میں تہتر سالہ
مشترکہ یادگار ہے اس لئے ندائے حرم
کو عام اختلافی امور سے احتراز ہوگا
۳۔ سیاسی معاملات اور ملکی سیاست سے تعلق نہ ہوگا

ندائے حرم پابندی وقت کے ساتھ ہر انگریزی ماہ کی ۱۵ تاریخ کو کم از کم ۴۰ صفحات پر شائع ہوتا ہے۔ عدم وصولی کی صورت میں ۲۵ تاریخ تک اطلاع دیکر دوسرا رسالہ طلب فرمائیں اس کے بعد دفتر معذور ہوگا۔ ماہنامہ ندائے حرم مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے مستقل سرپرستوں اور خاص معاونین کی خدمت میں ہدیتاً پیش کیا جاتا ہے۔

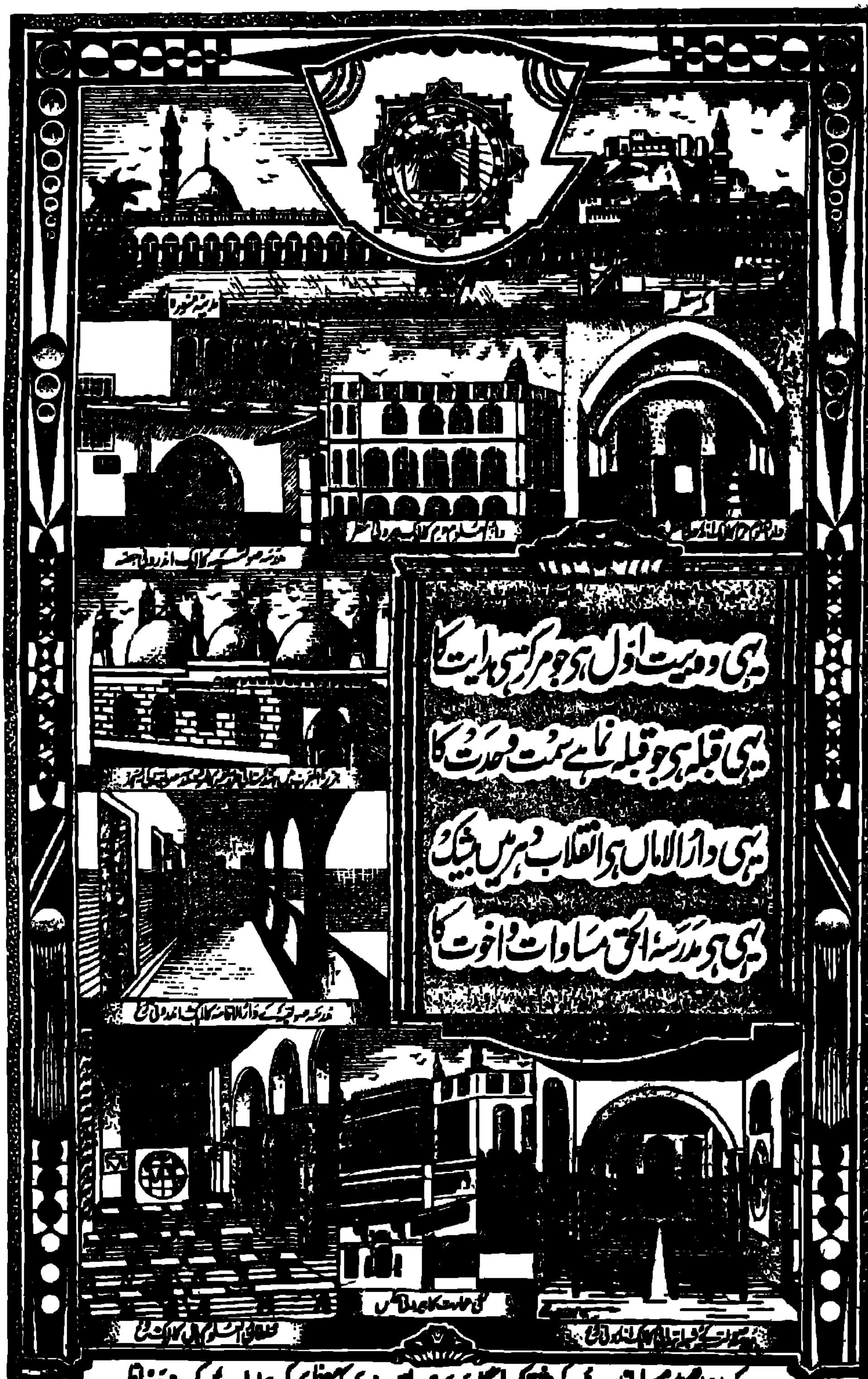
جواب طلب امور کے لئے محصول ڈاک بھیجئے

سالانہ اشتراک تین روپے، فی پرچہ ۴ر، بیرون ہند سے ۸ شلنگ

رسالہ کے متعلق تمام ضروری خط و کتابت منتظم رسالہ ندائے حرم سے ہونی چاہیئے۔

نمونہ کے لئے ۴ر کے ٹکٹ آنا ضروری ہیں۔

ترسیل زر کا پتہ:۔ **معتمد** ۔ صدر دفتر مدرسہ صولتیہ (مکہ معظمہ) دہلی قرولباغ



مرکز اسلام میں مسلمانان ہند کی خسترکی یادگار مدرسہ صولتیہ ہندیہ مکہ معظمہ کی عمارات کے چند مناظر

تار کا پتہ - صولتیہ دہلی

Saulatiya Delhi

ندائے حرم

عدد ۱ — مسئول ضیاء الدین احمد — جلد ٦

بابت ماہ محرم الحرام ۱۳۶۵ھ مطابق ماہ دسمبر ۱۹۴۵ء

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲	اسلام در آفتاب پر		مسلمانی بلا اسلام
۴	دارالعلوم حرم کے ۴۰ویں سال کا آغاز		سیاست بنام اسلام
۱۳	اشارات	۲۳	وادیٔ خلیل کی ایک آواز
	سیاسی انتخاب اور اسلامی اختلاف	۲۵	حقائقِ حیاتِ انسانی
	فرنگی دسترخوان کی نعمتیں	۳۲	سبیل کوثر
	اسلام اور شریعت کا استعمال	۳۴	موجِ کوثر
۱۸	بصائر	۳۸	سفرنامہ ابن بطوطہ
	اسلام کا استغاثہ	۴۸	صحیفۂ سعادت

سلام درِ آقا پر

(از جناب نوح صاحب ناروی، بزبان جناب حاجی عبدالرشید صاحب الٰہ آبادی)

محترم حاجی عبدالرشید صاحب دارالعلوم صولتیہ کے مخلص و قدیمی خواہان میں سے ہیں۔ آپ نے جب ارادۂ حج فرمایا تو ملک کے نامور شاعر جناب نوح صاحب ناروی نے موصوف سے دربارِ رسالت میں اپنا سلام عرض کرنے کی درخواست کی اور حاجی صاحب کی خواہش پر ایک سلام کہہ کر حاجی صاحب موصوف کو دیا جس کے مقطع میں بجائے اپنے نام کے نوح صاحب نے حاجی صاحب کا نام رکھ دیا۔ حاجی صاحب موصوف نے یہ نظم ندائے حرم میں اشاعت کے لئے اس لئے بھیجی ہے کہ جو صاحب آستانۂ نبوی پر حاضر ہو کر اس کو پڑھنا چاہیں وہ مقطع میں اپنا نام شامل کر سکتے ہیں۔ (مدیر)

السلام اے میرے مالک میرے سرور السلام — السلام اے سب سے بہتر سب سے بڑھ کر السلام
السلام اے مظہرِ انوارِ خالق السلام — السلام اللہ کے معشوق و عاشق السلام
السلام اے افتخارِ جن و انسان السلام — السلام اے بادشاہِ بادشاہاں السلام
اک سلامی آج ہے دربار میں آیا ہوا — دل میں گھبرایا ہوا قسمت پہ اترایا ہوا
کیوں نہ مجھ کو ناز ہو، حاصل حضوری ہوگئی — قرب سے قربت ہوئی، دوری سے دوری ہوگئی
آپ مطلوبِ خدا ہیں، آپ منظورِ خدا — آپ ہیں ہر نور سب میں آپ ہیں نورِ خدا
ہر کسی کے کام آئے گا سہارا آپ کا — بخشوائے گا خدائی کو اشارا آپ کا
آپ کی جو شان ہے وہ سب سے اعلیٰ شان ہے — آپ کی ہر بات مومن کے لئے ایمان ہے
مضمحل بھی، غمزدہ بھی ہوں، پریشاں حال بھی — فکرِ عقبیٰ، خوفِ دوزخ، دہشتِ اعمال بھی
عمر گذری معصیت میں شرمسار آیا ہوں میں — دیکھنے کو رحمتِ پروردگار آیا ہوں میں

کوئی دم میں ڈوب جانے کا بہت امکان ہے　　میری کشتی ہے شکستہ جوش پر طوفان ہے
پرسشِ روزِ جزا سے کانپتا رہتا ہوں میں　　بحرِ افکارِ تردد خیز میں بہتا ہوں میں
لوٹتا تھا جلوۂ حسن و فضا کے واسطے　　سبز گنبد کی بہارِ دل کشا کے واسطے
دیکھتا ہوں دیدۂ دل سے نگاہوں کی طرف　　اک نگاہِ لطف ہو جائے گناہوں کی طرف
دامنِ حسرت گلِ مقصد سے بھرنا چاہیئے　　رحم کرنا، رحم کرنا، رحم کرنا چاہیئے
جبرِ مرقد سے تہِ مرقد نہ دل بے صبر ہو　　اس کا مقصد یہ ہے تخفیفِ عذابِ قبر ہو
زندگی میں شدتِ آزار سے فرصت ملے　　بعد مرنے کے مجھے کوثر ملے جنت ملے
درگزر فرمایئے، اتنی رعایت کیجئے　　مجھ کو پروانہ شفاعت کا عنایت کیجئے
دین و دنیا میں رہوں میں سرخرو عزت کے ساتھ　　الغرض گذرے مری دونوں جگہ عزت کے ساتھ

ہند سے لائی مدینہ تک کشش سرکار کی
حاضری مقبول ہو عبدالرشید زار کی

حاجی عبدالرشید صاحب الٰہ آبادی نے یہ نظم بتاریخ ۱۱ر دسمبر ۱۹۳۸ء روضۂ اقدس پر خود پڑھی

ہماری توقع

مجلہ ندائے حرم مرکز اسلام اور حرم مقدس کی ایک آواز ہے، یہ خدا کے گھر کا علمی سفیر ہے جو کاغذی لباس میں ہر ماہ دار العلوم صولتیہ مکہ معظمہ کے معاونین کرام کے ہاتھوں میں پہنچتا ہے۔

ہمیں توقع ہے کہ جن معاونین و محسنین کے پاس ندائے حرم ہدیتاً پہنچتا ہے وہ حضرات موجودہ زمانہ کی گرانی کتابت و طباعت کی دشواری اور اجرتوں میں روز افزوں اضافہ کو پیش نظر رکھ کر اس کا سالانہ چندہ ہمیں ضرور بھیج دیں گے، اور اس کے حلقۂ اشاعت کو وسیع کر کے بارگاہِ احدیت سے اجر و ثواب حاصل کریں گے۔

جن حضرات نے وادیٔ خلیل کی ایک آواز پر لبیک کہا اور ندائے حرم کی سرپرستی فرمائی ہم ان کے شکر گذار ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے دیگر قارئین ندائے حرم سے بھی امید ہے کہ اس پر توجہ فرمائیں گے۔ اشتراک سالانہ ہے، بیرون ہندسی شلنگ۔ مہتمم صدر دفتر دار العلوم صولتیہ
مکہ معظمہ ... [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی نبیہ ورسولہ الکریم

دار العلوم حرم مکہ معظمہ کے ۸۰ ویں سال کا آغاز

ندائے حرم کے سفر کی چھٹی منزل

وَلِلّٰہِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْہُ بِہَا ـــــ ھُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِہٖ وَعَلَیْہِ تَوَکَّلْنَا

ھُوَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ لَہُ الْحَمْدُ فِی الْاُوْلٰی وَالْاٰخِرَۃِ وَلَہُ الْحُکْمُ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ۝

اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّیُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِہِمْ اَفَبِالْبَاطِلِ یُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَۃِ اللّٰہِ ھُمْ یَکْفُرُوْنَ ۝

جس مرکز خیر اور سرچشمۂ ہدایت نے مرکز اسلام میں ایک مرکزی یونیورسٹی کے نقش اول مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کو قائم کرنے کی توفیق بخشی اور جس واہب العطایا نے اسے تہتر سال کے لیل ونہار میں زندہ اور پائندہ رکھا، اس کے بانی اور اُن کے جانشینوں کو اس کی پاسبانی کا شرف بخشا، دل چاہتا ہے کہ اس کے افضال واکرام پر زبانوں کی ساری ستائشیں اور دلوں کی ساری بندگیاں نثار کر دی جائیں، مگر دل گواہی دیتا ہے کہ اس کے باوجود محسن حقیقی کا شکریہ پورے طور پر ادا نہ ہو سکے گا، اور اس بات کی ضرورت رہے گی کہ ۸۰ سال کا شکر ادا کرنے کے لئے ۸۰ ہزار سال کا مطالبہ ہو اور پھر جس طرح بن پڑے رب حقیقی کی بارگاہ میں حمد وثنا بشکر وامتنان کا حقیر تحفہ پیش کیا جائے۔ اے رب السمٰوات والارض! ہم عاجزوں کی حقیر احسان شناسی کو قبول فرما، اور ہماری ادنیٰ خدمات کو شرف قبولیت عطا فرما کر حرم مقدس کی مرکزی درس گاہ کو ان برکتوں اور نعمتوں سے مالا مال کر دے جن کے لئے بانی مدرسہ رحمۃ اللہ علیہ ساری عمر دست بدعا رہے اور جن کے آثار وعلائم دیکھ کر مرحوم نے سفر آخرۃ اختیار فرمایا۔ آمین۔

ہمارے لئے یہ احساس کس قدر ہمت افزا اور پر مسرت ہے کہ دار العلوم حرم مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ

کو چوہترویں سال میں قدم رکھنے کی توفیق ارزانی ہو رہی ہے اور اس کے ترجمان خصوصی "ندائے حرم" کو بھی یہ سعادت نصیب ہوئی کہ پانچ سال کے پُر صعوبت سفر کو طے کرکے چھٹے سال کی منزل میں رب ادخلنی مدخل صدق کہتا ہوا داخل ہوا، ہماری درماندگیاں ہمارے سامنے ہیں۔ ہماری کمزوریاں قدم قدم پر نمایاں ہیں۔ راہ کی دشواریوں سے بھی ہم غافل نہیں، اقتصادی اور انتظامی سیلاب کی فتنہ سامانیاں بھی ہم نے برداشت کی ہیں، مستقبل کے اندیشوں سے بھی ہم نے صرف نظر نہیں کیا تاہم جس حد تک ہماری ناچیز کوششوں کا تعلق ہے اور جس حد تک ہمارے تجربہ کا پیمانہ اندازہ لگا سکتا ہے، ہم پوری بصیرت اور کامل یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ جس ذاتِ مطلق کے نام پر بیتِ خلیل اور ارضِ حرم کے بہشتِ ارضی میں علم و معرفت کا یہ فانوس ——— **مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ** ——— روشن کیا گیا ہے، اس کی بقاء کا سامان غیب سے ہو رہا ہے۔ اور حرم کا پاسبان خود ہماری دستگیری فرما رہا ہے۔ یہ اعلان کرتے ہوئے بارگاہ الٰہی میں ہمارا سر سو سو بار جھک رہا ہے کہ آسمانِ نبوت پر وحی و تنزیل کے آفتاب کو چمکانے والا اور روحانی تربیت کے لئے قرآن کا نازل کرنے والا اپنے خدام و معاونین کو ہمت و ایثار و استقلال عطا فرمائے گا۔ اور انہیں بے یار و مددگار چھوڑ کر ارضِ حرم کی اس علمی یادگار کا چراغ گل نہ ہونے دے گا۔

انقلاب ۱ے انقلاب:- بہت لوگوں نے اللہ کے گھر میں پناہ لینے کے لئے سفر کئے، اور ہر زمانہ میں حرم کی تقدیس کے زیر سایہ لوگوں کو زندگی بسر کرنے کے مواقع حاصل ہوئے لیکن ۱۸۵۷ء کے خونی انقلاب میں جب کہ مسلمانانِ ہند کے سیاسی۔ مذہبی اور معاشرتی نظام کی کھال اتاری جا رہی تھی۔ اور امتِ اسلامیہ ہندیہ کی اجتماعی زندگی پر شبخون مارا جا رہا تھا، اللہ کے ایک پیارے بندے ——— مولانا محمد رحمۃ اللہ صاحب کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ نے جن مقاصد کے پیش نظر ارضِ حرم کے سایہ میں پناہ لی اس کی شان ہی جدا تھی مرحوم کے سینہ مبارک میں ایک نور چمکا، اس نور نے آپ کی بصیرت کو جلا بخشی اور ہاتفِ غیبی نے یہ کہہ کر ہاتھ پکڑا کہ اٹھ! امت کے قبلۂ مقصود میں علم و حکمت کا گلشن لگا دے، مرکزِ اسلام کو مرکزِ علم بنا، دیارِ حبیب کے محبوب ترین خطہ کو عقلی، علمی۔ اخلاقی اور اجتماعی

تربیت گاہ بنادے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ بے یار و مددگار تھے۔ آغاز و ابتداکی سر و سامانیوں سے محروم تھے ثم غیبی اشارہ کی طاقت اس قدر زبردست تھی کہ اس مقصد کو لے کر کھڑے ہوگئے۔ اور جب خدا کے بھروسہ پر دارالعلوم حرم مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کا سنگ بنیاد رکھ دیا تو کانوں نے یہ غیبی صدا سنی:۔

فَانظُرۡ إِلَىٰٓ ءَاثَٰرِ رَحۡمَتِ ٱللَّهِ ط

۱۸۵۷ء کا زلزلہ ایک قیامت بن کر آیا۔ جس میں ہندی مسلمان کی لاش کو گور و کفن تک کے لالے پڑے تھے، ان کی عظمت خاک میں ملی، ان کی حکومت کا چراغ گل ہوا، ان کی سیاست پر فاتحہ پڑھی گئی، ان کی تمدنی، عمرانی اور اخلاقی عمارت کی ہر اینٹ کو پیغامِ اجل ملا۔ بوڑھے، جوان عورتیں اور بچے، عالم و درویش! کس کس کو روئیں، ان کی لاشوں پر ترحم کے دو آنسو گرانے والا بھی کوئی نہ تھا، یہ سیاست تھی جس کے ساتھ ہیئتِ اجتماعیہ اسلامیہ بھی رخصت ہوگئی۔ مگر اسلامی سیاست کی بربادی کی تمہید کس بنیاد پر قائم کی گئی تھی؟ وہ بنیاد یہ تھی کہ مسلمانانِ ہند کا رخ کعبہ سے روم کی طرف پھیر دیا جائے، اور ان کے گلے میں صلیب آویزاں کر کے اس طاقت ہی کا قصہ ختم کر دیا جائے۔ جو ہمیشہ نصرانی حکومتوں پر قضائے مبرم بن کر نازل ہوتی رہی ہے۔ اور جس کی موجودگی میں یورپی سیاست کا فروغ پانا محال ہے۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے نہ صرف چرچ آف انگلینڈ نے نہ صرف پرتگال اور فرانس کی کلیساؤں نے، نہ صرف اٹلی، جرمنی اور سوئزرلینڈ کے سفید فام پادریوں نے بلکہ یورپ کی متحدہ طاقت نے اور نصرانی دنیا کی مشترک سازش نے ہندوستان کے اسلام پر اور ہندی مسلمان کے ایمان پر زبردست اور خوفناک حملہ کیا۔ اور ایک زلزلہ انگیز یورش کے ساتھ مغربی ممالک کے پادریوں نے یہاں آکر مسلمانوں کی مزاج پرسی کی۔ ایک طرف اس حملہ کی پشت پر ایسٹ انڈیا کمپنی کی قاہرانہ سیاست تھی۔ دوسری طرف انگلستان، فرانس، اٹلی، جرمنی اور پرتگال کے عیسائی مشنری تھے۔ جو صلیبی جنگوں کی روسیاہی کو ہندوستان کی اسلامی طاقت

کو زیر کر کے دھونا چاہتے تھے، پادری خوش تھے کہ انجیل اور تلوار، چرچ اور اسٹیٹ کی دوگونہ طاقت سے اسلام کو ہمیشہ کیلئے ختم کر دیا جائیگا اور جو کام صلیبی مجاہدین سے نہ ہو سکا وہ اسے پایۂ تکمیل کو پہنچا کر دم لیں گے۔

یورپ کے متحدہ بیڑہ کی یورش: چنانچہ اسلام پر حملہ ہوا، اور بہت سخت حملہ ہوا، اور اس کے لئے ایک ایسے پادری کو منتخب کیا گیا جو کلیسا کی نظر میں ایک ہزار پادریوں کا قائم مقام تھا۔ اس شخص کو غرور تھا کہ ہم سیاسی اعتبار سے طاقتور ہیں، جدید علوم کے ماہر ہیں، قرآن وحدیث اور تاریخ اسلام پر بھی عبور رکھتے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ سفید فام ہیں، اس کا اندازہ تھا کہ علماء اسلام کو کلیسا کے گھر سے کوئی واقفیت نہیں، جدید علوم سے انہیں کوئی مس اور لگاؤ نہیں اس لئے ان میں یہ ہمت کہاں کہ علم وطاقت اور سفید رنگ کا مقابلہ کر سکیں؛ بہت خوش تھے یہ پادری صاحبان کہ میدان خالی ہے اور ایک ہی ہلہ میں اسلام کے ناقابل تسخیر قلعہ کو زیر کر لینا بائیں ہاتھ کا کرشمہ ہے۔ اگرچہ پادری فنڈر یورپ کے متحدہ بیڑہ کو لے کر ہندوستان آیا تھا لیکن افسوس اس کے تمام اندازے غلط نکلے۔ اس کی امیدیں خاک میں مل گئیں۔ اس کے پروگرام کے بخیئے اُدھڑ گئے۔ اس نے ہندوستان میں آکر جب اسلامی سرحدوں کا جائزہ لیا تو اس کی حیرانی کی کوئی انتہا نہ رہی کہ سرحد کے ہر گوشہ پر اسلام کا ایک مجاہد آیت من آیات اللہ حضرت مولانا محمد رحمۃ اللہ صاحب کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ اسلام اور شریعت کی سیف بُراں لئے کھڑا ہے۔ وہ مقابلہ پر آیا۔ اور پہلی ہی منزل میں اس نے صلیب کے لاشہ کو زمین پر تڑپتا دیکھا حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے نہ صرف اسلام کی مدافعت میں فتح مبین حاصل کی بلکہ مسیحی قلعہ پر بھی اس شان سے حملہ کیا کہ اس کی بنیادیں ہمیشہ کے لئے متزلزل ہو گئیں، اور آئندہ کیلئے بھی یہ انتظام فرمایا کہ اسلام کا قلعہ محفوظ رہے۔ اور دنیائے اسلام کسر صلیب کے لئے محمدی تلوار سے کام لے۔ آج حضرت مولانا رحمۃ اللہ کی ازالۃ الشکوک، ازالۃ الاوہام، اظہار الحق اور دیگر تصانیف کے نام سے کلیسا کو بخار چڑھتا ہے۔ اور یہ ان ہی مبارک کتابوں کا فیض ہے کہ مسیحیت کے مقابلہ

پر ہزاروں مبلغ اور مناظر مسلمانوں میں پیدا ہو گئے۔ عرب کے علماء کو پہلی بار معلوم ہوا کہ چرچ کی شہ رگ پر ضرب لگانے کا طریقہ کیا ہے۔

ہندوستان سے سوئے کعبہ:- کلیسا پر اسلام کی فتح اور حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی کامل مداہنت ایک ایسا کارنامہ ہے جس پر قیامت تک مسلمان بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں۔ لیکن حضرت قدس سرہ العزیز کی مجاہدانہ سرگرمیاں اسی پر ختم نہیں ہو جاتیں وہ آگے بڑھتے ہیں اور حرم مقدس میں علم و معرفت کا خیمہ نصب کرنے کے لیے اللہ کے گھر کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں، حضرت کو اس امر کا کامل احساس تھا کہ اسلام کی حقیقی خدمت دفاع و ہجوم کے دائرہ سے باہر ہے۔ اور اسلام کی ترقی اور دشمن طاقتوں کی پامالی کا ذریعہ صرف یہ ہے کہ مسلمانانِ عالم میں علم کی بنیادوں پر مرکزیت کا احساس پیدا کیا جائے اور اپنے عمل سے ثابت کیا جائے کہ اسلام کی علمی اور مرکزی حیثیت، ہی جملہ امراض کا علاج ہے۔ آپ نے حصول مقصد کے لئے بقعۂ مبارکہ اور ارضِ حرم کی خاک کو منتخب فرمایا۔ اور وہاں جا کر کعبہ کے زیر سایہ اللہ کے نام سے اللہ کے دین کے لئے ایک مرکزی دار العلوم کا سنگِ بنیاد رکھا۔ اور اللہ نے اس کام کی مالی امداد کے لئے ایک ایسی نیک اور مخیر خاتون کے سینہ کو حرارت بخشی جسے دنیا اس کی بے لوث عزیمت اور قابلِ فخر ایثار کے باعث کبھی فراموش نہ کرے گی۔ یعنی حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا انقلاب انگیز پروگرام اور مخیر خواتین صولت النساء بیگم صاحبہ مرحومہ کا دستِ اعانت اور مالی تعاون۔ اگر حضرت قدس سرہ العزیز کی عالیشان خدمات صفحۂ روزگار پر جلی عنوانات کے ساتھ ثبت رہیں گی تو کوئی وجہ نہیں کہ بیگم صاحبہ مرحومہ کا چراغ اللہ کے گھر میں فانوس کی طرح نہ چمکے۔ اور مسلمانوں کے قلوب اس نیک بندی کے سامنے احترام کے جذبات کے ساتھ نہ جھکتے رہیں۔

دار العلوم حرم:- ناظرین کو خیال ہو گا کہ حرم مقدس کی یہ درس گاہ، عام درسگاہوں کی مانند ہوگی۔ اگر واقعی یہی خیال ہے تو آپ نے باللہ العظیم نہ تو شہ کی تحریک کو سمجھا، نہ آپ کی نظر دفاع اسلام کی بنیادوں پر پڑی۔ اور نہ آپ نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ

کو پہچانا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد وحید و عظیم یہ تھا کہ یہ دینی تربیت گاہ دنیائے اسلام کو اسلامی روح سے آگاہ کرنے کیلئے پائپ لائن کا کام دے۔ اور مسلمانانِ عالم کا تمام دینی اخلاقی، تمدنی اور تعلیمی نظام اس کے ساتھ وابستہ ہو جائے۔ مختصر یہ کہ یہ درسگاہ مشرق مغرب، جنوب و شمال، کالے اور گورے مسلمانوں کی عالمگیر یونیورسٹی ہو اور اس سرچشمہ سے مسلمانوں کی صلاح و فلاح کی سوتیں ابلیں۔ اس کے مختصر تعارف کیلئے بس یہ کہنا کافی ہوگا کہ وہ سلاطین عالم کی مالی امداد سے مستغنی ہے۔ اس کی ابتدا اور انتہا ہندی مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے۔ اس کی آمدنی محدود و مختصر ہے۔ مگر نتائج وسیع اور غیر محدود ہیں۔ اس کا نصاب عصری رجحانات کا جامع اور اس کا نظام امت کی ضروریات کا کفیل ہے۔ آپ یہ سن کر حیرت کریں گے کہ حضرت بانی قدس سرہٗ کے قدموں پر سلاطین آل عثمان نے دولت کے خزانے ڈالے اور خواہش کی کہ حرم محترم کی اس یادگار میں ان کی اعانت بھی شامل حال رہے۔ مگر حضرت بانی رحمہ اسلامی روح کے شناسا اور تعلیمی نفسیات کے ماہر تھے اس پر کبھی راضی نہ ہوئے، ہمیشہ یہ فرمایا کہ اس یادگار کو تو غریب ہندوستان کے مسلمان ہی قائم رکھیں گے۔ اور اسے سلاطین کا ممنونِ احسان بننے نہ دیا جائے گا۔ یہ وہ خصوصیت ہے جو صرف دارالعلوم حرم کے لئے امتیازی شان رکھتی ہے۔ سلاطین کا ہاتھ اور لینے والوں کی جھولیاں، امراء کی دولت اور داروں کا دستِ سوال، کس کا جگر ہے کہ آئی ہوئی دولت کو ٹھکرا دے۔ مگر حضرت بانی رحمۃ اللہ علیہ کو کچھ یہی ادا پسند تھی۔ کہ غریبوں کا ہاتھ ہو اور دارالعلوم حرم کا اخلاص، ہندی مسلمان کا احساس ہو اور مکہ یونیورسٹی کی احساس پذیر طاقت۔ خدا کے مخلص بندوں کی ایک بانی ہو اور حرم کے زیر سایہ تعلیم پانے والوں کی کارگزاری۔ اور تعلیم کے شاندار نتائج، آج بھی یہ دارالعلوم اپنے مقدس بانی کے مقدس مسلک پر قائم ہے۔ اور ان کی وصیت پوری قوت کے ساتھ مدرسہ کے پورے نظام پر نافذ ہے

ماضی اور حال:- اگر کوئی چیز اس وقت ملت کی مشترک امانت ہو سکتی ہے تو وہ یہی حرم مقدس کی دینی درسگاہ ہے۔ افسوس کی بات ہوگی اگر اس امانت کے پیل و نہار

اور نشیب و فراز سے امت کا کوئی فرد ناواقف رہے۔ اور ناسپاسی ہوگی اگر دارالعلوم حرم کے خدام و ارباب اہتمام اس کے حالات سے امت کو باخبر نہ کریں۔ چھ سال کی طویل جنگ میں دارالعلوم حرم اور اس کے منتظمین کو جن صبر آزما مصائب اور مشکلات سے دوچار ہونا پڑا اس کا علم صرف خدا کے سوا اور کسی کو نہیں ہوسکتا۔ اور جس پامردی اور ہمت کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا گیا ہے اس کا علم منتظمین ہی کو ہے۔ مگر اس کے ساتھ اس امر کو مخفی رکھنا انتہائی کم ہمتی ہوگی کہ کارساز حقیقی نے آہستہ آہستہ مشکلات کے بادلوں کو چھانٹا۔ اور ہمارے قلوب کو مضبوط و مطمئن رکھا۔ اور آڑے وقت میں ہماری اعانت فرمائی۔ اب ہم مشکلات سے نکل چکے ہیں مگر گزشتہ کی سہولتیں میسر نہیں آئیں۔ نازک اوقات کے مقابلے میں کامیاب ہوچکے ہیں۔ مگر ضعف کے آثار محو نہیں ہوتے ہیں۔ پہلے مشکلات کے امتحان بھی تھا اب امتحان کی گھڑیاں ختم ہوئیں اور صرف مالی مشکلات کو حل کرنے کا مسئلہ باقی رہ گیا ہے یورپ پر نظر ڈالئے کلیسا کے نظام کا جائزہ لیجئے آپ کو ایک نئی دنیا نظر آئے گی۔ یورپ کا نظام حکومت آپ کو حیرت میں ڈالتا ہے۔ لیکن آپ کو کیا خبر ہے کہ اس کا کلیسائی نظام سب سے زیادہ حیرت انگیز سب سے زیادہ ہمہ گیر اور خطرناک ہے، دنیا کا کون سا گوشہ ہے جہاں مشنریوں کا نظام قائم نہ ہو، اس کے لئے کروڑوں پونڈ کی ضرورت پڑتی ہے اور یہ رقم ملحد یورپ ہی ادا کرتا ہے۔ یہ قومیں خدا سے دور اور مذہب سے بیگانہ ہیں۔ مگر ایثار کا یہ عالم ہے کہ کروڑوں پونڈ کے مصارف اسی کی جیب پر ڈالے جاتے ہیں ـــ مسلمان قرب الٰہی کا جویا ہے۔ اس کا فرض ہے کہ اللہ کے گھر، پچاس کروڑ مسلمانوں کے قبلہ اور حرم مقدس کے زیر سایہ قائم شدہ اسلامی یونیورسٹی مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے لئے دست اعانت بڑھائے، اور یہ سوچ کر بڑھائے کہ تخت گاہ انبیاء و رسل اور پایہ گاہ نبوی کا علم و تربیت سے محروم رہنا خود ان کی محرومی اور بدقسمتی ہوگی۔ اور جو درس گاہ حرم مقدس کی علمی دولت کی پاسبان ہے اس کی کس مپرسی اس بات کی دلیل ہوگی کہ ساری دنیا کا مسلمان کس مپرسی میں مبتلا ہے۔ اور ان کی دینی اور علمی حرارت کا درجہ صفر پر آچکا ہے۔ پس مسلمانوں کو پہلی فرصت میں اپنی ذمہ داری محسوس کرنی چاہیئے۔ تاکہ بیت خلیل میں

گلزارِ خلیل کی مانند علم و معرفت کا یہ گلشن تر و تازہ رہے۔ اور اس کی مرکزیت کو حوادثِ روزگار کی گرد [illegible] ہرگز نہ پہنچ سکے۔

ندائے حرم کیا ہے؟ [illegible] ایک ماہوار رسالہ ہے جو [illegible] کے [illegible] احوال اور ماحصل [illegible] مدینۂ معظمہ کی [illegible] کی اشاعت کرتا ہے، یہ خدا کے گھر کا پیغام ہے۔ یہ بارانِ رحمت کا پیغام ہے، عالمِ اسلام [illegible] تجدید [illegible] ہے۔ یہ درس گاہِ حرم کی ترقی کے وسائل پر بحث کرتا ہے۔ اور اس کے اغراض و مقاصد وابستگانِ حرم کے کانوں تک پہنچاتا ہے۔ ندائے حرم نے مسلمانانِ عالم میں مرکزیت کا احساس پیدا کیا اور انہیں بتایا کہ اجتماعِ عناصر کا نقشہ اور تعمیر کا خاکہ کس طرح تیار ہوتا ہے۔ اس نے مغربی سیلاب کا مقابلہ کرنے کے لئے ذہنوں کو تیار کیا۔ اس نے اس امر کی نشاندہی کی کہ دنیا میں خصوصاً عصری علوم کے دور میں اسلام کو پیش کرنے کا صحیح طریقہ کیا ہے۔ اور مغربی فسوں کاریوں کا علاج کس طرح ہونا چاہیے اور عصری تصورات کے ارتقاء میں اسلام کی انقلاب انگیز تحریک اور مسلم حکماء کی مساعی کو کتنا دخل ہے۔ ندائے حرم دارالعلوم حرم کا پاسبان ہے اور اس پاسبانی کا تقاضا ہے کہ وہ غیر اسلامی افکار کا مقابلہ کرے اور اسلام کی حقانیت اور عملی مذاہب کے عملی نتائج پر غبار نہ آنے دے۔ خدا کا فضل ہے کہ ہند اور بیرونِ ہند میں "ندائے حرم" کی خدمات کا پوری قوت سے اعتراف کیا گیا ہے۔ اور اس سلسلہ میں ہماری بہت افزائی بھی کی گئی ہے، ہم ایسے محسنین حضرات کی خدمت میں احسان پذیری اور شکر گذاری کا ہدیہ پیش کرتے ہیں۔ مگر مزید وضاحت کیلئے یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ ندائے حرم مسلمانوں کی قیمتی امانت ہے، اگر وہ اپنی امانتوں میں خیانت کے مرتکب نہیں ہو سکتے تو انہیں اس کی کامیابی و ترقی کی طرف سے بھی غافل نہ رہنا چاہیے۔ ہمارا کام یہ ہے کہ محسنین کو توجہ دلائیں اور محسنین کا فرض یہ ہے کہ اس کی اشاعت کے دائرہ کو وسیع کریں۔ اس کا خود مطالعہ فرمائیں اور دوسروں کو پڑھ کر سنائیں، ہمدردوں کا حلقہ پیدا کریں اور غیر متمند مسلمانوں کو اس کی خریداری پر آمادہ فرمائیں، اس کی اشاعت جس قدر وسیع ہوگی اسی قدر دارالعلوم حرم کے مقاصد اور اس

کی اساسی ضروریات کو پورا ہونے کا موقع ملے گا۔

ندائے حرم کا مقصد جلب منفعت نہیں ہے۔ اس لئے اس کی خریداری ہی صرف اصل مقصد نہیں ہے، حقیقی مقصد یہ ہے کہ لوگ اسے پڑھیں اس سے فائدہ اٹھائیں اور اپنے افکار کو جلا دیں، ندائے حرم کو طاق نسیان پر اٹھا کر رکھ دینا ہماری تحقیق و کاوش کی سب سے بڑی توہین ہوگی، ہماری مساعی میں اس وقت برکت پیدا ہو سکتی ہے کہ لوگ اسے پڑھیں اور اس کے مضامین سے مستفید ہوں۔ تاکہ ہم بہتر خدمات انجام دینے کے لئے اپنے آپ کو تیار کر سکیں۔

اعتراف اور خلاصہ

جب ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ ہمارے مخلص معاونین کو ہم سے زیادہ ہمارے کاموں کی اہمیت کا احساس ہے تو بلا اختیار ہماری گردنیں بارگاہِ الٰہی میں جھک جاتی ہیں، اگر ان کی امداد شامل حال نہ ہوتی، اور ان کی دعائیں ہماری غیبی امداد کا سامان نہ کرتیں تو واقعہ یہ ہے کہ ہم پہلی ہی منزل میں بے دم ہو کر رہ جاتے، یہ ان ہی محسنین و معاونین کی توجہات خصوصی کا نتیجہ ہے کہ آج حرم مقدس اور عالم اسلام کی دینی ضروریات کا احساس اکثر مسلمانوں کے قلوب کو گرما رہا ہے۔

بارگاہِ احدیت میں اخلاص کی قدر ہے۔ اس لئے ہم اخلاص اور پورے سوز کے ساتھ اس سمیع و بصیر کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں کہ وہ ان محسنین کو دین و دنیا کی دولت سے مالا مال کرے اور اس کی رضا ان کے شامل حال رہے۔

معاونین نے اہل حرمین شریفین کو بھی فراموش نہیں کیا، صدر دفتر آئندہ بھی شکریہ کے ساتھ اہل حرمین کی امداد کا ذریعہ بنا رہے گا، اسی طرح نفلی حج بدل کی تحریک پر بھی اللہ کے نیک بندوں نے لبیک کہا اور صدر دفتر نے اللہ کے نام سے اس کی تکمیل کا بیڑہ بھی اٹھا لیا ہے۔ اب یہ مسلمانوں کا کام ہے کہ وہ اس میں حصہ لیں اور دوہرے اجر و ثواب کے مستحق بنیں۔

یہ ہے دار العلوم حرم اور مکہ یونیورسٹی کا خاکہ، یہ ہے بانیٔ مدرسہ رحمۃ اللہ علیہ کا گلشن نوبہار، یہ ہے "ندائے حرم" کی پکار اور یہ ہے صدر دفتر دہلی کی تحریکات اسلامی کا خلاصہ۔ فبشر عباد الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اولئک الذین ھداھم اللہ واولئک ھم اولوا الالباب ۰

اشارات

سیاسی انتخاب اور اسلامی اخلاق

ہوش و خرد کے دلچسپ مظاہرات

ہندوستان میں مرکزی اسمبلی کے انتخابات ختم ہوئے، صوبوں کے انتخابات ہونے والے ہیں، ہمیں براہ راست ان انتخابات اور ان کے نتائج سے کوئی دلچسپی نہیں، ان کی اچھائی اور برائی کا فیصلہ اہل سیاست یا اہل غرض ہی خوب کر سکتے ہیں، ہمیں ان کے ساتھ جو تھوڑا بہت تعلق ہے وہ اخلاقی ہے اور اخلاقی نقطۂ نظر سے ہی ہم ان کے حسن و قبح کے متعلق کوئی رائے قائم کر سکتے ہیں۔

ہمارا خیال ہے اور ہم ذمہ داری کے پورے احساس کے ساتھ یہ کہنے کی جرأت کرتے ہیں کہ انتخابات کی آئینی جنگ نے مسلمانوں کے قومی مزاج اور اسلامی اخلاق کو جس قدر نقصان پہنچایا ہے اور گروہ بندیوں نے تعصب اور رذائل کی جس قدر پرورش کی ہے وہ ایک ایسا ملی اور مذہبی نقصان ہے جس کی تلافی بیس سال میں بھی نہیں ہو سکتی۔ اسمبلی میں جانے کی خواہش اور جماعت بندیوں کی عصبیت اگر سیاست تک ہی محدود رہتی تو زیادہ افسوس کی بات نہ تھی، مگر ان کا اثر براہ راست مسلمانوں کے قومی اخلاق پر پڑا ہے اور اس چیز نے انہیں اخلاق کے میدان سے سیکڑوں میل پیچھے دھکیل دیا ہے۔ مسلمانوں کے جماعتی اخلاق کو بلند کرنے کے لئے گذشتہ پندرہ سال کے اندر جو کوششیں کی گئیں، صرف ایک انتخابی سیلاب ان سب کو بہا کر لے گیا۔ اور مسلمان جہاں سے چلے تھے پھر اسی جگہ آگئے۔

جماعتوں کا مقابلہ جماعتوں سے ہے، افراد کی عزت، افراد کے ہاتھوں برباد ہے، علماء علماء کے مقابلہ پر صف آرا ہیں۔ مشائخ کا رسوخ، مشائخ کے خلاف استعمال ہو رہا ہے، طلبا ء علم و تربیت کا

گلاگھونٹنے کے اکھاڑہ میں نکل آئے ہیں، اخبارات نے قسم کھالی ہے کہ وہ سب وشتم، افترا و بہتان، تمسخر واستہزا، تعصب و عناد کا ریکارڈ مات کرکے چھوڑیں گے، بھائیوں بھائیوں میں اختلاف، باپ بیٹے میں منافرت، جاہل اور تعلیم یافتہ انتخاب کے نام میں یکساں ہیں گے!

فرنگی دسترخوان کی نعمتیں:- بلاشبہ اختلاف رائے بھی خدا کی رحمت ہے مگر "اختلاف رائے" نہ کہ دشمنی اور عناد، عصبیت اور گروہ بندی، اختلاف رائے تو یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے کی رائے کا احترام کرے، اختلاف کو قدرتی چیز سمجھے۔ اور افہام وتفہیم کے دروازہ کو کھلا رکھے، اس طریقہ سے انسانی اخلاق کی تربیت ہوتی ہے، نظر میں وسعت اور قلب میں فراخی پیدا ہوتی ہے۔ نہ غصہ، نہ بدزبانی، نہ اتہام و الزام، نہ سب وشتم، نہ خلاف تہذیب نعرے، مگر آنکھوں پر اعتماد کرکے بتلایئے کہ آپ کو کیا نظر آرہا ہے؟ اختلاف رائے کے پردہ میں وہ سب کچھ، جس کے اظہار و بیان سے زبان قاصر ہے۔ اچھے بھلے لوگ جو انتخاب سے پہلے اپنی زبانوں پر قابو رکھتے تھے انتخاب کے ہنگامے میں اس طرح بے قابو ہوگئے ہیں کہ ان پر جنون کا شبہ ہوتا ہے، کوئی شخص سلیم الطبع، دانشمند اور بالغ نظر مشہور رہا ہو، اب آپ اس کی حالت مرگی زدہ شخص کے مشابہ پائیں گے۔ دماغ پر قابو، نہ دل پر قبضہ، نہ زبان اور گفتگو میں اعتدال۔ نہ اخلاق کا پاس و لحاظ، ایک سیلاب ہے جو سب کو بہائے لئے جارہا ہے۔ ایک آندھی ہے جو سب کو اڑائے لئے چلی جارہی ہے۔ خدایا تہذیب جدید کی یہ کیسی نعمتیں ہیں کہ اس کے دسترخوان سے جس نے لقمہ لیا حال سے بے حال ہوا، جس نے ہاتھ بڑھایا، ہوش وخرد کو جواب دے بیٹھا۔

اسلام اور شریعت کا استعمال:- سب سے زیادہ افسوس اس بات کا ہے کہ انتخابی ہنگاموں کے لئے قرآن و شریعت اللہ اور رسول کو خوب استعمال کیا گیا کتاب اللہ سے استشہاد، سنت رسول اللہ سے اثبات واستدلال۔ کہیں فاروق اعظمؓ کا نام لیا جارہا ہے، کہیں ابابکر صدیقؓ کے فیصلوں کو اچھالا جارہا ہے۔ کہیں معاہدات نبوی کا ذکر ہے کہیں موالاتِ کفار پر بحث ہے۔ ہر سانس میں آیت قرآنی، ہر موقع پر حدیث نبویؐ، شرعی فتاویٰ کی وہ

بے قدری ہے کہ حاملینِ شریعت کو دیکھ کر رونا آتا ہے گویا انگریزی قانون اور دستور کا بنایا ہوا طلسم جس کا نام انتخاب ہے اسلام کا کوئی اتنا بڑا مسئلہ ہے کہ بغیر قرآن و حدیث کے مسلمان اسے فتوں ہی نہیں کرسکتا اور (نعوذ باللہ) اللہ کی کتاب اسی مقصد کے لئے باقی تھی کہ انتخاب کا طوفان اٹھے اور وہ کرسیوں پر بیٹھنے والوں کی خدمت انجام دینے کے لئے آگے بڑھے کیا قدر کی گئی ہے کتاب اللہ کی کہ جنہوں نے کبھی قرآن کو ہاتھ نہ لگایا وہی اس کی شانِ نزول تلاش کرنے میں سرگرداں ہیں، گویا سارا قرآن محض انتخاب کنندگان کے لئے نازل ہوا، اور ساری شریعت کا ماحصل صرف یہ کہ فلاں پارٹی کو ووٹ دو، فلاں شخص کو کامیاب بناؤ، فلاں بزرگ کو اسمبلی میں پہنچا کر جنت کے وارث بنو۔

ظاہر ہے کہ مسئلہ انتخاب کو نہ فقہ و تفسیر سے تعلق ہے، نہ اسلام اور قرآن سے، چند لوگ چاہتے ہیں کہ اسمبلیوں کی کرسیوں پر رونق افروز ہوں، وائسرائے اور گورنروں سے تعلقات بڑھیں، عوام میں عزت و رسوخ قائم ہو، وہاں جاکر صرف انگریز اور اس کی شریعت یاد رہے گی، خدا اور رسول کا کوئی بھی نام نہ لے گا، بس اس ہنگامہ کے لئے ساری شریعت الٰہیہ کو کندھوں پر اٹھایا جارہا ہے اور صرف اتنی سی بات کے لئے خدا اور رسول کی دہائی دی جارہی ہے۔

نقد ہزیمت:- آخری بات یہ ہے کہ اسلام کا نام لے کر مسلمانوں نے جو شکست کھائی ہے وہ انتہائی طور پر شرمناک ہے۔ ہم اپنے مخالف فریق اور انگریزوں کو شکست دیں یا نہ دیں مگر ان کی اخلاقی قوت کے مقابلہ پر ہم نے ایسی ہزیمت اٹھائی ہے اور اپنے قومی مزاج کا ایسا بھرم کھولا ہے۔ جس کی تلافی مدتوں نہ ہو سکے گی، ہندوؤں نے بھی انتخاب میں حصہ لیا مگر وہاں نہ وید اور شاستروں کو سر پر اٹھایا گیا، نہ لیڈروں پر خاک اڑائی گئی۔ نہ کسی پنڈت کے جنیو کو آزار آیا نہ افراد کا افراد سے تصادم ہوا، نہ زبانیں بگڑیں، نہ ہاتھوں کو حرکت ہوئی۔ پورے ضبط و نظم، پورے اخلاق اور رواداری کے ساتھ فتح پانے والوں نے فتح پائی۔ شکست کھانے والوں نے شکست کا مزہ چکھا، ہر شخص کا احترام ملحوظِ خاطر رہا، ہر جماعت نے اپنی ساکھ قائم رکھی۔

مگر مسلمان جو بیک وقت دو رخی لڑائی کے لئے اٹھا، خود ہی اخلاقی شکست کھا کر رسوا ہوا، چند

نشستوں کی خاطر نہ اخلاق رہا نہ رواداری رہی، زبان بھی بے لگام، دماغی توازن بھی رخصت، نہ پلیٹ فارم گندگی سے پاک، نہ اخبارات کے کالم سلامت، جو تھوڑا بہت بھرم باقی تھا وہ بھی کھل گیا، اور اغیار کو نظر آگیا کہ جس قوم کا اخلاقی مزاج انتخاب کی اس گرماگرمی کو نہ سہار سکا جس کے عوام اس انتخابی بھٹی میں اپنا دماغی توازن کھو بیٹھے ہوں اور جس کے علماء کا ذہنی اور شرعی وقار محفوظ نہ رہ سکا ہو، انجام کار اس کا حقیقی کامیابی سے ہمکنار ہونا ناممکن نہیں تو دشوار ضرور ہے۔

ہمیں کسی سیاسی پارٹی سے عملی تعلق نہیں، جو تعلق بھی ہے اخلاقی حد تک ہے۔ اور ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اگر مسلمان اسلامی اخلاق کا ایک تولہ ضائع کرکے انتخاب میں ایک من کامیابی حاصل کریں تو صحیح معنی میں ان کو کامیاب نہیں کہا جاسکتا۔

قابل تقلید مثال:- جناب شیخ بشیر احمد صاحب نے کلکتہ سے اپنی نور چشم زینب خاتون سلمہا کی تقریب بسم اللہ خوانی کی خوشی میں ساکنان حرم اور خادمان دارالعلوم صولتیہ کو شریک فرماکر ایک عملی نمونہ پیش فرمایا ہے۔ آپ نے للعہ کی رقم برائے شیرینی اور ہم طشتریاں مع ہم عدد رومال اس تقریب کی خوشی میں دارالعلوم حرم صولتیہ مکہ معظمہ کے مدرسین وملازمین اور صدر دفتر دہلی کے ارکان کے لئے ارسال فرمائے ہیں، صدر دفتر دہلی کے خادمان کے حصص رکھ کر باقی طشتریاں اور رومال مع قیمت شیرینی ہم شیخ صاحب کی آرزو کی تکمیل کے لئے مکہ معظمہ بھیج رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس معصوم بچی کو دینی و دنیوی علوم کی دولت سے وافر حصہ ملے اور یہ معصوم اسلامی اخلاق و آداب کا صحیح نمونہ بنے۔ شیخ صاحب کا یہ جذبۂ خلوص اور اقدام کس قدر مناسب اور یہ تقریب سعید کس قدر مبارک ہے، موصوف نے اپنی مسرتوں میں ساکنان حرم کی شرکت کو ضروری سمجھ کر یقیناً اپنے جذبۂ ایمان اور مرکز اسلام سے دلی تعلق و لگاؤ کا ثبوت دیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شیخ صاحب کے دلی ارادے اور نیک مقاصد پورے فرمائے اور عزیزہ زینب خاتون سلمہا کو آپ کے سایۂ عاطفت میں پروان چڑھاکر اسلامی تعلیمات واخلاقیات کا صحیح نمونہ بنائے، دارالعلوم حرم صولتیہ کے تمام علماء، اساتذہ اور طلباء سے ہماری درخواست ہے کہ وہ بھی کعبہ کے زیر سایہ اس دعا میں شرکت کریں۔

مولانا الحاج محمد شبیر صاحب صدیقی:- ڈربن (افریقہ) سے تحریر فرماتے ہیں "ندائے حرم" ماہ رمضان المبارک ۱۳۹۴ھ ایک محب نے دکھایا،

"وادیٔ خلیل کی ایک آواز" پر لبیک کہتے ہوئے ایک سال کا چندہ پیش کرتا ہوں"

مولانا کا یہ احساس اور جذبہ جہاں ہمارے لئے حوصلہ افزا ہے وہاں مولانا کے حرم سے دلی تعلق کا بھی بین ثبوت ہے، ہم تمام ناظرین و قارئین ندائے حرم سے توقع رکھتے ہیں کہ "ندائے حرم" کی زیادہ سے زیادہ سرپرستی قبول فرماکر بالواسطہ دارالعلوم حرم صولتیہ مکہ معظمہ کی اعانت کا ثواب حاصل کریں۔ اور ہمیں زیادہ سے زیادہ دل جمعی سے خدمت کرنے کا موقع دیں، "وادیٔ خلیل کی ایک آواز" زیر نظر اشاعت میں بھی شائع ہورہی ہے، ہمیں امید ہے کہ قارئین کرام اس پر توجہ فرماکر "ندائے حرم" کے حلقۂ اشاعت کو زیادہ سے زیادہ وسیع فرمائیں گے اور دارالعلوم حرم صولتیہ مکہ معظمہ کے جن معاونین و محسنین کے پاس حرم محترم کا یہ نقیب ہدیتہً پہنچتا ہے اسے چندہ قیمتاً حاصل فرمائیں گے۔ یہ بھی دارالعلوم حرم مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کی گراں قدر خدمت ہوگی۔ والتوفیق بید اللہ تعالیٰ۔

بصائر

اسلام کا استغاثہ

بغاوت اور اطاعت کا کیمیائی مرکب

مسلمانی بلا اسلام:- آج کل مسلمانی بلا اسلام کا جس قدر زور ہے اس کی نظیر تاریخ میں مشکل ہی سے ملے گی، ہر شخص کی دلی خواہش ہے کہ مسلمان کو آزاد ہونا چاہیئے، مسلمان کو خود مختار ہونا چاہیئے، آزاد سیاست، آزاد معیشت، آزاد زندگی مسلمانوں کا پروگرام ہے لیکن اگر مسلمان سے پوچھو کہ جس چیز کی تمہیں آزادی حاصل ہے اسے اختیار کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کی سعی کیوں نہیں کی جاتی تو وہ اس کا کوئی جواب نہیں دیں گے۔ مسلمان کم از کم آزادی کے ساتھ نماز پڑھ سکتے ہیں، آزادی کے ساتھ اپنے بھائیوں سے خرید و فروخت کر سکتے ہیں، آزادی کے ساتھ حرام پیشوں کو ترک کر سکتے ہیں۔ مگر نماز "بلائے جان" ہے مسلمان کی دوکان پر جا کر کچھ خریدنا "مصیبت" ہے ہم آج اسلام کا نام اس لئے بلند نہیں کرتے کہ اس کے تقاضے پورے ہوں بلکہ اس لئے بلند کرتے ہیں کہ ہمارے تقاضے پورے ہوتے رہیں۔

اسلام، اسلام، اسلام! اگر پوچھو کہ نماز بھی پڑھتے ہو؟ تو کورا جواب یہ کہ مسلمان کی خدمت سب سے مقدم ہے! اسلام بلا مسلمانی کا زمانہ تو ہم نے نہیں دیکھا مسلمانی بلا اسلام کا زمانہ آپ کے سامنے ہے۔ سینے میں اسلام کا درد، دماغ میں مسلمانوں کی خدمت کا جذبہ، مگر نماز کا نام نہ لو، فرائض پہ کسی کو نہ ٹوکو، جھوٹ، وعدہ خلافی، بد دیانتی اور اتلاف حقوق کے لئے آزاد چھوڑ دو، پھر بھی اسلام

اسلام، اسلام! اسی کا نام ہے مسلمانی بلا اسلام، اور اسی کا نام ہے آج کل کی زبان میں لیڈری اور مسلمانوں کی بے فرد نمائندگی۔

دو سپاہی :- انگلستان کی پارلیمنٹ میں ایک ممبر نے کہا:-

میرے علم میں ایسے بہت سے واقعات ہیں کہ جب بہت سے سپاہی میدان جنگ سے واپس آتے تو انہوں نے اپنے گھروں میں متعدد حرامی بچے دیکھے۔

یہ بھی کسی نے کہا کہ:-

انگلستان میں طلاق کی بھرمار اس لئے ہو رہی ہے کہ جو سپاہی میدان جنگ سے واپس آتے ہیں وہ دوسری عورتوں سے تعلقات پیدا کر لیتے ہیں اور گھر آکر وہ اپنی عورت کو پسند نہیں کرتے۔

ان اطلاعات پر حاشیہ آرائی فضول ہے۔ جہاد فی سبیل الطاغوت اور جہاد فی سبیل اللہ میں آخر کچھ تو امتیاز ہونا چاہیئے۔ آپ کو حضرت فاروق اعظم رض کے اس حکم میں جو اسلامی فوج کے ہر سپاہی کو دیا جاتا تھا کیا لطف آئے گا:-

انی امرك ومن معك من الاجناد بتقوی الله علی کل حال فان تقوی الله افضل العدة علی العدو، و امرك ومن معك ان تکونوا اشد احترا سا من المعاصی منکم من عدوکم

(عقد الفرید جلد اول صفحہ ۴۰)

میں تمہیں اور تمہارے ماتحت فوج کو حکم دیتا ہوں کہ ہر حال میں تقویٰ پر قائم رہنا کیونکہ تقویٰ اور خدا کا خوف دشمن کے مقابلہ پر بہت ہی کارگر ہتھیار ہے انہیں حکم دیتا ہوں کہ تم گناہ اور جرائم سے دشمن کی طرح بچنا اور کسی حال میں معصیت کا ارتکاب نہ کرنا۔

آج یورپ میں اس منشور فاروق رض کا اعلان کرنے والا خبطی قرار دیا جائے گا، کیونکہ اسلامی سیاست کی اساس تقویٰ اور اصلاح نفس ہے۔ یورپی سیاست کی بنیاد تن آسانی اور عیش پرستی ہے۔

دو نمونے :- انگلستان کے ایک اخبار نے لکھا ہے:-

اسلام نے مسلمانوں کو زندگی اور کردار کے قطعی اصول دیتے ہیں۔ لیکن اس سے زیادہ قیمتی چیز جو اسلام نے دی ہے وہ مسلمانوں کی مساوات ہے۔ اور یہ مساوات ایک اور اصول کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ یعنی تمام نسل انسانی کی برابری اور اتحاد۔ (ایکسپریس بحوالہ ڈان ۲۰ اکتوبر ۱۹۵۱ء)

اب اس انگلستان کے متعلق یہ خبر بھی ملاحظہ کیجئے:۔

دو سکھ سپاہی جنہیں حال ہی میں وکٹوریہ کراس کا تمغہ ملا ہے، وہ جب انگلستان کے ایک بڑے ہوٹل میں داخل ہونے لگے تو انہیں روک دیا گیا، کیونکہ ان کا رنگ سفید نہیں تھا۔

(ڈیلی ہیرالڈ بحوالہ ہندوستان اسٹینڈرڈ ۱۶ نومبر ۱۹۵۱ء)

یہ کھلا اعلان ہے اس بات کا کہ یورپ خصوصاً انگلستان کو اسلام کی سخت ضرورت ہے۔ یورپ کی تہذیب، یورپ کا علم و ادب، یورپ کی بلند پایہ سیاست انسانیت کی قدر نہ کرسکی کیونکہ اس کا بنیادی تصور نہ خدا کی وحدت ہے نہ انسانی مساوات، اس کا اساسی تصور رنگ و نسل کے دائرہ میں محدود ہے۔ اور اس بت کو صرف اسلام ہی پاش پاش کرسکتا ہے۔ سچ کہا ہے کسی نے کہ اسلام نے ابتدا ہی میں جس برادری (اخوۃ) پر اپنی تعلیم کی بنیاد رکھی اسے بیسویں صدی کا یورپ بھی نہ سمجھ سکا۔

سیاست بنام اسلام:۔

آج کل ہر سیاسی جماعت پر اطاعت، ضبط و نظم کا دورہ پڑ رہا ہے جہاں کسی ممبر نے اپنی جماعت کے کسی ضابطہ اور حکم کی خلاف ورزی کی فوراً باز پرس کی جاتی ہے کہ کیوں نہ اس کے خلاف تادیبی کارروائی عمل میں لائی جائے اور کیوں نہ اسے سرکشی اور بغاوت کی سزا دی جائے۔ اس جذبہ سے اتنا تو پتہ چلا کہ کسی جماعت کے رکن کے لئے اطاعت اور وفاداری کس قدر ضروری چیز ہے۔ اور باغی کو سزا دینا جماعتی وقار کے لئے کس قدر اہم ہے۔ لیکن اگر ہمارے دلوں میں یہی غیرت اسلام کے لئے بھی پیدا ہو جائے اور ہم کو یہ محسوس ہونے لگے کہ ہم بھی کسی زبردست تحریک کے ایک رکن ہیں اور اس حیثیت سے ہمارا بھی فرض ہے کہ اس کے احکام کی بلا چون و چرا اطاعت کریں تو یقین جانئے کہ مسلمانوں کا بیڑا آج ہی پار ہو جائے۔ مسلمان اسلامی تحریک کے رکن ہیں مگر اسلام کا وہ کون سا حکم ہے جس کی انہوں نے خلاف ورزی نہیں کی کونسی

وہ حد ہے جسے انہوں نے نہیں توڑا، کون سے نواہی ہیں جن کا انہوں نے ارتکاب نہیں کیا، اس کے باوجود باغیوں کے خلاف کوئی تادیبی کارروائی نہیں، سیاسی جماعتوں کے لئے یہ غیرت کہ اس کے باغی کو معاف نہیں کیا جاسکتا، مگر اسلام کے باغی آزاد ہیں کہ خوب سرکشی کریں اور ساتھ ہی سمجھتے رہیں کہ وہ مسلمان (تابعدار) ہیں، یعنی بغاوت عین وفاداری، سرکشی عین اطاعت، انکار عین اقرار اور اس پر حیرت یہ کہ دنیا میں صرف مسلمان ہی کیوں برباد ہیں؟

ایک نئی شہادت:- دارالعلوم صولتیہ اور تربیت گاہِ حرم مقدس کے بانی اوّل حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یورپ کے متحدہ مسیحی بڑے اور بیڑے سر عسکر پادری فانڈر کو جو عبرتناک شکست دی وہ ایسی نہ تھی کہ جس کا کاری زخم عیسائی دنیا کو نہ لگا ہو، یہ پادری اپنے حلقہ میں مقدس پطرس سے کسی طرح کم نہ تھا، اور یہ مان لیا گیا تھا کہ اسلام کے مقابلے میں وہ حق کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا رحمت اللہ علیہ کو جو تیغ براں عطا فرمائی تھی اور علم و فضل کے جن ہتھیاروں سے آپ کو آراستہ کیا تھا ان کی برکت سے نہ صرف آپ کے علوم و تحقیقات کو قبولیت عامہ کی سند حاصل ہوئی بلکہ اس کے بعد عرب و عجم نے ان ہی ہتھیاروں سے مسیحیت کا کامیاب مقابلہ کیا۔ اور آپ کی تصنیفات نے اسلام کی حفاظت کے لئے ناقابل تسخیر قلعہ کا کام دیا۔

اس کے مقابلے میں فانڈر کا کیا حشر ہوا؟ اس کے متعلق پادری بیون جونس کی کتاب "اہل مسجد" کا اقتباس ذیل ملاحظہ کیجئے۔

> اگرچہ پادری کارل فنڈر کی تصانیف بہت مقبول رہ چکی ہیں لیکن اب یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ آج کل ان سے بہتر کتابوں کی ضرورت ہے۔ ڈاکٹر فانڈر کی ایک خامی یہ ہے کہ وہ اسلامی تعلیم اور محمدؐ صاحب پر نکتہ چینی کئے بغیر خالص مسیحیت پر کچھ نہیں لکھ سکتا تھا اور بعض جگہ تو اس کے دلائل اس قدر کمزور ہیں کہ مسلمان مناظرین نے ان سے پورا فائدہ اٹھایا۔ (صفحہ ۳۲۸)

اللہ تعالیٰ نے حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد رحمت اللہ صاحب کیرانوی کو زیادہ سے زیادہ مقبولیت

عطا فرمائی اور آپ کے مخالف کو خود عیسائیوں کی نظر میں رسوا کیا، پادری جونس نے پادری فانڈر کی جس کمزوری کی طرف اشارہ کیا ہے، وہ اکبرآباد کا مشہور مناظرہ ہے جس میں فانڈر کو اعلان کرنا پڑا کہ بائبل میں دس بارہ جگہ تحریف ہوئی ہے، عبرت ہے کہ جس دشمن کو اسلام پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا، وہ حضرت مولانا رحمت اللہ کے مقابلے پر آکر بے دم ہوگیا، اب عیسائی روتے ہیں کہ فانڈر کے دلائل کمزور تھے مگر بحمد اللہ مسلمانوں کو آج تک فخر ہے کہ حضرت حجۃ الاسلام کے دلائل ہمیشہ مضبوط رہیں گے اور دنیا کے اہل حق ان سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے

اب نتیجہ بھگتو:- فلسطین میں بنی اسرائیل کے پردہ میں جو کچھ ہو رہا ہے اور ایران میں جو واقعات ظہور میں آرہے ہیں وہ یقیناً مسلمانانِ عالم کے لئے اضطراب انگیز ہیں۔ شکایات کا دفتر تو بہت طویل الذیل ہے، دلائل اور واقعات کا میدان بھی بہت وسیع ہے۔ مگر سب کا خلاصہ یہ ہے کہ عرب جلاوطن ہونے کے لئے تیار نہیں ہیں اور ایرانیوں کو اپنے حقوق پر اصرار ہے، دوسری طرف یہود کا اعلان ہے کہ وہ فلسطین پر قبضہ کرکے رہیں گے، اور اعلان بالفور کی تکمیل کراکر دم لیں گے لیکن جن تاروں پر یہودی رقص کر رہے ہیں ان کی حرکت پر یہ ساری حرکتیں موقوف ہیں۔ اور یہی وہ تار ہیں جن سے اوّل اور آخر عربوں کو دوچار ہونا پڑے گا۔ اور اسی مرحلہ پر یہ فیصلہ ہوگا کہ عربوں کی وطنی حیثیت قائم رہتی ہے یا اسے ہمیشہ کے لئے ختم ہو جانا چاہیئے۔ یہ ابتلا اور آزمائشیں جو مسلمانوں کو اس وقت پیش آرہی ہیں اور جو شاید آئندہ اس سے بھی زیادہ شدت کے ساتھ پیش آئیں، وہ ہرگز نہ آئیں اگر کتاب الٰہی کی اس نصیحت پر پوری سرگرمی کے ساتھ عمل کیا جاتا۔

واعدوا لهم ما استطعتم من قوة ه — جہاں تک ہوسکے دشمن کے مقابلہ کیلئے تیاری کرتے رہو۔

ان چند الفاظ کو فراموش کرنے کا نتیجہ یہ ہے کہ دنیا مسلمانوں کو فراموش کر رہی ہے۔ دنیا آج بھی مسلمانوں کی اہمیت تسلیم کرنے کے لئے تیار ہے مگر مسلمان سے امید نہیں ہے کہ وہ قرآن کی اہمیت کو تسلیم کرے گا۔

قابل توجہ:- دار العلوم حرم صولتیہ مکہ معظمہ کے تمام محسنین و معاونین اور ندائے حرم کے قارئین کرام سے درخواست ہے کہ منی آرڈروں کے کوپن میں اپنا نام اور پتہ صاف لکھا کریں، خط و کتابت کے وقت چٹ نمبر و رسید تیار کرکٹ نمبر کا حوالہ نیز عطیہ کی تاریخ دینا ضروری ہے تاکہ فوراً تعمیل کی جاسکے۔ محمد سلیم مہتمم دفتر دار العلوم حرم صولتیہ مکہ معظمہ

وادیٔ خلیل کی ایک آواز

جس پر ہر مسلمان کو لبیک کہنا چاہیئے

وہ کام جو دنیا کی حکومتیں اپنے اشتراک عمل سے انجام نہ دے سکیں اس کو ایک قوم تنہا پایۂ تکمیل کو پہنچا سکتی ہے۔ بشرطیکہ اس قوم کا ہر فرد اپنے مرکز سے وابستہ ہو، اور مرکز کے لئے اپنی جان عزیز سے بھی دریغ نہ کرے، اگر جان سے دریغ ہو تو مالی امداد میں فراخ دلی سے حصہ لے، مال نہ ہو تو اپنے احساس، اقوال اور قوت عمل سے مرکزی مقاصد کو تقویت پہنچائے۔

ماہنامہ ندائے حرم کو جو تعلق بالراست مرکزِ اسلام اور حرم محترم سے حاصل ہے وہ ملک کے دوسرے جرائد او رمجلات کو میسر نہیں اور یہ تعلق ہی "ندائے حرم" کا سرمایۂ افتخار ہے۔ لیکن یہ امر کس قدر ہمت شکن ہے کہ آپ کے دینی و علمی مرکز کا یہ سفیر اور وادیٔ خلیل کا یہ نقیب اپنی پانچ سالہ تبلیغی، اصلاحی علمی اور تاریخی خدمات کے باوجود بہت سے معاونین و مخلصین کی ہمدردی و سرپرستی حاصل نہ کرسکا۔

ہمارے تمام معاونین اور محسنین کے لئے یہ امر قابل غور ہے کہ "ندائے حرم" کسی کی ذاتی ملکیت نہیں، کوئی سیاسی یا تجارتی رسالہ نہیں بلکہ نشتر کروڑ مسلمانوں کے مرکزِ روحانی و علمی کا اس ملک میں واحد ترجمان ہے اور خدا کے گھر کی وہ آواز ہے جو دس کروڑ مسلمانِ ہند کے دلوں میں اثر کر ان کو بیدار کرنا اور اسلاف کے کارنامے یاد دلاکر ان میں جوشِ عمل پیدا کرنا چاہتی ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ دارالعلوم صولتیہ کے فنڈ پر صدر دفتر کے مصارف کا بار نہ پڑے۔ بلکہ ندائے حرم کی آمدنی سے ہی یہ مصارف پورے ہو جائیں، ہمیں امید ہے کہ دارالعلوم صولتیہ کے درد مند معاونین کرام اس مقصد کے حصول میں ہماری اعانت فرمائیں گے۔

یہ زمانہ دینی اور قومی رسالوں کی زندگی کے لئے بے حد نازک اور صبر آزما ہے۔ اس لئے تمام مسلمانوں سے بالعموم اور دارالعلوم صولتیہ مکہ معظمہ کے معاونین سے بالخصوص ہماری درخواست ہے کہ وہ آئندہ "ندائے حرم"

کو قیمتاً حاصل کریں اور اس کے خریداروں میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کی کوشش فرمائیں، دار العلوم صولتیہ کی امداد کی طرح یہ بھی ایک مستقل نیکی اور بالواسطہ دار العلوم صولتیہ کی امداد ہے۔

آج ہی اپنا سالانہ چندہ بذریعہ منی آرڈر روانہ فرما دیجئے۔ اور اپنے احباب کو بھی ندائے حرم کی سرپرستی پر آمادہ فرمائیے۔

خدا کرے ہمارے معاونین وادیٔ خلیل کی اس آواز پر لبیک کہیں، تاکہ خدا کے مقدس گھر کی یہ مقدس تحریک جس کا ندائے حرم علمبردار ہے زیادہ قوت حاصل کر سکے۔ اور ہمیں بھی دل جمعی کے ساتھ مزید خدمت کی توفیق ملے۔

سالانہ اشتراک تین روپے، بیرون ہند ۸ شلنگ، منی آرڈر سے اشتراک سالانہ بھیجنے میں آپ کا اور دفتر کا فائدہ ہے۔

معتمد صدر دفتر دار العلوم حرم صولتیہ (مکہ معظمہ) دہلی۔ قرول باغ

حقائق حیاتِ انسانی

(از جناب مولانا محمد عبدالرحمٰن خاں صاحب سابق پرنسپل عثمانیہ یونیورسٹی کالج۔ صدر حیدرآباد اکاڈیمی)

(۳)

جو شخص خدا کے عدل و انصاف اور رحم و کرم کا دل سے معتقد ہے، وہ حکومت کے بلند ترین مقام پر پہنچ کر بھی دوسرے انسانوں کے ساتھ دنیاوی قواعد و ضوابط کی گرفت کے بغیر منصفانہ بلکہ مشفقانہ برتاؤ کر سکتا ہے اس لئے کہ انسان کے اپنے عقائد ہی اس کی سیرت اور کردار کے محافظ ہوتے ہیں، دنیاوی قواعد و ضوابط کیسے ہی سخت اور اٹل کیوں نہ ہوں، سیرت و کردار کی استقامت بغیر اس قسم کی مصنوعی روک تھام، نیک و بد کی کشاکش کے نازک موقعوں پر چنداں کارآمد نہیں ثابت ہو سکتی، جہاں نیت میں خلل پڑ گیا وہاں قواعد و ضوابط سے بچ کر نکلنے یا ان کی خود غرضانہ غلط تاویل کرنے کے راستے ہر وقت کھلے رہتے ہیں۔

ان لوگوں کو جن کی تحویل میں قسمت کی طرف سے دوسروں کی بھلائی برائی کے ذرائع دے دیئے جاتے ہیں، چاہیئے کہ نہایت صحت کے ساتھ معلوم کر لیں کہ وہ ان امور سے درحقیقت کس حد تک واقف اور کس حد تک ناواقف ہیں، آدمی کتنا ہی بڑا عالم اور دانا کیوں نہ ہو اس کو اپنی ذمہ داریوں کے تمام پہلوؤں پر یکساں دسترس رکھنا ناممکن ہے۔ اپنی ناقص واقفیت کا علم ہی عقلمند انسان کو جد و جہد کے بعد بالآخر دانا بنا دیتا ہے۔ یا دانائوں سے مدد بہم پہنچا کر ناقص معلومات کی کمیوں کو پورا کرا دیتا ہے۔

دنیا کو ہر وقت علما کی خالص علمی تحقیقات، انکشافات و اکتشافات کی سخت ضرورت ہے۔ ہر دور میں نئے نئے مسائل رونما ہوتے ہیں۔ اور ان کے حل کرنے کے لئے سچے اور بے لوث علما کی مدد ناگزیر ہے۔ اگر ایسے عالم کسی ملک میں نہ ہوں تو وہ ملک قابل افسوس ہے، اس کو چاہیئے کہ جلد سے جلد ایسے عالم

پیدا کرنے کی کوشش کرے اور جب وہ مہیا ہو جائیں تو ان کے مشوروں پر عمل کرے اور ان کا پورا لحاظ ... ملک کی تاریخ کے درخشاں باب پر اگر غائر تنقیدی نظر ڈالی جائے تو ان فضلاء و علماء کی تعلیمات اور تعلیمات پر عمل ہی ملک کی خوش حالی و ترقی کا بانی ثابت ہو گا۔

دورِ حاضر کی نئی نئی ایجادات سے ہر عمل کی رفتار سرعت کے ساتھ تیز ہوتی جا رہی ہے خواہ یہ عمل اچھا ہو یا برا۔ تشہیر یا پروپاگنڈہ اگرچہ دنیا میں زمانۂ قدیم سے مروج ہے، لیکن حالیہ ذرائع مثلاً اخبارات تار برقی اور ریڈیو وغیرہ سے ان کی قوت بہت بڑھ گئی ہے۔ عقلمند تشہیر سے متاثر نہیں ہوتے۔ سوچ سمجھ کر ہی رائے قائم کرتے ہیں۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو بنتے کام بھی بگڑ جاتے ہیں۔

ادھوری معلومات سے دنیا کو بہت نقصان پہنچتا ہے۔ کمزور دل و دماغ کے بدنصیب جب دیکھتے ہیں کہ دنیا کا انصاف بظاہر ناقص ہے اور مستحقین کو ان کا پورا حق نہیں ملتا تو وہ راست بازی اور صداقت کو چھوڑ کر برائی کے حامیوں کی جماعت میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اور کچھ دن ان کے ساتھ ہو کر ہنگامی اور عارضی نفع حاصل کر لیتے ہیں۔ لیکن چند روز کے بعد جب برائی کی قوتوں کو شکست ہوتی ہے تو پچھتاتے ہیں کہ کیوں بھلائی سے منحرف ہو گئے۔

ذرا سا غور کرنے سے معلوم ہو گا کہ کوئی ادارہ ایک کثیر جماعت کی قوتِ عمل کے بغیر چل نہیں سکتا اگر اس ادارہ کے ذمہ دار قائد نیک نیت ہوں لیکن بے طاقت، تو نیکی کو کمزور دیکھ کر بہت کم لوگ ان کے ہم نوا بنتے ہیں۔ اور اس طرح وہ ادارہ جلد ٹوٹ جاتا ہے، اگر قائد قوت رکھتے ہیں، مگر نیکی سے ناآشنا تو ان کی قوت انہی کے جیسے بڑے آدمیوں کو اپنا شریک بنا لیتی ہے۔ کچھ مدت تک برائی کی قوتیں مل کر عمل کرتی ہیں لیکن بنیاد چونکہ برائی پر ہوتی ہے یہ ادارہ بھی مختصر حیات کا ہوتا ہے، اس لئے آہستہ آہستہ ختم ہونے کے نیکی کی قوتیں اس پر باہر سے اچانک حملہ کر دیتی ہیں۔ اور چشم زدن میں اس کو مٹا دیتی ہیں اس لئے کامیابی اور ترقی کے لئے نیکی اور قوت دونوں کا اشتراکِ عمل لازمی ہے۔

دورِ حاضر کا تقاضا ہے کہ ہر چیز کی قدر و قیمت روپیہ کی رقموں میں قرار دی جائے۔ سہولت کے ... بیشتر مادی اشیاء اور جسمانی محنت و مشقت کی حد تک یہ طریقۂ قدر پیمائی بیجا نہیں۔

کہا جاتا ہے کہ یہ طریقہ زمانۂ قدیم سے تجارت، صنعت وحرفت کے داد و ستد کو آسان کرنے کی خاطر رائج ہوا سب سے پہلے لڈیا (۸ ۱ ۵ - ۲) میں ایجاد ہوا۔ چنانچہ ولادت مسیح سے تقریباً ساڑھے پانچ سو سال قبل کروسس (CROESUS) کا سکہ چاروں طرف پھیل گیا۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ جو چیز یہ خاصیت بازار میں روپیہ پیسہ کا معاوضہ نہیں دلاتی اس کی بذات خود کوئی قیمت نہیں۔ اس لئے کہ قیمتوں کا تعین جانچنے والوں کی صلاحیت پر بھی منحصر ہے۔ یورپ کے جہازراں حال تک افریقہ و امریکہ کے نادان قدیم باشندوں کو شیشہ کے منکے اور بچوں کے کھلونے دے کر ان سے سونا چاندی حاصل کرتے تھے، عدالتی مقدمات اور دفتری رجسٹرات میں اگرچہ انسان کی عزت و آبرو کی بھی روپیہ پیسہ کی رقموں میں قیمتیں مقرر کی جاتی ہیں لیکن اس کے اخلاق حمیدہ اور علم و فضل اس ٹکسالی جانچ اور بازاری پیمائش سے بہت بالاتر سمجھے جانے چاہئیں۔ ان کا معیار ہی علیحدہ قسم کا ہوتا ہے۔ جس طرح شرم و حیا یا بہادری کی پیمائش حرارت کی اکائیوں میں نہیں کی جاسکتی، اسی طرح انسان کے علم و فضل، فہم و فراست اور تجربہ و ہمت کا اندازہ روپیہ پیسہ کی رقموں میں نہیں ہو سکتا۔ ان کی نوعیت ہی بالکل جداگانہ ہے۔ بعض پست ہمت عاقل اپنے آپ کو پیسہ کے مقابلے میں اور پیسہ دینے والوں کے سامنے ذلیل کر دیتے ہیں، ایسا ہرگز نہ ہونا چاہئے۔ ورنہ دنیا بد سے بدتر ہوتی جائے گی۔ انسان کے فضائل و اخلاق ہی بذات خود ایک بڑی نعمت اور گراں قدر دولت ہیں، ان کو روپیہ اور اشرفی کی ترازوؤں میں تولا نہیں جا سکتا۔ اس کے ساتھ ہی وہ کسی حالت میں بھی بھوکوں نہیں مر سکتے۔ اللہ تعالیٰ انہیں بہر طور کافی سامان ضرورت پہنچا دیتا ہے۔ اور قناعت کا شیشہ جو ان کی آنکھوں کے سامنے ہر وقت لگا رہتا ہے اس مختصر سامان کو کافی بنا کر [illegible] کو خوش رکھتا ہے۔

یوں تو ملک کی مادی دولت میں بے شمار اشیاء مثلاً سونا، چاندی، لوہا، کوئلہ، [illegible]، برقی طاقت، جنگل، کھیت اور مزدور پیشہ کی کام کرنے کی قابلیت وغیرہ شامل ہیں۔ لیکن سب سے زیادہ قیمتی اس ملک کی وفاشعاری، نیکی، کامیاب طبیعت اور علم و ہنر ہیں۔ ان کے تحفظ و ترقی پر جتنی بھی کوشش کی جائے گی، اتنا ہی فائدہ حاصل ہوگا۔

جب سے متمدن انسان خصوصاً اہلِ مغرب نے جمہوریت کو حکومت کے دوسرے طریقوں پر فوقیت دینا شروع کیا سماجی زندگی کی اہمیت بہت بڑھ گئی۔ اسلامی طرزِ حکومت کے مختصر دور میں بھی رائے عامہ کو ہر اصولی معاملہ میں کامل اقتدار حاصل تھا۔ افسوس ہے کہ دنیا نے صرف ایک قرن ہی تک صحیح معنوں میں اسلامی طریقۂ زندگی کا لطف اٹھایا۔ مسلمانوں کو جو کچھ بھی کامیابیاں ان کے فاتحانہ و خود مختارانہ حکومت کے پورے دور میں حاصل ہوئیں وہ اسی زمانہ کی مساعی کا بالراست یا بالواسطہ نتیجہ تھیں لیکن بدبختی یا خود غرضانہ طریقہ عمل سے یہ رنگ دنیا پر دیر تک قائم نہ رہ سکا۔ تاریخ شاہد ہے کہ شہنشاہیت ہو کہ جمہوریت انصاف کے بدیہی معنوں میں اگر طرزِ حکومت منصفانہ ہو تو دنیا میں خوش حالی اور امن یقیناً قائم رہتے ہیں۔ اگر حریت، مساوات و اخوت محض دستورِ حکومت کے اعلانات ہی تک محدود ہیں یا کاغذ ہی کی زیب و زینت ہیں اور عمل کا فقدان ہے تو سماجی زندگی بھی تلخ اور بدمزہ بن جاتی ہے۔ ہر ایک کام نیت کے تابع رہتا ہے، اگر نیت اچھی ہے تو نتیجہ بھی اچھا ہوتا ہے، ورنہ قابل سے قابل ماہرانِ دستور کے بنائے ہوئے قانون ناقص رہ جاتے ہیں اور عوام الناس کی مرفہ الحالی توقع کی منزل سے ایک قدم آگے بڑھنے نہیں پاتی۔ یہ خرابی دراصل ملک یا قوم، انجمن یا مجلس کے نمائندوں کی صحیح معنوں میں اپنی منتخب کرنے والی جماعت کی نمائندگی نہ کرنے سے پیدا ہوتی ہے یا تو صحیح لوگ منتخب نہیں ہوتے یا اگر ہوتے بھی ہیں تو خود غرض یا اپنے ذاتی فائدہ کے عاجلانہ حصول کی کوشش میں ملک، قوم، انجمن یا مجلس کے مفاد کو پسِ پشت ڈال دیتے ہیں۔ اس کی اصلاح عوام کی ذہنیت کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ ذہنیت کی اصلاح کے لئے کتابی تعلیم ناکافی ہے کردار کی تعلیم ہونی چاہئے۔ اور کردار کی درستی گھر اور ماحول کے تابع ہے۔ گویا یہ سلسلہ ایک طرح سے ایک دائرہ سا جاری ہے۔ ابتدا کو انتہا و انجام کو آغاز کے ساتھ ناقابلِ انقطاع تعلق ہے۔ اس بیان سے نہ سمجھنا چاہئے کہ یہ ایک منطقی معمہ یا چیستان ہے محض گول مول باتیں ہی باتیں ہیں حاصل کچھ نہیں۔ سچ پوچھو تو غیر ساکن متحرک دنیا کے سارے کاروبار اسی نوع کے ہوتے ہیں۔ کسی چیز کو روک کر ٹھہرا کر اس کی اصلاح کرنا صرف ایک محدود مادی شے ہی کی حد تک ممکن ہے۔ متحرک و زندہ چالو ادارے اس طرح روکے اور ٹھہرائے جا کر کارخانے میں مرمت پا کر یا اسپتال میں اچھے ہو کر چل نہیں سکتے۔ ان کو ان کی چالو حالت ہی میں درست کرنے کی کوشش

کی جانی چاہئے اس کے لئے ان کے ہر پہلو پر غور اور مسلسل عمل کی ضرورت ہے۔ یعنی جہاں کہیں جس کسی حصہ کو جب کبھی اصلاح کی ضرورت لاحق ہوئی، اصلاح کی جانی چاہئے، جب ہی کہیں کامیابی نصیب ہو سکتی ہے

خاندانی زندگی گھریلو زندگی کے مشابہ بھی ہو سکتی ہے لیکن اس کا لائحۂ عمل گھریلو زندگی کے لائحۂ عمل سے کسی قدر زیادہ وسیع ہوتا ہے۔ اس لئے اس کے باہمی ارتباط و تعلقات کی بندشیں کسی قدر کمزور ہوتی ہیں گویا دور کے بنی عم بھی اس رابطہ میں شامل ہو جاتے ہیں۔ اس قسم کی زندگی اب یورپ و امریکہ میں اگر دکھائی دیتی ہے تو صرف دولتمند اور بہت ذی اثر گھرانوں ہی میں نظر آتی ہے کشمکش حیات اور اقتصادی مجبوریوں کی وجہ سے یہ طریقۂ زندگی اب متروک ہو گیا ہے، ایشیائی ممالک علی الخصوص ہندوستان اور سب سے زیادہ چین میں اس طریقہ کو وہی مقبولیت حاصل ہے جو کئی ہزار برس پہلے تھی۔ اس کی اچھی تشکیل امداد باہمی کے اداروں کی ترجمانی کرتی ہے۔ جب یہ طریقہ ابتداءً جاری ہوا تو جاری کرنے والوں کا مقصد و منشا تقریباً امداد باہمی ہی تھا۔ مفلس ممالک کے اب بھی یہ طریقہ باعثِ برکت ہے، لیکن مرورِ ایام کے ساتھ اصل منشاء کا تصور بدل جانے سے اس میں بڑھاپے کی چند بیماریاں پیدا ہو گئیں۔ جس سے ملک اور سماج کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ بیچارہ چین تو ان بیماریوں میں ایسا مبتلا ہو گیا کہ اس کے ایک مغربی تعلیم یافتہ فرزند لن یوتانگ نے اس کو اگر ایک طرف اپنے ملک کی درازیٔ عمر و تحفظ روایات قدیمہ کا بانی تصور کیا ہے۔ تو دوسری طرف ملک کی تمام سیاسی و انتظامی مشکلات اور متوقعہ تباہی و تاراجی کا ذمہ دار گردانا ہے۔ چنانچہ ایک جگہ صاف کہتا ہے کہ چین میں کسی خاطی کو بعید سے بعید رشتہ داری کے تعلق کی وجہ سے سزا کیا معنی باز پرس کی اجازت بھی نہیں دی جا سکتی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ لن یوتانگ حد سے زیادہ صاف گو ہے یہاں تک کہ اس نے اپنے ملک کی بلکہ اپنی قوم کی بعض موقعوں پر عریاں تصویر کھینچ کر رکھ دی اور شاید اسی لئے مغرب میں اس کی کتاب (MY COUNTRY & MY PEOPLE) بہت مقبول ثابت ہو رہی ہے۔ خاندانی زندگی اگر درحقیقت ایسی بیجا طرفداریوں اور رعایتوں کا مسکن و معدن ہے تو اس کی فوری اصلاح ضروری ہے۔ یورپ میں بھی ایک عرصہ تک خاندانی اثرات کو بہت قوت حاصل تھی۔ چنانچہ بعض اعلیٰ خدمات فوج، سیاست و امور خارجہ بھی ان ہی خاندانی اثرات کے رشتہ میں مربوط تھے۔ عوام کی چیخ پکار پر

اب حالت بہتر ہو چلی ہے۔ ہندوستان کی نسبت عام طور پر مشہور ہے کہ ان دونوں جمہوری خیالات کی آڑ میں بیجا اقربا نوازی کا مرض بجائے کم ہونے کے بڑھتا جا رہا ہے۔ اگر مذہب نے اقربا کے ساتھ محبت اور نیکی برتنے کی مبارک و مستحسن ہدایت فرمائی ہے تو اس کے یہ معنی نہ ہونے چاہئیں کہ ذی اقتدار صدر خاندان اپنے اقربا کی امداد اپنی ذاتی کمائی کے پیسہ سے نہ کریں، بلکہ دوسرے اور زیادہ مستحق اشخاص کو نظر انداز کر کے ملک یا قوم کے خزانہ اور خدمات سے کریں۔

گھریلو زندگی علی العموم ان تمام اقسام کی زندگیوں سے زیادہ امن و سکون، خوشی و راحت کی ہوتی ہے، سخت سے سخت مصیبت زدہ، غمگین سے غمگین آدمی بھی جب اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے تو اس کو فوری سکون نصیب ہوتا ہے، بشرطیکہ اس کے گھر میں کوئی عزیز یعنی ماں، باپ، بیوی، بچے، بھائی بہن ہوں۔ بچپن میں تو گھر بہشت کا نمونہ ہوتا ہے۔ جب کہ بچہ ماں باپ یا اگر یہ نہ ہوں تو کسی اور عزیز کے جزو جان کی طرح پرورش پاتا ہے، یہ امر واقعی ہے کہ بوڑھے اور لب گور پہنچ کر بھی لوگ زیادہ تر خواب میں بچپن ہی کے مکان اور وہیں کے منظر دیکھتے ہیں، جس سے ظاہر ہے کہ اس زمانہ کی زندگی دل پر کیسا دائمی نقش جماتی ہے۔ کیا کوئی قومی یا ملکی ادارہ بچپن کے گھر کا نعم البدل ہو سکتا ہے، اس سوال کی ضرورت ہی نہ ہوتی مگر بدقسمتی سے دنیا میں گھریلو زندگی کی محبت بھری فضا کے باوجود سیکڑوں بچوں کی پرورش، تعلیم و تربیت اور صحت کی دیکھ بھال کافی اچھی نہیں ہو رہی ہے، اسی لئے اس میکانی دور میں مصنوعی زندگی بسر کر کے فطری جذبات سے کم یا غلط واقفیت رکھنے والے چند مغربی ممالک کے مدعیان علم و تمدن مذہب کی تعلیمات سے بعض تلخی رکھ کر پرورش بلکہ پیدائش اطفال کے عجیب و غریب طریقے پیش کر رہے ہیں اور دنیا کے بعض سادہ لوح ان پر لٹو ہو رہے ہیں، ان نئی من گھڑت تعلیمات سے ہزار گنا بہتر ہوتا اگر گھریلو زندگی کی ظاہری کمزوریوں پر غائر نظر ڈالی جاتی، ان کے اسباب کا ٹھیک پتہ چلایا جاتا۔ اور پھر ان کا علاج کیا جاتا۔ معاشی پیچیدگیاں آباؤ اجداد کی جسمانی و دماغی صحت کار حجان پستی، نوکتخدا زن و شوہر کی ناعاقبت اندیشی، ماں باپ کی بڑھتی دنیا کی ضروریات سے ناواقفیت اور ان سب سے زیادہ مذہب سے عدم اعتقاد و تعاون، در اصل یہ سب اسباب گھریلو زندگی کے بگڑنے کا

باعث ہوتے ہیں، کیا یہ تجویز قرین عقل ہے کہ ساری متمدن دنیا کو درہم برہم کرکے سیکڑوں قرن کے آزمودہ طریقوں کو چھوڑ کر بدیہی اور عارضی خرابیوں کا علاج نہ کرکے، تہذیب کے نئے بت تراشے جائیں۔ اور ان کی پوجا کی جائے، یہ بت ابھی پرانے نہ ہونے پائے تھے کہ خود ان کے دارالاصنام میں ان کی نااہلی کی چیخ پکار سنائی دے رہی ہے۔ پس ہر سنجیدہ انسان کا فرض ہے کہ وہ پہلے اپنے گھر کو بیماری، جہل اور بے سروسامانی کی آلائشات سے پاک کرے۔ اس کے لئے ضروری ہوگا کہ گھر کا بڑا اپنے طریقۂ زندگی پر تنقیدی نظر ڈال کر دیکھے کہ وہ خود اس امتحان میں کیسا ثابت ہوتا ہے۔ اپنے اخلاق و عادات کی اصلاح کرے اور پھر بیوی بچوں اور متعلقین کی بہبودی بطور ایک نتیجہ صریح کے رونما ہونے لگتی ہے۔ ہزاروں سال سے ہر مذہب کے نیک بندے دنیا کو اس قسم کے مفید مشورے دیتے آرہے ہیں۔ لیکن چونکہ اس میں کوئی جدت نہیں ہے اس لئے احمق دنیا ان کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتی۔ جدت اخلاق کے معنی سوائے خرابیٔ اخلاق کے اور کیا ہو سکتے ہیں، کسی عمارت کو اگر بہت پرانی ہو جائے توڑ کر نئی بنانے کی ضرورت ہوتی ہے، پرانے کلیاتِ اخلاق بدلے نہیں جا سکتے۔ اسی طرح جیسے کہ کلیاتِ فطرت جو لاکھوں سال سے مسلسل اپنا عمل کر رہے ہیں، جدید تحقیق ضرور کی جائے، نئے تجربے شوق کے ساتھ ترتیب دیئے جائیں لیکن ان کی نوعیت تعمیری ہونی چاہیئے نہ کہ تخریبی، مثال کے طور پر کیا عصر جدید کا کوئی تعلیم یافتہ انسان اخلاقیات کی ان تعلیمات سے جو برائی سے پرہیز کرنے، بیوی بچوں کی خبرگیری کرنے، ماں باپ کا احترام، تحصیل علم میں استاد کی پیروی، صداقت و راست گوئی، غرباء و مساکین کی امداد، مستورات کے ساتھ شریفانہ برتاؤ، یگانہ و بیگانہ کے ساتھ مساوی انصاف، آزمودہ و مسلمہ قوانین کی خلاف ورزی سے احتراز کرنے سے متعلق ہیں، انحراف کر سکتا ہے۔ اگر جدید دنیا اخلاق و تمدن کی قدیم بنیادوں کو اپنی جہالت و حماقت کے غرور میں منہدم کرنا چاہتی ہے تو اس کو بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ اس کے قدم زمین سے اکھڑ جائیں گے۔ نوع انسان تباہ و برباد ہو جائے گی۔ اور شاید کوئی دوسری نوع اس کی جگہ زمین پر مسلط ہوگی۔

(باقی)

سبیلِ کوثر

بابت ماہ ذی الحجہ ۱۳۶۴ھ !!

تفصیل رقوم موصولہ صدر دفتر دار العلوم صولتیہ مکہ معظمہ برائے مدارس اہل حرمین شریفین

خدا کا شکر و احسان ہے کہ وہ خادمانِ دار العلوم حرم سے متعدد کام لے رہا ہے۔ صدر دفتر دار العلوم صولتیہ مکہ معظمہ میں ملک کے مختلف مقامات سے مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے بعض خاص اور عام غرباء و مساکین اور بیوگان و یتامیٰ اور دوسرے امور خیر کیلئے حسب ذیل رقوم بماہ ذی الحجہ ۱۳۶۴ھ وصول ہوئی ہیں، یہ ایک نیک کام کی توفیق ہے جو دار العلوم حرم کی خدمات کے سلسلہ میں ہمارے حصہ میں آئی ہے یہ رقوم دار العلوم حرم کے مرکزی دفتر مکہ معظمہ کو معطیان کی ہدایات کے مطابق مستحقین تک پہنچانے کیلئے بھیجی جا رہی ہیں۔ باللہ ان کو جزائے خیر دے۔ ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھے آتے ہیں جو کام دوسروں کے

نمبر شمار	نام نامی	رقم	نمبر شمار	نام نامی	رقم
۱	محترمہ بیگم صاحبہ جناب الحاج کیپٹن مولوی غلام محمد صاحب بہاول پور	۶/	۵	میسرز محمد حیات اینڈ سنز ازجانب محترمہ تاج بی بی صاحبہ مرحومہ کلکتہ	عـہ
۲	جناب سردار جمال الدین خانصاحب نئی دہلی	عـہ	۶	محترمہ بیگم صاحبہ جناب کیپٹن ڈاکٹر سید محمد اجمل حسین صاحب کرنال	صہ/
۳	مسلمانان چک ۱۳۶ مرسلہ جناب حاجی اللہ بخش صاحب گہمی	۱۵/	۷	جناب سید منظور حسن صاحب گورکھپور	صہ/
۴	جناب شیخ بشیر احمد صاحب کلکتہ (دمعہ ۲۴ عدد طشتریاں مسی و ۴۴ رومال)	۱۵/			

نمبر شمار	نام نامی	رقم	نمبر شمار	نام نامی	رقم
۸	جناب نواب اسلام احمد خاں صاحب میرٹھ	سے	۱۸	میسرز محمد حیات اینڈ سنز انجانب	
۹	" خاں صاحب محمد قمر علی خاں صاحب سہسرام	معہ ۵/		محترمہ تاج بی بی صاحبہ مرحومہ کلکتہ	مار/
۱۰	" اسلام خاں صاحب شمس آباد	ے/	۱۹	جناب مولوی محمد مجید اللہ صاحب کیمبر گنج	عـہ
۱۱	" سید عبدالمنان صاحب سید پور	عـہ	۲۰	" محمد خلیل صاحب رام پور	ـہ
۱۲	" محمد نور الہدیٰ صاحب ضلع پٹنہ	صہ/	۲۱	" منشی منیر احمد صاحب آگرہ	عا/
۱۳	" سیٹھ سلیمان عمر صاحب کراچی	ععار/	۲۲	" الحاج خان بہادر محمد عبدالعزیز بادشاہ صاحب مرحوم " " ازجانب مولانا محمد عبدالحی بادشاہ صاحب مرحوم " " ازجانب محترمہ محمود النساء بیگم صاحبہ مرحومہ مدراس	سے/ ۱۲/
۱۴	" عبداللطیف خاں صاحب معرفت لقمان صاحب شاہجہاں پور	صہ			
۱۵	" حکیم عماد الدین احمد صاحب انصاری لکھنؤ	ے/		" چودھری محمد عبداللہ صاحب باتورہ چک ۱۲۱ ا-پ	۱۱/
۱۶	" عبدالغفور صاحب بھٹو لاڑکانہ	عـہ		" حافظ عبدالمجید صاحب مرسلہ جناب حاجی شاہ زین صاحب صدیقی لاہور	عـہ
۱۷	" صغیر حسن صاحب لکھنؤ	صمار/			

میزان ماہ ذی الحجہ ۱۳۶۴ھ　اعـہ　۵/

شعبۂ قرآن و تجوید

مدرسۂ صولتیہ کا یہ قدیم ترین تعلیمی شعبہ ہے اور چونکہ اس سے مدرسہ کے ایک اہم مقصد کی تکمیل مدنظر ہے اس لئے ہمیشہ یہ شعبہ عملی طور پر کامیابی کے ساتھ ترقی کرتا رہا۔

ہندوستان میں تجوید القرآن اور علم قرآئت پر آج سے پچاس سال پہلے عام طور سے بہت کم توجہ کی جاتی تھی، مگر آج الحمد اللہ ملک کے طول و عرض میں جابجا مدارس تجوید و قرأت ہمت کے ساتھ خدمت قرآن میں مصروف ہیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ آج ہندوستان میں جہاں کہیں یہ سلسلہ جاری ہے وہ بالواسطہ یا بلاواسطہ آپ کے مدرسہ صولتیہ کا فیض ہے اور خدا کے گھر کے اسی چراغ کی پھیلی ہوئی روشنی ہے۔ مقام شکر ہے کہ اس نے یہ خدمت اپنا مدرسہ اگرامی ایک...

[illegible]

موجِ کوثر

بابت ماہ ذی الحجہ ۱۳۶۴ھ

اپنے جانے والے عزیزوں، دوستوں اور بزرگوں کو یاد رکھئے تاکہ آنے والے آپ کو یاد رکھیں
اپنے خاندان کے مرحومین کے لئے کعبہ کے زیر سایہ ایصالِ ثواب کیجئے
یاد رکھئے کہ مکہ معظمہ میں ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ نیکی کے برابر ہے
آپ جو روپیہ ہندوستان میں خرچ کرتے ہیں اس کو مکہ معظمہ میں خرچ کرکے ایک لاکھ گنا ثواب حاصل کرسکتے ہیں
اس مد کی آمدنی وظائف حفاظ میں صرف کی جاتی ہے

نمبر مسلسل	ایصال ثواب	مرسلہ	رقم
۱	بروح اہلیہ صاحبہ مرحومہ	جناب خاں صاحب رحمت علی خاں صاحب مرسلہ دوست محمد صاحب چنیوٹی، اٹر گاؤں	سہ
۲	بروح سلطان مرزا صاحب مرحوم	محترمہ بیگم فاطمہ صاحبہ دختر سلطان مرزا صاحب مرحوم لکھنؤ، مرسلہ بشرح بالا	عہ
۳	بروح پاک سرکار دوعالم صلعم سے، بروح حضرت غوث الاعظم رح، عہ، بروح حضرت خواجہ اجمیری رح عہ، بارواح والدہ صاحب مرحوم، اہلیہ صاحبہ مرحومہ عہ، مدفونین قبرستان موضع نندور عہ	جناب اسحٰق نبی خاں صاحب موضع نندور	عہ
۴	بروح حاجی عبدالحفیظ خاں صاحب مرحوم پسر خود	حاجی طہارت حسین خاں صاحب موضع کھیری براداں	عہ

نمبر شمار	ایصال ثواب	مرسل رقم	رقم
۵	بروح تاج بی بی صاحبہ مرحومہ	میسرز محمد حیات اینڈ سنز کلکتہ	[illegible]
۶	بارواح والدین ہمشیرہ صاحبہ، ماموں صاحب برادر صاحب مرحومین۔	عالی جناب نواب شاہ یار جنگ بہادر حیدرآباد دکن	[illegible]
۷	بروح مولوی حبیب الرحمن صاحب و احمد بیگم صاحبہ۔ والدین مرحومین	جناب عبدالرحمن صاحب۔ آگرہ	[illegible]
۸	بروح حضرت داتا گنج بخش صاحب لاہوری رح	" چوہدری فیروز الدین صاحب لاہور	[illegible]
۹	بروح پاک سرکار دوعالم صلعم و صحابہ کرام رض و والدین مرحومین	" شیخ محمد محمود علی صاحب سید پور	[illegible]
۱۰	بروح پاک سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم (بابت ماہ نومبر سنہ ۱۹۴۵ء)	" مسٹر خلیق احمد صاحب [illegible]	[illegible]
۱	بارواح والدین مرحومین	[illegible]	[illegible]
۱۲	بارواح اقربا مرحومین معطی	" جناب [illegible] مولانا [illegible] صاحب [illegible]	[illegible]
۱۳	بروح ثناء الدین صاحب مرحوم	" حکیم عماد الدین [illegible]	[illegible]
۱۴	بروح تاج بی بی صاحبہ مرحومہ	میسرز محمد حیات اینڈ سنز کلکتہ	[illegible]
۱۵	بروح پاک سرکار دوعالم صلعم	جناب [illegible] صاحب [illegible]	[illegible]
۱۶	" " (بابت ماہ دسمبر سنہ ۱۹۴۵ء)	" مسٹر صدیق احمد صاحب [illegible]	[illegible]
۱۷	بروح پاک سرکار دوعالم صلعم عہ، اولاد حسین خاں صاحب والد مرحوم عہ، بروح جناب بی بی صاحبہ مرحومہ عہ۔	" ممتاز حسین خاں صاحب الہ آباد	[illegible]

نمبر شمار	ایصال ثواب	مرسل رقم	رقم
۱۸	بروح پاک سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اہل بیت اطہارؓ، صحابہ کرام رضؓ، حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر صاحب کچھوچھویؒ	ایک اہل خیر خاتون جزاہا اللہ، مرسلہ جناب حافظ عبدالواحد صاحب ابوالعلائی ہزاری باغ	صہ ر
۱۹	بروح پاک سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم و بروح حضرت مولانا اشرف علی صاحب رح و والدین مرحومین۔	جناب منشی فضل حق صاحب آگرہ	ے ر
۲۰	بروح حاجی حبیب الرحمٰن صاحب والد مرحوم	" محمد میاں اکبر صاحب "	عـہ
۲۱	بروح والد صاحب مرحوم	میسرز کریسنٹ لیدر کمپنی "	صر

میزان ماہ ذی الحجہ ۱۳۶۳ھ ۳۱۵ ساعـہ ۸ ر

دار العلوم حرم صولتیہ ہندیہ مکہ معظمہ کا

نصاب تعلیم

خدا کے فضل سے مدرسہ اپنے تعلیمی مقصد میں ایک کامیاب نتیجہ تک پہنچ چکا ہے اور موجودہ نظام عام اپنے اثر اور مرکزی ضرورتوں کے لحاظ سے قابل اطمینان علمی صورت ہے۔

مدرسہ صولتیہ کا اپنا نصاب تعلیم ہے جو مرکز اسلام کی اہمیت اور مقامی خصوصیت کے پیش نظر سب کے لئے یکساں طور پر افادی حیثیت سے مرتب کیا گیا ہے۔

مدرسہ میں مدت تعلیم چودہ سال ہے اور یہ مدت چار شعبوں پر تقسیم ہے،

۱۔ شعبہ تحضیری (پرائمری) مدت تعلیم ۳ سال

۲۔ " ابتدائی (مڈل) " ۴ "

۳ " ثانوی " ۴ "

۴ " عالی " ۳ "

۱۴ سال

مرہم درویش یا کراماتی مرہم

امراضِ ذیل کی دنیا میں ایک جادو بھری اکسیر

ہر ماہ یہ مرہم کافی تعداد میں تیار ہو کر فروخت ہوتا ہے اور ملک میں اس کی بکثرت مانگ ہے اس کی تعریف اور تصدیق میں لاتعداد خطوط موصول ہو چکے ہیں۔ بعض اصحاب نے اس کے عجیب غریب فوائد دیکھ کر اس کا نام کراماتی مرہم تجویز کیا ہے، اس مرہم کی ایجنسیاں بھی قائم ہونا شروع ہو گئی ہیں۔ یہ اکسیری مرہم داد، چنبل، خارش خشک وتر، برص، گنج، مسّے، بواسیر، زخم آتشک، ہر قسم کے گھاؤ پھوڑا، پھنسی، ناسور، آگ سے جل جانے اور چھری وغیرہ سے کٹ جانے کے زخموں، درد سر، درد کان، درد گردہ، درد پسلی (نمونیا) درد گھٹیا، چوٹ، موچ، رگڑ، جوڑوں کا درد، نارو، کھارو، کنٹھ گنڈی (کنٹھ مالا)، بدھ زخم چیچک، خنازیر (کنٹھ مالا) اور طاعونی گلٹیوں اور ہر جگہ کے بیرونی دردوں اور ورموں کو دور کرنے میں عدیم المثال اور زہریلے جانوروں کے کاٹے کا ایک لاثانی تریاق ہے، سوزش اور جلن کو فوراً تسکین دیتا اور ٹھنڈک پہنچا کر بہت جلد آرام کر دیتا ہے۔ بچوں کے مرض ڈبے میں جسے پسلی چلنا بھی کہتے ہیں فوراً فائدہ پہنچاتا ہے، مرہم درویش کا ہر گھر اور ہر مطب میں ہر وقت موجود رہنا ضروری ہے مرہم درویش خوش رنگ ہے۔ آج ہی منگا کر اپنی اور اپنے مطب کی شہرت بڑھایئے۔ اگر مفید ثابت نہ ہو تو شرعاً وقانوناً قیمت واپس کرنے کے ہم ذمہ دار ہیں۔

قیمت فی ڈبہ دو روپے، محصول ڈاک دو ڈبوں تک ۱۱ رہے۔ دو ڈبوں سے کم کا وی پی نہ ہوگا۔

(ندائے حرم کا حوالہ ضرور دیں)

پتہ:- دار المجربات مرہم درویش چرتھاول ضلع مظفر نگر (یو۔پی)

سفرنامہ ابن بطوطہ تاریخ کی روشنی میں

(خاص ندائے حرم کیلئے)

(از جناب مولانا محمد عبدالرحمٰن خانصاحب سابق پرنسپل عثمانیہ یونیورسٹی کالج، صدر حیدرآباد اکاڈمی)

(۱۲)

چین کے بادشاہ نے سلطان محمد بن تغلق کے پاس قیمتی تحفے بھیجکر (جن میں بطور خاص قابل ذکر جملہ ایک سو غلام اور لونڈیاں، ۵۰۰ مخمل اور ریشمی کپڑے کے تھان، مرصع ملبوسات اور اسلحہ تھے) درخواست کی تھی کہ قراجیل (کوہ ہمالیہ) کے قریب بمقام سمبھل (واقع روہیلکھنڈ دہلی سے تقریباً ۸۰ میل) جو بتخانہ مسلمانوں کی ہندوستانی فوج نے توڑ دیا تھا اس کی تعمیر کی اجازت عطا ہو۔ سلطان نے تحائف قبول کرکے جواب دیا کہ از روئے احکام اسلامی یہ اجازت اسی وقت مل سکے گی جب کہ بادشاہ چین جزیہ ادا کرے گا، دربار چین سے آئے ہوئے تحفوں سے زیادہ قیمتی تحفے معین کئے گئے، جن میں عمدہ نسل کے ۱۰۰ گھوڑے، ۱۰۰ سفید فام غلام، ۱۰۰ ہندو ناچنے اور گانے والی عورتیں، ۱۲۰۰ مختلف قسم کے کپڑوں کے تھان، سونے اور چاندی کے شمعدان، مرصع لباس، ٹوپیاں، ترکش، تلواریں۔ اور موتی جڑے ہوئے دستانے اور ۱۵ خواجہ سرا شامل تھے۔ ابن بطوطہ کے ساتھ دو اور سفیر تھے، ایک عالم متبحر، امیر ظہیر الدین زنجانی۔ اور دوسرا خواجہ سرا کافور، تحائف خواجہ سرا ہی کی تحویل میں تھے، ہرات کے امیر محمد کو ایک ہزار سوار کے ساتھ وفد کو بندرگاہ تک پہنچانے کا حکم دیا گیا جینی سفرا بھی (جن کی تعداد ۱۵، اور نوکر وغیرہ ملاکر ۱۰۰ آدمی تھے اسی وفد کے ساتھ ہوگئے۔

قافلہ ۱۷ صفر ۷۴۳ھ (۲۲ جولائی ۱۳۴۲ء) کو مبارک تاریخ سمجھ کر نکلا پہلے دن تلبیٹ میں قیام رہا

پھر بیانا (جس کی مسجد بہت شاندار تھی) ہوتے ہوئے کوئل (علی گڑھ) کے میدان میں خیمے نصب کئے گئے، اس وقت ہندو غداروں کی ایک جماعت الجلالی (قصبہ جلالی ضلع علی گڑھ) نام والے ایک شہر کو جو کوئل سے سات میل (دراصل گیارہ میل) پر واقع تھا، گھیر کر قریب تھا کہ اس کے باشندوں کو نیست و نابود کر دیتی (غدارول کو شاہی قافلہ کے آنے کا علم نہ تھا۔ اگرچہ ان کی تعداد ایک ہزار سوار اور تین ہزار پیادہ تھی، قافلہ اور اس کی شاہی فوج نے ان پر حملہ کر کے سبھوں کو تہ تیغ کیا اور ان کے گھوڑے اور ہتھیار لے لئے، قافلہ کے ۲۳ سوار اور ۵۵ پیادہ سپاہی شہید ہوتے جن میں خواجہ سرا کافور بھی شامل تھا، سلطان کو اس واقعہ کی اطلاع دے کر حکم کے انتظار میں وہیں قیام کیا گیا۔ لیکن ہر روز باغیوں سے جھڑپ جاری رہی (دہلی سے ایک سو میل کے اندر ہی ملک ایسی بدامنی صاف بتاتی ہے کہ محمد بن تغلق کی سلطنت کس قدر مخدوش حالت میں تھی۔

ایک مرتبہ ابن بطوطہ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہو کر ایک باغ میں دوپہر کے وقت موسم گرما کی وجہ سے سونے کے لئے گیا۔ چیخ پکار کی آواز سن کر اٹھا تو دیکھا، وہی باغی شرارت کر رہے تھے۔ وہ اور اس کے ساتھی گھوڑوں پر سوار ہو کر غداروں کی منتشر ٹکڑیوں کے تعاقب میں چھوٹے چھوٹے دستے بن کر نکلے، ابن بطوطہ کے ساتھ پانچ سوار تھے۔ اچانک ان کے اوپر ایک جھاڑی کے پیچھے سے سواروں اور پیادہ غداروں کی ایک جماعت ٹوٹ پڑی۔ بھاگنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ کوئی دس ہندوؤں نے اس اکیلے کا پیچھا کیا، بالآخر ان میں سے تین ہی رہ گئے۔ زمین ناہموار تھی، ابن بطوطہ کے گھوڑے کا پاؤں پتھروں میں پھنس گیا۔ اتر کر گھوڑے کا پاؤں پتھروں میں سے نکالا، مرصع تلوار میان سے گر پڑی، اس کو بھی اٹھا کر مٹھیہ سے باندھنا پڑا، ڈاکو تعاقب کر رہے تھے، آخر ایک عمیق نالہ کے پاس گھوڑے پر سے اتر پڑا اور نالہ کی تہ میں چھپ گیا۔ پاس کی وادی میں جھاڑیوں کی کثرت تھی۔ راستہ معلوم نہ تھا۔ جدھر سوجھا چلا گیا۔ لیتے ہیں، بہ لٹیروں نے اس کو گھیر لیا۔ ان کے ساتھ تیر و کمان تھے۔ جتنا سامان اور لباس وغیرہ اس کے جسم پر تھا سب چھین لیا، صرف کرتہ پائجامہ اور عبا چھوڑ دی۔ اس کے بعد ڈاکو اس کو پکڑ کر ایک تالاب کے کنارے لے گئے، ان میں دو مسلمان تھے۔ زبان فارسی میں انہوں نے ابن بطوطہ سے پوچھا کہ

کہ وہ کون ہے اور کہاں سے آیا ہے، اس نے یہ نہیں بتایا کہ وہ سلطان کا ایلچی ہے، ڈاکو چاہتے تھے کہ اس کو قتل کردیں، اتفاق سے ان میں ایک خوش وضع نوجوان تھا، ان نے ابن بطوطہ پر ترس کھاکر اس کو رہا کردیا؛ اس مہربانی کے بدلے میں اس نے نوجوان کو اپنی عبا دے دی اور اس نے اپنا موٹا دو ہرا کھلوک اس کو پہنا دیا اور آبادی کا راستہ بتایا۔ ابن بطوطہ ڈرا، کہیں ایسا نہ ہو کہ ڈاکو پیچھے سے آکر اس کو مارڈالیں۔ وہیں ایک جھاڑی میں شام تک چھپا رہا، اس کے بعد نوجوان کے بتائے ہوئے راستہ پر لگ گیا۔ ایک نہر کا پانی پی کر آگے بڑھا، رات کو ٹیلہ کے نیچے سوگیا۔ صبح کو پتھروں سے بند کی ہوئی ایک باؤلی میں اتر کر پانی پیا۔ اس میں کچھ سرسوں کے پودے کسی نے گرا دیئے تھے ان کو جمع کرکے اپنا پیٹ بھرا، تکالیف سہتا، مصیبت جھیلتا ایک گنبد میں داخل ہوا، اس میں پرندوں نے کچھ گھاس جمع کررکھی تھی، رات کو اسی پر لیٹ گیا، کسی جانور کی حرکت محسوس ہوئی شاید سانپ ہوگا۔ لیکن تکان اور نیند اس قدر غالب تھی کہ اس کی پرواہ نہ کی اور سوگیا۔ صبح اٹھ کر آگے کو چلا، ایک مرتبہ پھر ڈاکو ملے، اتنا تھک گیا تھا کہ ایک ڈاکو نے تلوار کھینچ کر مارنا چاہا بھی تو اس کی پرواہ نہ کی، اس نے اس کا وہ قمیص بھی اتار لیا جس کی آستینوں کے کف ابن بطوطہ نے قبل ازیں ڈاکوؤں کے ایک آدمی کو دے دیئے تھے۔ تاکہ انہیں یقین دلایا جائے کہ وہ دراصل قتل کردیا گیا تھا، آٹھ دن اسی طرح چلتا رہا، راستہ میں ایک کنواں ملا، پیاس سے اس کا برا حال ہورہا تھا۔ کنوئیں کی من پر ایک رسّی تو تھی مگر ڈول نہ تھا۔ ابن بطوطہ نے اپنا ایک کپڑا رسی سے باندھ کر کنوئیں کے اندر ڈالا، جب کپڑا تر ہوگیا تو اوپر کھینچ کر بھیگے کپڑے کا پانی اپنے منہ میں نچوڑا۔ اس سے سیری نہ ہوئی تو پیر سے ایک جوتہ نکال کر پانی کنوئیں سے حاصل کیا اور پی گیا۔ دوسری مرتبہ جوتہ باؤلی میں ڈالا تو رسّی ٹوٹ گئی۔ دوسرا جوتہ باندھ کر پانی حاصل کیا اور پی کر اپنی پیاس بجھائی، اس اثنا میں ایک سیاہ فام آدمی وہاں آپہنچا۔ اسلامی طریقہ پر سلام کرکے ابن بطوطہ سے فارسی میں پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا راستہ بھولا ہوا مسافر، نام محمد بتایا، نو وارد نے اپنا نام دلشاد بتایا، کنوئیں میں رسّی کے ذریعہ گھڑا ڈال کر پانی اوپر کھینچا، اور کمر سے کھول کر ایک تھیلی نکالی۔ جس میں کچھ کالے چنے اور چاول تھے۔ ابن بطوطہ سے کہا۔ یہ بھون کر کھالو اور پھر پانی پیو، چنانچہ

اُس نے ایسا ہی کیا۔ پھر جب اپنے ساتھ چلنے کو کہا تو ابن بطوطہ مارے تکان کے اُٹھ نہ سکا۔ دلشاد نے اسیوقت اللہ کا نام لیکر اُس کو اپنے کندھے پر بٹھا لیا۔ اور ایک گاؤں کا رستہ لیا۔ ابن بطوطہ پر غنودگی طاری تھی جب ہوش آیا تو دیکھا اکیلا ایک گاؤں میں لیٹا ہوا ہے۔ گاؤں ہندوؤں کا تھا۔ مگر حاکم مسلمان تھا۔ حاکم بعد کو اس سے ملنے آیا اور گاؤں کا نام تاج پورا بتایا۔ کوئل وہاں سے دو فرسنگ تھا۔ حاکم نے ابن بطوطہ کو وہ کپڑے بھی دے جو اس نے قبل ازیں کوئل میں ایک عرب کے سپرد کئے تھے۔ دلشاد کی بروقت غیبی امداد پر جب ابن بطوطہ نے غور کیا تو اس کو ابو عبداللہ المرشدی کی وہ پیشین گوئی یاد آئی جو انہوں نے اس کے ہندوستان آنے سے پہلے کی تھی۔ اور جو بالآخر سچی ثابت ہوئی۔ کوئل سے اطلاع ملی اس اثناء میں سلطان نے تحائف سنبل نامی ایک دوسرے خواجہ سرا کے سپرد کئے اور سفر جاری رکھنے کا حکم دیا۔ اگرچہ اہلِ قافلہ ڈر کر واپس ہوا چاہتے تھے ابن بطوطہ نے اُن کو اس سے باز رکھا۔

برج پور میں ایک تارک الدنیا بزرگ محمد سربرہنہ کی خانقاہ ملی یہ بزرگ صرف ایک تہہ بند باندھا کرتے تھے۔ اس لئے ان کا یہ لقب مشہور ہو گیا۔ اہل قافلہ کالی ندی (رود سیاہ) کو پار کرکے قنوج پہنچے۔ اس کے بعد امری پھر مرتھ (گوالیار کے مشرق میں) یہاں کی آبادی غیر مسلم تھی مگر حاکم مسلمان تھے۔ مرتھ کے ہندو مضبوط جسم کے تھے۔ ان کی عورتیں بہت حسین تھیں۔ بعد ازاں قافلہ علاپور پہنچا۔ یہاں سے ایک دن کے راستہ پر جتم نامی (ایک غیر مسلم امیر (راجہ دھول پور) کی ریاست تھی جس میں سے دریائے چنبل بہتا تھا گوالیار کے محاصرے میں وہ مارا گیا۔ علاپور کا گورنر سعدن کا ایک حبشی غلام بدرنامی تھا۔ بہادری میں درالور غیر معمولی ڈیل ڈول کا آدمی تھا۔ مشہور تھا۔ کہ وقت واحد میں وہ ایک پورا بکرے کا گوشت کھا لیتا تھا۔ اور اس پر تین پاؤ گھی پی جاتا تھا۔ کفار اس سے بہت ڈرتے تھے۔ افسوس کہ ایک مرتبہ اس کا گھوڑا گڑھے میں گر جانے سے ہندوؤں نے اس کو گھیر کر مار ڈالا۔ اس کا بیٹا بھی بڑا بہادر تھا۔ یہاں سے یہ لوگ گوالیار گئے جس کا مضبوط قلعہ ایک بلند پہاڑ کی چوٹی پر واقع تھا۔ دروازے پر پتھر کا ایک ہاتھی اور مہاوت تراشے گئے تھے۔ اس شہر سے چل کر پروان میں آئے۔ یہاں شیر بکثرت تھے۔ ایک شیر رات کے وقت شہر کے دروازے بند کئے جانے پر بھی اندر آجاتا تھا۔ اور آدمیوں کو مار ڈالتا تھا۔ عام عقیدہ تھا کہ وہ شیر نہیں بلکہ ایک جوگی تھا جو شیر کی شکل میں آتا تھا۔ پھر جوگیوں کی نسبت جو قصے اسوقت رائج تھے۔ بیان کرتا ہے۔ مثلاً بند گڑھے کے اندر (صرف ہوا کے آنے جانے کا راستہ چھوڑ کر) مہینوں بلکہ ایک موقعہ پر کامل ایک سال تک بغیر کھانے پانی کے (محض اپنی بنائی ہوئی ایک گولی استعمال کرکے) زندہ رہنا۔ غیب کی باتیں بیان کرنا۔ بعض کے متعلق کہا جاتا تھا کہ اگر وہ کسی شخص کو گھور کر دیکھے تو وہ فوراً زمین پر گر کے مر جاتا۔ مردے کا سینہ چاک کرنے پر معلوم ہوتا تھا کہ

کہ دل بالکل غائب تھا۔ سمجھا جاتا تھا کہ جادوگر خود اس آدمی کے دل کو کھا جاتا تھا۔ یہہ قصے جادوگرنیوں سے متعلق زیادہ سننے میں آتے تھے[5] جو کفتار کہلاتی تھیں۔ دہلی کے قحط میں ایک عورت گرفتار کرکے لائی گئی۔ اس پر الزام لگایا گیا تھا کہ وہ ایک لڑکے کا دل کھا گئی۔ عہدے داروں نے اس کے ہاتھ اور پاؤں پانی سے بھرے گھڑوں سے مضبوط باندھکر اس کو دریائے جمنا میں ڈالدیا تاکہ ڈوب جائے۔ لیکن وہ یوں ہی تیرتی رہی تب یقین کرلیا گیا کہ وہ کفتار تھی۔ آخر وہ آگ میں ڈال کر جلا دی گئی۔ لوگ اُس کی راکھ جمع کرکے لے گئے۔ عام عقیدہ تھا کہ اُس راکھ کے دھوئیں سے انسان کفتاروں کے جادو سے محفوظ رہتا ہے۔

اسی ضمن میں ابن بطوطہ بیان کرتا ہے کہ سلطان نے دہلی میں ایک مرتبہ اس کو اپنے کمرۂ خاص میں بلاکر دو جوگیوں کے کرشمے دکھائے۔ ایک جوگی زمین پر چہار زانو بیٹھ گیا۔ اور اسی حالت میں خود بخود زمین سے اوپر کی طرف اتنا بلند ہوا کہ لوگوں کے سروں سے بھی اونچا ہو گیا۔ ابن بطوطہ یہہ دیکھکر غش کی حالت میں گر پڑا۔ کچھ دوا پلانے پر اسے ہوش آیا۔ جوگی اس اثنا میں ہوا ہی میں معلق بیٹھا رہا۔ پھر دوسرے جوگی نے اپنا ایک کھڑاؤں تھیلی سے نکال کر دیوانہ وار زمین پر مارنا شروع کیا۔ کھڑاؤں بھی بالآخر معلق ہوا میں اٹھتا گیا حتیٰ کہ پہلے جوگی کی گردن تک پہنچ کر آپ سے آپ اُسے ضربیں لگائیں۔ اب پہلے جوگی نے کھڑاؤں کی ضربیں کھاکر آہستہ آہستہ نیچے اترنا شروع کیا اور بالآخر زمین پر سب کی طرح بیٹھ گیا۔ سلطان نے فرمایا اگر ابن بطوطہ کے پاگل ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو اُن جوگیوں سے اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز تماشہ کراکر دکھاتا۔

ہندوستان میں دارالعلوم صولتیہ کا دفتر

جو حضرات دارالعلوم حرم کی خدمت کو توشۂ آخرت سمجھتے ہیں اور اس کی اعانت کا ارادہ رکھتے ہیں ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ معاونین کی سہولت کے لئے دارالعلوم کے مرکزی دفتر مکہ معظمہ کی ایک شاخ ہندوستان میں قائم ہے چونکہ مکہ معظمہ تک ہر قسم کی امداد و اعانت کے بھیجنے کا ایک مستقل ذریعہ ہے، جہاں آپ چندہ کی چھوٹی بڑی رقمیں اور مختلف مادی سامان وغیرہ دارالعلوم صولتیہ مکہ معظمہ کے لئے بذریعہ منی آرڈر یا بذات خود یا ریلوے پارسل کی صورت میں ارسال فرماسکتے ہیں۔ ہندوستانی دفتر کا فرض ہے کہ وہ مکہ معظمہ کے مرکزی دفتر دارالعلوم سے باضابطہ رسید لے کر آپ کی خدمت میں پیش کرے۔ حجاج کرام کی رقوم بطور امانات قبول کر کے ان کو دارالعلوم کے مرکزی دفتر مکہ معظمہ کے نام ہنڈیاں بھی دی جاتی ہیں۔ پتہ:۔ صدر دفتر دارالعلوم صولتیہ (مکہ معظمہ) قرول۔ دہلی۔

---

[5] مارواڑ میں اب بھی ایسی عورتیں ڈائن کے نام سے پائی جاتی ہیں۔

صحیفۂ سعادت

بابت ماہ ذی الحجہ ۱۳۶۴ھ

معاونین کرام اور محسنوں کے اسمار گرامی

فہرست رقوم عطیات و امداد دارالعلوم صولتیہ مکہ معظمہ بذریعہ صدر دفتر مدرسہ دہلی

اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ ہر مہینے کی فہرست اسمار معاونین کرام کی اشاعت دوسرے ماہ کے نمبر میں ہوا کرے گی

مندرجہ تفصیلات میں اگر کوئی غلطی ہو تو براہ کرم دفتر کو مطلع فرمایئے باعث شکر گذاری ہوگا

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد	نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
۱	۲۷ ۱۲۶	جناب دوست محمد صاحب جنیوٹی بڑگاؤں	مار	زکوٰۃ	۹	۱۲۶	جناب مرتضیٰ خاں صاحب خورجہ	عـہ	زکوٰۃ
۲	۴ //	// خاں صاحب رحمت علی خاں صاحب		ایصال ثواب	۱۰	۱۲ //	// کے ایم تسکین علی خاں صاحب رانی کھیت	عـہ	امداد عام
		گوندہ، مرسلہ بشرح بالا	سـہ		۱۱	۱۳ //	// سیٹھ حاجی حسن محمد ثانیہ صاحب از بقیہ		
۳	۵ //	محترمہ قیوم فاطمہ صاحبہ دختر جناب سلطان مرزا					مرسلہ جناب مولوی احمد ابراہیم رنگ صاحب	[illegible]	زکوٰۃ
		صاحب لکھنؤ، مرسلہ بشرح بالا	عـہ	//	۱۲	۱۴ //	// سیٹھ ابراہیم یعقوب جی صاحب از بقیہ		
۴	۶ //	جناب حافظ مقبول احمد صاحب سہارنپور	عـہ	زکوٰۃ			مرسلہ بشرح بالا	مالـہ	
۵	۷ //	// سردار محمد جمال الدین یار خاں صاحب			۱۳	۱۵ //	// مولوی بشیر احمد خاں صاحب رامپور	عـہ	//
		محترمہ خانم صاحبہ موصوف [illegible] دہلی	عـہ	امداد عام	۱۴	۱۶ //	// اسحٰق نبی خاں صاحب موضع تندور		زکوٰۃ [illegible]
۶	۸ //	جناب قاضی مقبول حسین صاحب سانبھر لیک	عـہ	کتب خانہ			(برائے دعائے صحت والدہ معظمہ)	عـہ	وظائف ایصال ثواب
۷	۹ //	// قاضی انصار الغنی //	ـہ	//	۱۵	۱۷ //	جناب محمد نبی صاحب لکھنؤ (ماہانہ)	عـہ	[illegible]
۸	۱۰ //	// فصیح اللہ صاحب مرسلہ جناب		زکوٰۃ	۱۶	۱۸ //	// محمد حسین خاں صاحب بابو پور	للعـہ	امداد عام
		احمد اللہ صاحب گورکھپور	عـہ		۱۷	۱۹ //	// سید محمد حسین صاحب امداد عام، سید محمد اسمٰعیل صاحب زکوٰۃ، سید محمد ابراہیم صاحب امداد عام	عـہ	امداد عام، زکوٰۃ

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
۱۸	۲۰ ۱۲۶	جناب غلام حسین حاجی ابراہیم صاحب الہ آباد	لعـــہ	امداد عام
۱۹	۲۱ ″	″ حکیم عبدالرحیم ۲؍ منشی نور محمد ۲؍ محمد اسحٰق خاں ۲؍ عبدالعلی عـہ والدہ صاحبہ تطا مہ بشیر احمد ۴ر عبدالشکور عـہ محمد اکبر ۸ر عبدالغفور ۸ر دین محمد ۸ر تجمل حسین ۸ر عبدالمجید ۸ر عبدالکریم ۸ر غلام رسول ۸ر گلزار احمد ۸ر محمد شریف ۸ر عبدالواحد ۸ر عبدالقادر ۸ر رمضان علی ۴ر عبدالحمید ۴ر دختر عبدالشکور ۴ر والدہ صاحبہ نصراللہ ۴ر میاں بخش ۴ر رحیم بخش ۴ر محرم علی ۴ر حبیب اللہ ۴ر عبدالستار ۴ر محمد اشفاق صاحبان ۴ر مرسلہ جناب محمد اسحٰق صاحب کھرنیا	[illegible] ۱۱ر	امداد عام
۲۰	۲۲ ″	جناب حاجی طہارت حسین خاں صاحب موضع ککری براداں	عـــہ	ایصال ثواب
۲۱	۲۳ ″	″ شیخ احمد اللہ صاحب نینی، مرسلہ جناب حکیم فخرالدین صاحب جعفری الہ آباد	عـہ	امداد عام
۲۲	۲۴ ″	جناب میاں سردار محمد صاحب للعہ زکوٰۃ اہلیہ صاحبہ موصوف [illegible]	لعہ	زکوٰۃ للعہ وظائف [illegible]
۲۳	۲۵ ″	″ پیرجی محمد یونس صاحب ۲؍ منشی شجاعت علی بیگ صاحب ۲؍ عثمان حسن صاحب سے ۲؍ مرسلہ پیرجی محمد یونس صاحب [illegible]	عہ	وظائف ایتام
۲۴	۲۶ ″	باشندگان [illegible] جناب حکیم شیر محمد صاحب صوفی [illegible]	عـــہ	وظائف فطرہ
۲۵	۲۷ ″	″ سیٹھ سلیمان محمود نانا صاحب افریقہ	[illegible]	زکوٰۃ

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
۲۶	۲۸ ۱۲۶	میسرز محمد حیات اینڈ سنز از جانب محترمہ تاج بی بی صاحبہ مرحومہ کلکتہ	لعـــہ	ایصال ثواب
۲۷	۲۹ ″	جناب غلام دستگیر صاحب ہزاری باغ، مرسلہ جناب حافظ عبدالصمد صاحب ابوالعلائی	عــہ	زکوٰۃ
۲۸	۳۰ ″	″ حاجی محمد محی الدین احمد صاحب ہزاری باغ مرسلہ بشرح بالا	۲؍	″
۲۹	۳۱ ″	جناب ڈاکٹر سید علیم اللہ صاحب مرسلہ بالا ″	۱۲ر	وظائف [illegible]
۳۰	۳۲ ″	″ حاجی نظیر الدین صاحب ″ ″	۱۲ر	زکوٰۃ
۳۱	۳۳ ″	″ حاجی صوب علی خاں صاحب ″ کول گنج	عار	امداد عام
۳۲	۳۴ ″	″ حاجی فصیح الدین صاحب صوفی ″ موضع [illegible]	عار	″
۳۳	۳۵ ″	″ عبدالرحیم صاحب جنرہ ″	عار	″
۳۴	۳۶ ″	″ حکیم غلام مصطفیٰ صاحب ″ ہزاری باغ	۱۲ر	″
۳۵	۳۷ ″	″ محمد حنیف خاں صاحب ″ ″	۸ر	″
۳۶	۳۸ ″	″ فیض محمد میاں صاحب ″ ″	۸ر	″
۳۷	۳۹ ″	″ حافظ عبدالواحد صاحب ابوالعلائی ″	عار	زکوٰۃ
۳۸	۴۰ ″	″ شیخ اصغر علی صاحب بتوسط ″ ″	۱۲ر	″
۳۹	۴۱ ″	″ مولوی محمد عزیز اللہ صاحب عہ زکوٰۃ محترمہ بیگم صاحبہ موصوف عہ زکوٰۃ محترمہ بیگم صاحبہ مرحومہ [illegible] گلبرگہ	للعہ	زکوٰۃ [illegible] وظائف [illegible]
۴۰	۴۲ ″	جناب شریف الحسن صاحب سہارنپور	عـہ	وظائف ایتام
۴۱	۴۳ ″	″ بابو غلام رسول صاحب کاتب نئی دہلی	عار	امداد عام
۴۲	۴۴ ″	″ مولانا الحاج محمد بشیر صاحب صدیقی افریقہ	۱۲ر	امداد عام
۴۳	۴۵ ″	محترمہ بی بی سردار بیگم قاضی غلام ربانی صاحب مرحوم، موضع [illegible]	۱۱ر	زکوٰۃ عہ وظائف ایتام عہ

نمبر شمار	نمبر رسید مجلد	نام نامی	رقم	مد
۴۳	۴۶	جناب عبدالحئی صاحب کرسیانگ	[illegible]	امداد عام
۴۵	۴۷	عالیجناب نواب نثار یار جنگ بہادر حیدرآباد (بابت ماہ نومبر ۱۹۶۵ء)	[illegible]	ایصال ثواب
۴۶	۴۸	محترمہ اہلیہ صاحبہ سید محمد اختر صاحب بتوسط سید محمد خلیل صاحب دہلی	[illegible]	زکوٰۃ
۴۷	۴۹	جناب سید روح احسین صاحب بتوسط " "	[illegible]	"
۴۸	۵۰	" منشی سید ظہور حسین صاحب ۱۲۷ رکھ	[illegible]	[illegible]
۴۹	۵۱	" محمد طفیل صاحب بتوسط "	[illegible]	فطرہ
۵۰	۵۲	" حیات محمد صاحب " "	[illegible]	امداد عام
۵۱	۵۳	" ممتاز خاں صاحب	[illegible]	وظائف طلبا
۵۲	۵۴	" ابرار حسن خاں صاحب قائم گنج	[illegible]	[illegible]
۵۳	۵۵	" حافظ محمد قمر علی خاں صاحب سہسرام	[illegible]	امداد عام
۵۴	۵۶	" حاجی محمد سلیمان صاحب بتوسط شیخ ... صاحب لاہور	[illegible]	"
۵۵	۵۷	" صوبیدار عبدالقادر صاحب پنشنر	[illegible]	وظائف
۵۶	۵۸	" حاجی یار محمد صاحب مرسلہ شرح بالا "	[illegible]	"
۵۷	۵۹	" نور حبیب صاحب "	[illegible]	"
۵۸	۶۰	" غلام جیلانی صاحب "	[illegible]	"
۵۹	۶۱	" عبدالرحمٰن صاحب آگرہ	[illegible]	ایصال ثواب
۶۰	۶۲	" چوہدری فیض الدین صاحب لاہور	[illegible]	"
۶۱	۶۳	" شیخ محمد محمود علی صاحب سیوہارہ	[illegible]	زکوٰۃ، ایصال ثواب
۶۲	۶۴	" حاجی امداد علی خاں صاحب اوجین	[illegible]	زکوٰۃ
۶۳	۶۵	" حافظ عبدالسمیع حاجی عبداللہ صاحب	[illegible]	وظائف
۶۴	۶۶	" مسٹر طفیل احمد صاحب بی۔ اے آنرز۔ دہلی (بابت ماہ نومبر ۱۹۶۵ء)	[illegible]	ایصال ثواب
۶۵	۶۷	جناب شیخ غلام محی الدین صاحب مرسلہ جناب مولانا ابو الخلیل عبدالعزیز صاحب شیخ پورکلاں	[illegible]	زکوٰۃ
۶۶	۶۸	" جناب حسین احمد صاحب ابن مولانا ابو الخلیل عبدالعزیز صاحب	[illegible]	وظائف طلبا
۶۷	۶۹	" سید احتشام رضا صاحب ابن مولوی عبدالقادر صاحب مرسلہ	[illegible]	"
۶۸	۷۰	" حاجی محمد ابراہیم صاحب سبکا گرنٹ پور	[illegible]	زکوٰۃ
۶۹	۷۱	" افتخار احمد صاحب موضع پوکھر بھٹوا	[illegible]	ایصال ثواب
۷۰	۷۲	" پیر بخش معشوق احمد صاحبان کانپور	[illegible]	وظائف
۷۱	۷۳	" عبدالشکور صاحب "	[illegible]	وظائف طلبا
۷۲	۷۴	" ڈاکٹر نواب علی صاحب گورکھپور	[illegible]	وظائف
۷۳	۷۵	" ابو محمد عبدالصمد صاحب کڑبہ	[illegible]	وظائف ایتام
۷۴	۷۶	" محترمہ خیر النساء صاحبہ مرسلہ " "	[illegible]	"
۷۵	۷۷	" جناب عبداللطیف خاں صاحب عرف للو خاں صاحب شاہ جہاں پور	[illegible]	ایصال ثواب
۷۶	۷۸	" خدا بخش صاحب ابن اللہ بخش صاحب محمدی	[illegible]	وظائف
۷۷	۷۹	" حکیم عماد الدین احمد صاحب انصاری لکھنؤ	[illegible]	ایصال ثواب
۷۸	۸۰	حاجی غلام مصطفیٰ صاحب جبل پور	[illegible]	وظائف
۷۹	۸۱	" مدار بخش صاحب ٹیکا بازار	[illegible]	زکوٰۃ
۸۰	۸۲	" محمد شفیع اللہ خاں صاحب رونا ہی	[illegible]	وظائف
۸۱	۸۳	" حاجی محمد اسمٰعیل صاحب موضع داور	[illegible]	"
۸۲	۸۴	" محترمہ بدر النساء صاحبہ نو مسلمہ بمبئی	[illegible]	امداد عام
۸۳	۸۵	حاجی تجمل حسین صاحب "	[illegible]	"
۸۴	۸۶	" محمد بدر الدین صاحب علی گڑھ	[illegible]	وظائف
۸۵	۸۷	" حاجی ارباب شمس الدین خاں صاحب پشاور	[illegible]	امداد عام
۸۶	۸۸	" مسز محمد حیات اینڈ سنز از جانب محترمہ تاج بی بی صاحبہ مرحومہ کلکتہ	[illegible]	ایصال ثواب

نمبر شمار	نمبر رسید مطبوعہ	نام نامی	رقم	مد
٨٠	٨٩ جلد ١٢٦	جناب شوکت علی صاحب انصاری. مرسلہ حافظ امداد اللہ صاحب صفوانی تیکنی پاڑہ	٦/	فطرہ
٨٨	٩٠ ″	جناب مسٹر شوکت علی صاحب مرسلہ ″ ″	[illegible]	امداد عام
٨٩	٩١ ″	ایک اخفا پسند صاحب خیر جزاہ اللہ از کلکتہ (بابت ۱۳۶۳ھ)	[illegible]	″
٩٠	٩٢ ″	ایک صاحب خیر جزاہ اللہ بلوور (بابت ترک فرزند)	[illegible]	″
٩١	٩٣ ″	جناب خیر الدین صاحب منٹگمری	[illegible]	وظائف
٩٢	٩٤ ″	″ شیخ وہاب الدین صاحب اینڈ سنز شملہ	[illegible]	زکوٰۃ
٩٣	٩٥ ″	″ شیخ رمضان صاحب. ہاپوڑ	[illegible]	وظائف
٩٤	٩٦ ″	″ عبدالکبیر صاحب رمضان پور	[illegible]	″
٩٥	٩٧ ″	″ حافظ محمد عبدالعزیز صاحب بلند شہر	[illegible]	″
٩٦	٩٨ ″	″ چھیش خاں صاحب عہ، اہلیہ صاحبہ چھیش خاں صاحب مرسلہ حافظ محمد عبدالعزیز صاحب	٦/	″
٩٧	٩٩ ″	جناب خواجہ غلام حیدر شاہ صاحب ایصال ثواب بیگم صاحبہ موصوف ہے جرم قربانی گزشتہ	[illegible]	ایصال ثواب / وظائف تعلیم
٩٨	١٠٠ ″	جناب خواجہ جمال احمد شاہ صاحب سید شریف بالا	٦	وظائف
٩٩	رسید مطبوعہ جلد ١٢٦	″ حاجی صدیق احمد صاحب شاہجہانپور	[illegible]	امداد عام
١٠٠	٢ ″	محترمہ والدہ صاحبہ شیخ محمود مظفر صاحب دھوڑی رسولپور	[illegible]	″
١٠١	٣ ″	″ والدہ صاحبہ مخدوم زادہ حافظ شجاع الدین احمد صاحب عثمانی الجلالی کیرانوی دہلی	[illegible]	وظائف
١٠٢	٤ ″	مخدوم زادہ حکیم حافظ محمد نعیم صاحب عثمانی الجلالی ″	[illegible]	″
١٠٣	٥ ″	محترمہ اقبال بیگم صاحبہ بتوسط جناب سید محمد خلیل صاحب دہلی	[illegible]	امداد عام
١٠٤	٦ ″	جناب سید محمد جمیل صاحب، سید محمد اسمٰعیل صاحب، سید محمد ابراہیم صاحب عہ دہلی	[illegible]	″

نمبر شمار	نمبر رسید مطبوعہ	نام نامی	رقم	مد
١٠٥	ک ۷ جلد ١٢٦	جناب نور گل صاحب جودھپور	[illegible]	زکوٰۃ
١٠٦	٨ ″	″ چودھری عبدالحق صاحب ضلع بستی	[illegible]	فطرہ / وظائف
١٠٧	٩ ″	″ نور الہدیٰ صاحب مرسلہ ″ ″	[illegible]	فطرہ / وظائف
١٠٨	١٠ ″	″ الحاج خاں بہادر محمد عبدالسمیع صاحب [illegible]	[illegible]	امداد عام
١٠٩	١١ ″	″ ″ از جانب مولانا محمد عبدالحکیم شاہ صاحب	[illegible]	″
١١٠	١٢ ″	″ ″ از جانب محترمہ محمود النساء بیگم صاحبہ	[illegible]	″
١١١	١٣ ″	جناب ایم ای گارڈی صاحب افریقہ	[illegible]	″
١١٢	١٤ ″	میسرز ایم-نصیر برادرس لائل پور	[illegible]	″
١١٣	١٥ ″	جناب محمد عبدالکریم خاں صاحب سہارنپور	[illegible]	زکوٰۃ
١١٤	١٦ ″	″ مولوی محمد ابراہیم صاحب آگرہ [illegible]	[illegible]	امداد عام
١١٥	١٧ ″	″ حاجی شاہ دین صاحب صدیقی لاہور	[illegible]	زکوٰۃ
١١٦	١٨ ″	″ میاں سراج الدین صاحب مرسلہ ″ ″	[illegible]	″
١١٧	١٩ ″	″ میاں محمد امین صاحب ″ ″	[illegible]	وظائف
١١٨	٢٠ ″	″ سید چمن شاہ صاحب ″ ″	[illegible]	زکوٰۃ
١١٩	٢١ ″	″ حافظ عبدالمجید صاحب ″ ″	[illegible]	″
١٢٠	٢٢ ″	″ میاں [illegible] صاحب [illegible] ″	[illegible]	وظائف
١٢١	٢٣ ″	″ سردار خاں صاحب ″ ″	٦	″
١٢٢	٢٤ ″	″ مسٹر [illegible] دہلی [illegible]	[illegible]	ایصال ثواب
١٢٣	[illegible] جلد ١٢٦	″ الحاج کیپٹن مولوی غلام محمد صاحب [illegible] بابت ماہ نومبر [illegible]	[illegible]	زکوٰۃ
١٢٤	٢٩ ″	″ محمد حسین صاحب [illegible] معرفت مولوی [illegible] بخش صاحب امرتسر	[illegible]	امداد عام
١٢٥	٣٠ ″	″ محمد انور العزیز صاحب لکھنؤ	[illegible]	زکوٰۃ
١٢٦	٣١ ″	″ ممتاز حسین خاں صاحب الہ آباد	[illegible]	ایصال ثواب
١٢٧	٣٢ ″	″ چودھری رحمت اللہ صاحب مرسلہ جناب حکیم نذیر محمد صاحب [illegible]	[illegible]	امداد عام

نمبر شمار	نمبر رسید جلد نمبر	نام نامی	رقم	مد
۱۲۸	رسید ۱۱۱ جلد	ایک مسلمان بخیر خلقون جزاہ اللہ مرسلہ جناب حافظ عبدالواحد صاحب شیخ الاسلام ہزاری باغ	عہ/	ایصال ثواب
۱۲۹	۳۳ ″	محترمہ بیگم صاحبہ بنام جناب کیپٹن ڈاکٹر سید محمد اجمل حسین صاحب کرنال بابت ماہ نومبر ۱۹۴۵ء	عہ/	امداد عام
۱۳۰	۳۵ ″	جناب محمد نصیر الدین صاحب نانڈیڑ	صہ/	مصارف طلبا
۱۳۱	۳۶ ″	″ اللہ رکھا صاحب ولد نبی بخش صاحب مرسلہ منشی سید ظہور حسین صاحب ۱۳۳ ارکھ	صہ/	امداد عام
۱۳۲	۳۷ ″	″ سید ولی محمد صاحب مرسلہ ″ ″	صہ/	″
۱۳۳	۳۸ ″	″ عبدالکریم صاحب ″ ″	صہ/	″
۱۳۴	۳۹ ″	″ شفیق الرحمن صاحب ابن سلطان احمد صاحب مرسلہ مولانا ابوالخلیل عبدالعزیز صاحب فیض پور کلاں	عہ/	[illegible]
۱۳۵	۴۰ ″	جناب منشی امام الدین صاحب لکھنؤ	صہ/	″
۱۳۶	۴۱ ″	″ مولوی غلام مصطفیٰ صاحب چک ۱۹ ارکھ	صہ/	″
۱۳۷	۴۲ ″	محترمہ بی بی حمیدن صاحبہ بتوسط جناب حافظ امداد اللہ صاحب نعمانی تیلنی پاڑہ	عہ/	امداد عام
۱۳۸	۴۳ ″	جناب ڈاکٹر علی محمد صاحب ظفروال	صہ/	″
۱۳۹	۴۴ ″	″ قاضی محمد اکرم صاحب ۔ مرسلہ جناب حاجی شاہ دین صاحب صدیقی ۔ لاہور	صہ/	زکوٰۃ
۱۴۰	۴۵ ″	جناب ڈاکٹر عبداللطیف صاحب صدیقی مرسلہ ″	صہ/	″
۱۴۱	۴۶ ″	″ سید محمد شکور صاحب ″ ″	صہ/	″
۱۴۲	۴۷ ″	″ مولوی عبدالحمید صاحب ″ ″	صہ/	″
۱۴۳	۴۸ ″	″ میاں غلام محمد صاحب ″ ″	عہ/	″
۱۴۴	رسید ۱۱۲ جلد	مکرم علی صاحب غزنوی مرسلہ مولوی قاضی محمد حنیف صاحب ۔ امرتسر	عہ/	امداد عام
۱۴۵	۱۵ ″	″ محمد حنیف صاحب مرسلہ جناب حافظ عبدالواحد صاحب ابوالعلائی ۔ ہزاری باغ	عہ/	زکوٰۃ

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
۱۴۶	رسید ۱۶ جلد ۱۱۰	جناب عبداللطیف خان صاحب مرسلہ شیخ [illegible]	عہ/	امداد عام
۱۴۷	۱۷ ″	″ میاں غلام محمد صاحب مرسلہ منشی سید ظہور حسین صاحب ۱۳۳ ارکھ	صہ/	″
۱۴۸	۱۸ ″	″ چودھری الٰہی بخش صاحب مرسلہ ″ ″	صہ/	″
۱۴۹	۱۹ ″	″ محترمہ [illegible] صاحبہ مرسلہ جناب [illegible] عبدالقادر صاحب پنشنر لاڑکانہ	عہ/	وظائف
۱۵۰	۲۰ ″	جناب ابوالظفر الحسن صاحب مرسلہ [illegible] نئی دہلی ۔ بابت ماہ دسمبر ۱۹۴۵ء ۔	صہ/	امداد عام
۱۵۱	۲۱ ″	″ میر بشیر علی صاحب مرسلہ جناب حاجی شاہ دین صاحب صدیقی لاہور	صہ/	وظائف
۱۵۲	رسید ۹۲ جلد	جناب مولوی محمد ابواللہ صاحب کمپر گنج	عہ/	امداد عام
۱۵۳	رسید ۱۱۳ جلد	″ شیخ محمد عقیل صاحب معرفت [illegible] بتوسط جناب حاجی طفیل احمد صاحب رڑکی ذریعہ مولوی ناظم حسین صاحب صدیقی	صہ/	زکوٰۃ
۱۵۴	رسید ۹۱ جلد ۱۱۱	میسرز حاجی عبدالرحمن اینڈ کمپنی بنارس	عہ/	زکوٰۃ
۱۵۵	۹۲ ″	میسرز رحمت بوٹ شاپ لاہور	صہ/	امداد عام
۱۵۶	۹۳ ″	جناب منشی فضل حق صاحب آگرہ	عہ/	زکوٰۃ [illegible]
۱۵۷	۹۴ ″	″ ارشاد الحق صاحب ″	صہ/	زکوٰۃ
۱۵۸	۹۵ ″	″ میسرز کمال بوٹ ہاؤس ″	[illegible]	″
۱۵۹	۹۶ ″	″ رنگیل شو کمپنی ″	صہ/	وظائف
۱۶۰	۹۷ ″	″ کلکتہ بوٹ ہاؤس ″	عہ/	زکوٰۃ
۱۶۱	۹۸ ″	″ سہگل فٹ ویر کمپنی ″	عہ/	زکوٰۃ [illegible]
۱۶۲	۹۹ ″	″ آفتاب بوٹ ہاؤس ″	عا/	زکوٰۃ
۱۶۳	۱۰۰ ″	سکا شو کمپنی ″	عہ/	″

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد	نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
۱۶۳	رسید جلد ۱۱۹ / ۱	امین بوٹ ہاؤس آگرہ	عہ	زکوٰۃ	۱۸۴	۱۱۹ / ۲۱	جناب حافظ محمد فضل صاحب آگرہ	صہ	زکوٰۃ
۱۶۵	״ ۲	کیننگ بوٹ ہاؤس ״	صہ	وظائف	۱۸۵	״ ۲۲	میسرز فیروز شو کمپنی ״	عمہ	وظائف
۱۶۶	״ ۳	سمندر شوز کمپنی ״	عہ	زکوٰۃ	۱۸۶	״ ۲۳	سی۔پی بوٹ ہاؤس ״	عاہ	״
۱۶۷	״ ۴	جناب منظور الٰہی صاحب ״	عہ	״	۱۸۷	״ ۲۴	جناب خواجہ عبدالرشید صاحب ״	صہ	زکوٰۃ
۱۶۸	״ ۵	میسرز منصف جنرل اسٹور ״	عمہ	״	۱۸۸	״ ۲۵	״ حافظ محمد رحیم صاحب چمن دہلوی ״	عہ	״
۱۶۹	״ ۶	جناب محمد میاں اکبر محمد عاقل صاحبان	صہ	״	۱۸۹	״ ۲۶	میسرز اسٹینڈرڈ بوٹ ہاؤس ״	شہ	وظائف
۱۷۰	״ ۷	״ (برائے دعائے صحت ایمان) آگرہ	عہ	وظائف	۱۹۰	״ ۲۷	״ محبوب شو کمپنی ״	صہ	״
۱۷۱	״ ۸	״ محمد میاں اکبر صاحب ״	عہ	ایصال ثواب	۱۹۱	״ ۲۸	״ پنجاب شو کمپنی ״	عہ	زکوٰۃ
۱۷۲	״ ۹	میسرز واحد شو کمپنی ״	عمہ	وظائف	۱۹۲	״ ۲۹	جناب خواجہ عبدالغنی صاحب ״	صہ	״
۱۷۳	״ ۱۰	تحصیلدار بوٹ ہاؤس ״	عاہ	زکوٰۃ	۱۹۳	״ ۳۰	میسرز کریسنٹ لیدر کمپنی ״	صہ	ایصال ثواب
۱۷۴	״ ۱۱	تاج شو کمپنی ״	عہ	وظائف	۱۹۴	״ ۳۱	جناب حاجی محمد مسلم صاحب ״	صہ	زکوٰۃ
۱۷۵	״ ۱۲	سرحد لیدر کمپنی ״	صہ	زکوٰۃ	۱۹۵	״ ۳۲	میسرز گلزار شو کمپنی ״	صہ	״
۱۷۶	״ ۱۳	جناب نفیس مصطفیٰ صاحب ״	عہ	״	۱۹۶	״ ۳۳	یس لیدر اسٹور ״	صہ	״
۱۷۷	״ ۱۴	״ حافظ نیاز احمد صاحب ״	عہ	״	۱۹۷	״ ۳۴	جناب نذر محمد صاحب ״	عمہ	״
۱۷۸	״ ۱۵	״ منشی منیر احمد صاحب ״	عاہ	״	۱۹۸	״ ۳۵	״ حاجی عظمت اللہ صاحب ״	صہ	״
۱۷۹	״ ۱۶	״ حافظ زین العابدین صاحب ״	صہ	״	۱۹۹	״ ۳۶	״ شیخ عبدالرحیم صاحب ״	عاہ	״
۱۸۰	״ ۱۷	میسرز بغداد بوٹ ہاؤس ״	عاہ	״	۲۰۰	״ ۳۷	میسرز سندر شو فیکٹری ״	صہ	وظائف
۱۸۱	״ ۱۸	جناب محمد تقی صاحب ״	عہ	״	۲۰۱	״ ۳۸	جناب محمد قاسم صاحب چوڑیوالا جودھپور	عہ	امداد عام
۱۸۲	״ ۱۹	میسرز امپیریل بوٹ ہاؤس ״	عاہ	وظائف	۲۰۲		فروختگی دو جلد کتاب حقیقت حج	للعہ	
۱۸۳	״ ۲۰	کامریڈ شو کمپنی ״	صہ	زکوٰۃ	۲۰۳		آمد بدا اشتراک ندائے حرم ۱۳۶۵ھ	عاہ	

میزان آمد فی ماہ ذی الحجہ ۱۳۶۴ھ سہ ماہی ۲۹۶

احقر

ضیاء الدین احمد عفی عنہ

معتمد صدر دفتر دار العلوم صولتیہ مکہ معظمہ دہلی قرول باغ

مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے اہم اغراض و مقاصد

۱۔ مکہ معظمہ میں ہندوستانی طلبا کے لئے بالخصوص اور آفاقی طلبا کے لئے بالعموم تجوید و علم قرأت کی صحیح تعلیم کا انتظام کرنا۔

۲۔ ان ہونہار شائقین علم پردیسی طلبا کی تعلیم و قیام کا بلامعاوضہ بندوبست کرنا جو دنیائے اسلام سے تحصیل علوم اسلامیہ کے شوق میں مکہ معظمہ آتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ مرکز اسلام سے کچھ حاصل کرکے جائیں۔

۳۔ مستحق و نادار طلبا کی حوصلہ افزائی کے لئے نقد وظائف امداد دینا۔

۴۔ قابل طلبا کی حوصلہ افزائی کے لئے ان کو وظائف لیاقت دینا۔

۵۔ یتیموں اور خاص طور پر مہاجرین حرم کے بچوں کی تعلیم و تربیت۔

۶۔ مرکزی حیثیت سے دنیائے اسلام کے لئے مدرسہ کو جامعہ حرم یا مکہ یونیورسٹی بنانا

۷۔ دینی تعلیم کیساتھ صنعتی تعلیم کا انتظام اور مکمل دارالصنائع کا قیام اور اسکی مستقل عمارت بنانا

۸۔ مدرسہ کے کتب خانہ کی مستقل عمارت تیار کرنا اور مرکزی شان کے لحاظ سے اسے وسعت دینا۔

(رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۶۶/۴)

ترجمان القرآن

از

مولانا ابوالکلام آزاد

جلد دوم

یہ جلد اپنی نوعیت کے لحاظ سے پہلی جلد سے بھی زیادہ مہتم بالشان ہے یعنی

زیادہ مفصل، دلکش اور اہم مسائل پر مشتمل ہیں، کتابت وطباعت بھی بہتر ہے

چونکہ سورہ انفال، کہف، مریم، انبیاء وغیرہ اسی میں آگئی ہیں اور مولانا کو کتابت

کے جدید انتظام کے باعث جی کھول کر بحث کرنیکا موقع مل گیا ہے اسلئے کتاب

اپنے رنگ میں اور علمی خصوصیت کے اعتبار سے بےنظیر ہوگئی ہے۔ سورہ اعراف

سے سورہ مومنون تک، ہدیہ بلا جلد شلے، مجلد [illegible]

(ندائے حرم کا حوالہ ضرور دیں)

شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لاہوری دروازہ لاہور

[illegible]

ندائے حرم

صدر دفتر مدرسہ صولتیہ (مکہ معظمہ) دہلی کا ماہوار رسالہ

مرتبہ

ادارہ صدر دفتر

عدد ٢ جلد ٦

ندائے حرم کا مقصد

۱۔ دار العلوم حرم صولتیہ مکہ معظمہ کے اغراض و مقاصد کی اشاعت اور انکی تکمیل کیلئے کوشش

۲۔ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے سرپرستوں اور معاونین کو اس کے اہم اور ضروری حالات سے روشناس کرانا۔

۳۔ مسلمانان ہند کو اسلامی دنیا کی اہم تحریکات ملی و معاشرتی جدوجہد اور علمی وفنی خدمات سے باخبر کرنا۔

ندائے حرم کا مسلک

۱۔ دار العلوم حرم صولتیہ مکہ معظمہ، کعبہ کے زیر سایہ ایک باہمہ مرکزی تحریک ہے، اس لئے مجلہ ندائے حرم مرکز اسلام کی آواز ہے۔

۲۔ دار العلوم حرم صولتیہ مکہ معظمہ غیور و باہمت مسلمانان ہند کی خدا کے گھر میں تہتر سالہ مشترکہ ملی یادگار ہے اس لئے ندائے حرم کو عام اختلافی امور سے احتراز ہوگا۔

۳۔ سیاسی معاملات اور ملکی سیاست سے تعلق نہ ہوگا۔

ندائے حرم پابندیٔ وقت کیساتھ ہر انگریزی ماہ کی ۱۵ر تاریخ کو کم از کم ۴۰ صفحات پر شائع ہوتا ہے۔ عدم وصولی کی صورت میں ۲۵ر تاریخ تک اطلاع دیکر دوسرا رسالہ طلب فرمائیں اس کے بعد دفتر معذور ہوگا۔ ماہنامہ ندائے حرم مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے مستقل سرپرستوں اور خاص معاونین کی خدمت میں ہدیۃً پیش کیا جاتا ہے۔

جواب طلب امور کے لئے محصول ڈاک بھیجئے۔

سالانہ اشتراک تین روپے۔ فی پرچہ ۴ر بیرون ہند سے ۷ شلنگ۔

رسالہ کے متعلق تمام ضروری خط وکتابت منتظم رسالہ ندائے حرم سے ہونی چاہئے نمونہ کے لئے ۱۲ر کے ٹکٹ آنا ضروری ہیں۔

ترسیل زر کا پتہ: معتمد صدر دفتر دار العلوم حرم صولتیہ (مکہ معظمہ) دہلی قرول باغ

تار کا پتہ: صولتیہ، دہلی
Saulatiya - Delhi

ندائے حرم

عدد ۲ مسئول ضیاء الدین احمد جلد ۶

بابت ماہ صفر المظفر سنہ ۱۳۶۵ھ مطابق جنوری سنہ ۱۹۴۶ء

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲	محاصرۂ ادرنہ (نظم)	۱۶	دنیا پر اسلام کے احسانات
۳	اشارات		جدید ترقیوں کا سنگِ بنیاد اسلام نے رکھا
	قرآن اور اہلِ قرآن		ایک امریکی سائنس داں کے تاثرات
	قرآن اور مسلمان		مسلمان اور تہذیب و عمران
۱۰	بصائر		عیسائی اور اسلامی تہذیب کا مقابلہ
	عبدیت اور انانیت	۲۰	حقائقِ حیاتِ انسانی
	اسلام اور مسیحیت کے امتیازی نقوش	۲۶	سبیلِ کوثر
	اسلاف اور اخلاف	۲۸	موجِ کوثر
	خداؤں کی ناخدائی	۳۰	سفرنامہ ابن بطوطہ
	جلوۂ حیرت	۳۸	صحیفۂ سعادت

محاصرۂ ادرنہ

(از شاعرِ اسلام علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال مرحوم)

یورپ میں جس گھڑی حق و باطل کی چھڑ گئی
حق خنجر آزمائی پہ مجبور ہو گیا

گردِ صلیب گردِ قمر حلقہ زن ہوئی
شکری[1] حصارِ درنہ میں محصور ہو گیا

مسلم سپاہیوں کے ذخیرے ہوئے تمام
روئے امید آنکھ سے مستور ہو گیا

آخر امیرِ عسکرِ ترکی کے حکم سے
آئینِ جنگ[2] شہر کا دستور ہو گیا

ہر شے ہوئی ذخیرۂ لشکر میں منتقل
شاہیں گدائے دانۂ عصفور ہو گیا

لیکن فقیہِ شہر نے جس دم سنی یہ بات
گرما کے مثلِ صاعقۂ طور ہو گیا

ذمی کا مال لشکرِ مسلم پہ ہے حرام
فتویٰ تمام شہر میں مشہور ہو گیا

چھوتی نہ تھی یہود و نصاریٰ کا مال فوج
مسلم خدا کے حکم سے مجبور ہو گیا!

۱؎ شکری پاشا سالار افواج ترکیہ
۲؎ مارشل لا

اثرات

قرآن اور اہلِ قرآن

تنکے کا سہارا یا حبل المتین

تصویر کا پہلا اور دوسرا رخ

پہلا رخ: انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا میں "قرآن" کے ذیل میں لکھا ہے۔

"دنیا میں قرآن کی جس کثرت کے ساتھ تلاوت ہوتی ہے اس کی نظیر کسی مذہب میں نہیں ملتی۔ دن رات کے ۲۴ گھنٹوں میں کوئی گھنٹہ تلاوت سے خالی نہیں رہتا۔"

یہ اس مسلمان کے مذہبی شغف کو خراجِ تحسین ادا کیا جا رہا ہے جو پیدائش سے لے کر زندگی کے آخری سانس تک کتابِ الٰہی کی تلاوت میں مشغول رہتا ہے۔ پانچ وقت کی نماز میں قرآن کی قرأت صبح کے سہانے وقت میں قرآن کی تلاوت، مرنے والے کے سرہانے قرآن خوانی۔ وعظ و ارشاد کی محفلوں میں آیاتِ قرآنی کی تلاوت چھینک آئی تو الحمد للہ منہ سے نکلا، دل خوش ہوا تو خود بخود ماشاء اللہ زبان پر جاری ہو گیا، آئندہ کے متعلق کچھ کہا اور ان شاء اللہ کہہ کر معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا، ذبیحہ کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر زبان پر جاری ہوا اس طرح مسلمان کی زبان اٹھتے، بیٹھتے، سوتے، جاگتے قرآن کی تلاوت اور قرآنی اجزا کی قرأت اور کتاب اللہ کی حلاوت سے ترنم ریز رہتی

مگر یہ بات پرانی ہو چکی ہے، اگر کسی حلقہ میں اب تک یہ بات باقی ہے تو وہ ملانوں، دقیانوسیوں اور مذہبی دیوانوں کا حلقہ ہے۔ اور یہ حلقہ بھی مفہوم و معانی سے بے خبر اور مقصد سے بیگانہ ہے، زبان پر صرف الفاظ ہیں اور مطلب سے کوئی غرض نہیں۔ تلاوت روز ہوتی ہے مگر مفہوم کیا ہے؟ مراد کیا

ہے، کس بات کا حکم ہو رہا ہے، کس بات سے منع کیا جا رہا ہے، اس کی کچھ خبر نہیں، اور اس بےخبری پر افسوس بھی نہیں۔ ایاک نعبد و ایاک نستعین کیا مطلب؟ یہ مولوی سے پوچھو، انسان کی سمجھ میں تو ان [illegible] اھدنا الصراط المستقیم کے کیا معنی؟ اگر چوراہے پر کھڑے ہو کر کوئی پکارے، بھائیو! مجھے سیدھا راستہ بتا دو، مگر یہ نہ کہے کہ کس منزل کا راستہ؟ کس شہر کا راستہ؟ تو کون ہے جو اس کی پکار کا جواب دے۔ اور اس کی پکار پر سننے والوں کو ہنسی نہ آئے۔

قرآن اور مسلمان

"حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خانہ بدوش بدوؤں کے لئے قرآن کی جبری تعلیم کا نفاذ کیا۔ ایک شخص کو جس کا نام ابو سفیان تھا چند آدمیوں کے ساتھ اس بات پر مامور کیا کہ وہ قبائل میں گشت کر کے ہر شخص کا امتحان لیں اور جس کو قرآن کریم کا کوئی حصہ یاد نہ ہو اسے سزا دیں ... ضروری سورتوں کے متعلق حکم دیا، مثلاً سورۂ بقرہ، نساء، مائدہ، حج، نور [illegible] کیونکہ ان میں احکام و فرائض مذکور ہیں۔" (الفاروق بحوالہ استیعاب و کنز العمال [illegible] متفرقات [illegible])

[illegible] کی تعلیم کا طریقہ یہ تھا کہ صبح کی نماز پڑھ کر بیٹھ جاتے تھے، ان کے گرد قرآن پڑھنے والوں کا ہجوم ہوتا تھا، دس دس آدمیوں کی جماعت الگ کر دی جاتی تھی۔ اور ہر جماعت پر ایک قاری مقرر کر دیا جاتا تھا۔ کہ ان کو قرآن پڑھائے، [illegible] خود ٹہلتے جاتے تھے اور پڑھنے والوں پر [illegible] رہتے تھے، ایک دن [illegible] نے شمار کرایا تو سولہ سو طالب علم ان کے حلقۂ درس میں موجود تھے۔

قرآن کی اشاعت کا یہ شغف مسلمانوں میں اس کی تعلیم کا یہ انتظام، قرآن سے مسلمانوں کی یہ محبت کیا یہ سب لوگ دیوانے تھے، دنیا نوسی قسم کے کٹ ملا تھے، ترقی اور روشن خیالی کے دشمن تھے؟ نہیں وہ داناؤں کے دانا، روشن خیالوں کے روشن خیال۔ اور ترقی کی راہوں کی مشعلِ ہدایت تھے کیونکہ جانتے تھے کہ:۔

ان اللہ یرفع بھذا الکتاب اقواماً ویضع بہ آخرین　　اللہ تعالیٰ اس کتاب کی برکت سے بہت سی قوموں کو [illegible]

انہیں قوموں کی ترقی وتنزل کا فلسفہ معلوم تھا اور اس کا علاج و مداوا بھی کہ صرف اسی قرآن کے صدقہ میں مسلمانوں پر تسخیر کائنات کا راز کھل سکتا ہے۔

دوسرا رُخ :- اشتراکی مسلمان :-

"قرآن پرانی کتاب ہے۔ اس کے مخاطب اہل عرب تھے۔ اور اس کی کامیابی کا راز یہ تھا کہ اس کے مقابلہ میں کوئی مستقل نظام موجود نہ تھا۔ اب زمانہ اور ہے، عصری ضروریات میں تنوع پیدا ہو چکا ہے اور یہ بات بھی واضح ہو چکی ہے کہ اب روحانیت کی نہیں معاشی نظام کی ضرورت ہے، کارل مارکس کی کتاب سرمایہ کو پڑھو، غریبوں اور مزدوروں کو ابھارو، قرآن کے بجائے کمیونزم کا مطالعہ کرو مذہب تو عوام کے لئے افیون کا حکم رکھتا ہے۔ شربت دقند و گلاب پینا ہو تو مارکس اور لینن کے آستانہ پر آؤ۔

کالج کا مسلمان :-

"ڈارون کا نظریہ ارتقاء، انتخاب طبعی، بقائے اصلح، کائنات کی توجیہ کرنے میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے اسٹوارٹ مل کی نظام منطق! اس کا کیا کہنا۔ جو کچھ لکھا، قلم توڑ کر رکھ دیا۔ آئن اسٹائن اور برگساں فرائڈ اور ولیم جیمس نے تو مذہب کی بنیادیں کھوکھلی کر ڈالیں۔ اور خدا کے بغیر ہی کائنات کو چلا کر دکھا دیا، یہ ہمارے ملانے پرانی کتاب (قرآن) لئے پھرتے ہیں۔ اور لو اور انگریزی پڑھنے کو ہی حرام قرار دے دیا وحی و نبوت سب زمانۂ جاہلیت کی باتیں ہیں، دیکھو ترکی نے اسلام سے سیاست کو جدا کر دیا اور مولویوں کی خوب خبر لی، درحقیقت اسلام ہی ہماری ترقی کی راہ میں زبردست رکاوٹ ہے"

مدرسہ کا مولوی۔ خدا کا فضل ہے کہ اس سال درسِ نظامیہ سے فراغت پائی۔

"تصریح، چغمینی، ملا جلال، شمس بازغہ، مطول، ہدایہ، بخاری وغیرہ سب ہی کچھ پڑھ ڈالا، تبرکاً جلالین پر بھی نظر ڈال لی، نصاب میں قرآن کا نام ونشان تک نہیں۔ اور قرآن کی ضرورت بھی کیا ہے عقل اور اجتہادی علوم کے ذریعہ قرآن خود بخود سمجھ میں آجاتا ہے۔ جہاں وقت پیش آئی تفسیر معالم التنزیل اور کبیر اٹھا کر دیکھ لی"

عالم مسلمان :-

"جشن میلاد، جلوس معراج، گیارھویں شریف وغیرہ تقریبات میں شوق سے حصہ لیتے ہیں۔ مگر روزانہ کا محبوب مشغلہ سینما بازی ہے۔ کس کا قرآن، کیسا اس کا مفہوم اور کیسا امر پر عمل، رمضان شریف میں روزہ بھی سینما ہال میں افطار ہوتا ہے۔ اس سے جو وقت بچا وہ فحش کتابوں، ناولوں اور ڈراموں کی نذر، کہیں مشاعرہ ہے کہیں مناظرہ اور جلسہ اور کہیں دنگل اور زبردست کشتیاں، اور پتنگ بازی اس پر طرہ ہے، مرغوب کھیل پھر اس پر کہا جاتا ہے کہ اسلام اور قرآن ترقی کی راہ میں حائل ہیں۔ اگر کہیں یہ مسلمان قرآن کا عامل ہوتا تو خدا معلوم کپڑے پھاڑ کر کہاں نکل جاتا۔"

حال یہ ہے کہ حدود اللہ کو روز روشن میں توڑا جا رہا ہے۔ ایک ایک حکم کی خلاف ورزی کی جا رہی ہے۔ اسلام سے کھلی بغاوت ہے اور اس پر گمان یہ کہ ہم مسلمان ہیں۔ اور ہماری اسلامیت ہی ترقی کی راہ میں مانع ہے۔ یا رب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا ط

بعض محسنین کے جذبات عالیہ

"ندائے حرم" کے بعض سرپرست قدر دانوں اور دار العلوم حرم صولتیہ کے بعض محسنین و معاونین نے جذبات عالیہ کا اظہار کیا ہے جن کو ہم سپاس گذاری کے ساتھ درج ذیل کر رہے ہیں یہ خدا ہی کا فضل و کرم ہے کہ اس نے حرم مقدس کی اس مقدس تحریک یعنی دار العلوم حرم جامعہ صولتیہ مکہ معظمہ کی دینی اور علمی خدمت کی توفیق ہم عاجز بندوں کو دی، ہم اس کی بارگاہ میں اپنا سر نیاز جھکا کر اپنی کمزوریوں کے اعتراف کے ساتھ اس کی مزید توفیق و استطاعت اور ہمت و استقلال کے طلبگار ہیں۔ خداوند پاک دار العلوم حرم کے تمام خادمان کو خلوص اور نیک نیتی کی دولت سے مالامال فرما کر اس مقصد خیر کی تکمیل کے لئے سعی و عمل کی زیادہ سے زیادہ توفیق دے۔ واللہ ولی الامر وبیدہ التوفیق ط

۱۔ میں نے تو ادی خلیل کی ایک آواز "ندائے حرم" میں پڑھا اس سے متاثر ہو کر ۱۳۹۵ھ کی بابت تین روپے ارسال کرتا ہوں وصول کر کے رسالہ برابر بھیجتے رہیں۔

(مولوی) محمد ارشاد چودھری۔ عنایت آباد (آسام)

۲ - آپ کا مرسلہ لٹریچر اور ندائے حرم پہنچا، شکریہ کے ساتھ سالانہ چندہ ارسالِ خدمت ہے۔ قبول فرمائیں مخیر و معقول حضرات کو مدرسہ کی امداد پر آمادہ کر رہا ہوں، اور حالات سے آگاہ کر رہا ہوں۔ اور ندائے حرم کا اقتباس بھی اپنے مقام سے باہر بھیج رہا ہوں۔ "ندائے حرم" میرے نام مسلسل بھیجتے رہیں تاکہ مخیر حضرات کو امداد و اعانت پر آمادہ کروں اور ثوابِ دارین کا مستحق بنوں۔

محمد لال خان (صاحب) آڈیٹ۔ کڈپہ (مدراس)

۳ - بندہ مشکر ہے۔ ندائے حرم کی خریداری کو ضروری نہیں سمجھتا بلکہ بطورِ امداد اس کا چندہ بھیجنا ضروری خیال کرتا ہوں، آپ "ندائے حرم" جاری فرمائیں یا نہ فرمائیں، جب تک خاکسار زندہ ہے تین روپے سالانہ حاضرِ خدمت کرتا رہے گا۔ البتہ "ندائے حرم" سے حالات مکہ معظمہ و دیارِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم و فہرست رقمِ امداد مسلمانانِ ہند دیکھ کر دل خوش ہوتا اور دینی و اسلامی معلومات میں اضافہ ہوتا ہے۔ مجھ عاجز بندۂ ناچیز کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد مدرسہ صولتیہ کو یونیورسٹی بنا دے۔

محمد مصطفیٰ حسین (صاحب) خریدار نمبر ۱۴۰ لکھنؤ

۴ - دارالعلوم صولتیہ کے قدیم محسن و مخلص بہی خواہ جناب سیٹھ احمد حاجی موسیٰ جی سالوجی نے افریقہ سے ۔/۔ آر کی گراں قدر رقم بتفصیل ذیل ارسال فرمائی ہے۔

دارالعلوم صولتیہ مکہ معظمہ سالانہ ۔/۔، غربائے مدینہ منورہ سالانہ ۔/۔، اشتراک ندائے حرم ۔/۔ آر

آپ نے اپنے گرامی نامہ میں دریافت فرمایا ہے کہ ندائے حرم کا اور کس قدر چندہ میری طرف واجب ہے۔ اس سے اطلاع دیں تاکہ ارسال کر دیا جائے۔

سیٹھ صاحب کا اسمِ گرامی "ندائے حرم" کے قارئین کرام کے حلقہ میں تعارف کا محتاج نہیں، آپ اپنی فیاضی، اولوالعزمی اور دارالعلوم صولتیہ مکہ معظمہ سے اپنے دلی تعلق اور لگاؤ کا ثبوت اس کی گراں قدر مالی امداد کر کے اکثر دیتے رہتے ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ دارالعلوم صولتیہ کے ایسے محسنین و معاونین کی خدمت میں ندائے حرم ہدیتاً پیش کرتے رہیں لیکن اس خیال سے کہ ندائے حرم کے مصارف کا بار دارالعلوم کے فنڈ پر نہ پڑے اور ندائے حرم اپنی مستقل آمدنی سے اپنے مصارف کا خود کفیل ہو بلکہ دارالعلوم حرم کو بھی سالانہ کچھ

پس انداز کر کے دے دیا کرے۔ ندائے حرم کے متعدد نمبروں میں تو ادیٔ خلیل کی ایک آواز کے عنوان سے دار العلوم حرم کے سرپرستوں، محسنوں اور ندائے حرم کے قدردانوں کے لیے ایک اپیل شائع ہوتی رہتی ہے کہ وہ ندائے حرم کو ہدیتاً نہیں بلکہ قیمتاً حاصل کر کے دار العلوم کی بالواسطہ امداد کریں اور اللہ کے اجر و ثواب کے مستحق بنیں، سیٹھ صاحب نے بھی اس آواز پر لبیک کہا اور ۔۔۔ کی رقم بطور بدل اشتراک ندائے حرم اپنی امدادی رقم کے ہمراہ ارسال فرمائی۔ ہم دست بدعا ہیں کہ خداوند کریم سیٹھ صاحب کو ان کے خلوص کا اجر عظیم عطا فرمائے۔ صحت و عافیت دینی و دنیوی فوز و فلاح سے ان کو بہرہ ور رکھے، ۔۔۔ کی رقم ۱۴۰۰ھ کے آخر تک کے اشتراک ندائے حرم میں جمع کر دی گئی ہے ۔۔۔ کا شکر و احسان ہے کہ ندائے حرم کی آواز ہندوستان کے باہر بھی موثر ثابت ہو کر مومنوں کے دلوں کو گرما رہی ہے۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

ندائے حرم کے تمام ناظرین اگر سیٹھ صاحب کے اس مبارک اقدام کو اپنے لئے نمونہ ۔۔۔ تو ندائے حرم نہ صرف یہ کہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جائے گا بلکہ اپنی بچت کی ایک ۔۔۔ مدرسہ صولتیہ کی بھی امداد کے قابل ہو سکتا ہے۔

ایک اخفا پسند مخیر

۵- ہمارے ایک معاون خاص جو اپنا ۔۔۔ ہیں اخفا سے نام کی تاکید کے ساتھ ارسال فرمائی ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:

"حکم الحاکمین کا شکر و احسان ہے کہ ۔۔۔ ۔۔۔ کا لکھا گیا۔ اس خوشی میں ۔۔۔ روپیہ مدرسہ صولتیہ ۔۔۔ کل ۔۔۔ روپیہ ارسال ہے۔ قبول ہو اور اس کے ۔۔۔ درازی عمر ۔۔۔ فلاح دارین کی دعا کا ۔۔۔

رقم غیر معمولی نہیں مگر جذبہ اور جذبہ بہت بلند ہے ۔۔۔ اور طلبہ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے طلبہ و اساتذہ کی پر خلوص دعائیں آپ سے مخلص ۔۔۔

ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کے نیک ارادے اور دلی مقاصد پورے فرمائے۔ آپ کے تمام اہل وعیال کو فوز وفلاح سے بہرہ ور فرماکر خدمتِ اسلام کا سچا جذبہ عطا فرمائے۔ مولود مسعود کو محی القیوم فخرِ اسلام اور خادمِ اسلام بنائے، اور والدین کے سایۂ عاطفت میں پروان چڑھائے۔ دارالعلوم حرم کے علماء وطلباء سے ہماری درخواست ہے کہ وہ بھی کعبہ کے زیرِ سایہ اس دعا میں شرکت کریں۔

یہ اقدام کس قدر مبارک اور یہ جذبہ کس قدر پُر خلوص ہے، حقیقت یہ ہے کہ اپنی خوشی کے موقع پر مرکزِ اسلام اور اس کی مرکزی درسگاہ اور ہندوستان میں اُس کے منادی ونقیب ندائے حرم کو یاد رکھنا ایمان کامل اور حرمِ محترم سے دلی تعلق کا بیّن ثبوت ہے۔

خدا تعالیٰ ہر مسلمان کو مرکزِ اسلام سے وابستہ رکھے اور معطی موصوف کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق دے۔

بصائر

عبدیت اور انانیت

اسلام اور مسیحیت کے امتیازی نقوش

یہ اور وہ

مسٹر بیون برطانی وزارت کے ایک رکن ہیں، انگلستان کے کسی مقام پر سودا خریدنے اور ہاتھ میں تھیلا اٹھائے ہوئے چلے گئے۔ اس پر لوگوں کو سخت تعجب ہوا، واقعے کی عام شہرت ہوئی، رپورٹر ایجنسی نے ساری دنیا کو اس حیرت انگیز واقعے سے باخبر کیا اور لوگوں نے اس خبر کو دلچسپی اور حیرت کے مخلوط جذبات کے ساتھ پڑھا۔

متکبرین کی زندگیاں بھی دنیا کے لئے کیسی عجوبہ ہوتی ہیں، ان لوگوں کو موقع ہی کب ملتا ہے کہ اپنے جھوٹے وقار اور مصنوعی تمکنت کا چولہ اتار کر عام سطح پر آئیں لیکن اگر کبھی اتفاقاً انہیں انسانی شکل میں آنا پڑے تو دنیا حیرت کے ساتھ دیکھتی ہے۔ کہ غرور کا سر نیچا، وقار کی قلعی غائب اور تصنع کی نمائش ختم۔

جب ہم نے یہ خبر پڑھی تو فوراً ہنسی آئی اور ساتھ ہی ایک تاریخی واقعہ بھی یاد آیا، یہ واقعہ حضرت عمر فاروق رضؓ سے متعلق ہے کہ

ایک دفعہ احنف بن قیس اور رؤسائے عرب آپ سے ملنے کے لئے گئے۔ دیکھا تو دامن چڑھائے ادھر ادھر پریشان پھر رہے ہیں۔ دریافت کرنے پر فرمایا کہ بیت المال کا ایک اونٹ بھاگ گیا ہے۔ تم جانتے ہو کہ ایک اونٹ میں کتنے غریبوں کا حق شامل ہے؟ ایک شخص نے کہا امیر المومنین

آپ کیوں تکلیف اٹھاتے ہیں کسی غلام کو حکم دیجئے وہ ڈھونڈ لائے گا۔ فرمایا اِنّی عبد اعبد منی
مجھ سے بڑھ کر اور کون غلام ہو سکتا ہے "

اللہ اکبر مقامِ عبدیت اور مقامِ نمرودیت میں کتنا بڑا فرق ہے۔ خیال ہے تو غریبوں کا، کام ہے تو غریبوں کا، سیاست ہے تو غریبوں کی، بازار میں ایک تھیلا لئے دیکھ کر مسٹر بیون کی کرامت ساری دنیا میں مشتہر کر دی گئی، کیونکہ خدا کے باغیوں کی یہ حرکت حیرت انگیز معلوم ہوئی، لیکن اسلام کا امیر المومنین مقامِ عبدیت میں ہے۔ اور عبد کا کام ہی یہ ہے کہ اپنے آپ کو چاکر سمجھے، اپنے آپ کو غریبوں کا خادم تصور کرے۔ اللہ سے تعلق انسان کو کہاں سے کہاں پہنچاتا ہے اور شیطان کے تعلق سے انسان کس پندار میں مبتلا ہوتا ہے۔

روحانی علاج:- شیطان انسان کو خدا کے مقابلہ پر لے آتا ہے۔ اور اس سے اعلان کراتا ہے کہ انا ربکم الاعلیٰ، میں تمہارا رب ہوں، میں تمہارا حاکم اور آقا ہوں مگر اللہ کا تعلق اور عبدیت کا احساس انسان کو دھوکہ سے نکال کر حقیقت کی روشنی میں لاتا ہے۔ ایک کہتا ہے، میں بڑا ہوں، دوسرا کہتا ہے میں چھوٹا ہوں۔ طاقت اور منصب میں پرورش پانے والوں کے لئے اپنے ماضی میں کوئی سبق نہیں، وہ اپنے سے بے خبر اور اپنے آپ سے پوشیدہ رہتے ہیں لیکن مصلحین پر ان کا نفس ان سے چھپا نہیں رہتا، بے نقاب ہو کر سامنے آتا اور ان کی کمزوریوں کی نشاندہی کرتا رہتا ہے تاریخ کی وہ بڑی شخصیت جس سے بڑھ کر آج تک کوئی شخصیت پیدا نہ ہو سکی اور جو عمر فاروق رض کے نام سے متعارف ہے ان کا یہ واقعہ انسانی فطرت کا کیسا صحیح نقشہ ہے۔

ایک دفعہ آپ نے خطبہ دیا اور فرمایا۔ صاحبو! میں ایک زمانے میں اس قدر نادار تھا کہ لوگوں کو پانی بھر کر لا دیا کرتا تھا اور وہ معاوضہ میں چھوہارے دے دیا کرتے تھے۔ اور میں وہی کھا کر زندگی بسر کیا کرتا تھا۔ یہ فرما کر ممبر سے اُتر آئے۔ لوگوں نے حیرت سے پوچھا کہ اتنی سی بات کے لئے منبر سے اعلان کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ فرمایا۔ میری طبیعت میں ذرا غرور آ گیا تھا اور یہ اس کی دوا تھی:

یعنی دنیا کی کامیابیاں اور زندگی کا بلند مقام جب انسان کی متوازن حالت کو ایک جانب جھکانے لگے اور اس کی فطرت کا توام خراب ہونے لگے تو اس کا علاج یہ ہے کہ انسان اپنی کمزوریوں پر نظر جمائے اور سوچے کہ اُس کی ایک حالت وہ تھی اور ایک حالت یہ ہے۔ اس ترکیب سے ایک جانب کا جھکاؤ ختم ہو جائیگا اور نفسی حالت پھر اپنا اصلی مقام حاصل کرے گی۔ مگر یہ سبق تو مقام عبدیت ہی میں ملتا ہے۔ آقائی اور فرمانروائی کے مقام میں رعونت، تکبر، وقار، وجاہت اور ظلم و عدوان کے سوا اور رکھا ہی کیا ہے۔

یہ ترقی ہے: دنیا نے بے شک ترقی کی ہے، مگر کیسی ترقی؟ اسکولوں اور کالجوں کی کثرت تاکہ نوکری مل جائے۔ اور رشوتوں میں ہاتھ رنگنے کا خوب موقع ملے۔ ریڈیو اور بجلی، موٹر اور طیاروں کی ایجادات تاکہ بے روزگاری بڑھے۔ اور غلاموں پر آقاؤں کی گرفت مضبوط ہے بسوں اور بسیوں کی ایجاد، مشینوں اور مشینی عہد کی برکات، تاکہ آبادی کو فنا ہونے میں ضرورت سے زیادہ محنت نہ ہو۔ قومیں قوموں سے برسرپیکار۔ انسان، انسان کے خون کا پیاسا، پہلی اور دوسری جنگ عظیم یہاں الغرض مادی ترقی جس کا تماشا دنیا نے کبھی نہیں دیکھا۔

سوال یہ ہے کہ کیا دنیا اخلاقی اصول کی پابند ہو گئی؟ کیا ظلم پر انصاف کو فتح حاصل ہو گئی؟ کیا غلامی اور محکومی کی ذلتیں ناپید ہو گئیں؟ کیا خدا ترسی اور خود غرضی کا تصادم ختم ہوا؟ کیا انسانیت کا احترام بحال ہو گیا تجربہ شاہد ہے کہ جہاں علم و سائنس ہے وہاں جہالت سب سے زیادہ ہے۔ جس جگہ مہذبوں کی دنیا آباد ہے اس جگہ تہذیب کی مٹی پلید ہے۔ جن قوموں میں انسانی حقوق کا شور بلند ہے ان ہی میں یہ جنس گرانمایہ مفقود ہے۔ جنہیں انصاف کا علمبردار کہا جاتا ہے وہی سب سے بڑے ستم ایجاد ہیں۔ یعنی

> اسکاٹ لینڈ یارڈ پولیس نے تازہ جرائم کے جو اعداد و شمار فراہم کئے ہیں ان سے معلوم ہوا کہ انگلستان میں صرف ماہ اکتوبر ۱۹۵۲ء میں نوے ہزار (۹۰۰۰۰) ڈاکے ڈالے گئے۔ اور لوگوں پر قاتلانہ حملے ہوئے۔
>
> (ہندوستان ٹائمز ۱۴ دسمبر ۱۹۵۲ء)۔

یہ انگلستان ہے۔ اور یہ اس کے جرائم کی رفتار ہے۔ "مرکزِ رشد و ہدایت"، اور مقام سلطنت و جبروت کا جب یہ حال ہو تو یورپ کے باقی ممالک کی "غلطیہائے مضامین مت پوچھ" اس سے اندازہ لگائیے کہ انسانی تمدن کی

گاڑی جس طرف جارہی ہے اس کا انجام اور اختتام کس منزل پر ہوگا۔

اَسلاف اور اخلاف

کولمبس کے سر امریکہ کے انکشاف کا سہرا باندھا گیا ہے۔ مگر محققین جانتے ہیں کہ عربوں کی رہنمائی اور ان کی نشان دہی سے کولمبس کو اس نئی دنیا کے دریافت کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ اگر عرب سیاح مغربی سیاحوں کو اپنے نقشوں سے آگاہ نہ کرتے اور انہیں یقین نہ دلاتے کہ اوقیانوس کو عبور کرنے کے بعد ایک نئی دنیا بس رہی ہے تو شاید سفید قوموں کو اس میں قدم رکھنے کا موقع نہ ملتا۔ افسوس وہ دستاویزات جن میں عربوں کی رہنمائی کا صاف اقرار کیا گیا تھا، جاہل پادریوں کے تعصب کی نذر ہو گئیں۔ اور جان بوجھ کر عربوں کی صدیوں کی کاوشوں کو کولمبس کی طرف منسوب کر دیا گیا یہی حال ہندوستان کی دریافت کا ہے کہ افریقہ کے عربوں نے اس کا ٹھیک نشان بتایا، مگر واسکوڈی گاما کو سب جانتے ہیں اور عربوں کو کوئی نہیں جانتا (ڈاکٹر میک گورڈ کی تقریر پینسلوانی (امریکہ) یونیورسٹی میں، مندرجہ اخبار الیوم)

یہ ہمارے اسلاف کے کارناموں کی روئیداد ہے جسے غیر تو غیر خود مسلمان بھی باور نہ کریں گے ایک زمانہ مسلمانوں کی قیادت اور معلمی کا تھا، آج شاگردی اور نقالی کا ہے۔ "فخر" کی بات یہ ہے کہ مغرب کی ہر ادا ہمارے لئے "مشعلِ ہدایت" اور سفید انسانوں کا ارشاد ہمارے لئے "بمنزلہ وحی"۔

خداؤں کی ناخدائی

:- یونائیٹڈ پریس آف امریکہ نے اطلاع دی ہے کہ :-

جزیرہ فارموسا میں نظر بندوں کا جو مشہور کیمپ تھا، اس میں تقریباً ۵۰ سال سے چینیوں کے ایک سو سے زائد خدا یا دیوتا نظر بند تھے۔ اب انہیں ایک مدت کے بعد رہائی ملی ہے۔ اور وہ چین کی مختلف عبادتگاہوں اور مندروں میں پہنچا دیئے گئے ہیں۔ (سٹیٹسمین ۹ دسمبر ۱۹۴۵ء)

خبر بڑی دلچسپ ہے۔ یعنی خداؤں کا پورا خاندان طویل عرصہ کی قید و بند کے بعد آزاد ہوا ہے

اور یہاں ان کی اُلوہیت ہی کا کرشمہ ہے کہ قید بند کے مصائب جھیلنے کے بعد بھی ان کی خدائی پر حرف نہیں آیا، آزادی سلب ہوئی، بے عزت ہوئے، مصیبتیں جھیلیں، مگر آن کمالات کی شان میں فرق نہیں آیا۔ خدا بہر حال خدا ہے خواہ قید میں رہے یا آزاد پھرے۔

اور پھر ایک دو خدا نہیں ایک سو سے زائد خدا، پچاس سال تک دشمنوں کے نرغے میں رہے مگر اپنی شانِ رحیمی و کریمی سے دست بردار نہ ہوئے یہ غریب خدا بھی اپنا سر پیٹتے ہوں گے کہ ماننے والے ہوں تو ایسے ہوں۔ اور اعتقاد ہو تو ایسا ہو، کہ بے بسی اور عاجزی کے کامل اظہار کے بعد بھی عقیدت میں فرق نہ آیا، اور لاچاری میں بھی قدرت اور طاقت کا جلوہ نظر آتا رہا شاید قرآن کریم نے ایسے ہی خداؤں اور بندوں کے متعلق یہ اعلان کرنے کی ضرورت محسوس کی۔

ضعف الطالب والمطلوب طالب بھی کمزور اور مطلوب : خدا بھی عاجز و ناتواں۔

افسوس اسلام کے پیغام سے ابھی تک ایک بہت بڑی دنیا بے خبر ہے۔ اور نہیں کہا جا سکتا (۱
کہ مسلمان اس فرض کو ادا کرنے میں کب تک کوتاہی کا ثبوت دیتے رہیں گے۔

جلوۂ عبرت

ایک مرتبہ دس محرم کو بازار جانے کا اتفاق ہوا، دیکھا، لاکھوں مسلمانوں کا ہجوم ہے کھوے سے کھوا چھل رہا ہے، کوٹھوں اور چھتوں پر عورتوں اور بچوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ لگے ہوئے ہیں۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ محرم کا گھوڑا نکلنے والا ہے۔ اور مومنین قانتین اس کی زیارت کے لئے بے تاب ہیں۔

آگے بڑھے، مرثیہ خوانی کا سماں بندھا ہوا تھا۔ لوگ اسی جگہ جمع ہونے لگے۔ مگر لاؤڈ سپیکر شاہراہ پر لگا ہوا تھا۔ اور اس کے گرد لوگ جمع ہو کر مرثیہ خوانی سے بہرہ اندوز ہو رہے تھے۔

یہاں سے آگے بڑھے، دیکھا چند غریب مسلمان خون میں تربتر چارپائیوں پر پڑے ہیں۔ ان کی تیمارداری ہو رہی ہے۔ پوچھا ہیں! یہ کیا ہوا؟ ایک صاحب نے جھلا کر کہا، یہاں تم کہاں رہتے ہو؟ یہ بھی خبر نہیں کہ ماتمِ حسینؓ کیا چیز ہے۔ یہ سماں دیکھ کر بڑی عبرت حاصل ہوئی۔ اب ہم ایک دوسری راہ پر چلے۔ بیس ہی قدم چلنے پائے تھے کہ ایک گروہ ماتم سرائی میں مشغول اور زنجیروں

سے بدن کو بی کرتا ہوا چلا آرہا ہے۔ رسوائی! رسوائی!! خاندانِ نبوت کی رسوائی!!! یہ سماں نہ دیکھا گیا۔ اور گھوڑے کو دیکھے بغیر گھر کو واپس ہوئے۔

یقین جانئے کہ ان مناظر کو دیکھ کر دماغ چکرا گیا۔ اور ہم اس سوچ میں پڑ گئے کہ یا الٰہی اگر صحیح اور حقیقی اسلام یہی ہے تو ہم تو بڑے کافر ٹھیرے۔ اگر یہ اسلام نہیں ہے تو پھر اسلام ہے کیا؟ اور ہے کہاں؟ بہت سوچا مگر دماغ ساتھ نہ دے سکا۔ البتہ ایک بات فوراً ہماری سمجھ میں آئی، یعنی مسلمان کہتے ہیں کہ وہ برباد ہوگئے۔ ان کی ترقی رک گئی۔ اور ان کی شوکت آئی گئی ہوگئی، دماغ نے کہا حیرت اس پر نہیں کہ مسلمان ذلیل کیوں ہوئے، حیرت اس پر ہے کہ ان حالات میں وہ زندہ کس طرح رہ گئے۔ ان کا نام نشان مٹنے سے کیوں بچ رہا؟

نہایت ضروری اطلاع

نومبر ۱۹۶۲ء سے قرول باغ کا ڈاکخانہ مستقل طور پر ڈلیوری آفس ہوگیا ہے۔ اور ہماری ڈاک بجائے نئی دہلی پوسٹ آفس کے بالراست قرول باغ ہی آکر تقسیم ہوتی ہے بشرطیکہ پتہ میں قرول باغ دہلی یا قرولباغ نئی دہلی کے بجائے **دہلی قرولباغ** لکھا جاتے۔ ہم نے اس سے قبل بھی دسمبر ۱۹۶۱ء تا مارچ ۱۹۶۲ء مسلسل چار ماہ تک ندائے حرم کے ذریعہ قارئین کرام کو مندرجہ بالا حقیقت کی طرف توجہ دلاکر درخواست کی تھی کہ وہ ہم سے خط و کتابت میں اس ضروری امر کو پیش نظر رکھیں لیکن اس پر خاطر خواہ توجہ نہ کی گئی، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ قرولباغ کی ڈاک پہلے دہلی یا نئی دہلی کے ڈاکخانہ جاتی ہے پھر وہاں سے قرول باغ آکر تقسیم ہوتی ہے اس طرح لازمی طور پر اس کی تقسیم میں تاخیر ہو جاتی ہے۔ بلکہ بعض دفعہ ایک روز کی تاخیر بھی ہو جایا کرتی ہے۔

محکمہ ڈاک کو بھی انتظام میں دشواری پیش آرہی ہے اور ہمیں بھی تاخیر کی شکایت رہتی ہے۔ اگر آپ اپنے خطوط کے پتوں میں **دہلی قرولباغ** لکھا کریں تو آپ کے خطوط دہلی یا نئی دہلی نہ جائیں گے بلکہ بالراست قرول باغ پوسٹ آفس میں آکر وہاں سے صحیح وقت پر تقسیم ہوں گے اور ہم آپ کے ارشاد کی تعمیل فوراً کرسکیں گے۔ امید کہ آپ اس پر خاص توجہ فرماکر منی آرڈر و خطوط کے پتوں میں ہمیشہ **دہلی قرولباغ** لکھا کریں گے۔ محکمہ ڈاک بھی آپ کے تعاون کا متوقع ہے۔ (مدیر)

دنیا پر اسلام کے احسانات

جدید ترقیوں کا سنگ بنیاد اسلام نے رکھا

ایک امریکن سائنسداں کے تاثرات

امریکہ کے ایک اخبار ورلڈ آرڈر (World order) میں ایک امریکن سائنسداں نے اپنے مضمون کا آغاز ان الفاظ سے کیا ہے۔

اگر مسلمان عرب سائنس اور اکتشافات کی بنیادوں کو استوار نہ کرجاتے اور انسانی تمدن کا پاؤڈر نظام اپنے پیچھے نہ چھوڑتے تو آج مغربی ممالک کو وہ مرتبہ حاصل نہ ہوتا جو اس وقت انہیں حاصل ہے، حتیٰ کہ ہم انسانی مدنیت کے ابتدائی اصول سے بھی بیگانہ ہوتے، اور ہماری شاندار تہذیب کو جنم لینے کا موقع ہی نہ ملتا۔

آگے چل کر وہ لکھتا ہے۔ "عام طور پر تسلیم کیا جاتا ہے کہ کولمبس نے مشاہدہ کے بعد زمین کا گول ہونا ثابت کیا لیکن اس حقیقت سے شاید بہت کم لوگ واقف ہوں گے کہ نئی دنیا کی دریافت سے چھ صدی پہلے کو فہ کے عرب ریاضی دانوں نے یہ نظریہ قائم کرلیا تھا اور وہ یہ ثابت کرچکے تھے کہ زمین کا محیط Sircumference چوبیس ہزار میل ہے۔"

"صلیبی مجاہدین جو "کافر" مسلمانوں کو مشرق میں سزا دینے گئے تھے وہ تہذیب وتمدن اور فلسفہ وعمران کے ایک نئے نصاب کی دولت سے مالا مال ہوکر اپنے وطن لوٹے اور انہوں نے آکر بیان کیا کہ مسلمانوں کی تصویر اس تصویر سے بالکل مختلف ہے جس کی نمائش پادریوں نے کر رکھی ہے۔ یورپ پر

جو سب سے پہلی یونیورسٹی قائم ہوئی اس کا سنگ بنیاد عربوں ہی کے ہاتھوں رکھا گیا۔ ہماری یونیورسٹیوں کے پروفیسروں کا جو لباس ہے وہ ہمیشہ عربی کفتان اور سیاہ جبہ کی یاد تازہ کرتا رہتا ہے اور ہمیں اس نقل پر فخر ہے۔

مسلمان سب کچھ تھے:- آٹھویں صدی سے دسویں صدی ہجری تک بغداد دنیا کا مہذب ترین اور ترقی یافتہ شہر مانا جاتا تھا۔ اس کے بازار روشنی سے جگمگاتے رہتے تھے۔ حفظانِ صحت کے اصول کی یہاں تک رعایت تھی کہ گندے پانی کے اخراج کے لیے پختہ اور گہری نالیاں بنی ہوئی تھیں، صاف شفاف پانی کی بہم رسانی کے لئے واٹر ورکس کافی ترقی کر چکا تھا۔ عین اس وقت جب کہ بغداد اور اسپین بہشت کا نمونہ بنا ہوا تھا۔ لندن اور پیرس کے تنگ و تاریک اور کیچڑ سے لبریز گلی کوچوں میں سوروں کے ریوڑ آزادی سے پھرا کرتے تھے، بغداد یونیورسٹی پر تیس لاکھ ڈالر سے زیادہ کی جائداد وقف تھی اور اس میں بیک وقت دس ہزار طلبا تعلیم حاصل کرتے تھے، چار صدی تک عربی زبانوں کو بین الاقوامی علمی زبان کی حیثیت حاصل رہی اور بڑے عیسائی حتیٰ کہ پوپ اور پادری بھی آٹھویں سے گیارھویں صدی تک ان یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کرتے رہے، مسلم علماء اور حکماء نے یونانی مسودات کو عربی میں منتقل کر کے ارسطو اور افلاطون کی تعلیمات کو از سرِ نو زندہ کر کے دنیا پر وہ احسانِ عظیم کیا ہے جس سے نوعِ انسانی قیامت تک سبکدوش نہیں ہو سکتی، علمِ نجوم اور الجبرا کو مسلمانوں نے ہی وسعت دی۔ مسلمان ہی جدید کیمسٹری اور جغرافیہ کے موجد تھے۔

اسلام کے پیغمبر کا ارشاد تھا کہ مسلمان کو علم کی خاطر اگر چین تک جانا پڑے تو اسے جانا چاہیئے مسلمانوں نے اس کو عملی جامہ پہنانے میں کبھی کوتاہی نہیں کی۔ ایک مسلمان نے چالیس سال تک دنیا میں گھوم کر معدنیات کے قیمتی نمونے فراہم کئے۔ دوسرا عالم ساری دنیا میں علم نباتات کا مواد فراہم کرتا رہا۔ علمی اور دماغی نشو و نما اور تلاش و جستجو کے سلسلہ میں مسلمان ایک والہانہ جوش اور تڑپ رکھتے تھے۔

مزید یہ کہ سب سے پہلی دوربین ایک مسلمان خلیفہ کے لئے

مسلمان اور تہذیب و عمران:

ایک مسلمان ہی نے ایجاد کی۔ Decimal system
کا جس کے بغیر جدید سائنس کی تکمیل ناممکن تھی، عربوں۔ نے ہی قائم کیا تھا۔ یہ مسلمان سرجنوں ہی کی برکت تھی کہ جنہوں نے سب سے پہلے علم تشریح (اناٹومی) کے عملی تجربات کا آغاز کیا۔ حالانکہ چرچ اور کلیسا کی طرف سے نہ صرف اس علم کے حصول کی ممانعت ہی تھی بلکہ عیسائی سرجنوں کو اس جرم پر سزا بھی دی جاتی تھی۔

روئی کے کپڑوں میں نینو، اور باریک کپڑوں میں بہترین ململیں اور بوٹے دار ڈوریئے مسلمانوں ہی کی ایجاد ہیں، دمشق اور طلیطلہ کی تلواریں تو ابھی تک یورپ میں مشہور ہیں، چینی، کافی، مربے اور کئی قسم کے نئے پھل یورپ کے دسترخوان پر عربوں ہی کی بدولت پہنچے۔ مسلمانوں نے مغربی دنیا پر جو سب سے بڑا احسان کیا وہ کاغذ سازی کی صنعت ہے جسے مسلمان چین سے لائے اور ظاہر ہے کہ کاغذ کے بغیر علم و تمدن اپنے اوج کمال کو ہرگز نہ پہنچتا۔

جارج سارٹن کی گواہی:

اس سلسلہ میں مسٹر جارج سارٹن کی کتاب "مقدمہ تاریخ سائنس" سے ایک اقتباس پیش کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ آپ لکھتے ہیں:-

"آٹھویں سے بارھویں صدی تک پورا دور صحیح معنیٰ میں مسلم دور تھا اگرچہ دوسرے ممالک کی ذہنی رفتار بھی جاری رہی مگر مسلمان علماء اور حکماء نے علم و حکمت کی جو شمع روشن کر رکھی تھی وہ اپنی نظیر آپ تھی۔ اس دور میں وہی تہذیب و تمدن کے علمبردار تھے۔ اور آج بھی وہی تہذیب مختلف لباسوں اور مختلف ناموں کے ساتھ ہر جگہ جلوہ گر ہیں۔ اس دور میں گو لاطینی، یونانی اور عبرانی زبانوں کا بھی چرچا تھا، لیکن ان زبانوں کے لٹریچر علم کے سرمایہ سے خالی تھے۔ تمام نئی ایجادات اور نئے خیالات کا ذخیرہ عربی زبان میں تھا اور یہی زبان علم کی اشاعت کا ایک ذریعہ تھی اور تعجب کی بات ہے کہ قرآن کی زبان کئی صدیوں تک سائنٹفک اور علمی نشوونما کا ایک بین الاقوامی ذریعہ رہی

دراصل یہ محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زبردست اور بے مثال شخصیت تھی کہ جس عربی زبان کو قبائلی بولی سے زیادہ اہمیت حاصل نہ تھی اسے بین الاقوامی زبان کا درجہ حاصل ہوا"

علم اور اسلام: اس زمانہ میں جب کہ عیسائی یورپ پر تنگ نظری، جہالت اور وحشت کے بادل چھائے ہوئے تھے، اور عیسائی پادریوں کا یہ مقولہ کہ "جہالت زہد و اتقا کی ماں ہے" عوام کے قطروں میں سرایت کر چکا تھا۔ اسلام کے داعی نے علم و سائنس، حکمت و تجربہ کی بنیاد رکھ دی۔ آپ نے فرمایا "علم جہالت کی تمام کمزوریوں کا علاج ہے"، شاید ہمارے مورخ حضرت محمد (صلعم) کے اس مشہور اعلان کو جدید علمی دنیا کا سنگ بنیاد قرار دینے پر مجبور ہوں گے: "عالم کی سیاہی شہید کے مقدس خون سے زیادہ قیمتی ہے"۔ چنانچہ اسی کی برکت سے مسلمانوں میں لکھنے پڑھنے کا شوق پھیلا۔ مسلمان روزانہ قرآن پڑھتا اور یہ دعا اس کی نظر سے گذرتی کہ اے خدا! ہمارے علم میں اضافہ کر (رب زدنی علماً) عربی کا ایک مقولہ بھی مسلمانوں کے علمی شغف پر روشنی ڈالتا ہے یعنی جس روز میں کچھ نہیں سیکھتا وہ دن میری زندگی میں محسوب ہی نہیں ہوتا۔

عیسائی اور اسلامی تہذیب کا مقابلہ: غیر مسلم رعایا کے ساتھ مسلمان حکمرانوں کی رواداری اور نرمی ضرب المثل تھی، ان کی سرپرستی میں عیسائی اور یہودی علماء کے بے شمار علمی شاہکار شائع ہوئے۔ عیسائیت کو بہت دیر بعد احساس ہوا کہ مسلمانوں کے نقش قدم پر چل کر ہی ترقی ہو سکتی ہے۔ چنانچہ یورپ کا واسطہ مسلمانوں سے پڑا اور وہ مہذب بن گیا۔ مشہور مصنف سائمنوبس اپنی کتاب "زمانہ وسطیٰ کی تہذیبی تاریخ" میں لکھتا ہے:۔

> گیارھویں صدی میں قدیم دنیا دو حصوں میں بٹ چکی تھی، ایک طرف مغرب میں چھوٹے چھوٹے شہر تھے، کسانوں کی جھونپڑے تھے اور ہر طرف جنگ و جدال کا بازار گرم تھا، ایک انسان دس فرلانگ کا فاصلہ بھی رہزنوں کے خطرہ سے بے نیاز ہو کر طے نہ کر سکتا تھا، دوسری طرف مشرق میں قسطنطنیہ، قاہرہ، دمشق اور بغداد جیسے پُر رونق اور شاندار شہر آباد تھے، جن کے بازار، محلے، مدرسے کتب خانے اور محلات علم و ادب کا خزانہ تھے، مغربی عیسائیت اپنی بربریت کو دامن میں چھپائے ہوئے دو طریقوں سے مسلمانوں سے ملی اول جنگ، دوم تجارت، اور اس میل ملاپ کا نتیجہ یہ نکلا کہ مشرقیوں نے مغربیوں کو مہذب اور شائستہ بنا کر واپس کیا۔

حقائقِ حیاتِ انسانی

(از جناب مولانا محمد عبدالرحمن خاں صاحب سابق پرنسپل عثمانیہ یونیورسٹی کالج، صدر حیدرآباد اکاڈیمی)

(۴)

کثرت رائے کا میلان اس طرف ہے کہ زندگی کا ابتداء ہی سے سب سے زیادہ واضح مقصد خوشی ہے ہم اس رائے کے ہرگز مخالف نہیں، لیکن ہم نے پہلے ہی بتادیا ہے کہ کائنات کی ساخت اور ملکی رفتار اس نظریہ کے حامی نظر آتے ہیں کہ قدرت کو انسان کی زندگی سے عملِ صالح کی ترویج مقصود ہے یعنی کلیاتِ اعداد وشمار کے تحت جو لوگ قسمت کی پونجی سے کمتر انعام یا مراعات حاصل کرسکیں ہیں تو خوش نصیب لوگوں کو چاہیئے کہ ان کی دستگیری کریں۔ اور اس طرح ان کی اپنی دونوں کی زندگی کو پرامن اور خوش گوار بنائیں، خوشی اور راحت حاصل کرنے کے لئے عمل کی ضرورت ہے۔ امن وآسائش کے لئے ذرائع فطرت کے پوشیدہ خزانوں سے ڈھونڈھ کر نکالے جاسکتے ہیں، یہ کام خلق اللہ کی بہترین خدمت میں شمار ہوتا ہے۔ اطمینان قلب اور راحت حاصل کرنے کا آسان ترین ذریعہ قناعت ہے جس کی تعریف میں ابتدار زندگی سے لے کر اب تک ہزاروں مقولے شہرت پاچکے ہیں، خدمت خلق کا جذبہ بھی لامتناہی خوشی کا سرچشمہ ہے۔ جس کی پیداوار کبھی ختم ہی نہیں ہوسکتی۔ کامیاب زندگی کے لئے چند ایک مناہی سے اجتناب لابدی ہے۔ جیسے حرص وحسد، مکر وفریب، ظلم وتعدی وغیرہ حرص وحسد کی برائی میں اتنا کچھ کہا گیا ہے کہ مزید کہنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن چونکہ یہ امراض علم وہنر کی ترقی کے ساتھ کثرت آبادی کی وبائی بیماریوں کی طرح پھیلتے جارہے ہیں اور ایک پرانی باتیں نئی شکل میں پیش کی جاتی ہیں، حرص ایک دماغی خلل ہے، جو ایک انسان کو احساس کمتری اور قلت کے گھمنڈ میں لاکھوں دوسرے انسانوں کے مال ومتاع، آرام وآسائش، اعزاز واکرام، شہرت ونیکنامی اپنے

استعمال کی غرض سے چھیننے پر آمادہ کرتا ہے۔ حریص یہ نہیں جانتا کہ وہ جو انبار جمع کر رہا ہے خود کبھی اس سے پوری طرح استفادہ نہیں کر سکتا۔ لیکن دوسروں کو جو استفادہ کر سکتے اور استفادہ کرنے کے مستحق ہیں محروم کرتا ہے، اس کی موٹی سی مثال ایک ایسے شخص سے ہے جو دس بیس آدمیوں کا کھانا چھین کر کھانے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر وہ کھا بھی لیا تو ہضم کرنا ممکن نہیں، مرض اسہال میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے۔ البتہ حکومتوں اور سلطنتوں کا حال اس سے بالکل جداگانہ ہے۔ ان کے پس انداز یا ذخائر زر و مال دراصل ملک اور ملک کے باشندوں کی حقیقی دولت ہیں، اس پس انداز کی ہر وقت ضرورت پیش آتی ہے۔ تاکہ آفات ناگہانی سے نجات حاصل ہو سکے۔ اور دشمنان ملک کا پوری قوت سے مقابلہ کیا جا سکے۔

حسد اور حاسد کی مذمت میں بھی ناصحوں نے دفتر سیاہ کر رکھے ہیں۔ اخلاقیات کی کتابیں ان سے بھری پڑی ہیں، شاید یہ استدلال کارآمد ثابت ہو، حسد کرنے والا اللہ تعالیٰ کے فیض و کرم اور خود اپنی قابلیت کا منکر ہے۔ عقلمند اپنی دماغی کاوش اور قوتِ عمل سے مدد لے کر اپنی خواہشات اور ضروریات کو پورا کرتے ہیں اور بے وقوف بجائے کام کرنے کے دوسروں کو کامراں دیکھ کر حسد کرتے اور سوہانِ روح میں مبتلا ہوتے ہیں۔

زندگی کا اصل منشا، خوشی تصور کرنے والے انسان کی کمزوریوں میں یہ بات بھی عجیب دیکھنے میں آتی ہے کہ خدائے تعالیٰ کی مفت دی ہوئی نعمتوں کا شکر ادا کرنا تو درکنار وہ ان کا لطف اٹھانا بھی نہیں چاہتا، شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ جو چیز بلا محنت و مشقت مفت ملتی ہے، نادانوں کے پاس اس کی قدر و قیمت نہیں، ممکن ہے کہ یہ بھی نظریۂ زر کا نتیجہ ہو، صحت، ماں باپ کی شفقت، اولاد کی محبت موروثی خوش حالی، ان تمام نعمتوں کو انسان یاد سے بھلا دیتا ہے۔ اور جو چیزیں وہ چاہے کتنی ہی چھوٹی یا موہوم افادیت کی کیوں نہ ہوں، اس کو نہیں مل سکیں، ان کی شکایت کرتا اور ان کا رونا روتا ہے حالانکہ ایسا نہ ہونا چاہیے۔ مناظر قدرت کا مطالعہ خوشگوار، موسم کا لطف، چاندنی رات کی بہار، تاروں کی جھلملاہٹ، پھولوں کی مہک، ہوا کا ترنم، دوست احباب کی ہم نوائی، بیوی کی رفاقت اور بچوں کی

نغمہ سرائی، یہ سب نعمتیں تقریباً نوے فی صدی آدمیوں کو بے مانگے ملتی ہیں، لیکن لوگ ان کی قدر نہیں کرتے، خوشی منانا نہیں چاہتے۔ اہل یورپ میں باوجود بعض قنوطیت پسند شعراء کی گریہ وزاری کے یہ ذہنیت کم پائی جاتی ہے۔ کیا خوب ہوتا کہ اہل مشرق بھی اس معاملہ میں ان کی تقلید کرتے۔ کیا تبدیلی آب و ہوا کے شیدائی جو محض "تغیر" کی خاطر سالانہ ہزاروں روپے اپنے یا عوام الناس کے خزانہ سے صرف کرتے ہیں کبھی اس کا بھی احساس کرتے ہیں کہ زمین کا مرکب ان کو ہر سال آفتاب کے گرد فضا میں تقریباً ۲۹ کروڑ میل کی سیر مفت کراتا اور نئے نئے آسمانی مناظر اور فطرت کے کرشمے دکھاتا ہے۔ بشرطیکہ وہ چشم بینا رکھتے ہوں!

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ آدمی مشرق کا باشندہ ہو کہ مغرب کا، شمالی ممالک کا ہو کہ جنوبی کا تعلیم یافتہ ہو کہ غیر تعلیم یافتہ جنسی یا جاتی تعلقات کی اہمیت سے ہنوز اچھی طرح واقف نہیں اور رسمی زندگی کی لپیٹ میں کچھ ایسا گرفتار ہے کہ یہ مسئلہ زمانہ جاہلیت کی تقلید سے ایک قدم آگے نہ بڑھ سکا۔

ایک دوسری حیرت انگیز کمزوری یہ ہے کہ انسان کا دل خوف سے زیادہ متاثر ہوتا ہے، بہ نسبت امید کے۔ شاید اس لئے کہ انسان کی بگاڑی ہوئی دنیا کا میلان طبع برائی کی طرف زیادہ ہے بہ نسبت بھلائی کے، بدیں وجہ کسی چیز کا بگڑنا زیادہ آسان ہے، بہ نسبت سدھرنے کے۔ لیکن ضروری تدابیر احتیاط کرنے کے بعد آدمی کو چاہیئے کہ اپنی قسمت کا فیصلہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دے جو حقیقی مسبب الاسباب ہے۔ خوف سے کسی قسم کا فائدہ نہیں، اس سے کام تو نہیں سدھرتا مگر صحت خراب اور قوت عمل کم ہو جاتی ہے۔ شکر گذاری کو حکمائے ازدیاد نعمت و راحت کا موجب قرار دیا ہے، بعض انسان اللہ تعالیٰ کی بالراست یا بالواسطہ دوسرے انسانوں کے توسط سے دی ہوئی نعمتیں حاصل کر لینے کے بعد ان کو اپنا حق سمجھنے لگتے ہیں۔ اور جب اللہ تعالیٰ ہی کا احسان نہیں مانتے تو بندے کے کیا شکر گذار ہونگے چنانچہ محض اسکے اپنے محسن کے دشمن ہو جاتے ہیں۔ اس کے نام ہستی کو مٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔ کہ اس کے احسانات کی یاد ان کو شرمندہ کرتی ہے۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ محسن کے زندہ رہنے تک دنیا کو ان کی ابتدائی نیازمندی اور بے بضاعتی

کا علم ہوتا رہے گا۔ حالانکہ یہ خیال نہایت غلط اور کم عقلی کا نتیجہ ہے، اللہ تعالیٰ نے ہر نومولود کو خواہ وہ از نوع حیوان ہو کہ انسان، غریب گھرانہ میں پیدا ہوا ہو کہ دولتمند گھر میں، ابتداً کمزور بے شعور ماں والدین کی نگہداشت، استادوں کی تعلیم و تربیت، بہی خواہوں کے نیک مشوروں اور ذی اقتدار لوگوں کی دستگیری کا محتاج بنایا ہے۔ رستم کو بھی بڑا ہونے تک اپنی ماں کا دودھ پینا پڑا، ارسطو کو افلاطون کے سامنے اور افلاطون کو سقراط کے سامنے شاگردی کے زانوے تہ کرنے پڑے۔ شریفوں نے اسی لئے ماں باپ سے محبت، استادوں سے عقیدت اور نیک سلوک کرنے والوں کے ساتھ نیازمندی تادم زیست برقرار رکھی ہے۔ ایسا نہ کرنا قوانین فطرت کی خلاف ورزی ہے۔ حقیقی محسن اللہ تعالیٰ ہی ہے، دنیا اور اس کے کاروبار قائم رکھنے کیلئے اس نے ذی حیات کائنات کا نظام خود ایسا بنایا ہے کہ ایک متنفس دوسرے کا ابتداً محتاج و دست نگر رہے تاکہ بعد کو اپنی ابتدائی کمزوری یاد رکھ کر آنے والے دوسرے کمزوروں کے ساتھ مشفقانہ سلوک کرے۔ اگر انسان اپنی نادانی یا غرور سے ایسا نہ کرے تو تمام دنیا کا نظام درہم برہم ہو جائے اور آدمی پست سے پست طبقہ کے جانور سے بھی زیادہ ذلیل ہو جائے۔

انسان کو جوشِ انتقام سے جو نقصان اب تک پہنچا اور ہنوز پہنچتا چلا آ رہا ہے، اس کا اندازہ لگانا بہت مشکل ہے۔ کروڑوں آدمیوں کا سکونِ قلب، لاکھوں خاندانوں کی خوش حالی، بلکہ سیکڑوں اقوام کی زندگی اس متروکہ ایام جاہلیت کی وجہ سے خاک میں مل گئی۔ زمانۂ حال کے ترقی یافتہ دماغ جو خدا کو بھول کر باہمدیگر نقصان رسانی کے موثر سے موثر طریقے ایجاد کر رہے ہیں وہ سب اسی انتقام کے بت کی پوجا میں استعمال کئے جا رہے ہیں۔ برائی کرنے والے کو سزا، نقصان پہنچانے والے کو نقصان بھگتنے کی بے شک سخت ضرورت ہے، اگر ایسا نہ ہو تو دنیا سے عدل و انصاف، راست بازی و حق رسانی بالکل اٹھ جائیں گے لیکن معاوضہ اور انتقام میں بہت فرق ہے، معاوضہ یا تدارک معدلت پسند دنیا کے مسلمہ قواعد کے تحت ایک تیسرا شخص یا جماعت یا حکومت مشخص کرتی ہے۔ اگر اس کی تشخیص جہل، کاہلی یا دیدہ و دانستہ ضرر رسانی کی وجہ سے صحیح نہ ہو سکی تو الجھ کر قانون اپنے ہاتھوں میں لے لینا، انسانیت کے معیار سے بہت نیچے اتر آتا ہے۔ علی الخصوص جب کہ غاصبانہ قوت اور ناجائز طریقے استعمال کر کے

انتقام لیا جاتا ہے، وحشی جانوروں ہی سے ایسی حرکتیں سرزد ہوتی ہیں۔ پھر یہ بھی دیکھنا چاہیئے کہ بدلہ لینا ہے تو کس سے لیا جائے۔ اصل خاطی جب مرجاتا ہے اور مذہب کی تلقین کے بموجب اپنے اعمال کی سزا بھگت رہا ہے تو خاطی کے جانشینوں یا اُس کی اولاد وغیرہ سے انتقام لینا بے معنی سی بات ہے۔ عیسائی مذہب جس کا ابتدائی شعار انتہائی عجز وانکسار پر مبنی تھا۔ ایک ظلم کے عوض دوسرا ظلم سہنے کی تعلیم دیتا ہے، مذہب اسلام معافی کی سفارش کرتے ہوئے برابر کے بدلہ کی اجازت دیتا ہے، لیکن مطلق العنان انسان اپنے آپ کو کسی قاعدہ یا قانون کا پابند بنانا نہیں چاہتا۔ وہ اپنے فیصلہ ہی کو قطعی تصور کرتا ہے۔ شوقِ انتقام کی وجہ سے ایک نقصان کے بدلے دنیا کو بحیثیت مجموعی متعدد نقصان برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ اس کی مثال شاقول کا اہتزاز ہے کہ کبھی ایک طرف جھونکا کھاتا ہے اور کبھی دوسری طرف ہر وقت مرکزِ سکون سے آگے بڑھ جاتا ہے۔ اور ہوا کی روک ناکافی ہونے سے اہتزاز کا سلسلہ دیر تک جاری رہتا ہے۔

انسان کو چاہیئے کہ اگر وہ اصل خاطی کو معاف کرنا نہیں چاہتا تو معاوضہ کے لئے حاکم یا ادارۂ مجاز کے پاس رجوع ہو۔ اگر خطا ایسی ہے کہ دنیا کا تمدن اس کے لئے کوئی حاکم یا ادارۂ معین نہ کر سکتا ہو تو حاکم حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ کے عدل وانصاف کا متوقع رہے، وہ کبھی نہ کبھی کسی نہ کسی طرح سے بالالتزام اس کو اس کے نقصان کا معاوضہ دلا دے گا، قدرت کے طریقے نرالے ہوتے ہیں؛ اللہ تعالیٰ کے انصاف کی چکی بالفاظ ایک انگریزی کہاوت کے کسی قدر آہستہ تو چلتی ہے (کیونکہ تعلق کے لحاظ سے ہزاروں مسائل ایک مسئلہ کے ساتھ ہر وقت وابستہ رہتے ہیں) لیکن پیستی بہت باریک ہے۔

اب ہم زندگی کی آخری منزل یعنی موت کے متعلق چند مسلمہ خیالات ظاہر کر کے اس طویل مقالہ کو ختم کریں گے۔ حیات کی سب سے بڑی حقیقت موت ہے۔ لاکھوں کا سال کا مشاہدہ بتاتا ہے کہ جو پیدا ہوتا ہے وہ مرتا بھی ہے، کوئی جلد، کوئی دیر سے، یوں تو زمانۂ قدیم سے انسان کی طبعی عمر ۱۰۰ سال سمجھی گئی ہے۔ لیکن بہت کم لوگ اس عمر کو پہنچتے ہیں۔ بچپن کی اموات پہلے بکثرت ہوا کرتی تھیں، لیکن ایک بار جوانی کو پہنچنے کے بعد امراض وبائی اور جنگ و آفات سماوی کی ہولناکیوں کے

قطع نظر، لوگ نسبتاً بڑی عمر تک زندہ رہتے تھے۔ موت و حیات کے صحیح اعداد و شمار کی فراہمی اس زمانہ میں بھی چنداں آسان نہیں ہے، زمانۂ ماسبق میں یہ کام اور بھی زیادہ مشکل تھا۔ بہرحال زمانۂ سابق کے انسان کے قوائے جسمانی اس کی محنت و مشقت کی بدولت اگر بلحاظ خود بیماریوں کا مقابلہ کرنے کے زیادہ قابل تھے تو عصرِ جدید کے انسان کی اوسط عمر ترقی یافتہ ممالک میں تدابیر حفظانِ صحت کی ترویج اور بہتر ذرائع علاج کے استعمال سے ترقی کرتی نظر آرہی ہے۔ بہرحال ہر جاندار کے لئے موت لازمی ہے۔ حالیہ تحقیقات کی بدولت اگرچہ موت کے اسباب پر واقفیت بڑھ رہی ہے تاہم کسی حالت میں بھی اس جسمِ خاکی کو حیاتِ جاوید نصیب نہیں ہو سکتی ممکن ہے کہ عمرِ طبیعی کی میعاد بڑھ جائے، حیاتِ جاودانی کی جھلک ایک حد تک انسان کے اخلاقِ حمیدہ اور اعمالِ نیک کی یادگار میں پائی جاتی ہے۔ چھوٹے پیمانہ پر سائنس کے علمی انکشافات و تحقیقات کو بھی یہ درجہ نصیب ہو سکتا ہے لیکن یہ سب امتیازات گذشتہ زندگی کے لواحق سمجھے جا سکتے ہیں، اصل زندگی میں شمار نہیں ہو سکتے، زندگی ہی کے عمل سے قوائے جسمانی میں جو کیمیاوی و فعلیاتی تغیر رونما ہوتے ہیں کہا جاتا ہے کہ وہی موت کے باعث ہیں۔

موت دنیا کے لئے کئی طرح سے مفید بھی ہے۔ اگر موت نہ ہوتی تو جانداروں کی بڑھتی ہوئی تعداد خدا معلوم کیا غضب ڈھاتی، موذی کی موت ایک طرف مظلوموں کیلئے بچاؤ کا ذریعہ ہے تو دوسری طرف خود موذی کو بھی یہ ارتکابِ ظلم سے روک دیتی ہے۔ اس کا وجود ناقابلِ علاج بیماروں اور بے یار و مددگار مفلسوں کے لئے ایک نعمتِ غیر مترقبہ ہے، بہادروں اور خدامِ خلق کے لئے موجبِ توسیعِ حیاتِ مجازی ہے اور شیطان ذہنیت کے لوگوں کیلئے صلح کرا دیتا ہے۔

موت اور زمانۂ مابعد الموت کے متعلق مذہب ہی کے انکشافات پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے اگرچہ مختلف مذاہب کی تعلیمات تفصیلات میں مختلف ہیں سائنس اور فلسفہ اس بارے میں بالکل ساکت ہیں۔ کسی نے کنفیوشس سے پوچھا کہ موت کیا ہے تو اس نے جواب دیا کہ انسان حیات ہی کو نہ سمجھ سکا تو موت کی نسبت کیا کہہ سکے گا۔ سامی اقوام کے مذاہب میں حیات بعد الموت ایمان و اعتقاد کا ایک لازمی جزو اعظم ہے، دوسری زندگی کے اعمال کی جانچ اور سزا و جزا کا عقیدہ انسان کو برے افعال سے روکتا اور اچھے افعال کی ترغیب دلاتا ہے، جیسے جیسے یہ تصور دنیا سے اٹھتا جا رہا ہے باوجود فراوانیٔ علم و ایجادات انسان کے اخلاق علی الخصوص باہمی روابط یقیناً بگڑتے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم کو توفیق نیک عطا فرمائے۔ اور ایمان و یقین کی ترقی کے ساتھ افعالِ شنیعہ سے بچائے۔

خیرے کن اے فلاں و غنیمت شمار عمر — زاں پیشتر کہ بانگ بر آید فلاں نماند

(ختم شد)

سبیل کوثر

بابت ماہ محرم الحرام سنہ ۱۳۶۵ھ

تفصیل رقوم موصولہ صدر دفتر دار العلوم صولتیہ مکہ معظمہ برائے امداد اہل حرمین شریفین

خدا کا شکر و احسان ہے کہ وہ خادمان دار العلوم حرم سے متعدد کام لے رہا ہے۔ صدر دفتر دار العلوم صولتیہ مکہ معظمہ دہلی کو مختلف مقامات سے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے بعض خاص اور عام غرباء مساکین اور بیوگان و یتامیٰ اور دوسرے امور خیر کے لئے حسب ذیل رقوم بماہ محرم الحرام سنہ ۱۳۶۵ھ موصول ہوئی ہیں، یہ ایک نیک کام کی توفیق ہے جو دار العلوم حرم کی خدمات کے ساتھ ہمارے حصہ میں آئی ہے، یہ رقوم دار العلوم حرم کے مرکزی دفتر مکہ معظمہ کو معطیان کی ہدایت کے مطابق مستحقین تک پہنچانے کیلئے بھیجی جا رہی ہیں، اللہ ان کو جزائے خیر دے۔

ہم لوگ وہی جہاں میں اچھے
آتے ہیں جو کام دوسروں کے

نمبر شمار	نام نامی	رقم
۱	جناب ڈاکٹر ظہور الدین صاحب مئوی موضع سنوتہ	صہ
۲	,, مولا بخش صاحب مرسلہ جناب حاجی منصور عالم شاہ صاحب۔ اکبر پور	عہ/
۳	جناب سید محمد یوسف صاحب موضع گوٹھاولی	ع/
۴	جناب سید محمد احمد صاحب بتوسط جناب سید محمد یوسف صاحب۔ موضع گوٹھاولی	للعہ/
۵	جناب سید عبدالحلیم صاحب وغیرہ بتوسط بالا ,,	صہ
۶	,, سید عبدالمالک صاحب ,, ,,	صہ/
۷	,, سید محمد قاسم صاحب ,, ,,	عصہ/
۸	,, محمد حسن صاحب بابو پور	وعہ

نمبر شمار	نام نامی	رقم	نمبر شمار	نام نامی	رقم
۹	جناب صاحبزادہ محمد حسن علی خاں صاحب شملہ	عہ	۱۷	جناب امانت اللہ خلیل الرحمٰن صاحبان بتوسط مولوی عبدالحی محمد حسن صاحبان مئوناتھ بھنجن	وعمہ
۱۰	محترمہ بیگم صاحبہ جناب کیپٹن ڈاکٹر سید محمد اجمل حسین صاحب ۔ کرنال	صہ/	۱۸	محترمہ مسعودہ خاتون صاحبہ اہلیہ جناب مولوی عبدالحی صاحب بتوسط بالا مئوناتھ بھنجن	بہ عہ
۱۱	محترمہ بیگم صاحبہ جناب الحاج کیپٹن مولوی غلام محمد صاحب ایاّت بہاولپور	عاً/	۱۹	جناب محمد اسحٰق صاحب " "	عمہ/
			۲۰	" ڈاکٹر سید عبدالعلی صاحب لکھنؤ	ماعہ معہ ۵/
۱۲	جناب محمد محمود حسین صاحب ضلع سلہٹ	بہ ۴/	۲۱	" حسن پہلوان محمد ابراہیم صاحبان کانپور	عہ
۱۳	" سیٹھ احمد حاجی موسیٰ جی ساوجی صاحب ساؤتھ افریقہ (زکوٰۃ)	سا/سہ	۲۲	" حاجی نور حسین صاحب ۔ دہلی	صمہ ///
۱۴	جناب خان صاحب محمد قمر علی خاں صاحب سہسرام	الاعہ	۲۳	" حاجی محمد بخش صاحب سرپور کاگج	ماللعہ
			۲۴	" نادر قادر صاحب ، مرسا صاحب بمعیت حبیب اللہ صاحب ترگاؤں (زکوٰۃ)	صہ
۱۵	" سردار محمد جمال الدین یار خاں صاحب نئی دلی	عہ	۲۵	" محمد عبداللہ خاں صاحب کیمبل پور	ما/
۱۶	" مولوی عبدالحی محمد حسن صاحبان مئوناتھ بھنجن	ماعہ		میزان ماہ محرم الحرام ۱۳۶۶ھ	سمہ /// لمالعہ ۶۲۰۹

موجِ کوثر

بابت ماہ محرم الحرام ۱۳۶۵ھ

اپنے جانے والے عزیزوں، دوستوں اور بزرگوں کو یاد رکھئے تاکہ آنے والے آپ کو یاد رکھیں۔

اپنے خاندان کے مرحومین کے لئے کعبہ کے زیر سایہ ایصالِ ثواب کیجئے!

یاد رکھئے کہ مکہ معظمہ میں ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ نیکی کے برابر ہے

آپ جو روپیہ ہندوستان میں خرچ کرتے ہیں اس کو مکہ معظمہ میں خرچ کرکے ایک لاکھ گنا ثواب حاصل کرسکتے ہیں

اس مد کی آمدنی وظائف حفاظ میں صرف کی جاتی ہے۔

نمبر شمار	ایصال ثواب	مرسل رقم	رقم
۱	بروح پاک سرکار دو عالم صلعم و بارواح اعزہ معطیہ	محترمہ فردوس بیگم صاحبہ سگھری	عـہ
۲	بروح اہلیہ صاحبہ مرحومہ خود عا، بروح والدہ صاحبہ مرحومہ خود عا،	جناب سید محمد یوسف صاحب موضع گوٹھاولی	للعہ/
۳	بروح اہلیہ صاحبہ مرحومہ خود ع/، بروح اہلیہ صاحبہ مرحومہ سید محمد جمیل صاحب مرحوم ع/	" سید محمد احمد صاحب سلہ بشرح بالا "	صہ/
۴	بروح پاک سرکار دو عالم صلعم و بہ ارواح حضرت امام حسن و امام حسین علیہم السلام	ایک اخفا پسند اہل خیر خاتون جزاہا اللہ بتوسط جناب شاہ عزیز عالم صاحب سہارنپور	عـہ
۵	بروح اہلیہ صاحبہ مرحومہ خود	" مولوی سید غلام نبی صاحب بتوسط جناب مولوی سید محمد صاحب قادری۔ حیدرآباد دکن	لہعـہ
۶	بارواح والدین و ہمشیرہ صاحبہ و ماموں صاحب برادر رضا مرحومین	عالیجناب نواب نثار یار جنگ بہادر حیدرآباد دکن بابت ماہ دسمبر ۴۵ء	عـہ

نمبر شمار	ایصال ثواب	مرسل رقم	رقم
۷	بروح پاک سرکار دو عالم صلعم و بارواح پاک انبیائے کرام و خلفائے راشدین و اصحاب بدر و شہدائے کربلا رضوان اللہ علیہم اجمعین و بارواح والدین مرحومین صاحب و بروح اہلیہ صاحبہ مرحومہ خود عہ و بارواح مدفونین قبرستان ہردوئی عہ	جناب حافظ احمد حسن صاحب ہردوئی	للعہ
۸	بروح پاک سرکار دو عالم صلعم و بارواح پاک انبیائے کرام خلفائے راشدین، صحابہ کرام، شہدائے کربلا رضوان اللہ علیہم اجمعین صہ و بارواح والدین مرحومین خود صہ	،، ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خان صاحب مرسلہ بشرح بالا ،،	عہ
۹	بارواح والدین، ہمشیرہ صاحبہ، ماموں صاحب، بیاہ صاحب مرحومین	عالیجناب نواب نثار یار جنگ بہادر حیدرآباد دکن بابت ماہ جنوری ۱۹۴۶ء	عہ
۱۰	بروح محترمہ عیدن صاحبہ مرحومہ صہ، بروح محترمہ ہمشیرہ خاتون صاحبہ مرحومہ عہ	جناب شیخ ضمیر احمد صاحب حبوئی	عہ
۱۱	بروح پاک سرکار دو عالم صلعم	،، مسٹر خلیق احمد صاحب بی اے دہلی قرولباغ بابت ماہ جنوری ۱۹۴۶ء	عہ
۱۲	بروح سیدنا حضرت امام حسین رض و جمیع شہدائے کربلا رض	،، ڈاکٹر محمد حبیب الرحمٰن صاحب ۔ نئی دہلی	صہ
۱۳	بروح چودھری عبد القیوم صاحب والد مرحوم	،، چودھری عبد البصیر صاحب سندیلہ	صہ
۱۴	بروح پاک سرکار دو عالم صلعم عہ، بروح اولاد حسین خان صاحب والد مرحوم عہ، بروح مہتاب النساء بی بی صاحبہ والدہ مرحومہ عہ	،، ممتاز حسین خاں صاحب ۔ الہ آباد	صہ
۱۵	بروح پاک سرکار دو عالم صلعم و حضرت امام حسن و حضرت امام حسین علیہم السلام و جمیع شہدائے کربلا رض	،، محمد نور الہدیٰ صاحب لال باغ	عہ
۱۶	بروح پاک سرکار دو عالم صلعم	از جانب انجمن امداد المسلمین ۔ مرسلہ جناب حافظ عبد اللہ صاحب انصاری صدر انجمن مذکور ۔ تیلنی پاڑا	صہ
۱۷	،، ،، ،، و بروح استاذی حافظ بادشاہ صاحب مرحوم	جناب حافظ عبد اللہ صاحب انصاری تیلنی پاڑا	عہ
		میزان ماہ محرم الحرام سنہ ۱۳۶۵ھ	ماللعہ

سفر نامہ ابنِ بطوطہ تاریخ کی روشنی میں

(خاص نداۓ حرم کے لئے)

از جناب مولانا محمد عبدالرحمٰن خاں صاحب سابق پرنسپل عثمانیہ یونیورسٹی کالج صدر حیدرآباد اکاڈمی)

(۱۳)

وفد کے حالات سفر بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ وہ پروان سے کجرا پہنچا، (پروان تو درۂ ن افغانستان کے ایک شہر کا نام ہے، اس مقام کا حقیقی نام غالباً نرور تھا جو گوالیار میں واقع ہے، ابنِ بطوطہ ہندی غیر مانوس ناموں کو اسلامی ممالک کے مشہور ناموں سے یاد کرتا ہے، دورِ حاضر کے نقشوں میں، نرور کے شمال مشرق میں ۵ میل اور گوالیار سے ۴۰ میل جنوب میں ایک مقام پروائی نام کا بھی موجود ہے، کجرا بلاشبہ کھجوراہو ہے جو چھتر پور سے ۲۷ میل جانب شرق اور پنا سے ۲۵ میل شمال مغرب کی طرف ہے۔) وہاں کے تالاب کے بند پر کئی مندر تھے جن کے بتوں کو مسلمانوں نے توڑ دیا تھا۔ اس جگہ سے چل کر قافلہ چندیری ہوتے ہوئے دھار پہنچا جو مالوہ کے وسیع صوبہ کا سب سے بڑا شہر تھا۔ یہ دہلی سے ۲۴ دن کی راہ ہے۔ راستہ کے دونوں طرف مینار نصب تھے، جن پر فاصلے کندہ کیے گئے تھے۔ (اسے چاہیئے تھا دھار سے پہلے اجین کا ذکر کرتا غلطی سے کہتا ہے کہ وہاں بعد کو پہنچا۔

بالآخر دولت آباد میں داخل ہوا، جو ہنوز زیر تعمیر تھا اور وسعت میں دہلی سے کم نہ تھا اس کے تین حصے تھے ایک سلطان اور اس کی فوج کے لئے مخصوص تھا، دوسرا حصہ کٹکا کہلاتا تھا، تیسرا قلعہ دیوگڑھ تھا۔

دولت آباد میں سلطان محمد بن تغلق کا اتالیق قتلو خاں بطور حاکم و نائب سلطان، ساغر و تلنگانہ و دیگر

ممالک بحث کی حکومت پر مامور تھا، دیوگڑھ کا قلعہ پہاڑ کی چوٹی پر بنا تھا۔ جہاں ایک بڑی چرمی سیڑھی (کمند) سے رسائی ہوسکتی تھی۔ رات کو یہ سیڑھی اٹھالی جاتی تھی۔ اس قلعہ کے تہ خانوں میں قبیح جرموں کے مرتکب قید کیے جاتے تھے، جہاں کیڑے مکوڑے اور بلیوں کو بھی بڑے رہتے تھے۔ شہر کے باشندے مرہٹے تھے۔ ان کی عورتیں بڑی حسین تھیں۔ ان کی ناک اور بھویں خصوصاً بہت خوبصورت تھیں۔ شہر کے اندر زیادہ تر دولتمند جوہری رہتے تھے۔ گویوں اور گائکوں کے لئے بھی ایک بازار مخصوص تھا جس کے بیچ میں قالینوں سے آراستہ ایک عمارت تھی جہاں ہر پنجشنبہ کو بعد نماز عصر گویوں کا سردار درباری شان سے بیٹھتا تھا، گانے والی عورتیں باری باری سے اس کے سامنے پیش ہوکر مجرا سناتی تھیں۔ ہندوؤں کی حکومت کے زمانہ میں خود راجہ یہاں بیٹھ کر گانا سنتا تھا۔ اس کے بعد مسلمانوں نے بھی اس رسم کو جاری رکھا۔

یہاں سے ایلچیوں کا وفد مرہٹوں کے ایک چھوٹے سے شہر نندربار سے گذرا، کہتا ہے کہ یہاں کے لوگ اچھے صناع اور طبیب تھے۔ ان کے سربرآوردہ لوگ برہمن اور کشتری ذات کے تھے۔ ان کی غذا ترکاری اور سمسم (تل) کا تیل تھی۔ یہ گوشت نہیں کھاتے تھے اور کھانے سے پہلے بالالتزام نہایا کرتے تھے۔ شراب کا سخت پرہیز تھا۔ ہند کے مسلمان بھی شراب سے نفرت کرتے تھے۔ پینے والے کو اسی درے اور تین ماہ قید کی سزا تھی۔ یہاں سے نکل کر وفد دریائے تاپتی کے کنارے سون گڑھ (ساغر) پہنچا، پھر کمبے جو سمندر پر واقع ہے، جب پانی میں مدوجزر ہوتا ہے تو وادی میں پانی آجاتا ہے۔ اور جہاز تیرنے لگتے ہیں۔ وہ اس شہر کی عمارتوں خصوصاً مساجد کی تعریف کرتا ہے۔ شہر کے اکثر باشندے بیرونی ممالک کے تاجر تھے جو مکانوں اور مساجد کی تعمیر میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے تھے۔ وفد پھر خلیج کمبے کی دوسری جانب کاوا پہنچا، جو ایک ہندو راجہ جالیسی کے علاقہ میں تھا۔ (لفظ جالیسی غالباً راجپوت قوم جالاسن سے منسوب تھا) راجپوتانہ کا ایک حصہ اب بھی جھالاواڑ کہلاتا ہے) اس کے بعد گندھار نامی ایک بڑے شہر میں داخل ہوا، (یہاں بھی اسی راجہ کی حکومت تھی۔ لیکن مسلمانوں کے اقتدار اعلیٰ کے تحت، چنانچہ راجہ ہر سال بادشاہِ ہند کو نذرانہ و خراج بھیجتا تھا۔ (ابن بطوطہ گندھار کو قندھار لکھتا ہے، گندھار دھن بر نام کی ندی کے دہانے پر واقع ہے۔) جب وفد وہاں پہنچا تو راجہ خود اس کو لینے کے لئے آیا، اپنا محل اہل وفد کے رہنے کے لئے خالی کر دیا، راجہ کے دربار کے ذی مرتبت سربرآوردہ مسلمان بھی ملنے کے لئے آئے۔ ان میں خواجہ بوہرا کے لڑکے شامل تھے۔

جن میں سے ابراہیم نامی ایک شخص کے چھ جہاز سمندر پر چلتے تھے۔

گندھار پر ابراہیم کے ایک جہاز الجاگیہ پر سلطان ہند کے گھوڑوں میں سے ستر گھوڑے سوار کر دئے گئے اور باقی ابن بطوطہ اور اس کے ساتھیوں کے گھوڑوں کے ساتھ، ابراہیم ہی کے جہاز منورت پر، راجہ جالیسی نے ایک جہاز جس پر ظہیر الدین اور سنبل اور ان کے ساتھیوں کے گھوڑے تھے، ۔ راجہ کا بیٹا خود ایک دوسرے جہاز الاقیری پر ساتھ ہو لیا اس پر ساٹھ کشتی کھینے والے تھے۔ جن کی حفاظت کے لئے (دوران جنگ) سائبان پڑا ہوا تھا۔ ابن بطوطہ الجاگیہ پر سوار ہوا، اس کے ساتھ پچاس کشتیاں اور پچاس مسلح حبشی تھے۔ بحیرۂ ہند کے قزاق حبشیوں سے بہت ڈرتے تھے۔ ایک حبشی بھی اگر کسی جہاز پر ہوتا تو ڈر کر اس پر حملہ نہیں کرتے تھے۔ دو دن بعد وہ جزیرہ بیرام (حالیہ بیرم) کے پاس پہنچا، دوسرے دن جہاز شہر قوقا (۵۰۵ ھ) کے قریب لنگر انداز ہوا، ابن بطوطہ اور اس کے ساتھی کشتیوں میں بیٹھ کر شہر دیکھنے گئے۔ اس شہر کا راجہ اپنے آپ کو سلطان ہند کا فرماں بردار بتاتا تھا۔ لیکن در اصل باغی ہو گیا تھا۔ یہاں سے تین دن کے سفر کے بعد جہاز سندبور کے جزیرہ کے پاس پہنچا (یہ جزیرہ ۱۳۱۲ء میں مسلمانوں کے قبضہ میں آیا کئی بار ہاتھ سے نکل گیا مگر پھر آ گیا۔ اس کا حالیہ نام گوا (۹۰۵ھ) سولھویں صدی عیسوی سے شہرت پایا) جزیرہ پر ۳۶ گاؤں آباد تھے۔ سمندر کا پانی جب جزر کے وقت آبنائے سے ہٹ جاتا تو وہاں کا پانی پینے کے قابل میٹھا ہوتا، مد کے وقت کھاری ہو جاتا تھا۔ دوسرے دن وہ ہونا ور (ہنیاور) گیا، جو ایک آبنائے پر واقع ہے۔ برشکال (یعنی بارش کے موسم میں) یہاں سخت طوفان ہوا کرتے تھے۔ جس کی وجہ کر چار ماہ تک یہاں صرف مچھلیاں پکڑنے ہی کی کشتیاں چل سکتی تھیں۔ پردے کے جہازوں کا چلنا قطعاً موقوف ہو جاتا تھا۔ اس نواح کی تمام عورتیں صرف ایک ساڑی سے اپنا جسم ڈھانپتی تھیں۔ خوبصورت اور با عصمت تھیں ناک میں سونے کی نتھ پہنتی تھیں۔ ان کو قرآن مجید از بر یاد تھا۔ ہونا ور میں لڑکیوں کے ۱۳ اور لڑکوں کے ۲۳ مدرسے دیکھے گئے۔ ملیبار کے کسی اور شہر میں اتنے مدرسے نہیں پائے گئے۔ اس کے سلطان کا نام جمال الدین تھا (انگریزی کتاب میں پہلے جلال الدین لکھا گیا بعد کو جمال الدین) بہت نیک اور بہادر تھا۔ ملیبار کے باشندے اس کو سالانہ ایک معین رقم بطور فدیہ عطا کرتے تھے۔ اس کی فوج چھ ہزار سوار اور پیادوں پر مشتمل تھی۔ یہاں روٹی نہیں کھائی جاتی تھی۔ سب لوگ ہمیشہ چاول ہی کھایا کرتے تھے۔

تین دن بعد جہاز ملیبار کے ساحل سے جا لگے۔ یہ ساحل فلفل اسود (سیاہ مرچ) اور دوسری قسم کے مصالحہ کے لئے مشہور ہے۔ اور سندبور (یعنی گوا) سے کولم (ٹرا ونکور کا حالیہ نام: کیلون) (۱۳۴۷ء : ۹۷) پورے دو مہینے کا سفر تھا۔ ساحل کے بازو تمام راستے پر درختوں کا سایہ تھا۔ ہر نصف میل پر مسافروں کے بیٹھنے کیلئے ایک حجرہ اور اس میں ایک تخت (بینچ) ہوتا تھا۔ پاس ہی پینے کے پانی کی ایک باؤلی بھی ہوتی تھی۔ باؤلی کا نگہبان ہندؤوں کو برتن میں ڈال کر پانی دیتا تھا۔ لیکن مسلمانوں کے پینے کے لئے ان کے ہاتھوں میں اوپر سے ڈال دیتا تھا۔ ملیباری ہندو مسلمانوں کو اپنے گھروں میں داخل نہیں ہونے دیتے تھے۔ ان کو کھانے کی دعوت دیتے بھی تو کیلے کے پتوں پر کھانا رکھتے، لیکن ہر ٹھیرنے کے مقام پر مسلمان تاجروں نے اپنے لئے مکان بنالئے تھے۔ اس لئے انہیں کسی طرح کی تکلیف محسوس نہیں ہوتی تھی۔ راستہ کے بازو کی زمین کا کوئی حصہ ایسا نہ تھا جس پر کاشت نہ کی جاتی ہو۔ ہر شخص کے گھر کے گرد اس کا ایک باغ تھا۔ اور باغ کے اطراف لکڑی کی باڑ، شاہراہ باغوں میں سے گذرتی تھی۔ سب لوگ پاپیادہ پھرتے تھے۔ صرف حکمراں راجہ کے پاس گھوڑے تھے۔ دولتمند ڈولی یا میانہ میں بیٹھ کر سفر کرتے تھے جس کو ملازم یا غلام اپنے کندھوں پر اٹھالیتے تھے۔ کوئی سامان جانوروں پر نہیں لادا جاتا تھا، آدمیوں ہی کے ذریعہ منتقل کیا جاتا تھا، اس طرح ایک شخص کے پاس ایک سو تک بھی ملازم ہوتے تھے۔ راستہ بہت محفوظ تھا۔ کہیں چوری نہیں ہوتی تھی۔ مسلمانوں کو بڑی عزت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ اگرچہ مذہبی تعصب کی وجہ کر کھانے پینے میں ان سے دوری برتی جاتی تھی۔ ملیبار کے اس وقت بارہ ہندو راجہ تھے۔ بعض کے پچاس ہزار تک بھی سپاہی تھے۔ بریں ہمہ آپس میں کوئی نزاع نہ تھا۔ تخت و تاج کا وارث بہن کا بیٹا ہوا کرتا تھا۔ عام وراثت کا بھی یہی طریقہ تھا۔ سوائے برقع پوش ملثمون ہستوفہ کی قوم کے کسی اور میں یہ طریقہ نہیں پایا گیا۔ ان کا ذکر آگے آئے گا۔

ملیبار کا سب سے پہلا شہر جہاں ابن بطوطہ اور اس کے ہمسفر پہنچے، باسرور (بارسیلور BARCELORE) تھا۔ یہ ایک بڑے آبنائے پر چھوٹا سا شہر تھا۔ یہاں ناریل کے درخت بہت تھے۔ دو دن کے سفر کے بعد فاکنور گئے، (جو اب برکور کہلاتا ہے) یہاں گنا بہت تھا۔ اور ملیبار بھر میں سب سے بہتر تھا۔ فاکنور میں مسلمانوں کے سردار کا لقب باسداو تھا، اس کے کوئی تیس جنگی جہاز تھے۔ جن کو لے کر مولا نامی ایک مسلمان بحار کے جہاز ولیا

کولوٹتا تھا۔ سلطان ہند کے وفد کے جہاز جب لنگر انداز ہوئے تو مقامی راجہ نے اپنے بیٹے کو ضمانت یا کفالت میں ان کے پاس بھیجا، اور وفد کے لوگوں کو بڑی عزت کے ساتھ اپنے شہر میں مہمان رکھا۔ معمولی تجار وغیرہ کے جہازوں پر فندینہ (حق بندرگاہ) لئے بغیر ان کو گودی سے باہر جانے نہیں دیا جاتا تھا۔ یہاں سے نکلنے کے تین دن بعد وفد منجرور (منگلور) پہنچا۔ جو ملیبار کی سب سے بڑی آبنائے ذمب پر واقع ہے، یہاں کالی مرچ اور ادرک کے لئے فارس اور یمن کے سوداگر بکثرت آیا کرتے تھے۔ اس کے راجہ رامادیو کا شمار ملک کے سر برآوردہ راجاؤں میں تھا۔ شہر میں چار ہزار مسلمانوں کی آبادی تھی۔ جو ایک حصہ میں بسی تھی۔ ہندو جب کبھی ان سے جھگڑتے تو راجہ اپنی تجارتی اغراض کی خاطر بیچ بچاؤ کرا دیتا تھا۔ جب تک راجہ کا بیٹا ضمانت میں شاہی جہاز پر نہیں آیا، وفد کا کوئی شخص شہر میں داخل نہیں ہوا۔ جب لوگ داخل ہوئے تو ان کی بڑی خاطر تواضع کی گئی۔

تین دن کے قیام اور دو دن کے سفر کے بعد ہیلی نام کی ایک بڑی بندرگاہ آئی۔ چین سے ہندوستان کو آنے والے جہازوں کا یہ بعید ترین مقام تھا۔ کالیکٹ اور کولم کی بندرگاہوں پر بھی چینی جہاز ٹھیرتے تھے ہیلی کی جامع مسجد کا مسلمان اور ہندو دونوں احترام کرتے تھے۔ اور اس کے لئے نذرانہ بھیجتے تھے۔ اس کی آمدنی سے کئی مسلمان طلبہ کی تعلیم و پرورش کا انتظام تھا۔ دوسرے غریبوں کو بھی کھانا کھلایا جاتا تھا۔ یہاں سے نکل کر سیلح جور پٹن (کنانور)، دہ پٹن اور بدہ پٹن گئے، ان شہروں کا راجہ کویل کہلاتا تھا اور اس کا بڑا اثر تھا، دہ پٹن میں کویل کے دادا کی بنائی ہوئی ایک پختہ باؤلی اور مسجد تھی، وہ مشرف با سلام ہوا تھا، شہر میں برہمنوں کا بہت زور تھا۔ اور وہ مسلمانوں کے مخالف تھے۔ وفد جب پندیرانی پہنچا تو معلوم ہوا کہ وہاں عمدہ باغات اور بازار تھے، مسلمانوں کے تین محلے تھے، ہر ایک میں ایک مسجد تھی، چینی جہاز موسم سرما میں اسی گودی میں ٹھیرتے تھے۔ یہاں سے وفد قالی قوت (کالی کٹ) کی بندرگاہ پہنچا جو دنیا کی سب سے بڑی بندرگاہوں میں شمار ہوتی تھی، یہاں چین، سوماٹرا، لنکا، مالدیپ، یمن اور فارس وغیرہ کے تاجر جمع ہوتے تھے۔ اس کے راجہ کو ابن بطوطہ سامری کا لقب دیتا ہے۔ (ملایالم زبان کا اصل لفظ سماتوری یعنی شاہ سمندر ہے اس کو بگاڑ کر پرتگالیوں نے بعد کو زامورن نام رکھا) یہیں پر مثقال نامی ایک بڑا مشہور دولتمند تاجر رہتا تھا جس کے بہت سے جہاز چین، یمن اور فارس چلایا کرتے تھے، جب سلطان

کا وفد بندرگاہ میں داخل ہوا، تو راجہ کے نمائندے نے اس کا بڑی شان کے ساتھ خیر مقدم کیا۔ اور پر تکلف دعوت کی، اس وقت چین کے وہاں تیرہ جہاز تھے جو چین جانے کی غرض سے موسمی ہوا کا انتظار کر رہے تھے۔ سلطان کے وفد کو بھی اس کے انتظار میں جہاز کو لنگر انداز کرنا پڑا، اس طرح وہ راجہ کا تین مہینے مہمان رہا، ان دنوں بحیرۂ چین کا سفر چینی جہازوں ہی پر ہوا کرتا تھا۔

اس ضمن میں ابن بطوطہ چینی جہازوں کی تین قسموں کی تشریح کرتا ہے۔ بڑے جہاز جنک (JUNK) کہلاتے تھے، اب بھی یہ نام رائج ہے۔ اوسط جسامت کے ڈھو اور چھوٹے ککم (ڈھو کا نام ہندوستان وغیرہ میں بھی مشہور ہے۔) بڑے جہاز پر تین سے لے کر بارہ تک بادبان یا پردے ہوا کرتے تھے جو بانس کی لکڑیوں کو ملا کر بوریوں کی شکل میں بنائے جاتے تھے، ان کو بھی مستول پر سے اتارا نہیں جاتا تھا حتیٰ کہ لنگر اندازی کے وقت بھی، ان پر ایک ہزار تک آدمی سوار ہوتے تھے۔ چھ سو ملاح اور چار سو سپاہی تیر و کمان اور سپر و منجنیق وغیرہ آلات سے تیار رہتے تھے۔ بڑے جہاز (جنک) کے ساتھ ساتھ تین چھوٹے جہاز بھی ہوتے تھے۔ جو نصف، تہائی اور چوتھائی کے نام سے منسوب تھے۔ یہ سب شہر زیتون اور سین کلان کینٹن (CANTON) میں بنائے جاتے تھے۔ ان چھوٹے جہازوں کو۔ بڑے جہازوں کیلئے ہوا کے رک جانے کے وقت گودی میں لیجانے کے لئے استعمال کرتے تھے۔ جنک پر تاجروں کے لئے چار عرشے ہوتے تھے۔ جن پر حجرے کیبن (CABIN) اور عام ملاقات کے کمرے ہوا کرتے تھے۔ کیبن متعدد چھوٹے کمروں اور حمام سے بھی آراستہ ہوتے تھے، ملاحوں کے بچے بھی جہاز پر ان کے ساتھ رہتے تھے۔ لکڑی کے ڈبوں میں مٹی ڈال کر ترکاریوں کی حسب ضرورت کاشت کی جاتی تھی، مالک جہاز کا نائب جہاز پر ایک بڑے امیر کی طرح رہتا تھا، ساحل پر اترتے وقت اس کے سامنے تیر کمانوں، تلواروں اور برچھیوں سے مسلح حبشی سپاہیوں کی ایک بڑی جماعت بطور پہرہ کے چلتی تھی، باجہ اور بوق کی آواز سے اس کی آمد کا اعلان کیا جاتا تھا۔ بعض چینی تاجروں کے پاس کثیر التعداد جہاز تھے۔ جن کو وہ دور دراز مقامات پر تجارت کے لئے بھیجا کرتے تھے، اس لئے ابن بطوطہ کہتا ہے کہ چینیوں سے بڑھ کر اس وقت کوئی قوم دولتمند نہ تھی۔

جب چین جانے کا وقت آیا تو زاموری نے چین کے تیرہ جہازوں میں سے (جو کالی کٹ کی گودی

میں لنگر انداز تھے، ایک جہاز کو سلطان ہند کے وفد کے لئے متعین کیا۔ اس کا عامل سلیمان صفدی ابن بطوطہ کے ساتھ کسی قدر بے مروتی سے پیش آیا، اور اس کو ایک ایسا کیبن دیا جس میں حمام نہ تھا، اس جہاز پر سنبل اور ظہیر الدین سلطان کے تحائف کے ساتھ سوار تھے، ابن بطوطہ اپنا سامان اور لونڈیاں اور غلام اس پر سوار کرا چکا تھا، لیکن نماز جمعہ شہر کی مسجد میں پڑھنے کی غرض سے ابھی ساحل پر ٹھیرا ہوا تھا جب اس کے ایک ملازم نے کیبن کے ناقص ہونے کی اطلاع دی تو ابن بطوطہ نے عامل سے شکایت کی اس نے مجبوری ظاہر کی اور کہا کہ جنک کے ساتھ کے ایک ککم پر منتقل ہو جاؤ، وہاں بڑا کیبن مل سکے گا، جنک کے بڑے کیبن چینی تاجروں نے آنے اور جانے کے دو طرفہ سفر کیلئے محفوظ کرائے تھے، ابن بطوطہ نے ایسا ہی کیا اور اس کا سامان اور نوکر وغیرہ قبل نماز جمعہ ککم پر سوار کرا دئے گئے، اس اثنا میں تمام جہاز گودی سے روانہ ہوگئے، وہاں اب سوائے سلطان ہند کے تحائف کے جہاز اور ایک اور جنک جس کا مالک فندرینہ میں موسم سرما گذارنا چاہتا تھا، اور ابن بطوطہ کے سامان والے ککم کے اور کوئی جہاز نہ تھا۔ بدقسمتی سے عین اسی وقت اچانک ایک سخت طوفان اٹھا، ابھی ابن بطوطہ اپنے جہاز ککم پر سوار نہ ہوا تھا کہ ککم اور تحائف کا جہاز طوفانی ہوا سے ساحل سے بہت دور ہٹ گئے، دوسرا جنک ساحل سے ٹکرا کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا، اور جان و مال کا بہت نقصان ہوا، ہفتہ کی رات کو سلطان کے تحائف والے جہاز کا بھی یہی حال ہوا، سنبل اور ظہیر الدین کی لاشیں ساحل پر ملیں، ابن بطوطہ نے نماز میت پڑھی اور ان کو دفن کیا، یہ صورت حال دیکھ کر ککم نے سمندر کا راستہ لیا اور ابن بطوطہ ساحل پر اکیلا رہ گیا، اس امید میں کہ ککم آخر کار کولم جائے گا۔ وہ ساحل کے بازو آبنائے کے رستے سے کولم کی طرف چلا، ۵ دن کے بعد کنجا کری نام کے ایک مقام پر پہنچا جو پہاڑ کی چوٹی پر یہودیوں سے آباد تھا، ان ہی میں کا ایک یہودی شہر کا گورنر منتخب ہوتا تھا اور کولم کے راجہ کا باج گذار تھا، آبنائے کے دونوں بازو دارچینی اور سرخ رنگ کی لکڑی کے درخت تھے، اس لکڑی کا نام بعد کو اسپین، پرتگال اور فرانس والوں نے برازیل ووڈ (BAZIL WOOD) رکھا جب جنوبی امریکہ میں بعد کو ایسی ہی لکڑی دستیاب ہوئی تو اس کے لئے بھی یہی نام تجویز ہوا، اور بالآخر اس خطہ ملک کو بھی برازیل کہنے لگے جہاں یہ لکڑی پیدا ہوتی تھی، ان درختوں کی ایسی افراط تھی کہ کھانا پکانے کیلئے بھی ان کی لکڑی جلائی جاتی تھی، جب ابن بطوطہ کولم پہنچا تو اس کو ایک بہترین شہر پایا، بازار وسیع و بارونق تھا، اس کے تاجر جو سول کہلاتے تھے بڑے ہی دولتمند تھے۔

ان میں کا ایک ایک شخص سارا جہاز مع سامانِ تجارت خرید سکتا تھا، یہاں مسلمانوں کی ایک جامع مسجد بڑی شاندار خوبصورت مہذب کی بنائی ہوئی تھی۔ دریافت کرنے پر کلم کا تو پتہ نہ چلا البتہ چینی سفرا سے ملے جن کا جہاز دوسرے جہاز کی طرح ساحل سے ٹکرا کر ٹوٹ گیا تھا، چینی تاجروں نے اپنے ہموطنوں کے لئے کپڑے اور ضروری سامان مہیا کر دیئے، اوران کو ایک دوسرے جہاز پر سوار کر کے وطن بھجوا دیا، چنانچہ ابن بطوطہ جب چین گیا تو وہاں ان سے اس کی دوبارہ ملاقات ہوئی۔

اس کا پہلے ارادہ ہوا کہ کلم سے دہلی واپس جا کر سلطان کو تحائف اور سفرا اور جہاز کے ڈوبنے کی اطلاع دے لیکن ڈرا کہ اگر وہ پوچھے کہ تحائف کے جہاز پر خود کیوں نہیں ٹھہرا تو کیا جواب دیا جا سکے گا، اس لئے سلطان ہنّاور جمال الدین کے پاس اپنے کلم کی صحیح اطلاع ملنے تک ٹھہرنے کا قصد کیا، جب وہاں پہنچا تو سلطان جمال الدین اس زمانہ میں جہاز پر گووا کے راجہ کے بیٹے کی مدد کے لئے فوج اور سامان جنگ بھیج رہا تھا کیونکہ اس وقت باپ بیٹے میں جنگ تھی، بیٹے نے وعدہ کر لیا تھا کہ اگر جمال الدین کی مدد سے وہ کامیاب ہو گیا تو مشرف باسلام ہو جائے گا، ابن بطوطہ نے اس مہم میں شریک ہونا چاہا، قرآن مجید میں استخارہ کیا، تو خوشخبری کی آیت برآمد ہوئی، جمال الدین نے یہ دیکھ کر بذات خود اپنی فوج کی سپہ سالاری اپنے ذمہ لی اور جہازوں کے ساتھ گووا پہنچا، بالآخر مسلمانوں کی فتح ہوئی جمال الدین راجہ کے محل میں منتقل ہوا، لیکن شہر اور قلعہ کی عورتوں اور بچوں کو رہا کر دیا، گووا میں تین ماہ ٹھہرنے کے بعد ابن بطوطہ نے ہنّاور جانے کی اجازت لی، پھر منجرور (منگلور) وغیرہ سے کالی کٹ پہنچا، وہاں سے الشالیات گیا جو نہایت خوبصورت شہر تھا (یہاں ایک مشہور کپڑا بنتا تھا جس کا نام مقام کی مناسبت سے پرتگالیوں نے شالی اور فرانسیسیوں نے شالے رکھا، شاید عام استعمار لفظ شال کی یہی وجہ تسمیہ ہوگی، الشالیات کو اب بے پور کہتے ہیں) ابن بطوطہ یہاں ایک عرصہ تک ٹھہر کر کالی کٹ واپس ہوا تو اس کے کلم کے دو غلام وہاں واپس آئے، انہوں نے کہا کہ سوماترا کے فرمانروا نے اس کی لونڈیوں کو پکڑ لیا اور اس کے دوسرے سامان پر جو کلم پر تھا مختلف آدمیوں نے قبضہ کر لیا۔ اس کے ساتھی چین، سوماترا اور بنگالہ میں منتشر ہو گئے تھے اس لئے وہ مجبوراً پہلے ہنّاور اور پھر سندبور (گووا) واپس ہوا۔   (باقی آئندہ)

صحیفۂ سعادت

بابت ماہ محرم الحرام ۱۳۶۵ھ

معاونین کرام اور محسنوں کے اسمائے گرامی

فہرست رقوم عطیات و امداد دار العلوم صولتیہ مکہ معظمہ، بذریعہ صدر دفتر مدرسہ دہلی
اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ ہر مہینہ کی فہرست اسمائے معاونین کرام کی اشاعت دوسرے ماہ کے نمبر میں ہوا کرے گی
مندرجہ تفصیلات میں اگر کوئی غلطی ہو تو براہ کرم دفتر کو مطلع فرمائے، باعث شکرگذاری ہوگا

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
۱	۲۵ رسید جلد ۱۳۶	محترمہ والدہ صاحبہ حافظ محمد نظام الدین صاحب میرٹھ چھاؤنی	عہ	زکوٰۃ
۲	۲۶ ″	جناب حاجی منصور عالم شاہ صاحب بعرفت حاجی رمضان، ابر خاں، بھورا شاہ، جگنو شاہ، حاجی نور بیگ، مولا بخش، محمد شکور، مرزا، بھوری، غنی، ہدیہ، چھٹن خاں، چھوٹے خاں، حاجی امام الدین صاحبان، مرسلہ حاجی منصور عالم شاہ صاحب اکبرپور	لعہ ۱۲/۱۱/	وظائف، قیمت چرم قربانی
۳	۲۷ ″	جناب حاجی مسکین صاحب اوٹے پور	عہ	اعانۂ عام
۴	۲۸ ″	″ حاجی لوکھن صاحب ″	عہ	″
۵	۲۹ ″	″ صوفی اللہ دتا صاحب ملتانی، مرسلہ جناب حاجی امام الدین صاحب ﷺ نوالی	۶	وظائف، قیمت چرم قربانی
۶	۳۰ ″	حکیم منظور احمد صاحب مرسلہ ″ ″	۱۰	″
۷	۳۱ ″	″ حسینی خاں صاحب بن حیات خاں صاحب بلوچ ″ ″	ہر ۱۲/	″

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
۸	۳۲ ۱۳۶	جناب عمر خاں صاحب بن حیات خاں صاحب بلوچ	۱۲	یعنی اعانہ، قیمت چرم قربانی
		مرسلہ جناب حاجی امام الدین صاحب ﷺ نوالی		
۹	۳۳ ″	جناب پیر اللہ دتہ صاحب بلوچ مرسلہ ″ ″	۱۲ جلد ۲	″
۱۰	۳۴ ″	″ ڈاکٹر علاؤ الدین صاحب ابن نبی بخش صاحب ملہم ″ ″	۱۲ جلد ۲	″
۱۱	۳۵ ″	″ شہباز خاں صاحب ماچھی گیگنک میں ″ ″	۱۲ جلد ۲	″
۱۲	۳۶ ″	″ محمد خاں صاحب ولد غازی خاں صاحب بلوچ ″ ″	۱۲ جلد ۲	″
۱۳	۳۷ ″	″ حیات خاں صاحب ولد گاہن خاں صاحب بلوچ ″ ″	۱۲ جلد ۲	″
۱۴	۳۸ ″	″ گھیلا صاحب پانشٹ میں ″ ″	۱۲/	″
۱۵	۳۹ ″	″ حکیم محبوب اللہ صاحب موضع کھٹولا خوشاب	عہ	اعانۂ عام، قیمت چرم قربانی
۱۶	۴۰ ″	محترمہ فردوس بیگم صاحبہ سنگھری	عہ	اعانۂ لیتیٰ
۱۷	۴۱ ″	جناب سردار بہاء الدین خاں صاحب کپتان کراچی	عہ	اعانۂ عام
۱۸	۴۲ ″	″ حافظ عبد الرحمٰن صاحب جامس	عہ	اعانۂ عام، قیمت چرم قربانی
۱۹	۴۳ ″	″ میاں محمد صاحب مرسلہ یار علی صاحب لاہور	۱۲/	اعانۂ عام

صفر المظفر ۱۳۶۵ھ

نذرانۂ دوم

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
۲۰	۱۲۰ ۴۴	جناب عبدالرحمٰن صاحب مرسلہ جناب [illegible] لاہور	[illegible]	امداد عام
۲۱	۴۵	مولوی محمد یعقوب صاحب امرتسر	[illegible]	"
۲۲	۴۶	محترمہ تسنیم اختر صاحبہ بتوسط جناب حافظ عبدالسمیع حاجی عبداللہ صاحبان کانپور	[illegible]	"
۲۳	۴۷	جناب سید محمد یوسف صاحب ضلع گوشالی	[illegible]	ایصال ثواب
۲۴	۴۸	سید محمود احمد صاحب مرسلہ سید محمد یوسف صاحب "	[illegible]	ایصال ثواب
۲۵	۴۹	سید عبدالحلیم صاحب وغیرہ "	[illegible]	وظائف
۲۶	۵۰	محمد فاروق صاحب "	[illegible]	[illegible]
۲۷	۵۱	ایک صاحب خیر جزاہ اللہ "	[illegible]	"
۲۸	۵۲	جناب شیخ لال صاحب معرفت شاہ احمد خان صاحب اجمیر شریف	[illegible]	امداد عام
۲۹	۵۳	جناب مولوی الٰہی بخش صاحب گورداسپور	[illegible]	زکوٰۃ
۳۰	۵۴	جناب مولوی فضل الرحمٰن صاحب [illegible]	[illegible]	زکوٰۃ
۳۱	۵۵	صاحبزادہ محمد محسن علی خان صاحب شملہ	[illegible]	زکوٰۃ
۳۲	۵۶	محمد نبی صاحب لکھنؤ بابت ماہ دسمبر ۱۹۴۵ء	[illegible]	وظائف طلبا
۳۳	۵۷	عبدالکریم صاحب انصاری راجگڑھ کیمپ	[illegible]	امداد عام
۳۴	۵۸	نور احمد صاحب مرسلہ حاجی خدا بخش صاحب [illegible]	[illegible]	زکوٰۃ
۳۵	۵۹	مقصود احمد صاحب "	[illegible]	وظائف
۳۶	۶۰	مستری عبدالعزیز صاحب اجمیر شریف [illegible] برجوز محمد عثمان [illegible]	[illegible]	امداد عام
۳۷	۶۱	سید محمد نثار احمد صاحب بہاولپور	[illegible]	زکوٰۃ
۳۸	۶۲	انیس قادر بادشاہ صاحب کڈپہ	[illegible]	امداد عام
۳۹	۶۳	محمد محمود حسین صاحب نیاسرک	[illegible]	"
۴۰	۶۴	سیٹھ احمد حاجی موسیٰ حاجی صالو محمد صاحبان [illegible]	[illegible]	زکوٰۃ

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
۴۱	۱۲۰ ۶۵	جناب خان صاحب محمد قمر علی خان صاحب [illegible]	[illegible]	امداد عام
۴۲	۶۶	منشی محمد رشید صاحب [illegible]	[illegible]	"
۴۳	۶۷	سید محمد جمال الدین یار خان صاحب [illegible]؛ محترمہ خانم صاحبہ [illegible]	[illegible]	"
۴۴	۶۸	ایک صاحب خیر [illegible]؛ جناب شاہ عزیز عالم صاحب [illegible]	[illegible]	ایصال ثواب
۴۵	۶۹	حافظ عبدالغفار صاحب صدیقی [illegible]	[illegible]	[illegible]
۴۶	۷۰	منشی عباد الحسن صاحب مرسلہ "	[illegible]	"
۴۷	۷۱	مولوی عبدالحی محمد حسن صاحب [illegible]	[illegible]	وظائف طلبا
۴۸	۷۲	ڈاکٹر سید عبدالعلی صاحب لکھنؤ	[illegible]	امداد عام
۴۹	۷۳	مولوی سید غلام نبی صاحب مرسلہ مولوی سید محمد صاحب قادری حیدرآباد دکن	[illegible]	ایصال ثواب
۵۰	۷۴	جناب ابن سلیمان محمد ابراہیم صاحب [illegible]	[illegible]	امداد عام
۵۱	۷۵	حاجی خدا بخش صاحب [illegible]	[illegible]	وظائف
۵۲	۷۶	چودھری علی محمد صاحب [illegible]	[illegible]	امداد عام
۵۳	۷۷	چودھری صاحب دین صاحب [illegible]؛ مولانا [illegible] عبدالعزیز صاحب [illegible]	[illegible]	زکوٰۃ
۵۴	۷۸	جناب عبدالمجید صاحب ابن مولوی [illegible]	[illegible]	وظائف طلبا
۵۵	۷۹	شعبان صاحب [illegible]؛ مرسلہ جناب محمد عزیز احمد صاحب [illegible]	[illegible]	وظائف، صدقہ [illegible]
۵۶	۸۰	جناب شفیق احمد صاحب [illegible]؛ حاجی غازی صاحب مرسلہ [illegible]	[illegible]	"
۵۷	۸۱	جناب محمد عزیز احمد صاحب قدوائی [illegible]	[illegible]	"
۵۸	۸۲	عالیجناب نواب [illegible] یار جنگ بہادر حیدرآباد دکن	[illegible]	ایصال ثواب

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
۵۹	۱۳ ۸۳	محترمہ اہلیہ صاحبہ حاجی محمد نعیم صاحب انصاری کی، محترمہ اہلیہ صاحبہ اقبال احمد صاحب کی رحمت بر شوکت آرا بیگم صاحبہ، مرسلہ جناب حاجی محمد نعیم صاحب انصاری کی	ے ر	امداد عام
۶۰	۸۴ ر	جناب محمد اقتدار الحق صاحب وف سفیف صاحب محمدی	عہ ۹ر	وظائف قیمت چرم قربانی
۶۱	۸۵ ر	مولانا محمد اسرار الحق صاحب خطیب جامع مسجد مرسلہ پنجرہ بالا	[illegible]	ر ر
۶۲	۸۶ ر	حاجی محمد رضا خانصاحب بنارس چھاؤنی	عہ	امداد عام
۶۳	۸۷ ر	منشی محمد یحییٰ صاحب مہتمم کھٹولا غوث پور	[illegible]	ر
۶۴	۸۸ ر	حاجی محمد اسمٰعیل حافظ محمد اسحٰق صاحبان کانپور	[illegible]	وظائف قیمت چرم قربانی
۶۵	۸۹ ر	پیرجی محمد یونس صاحب سہارنپور	۶ر	امداد عام
۶۶	۹۰ ر	منشی شجاعت علی بیگ صاحب مرسلہ شیرہ بالا ر	۶ر	ر
۶۷	۹۱ ر	عثمان حسن صاحب ر ر	۶ر	ر
۶۸	۹۲ ر	محترمہ محبوبہ بی بی صاحبہ اہلیہ جناب عبدالحمید خاں صاحب مرحوم حافظ لال بہادر صاحب بیگ گنج	لاعہ	ر
۶۹	۹۳ ر	جناب حسین بخش صاحب اللہ بخش صاحب بیکانیر	[illegible]	ر
۷۰	۹۴ ر	مبارک احمد صاحب کھڑکو ... موضع کھیالی	[illegible]	ر
۷۱	۹۵ ر	شیخ محمود علی صاحب سیوہارہ	[illegible]	وظائف قیمت چرم قربانی
۷۲	۹۶ ر	محمد مصطفیٰ علی صاحب علوی لکھنؤ	عہ	امداد عام
۷۳ ۳	۹۷ ر	پیرزادہ مولوی عبدالحی صاحب صدیقی کلکتہ	[illegible]	ر
۷۴ ۴	۹۸ ر	چاند خانصاحب بتوسط جناب حافظ محمد ابراہیم صاحب موضع حوض رانی	معہ ر	قیمت چرم قربانی
۷۵ ۵	۹۹ ر	جناب نعیم خانصاحب جامعت ... صاحبان بتوسط بالا	عہ	ر
۷۶ ۶	۱۰۰ ر	سالم خاں محمد اعظم علی صاحبان ر	معہ	ر
۷۷	رسید جلد ۱۳ ۱	حافظ احمد حسن صاحب ہردوئی	[illegible]	ایصال ثواب
۷۸	۲ ر	حافظ عبدالمجید محمد صابر صاحبان مرسلہ بشیرہ بالا	[illegible]	زکوٰۃ

نمبر شمار	نمبر رسید جلد	نام نامی	رقم	مد
۷۹	۱۳ ۱	جناب ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خانصاحب ہر... مرسلہ حافظ احمد حسن صاحب	عہ	ایصال ثواب
۸۰	۳ ر	جناب سید لائق علی صاحب ر ر	[illegible]	امداد عام
۸۱	۵ ر	حاجی محمد ظہور صاحب مارہرہ	ے ر	حفظ ایتام
۸۲	۶ ر	عالیجناب نواب نثار یار جنگ بہادر حیدرآباد دکن	عہ	ایصال ثواب
۸۳	۷ ر	جناب شہریار احمد خانصاحب ضلع ...	[illegible]	امداد عام
۸۴	۸ ر	مولوی حکیم نور محمد صاحب گونڈہ	عہ	ر
۸۵	۹ ر	اسرار احمد صاحب ... مرادآباد	[illegible]	زکوٰۃ
۸۶	۱۰ ر	سید رسول صاحب ...	ے ر	امداد عام
۸۷	۱۱ ر	سید عبدالغنی صاحب چنا منڈی	[illegible]	ر
۸۸	۱۲ ر	محترمہ والدہ صاحبہ خالد منعم عباسی دہلی قرول باغ (بابت اکتوبر نومبر دسمبر ۱۹۵۲ء)	ے ر	ر
۸۹	۱۳ ر	جناب مولوی حیات بخش صاحب مرسلہ جناب حافظ عبدالواحد صاحب ابوالعلائی ہزاری باغ	ے ر	وظائف قیمت چرم قربانی
۹۰	۱۴ ر	جناب عبدالحفیظ صاحب ر ر	۸ر	ر
۹۱	۱۵ ر	کامدار خانصاحب ر ر	۸ر	امداد عام
۹۲	۱۶ ر	محترمہ بشیرہ صاحبہ رضا مرزا صاحب ...	[illegible]	ر
۹۳	۱۷ ر	بعض اہل خیر حضرات ... مرسلہ جناب حاجی ... کانپور	[illegible]	ر
۹۴	۱۸ ر	جناب شیخ ضمیر احمد صاحب سنبھل	عہ	ایصال ثواب
۹۵	۱۹ ر	اعجاز احمد صاحب فاروقی ... امداد عام کی زکوٰۃ کی وظائف ...	معہ ر	
۹۶	۲۰ ر	جناب حکیم احمد علی صاحب ...	ے	زکوٰۃ
۹۷	۲۱ ر	محمد نسیم اللہ صاحب انصاری ...	عہ	امداد عام
۹۸	۲۲ ر	مسٹر شفیق احمد صاحب بی اے ... (بابت ماہ جنوری ۱۹۵۳ء)	۶	ایصال ثواب

نمبر شمار	نمبر رجسٹر جلد	نام نامی	رقم	مد
۹۹	جلد	جناب غلام محمد صاحب کپاؤنڈر مرسلہ جناب حاجی امام الدین صاحب سلانوالی (دخیرات)	صہ	وظائف ایتام
۱۰۰	۵۰	جناب باغ علی صاحب لاہور	صہ	امداد عام
۱۰۱	جلد	ڈاکٹر محمد حبیب الرحمن خاں صاحب شاستی دہلی	صہ	ایصال ثواب
۱۰۲	۲	چودھری عبد الحبیب صاحب سندیلہ	صہ	"
۱۰۳	۳	اہلیہ امین و اشرف صاحبان کیسیرہ	صہ	امداد عام
۱۰۴	۴	سید عبد المالک صاحب مرسلہ سید محمد یوسف صاحب موضع گوٹھا	صہ	وظائف قیمت جرم دفتر
۱۰۵	۵	حاجی خدا بخش صاحب کیپٹن افغانان	صہ	زکوۃ
۱۰۶	۶	محترمہ بیگم صاحبہ جناب کیپٹن ڈاکٹر سید محمد اعجاز صاحب کرنال (بابت ماہ دسمبر ۳۵ء)	صہ	امداد عام
۱۰۷	۷	جناب الحاج کیپٹن مولوی غلام محمد صاحب بہادر (بابت صبر...)	صہ	زکوۃ
۱۰۸	۸	مسماۃ حسین خاں صاحب الہ آباد	صہ	ایصال ثواب
۱۰۹	۹	امانت اللہ خلیل الرحمن صاحبان مرسلہ مولوی عبد الحی محمد حسن صاحبان مسو ناتھ بھنجن	صہ	زکوۃ
۱۱۰	۱۰	جناب مولوی معصوم علی خاں صاحب سنبھل	صہ	امداد عام
۱۱۱	۱۱	عبد الرحمن صاحب مرسلہ عبد الحمید صاحب بنارس	صہ	"
۱۱۲	۱۲	حوالدار شیخ امیر علی صاحب جمعدار ...	صہ	"
۱۱۳	۱۳	شیخ مینو صاحب نائیک مرسلہ " "	صہ	"
۱۱۴	۱۴	بابو محمد حیات صاحب " "	صہ	"
۱۱۵	۱۵	حوالدار محمد اسمٰعیل صاحب " "	صہ	"
۱۱۶	۱۶	نائیک شیخ مستان صاحب " "	صہ	"
۱۱۷	۱۷	نائیک محمد قاسم صاحب " "	صہ	"
۱۱۸	۱۸	لیس نائیک سی ابراہیم صاحب " "	صہ	"
۱۱۹	۱۹	ساجد صاحب سپاہی " "	صہ	"

نمبر شمار	نمبر رجسٹر جلد	نام نامی	رقم	مد
۱۲۰	جلد ۲۳۹	جناب سپاہی محمد عثمان صاحب مرسلہ شیخ ...	صہ	امداد عام
۱۲۱	۲۱	سپاہی عبد الرحمن صاحب " "	صہ	"
۱۲۲	۲۰	محترمہ حسین فاطمہ صاحبہ زبیری بتوسط جناب ... صاحب چودھری محمد صالح صاحب مارہرہ	صہ	"
۱۲۳	۲۳	جناب محمد نور الہدیٰ صاحب لال باغ	صہ	ایصال ثواب
۱۲۴	۲۴	محترمہ بیگم صاحبہ فاروق مرزا صاحب دہلی قرولباغ	صہ	امداد عام
۱۲۵	۲۵	جناب مفتی محمد عبد اللہ صاحب ٹانکی بیگنی	صہ	"
۱۲۶	۲۶	مولوی جمیل حسن صاحب مرسلہ حافظ عبد الواحد صاحب ابو العلائی ہزاری باغ	صہ	وظائف (رفوہ)
۱۲۷	۲۷	جناب ڈاکٹر محمد بشیر الدین صاحب شاہجہانپوری	صہ	تعلیم ایتام
۱۲۸	۲۸	از جانب انجمن امداد المسلمین بتوسط حافظ عبد اللہ صاحب انصاری ٹکیا بارہ	صہ	ایصال ثواب
۱۲۹	۲۹	جناب حافظ عبد اللہ صاحب انصاری "	صہ	ایصال ثواب / وظائف
۱۳۰	جلد ۲۳	جناب محمد ولد نانا میاں صاحبان ... مرسلہ جناب حاجی امام الدین صاحب سلانوالی	عصہ	وظائف سادات
۱۳۱	۲۳	فتح محمد ولد بنو صاحب مرسلہ " "	عصہ	"
۱۳۲	۲۴	چودھری غلام محمد صاحب سلانوالی "	عصہ	تعلیم ایتام
۱۳۳	۲۵	اللہ دین صاحب ... "	عصہ	"
۱۳۴	۲۶	غلام شبیر صاحب بتوسط جناب ...	عصہ	امداد عام
۱۳۵	۲۷	... بخش صاحب "		"
۱۳۶	۲۸	سید محمد خفیف صاحب مراد نگر	عصہ	وظائف تعلیم
۱۳۷	۲۹	سید جمیل احمد صاحب جیلانی دہلی	عصہ	"
۱۳۸	۳۰	سید محمد رفیع صاحب "	عصہ	"
۱۳۹	۳۱	سید محمد قاسم صاحب مرسلہ سید محمد یوسف صاحب ...	عصہ	"

نمبر شمار	نمبر رسید و جلد	نام نامی	رقم	مد
۱۴۰	۳۳ ۴۴	جناب محمد حسن خاں صاحب مرسلہ جناب خدابخش صاحب کھیڑہ افغاناں	عمر	وظائف / رمضان (زکوٰۃ)
۱۴۱	″ ۳۳	محترمہ مریم صاحبہ ، مرسلہ ″ ″	عمر	امداد طعام
۱۴۲	″ ۳۴	جناب حاجی حیدر علی خاں صاحب مرسلہ جناب بی ہمن صاحب	عمر	″
۱۴۳	″ ۳۵	محترمہ صاحبہ فخرالدین خاں صاحب کانپور ″ ″	عمر	″
۱۴۴	″ ۳۶	جناب سید قادر صاحب مدراس	عمر	″
۱۴۵	″ ۳۷	″ شیخ غلام قادر صاحب گاوزر بتوسط جناب حافظ عبدالواحد صاحب الہ العلائی ہزاری باغ	عمر	زکوٰۃ
		ذریعہ جناب حکیم محمود علی خاں صاحب وکیل سیواڑہ		
۱۴۶	رسید ۱۴۹ جلد	جناب حبیب خاں صاحب بتوسط مولانا محمد اللہ صاحب	عمر	وظائف طلبا (بقیہ)
۱۴۷	″ ۷	محترمہ اہلیہ صاحبہ عمر علی خاں صاحب ″ ″	صر	″
۱۴۸	″ ۸	جناب مشتاق احمد صاحب ″ ″	سے	″
۱۴۹	″ ۹	محترمہ اہلیہ صاحبہ منشی وحید الزماں صاحب ″ ″	عار	″
۱۵۰	″ ۱۰	″ شاہجہاں بیگم صاحبہ ″ ″	عمر	″
۱۵۱	″ ۱۱	جناب امیر علی صاحب ″ ″	عمر	″
۱۵۲	″ ۱۲	محترمہ اہلیہ صاحبہ مولوی محمد عزا علی خاں صاحب ″ ″	عمر	″
۱۵۳	″ ۱۳	جناب مولانا محمد اللہ صاحب ″	عمر	″
۱۵۴	″ ۱۴	محترمہ مریم بیگم صاحبہ بتیسا ″	صر	وظائف طلبا (بقیہ)
۱۵۵	″ ۱۵	جناب منشی محمد عبدالقیوم خاں صاحب ٹونکی ″ ″	عمر	″
۱۵۶	رسید ۱۵۱ جلد	″ محمد شفیع صاحب بساطی ″ ″	عمر	زکوٰۃ
۱۵۷	″ ۴۱	″ امیر علی صاحب ″ ″	عمر	وظائف طلبا (بقیہ)
۱۵۸	″ ۴۲	″ مولا بخش صاحب ″ ″	عا	″
۱۵۹	″ ۴۳	″ محمود خاں صاحب ″ ″	صر	″
۱۶۰	″ ۴۴	نمازیان عیدگاہ قصبہ آمیر ″ ″	معہ	″

نمبر شمار	نمبر رسید و جلد	نام نامی	رقم	مد
۱۶۱	رسید ۱۵۱ جلد ۴۵	محترمہ اہلیہ صاحبہ منشی عبدالغنی خاں صاحب ٹونکی بتوسط	عمر	وظائف طلبا
۱۶۲	رسید ۱۵۳ جلد	″ بیگم صاحبہ حکیم فیاض الدین خاں صاحب ″ جیپور	صہ	زکوٰۃ
۱۶۳	″ ۲	″ والدہ صاحبہ نعیم الدین خاں صاحب ″	عمر	″
۱۶۴	″ ۳	جناب امان اللہ خاں صاحب ″	عمر	″
۱۶۵	″ ۴	″ مہدی علی خاں صاحب ″	عاہ	″
۱۶۶	″ ۵	″ محمد شفیع بیجو صاحب ″	عمر	امداد طعام
۱۶۷	″ ۶	″ عبدالمجید صاحب ″	عمر	زکوٰۃ
۱۶۸	″ ۷	″ حاجی دین محمد صاحب ″	عمر	″
۱۶۹	″ ۸	″ وسیع اللہ صاحب ″	عمر	″
۱۷۰	″ ۹	″ عبدالرحمن خاں صاحب ″	عمر	″
۱۷۱	″ ۱۰	محترمہ اختر صاحبہ تیر صاحب بالیوکاٹیہ ″	عمر	″
۱۷۲	″ ۱۱	جناب نذیر صاحب نداف ″	عمر	″
۱۷۳	″ ۱۲	″ خیرو صاحب سقہ ″	عمر	″
۱۷۴	″ ۱۳	محترمہ بشیرہ صاحبہ الہ احمد علی خاں صاحب ″	۶ر	″
۱۷۵	″ ۱۴	جناب حکیم محمد عظیم الدین خاں صاحب ″	صر	″
۱۷۶	″ ۱۵	″ سکندر خاں صاحب وکیل آمیر	عسہ	″
۱۷۷	″ ۱۶	محترمہ بیگم صاحبہ جناب حکیم محمد عظیم الدین خاں صاحب جیپور	لعہ	″
۱۷۸	″ ۱۷	جناب حکیم محمد عظیم الدین خاں صاحب ″	صہ	″
		ذریعہ جناب مولوی ناظم حسین خاں صاحب صدیقی		
۱۷۹	رسید ۱۱۹ جلد ۳۹	جناب محمد عثمان صاحب جودھپور	عسہ	خلافت (جدید)
۱۸۰	″ ۴۰	″ صلوم الدین صاحب ″	عمر	امداد طعام
		ذریعہ جناب حاجی اللہ دین و نذیر علی صاحبان بیکانیر		
۱۸۱	″ ۴۱	جناب ماسٹر عبدالستار صاحب بیکانیر	عاہ	امداد طعام
۱۸۲	″ ۴۲	″ عبدالغنی صاحب ″	ہے	بکوتی

نمبر شمار	نمبر رسید وجلد	نام نامی		رقم	مد	نمبر شمار	نمبر رسید وجلد	نام نامی		رقم	مد
۱۸۳	۴۳ ۱۱۹	جناب منگتو جی صاحب رنگ والے	بیکانیر	عہ	امداد عام	۲۰۸	۶۸ ۲۱۹	جناب ظالم جی اسمٰعیل جی صاحب چھیپا	بیکانیر	[illegible]	زکوٰۃ، وظائف حجرات عصر
۱۸۴	۴۴ ،،	،، سید فخر الدین صاحب	،،	عصر	زکوٰۃ	۲۰۹	۶۹ ،،	،، حاجی اللہ دین محمد صاحب	،،	[illegible]	زکوٰۃ
۱۸۵	۴۵ ،،	،، حاجی اللہ دین صاحب پنجابی	،،	[illegible]	،،	۲۱۰	۷۰ ،،	،، قاسم جی امام بخش جی صاحب	،،	عصر	،،
۱۸۶	۴۶ ،،	،، اللہ دین صاحب تیلیاں	،،	عام	وظائف (حجرات)	۲۱۱	۷۱ ،،	،، سید منیر علی شاہ صاحب	،،	عہ	وظائف (حجرات)
۱۸۷	۴۷ ،،	،، نظام الدین صاحب	،،	عصر	امداد عام	۲۱۲	۷۲ ،،	،، حاجی ماتان جی موسیٰ جی صاحب	،،	[illegible]	زکوٰۃ
۱۸۸	۴۸ ،،	،، نصیر الدین صاحب	،،	عصر	،،	۲۱۳	۷۳ ،،	،، نادر بخش جی اللہ رکھو جی صاحب	،،	[illegible]	،،
۱۸۹	۴۹ ،،	،، عبد المجید صاحب	،،	عصر	،،	۲۱۴	۷۴ ،،	،، بھورا فرید جی صاحب	،،	عصر	وظائف (حجرات)
۱۹۰	۵۰ ،،	،، حاجی احمد صاحب	،،	عار	،،	۲۱۵	۷۵ ،،	یوسف سلیمان جی صاحب چھیپا	،،	[illegible]	زکوٰۃ
۱۹۱	۵۱ ،،	،، رحمت علی صاحب	،،	عصر	،،	۲۱۶	۷۶ ،،	،، حاجی چھوٹو جی کالو جی صاحب	،،	عصر	وظائف (حجرات)
۱۹۲	۵۲ ،،	،، میراں بخش صاحب	،،	عصر	زکوٰۃ	۲۱۷	۷۷ ،،	،، بھورا جی ابراہیم جی صاحب	،،	[illegible]	زکوٰۃ، وظائف حجرات
۱۹۳	۵۳ ،،	،، سبحان صاحب	،،	عصر	امداد عام	۲۱۸	۷۸ ،،	،، منگتو سلیمان جی صاحب	،،	عصر	زکوٰۃ
۱۹۴	۵۴ ،،	،، محمد شفیع صاحب	،،	عصر	،،	۲۱۹	۷۹ ،،	،، لال محمد جی نور محمد جی صاحب	،،	عصر	وظائف (حجرات)
۱۹۵	۵۵ ،،	،، اسمٰعیل جی صاحب	،،	عصر	،،	۲۲۰	۸۰ ،،	،، معز الدین اللہ بخش صاحب	،،	عصر	،،
۱۹۶	۵۶ ،،	،، غلام محمد صاحب	،،	عصر	،،	۲۲۱	۸۱ ،،	،، حاجی نظام الدین صاحب چھیپا	،،	عصر	زکوٰۃ
۱۹۷	۵۷ ،،	،، حاجی محمد علی صاحب	،،	عـہ	زکوٰۃ	۲۲۲	۸۲ ،،	،، حاجی اشرف عبد اللہ جی صاحب چھیپا	،،	[illegible]	وظائف (حجرات)
۱۹۸	۵۸ ،،	،، رحمت علی روشن علی صاحب	،،	عـہ	،،	۲۲۳	۸۳ ،،	،، رحیم بخش خیر دین صاحب	،،	[illegible]	،،
۱۹۹	۵۹ ،،	،، حاجی قمر الدین صاحب	،،	عصر	امداد عام	۲۲۴	۸۴ ،،	،، سید مولا بخش صاحب	،،	عصر	،،
۲۰۰	۶۰ ،،	،، نبی بخش صاحب	،،	عصر	امداد عام	۲۲۵	۸۵ ،،	،، سید رحمت علی صاحب	،،	عام	امداد عام
۲۰۱	۶۱ ،،	،، عبد الرحیم احمد بخش جی صاحب	،،	عصر	،،	۲۲۶	۸۶ ،،	،، سید وزیر علی صاحب	،،	[illegible]	زکوٰۃ، وظائف حجرات
۲۰۲	۶۲ ،،	،، ولی صاحب لوہار	،،	عصر	،،	۲۲۷	۸۷ ،،	،، اسمٰعیل جی صاحب لوہار	،،	[illegible]	زکوٰۃ، وظائف حجرات
۲۰۳	۶۳ ،،	،، غلام نبی محمد بخش صاحب	،،	عصر	زکوٰۃ	۲۲۸	۸۸ ،،	،، سید امیر الدین ولد فرزند علی صاحب	،،	عصر	وظائف حجرات
۲۰۴	۶۴ ،،	،، حاجی محمد یٰسین صاحب	،،	عصر	امداد عام	۲۲۹	۸۹ ،،	،، سید امیر الدین ولد فرزند علی صاحب	،،	عصر	زکوٰۃ
۲۰۵	۶۵ ،،	،، مولا بخش صاحب بتوسط حاجی محمد یٰسین صاحب	،،	عصر	،،	۲۳۰	۹۰ ،،	،، عبد الرحمٰن صاحب	،،	عصر	،،
۲۰۶	۶۶ ،،	،، سید محمد علی صاحب بعض اہل خیر حضرات بتوسط	،،	عام	،،	۲۳۱	۹۱ ،،	،، سید نذر محمد ولی محمد صاحب	،،	عصر	امداد عام
۲۰۷	۶۷ ،،	،، کریم بخش صاحب سقہ	بیکانیر	عصر	،،	۲۳۲	۹۲ ،،	،، سید مولا بخش رمضان علی صاحب	،،	[illegible]	،،

نمبر شمار	نمبر رسید مطبوعہ	نام نامی		رقم	مد
۲۳۳	۹۳ جلد ۱۱۹	جناب حاجی محمد صدیق صاحب	بیکانیر	۶	وظائف جات
۲۳۴	۹۴ "	" بابو مولا بخش صاحب	"	صہ ر	امداد عام
۲۳۵	۹۵ "	" محمد رمضان صاحب	"	صہ ر	"
۲۳۶	۹۶ "	" منجانب حاجی خدا بخش صاحب مرحوم	"	صہ ر	"
۲۳۷	۹۷ "	" سید حاجی اسدالدین صاحب	"	صہ ر	"
۲۳۸	۹۸ "	" پیر جی عبدالغنی صاحب	"	صہ ر	"
۲۳۹	۹۹ "	" سیٹھ عبداللہ یوسف حسن صاحب	"	صہ ر	"
۲۴۰	۱۰۰ "	" میسرز کریم ہوٹل	"	عصر	"
۲۴۱	۱ جلد ۱۲۹	جناب مولا بخش محمد جی صاحب	"	عار	"
۲۴۲	۲ "	" اللہ بخش صاحب	"	عصر	"
۲۴۳	۳ "	" اکبر علی صاحب	"	عار	"
۲۴۴	۴ "	" مولا بخش محمد رمضان صاحب	"	عار	"
۲۴۵	۵ "	" یعقوب صاحب	"	عصر	"
۲۴۶	۶ "	" محمد صدیق صاحب	"	عصر	"
۲۴۷	۷ "	" فخرالدین صاحب	"	عصر	"
۲۴۸	۸ "	" کمال الدین جمال الدین صاحبان	"	عصر	"
۲۴۹	۹ "	" فقیر محمد ولی محمد صاحب	"	عصر	"
۲۵۰	۱۰ "	" اسحٰق محمد صاحب رنگریز	"	عصر	"
۲۵۱	۱۱ "	" سید نظام الدین صاحب	"	عصر	"
۲۵۲	۱۲ "	" لال محمد صاحب	"	عصر	"
۲۵۳	۱۳ "	" سید غلام شریف احمد صاحب	"	عار	"
۲۵۴	۱۴ "	" قادر غلام حسین صاحب	"	۸ر	"
۲۵۵	۱۵ "	" حاجی عثمان عبدالعلی صاحب حبیب محمد رمضان صاحب	"	[illegible]	"
۲۵۶	۱۶ "	" مدار بخش صاحب ہوٹل والے	"	عصر	"
۲۵۷	۱۷ "	" احمد جی صاحب چھیپا	"	عار	"
۲۵۸	۱۸ "	" حاجی لال محمد صاحب	"	عار	"
۲۵۹	۱۹ "	" سید اللہ بخش عرف بے شاہ صاحب	"	عصر	"
۲۶۰	۲۰ "	" منشی قمرالدین صاحب	"	عصر	"

مد	نمبر شمار	نمبر رسید مطبوعہ	نام نامی		رقم	مد
وظائف جات	۲۶۱	جلد ۱۲۹ نمبر ۲۱	جناب غلام محمد صاحب	بیکانیر	عصر	امداد
امداد عام	۲۶۲	۲۲ "	" عمرالدین صاحب	"	عصر	"
"	۲۶۳	۲۳ "	" سید شوکت علی صاحب	"	عصر	"
"	۲۶۴	۲۴ "	" ابراہیم جمال صاحب	"	عصر	"
"	۲۶۵	۲۵ "	" غلام محمد صاحب	"	عصر	"
"	۲۶۶	۲۶ "	" عبدالغنی صاحب	"	عصر	"
"	۲۶۷	۲۷ "	" قوری امیرالدین صاحب	"	عار	"
"	۲۶۸	۲۸ "	" عبدالغفور صاحب	"	۴ر	"
"	۲۶۹	۲۹ "	" عبدالرحیم صاحب ولد عیسیٰ صاحب	"	عصر	"
"	۲۷۰	۳۰ "	" مدار بخش جی صاحب	"	صہ ر	"
"	۲۷۱	۳۱ "	" بابو نور محمد ولد میاں بخش صاحب	"	عصر	"
"	۲۷۲	۳۲ "	" حاجی محمد صاحب ڈرائیور	"	عصر	"
"	۲۷۳	۳۳ "	" حبیب نور ولد الٰہیا جی صاحب	"	عصر	"
"	۲۷۴	۳۴ "	" اللہ بخش ولد غلام رسول صاحب - نورالدین صاحب	"	عصر ۴ر	"
"	۲۷۵	۳۵ "	" منشی الف الدین صاحب	"	عصر	"
"	۲۷۶	۳۶ "	" صوفی محمد عثمان صاحب	"	عصر	"
"	۲۷۷	۳۷ "	" مصطفیٰ صاحب	"	عار	"
"	۲۷۸	۳۸ "	" محمد صدیق صاحب	"	عصر	"
"	۲۷۹	جلد ۱۳۱ نمبر ۱۶	" مستری سبحان خاں صاحب	"	عصر	"
"	۲۸۰	۱۷ "	" معزالدین صاحب	"	عصر	"
"	۲۸۱	۱۸ "	" محمد بخش صاحب رنگریز	"	[illegible]	"
"	۲۸۲	۱۹ "	" صدرالدین صاحب	"	عصر	"
"	۲۸۳	۲۰ "	" عبدالرحمٰن جی صاحب	"	عصر	"
"	۲۸۴		آمدنی مد اشتراک رسالہ ندائے حرم		[illegible]	[illegible]

میزان آمدنی ماہ محرم الحرام ۱۳۶۵ھ [illegible]

احقر: ضیاء الدین عفی عنہ

معتمد - صیغہ دفتر دار العلوم صولتیہ مکہ معظمہ

دارالعلوم صولتیہ مکہ معظمہ کے اہم اغراض و مقاصد

۱ - مکہ معظمہ میں ہندوستانی طلبا کیلئے بالخصوص اور آفاقی طلباء کیلئے بالعموم تجوید و علم قرأت کی صحیح تعلیم کا انتظام کرنا -

۲ - ان ہونہار شائقین علم پردیسی طلباء کی تعلیم و قیام کا بلامعاوضہ بندوبست کرنا جو دنیائے اسلام سے تحصیل علوم اسلامیہ کے شوق میں مکہ معظمہ آتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ مرکز اسلام سے کچھ حاصل کرکے جائیں -

۳ مستحق و نادار طلباء کی حوصلہ افزائی کے لئے نقد وظائف امداد دینا -

۴ قابل طلباء کی حوصلہ افزائی کیلئے ان کو وظائف لیاقت دینا -

۵ یتیموں اور خاص طور پر مہاجرین حرم کے بچوں کی تعلیم و تربیت -

۶ - مرکزی حیثیت سے دنیائے اسلام کیلئے دارالعلوم کو جامعہ حرم یا مکہ یونیورسٹی بنانا -

۷ - دینی تعلیم کیساتھ صنعتی تعلیم کا انتظام اور مکمل دارالصنائع کا قیام اور اسکی مستقل عمارت بنانا -

۸ - دارالعلوم کے کتبخانہ کی مستقل عمارت تیار کرنا اور مرکزی شان کے لحاظ سے اسے وسعت دینا -

---

(رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۷۹۵)

ترجمان القرآن!

از

مولانا ابوالکلام آزاد

جلد دوم

یہ جلد اپنی نوعیت کے لحاظ سے پہلی جلد سے بھی زیادہ عظیم الشان ہے

حواشی زیادہ مفصل، دلکش اور اہم مسائل پر مشتمل ہیں، کتابت و طباعت بھی بہتر

چونکہ سورۂ انفال۔ کہف، مریم، انبیا وغیرہ اسی میں آگئی ہیں اور مولانا کو تر

کے جدید انتظام کے باعث جی کھول کر بحث کرنے کا موقع ملگیا ہے اس

سبب اپنے رنگ اور علمی خصوصیت کے اعتبار سے بے نظیر ہوگئی ہے سورۂ اعراف

سورۂ مومنون تک ہدیہ بلا جلد سے مجلّد عہ (اندرونِ ... محصول ...)

شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ لاہور

طابع ... شیخ حافظ ... الدین احمد نے ... پرنٹنگ ... میں باہتمام ... چھپوا کر ... شائع ...